

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے راہِ خُدا میں کھل کر قربانیاں
دینے کے حیرت انگیز واقعات پر مشتمل مستند تاریخ

فتوح الشام

(مکمل)

مصنّف

ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مفتی محمد فیاض چشتی

شاکر پبلی کیشنز لاہور

باہتمام ملک محمد شاکر
سن اشاعت نومبر 2018ء
طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت =/1100 روپے

ملنے کا پتہ:

شبیر برادرز اردو بازار لاہور فون: 042-7246006	نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور 0301-4377868	احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر، پاک پتن شریف	اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111	مکتبہ قادریہ داتا دربار مارکیٹ لاہور 042-37226193	معراج کتب خانہ اندرونی بوہڑ گیٹ ملتان 0323-7210125

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کاروائی کا حق رکھتا ہے۔

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اسلام کے ان مجاہدین کے نام کرتا ہوں جنہوں نے تلواروں کے سائے کے نیچے بھی اسلام کے پرچم کو سربلند رکھا۔

عکس ضیاء الامت ڈاکٹر محمد ابوالحسن شاہ صاحب بھیرہ شریف۔

اپنے والدین کے نام جن کی محنت اور محنت سے اس قابل بن سکا۔

احقر العباد

مفتی محمد فیاض چشتی

فہرست عنوانات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

علامہ واقدی (پیدائش: 10 ستمبر 747ء۔ وفات: 27 اپریل 823ء) دوسری صدی ہجری کے مؤرخ ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نام ونسب:

علامہ واقدی کا مکمل نام ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقدی الاسلمی ہے، جبکہ عموماً الواقدی کے نام سے معروف ومشہور ہیں۔ خطیب بغدادی نے مکمل نام یوں لکھا ہے: ابوعبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی المدینی۔

(تاریخ مدینۃ السلام المعروف بہ تاریخ بغداد، جلد 4 ص 5)

امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نام لکھا ہے۔ (: تذکرۃ الحفاظ، جلد 1 ص 348)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم محرم 130ھ مطابق 10 ستمبر 747ء کو ہوئی۔ اُس وقت بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان ثانی کا دورِ حکومت تھا۔ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے الوافی بالوفیات میں سال ولادت 129ھ بیان کیا ہے۔ (الوافی بالوفیات، جلد 4 ص 168)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ولادت 130ھ بیان کیا ہے۔ (تاریخ بغداد، جلد 4 ص 5)

ابتدائی حالات اور عباسی دربار تک رسائی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور اِن کی نسبت ''الواقدی'' اپنے دادا ''الواقد الاسلمی'' کے نام سے ہے جو مدینہ منورہ میں بنو اسلم کے ایک گندم فروش عبد اللہ بن بریدہ کے غلام تھے۔

(معجم المولفین، جلد 11 ص 95/96)

ابن سعد کے کہا ہے کہ الواقدی بنو اسلم کی ایک شاخ بنو سہم کے مولی تھے۔ (تاریخ بغداد، جلد 4 ص 31)

سنہ 170 ہجری مطابق 786ء میں جب عباسی خلیفہ ہارون الرشید حج کے لیے بغداد سے حجاز آئے تو الواقدی کا تعارف اُن سے ایک مستعد عالم کی حیثیت سے کروایا گیا۔ چنانچہ جب خلیفہ ہارون الرشید اور اُن کے وزیر یحییٰ برمکی نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی تو الواقدی نے اُن کے معلم یعنی رہنما کے فرائض سرانجام دیے (آج کل مقامات کے متعلق معلومات فراہم کرنے والے شخص کو گائیڈ کہا جاتا ہے، یہاں غالباً الواقدی گائیڈ ہی رہے ہوں گے جو خود مدنی ہونے کے سبب مدینہ منورہ کے تمام مقامات سے واقف تھے۔)۔ (تاریخ طبری، جلد 3 ص 605)

ابن سعد نے طبقات الکبیر میں لکھا ہے کہ اِس موقع پر یعنی عباسی خلیفہ کے معلم کی حیثیت سے دربارِ خلافت سے جو مراسم و تعلقات پیدا ہو گئے تھے، الواقدی نے سنہ 180 ہجری مطابق 796ء تک اِن مراسم و تعلقات سے فائدہ اُٹھایا۔(طبقات الکبیر، جلد 2/7 ص 77۔)

بعد ازاں جب علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو وہ پہلے بغداد گئے اور پھر وہاں سے الرقہ روانہ ہوئے جہاں اُن دِنوں عباسی خلیفہ ہارون الرشید مقیم تھے۔(تاریخ طبری، جلد 3 ص 645)

عباسی وزیر یحییٰ برمکی نے الواقدی کی بڑی خاطر مدارت کی اور اُنہیں خلیفہ عباسی کی خدمت میں حاضر کیا۔ خلیفہ نے مدینہ منورہ کا سفر یاد کر کے الواقدی کو تحائف سے مالا مال کر دیا۔ اِن تمام حالات کو الواقدی نے جو دربارِ خلافت تک پہنچنے اور وہاں اپنی خاطر مدارت کے دوران میں پیش آئے، مفصل انداز میں تحریر کیے ہیں اور یہ تمام حالات کو ابن سعد نے طبقات الکبیر میں نقل کر دیا ہے۔(طبقات الکبیر، جلد 7 ص 314)

تحصیل علم

علامہ واقدی نے جن محدثین اور فقیہین سے تحصیل علم حاصل کیا وہ یہ ہیں: (سیر اعلام النبلا، جلد 7)

امام دار الہجرۃ حضرت انس بن مالک: 93ھ میں ولادت ہوئی اور ربیع الاول 179ھ میں مدینہ میں اِنتقال کیا۔ قریباً 39 سال بنواُمیہ کا زمانہ دیکھا اور 47 سال عباسی خلافت کا عہد۔ ابتدائی عمر فقر و فاقہ میں گزری مگر بعد ازاں خوشحال ہو گئے تھے۔ اُس زمانے میں امام مالک سے بڑا کوئی عالم و فقیہ مدینہ میں نہ تھا بلکہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مصداق تھے، اِس پیشگوئی کے 83 سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور تمام عمر مدینہ منورہ میں مقیم رہے، کہیں اور نہ سفر کیا اور نہ مسکن بنایا۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے باوجود اصرار کے مدینہ سے بغداد جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ احادیث مبارکہ کو ایک کتابی شکل میں مرتب کیا جس کا نام الموطا رکھا جو حدیث کی ابتدائی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ ربیع الاول 179ھ میں مدینہ منورہ کے اِس عظیم عالم نے 86 سال کی عمر میں دنیا کو خیر باد کہا۔ تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ الواقدی نے عمر کا دو تہائی حصہ امام مالک سے تحصیل علم میں صرف کیا۔

امام الفقیہ المحدث ابو یزید الکلاعی ثور بن یزید: یہ شام کے شہر حمص میں مقیم تھے۔ 153ھ میں شام کے شہر حمص میں اِنتقال کیا۔(سیر اعلام النبلا، جلد 6 ص 345)

امام محمد بن عجلان القرشی المدنی: مدینہ منورہ میں مقیم رہے، محدثین نے اِنہیں الصادق اور امام القدوۃ کے نام سے پکارا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہدِ خلافت میں پیدا ہوئے اور 148ھ میں مدینۃ منورہ میں اِنتقال کیا۔

(سیر اعلام النبلا، جلد 6 ص 322)

محمد بن عبدالرحمن بن المغیرۃ بن الحارث بن ابی ذئب: مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، الواقدی نے اِن کا سنہ ولادت 80ھ بیان کیا ہے۔ قبیلہ عامر سے تعلق کی بنا پر عامری کہلاتے تھے۔ محدثین نے اِنہیں شیخ الاسلام، الامام الفقیہ کے القابات سے پکارا

ہے۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور کے زمانہ میں بغداد چلے گئے تھے جہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ اِن سے مستفید ہوئے۔ امام الدارمی سے اِن کے متعلق پوچھا گیا تو کہا" یہ ثقہ ہیں"۔ سنہ 158ھ میں کوفہ عراق میں 78 سال کی عمر میں اِنتقال کیا۔ (سیر اعلام النبلا)

ابوعُروۃ مَعمَر بن الراشد بن ابی عمرو الاذدِی: نام مَعمَر ہے اور کنیت ابوعُروۃ ہے۔ سنہ 95ھ میں بصرہ عراق میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں 110ھ میں تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ محدثین نے اِنہیں شیخ الاسلام، الامام الحافظ کے القابات سے پکارا ہے۔ یمن کا سفر بھی اِختیار کیا۔ رمضان المبارک 153ھ میں 58 سال کی عمر میں یمن میں اِنتقال کیا۔ (سیر اعلام النبلا)

ابوالعباس ہشام بن الغاز الامام المُقر ی الجُرشی الدمشقی: دمشق میں مقیم رہے اور وہیں 153ھ میں اِنتقال کیا۔ (سیر اعلام النبلا)

ابن جُریج | اُسامہ بن زید التابعی | ابی بکر بن ابی سبرۃ | امام سفیان ثوری | ابی معشر۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد

خطیب بغدادی نے ایک فہرست بیان کی ہے جس میں الواقدی سے تحصیل علم کرنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں، وہ حضرات یہ ہیں:

محمد بن سعد کاتب الواقدی صاحب طبقات الکبیر متوفی 230ھ، ابوحسان الزِیادی، محمد بن اسحاق الصَاغانی، احمد بن الخلیل البُرجلانی، عبداللہ بن الحسن الہاشمی، احمد بن عبید بن ناصح، محمد بن شجاع الثلجی، الحارث بن ابی اُسامہ۔

(تاریخ بغداد، جلد 4 ص 5)

منصب قضاۃ یا قاضی عسکر

قدیم تر ماخذ کتب میں یہ ذِکر نہیں ملتا کہ الواقدی کو خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے بغداد کے مشرقی حصہ کی قضاۃ کا منصب بھی عطا ہوا تھا۔ یہ ذِکر اولاً یاقوت حموی کی کتاب معجم الادباء میں مذکور ہوا ہے اور اِس کی کوئی سند بھی بیان نہیں کی گئی۔ (معجم الادباء، جلد 7 ص 56)

اِس کے برعکس یہ امر یقینی ہے جسے طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ عباسی خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں داخلے کے بعد 204 ہجری مطابق 819ء میں الواقدی کو رصافہ میں قاضی عسکر مقرر کر دیا تھا۔

(تاریخ طبری، جلد 3 ص 1037)

خلیفہ عباسی مامون الرشید کے ابتدائی عہدِ خلافت یعنی 198 ہجری مطابق 814ء/815ء تک الواقدی پیرانہ سالی میں آچکے تھے، اُن کی عمر کے 68 سال گزر چکے تھے۔ اِسی طرح جب 204 ہجری مطابق 819ء میں اُنہیں رصافہ میں قاضی عسکر مقرر کیا گیا تب وہ 74 برس کے ہو چکے تھے اور مامون کے عہدِ خلافت میں یہ اِنتہائی پیرانہ سالی کی تقرری تھی۔

ابن خلکان کو اِس تقرری پر مغالطہ ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ رصافہ میں قاضی عسکر ابن قتیبہ کو مقرر کیا گیا تھا اور الواقدی کو بغداد کے مغربی علاقے کا قاضی مقرر کیا گیا تھا، حالانکہ ابن قتیبہ نے ابن سعد سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مغربی بغداد کے قاضی نے الواقدی کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔ (وفیات الاعیان، جلد 1 ص 640)

خلیفہ عباسی مامون الرشید سے وابستگی

خلیفہ عباسی مامون الرشید کے ساتھ الواقدی کے تعلقات نہایت گہرے تھے۔ الواقدی نے اپنا وصی خلیفہ کو مقرر کیا تھا، جب 207 ہجری کے اِختتام پر الواقدی اِنتقال کر گئے تو خلیفہ عباسی مامون الرشید نے بذاتِ خود اُن کے تمام فرائض کو خود سرانجام دِیا۔ (طبقات الکبیر، جلد 2/7، ص 77)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اور خلفائے عباسیہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت آخری اُموی خلیفہ مروان ثانی کے عہدِ خلافت میں ہوئی تھی۔ الواقدی 2 سال کے تھے جب بنواُمیہ کا اِقتدار بنوعباس نے اُلٹ دیا اور براہِ راست عباسیوں کی حکومت و خلافت قائم ہوگئی۔ الواقدی نے آٹھ خلفاء کا عہدِ خلافت دیکھا۔ گوناگوں سیاسی حالات کی خرابی اور اِنتظامی خرابیاں جو بنواُمیہ کے اواخر عہد میں پیدا ہوگئی تھیں، تب الواقدی بچپن کے دِن گزار رہے تھے۔ بنوعباس کے قیام میں وہ لڑکپن میں آچکے تھے اور ابوجعفر المنصور کی خلافت کے اواخر سالوں میں وہ عہدِ شباب میں داخل ہوچکے تھے۔ گویا بنوعباس کی ابتدائی تاریخ اُن کی آنکھوں کے سامنے گزری اور تاریخ کے اوراق پر محفوظ ہوئی اور اِن ابتدائی حالات کو مرتب کرنے والوں میں سے ایک وہ خود بھی تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اور عباسی وزیر یحییٰ برمکی

برامکہ کے زوال کے بعد بھی الواقدی نے یحییٰ برمکی کے ساتھ اپنی احسان مندی کا اِظہار کبھی اخفا میں نہیں کیا۔ عباسی وزیر یحییٰ برمکی نے اُنہیں خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں حاضر کیا تھا اور کئی بار الواقدی کو مالی مشکلات سے نجات دلائی تھی جن میں وہ کئی بار مبتلا ہوئے، اِس کی ایک مثال خود الواقدی نے بیان کی ہے، اِس مثال کو ابن سعد نے طبقات الکبیر میں نقل کر دیا ہے۔ (طبقات الکبیر، جلد 5 ص 319)

اِس مثال سے وزیر یحییٰ برمکی کے جود و سخاء کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ قصہ بعد ازاں مورخ اُلمسعودی، یاقوت الحموی اور ابن خلکان نے قدرے اِختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (معجم الادباء، جلد 7 ص 57)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی 31 تصانیف میں سے اب صرف ایک باقی ہے جو مکمل محفوظ ہے اور وہ ہے "اَلْمَغَازِی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ امتدادِ زمانہ کے سبب 30 تصانیف میں سے صرف ایک کا مخطوطہ گزشتہ صدی دریافت ہوا تھا اور وہ بھی نامکمل صورت میں۔ ابن سعد نے الواقدی کی کئی تصانیف کو اپنی تصانیف کا حصہ بناتے ہوئے محفوظ کر دیا ہے اور اب یہ ابن سعد کی کتب میں

ہی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ابن ندیم کا الفہرست میں الواقدی کی اُن کتب کا تذکرہ کرنا جواب موجود نہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن ندیم کے زمانہ تک یہ تمام کتب دستیاب ہوسکتی تھیں اسی لیے اِن کا تذکرہ کیا گیا۔ ابن ندیمنے الفہرست میں الواقدی کی جن تصانیف کا ذکر کیا ہے، قریب قریب یاقوت الحموی نے بھی معجم الادباء میں اِنہی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ الواقدی کی تصانیف کا ایک بڑا حصہ تاریخی نوعیت کا ہے اور بعض قران کریم، حدیث اور فقہ سے متعلق ہیں۔ ابن سعد بغدادی نے طبقات الکبیر میں اور ابن ندیم نے الفہرست میں جن تصانیف کا ذکر کیا ہے۔(تکملۃ براکلمان: جلد 1 ص135)

الصفدی نے بھی الوافی بالوفیات میں اِنہی کتب کا ذکر کیا ہے۔(الوافی بالوفیات)

براکلمان نے بھی الواقدی کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔(تکملۃ براکلمان: جلد 1 ص135)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست

التاریخ وَ المغَازِی والمَبْعث	کتاب التّرغیب فی علم المغازِی و غلط الرجال
کتاب المناکح	کتاب ذکر الاذان
کتاب الآداب	کتاب التاریخ الکبیر
کتاب غلط الحدیث	کتاب السنۃ والجماعۃ و ذم الھوی و ترک الخروج فی الفتن

کتاب الاختلاف و یحتوی علی الاختلاف اھل المدینۃ والکوفۃ فی الشفعۃ و الصدقۃ والھبۃ والعمری والرقی والودیعۃ والعاریۃ والبضاعۃ والمضاربۃ والغصب والشرکۃ والحدود والشھادات۔

اخبار مکہ	الطبقات
فتوح الشام	فتوح العراق
الجمل	مقتل الحسین رضی اللہ عنہ
السیرۃ	ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَلرِّدَّۃ وَ الدَّار	حزب الاوس وَ الخَزرج
صفین	وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اُمراء الحبشۃ والفیل	السقیفۃ و بیعۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ
سیرۃ ابی بکر و وفاتہ	

مراعی قریش وَ الانصار فی القتائع و وضعع وعمر، الدواوین و تصریف القبائل و مراتبھا وانسابھا۔

مولد الحسن والحسین رضی اللہ عنھم	ضرب الدنانیر والدراھم
تاریخ الفقھا	کتاب فی الطعام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فتوح ارمینیة و بلاد ما بین النہرین فتوح البنساء

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ 78 سال کی عمر میں سوموار 11 ذوالحجہ 207 ہجری مطابق 27 اپریل 823ء کو بوقتِ عشاء بغداد میں فوت ہوئے۔ تدفین منگل 12 ذوالحجہ 207ھ مطابق 28 اپریل 823ء کو کی گئی۔

(تاریخ بغداد، جلد 4 ص 6)

تدفین مقبرہ خیزران میں کی گئی جو خلفائے عباسیہ اور بغداد کے مشاہیر کے لیے وقف تھا۔ ابن سعد نے طبقات الکبیر میں اور ابن ندیم نے الفہرست میں یہی تاریخ بیان کی ہے۔ (الوافی بالوفیات)

خطیب بغدادی نے عباس الدُّوری کا قول نقل کیا ہے کہ جس روز الواقدی فوت ہوئے تو خلیفہ المامون خود اِن کی تجہیز و تکفین کے لیے محل سے نکلا اور انہیں اپنے ہاتھوں سے سپردِ خاک کیا۔ (تاریخ بغداد، جلد 4 ص 31)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مورخ اور کتاب المغازی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیتِ مورخ، تاریخ اِسلام کے ابتدائی مورخین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد جن کی طبقات الکبیر جو طبقات ابن سعد کے نام سے مشہور ہے، وہ بھی الواقدی کے کاتب اور شاگرد تھے اور عموماً کاتب الواقدی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی ذوق مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کی ابتدائی اور اِسلام کی ابتدائی تاریخ و زمانہ تابعین کی تاریخ پر حاوی ہے۔ علامہ واقدی کی تمام تصانیف میں چھ صرف ''المغازی'' بطور ایک مستقل کتاب کے محفوظ رہ سکی ہے۔ کتاب طبقات جو 186ھ تک کے تاریخی واقعات پر مبنی ہے، اِس کتاب کو ابن سعد نے اپنی تصنیف طبقات الکبیر کے لیے اساس بنایا ہے اور اِس سلسلے میں علامہ واقدی کی السیرۃ اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ مزید یہ کہ ابن سعد کی طبقات الکبیر میں مغازی اور واقعات کی اصل سند الواقدی ہی ہیں۔ مورخ طبری نے اپنی تصنیف ''تاریخ الرسل والملوک'' المعروف بہ تاریخ طبری میں جا بجا الواقدی کے اِقتباسات و حوالہ جات دیے ہیں، تاریخ طبری کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ 179ھ تک لازماً تاریخی واقعات الواقدی کی "المغازی" سے ہی نقل کیے گئے ہیں۔ ابن حبیش (متوفی 584ھ) نے بھی کتاب الرِدَّۃ وَ الدَّار کے بہت سے اِقتباسات کو نقل کر کے محفوظ کر دیا ہے، یہ کتاب خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت کے متعلق تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ مستشرق کائتانی نے یہ کتاب گزشتہ صدی میں دریافت کر لی تھی۔ جس کا مخطوطہ محفوظ کر لیا گیا تھا۔ فتوح الشام اور فتوح العراق محفوظ نہیں رہ سکیں اور جو کتب علاوہ اِس کے ہیں، وہ بہت بعد کی ہیں۔ الواقدی نے اپنی اہم ترین اسناد کی فہرست اپنی کتاب ''المغازی'' کے شروع میں درج کر دی ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست کو ابن سعد نے طبقات الکبیر میں بھی لکھا ہے اور مستشرق سخاو "Schau" نے اِس فہرست پر مفصل بحث کی ہے۔ اِس فہرست میں اُن سب علما کے نام درج ہیں جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے یا مدینہ منورہ آ کر مقیم ہوئے اور اُنہوں نے الواقدی سے تمام معلومات بہم پہنچائیں اور خود اُن کا سلسلہ اسناد امام الزہری متوفی 124ھ، عاصم بن عمر

یزید بن رومان تک جا پہنچتا ہے۔ اِس سلسلے میں بہت سے راویوں نے جیسے کہ ابو معشر، معمر بن الراشد، موسیٰ بن عقبہ نے جن سے الواقدی نے روایت کیا، خود بھی المَغَازِی پر کتب تصنیف کیں۔

امام محمد بن اسحاق جو ابن اسحاق کے نام سے ابتدائی سیرت نگاروں کی فہرست میں شامل ہیں، اِن کی وفات بغداد میں 151ھ میں ہوئی جب الواقدی کی عمر 21/22 سال کے قریب قریب تھی، مگر کہیں بھی الواقدی نے براہِ راست ابن اسحاق سے کسی روایت کے سماع کا ذکر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں ابن اسحاق سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں یہ بات زیادہ عجیب ہے کہ الواقدی نے "المَغَازِی" میں کسی بھی سند میں ابن اسحاق کا نام بھی نہیں لکھا، لیکن بقول طبری الواقدی ابن اسحاق کے متعلق بڑے اچھے جذبات وخیال رکھتے تھے اور بلا شک وشبہہ علامہ واقدی نے ابن اسحاق کی ''السیرۃ النبویہ'' سے اپنی کتاب کے لیے بڑا فائدہ اُٹھایا ہے اور بظاہر مواد کی ترتیب بھی ایک جیسی نظر آتی ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اِسلام)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے معترف

ابن سعد بغدادی نے لکھا ہے: الواقدی عالم مغازی، عالم سیر، عالم الفتوحات تھے۔

(طبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7 حصہ 2، ص 67)

امام شمس الدین الذہبی نے لکھا ہے کہ: اُن کی یادداشت اعلیٰ درجہ کی تھی اور اُنہیں تاریخ، سوانح، واقعاتِ حرب، تاریخی واقعات، جنگیں، عوامی تہوار وتقریبات اور فقہ کے متعلق حالات یاد تھے۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد 3 ص 110)

یاقوت الحموی نے خطیب بغدادی کا قول نقل کیا ہے کہ: وہ اُن اشخاص میں سے ایک تھے جن کی شہرت زمین میں مشرق اور مغرب میں پھیلی ہوئی ہے۔ جو کوئی تاریخ سے شغف رکھتا ہے وہ الواقدی کو جانتا ہے، وہ اُن کے علوم کو اپنے پاس رکھتا ہے جیسے کہ مغازِی، سیر، طبقات، حیات ہائے انبیائے کرام علیہم السلام اور واقعات حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ۔

(معجم الادباء، جلد 18 ص 278)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً

بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی إلہ وصحبہ أجمعین.

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جو سارے جہان والوں کا پالنہار ہے، اور درود وسلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آمین'' مجھ سے حضرت ابوبکر بن حسن بن سفیان بن نوفل بن محمد بن ابراہیم تمیمی، محمد بن عبداللہ انصاری، ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ہشام کے آزاد کردہ غلام تھے، مالک بن ابی الحسن، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام، اسماعیل اور مازن بن عوف جو انصار کے قبیلہ نجار سے تھے رضی اللہ عنہم نے بیان کیا: ہر ایک نے شام کی فتوحات کے متعلق واقعات واحوال بیان کئے۔ ان تمام نے کہا: ''جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما گئے'' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا اور بنی حنیفہ، اہل ردہ کے خلاف جنگ کی، اور اہل عرب نے آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پکا ارادہ کیا کہ شام کی طرف اپنا لشکر روانہ کریں اور آپ رضی اللہ عنہ نے روم کے ساتھ جنگ کرنے کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) میں جمع فرمایا اور اس میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

فحمد اللہ عزوجل وقال یا أیہا الناس رحمکم اللہ تعالیٰ اعلموا أن اللہ فضلکم بالإسلام وجعلکم من أمة محمد علیہ الصلاۃ والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرا مبینا وقال فیکم " الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً " (المائدۃ 3) واعلموا أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عول أن یصرف ہمتہ إلی الشام فقبضہ اللہ إلیہ واختار لہ ما لدیہ إلا وإني عازم أن اوجہ ابطال المسلمین إلی الشام بأہلیہم ومالہم فإن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنبأني بذلك قبل موتہ وقال "زویت لی الأرض فرأیت مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ ملك أمتی ما

زوى لى منها" فما قولكم فى ذلك

پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم فرمایا، خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور تم کو حضرت محمد ﷺ کی امت بنایا اور تمہارے ایمان ویقین میں اضافہ فرمایا۔ اور تم کو واضح نصرت عطا فرمائی اور تمہارے متعلق فرمایا: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً" (المائدہ:۳) (آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا) اور خوب جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے جب شام کو فتح کرنے کا مکمل تہیہ فرما لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک کو قبض فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے اپنے قرب خاص میں مقام پسند فرمایا۔ خبردار میں نے اس بات کا پکا ارادہ کر لیا ہے کہ کچھ بلند ہمت مسلمانوں کا لشکر ان کے اہل وعیال سمیت شام کی طرف روانہ کردوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنے وصال فرمانے سے قبل اس امر (شام کی فتح) کی خبر دے دی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: "زويت لى الأرض فرأيت مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك أمتي ما زوى لى منها" (میرے لئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا گیا تو میں نے زمین کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور عنقریب میری امت کی مملکت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا گیا ہے۔"

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد اصحاب رسول ﷺ پوچھا) اب بتاؤ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ ہمیں حکم فرمائیں اور جہاں چاہیں ہمیں جانے کا حکم دیں ہم تیار ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر نے ہم پر آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيها الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ منكم" (النساء:۵۹)

"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور منبر سے اتر آئے اور یمن کے بادشاہوں اور اہل مکہ مکرمہ کے نام ایک ہی مضمون کا خط بھیجا، اور اس میں یہ (تحریر) تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط

بسم الله الرحمن الرحيم

سلام عليكم.

أما بعد فاني أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وقد

عزمت أن أوجهكم إلى بلاد الشام لتأخذوها من أيدي الكفار والطغاة فمن عول منكم على الجهاد والصدام فليبادر إلى طاعة الملك العلام ثم كتب: "انْفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأنفسكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ" (التوبة: 41) الآية

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا

تم پر سلامتی ہو

ازیں بعد! میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں درود بھیجتا ہوں اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر۔ میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں تم کو شام کے شہروں کی طرف بھیجوں تا کہ تم ملک شام کو کفار اور باغیوں کے ہاتھوں سے لے لو۔ جو تم میں سے جہاد اور جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اسے چاہئے کہ وہ بلا تاخیر جس قدر ممکن ہو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اطاعت کے لئے پیش کردے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا: ''انْفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأنفسكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ'' (التوبہ: ۴۱) ''اللہ کی راہ میں نکلو خواہ سبکسار ہو خواہ گراں بار ہو اور اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ کوچ کر و ہلکی جان سے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے تمھارے لیے بہتر ہے اگر جانو۔ اللہ راہ میں (کافروں سے) جہاد کرو۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خطوط ان کی طرف روانہ فرمائے اور ان کے جواب اور ان کے خود آنے کا انتظار فرمانے لگے۔

اور وہ جس شخصیت کے ہاتھوں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خطوط یمن کی طرف بھیجے وہ نبی کریم ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

فرماتے ہیں: ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اہل یمن کی طرف سے خوشخبری لے کر واپس آئے اور عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! اور آپ کا حق اللہ تعالیٰ پر ہے میں نے آپ کا خط جس کو پڑھ کر سنایا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کا جواب دیا اور وہ لوگ سفر کے ساز و سامان، جنگ کے لئے مضبوط زرہیں اور آلات جنگ تیار کر رہے ہیں۔ اور اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! میں آپ کی خدمت میں ان لوگوں کے آنے کی خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں۔ وہ کون لوگ ہیں؟ جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور غبار آلود (سفر) پر آمادگی ظاہر کی ہے اور وہ یمن کے شہسوار اور بہادر ہیں۔ اور وہ آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے اپنے چھوٹے بچوں، مال، عورتوں سمیت وہاں سے چل پڑے ہیں۔ وہ گویا آپ کے ساتھ ہیں۔ اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عزت دی ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچنے والے ہیں۔ پس آپ رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کے لئے تیار رہیے۔ فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کی گفتگو سے بہت خوش ہوئے۔ یہ دن میں یونہی گزر گیا حتی کہ جب دوسرا دن آیا جس دن وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے صبح سویرے ہی مجاہدین کے آنے کے آثار ظاہر ہوئے۔ مدینہ منورہ کے لوگوں نے اس کی اطلاع آپ رضی اللہ عنہ کو دی

۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے مسلمان وغیرہ کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود بھی سوار ہو کر نکلے تاکہ مہمانوں کا استقبال کیا جائے اہل مدینہ میں سے مسلمان اور دوسرے لوگ ان کے استقبال کے لئے سوار ہو کر نکلے اور انہوں نے اپنی شان وشوکت اور عددی قوت کا مظاہرہ کیا اور اسلامی جھنڈیاں پھیلائیں اور اور بڑے بڑے جھنڈے بلند کئے اپنی زینت کا اظہار کیا بعد ازاں لشکر پر لشکر اور فوج در فوج آنا شروع ہوگئی اور ہر قوم قوم کے پیچھے اور ہر قبیلہ قبیلے کے پیچھے آرہا تھا (گویا ہر قوم اور ہر قبیلہ بڑے نظم وضبط کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے یوں آرہے تھے جیسے زنجیر بنائے بڑے نظم وضبط کے ساتھ آرہے ہوں)

قبیلہ حمیر کی آمدن اور ایمانی جذبہ

قبائل یمن مین سے جو قبیلہ سب سے پہلے ظاہر ہوا وہ قبیلہ حمیر تھا اور وہ داؤدی زرہوں اور دمکتی ہوئی عادی تلواروں اور ہندی تلواریں لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جب وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے چاہا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے علاقے اور قوم کا تعارف کرائیں اور انہوں نے (اپنی قوم کو) اشارہ کیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کرے اور انہوں نے یہ شعر پڑھنے شروع کئے۔

أتتك حمير بالأهلين والولد　　أهل السوابق والعالون بالرتب

أسد غطارفة شوس عمالقة　　يردوا الكماء غدا فى الحرب بالقضب

الحرب عادتنا والضرب همتنا　　وذو الكلاع دعا فى الأهل والنسب

دمشق لى دوت كل الناس اجمعهم　　وساكنيها سأهويهم إلى العطب

قبیلۂ حمیر سے میرا تعلق ہے اور جن لوگوں کو آپ میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں یہ میدان جنگ میں سبقت کرنے والے ہیں اور باکمال خاندانی لوگ ہیں۔ شجاعت کے جنگل کے شیر اور دلیروں کے سردار ہیں کل جنگ میں یہ مسلح بہادروں کو لاٹھیوں سے بھگا دینگے، یا تلوار کو لاٹھی کی طرح چلا کر بھگا دینگے۔ جنگ تو ہماری (عادت ہے یعنی) گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور تلوار زنی تو ہماری مراد، ذوالکلاع سب عہدہ داروں سے حسب ونسب میں اعلیٰ ہیں۔ دمشق ہمارا ہے بغیر ان تمام لوگوں کے جو جمع ہیں اور اس کے رہنے والوں کو عنقریب ہم ہلاکت کے گڑھے کی طرف لڑھکا دیں گے۔

راوی نے بیان فرمایا: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی اب باتوں سے مسکرائے پھر حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! کیا تم نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا؟ کہ:

''إذا أقبلت حمير ومعها نساؤها تحمل أولادها فأبشر بنصر الله على أهل الشرك أجمعين''

''جس وقت قبیلہ حمیر آئے اس حال میں کہ ان کی خواتین اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے ان کے ہمراہ ہونگی تو مسلمانوں کو خوشخبری سنانا کہ اللہ عزوجل کی مدد سے تم تمام اہل شرک پر فتح پاؤ گے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: میں نے بھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا جیسے آپ رضی اللہ عنہ نے سنا

قبیلہ مذحج کی آمد اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ہدیہ درود شریف

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قبیلہ حمیر اپنے سازوسامان اور اموال کے ساتھ گزر گیا تو ان کے بعد قبیلہ مذحج اپنے نہایت عمدہ اور اصیل نسل کے گھوڑوں، باریک نیزوں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے آگے کے سردار حضرت ''قیس بن ہبیرہ المرادی'' تھے۔ تو جب وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا:

صلوا علی طه الرسول

''طٰہٰ رسول ﷺ پر درود پڑھو''

أتتك كتائب منا سرعا ذوو التيجان أعني من مراد

فقدمنا أمامك كي ترانا نبيد القوم بالسيف النجادي

(ہمارے لشکر آپ کے پاس فوراً حاضر ہو گئے ہیں۔ ہم قبیلہ مراد کے تاجدار ہیں۔ آپ ہمیں پیش قدمی کے لئے حکم جاری فرمائیں تاکہ آپ دیکھیں کہ ہم کس طرح قوم کو اپنی ان تلواروں سے جو ہم نے حمائل کر رکھی ہیں کاٹ کاٹ کر پھینکتے ہیں۔)

راوی کا بیان ہے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

قبیلہ طی کی تشریف آوری

(قبیلہ مذحج) اپنے مال واسباب کے ساتھ آگے بڑھا تو ان کے بعد ''قبیلہ طی'' آیا اس کی قیادت حضرت حابس بن سعید الطائی کر رہے تھے۔ حضرت حابس رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک پہنچے تو از روئے ادب اپنے گھوڑے سے اترنے لگے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو قسم دی کہ وہ ایسا نہ کریں تو ہم ان کے قریب ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے مصافحہ کیا اور ان کو سلام کیا۔

دیگر قبائل کی یکے بعد دیگرے آمد

اور ازد ایک بھاری جمعیت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے ان کی قیادت حضرت جندب بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ قوم ازد کے بعد ''بنو عبس'' کا قبیلہ آتا ہے جس کی قیادت حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تھی۔ ان کے پیچھے ''بنو کنانہ'' کے لوگ تھے جن کی قیادت ان کے سردار حضرت قثم بن اشیم الکنانی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ ان کی اتباع یمن کے قبائل نے کی جو یکے بعد دیگرے پہنچتے گئے۔ ان کے ساتھ ان کی عورتیں، اموال تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی نصرت کو ملاحظہ فرمایا تو اس سے نہایت خوش ہوئے اور اللہ عزوجل کا شکر بجا لائے۔

مدینہ منورہ کے اردگرد ہر ایک قبیلہ نے ایک دوسرے سے الگ الگ مقام پر پڑاؤ کیا چونکہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو گئے تھے اس لئے خوراک کی قلت ہو گئی کے باعث جگہ تنگ ہو گئی اور گھوڑوں کے گھاس دانے اور دوسرے مویشیوں کے لئے چارے اور پانی کی سپلائی کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ تو اکابرین امت حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کی:

اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! بیشک معاملہ سخت ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہمارے معاملہ میں جلدی فرمائیں اور آپ جہاد میں رغبت رکھتے ہیں۔اور ہم اس کی تکمیل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور ہم اپنے معاملات سے فارغ ہیں۔اور یہ مقام ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ آپ کا شہر لشکر کا شہر نہیں ہے (لشکر کی ضروریات کے لئے کافی نہیں) اور نہ یہاں مال ہے اور نہ عیش وعشرت ہے۔اور لشکر پڑاؤ کئے ہوئے ہے اگر آپ نے اپنے ارادوں کو تبدیل فرمالیا ہے تو ہمیں اپنے ملکوں میں واپس جانے کی اجازت دیں۔اور یہ تمام لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔تو جب وہ اس گفتگو سے فارغ ہوئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل یمن! اور وہ جوان کے علاوہ موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہیں تکلیف میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارا تمام لشکر پہنچ جائے۔تو انہوں نے عرض کیا ہمارے پیچھے کوئی بھی باقی نہیں پس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے (ہمیں روانگی کا حکم دیں)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (یہ سنا تو) فوراً اٹھ کھڑے ہوئے پاپیادہ چلے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم اور قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ آپ کے ساتھ چلے۔وہ مجاہدین کے لشکر کے پاس مدینہ منورہ سے باہر پہنچے لوگوں نے آپ کو دیکھ کر خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر سے استقبال کیا۔(نعروں کی کثرت سے پہاڑ بھی اللہ اکبر کی صدا سے گونج اٹھے۔) اور آواز پہاڑوں نے بھی نعرہ تکبیر کا جواب اللہ اکبر کی صدا سے دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے۔یہاں تک کہ آپ نے تمام لشکروں کا اس بلند مقام سے معائنہ فرمایا اور ان پر نظر ڈالی۔زمین لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔(یہ روح پرور منظر دیکھ کر) آپ کا چہرہ مارے خوشی کے کھل اٹھا اور عرض کی:

''اللھم انزل علیھم الصبر وأیدھم ولا تسلمھم إلی عدوھم

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ'' (البقرۃ:۲۰)

''اے اللہ! ان لوگوں کو صبر واستقامت عطا فرما۔اور ان کو ان کے دشمنوں پر فتح ونصرت عطا فرما:

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے''

ملک شام کی جانب پہلے لشکر کی روانگی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دعا کے بعد سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انھیں ایک فوجی نشان عطا فرما کر تمام لوگوں میں سے ایک ہزار شہسواروں کا امیر مقرر فرمایا۔

اور ان کے بعد قبیلہ بنو عامر میں سے ایک شخص کو بلایا جن کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا جو حجاز میں ایک مشہور شہسوار شمار کئے جاتے۔تھے ان کے لئے بھی آپ نے ایک جھنڈا باندھا اور ان کو عنایت فرما کر دوسرے ایک ہزار سواروں پر انہیں امیر

مقرر کیا۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں جو بڑے بلند رتبہ شخص ہیں ان کے کارنامے، مفاخر اور بزرگی کا چرچا ہے، ان کی شجاعت و بہادری حملہ آوری اور رعب دبدبہ اور برتری کو تم خوب جانتے ہو۔ میں نے ان کو تمہارے ساتھ کر کے تمہیں ان پر امیر مقرر کیا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ انھیں ''ہراول دستے اور ''مقدمۃ الجیش'' کے طور پر اپنے آگے رکھو۔ اپنے کام میں ان سے مشورہ کرو اور اس پر عمل بھی کرنا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان تمام باتوں کو برضا و رغبت قبول کرتا ہوں اور ان ہدایت پر عمل کرنے کو اپنے لئے باعث عزت اور سعادت سمجھتا ہوں۔

خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لشکر کے ساتھ پیدل چلنا

اب ان دونوں لشکروں نے جلدی سے ہتھیار پہنے اور اکٹھے ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہما گھوڑوں پر سوار اپنی اپنی قوم کی قیادت کرتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو ان کو رخصت کرنے کے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے حضرات کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے حیا آتی ہے کہ ہم سوار ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے ہوں! یا تو آپ سوار ہو جائیں یا پھر ہم بھی اترتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ میں سوار ہوں گا اور نہ آپ سواری سے اتریں، مجھے میرے رب! کی راہ میں اٹھنے والے ان قدموں پر اجر و ثواب کی امید ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ لشکر کے ہمراہ اسی طرح پا پیادہ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ''ثنیۃ الوداع'' کے مقام تک تشریف لائے اور وہاں آ کر آپ ٹھہر گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یزید بن ابی سفیان کے لشکر کو نصیحتیں

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں کچھ وصیتیں اور ہدایات ارشاد فرمائیں! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''(۱) جب چلو تو سفر میں اپنے اور اپنے ساتھیوں پر سختی نہ کرنا (۲) سفر میں اپنی قوم اور اپنے ساتھیوں پر غصہ نہ ہونا۔ (۳) اور ان سے معاملات میں مشورہ کرنا۔ (۴) عدل کرنا (۵) اپنے آپ کو ظلم و ستم سے دور رکھنا۔ کیونکہ کوئی قوم فلاح نہیں پاتی جب وہ ظلم کرے اور نہ وہ اپنے دشمنوں پر نصرت و فتح حاصل کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفاً فَلا تُوَلُّوهُمُ الأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفاً لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزاً إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ'' (آل

عمران: ۱۵، ۱۶)

"اے ایمان والو! جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمھارا مقابلہ ہوتو انھیں پیٹھ نہ دو اور جو اس دن انھیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت سے جا ملنے کوتو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔"

(۶) اور جب تم اپنے دشمن پر فتح پالو، تو بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور نالغوں کو قتل نہ کرنا۔ (۷) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے علاوہ کسی جانور کو ذبح نہ کرنا۔ (۸) جب تم ان سے معاہدہ کروتو دوھوکہ نہ دینا اور جب تم ان سے صلح کروتو اس کی خلاف ورزی نہ کرنا۔

اور عنقریب تمہارا اگزر ایسی قوم سے پاس سے ہوگا جو اپنے گرجا گھروں میں رہبانیت اور گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور انکی گوشہ نشینی ان راہبوں کے زعم میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ انکو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ ان کے عبادت خانوں کو منہدم نہ کرنا۔

اسی طرح تمہارا واسطہ ایک دوسری قوم سے ہوگا جو شیطان کا گروہ ہے اور وہ صلبان کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ درمیان سے سر منڈاتے ہیں اور ان کا سر ایسے لگتا ہے جیسے قطار جانور (ٹیڑی) کا مٹی کا گھروندہ ہوتا ہے۔ خوب جان لو کہ ان لوگوں کے سر پر تلوار لٹکائے رکھنا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لیں یا ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں ورنہ ان کو ہرگز نہ چھوڑنا اب میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بوقت الوداع دعا:

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور معانقہ کیا پھر حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنے کے بعد فرمایا: "اے ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ! تم بنو اصفر (رومیوں) کے مقابلہ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھلانا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے مقاصد (حسنہ) میں کامیاب کرے اور ہماری اور تم سب کی مغفرت فرمائے!"۔

راوی نے کہا: قوم (لشکر) روانہ ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

لشکر تیزی سے چلا تو حضرت ربعیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے یزید! آپ نے یہ جلدی کیسی ہے؟ دراں حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم فرمایا تھا: لوگوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلنا اور حکم دیا تھا کہ چلنے میں زیادہ سختی نہ کرنا۔ تو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عامر رضی اللہ عنہ! آپ صحیح کہتے ہیں: لیکن بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہمیں روانہ کیا ہے اسی طرح ان کا ارادہ آگے پیچھے مزید فوج کے دستے بھیجنے کا ہے اور ہمارے پیچھے اور لشکر بھی اپنے اپنے سپہ سالاروں کی قیادت میں پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں شام میں پہنچ کر جہاد کرنے میں سبقت حاصل کروں۔ مجھے امید ہے کہ جب تک دوسرے لشکر ہم سے آ کر ملیں گے اس وقت تک ہم بہت کچھ فتح حاصل کر چکے ہوں گے، اسطرح ہمیں تین فائدے حاصل ہونگے:

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی رضامندی وخوشنودی۔
۲۔ ہمارے خلیفہ ہم سے خوش ہونگے۔
۳۔ مال غنیمت حاصل ہوگا ان شاء اللہ۔

تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے اس کی وضاحت کی ہے کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جو بہت بلند واعلیٰ ہے۔ چنانچہ لشکر چل پڑا اور اس نے وادی القریٰ ''مضافات اقرح'' کا راستہ اختیار کیا تا کہ براستہ تبوک اور جابیہ، دمشق پہنچ جائیں۔

روم کے بادشاہ ہرقل کا ارباب حکومت سے مشورہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ خبر یمنی عربوں کے ذریعے جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے روم کے بادشاہ ہرقل تک پہنچ گئی اور اس نے اربابِ حکومت کو جمع کر کے ان سے کہا: اے بنو اصفر! تمہاری حکومت کو گرانے کا پکا ارادہ کر لیا گیا ہے۔ اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے تھے نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے تھے جس کا تم کو تمہارے آباد واجداد تمہارے قسیسوں، راہبوں کے ذریعے حکم دیا گیا تھا۔ اور تم نے حدود اللہ کو نافذ کئے رکھا جن کا تم کو اللہ تعالیٰ نے انجیل مقدس میں حکم دیا تھا۔ تو دینا کے کسی بادشاہ کو تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ تھی، اگر کوئی بادشاہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے ارادہ سے آیا بھی اور شام پر چڑھائی کی بھی تو ہمیشہ وہ پسپا ہوا اور تم ہی اس پر غالب رہے۔

جب تم پر کسریٰ نے لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کی تھی تو وہ الٹے پاؤں بھاگا تھا۔ مگر اب! تم نے (دین کے احکام کو) متغیر ومتبدل کر ڈالا ہے، ظلم اور زیادتی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چنانچہ (انہی جرائم کی پاداش میں) تمہارے رب نے تمہارے اوپر ایک ایسی قوم کو مسلط کر دیا ہمارے نزدیک امتوں میں اس سے زیادہ کمزور کوئی نہیں ہے۔ اور اس قوم کو بھوک کی شدت نے ہماری طرف پھینک دیا اور ان کو ہمارے شہروں تک پہنچا دیا ہے اور ان کے نبی ﷺ کے خلیفہ نے ان کو ہماری طرف روانہ کیا ہے تا کہ وہ ہمارا ملک ہم سے چھین لیں اور ہمیں ہمارے ملک سے یک بینی دوگوش نکال باہر کریں۔

لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! ہم ان کو لوٹا دیں گے۔ ان کو ان کی مراد حاصل نہیں ہونے دیں گے اور ہم ان کے شہروں تک پہنچا کر آئیں گے۔ اور ان کے کعبہ کو (نعوذ باللہ) برباد کر دیں گے۔

ہرقل نے کہا جب اس نے ان کی گفتگو سنی ان کے چہروں کی بشاشت اور خوشی کو ملاحظہ کیا اور اس کی مستعدی اور حزم واحتیاط کو دیکھا تو آٹھ ہزار شہسواروں کا انتخاب کر کے ان پر چار ایسے سپہ سالار مقرر کئے جو بہت بڑے فن حرب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ان پر چار کمانڈر مقرر کئے جن کے نام یہ ہیں (۱) بطالیق (۲) اس کا بھائی جرجیس (۳) شوطہ کا گورنر لوقا بن سمعان (۴) غزہ کا گورنر صلیب بن حنا۔

یہ چاروں سپہ سالار شجاعت بہادری، حکمت ودانائی میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے زرہیں پہنیں، خوب آراستہ ہو کر اور اچھی طرح اپنی تیاری کا مظاہرہ کیا۔

لاٹ پادری کی دعا جو پوری ہوئی

لاٹ پادری نے نماز عصر میں ان کے حق میں فتح ونصرت کی دعا کی:

''اللھم انصر من کان منا علی الحق''

''اے اللہ! جو ہم میں سے حق پر ہو، اس کی مدد کرنا!''

اور کنیسہ اور گرجا میں جس خوشبودار چیز کی دھونی دی جاتی ہے، اس کو دہکا کر انھیں دھونی دی اور معمودیہ کا دم کیا پانی بطور تبرک، برکت کے حصول کی غرض سے ان پر چھڑکا۔ بعدازاں انھوں نے بادشاہ کو الوداعی سلامی دی اور بادشاہ نے ان کو روانہ ہونے کی اجازت دے تو لشکر چل دیا۔ نصرانی عرب جاسوسوں کو آگے رکھا گیا تا کہ وہ راستہ بتلاتے جائیں۔

جنگ کا آغاز اور مسلمانوں کی حکمت عملی

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت رفاعہ بن معمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا یاسر بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو پہلے تبوک پہنچے وہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے اور ان دونوں کے ساتھ مسلمان کا لشکر تھا جو رومیوں کے لشکر سے تین دن پہلے پہنچے۔ چوتھے روز مسلمانوں کا ارادہ تھا کہ پیش قدمی کی جائے کہ دور سے انھیں گرد اڑتی نظر آئی یہ دیکھ کر مسلمان مجاہد چوکنا اور محتاط ہو گئے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار مجاہدین کی فوج کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دے کر مورچہ بند ہونے کا مشورہ دیا اور وہ کمین گاہ اور بنکروں میں چھپ گئے اور ایک ہزار سپاہیوں کو لے کر سامنے ہو گئے۔ لڑائی کے لئے فوج کو صف آراء کرنے کے بعد چند ونصائح بیان کیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور ان سے فرمایا۔

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے تم سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ کتنے ہی مقامات پر فرشتوں کی فوج بھیج کر تمہاری نصرت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ''[1]

''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔''

اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''الجنة تحت ظلال السيوف''[2]

''جنت تلواوں کے سایوں کے نیچے ہے۔''

---

[1] البقرۃ: ۲۴۹

[2] صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں'' إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ '' (کتاب الجهاد، باب ثبوت الجنة للشهيد، حدیث نمبر ۴۸۹۳، جامع ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماذکر ان ابواب الجنة تحت ظلال السيوط، حدیث ۱۶۵۹)

اے مسلمانو! سن لو! شام میں داخل ہونے اور رومیوں سے جنگ کے لئے آنے والا سب سے پہلا لشکر تمہارا ہی ہے اور اب جو مسلمانوں کے دوسرے لشکر تم سے آ کر ملیں گے، اس کے اصل تم ہی ہو اور شام کے لشکروں سے اصل مقابلہ تمہارا ہے۔ اور دوسرے مسلمان تمہارے معاون اور مددگار تصور ہوں گے اور تمہیں اب مسلمانوں کے گمان پر جو انہیں تمہارے متعلق ہے۔ پورا اترنا چاہیے۔ دشمن تمہارے مقابلہ پر ہے اس لیے احتیاط سے رہو، دشمن تمہیں قتل کرنے کی طمع کرے گا تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

رومی لشکروں کی آمد

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ابھی مجاہدین کو ہدایات دے رہے تھے کہ اسی دوران میں اچانک روم کی فوج کے ہر اول دستے آتے ہوئے صاف نظر آنے لگے اور ان کے قدم بقدم دوسرے لشکر بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔ رومیوں نے جب دیکھا کہ عربوں کی فوج تو بہت تھوڑی ہے اور ان کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ ان کے دل میں اس مختصر سی فوج کو کچل کر رکھ دینے کی طمع نے انگڑائی لی اور بڑی رعونت آمیز لہجے میں آپس میں کہنے لگے اور اپنی زبان مین اوٹ پٹانگ لفظوں میں بک بک کرتے ہوئے ایک دوسرے سے چلا چلا کر غصے سے کہنے لگے کہ پکڑلوان کو جو تمہارے ملک پر قبضہ کرنے، تمہاری حرمت کو پامال کرنے اور تمہارے بادشاہوں کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ صلیب سے مدد چاہتے ہوئے ان عربوں کا محاصرہ کرلو، صلیب تمہاری مدد کرے گی۔

جنگ کی ہولناکیاں

یہ کہہ کر رومیوں نے یکبارگی مسلمانوں کی فوج پر ہلہ بول دیا اور دونوں طرف کی فوجیں گتھم گتھا ہو گئیں۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بڑی بلند ہمتی اور دلیری کے ساتھ ان کے حملے کا جواب دیا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی، رومی اپنی کثرت کی وجہ سے ایک دفعہ تو مسلمانوں پر چھا گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم نے مسلمانوں کو زیر کرلیا ہے اور وہ ہمارے قبضہ میں آ گئے ہیں۔

رومی لشکر کی ہوا اکھڑ گئی

اچانک حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کمین گاہ سے اپنے لشکر کو لئے میدان میں آ گئے۔

"وقد اعلنوا بالتھلیل والتکبیر والصلاۃ علی البشیر النذیر"

اور انہوں نے تکبیر وتہلیل کا نعرہ بلند کیا اور بشیر ونذر (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کا نعرہ بلند کیا۔

اور انہوں نے اہل پر سچا حملہ کیا روم کی فوج نے جب اچانک اس کمین گاہ سے نمودار ہونے والے لشکر کو دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور کمر ہمت ٹوٹ کر رہ گئی ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ ان کی ہوا اکھڑ گئی اور زمین ان کے پاؤں تلے سے نکل گئی اور انہوں نے بھاگنے میں جلدی کی اور الٹے پاؤں گرتے پڑتے افتاں خیزاں بھاگنے لگے۔

رومی لشکر کے کمانڈر کی حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہلاکت

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی نظر رومی کمانڈر ''بطالیق'' پر پڑی جو اپنے لشکر کولڑائی پر ابھار رہا تھا اور ان کو ترغیب و ترہیب کے ذریعے بھر پور حملہ کرنے کے لئے آمدہ کر رہا تھا۔ آپ نے بھانپ لیا کہ یہ دشمن کی فوج کا سپہ سالار لگتا ہے یہ سوچ کر آپ نے نہایت دلیری اور بہادری کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور جذبہ صادقہ سے سرشار ہو کر اس کو ایک ایسا نیزہ مارا جو کہ اس کے پہلو کو چیرتا ہوا آر پار ہو گیا۔ بطالیق بے ہوش ہو کر گرا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

رومیوں نے جب یہ حلالت دیکھی تو بے تحاشا بھاگے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر اپنی نصرت نازل فرمائی۔

مسلمانوں کی فتح

حضرت سعد بن اوس رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی اس سریہ کے متعلق جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا اور ایک دوسری سند کے ساتھ عبداللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبوک کے اطراف میں بطالیق کے ساتھ ہماری جنگ ہوئی اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے رومیوں کو شکست اور ہمارے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے بارہ سو رومیوں کو لقمۂ شمشیر بنایا اور مسلمانوں میں سے ایک سو بیس افراد نے جام شہادت نوش فرمایا۔

رومیوں کے سپہ سالار جرجیس کا فوج کو جنگ پر برانگیختہ کرنا

راوی نے بیان کیا: جب رومیوں کو شکست ہوئی تو ان کے سپہ سالار ''جرجیس'' نے اپنی شکست خوردہ فوج سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے لشکر روم! حیف ہے تم پر! ہم بادشاہ کے پاس کس منہ سے حاضر ہونگے؟ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت نے کس دلیری اور بہادری کے ساتھ ہمارے بڑے بڑے سرداروں کے پرخچے اڑا دیئے اور بڑے بڑے سورماؤں کے مان توڑ دیئے اور ان کی تکہ بوٹی کر کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے، میں تو واپس جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا، جب تک اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ نہ لے لوں یا میں بھی اس کے ساتھ نہ جاملوں!'' لشکر جمع ہوا اور انہوں نے اس سے یہ سنا اور بعض بعض کی طرف اکٹھے ہوئے اور دوبارہ جنگ کے لئے لوٹے اور آکر خیمہ زن ہو گئے۔ اپنا ساز و سامان مرتب کر کے ہتھیار پہن کر جنگ کا بڑے زور و شور دھوم دھڑلے کے ساتھ اہتمام کیا جب لڑائی کے لئے پوری طرح خم ٹھونک کر تیار ہو چکے تھے اور اپنے پڑاؤ اور چھاؤنی کو نہایت مضبوط اور مستحکم کر چکے تو ایک عرب نژاد نصرانی کو جس کا نام ''قداح بن واثلہ'' رومی تھا، بلا کر کہا کہ تو اپنے عم زاد (چچازاد) مسلمانوں کے لشکر میں ان سے جا کر کہہ کہ وہ اپنے لشکر میں سے ایک دانا اور تجربہ کار دانا آدمی کو ہمارے پاس بھیج دیں تا کہ ہم اس سے مذاکرات کر کے یہ دریافت کر سکیں کہ ان کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے اور وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

رومیوں کا مسلمانوں کو مذاکرات کی دعوت

قداح بن واثلہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ قبیلہ اوس کے چند اشخاص نے جب ایک اجنبی آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے آگے بڑھ کر اس سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اور کس ارادہ سے یہاں آئے ہو؟

اس آنے والے شخص نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ہمارے سردار لشکر تمہارے ایک تجربہ کار اور عقلمندی کو بلا رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے اس مقصد کے لئے پیغام دیکر تمہارے پاس بھیجا ہے آپ میرے ساتھ اپنا ایک ایسا آدمی بھیجیں جو معاملات ملکی سے باخبر اور ماہر ہو تا کہ اس کے ساتھ دونوں ملکوں کی فوجوں کے یہاں اکٹھے ہونے کے بارے میں بات چیت اور مذاکرات کئے جاسکیں اور کوئی مصالحت کی صورت نکال کر جنگ سے بچا جاسکے۔

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جاؤں گا! حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا کہ ربیعہ تمہارا جانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ تم نے کل کی لڑائی میں ان کے ایک بڑے آدمی قتل کیا تھا اس لئے مجھے تمہارے متعلق اس قوم سے خطرہ ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں گے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا : موت تو اٹل ہے پھر ڈرنے کا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا:

"قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ"[1]

"تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

پھر حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے یزید رضی اللہ عنہ! میں آپ کو اور تمام مسلمانوں کو (جو یہاں موجود ہیں) یہ تاکید اور وصیت کرتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرات میری طرف سے غافل نہ ہو جانا۔ آپ کی توجہ اور دھیان میری طرف رہے اگر بالفرض رومیوں نے میرے ساتھ کوئی غداری اور بے وفائی و بدعہدی کرنے کی حرکت کی، تو میں ان پر حملہ کروں گا تو آپ بھی ان پر ٹوٹ پڑنا اور یک بارگی ہلہ بول دینا۔ یہ کہہ کر حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تمام مسلمان مجاہدین کو سلام کر کے دشمن کی طرف چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب آپ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے اور ان کے سپہ سالار کے خیمہ کے قریب ہوئے تو قداح بن واثلہ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بادشاہ کے لشکر کی تعظیم کیجیے اور اپنے گھوڑے سے اتر جایئے! حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ عزت سے ذلت کی طرف اتروں اور نہ ہی میں اپنے گھوڑے کی عنان کسی غیر کے ہاتھ میں دے سکتا ہوں، میں خیمے کے دروازے کے پاس جا کر ہی اپنے گھوڑے سے اتروں گا۔ اگر تمہیں منظور نہیں ہے تو میں واپس جاتا ہوں کیونکہ ہم نے تمہاری طرف پیغام نہیں بھیجا بلکہ تم لوگوں نے ہمیں اپنے پاس دعوت

---

[1] ۔التوبہ:۵۱

دی لہٰذا ہم ذلت کا پہلو اختیار کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہیں۔

رومیوں کا عربوں کے قول کے پکا ہونے کا اعتراف

امام اقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قداح بن واثلہ نے جا کر رومیوں کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا تمام قصہ بیان کر دیا۔ انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ عربی لوگ قول کے بہت پکے ہوتے ہیں اور اپنی بات سے ہرگز نہیں پھرتے، لہٰذا ہمیں معترض نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح وہ آنا چاہے آنے دیا جائے۔ چنانچہ آپ اسی طرح گھوڑے پر سوار، خیمہ تک تشریف لے گئے اور خیمہ کے بالکل پاس پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کی باگ ہاتھ میں تھامے ہوئے زمین پر دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے کرارے جوابات

رومی سپہ سالار جرجیس نے گفتگو شروع کی اور کہا: اے عربی بھائی! تم ہمارے نزدیک کمزور ترین قوم تھے، تمہارے متعلق ہم نے کبھی سوچا تک نہیں تھا اور ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ تم میں کبھی ہمارے ساتھ لڑنے کی بھی جرأت پیدا ہوگی اور تم جنگ کے ارادہ سے ہم پر چڑھ دوڑ گے! اے عربی بھائی! تم لوگوں کے کیا عزائم ہیں؟

جرجیس کی گفتگو کا جواب دیتے ہوئے حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہماری یہ خواہش ہے کہ تم ہمارا دین قبول کرلو اور اسلام سے فیض یاب ہو جاؤ اور تم بھی وہی کلمہ پڑھو جو ہم پڑھتے ہیں اور اگر اسلام میں داخل ہونا قبول نہیں ہے تو پھر ذمی بن کر رہو اور جزیہ ادا کیا کرو اور اگر اس سے بھی انکاری ہو تو پھر جنگ ہوگی اور تلوار ہی بہترین فیصلہ کرنے والی ہے۔

جرجیس نے کہا: اس میں کیا حرج ہے اور کونسی رکاوٹ ہے کہ تم ملک فارس (ایران) پر لشکر کشی کرو اور ہمارے ساتھ تم دوستی کرلو اور ہم آپس میں صلح سے رہیں!

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ملک فارس کی نسبت چونکہ تمہارا ملک ہم سے قریب ہے، اس لئے ہم ابتداء تمہارے ملک سے کریں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمیں اسی کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً''[1]

''اے ایمان والو! جہاد کو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جرجیس نے کہا: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم اس شرط پر ہم سے صلح کرلو کہ ہم تمہارے ہر ایک آدمی کو ایک دینار اور ایک اونٹ غلہ اور تمہارے سردار کو سو دینار اور دس اونٹ غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو اونٹ غلہ دے دیں اور ہمارے تمہارے درمیان یہ معاہدہ تحریر ہو جائے کہ نہ تم ہمارے خلاف لڑو گے اور نہ ہم کبھی تمہارے خلاف جنگ برپا کریں گے؟

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرمایا: اس کی کوئی سبیل نہیں ہے ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تین

---

[1] التوبہ: ۱۲۳

صورتیں ہیں اول تو یہ کہ تم اسلام قبول کرلو دوسرا جزیہ اور تیسرا جنگ ہے اور بس!

سیدنا ربیعہ کو اسلام چھوڑے کا مشورہ اور آپ کا انکار

جرجیس کہنے لگا کہ یہ تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جائیں کیونکہ ہم اپنے دین سے بہتر کوئی دین نہیں دیکھتے اور ہمارے دین کا بدل کوئی نہیں۔ لہٰذا جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے اس وقت تک ہم اپنا دین چھوڑ کر کوئی اور دین قبول کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ رہا جزیہ کا تو اس ذلت کی زندگی پر ہم مرنے کو ترجیح دینگے تم کوئی ہم سے زیادہ لڑنے والے نہیں ہو، کیونکہ ہماری فوج تم سے زیادہ جنگ جو ہے جنگ وحرب اور میدان کارزار میں اترنا اس کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، کیونکہ ہماری جنگجو فوج میں قوم بطارقہ کے سپوت اور سرداروں کے بیٹے ہیں جو مردان حرب، تلوار زنی کے دھنی اور نیزہ بازی کے ماہر ہیں۔ جرجیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صقالیہ نامی پادری کو بلا کر لائے تا کہ اس بدوی سے مکالمہ کیا جائے۔

سیدنا ربیعہ کے پادری کو جوابات

امام واقدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پادری نے کہا: اے عربی بھائی! ہمارے علم میں یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ایک نبی عربی ہاشمی قریشی مبعوث فرمائے گا اور اس کی ایک علامت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو آسمانوں کی سیر کرائے گا کیا تمہارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی ہے؟

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں! ہمارے آقا و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سیر کرائی جیسا کہ اللہ عزوجل اپنی کتاب قران حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا"۔[1]

"پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی۔"

پادری نے کہا: ہمارے کتاب میں بھی موجود ہے کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت پر ایک مہینے کے روزے فرض ہونگے اور اس مہینہ کا نام "ماہ رمضان" ہوگا۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بھی ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور ہماری کتاب قرآن مجید میں اسکا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ

---

[1]۔ الاسراء:۱

الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ"[1]

"رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اسکے روزے رکھے۔"

پادری نے کہا: ہم اپنی کتاب میں یہ بھی پاتے ہیں کہ اگر اس امت کا کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی لیکن اگر بدی کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ"[2]

"جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اس بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا!

پادری نے کہا: ہم نے اپنی کتاب میں یہ بھی پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی امت کو ان پر صلوۃ وسلام پڑھنے اور درود شریف پڑھنے کا حکم دے گا!

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا"[3]

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

پادری کا تعجب اور اسلام کی حقانیت کا اقرار

پادری یہ سن کر بہت متعجب ہوا۔ اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ حق اسی قوم کے ساتھ ہے۔ اسی دوران میں ایک درباری نے جرجیس سے کہہ دیا کہ جناب یہ وہی بدوی ہے جس نے آپ کے بھائی کو کل قتل کیا تھا۔

رومی سردار جرجیس کا غم وغصہ اور ہلاکت

جرجیس یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور مارے غصہ کے آنکھیں سرخ ہوگئی چاہا کہ آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ارادوں کو بھانپ لیا جلدی سے برق رفتاری کے ساتھ کود کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے تلوار کے ایک ہی وار سے جرجیس کو خاک وخون میں لوٹا دیا اور ادھر وہ زمین پر ہلاک ہوکر گرا اور ادھر رومی آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔ اتنے

1۔ البقرہ: ۱۸۶

2۔ الانعام: ۱۶۰

3۔ الاحزاب: ۵۶

میں آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو للکارا اوران پر حملہ کر دیا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جب اس طرح رن پڑا ہوا دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پکارا کر کہا مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ غداری کی ہے، تم بھی فوراً حملہ کر دو!

جنگ کی ہولناکیاں اور مسلمان کے پاس امداد کی آمد

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے مشرکوں پر حملہ کر دیا۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ رومی بڑے استقلال اور پامردی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اچانک مسلمانوں کی ایک دوسری فوج جس کی قیادت حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی کر رہے تھے نمودار ہوئی۔ مسلمانوں نے جب عین لڑائی میں اپنے بھائیوں کو آتے دیکھا تو انکے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کی کھوپڑیاں اپنی تلواروں سے پھاڑ کر رکھ دیں۔

مسلم افواج نے رومیوں کی فوج کا صفایا کر دیا

امام واقدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ معرکہ میں رومیوں کے آٹھ ہزار فوجی کام آئے ان کے پورے لشکر کا صفایا ہو گیا ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ تبوک شام سے چونکہ کافی دور پڑتا ہے اس لئے عربوں نے تعاقب کر کے تمام کو تہہ تیغ کر دیا تھا۔ اسکے بعد مسلمانوں نے ان کا مال، تاتاری گھوڑے، چھوٹے بڑے خیمے اور تمام خزانہ قبضہ میں کر لیا اور پھر شرحبیل رضی اللہ عنہ کاتب وحی اوران کے ساتھیوں سے مل گئے اور تمام مال غنیمت جمع کر ادیا اور ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے تمام مال غنیمت جمع کر لینے کے بعد اس مال کے متعلق حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ دونوں حضرات نے اتفاق رائے سے فرمایا: یہ مال جو ہم نے رومیوں سے حاصل کیا ہے اس میں کچھ سامان اور ہتھیاروں کے سوا سب کچھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا جائے تا کہ اس مال کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں جذبہ جہاد پیدا ہو اور مسلمان جوق در جوق اس طرف آئیں چنانچہ سب اس پر برضا و رغبت تیار ہو گئے اور سوائے اسلحہ اور سامان حرب کے تمام غنیمت حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں پانچ سو سواروں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا تا کہ مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو اور باقی لشکر تبوک کے مقام پر ٹھہرا رہا تا کہ دوسرے لوگ اور باقی لشکر بھی ان سے آکر مل جائیں اور پھر اکٹھے روانہ ہوں۔

اموال غنیمت کا مدینہ پہنچنا اور مسلمانوں کی خوشی

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب یہ سامان اور مال غنیمت لے کر مدینہ طیبہ پہنچے اور مسلمانوں نے مشرکین کے اموال دیکھے تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ تعالیٰ تکبیر وتہلیل کا نعرہ بلند کیا اور بشیر ونذیر نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف کا نعرہ بلند کیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت! شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو آپ رضی اللہ عنہ

بہت زیادہ خوش ہوئے پھر (حضرت اوس بن شداد رضی اللہ عنہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس فتح کے متعلق آگاہ کیا۔

اس اطلاع کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے نام ایک خط تحریر کیا فرمایا اور انھیں جہاد کی دعوت اور ترغیب دی خط کی نقل حسب ذیل ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط

بسم الله الرحمن الرحيم

من أبي بكر إلى أهل مكة وسائر المؤمنين فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو واصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم.

أما بعد! فاني قد استنفرت المسلمين إلى الجهاد وفتح بلاد الشام وقد كتبت إليكم والى المسلمين أن تسرعوا إلى ما أمركم به ربكم تبارك الله وتعالى إذ يقول الله عز وجل: "انْفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأنفسكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ أن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ" (التوبة:٤١) وهذه الآية فيكم وانتم أحق بها وأهلها وأول من صدق وقام بحكمها من ينصر دين الله فالله ناصره ومن بخل استغنى الله عنه والله غني حميد فسارعوا إلى جنة عالية قطوفها دانية أعدها الله للمهاجرين والأنصار فمن اتبع سبيلهم كتب من الأولياء الأخيار وحسبنا الله ونعم الوكيل

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اہل مکہ اور تمام مسلمانوں کے نام ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر بجا لاتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور میں اس کے نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔

اس کے بعد بات یہ ہے کہ میں نے مسلمانوں کو جہاد اور بلاد شام کو فتح کرنے کے لیے جمع اور تیار کیا ہے، میں نے تمہاری طرف بھی لکھا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی خطوط روانہ کیے ہیں کہ تم اپنے رب تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ دو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

''انْفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأنفسكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ أن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ''(التوبہ:۴۱)

کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانو۔

یہ آیت کریمہ تمہارے حق میں نازل ہوئی اور تم ہی اس کے سب سے زیادہ اہل اور سب سے پہلے حق دار ہو اور سب سے پہلے اس آیت کی تصدیق کرنا اور اس کے حکم پر عمل کرنا تم پر واجب اور لازم بنتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد

کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کا حامی و مددگار ہو گا۔ اور جس نے بخل سے کام لیا اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔ سو تم جلدی کرو اس جنت کی طرف، جس کے درجات بلند ہیں اور اس کے ثمرات و فوائد عنقریب تمہاری جھولی میں گرنے والے ہیں۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار مومنین کے لئے تیار کر رکھی ہے اور ان کے لئے جو اس کی راہ پر چلیں اور وہ اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے اس خط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر ثبت کی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دے کر روانہ کیا۔ حضرت ابن حذافہ رضی اللہ عنہ یہ خط لے کر جب مکہ معظمہ پہنچے تو انہوں نے لوگوں کو اعلان کرے بلایا اور اہل مکہ جب جمع ہو گئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ خط پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پڑھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ خط سن کر حضرت سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور یک زبان ہو کر کہنے لگے۔ ہم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی طرف دعوت دینے کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق کی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد اور نصرت سے کبھی پیچھے نہیں رہیں گے۔ آخر کب تک ہم ان لوگوں سے جو ہم پر سبقت لے گئے ہیں۔ پیچھے رہ سکتے ہیں اور یہ درست ہے کہ کچھ حضرات ہم سے پہل کر چکے اور انہوں نے کچھ کامیابیاں بھی حاصل کر لی ہیں۔ اور ہم ان سے اس سعادت اور نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے میں پیچھے رہے مگر اب مزید تاخیر ہمیں نہیں کرنی چاہئے۔ کم از کم ہمارا نام سابقین میں شام ہونے سے رہ گیا تو لاحقین کی فہرست میں تو ضرور لکھا جانا ہے چاہیے۔

چنانچہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اپنی قوم "بنی مخزوم" میں نکلے اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے، اور اہل مکہ سے ان کے ساتھ مزید پانچ سو آدمی آ ملے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طائف کی طرف بھی لکھا اور ان میں سے چار سو آدمی نکلے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت سعید بن خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ نکلے اور وہ تیز رفتار بچے تھے۔ اور یہ کہ حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! آپ نے ارادہ کیا کہ آپ حضرت ابو خالد کے لئے بیٹھ جائیں اور وہ آپ کی قوم کے پیادہ کے سپہ سالار ہیں تو اس میں گفتگو کرنے والوں نے گفتگو کی تو آپ نے اس کو معزول کر دیا جس وقت وہ آپ کے بھیجنے سے لوٹے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ عزوجل کی راہ میں اپنے آپ کو روک لیا۔ اور کبھی جواب نہ دیا آپ کے بلانے کا آپ کی بھیجنے میں۔ تو کیا آپ کے لئے کہ آپ مجھے اس لشکر پر مقدم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے آپ کو جنگ سے عاجز نہیں دیکھتا۔ اور حضرت سعید بن خالد تیز رفتار تھے اپنے والد گرامی سے اور زیادہ شہسوار تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے جھنڈا باندھا اور ان کو ان کی

طرف بھیجا اور عرب کے دو ہزار پر ان کو امیر مقرر فرمایا۔ راوی کہتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن خالد کا کلام سنا کہ وہ بہتر ہیں اس سے جس سے کہ وہ امیر ہوں تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا اور وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا سعید بن خالد کے لئے تیار کرایا ہے درا ںحالانکہ ان سے بہتر موجود ہیں اور انہوں نے جو گفتگو آپ کے پاس کی جھنڈا عطا کرتے وقت دشمنوں کے خلاف کی وہ میں نے سنی۔ خدا کی قسم! جو انہوں نے وہ میرے علاوہ کسی کے بارے میں نہیں کہا اور خدا کی قسم! میں نے والد گرامی کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔

خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدنا عمر بن خطاب کی رائے سے اتفاق

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ بات گراں گزری کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی برا معلوم ہوا کہ سعید بن خالد کو معزول کر دیا جائے اور یہ بھی گوارا نہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے خلاف کیا جائے۔ ایک تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں محبت تھی دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصیحت آموز اور خیر خواہی پر مبنی مشورہ، تیسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کا بلند ہونا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا اور اچانک اٹھے اور سیدھے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو سرا ماجرا کہہ سنانا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ آپ یقیناً جانتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر دین کی بہتری ہوتی ہے اور وہ اپنی بات اللہ تعالیٰ کی دین کی خیر خواہی کے ارادے سے کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں کسی مسلمان کے لئے کسی قسم کا کوئی بغض نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت ابو درداء دوسی رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے جو جھنڈا آپ کو دیا تھا وہ ہم کو واپس کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے وہ جھنڈا واپس کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے تحت ہمیشہ لڑتا رہوں گا جہاں کہیں بھی ہوں گے کیونکہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔

شمشیر براں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس فکر میں سرگرداں تھے کہ ''مقدمۃ الجیش'' کا قائد کس کو مقرر کیا جائے؟ کہ اتنے میں حضرت سہیل بن عمر، حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم پہنچ گئے۔ اور انہوں نے کہا ہم گواہی دیتا ہیں کہ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور ہم جہاد سے کبھی واپس نہیں لوٹیں گے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

اللھم بلغھم أفضل ما یؤملون

''اے اللہ! ان کو ان کی امیدوں سے بھی زیادہ اعلیٰ مرتبہ پہنچا۔

اس کے بعد آپ نے عمرو بن عاص بن وائل سہمی رضی اللہ عنہ کو بلا کر جھنڈا ان کے سپرد کیا اور فرمایا میں مکہ مکرمہ، ثقیف، طائف، ہوازن، بنو کلاب اور حضرموت کی افواج پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں، تم فلسطین پہنچ کر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لکھو کہ اگر تمہیں کمک کی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں، تم کوئی کام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے بغیر ہرگز نہ کرنا۔ اب تم رخصت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے ارادے پورے فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خواہش

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ دشمنوں پر میری سختی اور جہاد میں صبر و استقلال سے خوب واقف ہیں، اگر آپ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری سفارش کر دیں کہ وہ مجھے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر امیر مقرر کر دیں تو بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک جو کچھ میرا مرتبہ تھا، آپ اس سے آگاہ ہی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ بہت سے شہروں کی وہ میرے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دے گا اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے دشمنان دین کو ہلاک کرے گا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اعتراف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کچھ تم نے کہا بالکل بجا ہے، اس میں کوئی کلام نہیں اور میں اس میں تمہاری تکذیب نہیں کرتا مگر اس میں کوئی خوشی نہیں ہوگی کہ تم ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر حاکم بن کر جاؤ۔ ہمارے نزدیک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تم سے افضل ہے نیز وہ اسلام لانے میں بھی تم پر سبقت رکھتے ہیں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے متعلق فرماتے تھے۔ ''أبو عبیدۃ أمین الأمۃ'' ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر میں ان کا امیر بنا دیا جاؤں تو اس سے اسکی کسر شان لازم آتی ہے اور نہ میرے سپہ سالار اعظم بن جانے سے ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی واقع ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس ہے عمرو! تو دنیا کے جاہ و مرتبہ کا طالب ہے۔ خدا کا خوف کرو اور دنیوی شرف اور مرتبہ کی بجائے آخرت کے شرف و بزرگی کا طالب بن اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو چاہنے والا ہو!

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے جو کچھ فرمایا ہے حق یہی ہے۔

پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فوج کو چلنے کا حکم دیا، فوج آپ کے زیر کمان تھی، اہل مکہ کا دستہ سب سے آگے تھا اور اس کے پیچھے بنو کلاب الاضاحی، ہوازن اور ثقیف کی علی الترتیب صف بندیاں تھیں۔ مہاجرین و انصار کا جیش اس لئے ٹھہرا رہا کہ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جانا تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مقدمۃ الجیش (ہراول دستہ) کی قیادت حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے لشکر میں بھی موجود تھا، فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کے امیر کو جو ہدایات اور نصیحتیں ارشاد فرمائیں ان کو میں نے اپنے کانوں سے سنا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور تنہائی میں بھی اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا کیونکہ وہ تیرے ہر عمل کو دیکھنے والا ہے۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں نے تم سے بہتر اور بزرگ و باعزت لوگوں پر تم کو سپہ سالار مقرر کیا ہے، جو عمل کرو آخرت کیلئے کرو (دنیا مقصود نہ ہو) اور اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو۔ اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرنا اور سفر میں نرمی کرنا، چلنے میں زیادہ تیزی نہ کرنا، اپنے ہمسفروں کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا ان میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں ان میں ضعیف اور کمزور بھی ہیں اور تم ایک دور کے سفر پر جا رہے ہو، اچھا چلو اللہ عزوجل تمہاری مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فرمانے والا ہے تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب فرما دے، اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہی ہو اور جس وقت تم اپنے کو لے کر چلو تو جس راستہ سے یزید بن ابی سفیان، ربیعہ بن عامر اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم گئے ہیں، اس راستہ کو مت اختیار کرو بلکہ تم "ایلیاء" کے راستے سے جاؤ یہاں تک کہ تم فلسطین کی سرزمین تک پہنچ جاؤ گے۔ فلسطین پہنچ کر مخبر اور جاسوس مقرر کر کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے تمام حالات معلوم کرتے رہنا اگر وہ دشمنوں پر فتح یاب ہو تو تم فلسطین میں ہی دشمن سے لڑنا اور اگر انہیں امداد اور کمک کی ضرورت ہو تو ان کی کمک کیلئے یکے بعد دیگرے حضرت سہیل بن عمرو، حضرت عکرمہ بن ابی جہل، حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہم کی قیادت میں فوجی دستے بھیجتے رہنا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی قسم کی سستی اور کاہلی کو اپنے قریب تک نہ آنے دینا، کمزوری ہرگز نہ دکھانا، دشمن کی زیادہ فوج دیکھ کر یہ نہ کہنے لگ جانا کہ ہمیں حضرت ابوبکر بن قحافہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا ہے اور ہم تو اتنی بڑی فوج ظفر موج سے جنگ کے قابل نہ تھے، ہم مملوکوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہاں اس سپر پاور سے ٹکرانے اور فولادی پہاڑ سے سر پھوڑنے کا حکم دے دیا، جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم کتنے مقامات پر دیکھ چکے ہو کہ بارہا تعداد میں کم ہونے کے باوجود مشرکین کی بہت بڑی بڑی فوجوں سے لڑائی لڑ چکے ہیں۔ غزوۂ خیبر کی جنگ تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور قوم یہود پر اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فتح و نصرت عطاء فرمائی وہ منظر تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو رضی اللہ عنہ! یاد رکھو! تمہارے ساتھ جو مہاجرین اور انصار موجود ہیں یہ حضرات اہل بدر ہیں، ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور ان کے حقوق کو پہنچانا ان پر اپنی سلطانی کے نشہ میں آ کر کہیں کوئی دست درازی اور زیادتی نہ کر بیٹھنا، دیکھنا! شیطان تمہارے دل میں کہیں تکبر و نخوت پیدا نہ کر دے اور تمہارے ذہن میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چونکہ مجھے حاکم بنایا ہے اس لئے میں دوسرے لوگوں سے افضل ہوں۔ خبردار! شیطان کے دھوکوں میں نہ آنا وہ بڑا مکار ہے، خود کو دوسروں کی مثل ایک عام سپاہی سمجھنا اور بس! جس وقت کوئی کام درپیش ہو اپنے ساتھیوں سے

مشورہ کیا کرنا۔ نماز سب کاموں سے اہم ہے نماز کا خاص بندوبست اور اہتمام کرنا، جب نماز کا وقت ہو فوراً اذان دینا، کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا، جس وقت تمام لشکر اذان سن لے تب جا کر نماز پڑھنا، لشکر میں سے جو حضرات تمہارے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں گے تو بہت اچھی بات ہے لیکن جو شخص اپنی قیام گاہ پر اپنے خیمہ اور کیمپ میں ہی پڑھ لے اس کیلئے یہی کافی ہے۔ نامہ نگاروں اور سفیروں کی بات خود سننا، دوسرے پر نہ چھوڑ دینا۔ دشمن سے ہمیشہ محتاط اور ہوشیار رہنا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کرتے رہنا۔ پہرے داری کیلئے باری مقرر کر دینا تاکہ فوج کو آرام کرنا بھی ملتا رہے اور پھر خود ان محافظوں اور نگہبانوں کی نگرانی بھی کرتے رہنا اور ان پر اعتماد کرنا۔ رات کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ طویل نشست رکھنا۔ جب کسی کو کوئی سزا دو تو زیادہ سخت سزا نہ دینا اور نہ اتنی ڈھیل روا رکھنا کہ وہ خود تجھ پر ہی دلیر اور شیر ہو جائیں۔ کسی شخص کے نجی معاملات میں مداخلت مت کرنا اور کسی کی رازداری کا پردہ چاک کر کے اس کے احساسات کو ٹھیس نہ پہنچانا۔ نہ کسی اور کی عزت نفس کو مجروح کرنا، ظاہری باتوں پر اکتفا کرنا اور کسی کی خواہ مخواہ جاسوسی میں نہ لگے رہنا۔ بس اپنے کام سے کام رکھنا۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو سچا کر دکھانا اپنے قول میں وصیت کو مقدم رکھنا۔ اپنے ساتھیوں کو حکم دینا کہ وہ غلو، تشدد اور انتہا پسندی کی روش مت اختیار کریں اگر کوئی ایسا کرے تو اس پر تادیبی کاروائی کرنا، اپنے ساتھیوں کو ہدایات دو اور نصیحت کرو، تو اختصار ملحوظ خاطر رہے۔ اپنے نفس کی اصلاح کرو گے تو پھر ہی دوسروں کی اصلاح ہوگی، یعنی اچھے کردار سے اصلاحات کو موثر بنانے کی کوشش کرنا۔ رعیت کی بہ نسبت بادشاہ اپنے فعل و عمل میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہوتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تمہیں اہل عرب ساتھیوں پر حاکم مقرر کیا ہے لہٰذا ہر ایک قبیلہ اور ہر ایک گروہ کی قدر و منزلت پہچاننا، مہربان اور مشفق باپ کی طرح ان سے سلوک کرنا، کوچ کے وقت تمام لشکر کو اطلاع کر کے پھر چلنا، کچھ لشکر کو ہراول دستہ کے طور پر آگے آگے رکھنا اور جن پر زیادہ اعتماد ہو ان کے پیچھے حفاظت پر مامور کر دینا۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرنا، استقلال اور پامردی سے لڑنا، پسپائی اختیار نہ کرنا اور اپنی بزدلی اور ضعف و عاجزی ظاہر نہ کرنا، قرآن حکیم کے پڑھنے کی ساتھیوں کو تاکید کرنا کہ پابندی سے تلاوت کرتے رہیں، دورِ جاہلیت کے واقعات کے بیان اور ذکر سے منع کرنا کیونکہ اس سے آپس کی عداوتیں اور پرانی دشمنیاں جنم لیتی ہیں۔ دنیا کی نمود و نمائش اور چمک پر نہ مرنا یہاں تک کہ تم ان لوگوں سے جا ملو جو تم سے پہلے تہی شکم افلاس اور بھوک پیاس کی حالت میں گزر گئے اور تم بعد میں آنے والی نسلوں کیلئے نمونہ اور قدوہ و پیشوا ثابت ہونا جن کی مدح و ستائش میں قرآن مجید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وجعلناهم آئمة يهدون بأمرنا وأوحينا إليهم فعل الخيرات واقام الصلاة وايتاء الزكاة وكانوا لنا عبدين

"اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا رکھنے اور زکوۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے"

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحتیں فرما

رہے تھے اس وقت وہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے ان نصائح کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس اب اللہ تعالیٰ کی برکت اور مدد کے ساتھ چل پڑو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور جو اللہ کا انکار کرتا ہے اس سے لڑائی کرو، جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہے۔ پس مسلمانوں نے آپ کو سلام کیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نو ہزار کا لشکر فلسطین کی طرف چل دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا لشکر

ایک دن کے وقفہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لئے جھنڈے تیار کرائے اور ان کو تمام افواج اسلامیہ کا سپہ سالار اعظم مقرر کر کے حکم دیا کہ اپنے لشکر کو لیکر جابیہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور فرمایا: اے امین الامۃ! جو نصیحتیں اور ہدایات میں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کیں، تم نے ان کو سن لیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو الوداع کہا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسلمان واپس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کے لئے جھنڈا باندھا اور ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا باندھا۔ اور انہیں قبیلہ لخم اور جذام پر حاکم مقرر فرمایا اور نو سو سواروں پر مشتمل ایک لشکر جرار ان کے سپرد کیا اور یہ نو سو شہسوار بھی وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت اور رفاقت میں بہت سے معرکوں میں داد شجاعت دے چکے تھے اور خراج تحسین وصول کر چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو متوجہ کر کے فرمایا: اے ابوسلیمان! میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے۔ تم "ملک ایلیاء" اور "فارس" کی طرف یہ لشکر لے جاؤ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر یہ ملک فتح کرائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں الوداع کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق روانہ ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے چینی و بیقراری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے ربیعہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو لشکر ایلیاء اور فلسطین کی جانب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت بھیجا تھا اور جس کے علم بردار حضرت سعید بن خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تھے، میں اس لشکر میں موجود تھا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر لشکر کے ساتھ ایک امیر بھیجتے اور آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے لئے کامیابی کی دعا فرماتے۔ اور آپ مسلمانوں کے حوالے سے دل میں بہت مضطرب تھے اور آپ کو بے حد بے قراری اور بے چینی ہو رہی تھی، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک پر پریشانی کے آثار دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت! آپ کیوں بے چین اور غمگین ہیں؟ آپ نے فرمایا، کہ میں مسلمانوں کی فوجوں کے بارے میں فکرمند ہوں، مجھے اپنے خالق و مالک کریم مولا کی بارگاہ بے کس پناہ سے بڑی قوی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے نام لیواؤں کو دشمنان اسلام

کے مقابلہ پر فتح وکامیابی سے ہمکنار فرمائے گا اور اللہ نہ کرے کہ مجھے ان کی وجہ سے کوئی غم اور صدمہ اٹھانا پڑے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں کبھی کسی لشکر کے روانہ ہونے پر خوش نہیں ہوا سوائے اس لشکر کے جو شام کی طرف روانہ ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی ہے (اور اس کی فتح کی خبر دی اور اس کا وعدہ فرمایا ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل یقین

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے یہ سب کچھ خوب معلوم اور یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول بالکل حق ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم روم اور فارس پر ضرور بالضرور فتح کے جھنڈے گاڑیں گے، مگر ہمیں قطعی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ فتح اسی جنگ میں ہوگی یا کسی اور موقع پر اور کہاں یہ فتح ہمارا مقدر ٹھہری ہے؟ اور نہ جانے کس لشکر کے ہاتھ سے یہ کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو بالکل درست ہے کہ ہم نہیں جانتے تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہمارا حسن ظن تو ہے اور بہتری ہی کی اس سے امید رکھنی چاہیے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خواب

روایت ہے کہ اس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوئے تو آپ نے نیند میں ایک خواب دیکھا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ایک تنگ وتاریک وادی میں پھنس کر رہ گئے اور پریشانی کے عالم میں ہیں، پھر انہوں نے ایک کشادہ اور وسیع میدان کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی آپ کے پیچھے چل رہے ہیں، اچانک آپ ایک وسیع زمین اور میدانی علاقے میں پہنچتے ہیں جو بہت تروتازہ اور نہایت سرسبز وشاداب ہے، آپ وہاں اترتے ہیں اور بڑے آرام اور راحت میں ہیں۔

اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور اسی خوشی کے عالم میں بیدار ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان فرماتے ہیں۔ انہوں نے اس کی تعبیر یہ بیان کی کہ مسلمانوں کو ان شاء اللہ فتح ہوگی۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ ابتدائے امر میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مشرکین کے ساتھ جنگ میں سخت مشقت اور تکلیف اٹھانا پڑے گی اور بالآخر انہیں کامیابی انہی کو حاصل ہوگی۔

رومی بادشاہ ہرقل کو اسلامی لشکر کی اطلاع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں بیوپاری اور سوداگر پیشہ لوگ ملک شام سے گندم، جو، انجیر، روغن زیتون، کشمش، منقیٰ، کپڑا اور شام کے ملک میں پیدا ہونے والی دیگر اشیاء لاکر مدینہ طیبہ میں بیچتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو جنگ کیلئے آمادہ کرکے فوجوں اور لشکروں کو ترتیب دیکر مختلف ممالک کی طرف روانہ کر رہے

تھے اس وقت بھی یہ بیرونی تاجر مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے ایلیاء اور فلسطین کے متعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جو احکام صادر فرمائے تھے تاجروں نے بھی سنے تھے، انہوں نے جا کر یہ تمام حالات اور واقعات روم کے بادشاہ ہرقل کو بتا دیئے۔ نیز جنگ تبوک جس میں مشرکین کو اہل اسلام کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی سب واقعات اور تفصیلات سے ہرقل کو آگاہ کر دیا، ہرقل نے تمام ارکان مملکت، فوج کے سربراہان اور پادریوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا اور انہیں اس خبر سے آگاہ کیا اور کہا:

روم کے بادشاہ ہرقل کا مشورہ

اے بنی اُصفر! یہ وہ نوشتۂ دیوار ہے جس کے متعلق میں آپ کو بہت مدت پہلے سے آگاہ کرتا آ رہا ہوں کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ضرور میرے قلمرو میں جو کچھ ہے سب کچھ چھین لیں گے اور میرے تخت و تاج کے وہ مالک بن جائیں گے اور وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ تمہارے ساتھی تبوک کی سرزمین میں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ (حضرت محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلیفہ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے تمہاری طرف لشکر کو روانہ کر دیا ہے اور اسے گویا آیا ہی سمجھو۔ اس وقت تم اپنی خودی کے محافظ اور پاسبان بن جاؤ، اپنے دین اور شریعت، اہل و عیال اور جان و مال کے دفاع کیلئے جان کی بازی لگا دو، اگر اس وقت تم نے سستی دکھائی تو پھر عرب تمہارے ملک اور بلک کے مالک ہو نگے۔

رومی قوم کی آہ و بکا اور گریہ زاری

یہ سن کر تمام کی تمام لوگوں نے تبوک میں مارے جانے والوں کو یاد کر کے رونا شروع کر دیا، ہرقل بادشاہ نے ان سے کہا۔ رونا دھونا چھوڑو، یہ عورتوں کا کام ہوتا ہے، مرد بنو اور ''اجنادین'' کے مقام پر اپنی فوجوں کو جمع کرو۔ ہرقل کے وزیر نے کہا: ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے روبرو ان لوگوں کو بلا کر جنہوں نے آپ کو یہ اطلاع دی ہے۔ پوچھیں، ہرقل نے حکم دیا اور ایک سپاہی گیا اور وہ ایک نصرانی عربی کو جس کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا اور وہ خبریں لایا تھا اس کو بلایا۔

ہرقل نے پوچھا: تجھے مدینہ چھوڑے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا: پچیس دن۔ ہرقل نے کہا: مسلمانوں کا والی کون شخص ہے؟ نصرانی نے کہا: وہ ابوبکر نام کے ایک مرد ہیں۔ انہوں نے ایک لشکر تیار کر کے تمہارے ملک کی طرف روانہ کیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھا ہے بڑے زیرک اور جفاکش لوگ ہیں۔

ہرقل نے دریافت کیا: تم نے (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کو بھی دیکھا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے انہوں نے تو خود مجھ سے ایک بڑی چادر، چار درہم میں خرید کر اپنے کندھوں پر ڈالی تھی اور میں نے دیکھا کہ وہ ایک عام آدمی کی طرح بلا کسی امتیاز کے صرف دو کپڑوں میں ملبوس بازاروں کا چکر لگاتے ہیں اور لوگوں میں گھل مل کر ان کے مسائل دریافت کرتے ہیں اور طاقت ور سے ضعیف کا حق اس کو دلاتے ہیں حقوق کے معاملہ میں قوی اور ضعیف، انکے نزدیک یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

ہرقل نے پوچھا: ان کا حلیہ کیسا ہے؟ نصرانی نے کہا: وہ دراز قد آدمی، رنگ گندمی ہے، رخسار ہلکے ہیں، پُرگوشت نہیں، انگلیوں کے جوڑ کشادہ ہیں اور آپ کے سامنے والے دانت نہایت خوبصورت ہیں۔

سابقہ کتابوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف

ہرقل یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا: یہ تو وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور خلیفہ ہیں جن کا ذکر ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امر خلافت ایسے ایسے شخص کے سپرد ہوگا نیز ہماری کتابوں یہ بھی موجود ہے کہ ان کے بعد جو دوسرا شخص منصب خلافت پر فائز ہوگا وہ موٹی موٹی خوبصورت سیاہ آنکھوں والا، لمبے قد کا، گندمی رنگ کا، ببر شیر جیسا مرد ہوگا اور اس کے ہاتھوں پر فتوحات ہونگی اور دشمنوں کی جلاوطنی ہوگی۔

نصرانی کا تعجب

نصرانی، ہرقل کی بات سن کر ہکا بکا رہ گیا اور بولا: آپ نے جو اوصاف بیان کئے ہیں میں نے انہی خدوخال اور چال کمال کا آدمی ان کے ساتھ دیکھا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہی رہتا ہے کبھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔

ہرقل کو مسلمانوں کی فتح کا یقین

بادشاہ ہرقل نے کہا: مجھے پکا یقین ہو گیا ہے۔ میں نے پہلے ہی رومیوں کو رشد و ہدایت اور کامیابی و فلاح کے راستہ کی طرف بلایا مگر میری بات کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہ دی اور انہوں نے میری اس ناصحانہ دعوت کو ٹھکرا دیا اور اطاعت سے انکار کر دیا۔ اب عنقریب میرا ملک منہدم کر دیا جائے گا۔ ہرقل نے ایک سونے کی صلیب بنوا کر قائد جیش روبی کو دی اور کہا میں اپنے تمام لشکر پر تجھے سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، تو فوراً لشکر اسلام تک پہنچ اور فلسطین کو ان کے قبضہ و تصرف سے روک دے۔ کیونکہ یہ ایک بہت خوبصورت اور سرسبز و شادات شہر ہے۔ بلکہ ہماری عزت و جاہ اور سلطنت اسی کی بدولت ہے۔ روبیں اسی دن اجنادین کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا لشکر بھی اس کے ساتھ تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فلسطین میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایلیاء کی طرف سے ہوتے ہوئے سرزمین فلسطین پہنچے اور آپ کے تمام ساتھی اور ہمراہی بھی پہنچ چکے تو آپ نے دیکھا کہ سفر کی وجہ سے آپ کے تمام جانور کمزور اور لاغر پڑ گئے ہیں آپ نے ایک نہایت سرسبز و شاداب مقام دیکھ کر پڑاؤ کیا اور اونٹ گھوڑوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا تاکہ وہ چر پھر لیں اور ان کی سفری تھکاوٹ اور لاغر پن دور ہو جائے۔ مسلمانوں کے فلسطین کی سرزمین پر پڑاؤ کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار تمام مسلمان مجاہدین کا اجلاس بلایا تاکہ باہمی مشاورت سے آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے۔ ابھی مجلس مشاورت کا اجلاس جاری تھا کہ اسی دوران اچانک حضرت عامر بن عدی رضی اللہ عنہ جو برگزیدہ اور بزرگ مسلمان تھے وہاں پہنچے،

ان کے اکثر عزیز و اقارب چونکہ بلاد شام میں مقیم تھے اس وجہ سے اکثر و بیشتر ان شہروں میں ان کا آنا جانا رہتا تھا، اسی وجہ سے وہ شام کے شہروں اور راستوں سے بھی خوب واقف تھے۔ اس وقت بھی آپ وہیں سے تشریف لا رہے تھے جب وہ مسلمانوں کے اس پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے آپ کو چھاؤنی کا دورہ کرایا اور پھر ان کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ابن عامر رضی اللہ عنہ کے چہرے کو متغیر دیکھ کر پوچھا:

اے ابن عامر رضی اللہ عنہ! کیا بات ہے؟ آپ کیوں پریشان ہیں؟ ابن عامر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پیچھے پیچھے رومی عیسائیوں کا ایک بہت بڑا لشکر چیونٹیوں کی طرح متصل قطار بنائے چلا آ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عامر! تم نے مسلمانوں کے دلوں میں کفار کا رُعب بھر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کا حامی و ناصر ہوگا۔ ڈرو نہیں، تم یہ بتلاؤ کہ تمہارے اندازے کے مطابق کفار کی فوج کی کتنی تعداد ہوگی؟

ابن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے امیر! میں نے ایک اونچے پہاڑ پر کھڑے ہو کر عیسائیوں کی فوج کی تعداد کا جائزہ لیا تھا میں نے دیکھا کہ وادی اجم جو فلسطین کا ایک بہت بڑا مقام ہے ان کے جھنڈوں نیزوں اور صلیبوں سے بھرا پڑا ہے اور اس طرح بھرا ہوا ہے تِل دھرنے کی جگہ نہیں۔ میرے تخمینے کے مطابق انکی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوگی میری معلومات تو اسی قدر ہیں۔ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عدی بن عامر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو کہا "لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم" یعنی "طاقت وقوت سب اللہ بلند و برتر کے قبضہ وقدرت میں ہے" ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلبگار ہیں۔ پھر آپ نے بزرگ حاضرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے لوگو! میں اور آپ جہاد کے امر میں برابر ہیں، تم دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنے دین اور اپنی شریعت کیلئے جنگ کرو، جو شخص ہم میں سے قتل ہو گیا وہ شہید ہے اور جو باقی رہا وہ سعید (خوش نصیب) ہے اب آپ لوگ اپنی رائے سے مجھے آگاہ کرو کہ آپ کیا کہتے ہیں؟

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حاضرین میں سے ہر ایک نے اپنی رائے کا اظہار کیا ایک گروہ نے کہا: اے امیر! آپ ہمیں ایک صحرا اور جنگل میں لے چلیں یہاں تک کہ جب ہم جنگل کے درمیان میں ہونگے تو ان کیلئے اپنی بستیوں اور گڑھیوں اور قلعہ جات کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوگا اور وہ اس جگہ ہم پر حملہ کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں پائیں گے۔ جس وقت ان کو ہمارے متعلق یہ خبر ملے گی کہ ہمارا لشکر جنگل کے درمیان میں پڑاؤ کیئے ہوئے ہے تو ان کی جمعیت متفرق ہو جائیگی اس وقت ہم ان پر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم دشمن کو شکست دیں گے۔ حضرت سہیل بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مشورہ ایک عاجز مرد کا ہے۔ مہاجرین میں ایک شخص نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہم نے قلیل سی جمعیت کے ساتھ کثیر تعداد والے لشکروں کو شکست سے دوچار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے تم سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور صبر کرنے کا حکم دیا ہے اللہ بزرگ و برتر کا صبر کرنے والوں کے ساتھ اچھا ہی وعدہ ہوتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً۔ [1]

''اے ایمان والو! جہاد کرو اُن کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سے سختی پائیں''

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو کسی صورت بھی کافروں کے ساتھ جنگ کرنے سے رجوع نہیں کر سکتا اور ان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے باز نہیں آ سکتا اور نہ میں اپنی نیام سے نکالی ہوئی تلوار کو میان میں لوٹا سکتا ہوں، جس کا جی چاہے میدان جنگ میں ٹھہرے اور جس کا دل چاہے لوٹ جائے۔ مگر یاد رکھو! جو نیک کام سے بھاگے گا وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تو بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بھرپور تائید کی۔ مسلمانوں نے جب سنا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی موافقت میں گفتگو کی ہے اور آپ رضی اللہ عنہما نے ان تائید فرمائی ہے تو انہوں نے کہا: ''أَحْسَنْتَ يَا ابْنَ الفَارُوْقِ'' اے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے! واہ واہ آپ نے خوب فرمایا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مسلمانان مکہ کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا: اے ابن فاروق رضی اللہ عنہما! جو میری خواہش تھی وہ آپ نے پوری کر دی اور آپ نے میرے جذبات کی ترجمانی کی ہے اور آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی قیادت میں نوجوانوں کا ہراول دستہ اپنے لشکر کے آگے بھیج دوں تا کہ آپ حریف کی افواج کی نقل و حرکت اور اس کے قیام و مقام کی اطلاع ہمیں بہم پہنچاتے رہیں اور ہمیں تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرتے رہیں تا کہ ہم آپ کی اطلاعات کی روشنی میں دشمن کے ساتھ لڑ سکیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک جھنڈا باندھ کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عطا فرمایا اور ایک ہزار گھوڑ سوار جس میں بنو کلاب، طائف اور ثقیف کے بہادر مرد تھے آپ کی زیر قیادت دیکر روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی وقت روانہ ہو گئے باقی دن اور تمام رات چلتے رہے صبح کے وقت اچانک آپ کو ایک غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ گرد و غبار دشمن کے ہراول دستہ کا ہے یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہما نے وہاں توقف کیا اور آپ کے آگے چلنے والے ساتھی مجاہدین بھی آپ کو دیکھ کر وہاں ٹھہر گئے۔

ایک بادیہ نشین قوم کے نوجوانوں نے کہا: آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم جا کر دیکھ آئیں کہ یہ گرد و غبار کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تک ہمیں اچھی طرح صورتحال معلوم نہیں ہو جاتی کہ کیا معاملہ ہے اس وقت تک ہمارا ایک دوسرے سے جدا اور متفرق ہونا مناسب نہیں ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ غبار قریب پہنچ گیا اور اس کے چھٹنے پر عیاں ہوا کہ ''روبیس'' نے اپنے لشکر کے آگے دس ہزار سوار ہراول دستے کے طور پر ایک کمانڈر کے زیر قیادت جاسوسی کے لئے روانہ کئے ہیں تا کہ مسلمان کے لشکر کی خبریں اس تک پہنچتی رہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب ان کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم انہیں مہلت نہ دو بلکہ فوراً ان پر ٹوٹ پڑو، آخر یہ تمہارے ہی مقابلہ کے لیے آئے ہیں! اللہ تعالیٰ ان کے خلاف تمہاری مدد فرمائے

[1] التوبہ: ۱۲۳

گا سنو! جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے"

یہ سنتے ہی مجاہدین اسلام نے اس زور سے کلمہ" لااله الا الله محمد رسول الله " پڑھا کہ درخت، پتھر اور جانوروں نے بھی اس نعرہ تکبیر و رسالت کا جواب دیا اور نعرہ لگا کر فوراً حملہ کر دیا سب سے پہلے حملہ کرنے والے حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے بعد حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے بھی حملہ کر دیا اور مبارزت کے لیے للکارا تو مہاجرین اور انصار نے بھی حملہ کر دیا۔ دونوں فوجیں باہم گتھم گتھا ہو گئیں اور دونوں طرف سے خوب تلوار چلی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ کے دوران میں، میں نے ایک رومی سوار کو دیکھا جو بہت ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ مست ہاتھی کی طرح لشکر کے دائیں، بائیں گھوڑا دوڑائے پھرتا ہے۔ میں نے جی میں سوچا کہ رومی افواج کا سپہ سالار یہی معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس کے چہرے پر جنگ کی ہیبت چھائی ہوئی ہے اور بزدلی اور گھبراہٹ کے آثار اس کے چہرہ سے واضح طور دیکھے جا رہے تھے۔ اور وہ اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے مست اور غضب ناک اونٹ کی طرح بے مہار ہوا پھر رہا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنا نیزہ اس کی طرف دراز کر دیا۔ نیزے کی وجہ سے اس کا گھوڑا بدک گیا میں نے سرعت کے ساتھ نیزہ پیچھے ہٹایا تو اس نے یہ گمان کیا کہ میں فرار ہونا چاہتا ہوں یہ سوچ کر اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں نے نیزہ ایک طرف کر کے تلوار نکال لی اور قریب سے اس کے نیزے پر دے ماری جس سے اس کے نیزے کا پھالہ کٹ کر نیچے جا گرا اور اس کے ہاتھ میں محض ایک لاٹھی سی رہ گئی۔ پھر میں نے تلوار کی ایک اور ضرب کاری لگائی اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یوں لگا کہ جیسے میں نے اپنی تلوار کسی چٹان پر ماری ہو، میں نے ایک جھنکار جیسے پتھر پر لوہا کو مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میری تلوار ٹوٹ گئی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ٹوٹنے سے بچی رہی اور دشمن خدا سخت چوٹ سے کٹا پڑا تھا۔ میں نے ایک ضرب لگائی جس نے اس کے شانہ کی رگ کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ پھر میں نے اس کی زرہ اتار لی۔

رومیوں کی ہزیمت

مشرکین نے جب اپنے سالار کا لاشہ خاک وخون میں یوں لت پت پڑا دیکھا تو ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو بڑی بہادری کے ساتھ مارنا اور قتل کرنا شروع کر دیا اور آفرین ہے حضرت حارث بن ہشام اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہما پر کہ ان دونوں نے خوب خوب داد شجاعت دی کہ ان سے زیادہ بہادری کے جوہر نہیں دکھائے جا سکتے اور دیکھتے ہی دیکھتے کفار ومشرکین نے مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ بہت سے مشرکین اپنے کیفر کردار کو پہنچے اور بہت سے گرفتار بھی ہوئے۔ مجاہدین اسلام اکٹھے ہو گئے اور کفار کا چھوڑا ہوا مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ اس کے بعد جب سب لوگ جمع ہو کر بیٹھے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حال معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ (آیا وہ زندہ ہیں یا شہید کر دیئے گئے؟) بعض نے کہا: نہیں! بلکہ گرفتار ہو گئے۔ بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی کیا ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے زہد اور حسن عبادت کی وجہ سے بہتر ہی کیا ہو گا۔ ایک صاحب فرمانے لگے: اگر اس جنگ میں ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہاتھ سے دے بیٹھے تو پھر یہ فتح ہمارے

لئے ان کے سر کے ایک بال کے برابر بھی نہیں!

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان حضرات کی یہ سب گفتگو ایک ٹیلے کے پیچھے کھڑا سن رہا تھا جس وقت میں تمام گفتگو سن چکا تو میں نے باآواز بلند کہا۔"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اللہ اکبر۔ الصلوٰۃ علی البشیر والنذیر" اور میں نے نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت اور اپنے (نبی) بشیر ونذیر (ثواب کی خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے والے) آقا حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کے بعد جھنڈا لہرایا جب مسلمانوں نے جھنڈے کی طرف دیکھا تو تمام خوشی سے میری طرف دوڑ پڑے اور کہنے لگے: آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں ان کافروں کے کمانڈر کی خبر لے رہا تھا۔ تمام لوگوں نے میری بلائیں لیں مجھے دعائیں دینے لگے اور بولے یہ فتح ونصرت صرف اور صرف آپ رضی اللہ عنہما کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیب فرمائی ہے اور آپ کی برکت سے ہم کامیاب اور سرخرو ہوئے ہیں میں نے جواب میں کہا کہ اور آپ سب حضرات کی کوششوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے کامیاب فرمایا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے غنیمت کا تمام مال جس میں گھوڑے، اسلحہ اور دیگر مال مویشی تھے جمع کیا اور اس میں چھ سو قیدی گرفتار کیے گئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں سے کل سات آدمی شہید ہوئے۔ جام شہادت نوش فرمانے والے خوش نصیبوں کے نام مبارک یہ ہیں:۱۔ حضرت سراقہ بن عدی رضی اللہ عنہ۔ ۲۔ حضرت نوفل بن عامر رضی اللہ عنہ۔ ۳۔ حضرت سعید بن قیس رضی اللہ عنہ۔ ۴۔ حضرت سالم مولیٰ عامر بن بدر الیربوعی رضی اللہ عنہ۔ ۵۔ حضرت عبد اللہ بن خویلد المازنی رضی اللہ عنہ۔ ۶۔ حضرت جابر بن راشد الحضرمی رضی اللہ عنہ۔ ۷۔ حضرت اوس بن سلمہ الہوازنی رضی اللہ عنہ۔

شہداء کی تدفین

اہل اسلام نے اپنے ہاتھوں سے ان اسلام کے شہیدوں کو دفن کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ لشکر خوشی خوشی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا اور پہنچ کر تمام ماجرا سنایا۔ آپ کو اس لشکر کی سرگزشت سن کر بے حد مسرت ہوئی جس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اللہ تعالیٰ کے بے حد کرم پر اس کا شکر بجالائے۔ پھر آپ نے قیدیوں کو بلا کر دریافت فرمایا کہ آیا تم میں کوئی شخص عربی جانتا ہے؟ ان میں سے کوئی عربی دان نہیں تھا سوائے تین افراد کے جو شامی نژاد تھے انہیں عربی آتی تھی آپ نے ان سے لشکر روم اور ان کے سپہ سالار کے بارے کچھ باتیں دریافت کیں۔

انہوں نے کہا: اے معشرِ عرب! روبیس کو ہرقل نے ایک لاکھ فوج دے کر آپ کے ساتھ جنگ کیلئے بھیجا ہے اور ہدایت کی ہے کہ کوئی شخص ایلیاء میں داخل نہ ہونے پائے۔ روبیس نے اس شخص کو جس سے آپ صاحبان کا مقابلہ ہوا، مقدمۃ الجیش کے طور پر روانہ کیا تھا۔ جو قتل ہو گیا روبیس کی فوج بہت جلد راتوں رات پہنچا چاہتی ہے اور چونکہ روبیس مملکت روم میں اہل عرب کے مقابلہ کیلئے ایک بے مثل اور یکتا آدمی شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے بہتر فن حرب کا ماہر کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا وہ تم سب کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھی کی طرح اس کو اپنے انجام تک پہنچائے گا اور ہمارے مجاہدین اس کو ہلاک کر دینگے۔ پھر آپ نے ان مشرک قیدیوں پر اسلام پیش کیا۔ مگر کوئی شخص اسلام نہ لایا آپ نے

مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: رومی لشکر انتقام لینے کیلئے چل دیا ہے اور بہت جلد شام پہنچ رہا ہے ان قیدیوں کو چھوڑنا گویا اپنے سر مصیبت ڈالنا ہے لہٰذا ان سب خدا کے دشمنوں کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو زور دے کر فرمایا: تیار ہو جاؤ! میرا گمانِ غالب ہے کہ دشمن تمہاری طرف چل دیا ہے اگر وہ ہم تک پہنچے گا تو ہم جنگ میں ان شاء اللہ بہت جلد ان پر میدان کی وسعت تنگ کر دینگے اور اگر نہ آیا تو ان کی قوت کمزور ہو جائیگی اور اگر ہم خود پیش قدمی کر کے ان کی طرف چلیں تو مجھے کامل امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دشمن کے مقابلہ میں پہلے کی طرح فتح دے گا اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور اچھے انجام کی ہی امید کرنی چاہیے۔

رومی لشکر کے آثار

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رات ہم نے اسی جگہ قیام کئے رکھا۔ صبح کو کوچ کیا تو تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے لشکر کے آنے کے آثار نظر آئے جس میں نو صلیبیں تھیں۔ ہر صلیب کے ماتحت دس ہزار سوار تھے۔ جس وقت دونوں لشکر قریب ہوئے تو ہم نے روبیس کو دیکھا کہ وہ سانڈ کی طرح اپنی فوج کی صف بندی میں مصروف ہے اور اسے ترتیب دے کر جنگ کی ترغیب دے رہا ہے اور انہیں جنگ پر برانگیختہ کر رہا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی فوج کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس طرح ترتیب دی کہ میمنہ پر حضرت ضحاک بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور میسرہ پر حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا اور ساق پر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور آپ خود قلب پر مہاجرین و انصارؓ کے ساتھ رہے اور آپ نے تمام مسلم افواج کو قرآن مجید کی تلاوت کیلئے تاکید کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر راضی رہو اور صبر کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب اور جنت کی رغبت کرو۔ اس کے بعد آپ نے جنگی طریقے پر صف بندی فرمائی۔ روبیس نے دور سے ہمارے لشکر پر ایک نظر ڈالی اور معائنہ کیا کہ مسلمانوں کے امیر لشکر نے ایسے طریقہ سے ترتیب اور صف بندی کی ہے کہ باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملی ہوئی ہے اور گویا کہ تمام فوج ایک مضبوط قلعہ ہے ہر فوجی قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے نور پھوٹتا ہے یہ دیکھ کر وہ بھانپ گیا کہ مسلمانوں کی فتح یقینی ہے اور اسے محسوس ہونے لگا کہ ان کی ہزیمت ''روزِ روشن کی واضح'' ہے۔ کیونکہ اس کی چھٹی حس اسے کہہ رہی تھی کہ اس کی طرح تمام لشکر کے دل میں مسلمانوں کا رعب جم گیا ہے اور ان پر ہیبت چھائی ہوئی ہے یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کیا کہ یہ کیا کرتا ہے اور خود ان کا تکبر ہرن ہو گیا اور مان ٹوٹ گیا۔

سب سے پہلا شخص جو میدان جنگ میں نکلا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول جو شخص مسلمانوں کے جیش سے لڑنے کو نکلا وہ سعید بن خالد رضی اللہ عنہما تھے وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی کے بیٹے اور آپ کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے نکل کر بلند آواز سے مقابلہ کیلئے دشمن کو للکارا اور کہا: کوئی ہے جو مشرکین میں سے میرے مقابلے کیلئے آئے؟ پھر خود انہوں نے دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیا، پھر ہٹ کر دوبارہ حملہ کیا، صفیں چیر ڈالیں تمام لشکر میں ہلچل مچا دی، آخر دشمنوں نے مل کر آپ پر ہلہ بول دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جس سے مسلمانوں کو سخت رنج پہنچا اور

خصوصاً حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ ملال خاطر ہوا، آپ نے کہا: ''اے سعید! اللہ کی قسم! تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان فروشی کا مظاہرہ کرتے خوب داد شجاعت دی ہے، تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں'' پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا: بہادر نوجوانو! تم میں سے کون سا بہادر ہے جو میرے ساتھ اس حملہ میں شریک ہوگا جو میں، اب دشمن پر کرنے والا ہوں، تاکہ میں اس حملہ میں قسمت آزمائی کرسکوں اور حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہما کا حال دیکھوں۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ضحاک بن ابوسفیان، حضرت ذوالکلاع الحمیری، حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت حارث بن ہشام، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابودرداء، حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب، حضرت واہید بن دارم، حضرت نوفل، حضرت سیف بن عباد الحضرمی، سالم بن عبید اور مہاجرین اہل بدر اور دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً جواب دیا کہ ''ہم حاضر ہیں'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم ستر (70) آدمی تھے۔ ہم نے حملہ کردیا یہاں تک کہ ہم دشمن کے بالکل قریب جا پہنچے مگر دشمن تھا کہ گویا وہ فولاد کا ایک پہاڑ ہے کہ اس پر ہمارے حملے کو کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے جب رومی فوجیوں کے استقلال اور ثابت قدمی کو دیکھا تو انہوں نے چلا چلا کر ایک دوسرے کو کہا کہ دشمن کی سواریوں کی ٹانگیں کاٹ ڈالو اور ان کے گھوڑوں کو ہلاک کرو کیونکہ اس کے علاوہ دشمن، جو کیل کانٹے سے لیس اور سرتاپا لوہے کی زرہوں میں ڈوبا ہوا ہے، اسے ہلاک کرنے کا کوئی اور چارہ اور تدبیر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کے گھوڑوں کے پیٹ میں نیزے گھونپ دیئے گئے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے گرے اور انہوں نے اسلامی فوج پر حملہ کیا ہم نے بھی ان کے حملے کا جواب دیا بلکہ تمام اسلامی فوج دشمن پر ابل پڑی ہماری فوج ان کے لشکر میں یوں معلوم ہوتی تھی جیسے سیاہ اونٹ کے جسم پر ایک چھوٹا سا سفید نشان ہو۔

جنگ میں فلسطین میں ہمارا شعار یہ تھا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا رب انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' ''اے پروردگار! تو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرما'' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ میں اس قدر کھو گئے کہ ہمیں رجزیہ اشعار پڑھنے کی فرصت نہ تھی اور لڑائی اتنی گھمسان کی تھی کہ ہم تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے ہمیں یہ معلوم نہیں پڑتا تھا کہ ہماری ضرب اپنے کسی مسلمان بھائی پر پڑتی ہے یا دشمن کافر پر، مسلمان برابر بڑھ رہے ہیں حالانکہ ان کی فوج کی نفری بہت مختصر سی ہے مگر یہ مٹھی بھر فوج بڑی ثابت قدمی سے لڑی، مسلمان فوج کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا اور انہوں نے اپنا معاملہ رب العزت پر چھوڑ دیا تھا اور اپنے آپ کو اسی کی قدرت کے سپرد کر دیا تھا، مسلمانوں کے لڑنے کا طریق یہ تھا کہ ہر سپاہی ہاتھ سے تلوار چلا رہا ہے اور دل سے یہ دعا پڑھ رہا ہے:

اللهم انصر امة محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) علی من یتخذ شریکا

''اے اللہ! تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرما ان لوگوں کے مقابلہ پر جو تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں''

اللہ تعالیٰ مدد ونصرت اور اہل اسلام کی فتح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زوال کے وقت تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی، ہوا چل رہی تھی اور فوجیں لڑ رہی تھیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھائی تھی وہ دعا پڑھ رہا تھا اچانک میں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اس میں چند دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان دروازوں میں سے بہت سے سوار سفید لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں سبز جھنڈے لئے اتر رہے ہیں ان کے نیزوں کی نوکیں لشکارے مار رہی ہیں اور ایک منادی ندا کر رہا ہے اور فتح کی بشارت کا اعلان کر رہا ہے کہ: ''اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاؤ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے تمہارے پاس مدد پہنچ چکی ہے۔'' میں نے کہا: سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی'' رب کعبہ کی قسم! تھوڑی ہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ رومی فوج پسپا ہونا شروع ہوگئی اور وہ زخموں کو چاٹتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ بھاگ رہے ہیں اور مسلمان مجاہدین ان کا تعاقب کر رہے ہیں عربی گھوڑے رومی گھوڑوں سے زیادہ تیز دوڑنے والے تھے اس لئے ہم نے ان کو جالیا۔

پندرہ ہزار رومی واصل جہنم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس جنگ میں ہم نے دشمن کے پندرہ ہزار کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی قتل کر دیئے۔ رات تک ہم نے ان کا تعاقب اور پیچھا کیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس فتح سے بہت خوشی ہوئی اور مسلمان چونکہ دشمن کا دور تک تعاقب کرتے رہے تھے اور ابھی تک سب واپس نہیں پہنچے تھے اس لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نوجوان مسلمانوں کے بارے میں فکر مند تھے اور ان کا دل اپنے نوجوانوں کے ساتھ ساتھ تھا۔

مسلمانوں کا دشمن کا تعاقب اور عمرو بن غیاث کی پریشانی

حضرت عمرو بن غیاث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا ہوا ہے اور نیزے کو کندھے پر رکھا ہوا ہے اور آپ ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ''جو شخص میرے نوجوان مجاہدوں کو لوٹا دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گمشدہ کو اس کے پاس واپس لوٹا دے گا'' آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ چند عرب نوجوان واپس آتے دکھائی دیئے۔ آپ نے ان نوجوانوں کو اس طرح اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا جیسے کوئی ماں اپنے گمشدہ بچے کو ملنے پر شفقت سے چمٹا لیتی ہے۔ آپ نے ان کا بڑی محبت سے استقبال فرمانے کے بعد کہا: جن بہادر مجاہدوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے محنت کی ہے اور مشقت اٹھائی ہے، انہوں نے اپنے خالق و مالک کو راضی کر لیا ہے کیا آپ لوگوں کو یہ فتح جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نصیب فرمائی، کافی نہ تھی جو آپ نے دشمنوں کا پیچھا کر کے اپنی جان کو تھکایا اور خطرے میں ڈالا تھا؟ مسلمان نوجوانوں نے عرض کی: ہمارا مقصود اس تعاقب سے مال غنیمت سمیٹنا ہرگز نہیں تھا ہم تو جہاد اور قتال کے جذبہ سے سرشار ہو کر اللہ تعالیٰ کے دشمن؛ مشرکوں کا تعاقب کر رہے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: بہر حال جب مسلمان واپس آئے تو انہیں کوئی فکر اور کسی قسم کا غم نہیں تھا مگر جس وقت

ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کیا تو ایک سوتیس آدمی مفقود پائے گئے ۔ یہ وہ لوگ تھے جن کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سعادت کی مہر ثبت فرمادی تھی ۔ ان خوش بختوں میں حضرت سیف بن عبادہ حضرمی ، حضرت نوفل بن دارم ، حضرت سالم بن رویم ، حضرت اصیب بن شداد رضی اللہ عنہما اور باقی شہداء یمن اور مدینہ طیبہ کی وادی کے باشندے رضی اللہ عنہم تھے ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ان حضرات کی کمی پر سخت صدمہ ہوا ، آپ ایک گہری سوچ میں ڈوب گئے پھر دل کو تسلی دی اور خود ہی کہنے لگے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اور اے عمرو! تو اس خیر اور بھلائی سے انکار کرنے والا ہے؟ اس کے بعد آپ نے لڑائی کی وجہ سے جو نمازیں قضاء ہوگئی تھیں ان کی ادائیگی کا انتظام کیا جس طرح خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیکر ہدایت فرمائی تھی ۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو نماز کے لیے بلایا اور قضا شدہ نمازوں کو اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین : اللہ کی قسم ! آپ کے ساتھ جماعت سے بہت کم لوگوں نے نماز پڑھی ۔ لوگ چونکہ تھکاوٹ سے چور چور تھے ، اس لئے اکثریت نے اپنے اپنے کیمپ میں ہی نماز ادا کرلی اور تھکاوٹ اتارنے کے لئے سو گئے ، مال غنیمت بھی اکٹھا نہیں کیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اس کے بعد نماز پڑھائی اور حکم دیا کہ مال غنیمت جمع کرلو اور شہیدوں کے لاشے میدان جنگ سے تلاش اور شناخت کے بعد ایک جگہ لائے جائیں ۔ چنانچہ لوگوں نے لاشوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کرنا شروع کیا۔ ایک سوتیس شہداء کی لاشیں جمع ہوگئیں ان میں سے حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہ کی لاش ، تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی ۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے خود تلاش کرنا شروع کیا ، ایک جگہ سے لاش ملی مگر گھوڑوں کے سموں سے اس قدر پامال ہوچکی تھی کہ ساری ہڈیاں چکنا چور ہوچکی تھیں اور چہرہ مبارک پاش پاش ہورہا تھا آپ یہ دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا: ''اے سعید! اللہ ارحم الراحمین تم پر رحم فرمائے خالص اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جان دی اور لڑنے کا حق ادا کردیا! '' پھر آپ نے ان کی لاش کو بھی دوسرے شہیدوں کی لاشوں کے ساتھ شامل فرمادیا اور سب کی نماز جنازہ پڑھائی اور نماز ادا کرنے کے بعد سب کو دفن کرنے کا حکم دیا ۔ یہ سب کچھ مال غنیمت جمع کرنے سے قبل کیا گیا۔ شہداء کے دفن سے فارغ ہوکر آپ نے غنیمت کے متعلق حکم دیا ، تمام مال آپ کے پاس حاضر کردیا گیا اور آپ نے اس جنگ کی فتح کی خبر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ بھیجی ۔ اس میں لکھا تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عمرو بن العاص إلی أمین الأمۃ

أما بعد فإن یأحمد اللہ الذی لا إلہ إلا ھو و اصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم وإنی قد وصلت إلی ارض فلسطین ولقینا عساکر الروم مع بطریق یقال لہ روبیس فی مائۃ ألف فارس فمن اللہ بالنصر وقتل من الروم خمسۃ عشر ألف فارس وفتح اللہ علی یدی فلسطین بعد أن قتل من المسلمین مائۃ وثلاثون رجلا فإن احتجت الی سرت إلیك و السلام علیك و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف سے جناب امین الامتہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

ازیں بعد! اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود پاک پیش کرنے کے بعد۔ عرض ہے کہ میں فلسطین پہنچا، رومیوں کے ایک لاکھ لشکر سے، جو روبیس نامی جرنل کی زیر قیادت تھا، مقابلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا کہ اس نے ہمیں دشمن کے اس لشکر پر فتح عطا فرمائی۔ رومی فوج کے پندرہ ہزار سوار مارے گئے اور مسلمانوں میں سے ایک سو تیس مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا اور آخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ہاتھ پر فلسطین کی فتح مسلمانوں کے لئے مقدر اور نصیب فرمائی۔ میں یہیں فلسطین میں مقیم ہوں، اگر آپ کو کمک کی ضرورت ہو تو میں فوج کو لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہو۔

حضرت ابو عامر دوسی رضی اللہ عنہ کو آپ نے یہ خط دے کر فرمایا کہ اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پہنچانا ہے۔ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ یہ خط لے کر اسی وقت روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اس وقت حدود شام میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، تاہم شام کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے مگر اس کی کوشش کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق انھوں نے فوجوں کو مختلف محاذوں پر متفرق طور پر مہم جوئی پر لگا دیا تھا۔ حضرت ابو عامر دوسی رضی اللہ عنہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا خط لے کر پہنچے تو آپ سمجھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے خط آیا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ابو عامر رضی اللہ عنہ! پیچھے وطن کی سناؤ کیا خبر ہے؟ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: خیر ہے اور ساتھ ہی آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا: یہ خط آپ کی خدمت میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے اللہ تعالی بزرگ و برتر نے جو فتح ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے، خط میں اس فتح کی خبر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

اس کے بعد ابو عامر رضی اللہ عنہ نے باقی جنگ کی روئیداد زبانی بیان کی اور کہا: خدا کی قسم! اس فتح میں اچھے اچھے اور برگزیدہ لوگ شہید کر دیئے گئے۔ ان اخیار امت میں حضرت سعید بن خالد سعید رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے جب انھوں نے اپنے لڑکے کے متعلق سنا تو انھوں نے کہا: ''وابناہ'' ہائے میرے بیٹے! اور بہت روئے یہاں تک کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی انھوں نے رلا دیا۔ پھر تیزی سے اپنے گھوڑے کی طرف گئے۔ گھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر فلسطین جانے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے لخت جگر سعید کی قبر کو دیکھ لیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خالد رضی اللہ عنہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں چل دیئے؟ حالانکہ آپ تو مسلمانوں کے لشکر کے ایک اہم رکن ہو؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں سعید رضی اللہ عنہ کی قبر دیکھ لوں اور میری یہ بھی خواہش اور امید ہے کہ میں بھی اس سے جاملوں! یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو آپ نے خط

کا جواب لکھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إنما أنت مأمور فإن كان أبو بكر امرك أن تكون معنا فسر إلينا و أن كان امرك بالثبات فی موضعك فاثبت و السلام عليك و رحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

چونکہ آپ خلیفۃ المسلمین کی طرف سے مامور اور ان کے حکم کے پابند ہیں۔ اس لئے یہ آپ کی صوابدید پر ہے اگر تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہمارے ساتھ ہو جانے کو فرمایا تھا تو چلے آیئے اور اگر وہیں ثابت رہنے کو فرمایا تھا تو وہیں رہیے سب ساتھیوں کو سلام کہیے گا۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہو۔

آپ نے یہ خط لپیٹ کر کے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت خالد ابو عامر الدوسی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور روتے روتے وہ خط ان کے حوالے کیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف بڑھ کر ان کے ساتھ مصافحہ کیا عزت و اکرام سے ان کو بٹھایا۔ اور ان کے بہادر بیٹے حضرت سعید رضی اللہ عنہ شہید کی تعزیت کی اور ان کو تسلی اور حوصلہ دیا، صبر و تحمل کی تلقین کی۔

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ آیا تم نے دیکھا تھا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اپنے نیزے اور تلوار کو کفار کے خون سے سیراب کیا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! حضرت سعید رضی اللہ عنہ بڑی بہادری اور شجاعت کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ بہادری کے جوہر دکھانے میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت میں انہوں نے بڑا مجاہدانہ کردار کیا اور کسی قسم کی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کیا پھر انہوں نے کہا: مجھے ان کی قبر دکھا دو لوگوں نے ان کو حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی قبر دکھائی۔

باپ کا بیٹے کی قبر پر کھڑے ہو دعا مانگنا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیٹے کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور کہا: بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق مجھے صبر عطا فرمائے اور مجھے بھی تم سے ملا دے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اسی کے پاس لوٹنے والے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمت اور طاقت عطا کی تو میں ضرور تیرا بدلہ لے کر رہوں گا، اے میرے بیٹے! مجھے امید ہے تم اپنے اللہ رحیم و کریم کے پاس اجر و ثواب پاؤ گے۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا انتقام

پھر حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کوہ کے دامن سے نکل کر دشمن کو تلاش کروں۔ شاید موقع ہاتھ آ جائے اور میں دشمن کے سپاہیوں کو سبق سکھاؤں اور اپنے لخت جگر کا انتقام لے لوں اور مال غنیمت بھی ممکن ہے حاصل ہو! حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے ماں باپ جائے بھائی! جنگ کے بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں جس وقت لڑنے کا اتفاق ہو اور دشمن کا سامنا ہو جائے تو جی بھر کر لڑ لینا اور دشمن کے کسی فرد کو زندہ نہ چھوڑنا، میدان میں اپنی شجاعت کے جوہر خوب دکھا دینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم! مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا، میں تو ابھی دشمن کو تلاش کرنے چلوں گا چاہے مجھے اکیلے ہی کیوں نہ جانا پڑے یہ کہہ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سامانِ سفر باندھنا شروع کر دیا اور تنہا ہی چلنے کا عزم کر لیا۔ ادھر قوم حمیر کے تین سو نوجوان شہسوار گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں آپ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں آپ نے ان کے جذبے کو دیکھتے ہوئے انہیں اذن جہاد عطا فرما دیا۔

چنانچہ یہ سب مجاہد اسی دن چل کھڑے ہوئے۔ ایک جگہ دامن کوہ میں وادیوں کے اندر پڑاؤ کا ارادہ کیا تا کہ وہاں گھوڑوں کو چرنے چھوڑ دیا جائے اور کچھ آرام کے بعد راتوں رات اگلی منزل کی طرف سفر طے کیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

اچانک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نگاہ پہاڑ کی چوٹی پر پڑی تو آپ کو وہاں کچھ سائے سے دکھائی دیئے۔ آپ نے ساتھیوں سے فرمایا: مجھے اس پہاڑ کی چوٹی پر کچھ شبیہیں اور انسانی صورتیں نظر آئی ہیں، گمان ہوتا ہے کہ یہ دشمن کے جاسوس ہیں اور ہم وادی میں ہیں، پس کہیں ہمارے اوپر کوئی مصیبت بن کر نہ نازل ہو جائیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور ہم کھلے میدان میں، ہم ان تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں!

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تم لوگ میرے آنے تک اسی جگہ ٹھہرے رہنا میں ان کی خبر لے کر آتا ہوں۔ یہ کہا اور آپ نے گھوڑے سے اتر کر تہبند کس کر باندھا اور تلوار کو حمائل کیا۔ ڈھال کو کندھے پر ڈالا اور فرمایا: یہ سمجھ لو کہ ان لوگوں نے ہنوز ہمیں نہیں دیکھا ہے۔ اگر دیکھ لیتے تو یہاں نہ رکتے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے کون شخص اپنی جان، اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنا چاہتا ہے؟ یہ سن کر آپ کے ساتھیوں نے یک زبان ہو کر کہا: ہم سب آپ کے ساتھ متفق ہیں۔

مسلمانوں کا عقابوں کی طرح دشمن پر جھپٹنا

راوی کہتے ہیں: انہوں نے پہاڑ کا چکر لگایا یہاں تک کہ ان کے بالکل قریب چوٹی پر جا پہنچے اور وہ لوگ بے خبر اپنی کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے فرمایا کہ پکڑ لو کوئی بھاگنے نہ پائے، اللہ تعالیٰ تمہاری ہمتوں کو بڑھائے۔ مسلمان عقاب کی طرح سرعت کے ساتھ ان پر جھپٹے اور ان میں سے تیس کو قتل اور چار کو قید کر لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے احوال معلوم کئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم شام کے دیہاتوں، دیر البقیع، الجامع اور کفر العزیزہ کے

رہنے والے کاشتکار لوگ ہیں جب سے عرب نے ہمارے شہروں پر چڑھائی کی ہے ہم سخت پریشان ہیں، اکثر آبادی بھاگ کر قلعوں اور گڑھیوں میں پناہ گزین ہوگئی ہے۔ ہم لوگوں نے اس پہاڑ پر جانیں بچانے کی خاطر پناہ لے رکھی تھی، کیونکہ ادھر کی تمام دیہاتی آبادی میں سے یہی جگہ سب سے زیادہ پرامن اور محفوظ تھی، اس لئے ہم اس مقام پر چڑھ کر رہنے لگے مگر آپ لوگوں نے یہاں سے بھی ہمیں گرفتار کرلیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ لشکر روم کے متعلق تمہیں کیا معلومات ہیں؟ وہ کہاں تک پہنچ گیا؟ انہوں نے کہا وہ ''اجنادین'' کے مقام پر پہنچ چکا ہے اور بادشاہ، فلسطین کی طرف چلا گیا ہے تاکہ بیت المقدس کی حفاظت کرے۔ اجنادن میں تمام لشکر مع مفرورین کے جمع ہوا ہے اور ایک سردار رسد لینے کیلئے ہمارے یہاں آیا تھا اس نے چوپایوں اور خچروں کو باربرداری کیلئے اکٹھا کیا ہے مگر اسے ڈر ہے کہ کہیں اہل عرب ان کو نہ ملیں۔ ہمیں محض اس قدر معلومات ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے رسد کے لئے آج ہی کوچ کیا ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ تو مال غنیمت ہے آپ نے دعا کی: اے اللہ! ان لوگوں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد فرما، پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کون سے راستہ سے جائیں گے؟ انہوں نے کہا: اسی راستہ سے جس میں تم موجود ہو، کیونکہ کشادہ راستہ یہی ہے اور رسد انہوں نے ایک ریت کے ٹیلے کے پاس جس کو ''تل بنی سیف'' یعنی ٹیلہ بنی سیف کہتے ہیں میں جمع کر رکھی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ''ہمارے دین اسلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اور کیا اعتقاد رکھتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم تو دیہاتی اور کاشتکار لوگ ہیں، ہمیں دین صلیب یعنی عیسائی مذہب کے سوا کسی مذہب اور دین سے واقفیت نہیں ہے اور ہمیں قتل کر کے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔

خوراک کے گودام

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کو غیر مشروط پر چھوڑ دیا جائے مگر آپ کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ انہوں اس شرط پر چھوڑا جائے کہ یہ ہمیں میرۃ (خوراک کے گوادم) تک پہنچا دیں۔ انہوں نے اس شرط کو قبول کرلیا اور آگے آگے چل کر راستہ بتائے گے جب عین شاہراہ پر پہنچے تو حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ وادی میں ہم جن ساتھیوں کو چھوڑ آئے ہیں ان تمام کو بلا کر لاؤ جب وہ ساتھی بھی آگئے اور تیز رفتاری کے ساتھ چلے اور وہ چار آدمی راستہ بتلاتے جاتے تھے جس وقت غلہ کے گوداموں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ رومی رینجرز اناج اور خوراک کا سامان خچروں اور گدھوں پر لاد رہے ہیں اور ''ٹیلے'' کے گرد چھ سوار نگرانی کر رہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر مسلمانوں سے مختصر خطاب فرمایا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے اور جان لڑانے کی ترغیب دی آپ نے فرمایا: ''جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دشمن کے مقابلہ پر تم سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور جہاد تم پر فرض کیا ہے دشمن تمہارے سامنے موجود ہے تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی رغبت اور کوشش کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اس کو دھیان اور توجہ کے ساتھ سنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ۔ [1]

''بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی''

میں اب دشمن پر حملہ کرنے والا ہوں تم بھی حملہ کرو، تم میں سے کوئی آدمی تنہا آگے نہ نکلے یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ قوم حمیر نے بھی ہلہ بول دیا۔

حضرت حذافہ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس وقت رومیوں کے سوار ہمارے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھے تو جو کاشت کاری اور مزدور وغیرہ تھے اور جانوروں پر غلہ لا رہے تھے، وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے رومی فوج ایک گھنٹہ تک ڈٹ کر ہمارا مقابلہ کرتی رہی۔ حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے آل حمیر! آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں، جنت تمہاری خاطر مزین اور آراستہ کی گئی ہے، حوریں پھولوں کے گجرے لئے تمہارے استقبال کیلئے کھڑی تمہاری راہیں تک رہی ہیں'' حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ اتنا کہہ پائے تھے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ رومیوں کے سردار کے سر پر کھڑے تھے۔ آپ نے اس کی قیمتی زرہ، جاہ وحشمت اور عمدہ سواری کی وجہ سے پہچان لیا تھا۔ وہ اس وقت اپنی فوج کو لڑنے میں برانگیختہ کر رہا تھا، آپ اس کی طرف بڑھے اور اس زور سے اس کو للکارا کہ وہ آپ کی دبنگ آواز اور دبکے سے ہی مرعوب اور خوفزدہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سعید رضی اللہ عنہ (شہید) کا بدلہ لے لیا، یہ کہہ کر آپ نے زور سے اس کو نیزہ مارا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا اور یوں جیسے لوہے کا برج گر پڑا ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا کوئی ساتھی سپاہی ایسا نہیں رہا جس نے ایک نہ ایک رومی سپاہی کو قتل نہ کیا ہو۔

حضرت حذافہ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے تین سو بیس سوار قتل کئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ مال و اسباب، خچر، تاتاری گھوڑے، غلہ اور سامان خوراک وغیرہ سب کچھ چھوڑ گئے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے سب پر قبضہ کر لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کسانوں کو اپنا کیا ہوا وعدہ ایفاء کرتے ہوئے رہا کر دیا اور اسکے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس مال غنیمت کو لے کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی سلامتی اور خیر و عافیت سے صحیح و سالم واپس لوٹنے اور مال غنیمت کے ملنے سے بہت خوشی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لڑائی کے بارے میں ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف اور ایک خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا، اس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فتح و نصرت بلکہ رومیوں کے ساتھ جنگ میں پیش آنے والے تمام حالات اور واقعات تفصیل سے لکھ کر حضرت عامر دوسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ارسال کئے۔

حضرت عامر دوسی رضی اللہ عنہ یہ خط لے کر جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ خط تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی۔ فرط مسرت سے فضا ''لا الہ الا اللہ'' اور ''اللہ

---

[1] ۔ الصف: ۴

اکبر'' کے نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا: حضرت عامر دوسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ ابھی تک شام کی سرحدوں پر خیمہ زن ہیں۔ شام کے اندر اس وجہ سے داخل نہیں ہو سکے کہ انہوں نے سنا ہے کہ شاہ روم ہرقل نے ''مقام اجنادین'' پر بے شمار افواج جمع کر رکھی ہیں اور مسلمان اس سے خوفزدہ ہیں کہ کہیں دشمن ہم پر غالب نہ آجائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شام میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو آپ جان گئے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نرم دل نازک اور حساس طبیعت کے مالک ہیں اور یہ ان کی کمزوری ہے۔ رومیوں کے ساتھ جنگ کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ اس جنگ کے لئے مناسب نہیں رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے انکی جگہ حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمانے کا سوچا اور شوریٰ کے سامنے انکی تقرری اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مسئلہ پیش کیا اور مسلمانوں سے رائے مانگی، سب نے متفقہ طور پر آپ کی تجویز اور رائے کو پسند کیا اور کہا کہ آپ کی رائے نہایت موزوں کا اور بہت مناسب ہے، آپ نے مسلمانوں کو اعتماد میں لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالار اعلیٰ کے عہدے پر تقرری کے لئے خط تحریر فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر کرنا

سلام عليك

أما بعد فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم واني قد وليتك على جيوش المسلمين وأمرتك بقتال الروم وأن تسارع إلى مرضاة الله عزوجل وقتال اعداء الله وكن ممن يجاهد في الله حق جهاده ثم كتب" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ" (الصف 10) الآية وقد جعلتك الأمير على أبي عبيدة ومن معه

آپ رضی اللہ عنہ پر سلامتی ہو۔

ازیں بعد! میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور میں دورد پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے لشکروں کو پر سپہ سالار مقرر کرتا ہوں اور آپ کو جنگ روم کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جلدی کرو، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قتل کرنے میں سبقت کرو اور خود کو ان لوگوں میں شامل کرنے کی کوشش کرو جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور لڑنے کا حق ادا کر دیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ'''' اے ایمان والو کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے''۔ میں تمہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور اس کی فوج پر امیر مقرر کرتا ہوں۔

آپ نے یہ حکم نامہ نجم بن مفرح الکنانی رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا۔ وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے۔ حضرت

خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خط ملا قریب ہی تھا کہ وہ قادسیہ کو فتح کر لیں، خط پڑھا اور اس کا منشا سمجھ کر انہوں نے کہا اطاعت وفرمانبرداری اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی ہی کی ضروری ہے۔ آپ نے قادسیہ سے رات ہی کو عین التمر کے راستہ سے کوچ کر لیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کی معزولی اور اپنے شام آنے کی اطلاع کر دی اور لکھا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مسلمانوں کے لشکروں کا سپہ سالار مقرر فرمایا ہے، میرے پہنچنے تک آپ کوئی اقدام نہ کریں، اپنے مقام پر قائم رہیں۔ ''والسلام''

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کے ایک بہادر سپاہی تھے، یہ خط ان کو دے کر روانہ کیا گیا وہ یہ خط لے کر شام کی طرف چل دیئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب سماوہ کے علاقہ میں پہنچے تو فرمایا: ''لوگو! اس ملک کا سفر سیراب کرنے والی اشیاء اور وافر مقدار پانی کے بغیر ہرگز نہ کرنا کیونکہ اس علاقے میں پانی کی بہت قلت ہے اور ہمارے ساتھ لشکر ہے آپ لوگ رائے دیں کیا کرنا چاہیئے؟''

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت رافع بن عمیرہ طائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے امیر! اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کریں تو فائدے میں رہیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے جو تمہاری سمجھ میں آتا ہے کرو۔ انہوں نے تیس راس اونٹوں کو سات دن پیاسا رکھ کر پانی پلایا، ان کے منہ باندھ دیئے، اونٹوں پر سوار ہوئے گھوڑوں کو خالی ساتھ لیا اور چل دیئے۔ جس منزل پر اترتے تھے ان میں سے دس راس اونٹ ذبح کر لیتے تھے۔ ان کا پیٹ چاک کر کے جو پانی نکلتا چمڑے کے مشکیزوں اور ڈولوں میں بھر لیتے ،جس وقت ٹھنڈا ہو جاتا گھوڑوں کو پلا دیتے اور خود گوشت کھا لیتے تھے۔ ہر دو منزل میں اسی طرح کیا آخر اونٹ ختم ہو گئے اور دو منزلیں بغیر پانی کے طے کیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہوا۔ قریب تھا کہ ہلاکت تک نوبت آجاتی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رافع! ساری فوج جان بہ لب ہے۔ آپ کوئی ایسی جگہ معلوم ہے جہاں سے پانی مل سکے!

سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت رافع رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ انھوں نے کہا: اے امیر! جس وقت ''اقراقر'' او ''رسُوی'' کے مقام پر ہم پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع کرنا اور اب تیزی سے چلتے جاؤ۔ لوگوں نے تیز رفتاری کے ساتھ سفر طے کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لشکر کا اکثر حصہ ''اقراقر اور سوی'' کے مقام پر پہنچ گیا اور کچھ فوج پیچھے رہ گئی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو اس جگہ کی اطلاع دی گئی وہ بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے اپنے عمامہ کا پلو آنکھ کے اوپر سے ہٹا کر اپنی سواری کو دائیں بائیں دوڑایا اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ چاروں طرف حلقہ بنائے پانی کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک پیلو کا درخت نظر آیا۔ آپ نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ پھر آپ نے ساتھیوں سے کہا: اس جگہ کنواں کھودا اہل عرب نے اس جگہ کنواں کھودنا شروع کیا۔ اچانک دریا کی طرح پانی کا ایک چشمہ بہنے لگا۔ لشکر نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیں۔ سارے

لشکر نے خود بھی پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کے لیے اونٹوں پر پانی کے مشکیزے لاد کر لے چلے۔ ان لوگوں نے بھی پانی پیا تو ان کی جان میں جان آئی اور وہ بھی لشکر کے ساتھ آملے۔ کنویں پر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد لشکر تیزی سے اگلی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ یہاں تک کہ ''ارکہ'' کے مقام پر ایک دن کا سفر باقی رہ گیا تھا کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں لب سڑک ایک سرائے بنی ہوئی تھی۔

حضرت عامر بن طفیل کی اسیری اور رہائی

وہاں چند بکریاں اور اونٹ بھی موجود تھے بعض مسلمان چرواہے کی تلاش میں نکلے تاکہ اپنی قوم اور دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں۔ تلاش کرتے ہوئے جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ چرواہا شراب پی رہا ہے اور ایک طرف ایک عربی شخص ہتھکڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی فوری اطلاع کر دی گئی۔ آپ نے اسی وقت گھوڑا دوڑایا اور موقع پر پہنچ گئے۔ حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابن طفیل! تم اور یہاں قید؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے امیر! میں ان سرائے اور ڈیرہ والوں کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ مجھے سخت گرمی اور لو کی وجہ سے بہت پیاس لگی ہوئی تھی، چنانچہ میں اس ارادہ سے اس ڈیرہ چلا آیا کہ ان سے کچھ دودھ لے کر پی لوں گا۔ مگر میں نے اس ڈیرے والے کو شراب نوشی کرتے دیکھا تو میں نے اس سے کہا: ارے دشمن خدا! شراب تو حرام ہے اور تو اس کو پی رہا ہے۔ جناب امیر! اس کے جواب میں اس نے مجھے کہا: ارے بابا! یہ شراب نہیں ہے، بلکہ پانی ہے تم جھک کر دیکھو تاکہ اس کی بو اور رنگت سے تمہیں صحیح اندازہ ہو سکے کہ یہ تو خالص پانی ہے اگر شراب ہو تو جو چاہو کرنا۔ میں نے جب اس کی یہ بات سنی تو میں نے اونٹنی کو بٹھا دیا اور اس کے کجاوہ سے اتر کر زانوؤں کے بل بیٹھ گیا تاکہ سونگھ کر معلوم کروں کہ صراحی میں کیا ہے؟ میں صراحی پر جھکا ہوا تھا کہ اس نے جلدی میں مجھے ایک لاٹھی جو اپنے بغل میں دبائے ہوئے تھا، اس زور سے ماری کہ میرا سر پھٹ گیا۔ میں ایک طرف کو پلٹا تو اس نے جھپٹ کر فوراً مجھے قابو کر لیا اور میرے دونوں بازو رسی سے باندھ دیئے اور کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو (حضرت) محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہے۔ میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا سردار، بادشاہ کے پاس سے واپس نہیں آجاتا۔ میں نے پوچھا کہ تیرا سردار اور مالک اہل عرب میں سے کون ہے؟ اس نے کہا: قداح بن واثلہ ہے۔

حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب امیر! میں تین دن سے اس کے پاس ہوں یہ جب بھی شراب پیتا ہے مجھے سامنے بٹھا لیتا ہے اور پھر شراب پینے کے بعد اپنے پیالے کا تلچھٹ میرے سر پر انڈیل دیتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کی یہ داستان سنی تو ان کو سخت غصہ آیا اور آپ غضب سے اس بدو غلام کی طرف لپکے اور تلوار کے ایک ہی وار اس بدمعاش کے سر کو گردن سے الگ کر دیا۔ وہ گرا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ مسلمانوں نے اس کے اونٹوں اور بکریوں کو غنیمت کا مال بنایا اور اس کے ڈیرہ رجنگی پر ہلہ بول دیا اس کا قلع قمع کرنے کے بعد حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کو قید سے رہائی دلائی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ میرا وہ خط کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے عمامہ کے ایک پیچ میں ہے۔ اب تک اس کی کسی کو خبر

نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا: اسے لے کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کے پاس فوراً پہنچو اور کامل احتیاط کو اپنا شعار بناؤ اور کسی کے دھوکے میں نہ آنا، چوکنا اور ہوشیار ہو کر رہا کرو اب جلدی چلو۔

فلسفی اور ماہر نجوم کا اعلان

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عامر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور شام طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت خالد نے اس جگہ سے کوچ کا حکم دے دیا کیونکہ یہ ایک خطرناک جگہ تھی جہاں عراق کے مسافروں کو لٹنے کا ڈر رہتا تھا۔ مملکت روم قافلوں سے ٹیکس وصول کرتی تھی۔ بادشاہ کی طرف سے جہاں ایک حاکم اور جرنیل مقرر تھا، جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج یہاں آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے قافلوں پر ظلم کرنے اور مسافروں پر ٹیکس لگا کر ان کا استحصال کرنے والوں پر شب خون مارنے اور ان کے مال و متاع لوٹنے اور ان کو سبق سکھانے کا حکم دے دیا۔

چنانچہ "ارکہ" کے باشندے فوج کو دیکھ کر قلعہ بند ہو گئے۔ قلعہ ارکہ کے علاقہ میں یہاں حکماء روم میں سے ایک حکیم (فلسفی اور ماہر نجوم) رہتا تھا۔ جو دیگر علوم و فنون کے علاوہ ملحمہ کا فن بھی جانتا تھا۔ جس وقت اس نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو اس کا رنگ فق ہو گیا اور کہنے لگا: مجھے اپنے دین کی حقانیت کی قسم! وقت آ گیا ہے۔

اہل ارکہ نے دریافت کیا "کیسا وقت؟"

اس نے کہا: میں نے علم ملحمہ کے مطالعہ میں اس قوم کا ذکر پڑھا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ عراق کی طرف سے جو سب سے پہلے جھنڈا یہاں آئے گا وہ فتح مند ہو گا۔

روم کی تباہی اور ہلاکت کا وقت آ گیا ہے، اس قوم کو تم غور سے دیکھو اگر اس کا جھنڈا سیاہ رنگ کا ہے، اس فوج سپہ سالار چوڑا چکلا لمبے قد کا لحیم و شحیم ہے، اس کے مونڈھے کشادہ یعنی اسکی چھاتی اور سینہ کشادہ ہے، مضبوط ڈیل ڈول اور قوی ہیکل جسم کا مالک ہے اور اسکے چہرے پر معمولی چیچک کے داغ ہیں اور رنگ گندمی ہے تو شام کی جنگ کے لئے یہی سپاہ سالار ہے جس کے ہاتھ سے شام کو مسلمانوں فتح کریں گے۔

حکیم سمعان کی گفتگو اور قوم کا فیصلہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں وہی سیاہ علم تھا جو ان کو ان کے حکیم نے بتایا تھا تو یہ لوگ اپنے حاکم کے پاس گئے اور کہا آپ جانتے ہیں کہ حکیم سمعان بغیر حکمت کے کوئی بات نہیں کہتا! اس نے ہم سے جو کچھ بیان کیا بالکل اسی طرح وہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اہل عرب سے ہم صلح کر لیں اس طرح ہمارے مال، جانیں اولاد اور گھر بار دسب محفوظ ہو جائے گا۔ رومی جرنیل نے کہا: کل صبح تک آپ لوگ مجھے سوچنے کا موقع دیں تا کہ کسی صحیح اور حتمی نتیجہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکوں۔ کل میں آپ حضرات کو اپنی رائے سے آگاہ کروں گا یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور بطریق (رومی جرنیل) شب بھر اس معاملہ پر غور و خوض کرتا رہا۔ چونکہ وہ ایک مدبر اور دانا شخص تھا، اس نے اپنے دل میں سوچا اگر ان نازک حالات میں جبکہ ساری قوم ایک اپنی رائے قائم کر چکی ہے۔ میں

اکیلا پوری قوم کے خلاف کوئی رائے قائم کرتا اور اس کا اظہار ان کے سامنے کرتا ہوں تو قوم مجھے معاف نہیں کرے گی اور اس بات کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ مجھے پکڑ کر عربوں کے سپرد کر دے اور یہ بھی سچ تھا کہ جنرل روبیس، فلسطین میں عرب کا رعب اور دبدبہ چھا گیا ہے جو ان کے دلوں سے کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ تمام رات وہ دل میں ان باتوں کو سوچتا رہا اور سوچوں کا جال بنتا رہا۔

ارکہ کا وفد جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی

صبح کو اجلاس بلا کر قوم سے رائے مانگی کہ اب کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارا وہی فیصلہ ہے کہ ہم جنگ نہیں چاہتے، ہم عربوں سے صلح کے خواہش مند ہیں اور مصالحت کے بعد ہم اپنے اسی شہر میں پُر امن شہری کی زندگی گزاریں گے۔ اس نے کہا: میں بھی تم ہی جیسا ایک شخص ہوں جو پوری قوم کی رائے ہے، میں اکیلا اس کی مخالفت نہیں کر سکتا اس کے ساتھ "ارکہ" کے چند جہاں دیدہ اور تجربہ کار افراد کا ایک وفد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور صلح کے متعلق ایک عرضداشت پیش کی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے صلح منظور فرمائی اور ان کے ساتھ نہایت نرم الفاظ میں گفتگو کی۔ خندہ پیشانی اور خاطر و مدارت سے پیش آئے تا کہ باشندگان سخنہ، حوارن، تدمر اور قریتین بھی یہ سن کر دائرہ اسلام داخل ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بات پر صلح کرتا ہوں کہ میں اپنی فوج یہاں سے ہٹالوں گا اور جو لوگ اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنا چاہیں، انہیں ہم مرحبا اور خوش آمدید کہیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہنا چاہیں ان پر جبر نہیں ہوگا۔ ان کی طرف سے ہم جزیہ پر قناعت کریں گے۔

اہل سخنہ اور اہل تدمر سے صلح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل ارکہ سے دو ہزار سفید چاندی کے درہم اور ایک ہزار سونے کے دیناروں پر صلح کی تھی اور صلح نامہ تحریر کر کے ان کو دیا تھا۔ ابھی آپ نے یہاں سے کوچ نہیں کیا تھا کہ "اہل سخنہ" نے بھی صلح کر لی۔ جس وقت "تدمر" والوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہاں کے حاکم "جرنیل کرکر" نے تمام رعایا کو جمع کر کے یہ کہا کہ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ اہل عرب نے ارکہ اور سخنہ کو صلح کے ذریعہ مسخر کر لیا ہے۔ اور میں نے اپنے ہی آدمیوں سے سنا ہے کہ اہل عرب نہایت صلح پسند عدل و انصاف کرنے والے اور نیک طبیعت لوگ ہوتے ہیں۔ فتنہ و فساد چاہنے والے نہیں ہوتے۔ ہمارا قلعہ اگرچہ بہت زیادہ محفوظ ہے، کس شخص کو اس کے اندر آنے کی مجال نہیں۔ مگر ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے باغات اور زراعت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ صلح کر لیں۔ اگر ہماری قوم نے ان کو فتح کر لیا تو ہم صلح ختم کر دیں گے اور اگر اہل عرب فتح یاب ہو گئے تو ہم ان کی طرف سے مامون رہیں گے۔

عوام نے یہ فیصلہ سن کر مسرت کا اظہار کیا اور انہوں نے اس خوشی میں ایک ضیافت کا بھی اہتمام کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اتنے میں یہاں پہنچ گئے۔ اہل تدمر نے ان کا استقبال کیا اور عزت و احترام دیا۔ آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تین سو اوقیہ چاندی پر ان سے مصالحت ہوئی اور آپ نے صلح نامہ لکھ کر ان کے حوالے کر دیا اور آپ نے اہل تدمر سے غلہ، دیگر ضروریات سفر کے علاوہ

جانوروں کیلئے توڑی، نیزہ اور ونڈ اوغیرہ خرید ااور حوران کے علاقے کی طرف چل دیئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت وفرمانبرداری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ خط پڑھ کر ہنسے اور فرمایا: الحمد للہ، کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے احکام کو سننا اور ان کی اطاعت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ یہ حکم نامہ میرے سرآنکھوں پر مجھے یہ فرمان مبارک دل سے قبول ہے۔ پھر آپ نے تمام مسلمانوں کو اپنی معزولی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپہ سالار اعظم مقرر ہونے کی اطلاع دی، انہی ایام میں آپ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں چار ہزار سواروں کو بصرہ روانہ کر چکے ہیں جو وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈال چکے تھے۔

بصرہ کے حاکم کی شہرت

اس زمانے میں بصرہ کا حاکم ''روماس'' نامی ایک شخص تھا، جو ذاتی طور پر بادشاہ اور رومیوں کے نزدیک ایک نہایت بلند مقام ومرتبہ کا آدمی سمجھا جاتا تھا۔ یہ حاکم اور جرنیل بہت پڑھا لکھا انسان تھا، کتب سابقہ اور تاریخ عالم کا عالم تھا اور علم اور شجاعت میں وسعت وکشادگی کا مظہر ومصداق تھا، یعنی علمی اور بدنی دونوں اعتبار سے بلند اور وسیع وعریض شخصیت کا مالک تھا۔ شام کے دور دراز شہروں سے اہل روم اور اس کے پہلوانی جسم کو دیکھنے اور حکمت ودانائی کی باتیں اور پند ونصائح کو سننے کی غرض سے اس کے یہاں آیا کرتے تھے۔ بصرہ اس زمانہ میں بارہ ہزار نفوس کی آبادی پر مشتمل شہر تھا اور اس وقت اس شہر میں خوب چہل پہل تھی، اہل عرب حجاز اور یمن سے یہاں تجارت کیلئے آتے جاتے تھے، ایک خاص وقت اور موسم میں روماس کیلئے آیک آہنی کرسی لاکر رکھ دی جاتی جس پر بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے جسم کو دیکھتے اور اس کے علم سے استفادہ کرتے۔

بصرہ میں ہلچل اور شوروغل

حضرت شرحبیل بن حسنہ جس وقت نے جس وقت بصرہ پر فوج کشی کی تو یہی موسم تھا اور مخلوق خدا اس کے پاس جمع تھی کہ اچانک حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی آمد سے بصرہ میں ایک ہلچل اور شور مچ گیا۔ روماس جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا، قوم کو زوردار منادی اور اعلان کے ذریعے بلایا۔ پوری قوم اس کی آواز پر اکٹھی ہوگئی اس نے کہا: باتیں کرنا چھوڑو، پہلے مسلمانوں کی فوج کو دیکھ آؤں۔ ان سے مذاکرات کر کے ان کا مدعا اور مطلب معلوم کرلوں کہ ان کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے پاس آیا اور آواز دی: اے عرب کی قوم! میں بصرہ کا حکم روماس ہوں اور تمہارے سپہ سالار سے ملنا چاہتا ہوں۔

بصرہ کے حاکم اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے درمیان مکالمہ

چنانچہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی گئی اور آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو روماس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پہلا

سوال یہ کیا: آپ کون لوگ ہیں؟

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم اس نبی اُمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کے معبوث ہونے کی خبر اور پیشین گوئی پہلی آسمانی کتابوں تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے۔

روماس نے کہا: انہوں نے کیا کام کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو قبض فرما کر انہیں پاس بلا لیا اور ان کیلئے اپنے پاس کی خاص نعمت کو پسند فرمایا ہے''

روماس نے پوچھا: ''ان کی جگہ پر کون شخص مقرر رہوا؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین حجرت عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے''

روماس نے کہا: ''مجھے اپنے سچے دین کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ تم بلاشبہ حق پر ہو اور تم لوگ ضرور پورے شام پر اور اسی طرح عراق کے مالک بن جاؤ گے۔ ہم تم پر سردست یہ شفقت اور مہربانی کرتے اور تمہیں خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہوئے یہی کہیں گے کہ تمہاری فوج نہایت مختصر اور قلیل ہے اور ہماری جمعیت بہت بھاری ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ملک واپس لوٹ جاؤ۔ ہم آپ لوگوں سے کسی قسم کا تعرض اور چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے۔ عربی بھائی! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دوست اور رفیق ہیں، اگر وہ موجود ہوتے تو مجھ سے جنگ نہ کرتے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دین کے متعلق اگر خود ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی ہوں تو وہ ان کی کبھی رعایت نہ کرتے جب کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں کیونکہ ان کی کسی طرح کا ذاتی اختیار نہیں ہے، وہ خود مکلف ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے اب تمہارے لئے تین راستے ہیں: پہلا تو یہ ہے کہ تم دین اسلام میں داخل ہو جاؤ دوسرا یہ نہیں تو پھر ذمی بن کر رہو اور اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کرتے رہو، تیسرا یہ کہ اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو پھر جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔

روماس نے کہا: مجھے اپنے دین اور عقیدے کے حق کی قسم! اگر معاملہ میرے اختیار اور ہاتھ میں ہوتا تو میں تم سے کبھی بھی جنگ کے لئے تیار نہ ہوتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم حق پر ہو۔ مگر یہ رومی قوم اکٹھی ہے میں چاہوں گا کہ واپس لوٹ کر ان کو سمجھا کر دیکھوں اور معلوم کر سکوں کہ ان کیا رائے ہیں؟

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت اچھی بات ہے ذرا جلدی کیجئے کیونکہ ہم آپ سے جو ایک دفعہ کہہ چکے ہیں اپنے اس مؤقف پر قائم ہیں اور جب آپ تین امور میں سے کسی ایک پر فیصلہ نہیں ہو جاتا ہم کہیں نہیں جائیں گے اپنی قوم سے جا کر کہہ دیجئے کہ وہ دین اسلام کو قبول کرے، ورنہ جزیہ دے۔ اگر یہ دونوں باتیں ان کو منظور نہ ہوں تو پھر لڑائی ہوگی اور بس!

روماس اپنی قوم کے پاس لوٹا اور ان کو اکٹھا کر کے کہا: اے حاملین دین نصاریٰ اور اے ابناء ماء معمودیہ! تمہیں یہ حقیت کبھی بھولنی نہیں کرنی چاہیے کہ تمہارے ممالک میں عربوں کا آنا، تمہارے اموال کو غنیمت بنانا، تمہارے سرداروں اور شہ زوروں کو قتل کرنا، جو خود تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے، اس کا وقت یہی ہے اور وہ زمانہ اب آ گیا ہے۔ تمہارے پاس نہ رو بیں (رومی سپہ

سالار کا نام) کے برابر لشکر اور نہ خود تم روبیس جیسے بہادر۔ فلسطین کے میدان میں اہل عرب کے ایک نہایت مختصر سے دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بہادروں کو مار ڈالا اور جو بچ رہے ان کو شکست سے دو چار کر کے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ مسلمانوں کا ایک سپہ سالار جس کا نام "خالد بن ولید" ہے عنقریب ہم پر عراق کی جانب سے چڑھائی کرنے ہی والا ہے۔

یہ علاقے اس نے فتح کر لئے ہیں:

۱۔ ارکہ ۲۔ سخنہ ۳۔ تدمر ۴۔ حوران

اور وہ بہت جلد بصرہ پہنچنے والا ہے۔ میرے نزدیک یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم اہل عرب کو جزیہ دینے کے معاملہ کو طے کر کے اپنے آپ کو دین کی حفاظت میں دے دیں اور اسی طرح جنگ کی اس بلا کو اپنے سر سے ٹال دیں۔

قوم نے جب روماس کی زبان سے یہ تقریر سنی تو وہ سیخ پا ہو گئی اور اس کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر اس نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں تو تمہاری حمیت اور غیرت کو دیکھنا چاہتا تھا ورنہ میں تو تمہارے ساتھ ان عرب جنگوؤں کے مقابلہ کیلئے سب سے آگے ہوں گا اور ان سے لڑنے والا سب سے پہلا شخص ہوں گا۔

رومی فوج کی جنگ کی تیاری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رومی قوم یہ سن کر جنگ پر آمادہ ہو گئی اپنے لشکر کو تیار اور شمار کر کے صف بندی شروع کر دی، سابری زرہیں پہن لیں اور مسلح ہو کر حملہ کیلئے تیار ہو گئی۔ افواج مسلم کے جرنیل حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے رومی فوج کو جنگ پر آمادہ دیکھ کر اپنی فوج کے بہادر جوانوں سے خطاب کیا اور جہاد کی ترغیب دی آپ نے فرمایا:

اعلموا رحمکم اللہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "الجنۃ تحت ظلال السیوف وأحب ما قرب إلی اللہ قطرۃ دم فی سبیل اللہ أو دمعۃ جرت فی جوف اللیل من خشیۃ اللہ" قال اللہ تعالی "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ"

(آل عمران: ۱۰۲)

"خوب جان لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنت تلواروں کے سایہ میں ہے" اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرے اور وہ آنسو ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے جاری ہو، دشمن سے جہاد کرو۔ تیروں چھلنی کر دو اور مل کر تیر ایک ساتھ چلاؤ تاکہ اہداف سے ادھر ادھر کر ضائع نہ جائیں۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ پڑھی: "قال اللہ تعالی "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ" (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس کے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان)

کاتب وحی کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت

حضرت ماجدین رویم العبسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے اس لشکر میں موجود تھا، دشمن نے بارہ

ہزار جوانوں کے ساتھ یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم جنگ جیت جائیں گے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم ان کے مقابلہ میں ایسے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو پر تل برابری سفیدی ہو، ہم نے اس جنگ میں اس شخص کی مانند جو موت اور سفر آخرت کے وقت صبر کر لیا ہے۔ صبر کر لیا تھا۔ دو پہر تک لڑائی ہوتی رہی دشمن برابر اس گھمنڈ میں رہا کہ یہ جنگ تو بہر حال اس نے جیتی ہوئی ہے۔ میں نے اس حالت میں حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

"یا حی یا قیوم یا بدیع السموات والأرض یا ذا الجلال والأکرام اللھم انصرنا علی القوم الکافرین"۔

"اے ہمیشہ زندہ قائم رہنے والے اور اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے بزرگی اور عزت کے مالک! اے اللہ! تو کافروں کی قوم پر ہمیں فتح ونصرت عطا فرما۔"

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے ابھی اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ مدد پہنچ گئی۔ ہم چاروں اطراف سے دشمن کے نرغے میں آئے ہوئے تھے۔ دشمن نے ہمارا محاصرہ کر کے دل میں یہ طے کیا ہوا تھا کہ اب فتح ہوئی، اچانک حوران کی طرف سے تاریک رات کی مثل ایک گردوغبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امداد الٰہی کا نشان بن گئے

جس وقت ہمارے قریب آیا تو اس میں پیش رو گھوڑے پر ایک سوار زور سے آواز دے کر کہہ رہا تھا: شرحبیل! اللہ تعالیٰ کے دین کی فتح ونصرت مبارک ہو! میں مشہور شہسوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہوں۔ دوسرے شہسوار کہہ رہے تھے: میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہوں۔ پھر یکے بعد دیگرے آگے پیچھے قوم لخم اور قبیلہ جزام کے مجاہدین پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے تمام لشکر آ گیا۔ ایک جھنڈا جس کو حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ اس پر میں نے دیکھا کہ تحریر تھا "رایۃ العقاب" (شاہین کا علم)۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی للکار رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ہم سے حضرت سالم بن عدی از ورقاء بن حسان عامری نے از میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے فرماتے ہیں: خدا کی قسم! رومیوں نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گرج دار شیر جیسی للکار سنی تو ان پر گڑھوں اوس پڑ گئی اور وہ بجھ سے گئے، ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شرجیل رضی اللہ عنہ کیا تمہیں خبر نہیں تھی کہ یہ ایک خاص موسم ہے اس میں اہل شام، حجاز اور اہل عراق کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ رومیوں کے لشکر اور سردار اس موقع پر جمع ہوتے ہیں پھر نہ معلوم کیوں تم نے اپنے آپ کو بمعہ اپنے ساتھیوں کے اس جگہ پھنسا دیا۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک سیدھے سادے خداترس مسلمان ہیں۔ لڑائی کے ہتھکنڈوں اور جنگی چالوں اور موقع کی نزاکت سے بہت کم واقف ہیں۔ پھر آپ نے فوج کو سفر کی تھکان دور کرنے کی غرض سے آرام کرنے کا حکم دیا۔ فوج نے پڑاؤ کیا اور ہر سپاہی نے ایک دوسرے کی غمخواری اور ہمدردی کی۔ اگلے دن بصرہ کے لشکر نے مسلمانوں کی طرف پیش قدمی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے سپاہیوں سے فرمایا: بصرہ کے لوگ یہ سمجھ کر کہ مسلمان سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہیں اور ان کے گھوڑے لمبی مسافت طے کر کے آئے ہیں اور تھکن سے چکنا چور ہیں اس لئے وہ ہماری فوج کی طرف بڑھ رہے ہیں، تم بھی اللہ تعالیٰ کی برکت اور اس کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے تیاری کرو ہتھیار پہنو اور گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ، چنانچہ مسلمانوں نے جنگ کی تیاری کی اور مسلح ہو کر سوار ہو گئے۔

کم عمر بہادر کا چار سو چرچا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ میمنہ پر حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ پر حضرت ضرار بن الازور بن طارق رضی اللہ عنہ کو جو ایک کم عمر مگر بہادر نوجوان تھے جن کی بہادری اور شجاعت کا اس کم سنی میں شہر شہر چرچا ہو چکا تھا، مقرر اور تعینات کیا، پیدل فوج کی کمانڈ حضرت عبدالرحمن بن حمید الجمعی رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی تھی اور لشکر جرار کے دو حصے کئے گئے، ایک حصہ پر حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کر کے پورے لشکر کے ایک بازو پر کھڑا کیا۔ جبکہ دوسرے حصے پر حضرت مذعور بن غانم الاشعری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جب میں دشمن پر حملہ کروں تو تمہارے گھوڑ سوار، دشمن کے گھوڑ سواروں پر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔

رومی سردار کا مقابلے میں سردار طلب کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر کو ہدایات اور وصیت فرمانے کے لئے باقی رہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اتنے میں اچانک رومیوں کی فوج کی صفوں کو چیرتے ہوئے ان میں سے ایک قوی ہیکل خوش پوش شخص، جس نے جسم پر سونے، چاندی، ریشم اور یاقوت کی، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی زینت کر رکھی ہے پوری آب و تاب کے ساتھ میدان میں نکلا۔ دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر عربی زبان میں ایک دیہاتی اعرابی کی طرح کہنے لگا: اے قوم عرب! میں بصرہ کا سردار ہوں اور میرے مقابلے میں تمہارا بھی کوئی سردار ہی میدان میں آئے!

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور روماس کے مابین مکالمہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں اترے۔

اس نے کہا: کیا آپ سردار اور سپہ سالار ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! مسلمان میرے متعلق ایسا ہی سمجھتے ہیں اور یہ میری امارت اور سپہ سالاری اسی وقت تک کے لئے ہے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہوں، اگر میرا عمل اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو اور میں کوئی نافرمانی کروں تو پھر اُن پر میری کوئی امارت اور سرداری باقی نہیں رہ سکے گی۔

روماس نے کہا: میں شاہان روم میں سے ایک بادشاہ اور عقلائے روم میں سے ایک عقل مند آدمی ہوں۔حق کسی صاحب نظر وفکر اور دانا وصاحب بصیرت شخص پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے سابقہ کتب اور تاریخ عالم کا مطالعہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی قریشی ہاشمی جن کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا، کو مبعوث فرمائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! وہ ہمارے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

روماس نے کہا: کیا تمہارے لئے کوئی کتاب نازل ہوئی ہے؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اور اس کتاب کا نام قرآن ہے۔

روماس نے کہا: کیا تم پر شراب حرام کی گئی ہے؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہمارا کوئی شخص اگر شراب پیئے تو ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں اور جو شخص زنا کاری کا ارتکاب کرے اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر زانی شادی شدہ اور محصن ہو تو پھر اس کو سنگسار کر دیا جاتا ہے۔

روماس نے کہا: کیا تم پر نمازیں فرض کی گئی ہیں؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔

روماس نے کہا: کیا تم حج کرتے ہو؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں!

روماس نے کہا: کیا تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اگر جہاد فرض نہ ہوا ہوتا تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنے کیونکر آتے جہاد فرض ہے تبھی تو تم سے لڑ رہے ہیں۔

روماس کا حقیقت کو تسلیم کرنا اور اپنی قوم سے ڈرنا

روماس نے کہا: میں ضرور جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو، میں آپ لوگوں سے محبت کرنے والا ہوں میں نے اپنی قوم کو آپ سے ڈرایا تھا تا کہ آپ سے محفوظ تر رہیں مگر وہ قوم نہیں مانی اور میں اپنی قوم کی طرف سے سخت خائف ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے روماس کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا: "اے روماس پڑھو"

"اشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله"

تیرے لئے وہی ہوگا جو ہمارے لئے ہے اور تجھ پر وہی ہوگا جو ہم پر ہے۔

روماس نے کہا: میں ضرور مسلمان ہو جاتا، لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں تو میری قوم میرے

قتل کے درپے ہو جائے گی اور میرے حرم کو قید میں ڈال دے گی البتہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ڈرا دھمکا کر ان کو ترغیب دیتا ہوں، شاید اللہ تعالیٰ کی ہدایت عطا فرما دے۔

عارضی حملہ اور روماس کا بھاگ جانا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم اسی طرح اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ہمارے درمیان جنگ وقتال نہ ہوا تو ان کو شک گزرے گا اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ میں تم پر حملہ کرتا ہوں اور تم بھی مجھ پر جوابی حملہ کو تا کہ تم پر تہمت نہ لگ سکے اور تھوڑی بہت کشمکش دکھانے کے بعد اپنی قوم کے پاس چلے جانا۔ کہتے ہیں کہ پھر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور فوجوں کو فن حرب کے خوب کرتب دکھائے یہاں تک کہ روماس نے آپ سے کہا کہ مجھ پر زوردار حملہ کیجئے تا کہ میں میدان سے بھاگ پڑوں۔ شاہ روم نے میری مدد اور کمک کے لئے ایک بطریق جس کا نام دریحان ہے، بھیجا ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچائیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے اس پر غلبہ اور فتح عطا فرمائے گا پھر آپ نے روماس پر زوردار حملہ کیا۔ روماس میدان کارزار سے بھاگ کر اپنی قوم میں جا چھپا۔ آپ نے اس کا زیادہ تعاقب نہ کیا۔

روماس کا اپنی قوم کو عربوں سے ڈرانا

جس وقت روماس اپنی قوم کے پاس پہنچا تو لوگوں نے تمام صورتحال کے بارے میں دریافت کیا؟ روماس نے کہا: اے میری قوم! عرب بڑے جفاکش اور سخت جان لوگ ہیں، تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ یہ یقینی بات ہے کہ وہ شام بلکہ پورے روم کے مالک ہو جائیں گے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، عربوں کی اطاعت قبول کر لو اور ان کی امان اور حفاظت میں داخل ہو جاؤ جس طرح کہ اہل ارکہ، اہل تدمر اور اہل حوران نے کیا ہے۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم میری نصیحت پر عمل کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہوگا۔

بصرہ کا نیا گورنر دریحان

روماس کے چلے جانے کے بعد اہل بصرہ نے "دریحان" کو اپنا سردار اور والی بنا لیا اور کہا جس وقت ہم مسلمانوں کے ساتھ اس جنگ سے فارغ ہو نگے تو بادشاہ کے پاس جا کر روماس کی معزولی اور برطرفی کی تحریک پیش کر کے اس کی جگہ آپ کو گورنر بصرہ مقرر کرنے کی درخواست کریں گے کیونکہ آپ روماس کے مقابلہ میں زیادہ بہادر، معاملہ فہم اور دانا ہیں۔

اہل بصرہ کے عزائم

دریحان نے پوچھا: تمہارے عزائم کیا ہیں؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر دو اور ان کے سپہ سالار کا مقابلہ کرو اگر تم نے مسلمانوں کے امیر لشکر کو مار لیا تو باقی لشکر بھاگ جائیگا اور میدان ہمارے ہاتھ رہے گا۔

دریجان کا حملہ اور پسپائی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دریحان نے زرہ پہنی اور مسلح ہو کر میدان میں آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کیلئے طلب کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا: آپ امیر لشکر ہیں اور لشکر کا میدان میں ڈٹے رہنا امیر کے سر پر منحصر ہے۔ دشمن کے مقابلے کیلئے میں جاتا ہوں آپ یہیں ہماری سرپرستی کیلئے مرکز میں تشریف رکھیں۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ میدان میں پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریحان پر حملہ کیا۔

پنجہ آزمائی شروع ہوئی دونوں ایک دوسرے کے اوپر شیر کی طرح جھپٹتے رہے دونوں لشکروں کے سپاہی اپنے شہ زروں کے فنون حرب کے کرتب اور دو بہادروں کے درمیان پڑنے والے جوڑ کی کاروائی کو دیکھنے کیلئے گردنیں اونچی کر کے آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔ دریحان، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تھوڑا ہی دیر ٹھہرا ہوگا کہ اس نے دل میں اپنی کمزوری اور اپنے فیصلے کی تقصیر اور کوتاہی کو محسوس کر لیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ میں زیادہ دیر مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا لہٰذا وہ پسپا ہو کر بھاگ نکلا اس کا گھوڑا چونکہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا، وہ آپ کے ہاتھ نہ آیا اور اس طرح دریحان جان بچا کر اپنے لشکر میں جا گھسا۔ اہل بصرہ نے کہا: اے سردار! تمہارے بھاگ آنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھ پر بڑی سختی سے حملہ کیا گیا تھا۔ میرے قدم نہ جم سکے اور میں ڈٹ کر مقابلہ نہ کر سکا اس لئے میں نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔ لہٰذا اب ہم مل کر اکھٹے مسلمانوں پر حملہ کریں۔ لہٰذا تم سب اب حملہ کردو یہ سن کر لشکر کے دل میں بزدلی چھا گئی۔

اہل اسلام کا بصرہ کو فتح کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوراً جان گئے آپ اور آپ کے ساتھیوں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما، حضرت ضرار بن الازور، حضرت قیس بن ہبیرہ، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ، حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری، حضرت عبدالرحمن بن حمید الجمعی رضی اللہ عنہم اور باقی مسلمانوں نے ایک دم حملہ کر دیا۔ اہل بصرہ نے جن کیلئے اب لڑائی کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا جس وقت مسلمانوں کے حملہ کو دیکھا تو آگے بڑھے، جنگ چھڑ گئی۔ رومیوں کے سر خاک و خون میں گرنے لگے۔ فصیل شہر پر ناقوس بجنے لگے، خطرے کے الارم بجتے ہی پادریوں نے شور و غوغا مچانا شروع کر دیا۔ لاٹ پادریوں نے آسمان پر سر پر اٹھا لیا اور کلمات کفر بکنا شروع کر دیئے۔

حضرت شرحبیل کی دعا اور مسلمانوں کا آمین کہنا

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھنا شروع کی:

''اللهم أن هؤلاء إليك بلا إله إلا أنت وأن محمدا عبدك و رسولك إلا ما نصرت هذا الدين على اعدائك المشركين''۔

(اے اللہ! یہ لوگ تیری طرف رجوع کرتے ہیں اس کے ساتھ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ اے اللہ اپنے مشرک دشمنوں کے خلاف اس دین کی مدد فرما)

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ یہ دعا فرما رہے تھے اور باقی تمام مسلمان آپ کی دعا پر ''آمین آمین'' کہتے جاتے تھے۔

مسلمانوں کا حملہ اور قلعہ کا گر جانا

پھر مسلمانوں نے یکبارگی زور سے حملہ کیا، دشمن نے خیال کیا کہ قلعہ گر پڑا ہے جس سے دشمن کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگنے لگے۔ زمین پر کشتوں کے پشتے لگ گئے اور بھگدڑ میں انہوں نے قلعہ کے دروازوں پر اپنے ہی بہت سارے آدمیوں کو کچل کر مار ڈالا۔ انہوں نے شہر میں داخل ہو کر فصیل کے اندر خود کو قلعہ بند کر لیا اور دروازوں اور برجوں کے اندر پناہ لی۔ نشانوں اور صلیبوں کو بلند کیا اور قلعہ بند ہو گئے اور یہ طے پایا کہ اس واقعہ کی اطلاع شاہ روم کو لکھ کر بھیجی جائے اور اس سے درخواست کی جائے کہ وہ ہماری مدد کے لئے فوج اور گھوڑے بھیجے۔

حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ جس وقت شہر کی فصیل پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا اور اپنے لشکر کا شمار کیا بعض مجاہدین کو موجود نہ پا کر میدان جنگ میں نعشوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے دوسوتیس مجاہد جن میں زیادہ تر قوم بُجَیلہ اور ہمدان کے آدمی تھے، اس معرکہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے ہیں۔ نیز رؤساء میں سے حضرت بدر بن حرصلہ، جو قبیلہ بنو ثقیف کے حلیف تھے اور علی بن رفاعہ، مازن بن عوف، سہیل بن ناز شط، جابر بن مرارۃ، ربیع بن حامد اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے اس جنگ میں بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کا اہتمام فرمایا اور حکم دیا کہ شہداء کو دفن کر دو۔ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت معمر بن راشد اور مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہم کے علاوہ ایک سو اور لشکر جرار کے نوجوانوں کو پہرے کے لئے مقرر کرتے ہوئے گشت کے لئے بھیجا۔

کمبل پوش پراسرار آدمی

گشت کے دوران اچانک ایک مقام پر گھوڑے بھڑکے، کنسریاں کھڑی کیں اور ہنہنانے لگے جس کی وجہ سے مسلمان جو پہرے پر تھے، ہوشیار اور چوکنا ہو گئے۔ ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ اندھیرے میں ایک کمبل پوش آدمی آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس کی طرف جھپٹے اور اس کو پکڑنا چاہا۔ مگر اس نے کہا: ذرا تحمل کیجئے، میں بصرہ کا حاکم ہوں۔ آپ نے اس کو گرفتار کر کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت پیش کر دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور ہنسے۔ اس نے کہا: اے امیر! میری قوم نے میرے مشورہ کو ٹھکرا دیا اور مجھے دھتکار دیا اور کہا کہ جا کر گھر میں بیٹھ جا، ورنہ قوم تیرے خلاف جذبات رکھتی ہے اور تجھے قتل کر ڈالے گی۔ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہا، میرا مکان شہر پناہ کی دیوار سے چونکہ بالکل متصل ہے، رات کی تاریکی میں میں نے اپنے غلاموں اور چھوٹے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ دیوار کو کھود کر اس میں سے راستہ بنائیں۔ چنانچہ انہوں نے دیوار میں نقب لگا کر ایک دروازہ کھول دیا، چنانچہ میں اسی راستے سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میرے آنے کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اپنے چند منتخب نوجوان، جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو بھیج دیں اور وہ ان شاء اللہ شہر پر

قابض ہو جائیں گے آپ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تم اپنی سرکردگی میں سو نوجوان منتخب کر کے روماس کے ہمراہ چلے جاؤ۔

روماس کی جنگی حکمت عملی اور مسلمانوں کی فتح

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سپاہی شہر میں داخل ہوئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ جس وقت ہم روماس کے مکان پر پہنچے اس نے ہمارے لئے خزانے کا دروازہ کھول دیا اسلحہ اور ہتھیار تقسیم کئے اور کہا: رومی فوج کی وردیاں پہن لو۔ ہم نے رومیوں کا لباس پہن لیا اور شہر کے چاروں اطراف میں پچیس پچیس سوار کھڑے کر دیئے۔ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس وقت تم ہماری تکبیر کی آواز سنو، فوراً اللہ اکبر کہہ کر جواب دینا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں جن جن مقامات پر متعین کیا گیا تھا، ہم نے اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر پوزیشنیں سنبھال لیں اور حملہ کیلئے تیار ہو کر کھڑے ہو گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: معتبر اور ثقہ راویوں سے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے دستہ کے سواروں کو متعین کر کے خود بھی زرہ زیب تن فرمائی اور روماس نے بھی زرہ پہن کر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک تلوار پیش کی جس کو آپ نے اپنے اسلحہ اور لباس میں شامل کر لیا۔

روماس، حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے ان کو اپنے ساتھ اس برج کی طرف لے کر چل پڑا، جس میں دریحان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رہتا تھا۔ جب یہ حضرات بُرج کے نزدیک پہنچے تو دربان اور محافظوں نے مزاحمت کی۔ دریحان نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟

روماس نے جواب دیا: میں سردار روماس ہوں۔

دریحان کہنے لگا: تیرے منحوس قدم یہاں کیوں پڑے ہیں اور یہ تیرے ساتھ دوسرا کون ہے؟

روماس نے کہا: یہ میرے ایک دوست ہیں، تمہاری ملاقات کا اشتیاق رکھتے تھے۔

اس نے کہا: بدبخت! آخر یہ ہے کون؟

روماس نے کہا: یہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ہیں اور اس لئے تشریف لائے ہیں کہ تیری روح کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیل دیں۔

بصرہ کے گورنر کی گھبراہٹ اور قتل

دریحان نے یہ الفاظ سن کر فوراً حملہ کر دینے کا ارادہ کیا مگر اس پر ایسی گھبراہٹ طاری ہوئی کہ وہ حملہ کرنے کی ہمت نہ کر سکا اور اس کا یہ منصوبہ اس کے دل میں ہی رہ گیا اور ادھر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے نہایت ہوشیاری اور پھرتی کے ساتھ اس کے سامنے تلوار لہرائی اور حرکت دے کر اس کے کندھے پر اس زور سے ماری کہ وہ کٹ کر زمین پر گر پڑا، جب دریحان ہلاک ہو گیا تو حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے زور سے نعرہ تکبیر لگایا۔ روماس نے نعرے کا جواب دیا اور جب آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کی آوازیں سنیں تو بصرہ کی جانب سے انہوں نے بھی اللہ اکبر کی صدائیں بلند کر کے جواب دیا۔ بلکہ پتھروں،

پہاڑوں، درختوں، پرندوں اور اللہ تعالیٰ کے عباد صالحین نے بھی نعرے کا جواب دیا۔ رجال غیب نے جواباً کلمات شکر ادا کرتے ہوئے کہا: ''اے ہمارے معبود! ہمارے آقا! تیرے ذکر کا سننا کتنا حسین ہے اور ہم میں سے کون ہے جو تیرے شکر کے حق کو ادا کر سکے! تحقیق تو نے ہمیں کلمہ توحید سنوایا ہے اور تو نے ہمیں اہل تحمید اور اہل تمجید یعنی اپنی حمد اور بزرگی بیان کرنے والوں کے چہروں کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے''

بصرہ کی فتح

راوی کہتے ہیں: جب بصرہ کی جانب سے مسلمانوں نے نعرے کا جواب دیا اور فضا اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھی اور ان کی تلواروں نے رومیوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانی شروع کر دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور آپ کی فوج نے تکبیروں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے شہر میں داخل ہونا شروع کر دیا۔

اہل بصرہ کی لفون لفون کی پکار

اہل بصرہ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے ان کا شہر بزور شمشیر فتح کر لیا ہے تو تمام باشندگان نے شور و واویلا شروع کر دیا۔ عورتوں اور بچوں نے آہ و بکا اور جوانوں نے نالہ و فریاد شروع کر دی اور انہوں نے لفون لفون (امان امان) کے الفاظ کہہ کر امن کی اپیل کی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟

روماس نے بتایا کہ حضرت! یہ امان طلب کر رہے ہیں۔

آپ نے حکم فرمایا کہ بس! فوراً تلواروں کو میان میں کر لو۔ یہ حکم سنتے ہی فوج نے تلواریں میان میں کر کے حمائل کر لیں، صبح ہوئی تو تمام اہل بصرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ کاش! اگر ہم آپ سے صلح کر لیتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی اور ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔

آپ نے فرمایا کہ جو کچھ قسام ازل نے قسمت میں لکھ دیا ہے، وہ مل کر ہی رہتا ہے اور تقدیر کا لکھا، ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

اہلِ بصرہ نے دریافت کیا کہ آپ نے کس رہبری اور کون سے شخص کی مخبری سے ہمارے شہر کو فتح کیا۔

آپ کو روماس کا نام بتاتے ہوئے شرم آئی مگر روماس نے فوراً کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنو! جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور تم سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے یہ کام کیا ہے، سن لو! وہ میں ہوں۔

انہوں نے روماس سے کہا: کیا تو ہمارے مذہب میں نہیں رہا!

روماس کی صلیبیوں سے بیزاری

روماس نے کہا: اے اللہ! میں صلیب اور اس کی پرستش کرنے والوں سے بیزار ہوں اور اس سے برأت کا اظہار کرتا

ہوں، اے اللہ! مجھے ان میں شامل نہ کرنا، میں نے اپنی خوشی اور مرضی سے تجھ کو اپنا رب اور پروردگار مانا ہے، میں نے برضاو رغبت دین اسلام قبول کیا ہے۔

میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کو نبی اور رسول ﷺ تسلیم کرتا ہوں، کعبہ شریف کو قبلہ، قرآن مجید کو امام اور مسلمانوں کو اپنا بھائی بنالیا ہے۔

روماس پر قوم کا غضب ناک ہونا

اہل بصرہ یہ سن کر آتش زیر پا ہو گئے وہ مشتعل اور غضبناک ہو کر روماس کے ساتھ کسی شر کا ارادہ کرنے کو ہی تھے کہ روماس ان کی بری نیت کو جان گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: اب میں ان لوگوں کے پاس رہنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مجھے آپ اپنے ساتھ ہی جہاں تشریف لے جارہے ہیں، لے چلیں، اور بعد میں پھر جس وقت اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک آپ کو فتح نصیب فرمائے گا اور سارے شام پر آپ کا تسلط قائم ہو جائیگا تو وطن چونکہ انسان کو فطری طور پر پیارا ہوتا ہے اور طبعی طور پر ہر شخص کی پسند ہوتی ہے کہ وہ اپنے آبائی وطن میں رہے، اس لئے پھر میں اپنے دیس کی طرف لوٹ آؤں گا۔

روماس کو دوبارہ بصرہ کا گورنر

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت معمر بن سالم رضی اللہ عنہ اپنے دادا الجیحہ بن مفرح سے روایت کرتے ہیں کہ روماس ہمارے ساتھ ہر معرکہ میں شریک رہے، دشمنوں کے ساتھ سخت مقابلہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمدہ طریقے سے جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شام کی فتح نصیب فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو روماس کی خبر لکھ بھیجی چنانچہ خلیفہ دوم نے اپنے عہد خلافت میں روماس کو بصرہ کو گورنر مقرر فرمایا، یہ بہت قلیل مدت وہاں جا کر رہے اور پھر ان کی وفات ہوگئی اور انہوں نے اپنے پیچھے اپنا نیک اور لائق و فائق ایک بیٹا چھوڑا جس نے والد کی یاد کو تازہ کئے رکھا۔

مؤرخ کہتے ہیں کہ فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چند مردوں کو حکم دیا کہ وہ روماس کا مال و اسباب شہر سے نکال کر لے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کام میں ان کی معاون کی اور سامان وغیرہ لے آئے۔

روماس کی اہلیہ کے ایمان لانے کا عجیب واقعہ

جس وقت وہ روماس کے محل میں پہنچے تو دیکھا کہ روماس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ جھگڑ رہی ہے اور اس سے جدائی اور طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے۔

مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا کہ "تم کیا چاہتی ہو"

اس نے جواب دیا کہ "امیر جیش ہی ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے"

مسلمان، ان کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں لائے تو اس نے ان کے پاس فریاد کی، ایک رومی نے، جو عربی زبان جانتا تھا، کہا کہ یہ اپنے شوہر روماس کے خلاف تم سے مدد کی خواستگار ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ترجمان کے ذریعے اس سے دریافت فرمایا کہ تم روماس اس پر دعویٰ اور نالش کر رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ آج رات میں جب سو رہی تھی تو میں نے خواب میں ایک نہایت خوبصورت شخص کو دیکھا جس کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شہر (بصرہ) نیز تمام ملک شام اور عراق ان عربوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا: ''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)'' ہوں، اسکے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں نے اسلام قبول کرلیا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے قرآن مجید کی دو سورتیں تعلیم فرمائیں۔

راوی کہتا ہے کہ ترجمان سے یہ خواب سن کر سب کو اس واقعہ پر تعجب ہوا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ ''یہ وہ دو سورتیں پڑھے''

چنانچہ ترجمان کے کہنے پر اس خاتون نے سورہ الحمد اور سورۃ قل ھو اللہ احد سنا دیں اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر تجدید اسلام کی اور پھر اپنے شوہر سے کہنے لگیں کہ ''تم بھی میری طرح مسلمان ہو جاؤ یا مجھے چھوڑ دو''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کی بات پر ہنس پڑے اور کہا: پاک ہے وہ ذات جس نے ان دونوں کو ایمان کی توفیق بخشی اور دونوں کو اکٹھے رکھا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ اس کا شوہر تو اس سے بھی پہلے اسلام قبول کر چکا ہے، یہ سن کر اس کو بڑی خوشی ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد اہل بصرہ سے ایک نہایت مناسب سی مقدار پر مصالحت کر لی اور یہ چاہا کہ ایک شخص کو اپنا نائب اور وزیر مقرر کر دیا جائے تا کہ اہل بصرہ اپنے معاملات میں ان سے رجوع کریں اور کاموں میں اس سے فیصلہ کرالیا کریں۔

چنانچہ آپ نے ان سے استصواب رائے کے بعد ان کی رائے کے موافق ایک شخص کو ان پر حاکم مقرر فرمایا۔ پھر آپ نے فتح کی خوشخبری کا ایک خط حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

آپ نے اس میں لکھا کہ میں دمشق جا رہا ہوں آپ بھی وہاں مجھے آملیں اور اسی طرح ایک خط آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھی لکھا جس میں آپ نے انہیں فتح کی خوشخبری دی اور قادسیہ کی فتح کے ساتھ عراق سے شام کی طرف اپنے کوچ کرنے کا حال لکھا اور آپ کو خط لکھا اس میں کہا کہ اور آج جب میں آپ کی طرف یہ عریضہ لکھ رہا ہوں، دمشق کی طرف کوچ کا ارادہ ہے، پس آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے فتح و نصرت کی دعا کریں آپ کو اور تمام مسلمانوں کو جو آپ کے پاس موجود ہیں میری طرف سے سلام''!

دونوں خط آپ نے اکٹھے ایک ہی وقت ارسال کئے اور دمشق کی طرف چل دیئے جب آپ مقام ثنیہ میں پہنچے تو وہاں پڑاؤ کیا اور ''رایۃ العقاب'' کو نصب فرمایا جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام ''ثنیۃ العقاب'' پڑ گیا۔ وہاں سے آپ نے جلد ہی

آگے کوکوچ کیااور دیر کی طرف چلے، جس کواب ''دیر خالد'' کہتے تھے۔

دمشق کے حالات وواقعات

دمشق کے حالات اس وقت یہ تھے کہ تمام اطراف واکناف سے لوگ یہاں جمع ہو گئے تھے اور اسقدر لوگ اکٹھے ہوئے تھے جن کا شمار اور اندازہ نہیں ہوسکتا تھا، بارہ ہزار گھوڑ سوار تھے۔انھوں نے فصیل شہر کو جھنڈوں، نیزوں اور صلیبوں سے مزین کرکھا تھا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ ''دیر'' کے مقام پر ٹھہر کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کا انتظار فرما رہے تھے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دمشق کی جانب پیش قدمی اور ہرقل کی پریشانی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ارکہ، تدمر، حوران، سخنہ اور بصرہ کو فتح کرنے کے بعد اب دمشق کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اپنے تمام سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا: ''اے بنی اصفر! میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا اور شروع میں ہی اس اندیشہ کا اظہار کیا تھا مگر تم نے میری بات پر کان نہ دھرے اور انکار کرتے رہے، اہل عرب حوران، تدمر، ارکہ، سخنہ اور بصرہ فتح کر کے ربوہ (دمشق) کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اگر انہیں نے دمشق کو فتح کر لیا تو تمہارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ شام میں وہی ایک خطہ ہے جو اس لائق ہے کہ اسے شام کی جنت کہا جائے۔دمشق کی طرف ہماری فوج روانہ ہوچکی ہے جو مسلمانوں کے لشکر سے دوگنی ہے مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں وہ کون شخص ہے؟ جو مقابلے کیلئے نکلے اور مردِ میدان بن کر لشکر اسلام کو شکست دے، میں ایسے شخص کو ان تمام مقبوضہ ریاستوں کا جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں محصول اور مال اوزاری معاف کر دوں گا اور ان مقبوضہ علاقوں کو اسی شخص کے تصرف اور قبضہ میں دے دوں گا۔کلوص بن صنا سردار نے جو شام کے پہلوانوں اور بہادروں میں سے ایک مشہور پہلوان تھا اور جس کی بہادری اور شجاعت فارس کے لشکر کے مقابلے میں جب کسریٰ نے شام پر فوج کشی کی تھی ظاہر ہوچکی تھی کہا: دس مسلمانوں کے مقابلہ میں میں تنہا کافی ہوں میں اکیلا انہیں پسپا کر کے الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دوں گا، بادشاہ نے اسے سونے کی ایک صلیب دی اور پانچ ہزار لشکر اس کی زیر کمان کر کے ہدایت کی کہ صلیب کو اپنے آگے رکھنا یہی تجھے فتح ونصرت دے گی۔راوی کہتا ہے کہ کلوص بن حسنہ صلیب کو لے کر اسی روز ''انطاکیہ'' سے چل دیا جب وہ ''حمص'' میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں اسلحہ اور آدمیوں کا اس قدر اجتماع ہے کہ کہیں تل دھرنے کی جگہ نہیں۔اہل حِمص کو جس وقت اس کے آنے کی خبر ملی تو وہ اس کے استقبال کیلئے نکلے، آگے آگے پادریوں اور رہبانیوں کو کیا ان کے سامنے صندل اور عنبر خوشبو اور اگر بتیاں جلائیں گئیں، سینوں کے ساتھ انجیل کو حمائل کیا، جس وقت استقبال کرنے والے اس کے قریب پہنچے تو سب سے پہلے لشکر کے سامنے تقدیس بیان کی اور پھر اس پر ''ماءِ معمودیہ'' کا پانی چھڑکا گیا، فتح کی دعا مانگی کلوص ایک رات دن یہاں قیام کر کے آگے شہر ''جوسیہ'' کی طرف روانہ ہوگیا اہل جوسیہ نے بھی حمص والوں کی طرح اس کا استقبال کیا، اس کے بعد وہ ''بعلبک'' پہنچا۔یہاں کے مرد اور عورتیں قلوص کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے غبار آلود ہیں اور بال بکھرے ہوئے ہیں۔کلوص نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سبب پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ عربوں نے ارکہ، تدمر، حوران اور بصرہ فتح کرلیا ہے اور سنا گیا ہے کہ دمشق کو بھی فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کلوص نے کہا: مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ عرب اس وقت ''جابیہ'' کے مقام پر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے شہر اور قلعوں کو کیونکر فتح کر لیا ہے۔

انہوں نے کہا: اے سردار! آپ کی بات بجا ہے کہ اہل عرب جابیہ میں ہیں اور انہوں نے ہنوز اپنی جگہ سے نقل و حرکت نہیں کی مگر ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے اور جس نے یہ مقامات فتح کئے ہیں وہ عراق سے آیا ہے۔

کلوص نے دریافت کیا: اس کے ساتھ کتنی فوج ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ''ڈیڑھ ہزار''

کلوص نے کہا: مجھے اپنے دین کے حق کی قسم! میں اس اس کا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر لٹکاؤں گا۔ اس کے بعد وہ یہاں سے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ دمشق پر اس وقت شاہِ روم ہرقل کی طرف سے جو گورنر اور حاکم مقرر تھا اس کا نام ''عزرائیل'' تھا۔ رومیوں کے دل میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی اس کے سات ہمیشہ تین ہزار سوار اور پیادہ سپاہی موجود رہتے۔

کلوص جب دمشق پہنچا تو حکام اعلیٰ اور سرداران دمشق نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور بادشاہ کا وہ فرمان جس میں اس نے اسے مسلمانوں کے مقابلے کیلئے نامزد کیا گیا تھا اس کے سامنے پڑھا۔ لوگوں نے کہا: جناب! ایسے عالم میں کہ جب دشمن سر پر پڑا ہو ہم ایسا اقدام کیونکر کر سکتے ہیں کہ ایک سردار کو نکال دیں؟ بلکہ ایسے وقت میں تو قومی اتحاد اور یکجہتی کے پیش نظر اگر دس بھی میسر آئیں تو ان کو بخوشی خاطر قبول کرنے کو تیار ہیں تاکہ عربوں کے ساتھ ان کے تعاون سے مقابلہ کر سکیں۔

عزرائیل نے یہ صورت حال سن کر کہا کہ اچھا! یوں کرتے ہیں کہ جس وقت اہل عرب آجائیں اور ان سے مقابلہ ہو تو تم دونوں میں سے ہر ایک ان کے مقابلہ کیلئے علیحدہ علیحدہ نکلے ایک روز قلوص مقابلہ کرے اور ایک دن میں، ہم میں سے جو شخص ان کو شکست دے دے، شہر اسی کے قبضہ اور تصرف میں رہے گا۔

قوم کے بزرگوں اور سیانے لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے انصاف کی بات کہی ہے۔ چنانچہ اس رائے پر سب راضی ہو گئے، عزرائیل، کلوص کیلئے اور کلوص، عزرائیل کیلئے اپنے اپنے دل میں بغض اور عداوت لے کر اپنے اپنے کیمپ کی طرف واپس چلے گئے۔

رومی قوم کو حضرا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کا انتظار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رومی قوم ہر روز بابِ جابیہ کی طرف نکل کر تین میل تک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے انتظار کیلئے جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جانب سے جیسا کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں تشریف لے آئے۔

خالد بن ولید پکار دشمنوں کے حوصلہ پست ہو گئے

حضرت یسار بن محمد رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا فرمایا کہ ہمیں حضرت رفاعہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھا جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ مقامِ غوطہ میں ''دیر'' نامی چرچ کے قریب پڑاؤ تو یکا یک

رومیوں کی افواج جو نڈیوں کی طرح منتشر تھی ، آتی ہوئی دکھائی دی۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ نے مسیلمہ کذاب والی زرہ پہنی اور اپنے عمامہ سے کمر کو باندھا اس کے پلوں کو لٹکایا اور مسلمانوں کو گرج دار آواز سے بلایا اور فرمایا: یہ دن ایک دن ہے جو آج کے بعد کبھی آنے والا نہیں۔ یہ دشمنوں کا لشکر جو سواروں اور پیادہ پاؤں پر مشتمل ہے (ہمارے پاس آپہنچا ہے) اور جہاد (کرو)۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا۔ اور ہو جاؤ اس کی طرح جس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کو فروخت کردی ہے۔ تمہارے مسلمان بھائی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چل پڑے ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پورا زور لگا کر باآواز بلند پکارا آپ رضی اللہ عنہ کی پکار سے دشمن پر رعب طاری ہوگیا۔

رومیوں پر اسلامی لشکر کا حملہ

اور حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت ضرار بن ازور نے حملہ کردیا۔ اور حضرات رضی اللہ عنہم نے ان پر حملہ کیا تو ان کے میمنہ سے پانچ شاہسوار اور اسی طرح میسرہ کے قتل کر ڈالے پھر دوسرا حملہ کیا تو ان سے چھ شہسوار مار ڈالے۔ اگر رومی فوج آپ پر تیروں کی بوچھاڑ اور پتھروں کی بارش نہ برساتی تو کبھی آپ مقابلہ سے پیچھے نہ ہٹتے ، جس وقت آپ اپنے لشکر میں واپس تشریف لائے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور تمام مجاہدین اسلام نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آپ حملہ کریں اللہ تعالیٰ آپ میں برکت دے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بھی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی طرح حملہ کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے شدید ترین دشمنوں کو تہ تیغ کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے خود ایک حملہ کیا اور نیزہ بازی کے وہ کرتب دکھلائے اور شجاعت و بہادری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ رومی حیران ہو گئے۔

کلوص اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ

کلوص نے جس وقت آپ کو دیکھا تو آپ کے رنگ ڈھنگ سے جان گیا کہ جیش اسلام کا امیر اور قائد یہی مردِ میدان ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ خالد میری زیب و زینت اور میرے سر پر لگی ہوئی صلیب کی وجہ سے مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا ہے کہ میں رومی فوج کا سپہ سالار ہوں، یہ سوچ کر کلاص پیچھے ہٹا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت دیکھا کہ ایک سپہ سالار مقابلہ سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہے تو آپ نے پھر حملہ کرنا چاہا، اتنے میں چند رومی سردار آگے بڑھے آپ کو ڈانٹا اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی ، آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ مسلسل بڑھتے رہے آپ کا گھوڑا ایک بجلی تھا، جو دشمن کی صفوں پر چاروں طرف سے اوندھ رہا تھا۔ آپ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک بیس بہادر رومیوں کو خون میں نہلا نہیں دیا۔ آپ نے پلٹ کر ایک دفعہ پھر حملہ کیا اور لڑائی کے جوہر پہلے سے بھی زیادہ دکھلائے۔ ''ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟'' کا نعرہ لگایا، للکارا کہ کوئی مقابلے کو نکلے! مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میرے مقابلے میں دو دو آجاؤ مگر بھی کوئی نہ نکلا ، آپ نے کہا، اچھا چار مل کر آجاؤ آخر میں دس تک کہہ دیا مگر کسی میں سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: تُف ہے تم پر! میں اکیلا اور تن تنہا کھڑا ہوں باوجود یہ کہ میرے لشکر کا ہر سپاہی میری طرح ہے۔ آپ کے اس کلام کو ان میں سے کچھ نے تو سمجھا اور کچھ نے

کر دیتے ہیں۔

کلوص ... کی گفتگو

... کلوص ... کے پاس ... کرنے کا ... مجھے خبر ... پہنچی ہے ...

... تعداد ... اور شہر کا ... وقت ... ہے۔

کلوص نے ... بات کا ... ہے ... مجھے ... بات کا علم ہے۔

... قرعے ... ہے ... مقابلے پر ... ہو۔

... جواب ... ہے اور ... پر موجود ہے ... مقابلے پر نکلے گا ... میں ان میں ... کی ... جو ... باری ... میں شامل ہوں گا۔

کلوص نے کہا: میں پہلے ... ہوں ... مجھ سے پہلے تو آیا ہے اس کے اس شہر کا ... ان سے ... پہلے مجھے ... چاہیے میں کل ... لڑائی میں حصہ لوں گا۔

کلوص اور عزازیر میں تول تکرار

... بات پر ان کی آپس میں منافست نے طول کھینچا اور تو تو میں میں ہونے لگی۔ ... نے ... اور فیصلہ ... دونوں سے نام قرعہ ڈالا جائے۔ قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلے وہی اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پہ نکلے مگر کلوص ... اس نے کہا: بہتر یہ ہے کہ دونوں مل کر حملہ کریں تا کہ ہماری ہیبت قائم رہے اور ... میں ... کرنا چاہیے۔

عزازیر نے کہا: مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں جو تمہارے جی میں آئے کرو۔

مقابلہ کے قرعہ اندازی پر کلوص کی رضامندی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کلوص کو یہ ڈر تھا کہ گزشتہ روز ... باتوں کی خبر ہوئی تو وہ ... سے ... ہوا ... کا ... قتل ... ارادے کا ... وہ قرعہ اندازی پر رضا مند ہو گیا۔ قرعہ کلوص کے نام نکلا۔ عزازیر نے کہا: میدان میں نکل اور اس ... اپنی بہادری کے جوہر دکھلا۔

کلوص کی بزدلانہ گفتگو

تو کلوص نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم اپنی پوری توجہ میری طرف رکھنا۔ اگر مجھے مقابلہ میں مغلوب ہوتا دیکھو تو سب ... اور مجھے بچا لینا۔ انہوں نے کہا: یہ ایک بزدل اور ڈرپوک شخص کا کلام ہے ایسا شخص ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کلوص نے کہا: اے ... جس کے مقابلہ ... جا رہا ہوں وہ ایک جری شخص ہے میری اور اس کی زبان ایک ... میں چاہتا ہوں ... لڑائی سے پہلے اس کے ساتھ گفتگو کروں۔ کیونکہ احتیاط بھی ایک مضبوط ... ہوتی ہے اس لئے اگر ایک

شخص ترجمان کی حیثیت سے میرے ساتھ چلا چلے تو بہت مناسب ہے۔ایک نصرانی جس کا نام جرجیس تھا اور وہ نہایت عقلمند، بہادر اور فصیح شخص تھا، نکلا اور اس نے وعدہ کیا کہ ترجمانی کا کام میں انجام دوں گا، چنانچہ وہ کلوص کے ساتھ چل دیا، کلوص نے راستہ میں اسے مخاطب کر کے کہا کہ میرا حریف ایک بہت بہادر اور عربوں میں ایک تجربہ کار سپہ سالار ہے، اگر جنگ میں تو مجھے عاجز اور مغلوب ہوتا دیکھے تو میری مدد کرنا۔ میں اس کے صلہ میں تجھے اپنا مشیر اور اپنا وزیر بنالوں گا مگر میرا یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ میں لڑائی میں کسی قدر دیر کر کے دھوکے اور چال سے واپس پلٹ آؤں گا۔ کل جس وقت اس کے مقابلہ کیلئے عزازیر نکلے گا، یقینا مارا جائیگا اور اس کی طرف سے مجھے اس کے ہلاک ہونے پر ہی اطمینان کا سانس لینا نصیب ہوگا۔

جرجیس نے کہا: میں فن حرب سے بالکل ناآشنا ہوں، البتہ بات چیت اور گفتگو سے آپ کی مدد اور معاونت کر سکتا ہوں۔ سو میں حتی المقدور جہاں تک ممکن ہوگا دھوکہ دینے میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ اگر آپ کو میری یہ رائے پسند ہے تو سوچ بچار کر کے مجھے جواب دیجئے۔

کلوص نے کہا: افسوس تو چاہتا ہے کہ مجھے دشمن کے چنگل میں پھنسا دے! جرجیس نے کہا: اچھا تو یہ تیری مرضی ہے! اپنی آئی میں، مجھے قربانی کا بکرا بنائے گا، تو خود ہی انصاف کر، اگر میں قتل ہو جاتا ہوں تو تیرا انعام و اکرام اور عطا و بخشش بھلا میرے کس کام کی؟ کلوص یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور پھر آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گیا مسلمانوں نے ان دونوں کے آمنے سامنے دیکھا تو حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بڑھ کر کلوص پر حملہ کر دے، مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اشارہ سے انہیں منع کر دیا اور فرمایا تم اپنی جگہ پوزیشن سنبھالے رکھو میں دین کا خادم موجود ہوں۔

کلوص جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو اپنے ساتھی جرجیس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: تو ان سے دریافت کر کہ تم کون ہو؟ اور تمہارے کیا عزائم ہیں؟ نیز انہیں ہمارے رعب اور دبدبے سے ڈراؤ اور ہماری افواج کی کثرت کی خبر دے کر ان کو مرعوب کر۔ ان کا منشاء اور عندیہ معلوم کر کہ آخر یہ کیا چاہتے ہیں؟ جرجیس آگے بڑھا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

جرجیس ترجمان کی احمقانہ گفتگو

اے اعرابی: میں تمہارے سامنے ایک مثال بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ ہماری تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا، اس پر بکریوں کے مالک نے ایک بزدل کم ہمت غیر شکاری شخص کو نگران اور چرواہا مقرر کر دیا۔ شیر ریوڑ کی گھات میں اور چرواہے کی کم ہمتی سے فائدہ اٹھا کر روزانہ ایک ایک بکری لے جانے لگا۔ بکریاں ختم ہونے کے قریب پہنچ گئیں اور شیر کے منہ کو خون لگ چکا تھا اور بکری کے شکار کرنے کا عادی ہو گیا۔ مالک کو جس وقت چرواہے کی بزدلی کا حال معلوم ہوا تو اس نے اسے ہٹا کر اس کی جگہ ایک جوان اور حاضر دماغ شخص کو جو تمام رات ریوڑ کی حفاظت کیلئے پہرہ دیتا اور گھومتا تھا، مقرر کر دیا۔ شیر اپنی عادت کے مطابق پھر آیا، نوجوان چرواہے نے جو اپنا بھالا اور نیزہ لئے ہوئے مورچہ بند ہو کر بیٹھا تھا، اچانک شیر پر حملہ کر دیا اور اس کو ڈھیر کر دیا، اس کے بعد بکریوں کے قریب پھر کوئی درندہ نہیں آیا۔ یہی حال تم لوگوں کا ہے، ہم

نے تمہارے معاملات میں محض اس لئے چشم پوشی سے کام لیا تھا کہ تمہاری قوم انتہائی کمزور، بھوک، ننگ کی ماری ہوئی مزدور پیشہ تھی اور تم لوگ جو، باجرہ اور زیتون کا تیل کھانے کے عادی اور چوسنے کو تمہیں چھوہاروں کی گٹھلی میسر ہوتی تھی، تمہاری یہ قوم جن کے پاؤں میں جوتا، تن پر کپڑا اور پیٹ میں روٹی تک ڈالنے کو نہیں ہوتی تھی جب بھی یہ مفلس، نادار اور روٹی کو ترستی ہوئی قوم ہمارے علاقے میں آتی ہے ہماری غذائیں کھاتی اور اب ہم پر ہی یہ لوگ شیر ہو گئے۔ بس جہاں تک پہنچنا تھا، پہنچ چکے اور جو کچھ کرنا تھا تم کر گزرے، اب بادشاہ نے تمہارے مقابلہ کیلئے ایسے شخص کو روانہ کیا ہے جو کسی طرح انسانوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ کبھی کسی میدان میں بڑے بڑے بہادروں کی پرواہ کرتا ہے۔ جس کے متعلق میں تم سے بات کر رہا ہوں وہ یہی شخص ہے جو میرے پہلو میں کھڑا ہے، تمہیں چاہیے کہ اس سے پرہیز کرو تا کہ تمہاری حالت اس شیر جیسی نہ ہو جائے جس کو اس نوجوان چرواہے نے ہلاک کر ڈالا تھا، اس نے شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے تم سے بات چیت کیلئے مجھے نامزد کیا ہے لہٰذا میں اس کے حکم پر تم سے پوچھتا ہوں کہ یہاں تمہارے آنے کا منشاء اور مدعا کیا ہے؟ تم کیا چاہتے ہو؟ تم ایک ایسے ناکنار سمندر میں تیرنے کیلئے اتر آئے ہو، جس کی طلاطم خیز موجیں، تھپیڑے مار مار کر غرق کر دیتی ہیں اور اگر اس کا پانی پی لیا جائے تو ایسا کھاری کہ حلق میں پھنس کر رہ جائے اگر اسلامی فوج کے امیر تم ہی ہو تو اپنے دل سے پوچھ لو، نیز اپنے لشکر سے بھی! اس سے پیشتر کہ یہ شیر تم پر حملہ آور ہو، اپنے بے رحم پنجوں سے تمہاری تکہ بوٹی کر دے، صلاح و مشورہ کر لو۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جرجیس کو کرارا جواب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب جرجیس کی یہ چرب بیانی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ پُرفریب گفتگو سنی تو آپ نے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا تو ہمارے لئے کہاوتیں بیان کرتا ہے اور ہم پر پھبتیاں کستا ہے؟ کان کھول کر سن لے، اللہ تعالیٰ کی قسم ہے! جنگ میں ہم تمہیں بالکل اس طرح سمجھتے ہیں جیسے شکاری جال میں پھنسی ہوئی چڑیوں کو کہ وہ جال میں چاروں طرف پکڑتا پھر رہا ہے نہ ان کی کثرت سے گھبراتا ہے اور نہ کسی کو ہاتھ سے جانے دیتا ہے، ہمارے شہر اور قحط کے متعلق جو تم نے بیان کیا یہ واقعی سچ ہے مگر اللہ تعالیٰ خالق و رازق نے اسے بہتر حالت میں بدل دیا۔ اب مکئی اور باجرہ کی بجائے گندم، میوہ جات، گھی اور شہد عنایت فرمایا: یہ ملک ہمارا ہے، ہمارے رب نے ہمیں بخشا ہے اور اس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا۔ باقی تیرا یہ سوال کہ کیا چاہتے ہو تو ہم تین باتیں چاہتے ہیں۔ اول یہ کہ اسلام قبول کر لو، اگر یہ منظور نہیں تو دوسرا جزیہ ادا کرو اگر اسکا بھی انکار ہے تو تیسرا جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی اور حکم نازل فرمادے اور وہ خیر الحاکمین ہے۔ رہا یہ امر کہ یہ شخص بڑا بدمعاش سُورما ہے اور ایسا اور ویسا ہے تو سن! وہ تمہارے نزدیک تو کسی مقام و مرتبہ کا حقدار اور عظیم سالار رہو گا مگر ہمارے نزدیک اس کی کوئی حیثیت ہے نہ وقعت۔ ہم ایسے شخص کو کمینہ ترین اور ذلیل سے ذلیل تر سمجھتے ہیں۔ اگر یہ ملک و سلطنت کا رکن ہے میں اسلام کا رکن ہوں میں [illegible]ار خالد بن ولید ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں۔

شام کا معرکہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جرجیس نے جب آپ کی فصیح و بلیغ گفتگو سنی تو پیچھے کو ہٹ گیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

کلوص نے یہ دیکھ کر کہا: افسوس ہے کہ تو نے پہلے تو شیر کی طرح حملہ کیا لیکن پھر تجھے کیا ہو گیا کہ تو ایک دم خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ آیا ہے؟

جرجیس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے دین کے حق کی قسم ہے! میں اسے اوباش لوگوں میں سے گمان کرتا تھا اور مجھے علم نہ تھا کہ وہ سینگ اڑانے والا، نرمرد ہے اور رسوا کر دینے والا شہسوار ہے یہ ایک ایسی قوم کا سردار اور حاکم ہے جس نے زمین کو اپنے سخت گیری اور دہشت و خوف سے بھر دیا ہے۔ لہٰذا تو خود آگے بڑھ کر اس سے لے دے کر اور اسکے ساتھ دو ہاتھ ہو اور اپنی شجاعت دکھا۔

کلوص نے جب جرجیس کے منہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو اپنے گھوڑے کی زین پر اس طرح تھر تھر کانپنے لگ گیا جیسے تیز چلتی ہوا میں پتے لرزتے ہیں اور کہنے لگا: اے جرجیس! اس سے کہہ دو کل تک کیلئے لڑائی کو موقوف رکھے!

جرجیس نے کہا: مجھے لگتا نہیں ہے کہ وہ قبول کرے گا، باقی کہنے کو میں کہہ دیتا ہوں اور پوچھ دیکھتا ہوں، اس کے بعد جرجیس آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے اپنی قوم کے سردار! میرا صاحب کہتا ہے کہ ان سے کہو کہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر جائیں اور ان سے مشورہ کر لیں اس بارے جو کچھ وہ ذکر کر رہے ہیں۔

ترجمان جرجیس کی فراری

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بے وقوف! تم مجھے دھوکا دیتے ہو، حالانکہ میں لڑائی کی جڑ اور فن حرب کی جان ہوں اور تمہارے رب کا مجھ سے سلامت بچ کر جانا بہت بعید ہے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اپنے نیزے کا رخ جرجیس کی طرف کر دیا۔ جرجیس کی تو بولتی بند ہوئی اور وہ کچھ بولے بغیر سہم کر ایسے بھاگا کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تک نہیں۔ آپ جب اس کو فرار ہوتے دیکھا تو ان کے سردار کلوص کو لڑائی کیلئے طلب کر لیا اور حملہ کر دیا، کلوص پیچھے ہٹتا ہٹتا اپنے لشکر کے قریب پہنچ گیا مگر آپ نے آخر کار اس کو جا دبوچا، کلوص نے بھی بامر مجبوری جوابی حملہ اور لڑائی کیلئے ڈٹ گیا۔ دونوں میں نیزہ بازی شروع ہوئی جس کی چنگاریاں آگ کے شعلوں سے بھی زیادہ بھڑک رہی تھیں۔

سیدنا خالد بن ولید کے تابڑ توڑ حملے

سردار کلوص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے تابڑ توڑ حملوں سے بچنے کی خاطر عین جنگ کی حالت میں بھاگنے لگا تو آپ اس کے فرار کے ارادہ کو بھانپ گئے اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر مہمیز کیا اور اس کی باگ سے باگ کو ملا دیا اور اس کے برابر میں ہو کر اس کے نیزہ کو بیکار کر دیا۔ پھر ایک چھوٹے نیزے کو دائیں سے بائیں کی طرف گھما کر اس کے حلق کے اوپر اس زور سے مارا اور اسے اپنی طرف کھینچا اور آپ نے ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' (نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جو

بہت اعلیٰ ہے) پڑھ کر اس کو زین سے اٹھالیا۔

نعرۂ تکبیر سے فضا گونج اٹھی

مسلمانوں نے جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس بہادری اور شجاعت کو دیکھا تو زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ فضا تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی۔ مشرکین یہ منظر دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگے، ان کے دل دہل گئے۔ اہل اسلام کے بہادر اور جری دل جوان حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑے، جب آپ کے قریب پہنچے تو آپ نے کلوص کو ان کے حوالے کیا اور فرمایا ان کی مشکیں مضبوط کس دو۔

کلوص والیٔ بصرہ روماس کے حوالے

کلوص کچھ بڑ بڑا رہا تھا۔ مسلمانوں نے اس کو والیٔ بصرہ روماس کے پاس لا کر دریافت کیا کہ سنو اور ہمیں بتاؤ کہ یہ کیا بڑ بڑ کر رہا ہے؟ روماس نے بتایا کہ یہ کہتا ہے کہ مجھے کس لئے باندھتے ہو؟ میں جو کچھ تمہارے سردار اور سپہ سالار نے کہا تھا، ماننے کو تیار ہوں! کیا تم جزیہ نہیں طلب کرتے تھے؟ اور میرے سر کا فدیہ؟ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ جو کچھ تم نے مانگا، میں وہ سب تمہیں دوں گا اور جو بھی تمہارا مطالبہ ہوا، میں اسے پورا کروں گا۔ لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع کی تو انہوں نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار ہے اس لئے اس کو مضبوط باندھے رکھو۔ پھر آپ اپنے گھوڑے سے اترے اور اسپ شہری جو آپ کو ہدیہ کیا تھا تدمر کے گورنر نے ہدیہ کیا تھا، اس پر سوار ہو گئے۔ آپ چاہتے تھے کہ رومیوں پر حملہ کریں۔

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ اس رومی سردار کے ساتھ مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے۔ آپ آرام فرمائیں اور مجھے جنگ کی اجازت دیں! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: راحت اور آرام صرف دار آخرت میں ہی کریں گے کل آرام اسی کو نصیب ہوگا جو آج اللہ تعالیٰ کی راہ میں خود کو تھکائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارا بہتر کارساز اور نگہبان ہے۔ اور میدان جنگ کی طرف چل دیئے۔ سردار کلوص نے چلا کر کہا: تجھے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! آپ میرے پاس تشریف لائیے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ لوگوں نے بلند آواز سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کلوص چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا ہے۔ چنانچہ آپ واپس پلٹ آئے اور روماس سے دریافت کرایا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ روماس نے کچھ دیر اس سے باتیں کیں پھر آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ میں بادشاہ (شاہ روم ہرقل) کا مصاحب ہوں مجھے شاہ روم نے والیٔ دمشق سے میری شکر رنجی اور کچھ اَن بَن ہو گئی ہے اور ہماری اسی باہمی کشمکش کے نتیجہ میں یہ واقعہ پیش آ گیا ہے کہ آپ نے مجھے گرفتار کر لیا ہے۔ آپ کو اپنے دین کی قسم! کل عزازیر جب آپ کے مقابلے کیلئے میدان میں نکلے تو اسے زندہ نہ چھوڑنا اور اگر مقابلے پر نہ آئے تو از خود اس سے جنگ کی خواہش ظاہر کر کے اسے قتل کر دینا۔ وہ چونکہ اپنی قوم کا سردار ہے، اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو بس پھر آپ دمشق کے مالک ہیں اور کیا آپ ایسا کریں گے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے روماس! اس سے کہہ دو کہ صرف وہی کیا، جو شخص بھی اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے اور اس کے بیٹا بنانے کا عقیدہ رکھتا ہے میں ان سب کو قتل کر دوں گا، یہ کہہ کر آپ میدان جنگ کی طرف رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے چل دیئے:

لك الحمد مولانا على كل نعمة — وشكرا لما أوليت من سابغ النعم
مننت علينا بعد كفر وظلمة — وأنقذتنا من حندس الظلم والظلم
وأكرمتنا بالهاشمي محمد — وكشفت عنا ما نلاقي من الغم
فتمم إله العرش ما قد ترومه — وعجل لاهل الشرك بالبؤس والنقم
وألقهم ربي سريعا ببغيهم — بحق نبي سيد العرب والعجم

"تیرے لئے ہیں سب تعریفیں اے ہمارے مولا! اور اے کامل و وافر نعمتیں عطا فرمانے والے تیری نعمتوں پر ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ تو نے ہم پر احسان فرمایا کفر و ظلمت کے بعد اور شک اور ظلم (شرک) کی تاریکی سے ہمیں نکالا ہے۔ آپ نے ہماری نجات کا سامان کیا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور جن مصائب و معائب سے ہم دو چار تھے ان کو ہم سے دور فرمادیا۔ ہمیں عزت، نصرت اور ہدایت سے قوت بخشی اور ہمیں خیر الامم کے لقب سے مشرف فرمایا۔ اے عرش کے مالک! ہمارے ارادوں کو پورا فرمادے اور اہل شرک پر وہ دن جلد لا جس میں ان کو اپنے شرک کی سزا کا مزا چکھنا ہے۔"

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بہادری رومیوں پر لرزہ طاری ہو گیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جرجیس جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگا اور رومیوں کے پاس پہنچا تو اس وقت اس پر لرزہ طاری تھا اور وہ تھر تھر کانپے جا رہا تھا۔

انہوں نے پوچھا۔ تیرے پیچھے کون لگا ہوا ہے؟ جس کی وجہ سے تو اس قدر خوف زدہ ہے؟

اس نے کہا: موت! اور ایسی موت، جس سے لڑا نہیں جا سکتا اور ایسا شیر جس کو زیر نہیں کیا جا سکتا ہے اور وہ مسلمانوں کا امیر ہے وہ جان کی بازی لگانے کی قسم کھا کر میدان جنگ میں نکلا ہے۔ ہم جہاں مرضی چلے جائیں، وہ ہمیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرے ڈھونڈ کر قتل کرے گا اور وہ ہمارے قتل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گا، میں بہت کوشش اور سخت جدوجہد کے بعد اپنی جان بچا کر یہاں پہنچا ہوں، لہٰذا اس سے پیشتر کہ وہ اپنے ساتھیوں اور اپنی فوج کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیں ان سے صلح کر لو۔

رومیوں نے کہا: تیرا ستیاناس ہو، بدبخت! کیا تیرے لئے یہی کچھ کافی نہ تھا کہ تو شکست کھا کر بھاگا تھا، اور اب تو نے ہمیں بھی ان سے مرعوب کرنا شروع کر دیا ہے؟ بزدل! تو ہمیں بھی بزدل بنانا چاہتا ہے؟ انہوں نے چاہا کہ اس کو ٹھکانے لگا دیا جائے مگر جس وقت سردار کلوص کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گرفتار کر لیا تو ان کی ساری توجہ ادھر مبذول ہو گئی اور وہ عزازیر کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ اب بادشاہ کا مصاحب گرفتار ہو چکا ہے اور اس نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی اور تمہارے دونوں کے درمیان آپس میں یہ شرط طے پائی تھی کہ ایک روز جنگ کیلئے وہ نکلے اور ایک روز تم، لہٰذا اس بدوی کے مقابلہ کیلئے اب تم جاؤ اور اسے قتل کر دو۔

عزازیر نے جواب دیا کہ تمہیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اگر یہ شخص "خالد" قتل بھی ہو جاتا ہے تو ان عربوں میں سے ایک اور آدمی اس کی جگہ کھڑا ہو جائیگا لیکن یاد رکھو کہ اگر میں قتل کر دیا گیا تو تم سب ان بھیڑ بکریوں کی طرح لاوارث رہ

جاؤ گے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم سارے مل کر حملہ کریں۔
انہوں نے کہا یہ تو ہم کبھی نہیں کریں اسلئے کہ اس طرح تو ہمارے سارے مرد جنگ میں مارے جائیں گے اور عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔ ابھی ان کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ کلوص کے آدمی جو اس کے مصاحبین میں سے تھے، چیختے چلاتے عزازیر کے پاس آئے اور اس سے کہا: تو بادشاہ کے نزدیک ہمارے صاحب سے زیادہ عزت و مرتبہ نہیں رکھتا، تیرے اور اس کے مابین جو شرط طے پائی تھی وہ اپنی شرط پر عملدر آمد کر چکا ہے وہ چونکہ اب گرفتار ہو چکا ہے، اس لئے اب حملہ اور ع مقابلہ کیلئے تجھے تیار ہو جانا چاہیے ورنہ پھر ہمارا اور تیرا مقابلہ ہے۔ عزازیر نے کہا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں اس بدوی سے ڈر گیا تھا اور اس سے جنگ کیلئے پہلے میدان میں نہیں نکلا تھا! لو اب میں میدان جنگ میں جا رہا ہوں، دونوں حریفوں کے آدمی دیکھ لیں گے کہ ہم میں کون سا زیادہ بہادر شہسوار اور مرد میدان ہے!

عزازیر کا غرور و تکبر

عزازیر نے خود کو سامان حرب سے آراستہ کیا، زرہ پہنی اور ایک شعلہ جوالہ کی طرح تیز دوڑنے اور گھوم جانے والے عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب آپ کے نزدیک ہوا تو رک کر کہنے لگا: عربی بھائی! ذرا میرے قریب آجاؤ۔ آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ جس وقت آپ نے اس کی زبان سے یہ الفاظ سنے، غضبناک ہو کر فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو ہی اور قریب آجا، تاکہ میں تیری کھوپڑی توڑوں۔ آپ نے اس پر حملہ کرنا چاہا، عزازیر نے پھر کہا: اے عربی بھائی! لو میں ہی تیرے قریب آجاتا ہوں یہ کہہ کر وہ قریب ہو گیا۔
حضرت خالد رضی اللہ عنہ جان گئے کہ اس کے دل میں خوف بیٹھ گیا ہے اس لئے آپ نے اس پر حملہ کرنے میں توقف کیا،
عزازیر نے قریب ہو کر کہا:
اے عربی بھائی! اپنے لشکر اور اپنی قوم کے ہوتے ہوئے تم بنفس نفیس کیوں میدان جنگ میں آتے ہو، اگر تم مارے گئے تو تمہاری قوم اور تمہارا لشکر اس طرح رہ جائے گا جیسے بکریوں کے کسی ریوڑ کا کوئی چرواہا نہ ہو اور وہ ادھر ادھر منتشر اور پریشان پھرتی ہوں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے دشمن خدا! تو نے ابھی میرے دو سپاہیوں کے ہاتھ نہیں دیکھے کہ انہوں نے تیری فوج کے ساتھ کیا کیا اور کس طرح تیرے لشکر میں کھلبلی اور بھگدڑ مچا کر رکھ دی تھی، اگر میں کچھ دیر اور ان کو منع نہ کرتا اور چھوڑ دیتا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے تیرے اصحاب کی تکا بوٹی کر کے رکھ دیتے اور بیشک میرے پیچھے، میرے ساتھیوں میں ایسے جواں مرد موجود ہیں جو موت کو غنیمت جانتے ہیں اور زندگی کو محض ایک بوجھ سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو کون ہے؟
اس نے جواب دیا: کیا تم نے میرا نام نہیں سنا، میں شہ سواروں کا سردار، ترکی اور جرامقۃ کے لشکروں کو فنا کے گھاٹ اتارنے والا نفس ہوں۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا ملک الموت کے نام پر میرا نام عزازیل ہے۔

رومی سردار کی لاف زنی سن کر سیدنا خالد بن ولید مسکرا پڑے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر ہنسے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن! تیرا ہمنام تیرا مشتاق ہے تا کہ تجھے جہنم رسید کرے۔

عزازیر نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ بتلاؤ کہ تم نے کلوص کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سامنے قید میں مضبوط جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔

اس نے کہا: وہ اس قوم میں ایک آفت کا پرکالا تھا اس بلا کو قتل کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟

آپ نے فرمایا: میں اس وجہ سے رک گیا تھا کہ دونوں کو اکھٹا ہی قتل کروں گا!

عزازیر نے کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہزار مثقال سونا، دس ریشم کے کپڑے اور پانچ راس گھوڑے مجھ سے لے کر اس کو قتل کردو اور اس کا سر میرے حوالے کردو!؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو اس کے خون کا عوض ہے اور تیرے خون کا عوض؟ یعنی تو اپنی سرکشائی کا معاوضہ کیا دیتا ہے۔ بات کر! یہ سن کر وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن بھپر گیا اور غضبناک ہو کر کہا: بولو تم مجھ سے کیا لو گے؟

آپ نے فرمایا: ذلت اور خواری کی حالت میں تیرا جزیہ خود تیرا سر ہوگا۔

عزازیر نے کہا: عربی بھائی! جتنی ہم تمہاری عزت زیادہ کرتے ہیں۔ تم اتنی ہی ہماری اہانت زیادہ کرتے ہو۔ تمہیں عزت راس نہیں ہے، عزت کے بدلے الٹا تم چرب بیانی اور زبان درازی پر اتر آتے ہو، اچھا تو لو پھر اب سنبھلو! میں تلوار سے ہی تمہارا دماغ ٹھیک کرتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت عزازیر کی یہ دھمکی سنی تو شعلہ جوالہ کی طرح گھومے اور اس پر بجلی کی طرح کڑک کر حملہ آور ہوئے عزازیر نے آگے بڑھ کر آپ کے حملہ کو روکا اور محتاط ہو گیا۔ پھر کافی دیر تک دونوں حریف زور آزمائی کرتے رہے۔ عزازیر ایک ایسا جنرل تھا کہ جس کی برتری اور شجاعت کے چرچے شام کے بچہ بچہ کی زبان پر تھے۔ اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے اپنے دین کے حق کی قسم! اگر میں تجھ تک پہنچنا چاہوں تو پہنچ سکتا ہوں اور تمہیں گرفتار کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں، لیکن از روئے شفقت میں چاہتا ہوں کہ تم سے اور تمہارے لشکر سے صلح کرلوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم خود گرفتاری دے دو یہاں تک کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تم امیرے قیدی ہو اور میں نے تمہیں گرفتار کیا ہے، بعد میں تمہیں اس شرط پر آزاد کردوں گا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور جتنے شہر تم نے فتح کئے ہیں، ہمارے حوالے کردو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب عزازیر کی یہ ساری گفتگو سن لی تو آپ نے فرمایا: اے دشمن خدا! تو ہم سے ایسی توقع رکھتا ہے؟ حالانکہ تجھے پتا ہونا چاہئے کہ ہماری جماعت وہ جماعت ہے جس نے تدمر، ارکہ، حوران اور بصرہ پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں اور

ہمارا لشکر وہ لشکر ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے جنت کے بدلے میں اپنی جانوں کا سودا کر لیا ہے، ہماری فوج وہ فوج ہے جس نے دارالبقاء اختیار کر لیا ہے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔ یہ تو ضرور تجھے جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کون اپنے مدمقابل پر غالب آتا ہے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے سے زیادہ سخت حملہ کیا اور اس کا دماغ روشن اور بیدار ہو گیا اور رومی جرنیل کو فن حرب کے ایسے کرتب دکھائے کہ اس کے چھکے چھوٹ گئے اور اس کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی ہوئی اپنی گفتگو اور دعوؤں اور دھمکیوں پر ندامت اور خجالت محسوس ہونے لگی اور وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا۔

اس نے کہا: عربی بھائی: آپ کیوں مذاق کرتے ہیں''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مذاق اور دل لگی شمشیر زنی ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتی ہے، لے ہوشیار ہو جا میں پھر وار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار چمکی، بڑھی مگر وار اچک گیا۔ ہاتھ اوچھا پڑا اور دشمن خدا بچ گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے صولت و دبدبہ سے وہ ہکا رہ گیا اور دل میں ڈرا بھی، اس کو یقین ہو گیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنا اس کے بس کا روگ نہیں۔ پشت دکھا کر بھاگ کھڑا ہوا، آپ بھی اس کے پیچھے چڑھ دوڑے اور اسکا تعاقب کیا۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فوج کے درمیان میں موجود تھا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور عزازیر کے مقابالہ کی ساری کاروائی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ جس وقت عزازیر بھاگا ہے تو چونکہ اس کا گھوڑا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سے زیادہ تیز بھاگنے والا تھا اس لئے آپ اس کو پکڑنے سے قاصر رہے۔ عزازیر نے جس وقت مڑ کر دیکھا کہ آپ پیچھے رہ گئے ہیں، بے وقوف یہ سمجھا کہ یہ بدوی مجھ سے ڈر گیا ہے، اس کے دل میں اس طمع نے انگڑائی لی کہ یہ مجھ سے خائف ہے، کیوں نہ میں اسے پکڑ لوں اور کیوں نہ اس جگہ رک کر اس کا انتظار کر لوں اور دل میں سوچنے لگا شاید مسیح مجھے فتح دے دے اور اس بدوی کے مقابلہ میں میری مدد کرے! اس خیال نے اس کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جما دیئے وہ ٹھہر گیا یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کا گھوڑا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور اس میں تھکن کے آثار نمایاں تھے جب آپ اس کے نزدیک ہوئے تو مشرک چیخ کر کہنے لگا: ''اے بدو! یہ مت گمان کرنا کہ میں نے خوف کھا کر پسپائی اختیار کی تھی، جبکہ تجھے تیرے اصحاب سے دور لا کر گرفتار کرنے کے ارادہ سے میں نے ایسا'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون کس کو گرفتار کرے گا! اس نے کہا: اے عربی بھائی! اپنے نفس پر رحم کرو، لڑائی مول لے کر اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو، خود کو میرے حوالے کر دو اور اگر خواہ مخواہ مرنے ہی کو جی چاہتا ہے تو میں موت کو تیری طرف ہانک کر لاتا ہوں! سن لے، میں روحوں کو قبض کرنے والے فرشتے کا ہمنام ''عزرائیل'' ہوں تیری جان گویا میری مٹھی میں ہے تیرے حق میں میں ملک الموت ہوں تیری جان ابھی نکالتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خدا کے دشمن! میرے گھوڑے کے پیچھے رہ جانے سے تیرے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا اور طمع سے تیری رالیں ٹپک رہی ہیں، یاد رکھو! میں سوار یا پیدل جیسے بھی ہو تجھے قتل کر کے ہی رہوں گا، چھوڑوں گا نہیں! اگر تو بھاگا نہ ہوتا، تو میرے گھوڑے کے تھکنے کی فکر نہ کر، میں پاپیادہ بھی تجھ سے لڑوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے نیچے کود گئے اور تلوار کو لہرایا اور شیر کی طرح اللہ تعالیٰ کے دشمن کی طرف لپک کر اس پر جھپٹے، عزازیر نے جس وقت آپ کو پیدل دیکھا تو اس کا اور بھی

حوصلہ بڑھ گیا اور آپ کے گرد، گدھ اور چیل کی طرح منڈلانے لگا اور ارادہ کیا کہ بڑھ کر تلوار سے زیر کر لے، آپ سنبھلے، اس کو بھلیکا دیا'' اور طرح بھیلکا دینے بعد للکارا اور سامنے آ گئے۔ پھر عزازیر کے گھوڑے پر اس زور کی ضرب لگائی کہ اس کی ٹانگیں کٹیں اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

عزازیر کی گرفتاری

عزازیر اپنے گھوڑے کی ہلاکت کے بعد یک دم بھاگا تا کہ اپنے لشکر کے پاس پہنچ کر اپنی جان بچا سکے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور آپ یہ کہتے جاتے تھے: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تو نے جس کے نام پر اپنا نام رکھا ہے تیرا وہ ہمنام تجھ پر بڑا ہی غضبناک ہو رہا ہے اور دیکھ! وہ تیرے بالکل سر پر آ پہنچا ہے اور ابھی تیری روح قبض کرنے ہی والا ہے، تیار ہو۔ آپ اس کی طرف مائل ہوئے اور اپنے زور سے اس کو زمین سے اچک کر اوپر اٹھا لیا، آپ نے چاہا کہ اس کی چمڑی ادھیڑ دی جائے مگر جب رومیوں نے دیکھا کہ ان کا سپہ سالار شیر اسلام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آ گیا ہے تو انہوں نے چاہا کہ سب مل کر دفاعی حملہ کر دیں، اور اپنے سپہ سالارِ جنگ کو چھوڑا لیں کہ اچانک مسلمانوں کے لشکر اور اہل توحید کے ہراول دستے، امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہاں پہنچنا شروع ہو گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پیام براور قاصد بصرہ سے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا جو آپ کو راستہ میں ملا اور آپ اس کے ہمراہ اس وقت جبکہ عزازیر کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جنگ ہو رہی تھی، پہنچے۔ اہل دمشق نے جس وقت مسلمانوں کے لشکر دیکھے تو مرعوب ہو گئے اور ان کا حملہ کرنے کا ارادہ دھرے کا دھرا ہی رہ گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار عزازیر کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا۔

دو اسلامی جرنیلوں کی ملاقات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے عمر بن قیس نے از شعیب بن عبداللہ از ہلال قشعمی بیان کیا ہے کہ فرماتے ہیں:

جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے کا ارادہ کیا، مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دے کر روک دیا کہ ایسا نہیں کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف بڑھ کر سلام کیا، اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکتوب گرامی کی آمد سے مجھے خوشی ہوئی، جب انہوں نے آپ کو مجھ پر امیر مقرر فرمایا اور آپ یقین کر لیں کہ میرے قلب میں آپ کے خلاف قطعاً کوئی خیال نہیں پیدا ہوا کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ عرب اور فارس کی جنگوں میں آپ نے دادِ شجاعت دیکر اپنا ایک مقام پیدا کیا ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا اور آپ کے کسی قول و فرمان کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور امامِ وقت کی اطاعت کا مسئلہ نہ ہوتا اور آپ رضی اللہ عنہ کا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کے تقدم فی الاسلام اور آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں خاص مقام کی وجہ سے اس عہدہ اور منصب کو قبول نہ کرتا۔ اس کے بعد دونوں نے مصافحہ کیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کیلئے گھوڑا پیش کیا گیا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت ابوعبیدہ بن

جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان دونوں رومی جرنیلوں کی اسیری اور گرفتاری اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے دونوں کو نصیب ہونے والی فتح و نصرت پر باتیں کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ ''دیر'' کے مقام پر پہنچے۔ وہاں دونوں حضرات گھوڑوں سے اتر آئے، مسلمانوں نے آپس میں ملنا شروع کیا اور ایک دوسرے کو سلام کیا۔ جب دوسرا دن ہوا، مسلمانوں نے جلوس نکالا اور سوار ہو کر نکلے۔ اہل دمشق بھی آہستہ آہستہ میدان جنگ کی طرف بڑھنے لگے۔ آج رومی فوج کا امیر، بادشاہ روم کا داماد ''توما'' تھا جو ایک قابل اعتماد افسر تھا۔ جب رومی میدان جنگ میں پہنچے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس قوم کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ چکا ہے۔ کل یہ خوب ذلیل و خوار ہو چکے تھے نیز ان دو سرداروں کی گرفتاری کی وجہ سے یہ کمزور ہو چکے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اور ہم بھی اس قوم پر مل کر حملہ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالکل ٹھیک ہے، آپ حملہ کریں، آپ کے ساتھ ہوں۔ مسلمانوں نے ایک دم رومی فوج پر حملہ کر دیا، جب انہوں نے ایک آواز ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو اللہ اکبر کی آوازوں سے غوطہ اور اس کے گردونواح گونج اٹھے تھے اور تکبیر کے ساتھ ہی رومیوں کا قتل شروع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے دشمن کے ساتھ اس جانثاری کے ساتھ جہاد کیا کہ کفار کی عقلیں اڑ گئیں اور جبار و قہار مالک کو اس کے بندوں نے کفر و شرک کے بندوں کی سرکوبی کر کے خوش اور راضی کیا۔

ایک مسلمان مجاہد دس دس رومیوں کو واصل جہنم کرتا رہا

حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حملہ میں ہمارے ایک ایک مردِ مجاہد نے کافر رومی فوج کے دس دس آدمیوں کو جہنم رسید کیا، وہ ایک گھنٹہ بھر بھی ہمارے مجاہدین کے آگے نہیں ٹھہر سکے کہ رومیوں نے پیٹھ دکھا کر میدان سے بھاگنا شروع کر دیا اور ہم نے مقام ''دیر'' سے باب شرقی تک تعاقب کر کے ان کا قتل عام کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت اپنے فوجیوں کو پسپا ہوتے ہوئے اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے تاکہ ایسے کم ہمت سپاہی اندر نہ گھسنے پائیں۔

باب شرقی اور باب جابیہ کا محاصرہ

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے شہر کے مرکزی دروازہ تک پہنچ کر ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور پھر واپس اپنے کیمپ میں لوٹ آئے۔ یہاں آ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری رائے ہے کہ میں ''باب شرقی'' کا محاصرہ کر لوں اور آپ ''باب جابیہ'' کو اپنے محاصرہ میں لے لیں۔ آپ نے کہا واقعی آپ کی رائے نہایت صائب اور درست ہے۔

کلوص و عزازیر کی ہلاکت اور دمشق کا محاصرہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت سہل بن عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ نے اوس بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مجھے یہ روایت بیان کی ہے کہ حجاز، یمن، حضر موت، ساحل عمان، طائف اور مکہ معظمہ کے ارد گرد کے علاقہ جات سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو فوج آئی تھی اس کی تعداد سینتیس ہزار نفوس قدسیہ پر مشتمل تھی اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ فلسطین میں

جو فوج تھی وہ نو ہزار تھی اور پندرہ سو مجاہدین عراق سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معیت میں یہاں آئے تھے اس لئے مسلم افواج کی کل تعداد سینتالیس ہزار پانچ سو تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جو لشکر تیار کیا تھا۔ وہ اس کے علاوہ ہے اس میں نصف فوج کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمراہ لے کر شرقی دروازہ کا محاصرہ کر لیا اور نصف فوج حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہی جس سے انہوں نے باب جابیہ پر پڑاؤ کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت یہ صورتحال دیکھی تو وہ دلی طور پر سخت مرعوب ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے رومی فوج کے دونوں گرفتار شدہ جرنیلوں، کلوس اور عزازیر کو طلب فرما کر ان پر اسلام پیش کیا مگر ان بدبختوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا آپ نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو حکم صادر فرمایا کہ ان ازلی بدبختوں کی گردنیں اڑا دو، چنانچہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان دونوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے معتبر اور باوثوق ذرائع سے یہ خبر پہنچی ہے کہ سپہ سالار عزازیر کو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور کلوص کو حضرت رافع بن عمیر طائی رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا تھا۔ اہل دمشق کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے روم کے بادشاہ، شاہ ہرقل کے نام ایک خط بھیجا کیا جس میں اپنی شکست اور دونوں جرنیلوں کی گرفتاری اور بعد ازاں ان دونوں کے قتل کر دیئے جانے کے بارے میں لکھا، نیز یہ بھی لکھا کہ عرب مجاہدین نے باب شرقی اور باب جابیہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ مع اپنی عورتوں اور بچوں کے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اکثر زرخیز علاقے اور شہر مسلمانوں نے فتح کر لئے ہیں، یا تو ہماری خبر طاقت سے لیجئے بصورت دیگر ہم اس شہر کو بھی ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہوں گے اپنے میں سے ایک آدمی کو کثیر اجرت اور تیز رفتار گھوڑا دے کر یہ خط دے کر رات کے وقت رسی کے ذریعے قلعہ کی دیوار سے نیچے اتار دیا۔

ہرقل کا پسمارومی فوج کا خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جس وقت یہ آدمی ہرقل کے پاس پہنچا اس وقت ہرقل اس وقت انطاکیہ میں قیام پذیر تھا، جس وقت اسے یہ خط موصول ہوا، اس نے خط پڑھا تو خط ہاتھ سے پھینک اور رونا شروع کر دیا پھر تمام سرداروں کا اجلاس بلایا اور ان سے کہا:

ہرقل کا اپنی قوم کو مشورہ

"اے بنو اصغر" میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کیا تھا، کہ ان عربوں سے بچو! اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ عرب میرے اس تخت تک سارے ملک کے مالک بن جائیں گے، اس وقت تم لوگوں نے میری بات کا مذاق اڑایا تھا اور میرے قتل تک کا تم نے ارادہ کیا، اب یہ قحط زدہ اور خشک سالی کے ستائے ہوئے لوگ اپنے سرسبز شاداب کثیر الاشجار اور زرخیز و پھل دار درختوں والی زمین کے علاقہ میں آ پہنچے ہیں، یہاں کی آب و ہوا انہیں خوب راس آئی ہے وہ ہمارے ملکوں اور شہروں میں دل لگا مستقل ڈیرے جما بیٹھے ہیں ان کو یہاں سے نکالنے اور واپس ان کے ملک کی طرف دھکیلنے کیلئے سخت معرکہ آرائی اور عزم قوی کی ضرورت ہے، اگر میرے لئے عار نہ ہوتی تو میں شام کو خدا حافظ اور خیر باد کہہ کر یہاں سے ترک سکونت اور رحلت کر جاتا اور قسطنطنیہ جا بستا یا خود ان کی طرف خروج کرتا اور اپنے اہل خانہ کے دفاع کیلئے ان سے جنگ کرتا"

ارکان سلطنت اور قوم کے سرداروں کا مشورہ

اے بادشاہ سلامت! اہل عرب کی شدت اور جارحیت تاہنوز اس حد تک نہیں پہنچی کہ جناب والا کو خود بنفس نفیس ان کے مقابلہ کیلئے میدان میں نکلنا پڑے بلکہ گورنر حمص جناب وردان صاحب کو ان کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا جاسکتا ہے ہم سب میں ان جیسا جنگجو مرد میدان اور فنِ حرب کا ماہر کوئی نہیں ہے جس وقت اہل فارس نے ہمارا قصد کیا تھا تو آپ اپنی آنکھوں سے ان کے مقابلہ میں وردان کی جنگی مہارت کے جوہر دیکھ چکے ہیں اور اہلِ فارس سے لڑائی میں اسے دادشجاعت دیتے ہوئے مشاہدہ فرما چکے ہیں۔

گورنر حمص وردان کی بدبختی

ہرقل نے گورنر حمص وردان کو بلا کر اہل عرب سے مقابلہ کرنے کو کہا، وردان نے جواب دیا کہ اگر مجھے آپ کی ناراضگی اور غصہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں اہل عرب سے جنگ کیلئے کبھی تیار نہ ہوتا، کیونکہ آپ نے مجھے تمام امرائے روم کے پسِ پشت پھینکا اور اب تک نظر انداز کئے رکھا ہے اور ہر ریاست کے گورنر اور سردار سے مجھے پیچھے رکھا ہے۔ بادشاہ نے کہا: تجھے مؤخر رکھنے میں اور سب کے آخر میں تم سے یہ کام لینے میں یہی مصلحت تھی کہ دراصل تم ہی میری شمشیر ہو اور تم ہی کو میں اپنا پشتِ پناہ قرار دیتا ہوں، اب تمہیں چاہیے کہ فوراً کسی تاخیر کے بغیر اس مہم کیلئے تیاری کرو، میں بارہ ہزار رومیوں کی نفری پر تمہیں سردار مقرر کرتا ہوں، جب تم ''بعلبک'' کے مقام پر پہنچو تو جو لشکر ''اجنادین'' کے کیمپ میں موجود ہو اسے ارض بلقاء جبال السواد پر الگ الگ متعین کر کے یہ حکم دینا کہ وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے کسی فرد کو ''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ'' کے لشکر میں شریک اور شامل نہ ہونے دے ان کی وہیں ناکہ بندی کرلو۔

وردان نے کہا: مجھے برضا و رغبت یہ منظور ہے میں آپ کو تب تلک منہ نہیں دکھلا سکتا جب تک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے سر لے کر آپ پاس نہ آؤں، اس کے بعد بھی میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا، بلکہ اس محاذ سے فارغ ہوتے ہی میرا گلا ہدف حجاز ہوگا اور جب تک مکہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادوں آپ کے پاس نہیں آسکتا۔

بادشاہ نے کہا: قسم ہے انجیل مقدس کی! اگر تو نے اپنے اس قول اور وعدہ کو پورا کر دکھایا تو میں ان تمام ممالک کو جو عربوں نے فتح کرلئے ہیں، تجھے جاگیر میں بخش دوں گا اور ساتھ ہی ایک وصیت، دستاویز کے طور پر تحریر کر کے تمہارے سپرد کر دی جائیگی کہ میرے بعد ولی عہد تم ہی ہوگے اور تم ہی میرے بعد یہاں کے بادشاہ ہوگے۔

سپہ سالار وردان کی روانگی

ہرقل بادشاہ نے سپہ سالار وردان کو نئے منصب کے نشان عطا کئے۔ پٹی باندھی اور ایک سونے کی صلیب جس کے چاروں کناروں پر چار نہایت قیمتی یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ دیتے ہوئے کہا: جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو تو اِسے اپنے آگے رکھنا، اس کی برکت سے تجھے فتح ونصرت ہوگی!

رومی لشکر واردن کی قیادت میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سپہ سالار واردن صلیب وصول کرنے کے بعد اسی وقت کنیسہ میں گیا اور ماء المعمودیہ میں غوطہ لگایا۔ شب بھر پادریوں اور لاٹ پادریوں نے فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں اور اس کو مختلف خوشبوؤں کی دھونیاں دی گئیں جیسے کہ کنیسہ اور چرچ میں اس دھونی اور تبخیر کا رواج اور ان کے ہاں مذہبی رسم ہے۔ مذہبی رسومات کے بعد وردان نے اسی وقت شہر سے باہر نکل کر لشکر کو ترتیب دینے کی غرض سے خیمے نصب کرائے۔ روم کے چند منتخب نفوس کو اپنی معیت کیلئے نامزد کیا۔ جب تمام سامان کا بندوبست مکمل ہو گیا اور مطلوبہ تعداد میں فوج کی بھرتی مکمل ہو چکی، تو شاہ روم خود مع ارکان سلطنت فوج کو 'جسر حدید' (لوہے کا پل) تک الوداع کہنے آیا، جنرل وردان رخصت ہو کر ''معرات'' کے راستہ سے ہوتا ہوا ''حماۃ'' پہنچا۔ خود وہاں پڑاؤ کیا اور اترتے ہی ایک قاصد کو یہ حکم نامہ دیکر ''اجنادین'' کی طرف بھیجا کہ وہاں موجود فوج کو میرا یہ پیغام اور حکم ہے کہ تمام راستوں پر پھیل جاؤ اور ''اجنادین'' سے مسلمانوں کے کسی فرد کو باہر نہ جانے دیا جائے، فوراً تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے پہرہ سخت کردو ''عمرو بن عاص'' کی فوج کو ''خالد بن ولید'' کی طرف ہرگز نہ پہنچنے دیا جائے۔ قاصدوں کو روانہ کرنے کے بعد تمام سرداروں اور کمانڈروں کو اس نے اپنے پاس طلب کیا اور ان کو جمع کر کے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان عربوں پر ان کی غفلت میں چھاپہ ماروں اور سب کو گرفتار کروں! اس طرح سارے عربی فوج ہمارے چنگل میں پھنس جائیں گے اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی بچ کر نہیں جا سکے گا! تمام افسروں نے اس رائے پر صاد کیا اور اسے درست قرار دیا۔ جب رات ہوئی تو وردان نے ''سلمینہ'' اور ''وادی الحیاۃ'' کے راستہ سے اپنے ہدف کی طرف سفر کی راہ لی۔

رومی سردار کلوص اور عزازیر کا قتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے دونوں سپہ سالاروں عزازیر اور کلوص کو قتل کر دیا تو آپ نے لوگوں کو حکم دے دیا تھا کہ دمشق کی طرف حملہ کیلئے چل دو، فرماتے ہیں ہم لوگ چل دیئے اور ہمارے آگے آگے ایسے مردانِ عرب چل رہے تھے جن کے ہاتھوں میں چرمی ڈھالیں تھیں، جن کو وہ پتھروں اور تیروں سے بچاؤ کیلئے استعمال کرتے تھے۔ اہل دمشق نے جب ہماری طرف دیکھا کہ ہم برابر ان کی طرف بڑھ رہے تھے تو انہوں نے ہم پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ یمنی عرب بھی ان پر تیر اندازی کر رہے تھے، رومیوں نے شور و ہنگامہ اور آہ و فریاد کرنا شروع کر دی ہم نے ان کا محاصرہ اور گھیرا تنگ کر دیا تو انہیں اپنی ہلاکت کا کامل یقین ہو گیا۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اہل دمشق کا محاصرہ کئے بیس روز گزر چکے تھے کہ ناوی بن مرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس پہنچے اور انہوں نے اطلاع دی کہ ''اجنادین'' میں روم والوں نے ایک بہت بڑی جمعیت لا کر جمع کر دی ہے نیز انہوں نے رومی لشکر کی کثرت و بہتات کو بھی بیان کیا۔

امین الامہ رضی اللہ عنہ اور سیف اللہ کی مشاورت

راوی فرماتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ سوار ہو کر باب شرقی سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس باب جابیہ گئے اور آپ سے مشورہ کیا اور کہنے لگے: اے امین الامۃ! میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے ''اجنادین'' کی طرف کوچ کر جائیں اور وہاں سے رومیوں پر چڑھائی کریں اور جب اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر فتح دے گا تو دوبارہ یہاں لوٹ آئیں گے! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے یہ نہیں ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس لئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیونکہ اگر ہم یہاں سے چل پڑے اور یہ مقام خالی چھوڑ گئے تو وہ ہماری جگہوں پر قبضہ کرلیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو کہا: اے امین الامت! میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو موت سے نہیں ڈرتا ہے، وہ مردوں سے لڑنے اور پہلوانوں سے بھڑنے کا فن جانتا ہے، اس کا باپ اور چچا جہاد میں ہی شہید ہوئے ہیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ وہ کون مردمجاہد ہے؟ آپ نے کہا: حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ، جو سنان بن طارق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حسن انتخاب

حضرت ابوعبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! تمہارے حسن انتخاب کی داد دینی پڑتی ہے، واقعی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تجربہ کار اور کردار کا غازی مردمجاہد بہادر سپاہی ہے اسے تیار کر کے فوراً روانہ ہونے کو کہو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بابِ شرقی سے لوٹے اور آپ نے حضرت ضرار ابن ازور رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ آپ آئے، سلام کیا اور حکم سننے کے منتظر ہوئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن ازور رضی اللہ عنہ! میرا ارادہ ہے کہ تم کو پانچ ہزار ایسے شہسوار دے کر رومی فوج سے آگے بڑھ کر مقابلہ کیلئے بھیجوں، جن نوجوانوں نے اپنی جانوں کا سودا اللہ رب العزت سے اس کی جنت کے عوض کرلیا ہے اور جنہوں نے دارِ آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں اپنے چن لیا ہے۔ اگر تم اپنے اندر مقابلے کی طاقت اور لڑائی کی ہمت پاؤ تو مقابلہ کیلئے ڈٹے رہنا ورنہ واپس چلے آنا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن الولید رضی اللہ عنہ یہ تو میرے لئے بڑی فرحت اور خوشی کی بات ہے کہ آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے چُنا ہے آپ نے آج میرے دل کو اتنا خوش کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اگر اجازت دیں تو میں اکیلا تن تنہا اس کام کو انجام دینے کیلئے باذن اللہ تعالیٰ تیار رہوں گا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم! واقعی تم اتنے ہی بہادر اور مضبوط دل گردے کے مالک ہو، مگر اللہ تعالیٰ کا امر تمہارے لئے یہ ہے کہ ''تم اپنی جان کی خود ہلاکت میں مت ڈالو'' لہٰذا جن بہادروں کو میں نے تمہارے ساتھ جانے کیلئے منتخب کیا ہے، ان کو اپنی معیت میں لے کر چلو۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا وردان سے مقابلہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے سامان لیا اور تیار ہو کر جلدی سے چلنے لگے مگر حضرت خالد

بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی جان پر نرمی کرو تمہارے ساتھ جانے والا لشکر تیاری تو کر لے! تھوڑا سا صبر کرو۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اب مجھ سے ٹھہرا نہیں جاتا جو شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے میں خیر و برکت رکھی ہے، وہ مجھ سے خود آ ملے گا، میں تو چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ بہت تیزی سے چلے۔ یہاں تک کہ جب آپ بیت لھیا پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے تاکہ آپ کے ساتھی بھی پہنچ جائیں۔ جس وقت آپ کا دستہ مکمل ہو چکا تو آپ کی نظر پڑی کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑیوں سے رومی لشکر اس طرح اتر رہا ہے جس طرح ٹڈی دل لشکر منتشر ہو۔ انہوں نے زرہیں پہنی ہوئی ہیں اور ان کی زرہیں اور خود سورج کی روشنی میں چمک رہی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں دیکھا تو حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہ لشکر بہت بڑا ہے درست فیصلہ یہ ہے کہ ہمیں واپس لوٹ جانا چاہیے" حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں برابر لڑتا رہوں گا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے ان کی اتباع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے کبھی دشمن کے مقابلہ سے پشت دے کر بھاگتے نہیں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی پیٹھ پھیرنے والا اور جنگ سے انحراف کرنے والا نہیں پائے گا، اور تم پیٹھ نہ پھیرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ"۔

"اور جو پھیرے گا ان کی طرف اس روز اپنی پیٹھ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لئے یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف وہ مستحق ہوگا اللہ کے غضب کا۔"

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا: اے لوگو! بے ایمانوں، بے دینوں سے کیا ڈرنا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد نہیں فرمائی؟ اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید صبر کرنے کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہمارے مختصر سے دستوں نے کتنی مرتبہ دشمنوں کے کتنے بڑے بڑے جتھوں کو شکست سے دوچار کیا ہے تم بھی اگلوں کی نسبت اور ان کے طریق کی اتباع کرو اور مدد کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرو اور جیسے اصحاب طالوت نے جنگ کے دن جالوت کے مقابلہ کیلئے دعا مانگی تھی تم بھی مانگو "رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ" حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جس وقت قوم کی زبان پر جاری کلمات سماعت فرمائے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے دی ہے، تو آپ انہیں لے کر ایک کمین گاہ میں "بیت لھیا" کے قریب چھپ گئے اور ان کے نشانات و آثار مٹا دیئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس وقت ننگے بدن ہاتھ میں ایک نیزہ لئے ہوئے اسپ تازی پر سوار رومیوں کے لشکر کی تاک میں کھڑے تھے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اسی طرح حضرت تمیم بن بن اوس نے اپنے دادا عمرو بن دارم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے دستہ میں اس وقت موجود تھا، آپ برہنہ تن ایک نیزہ دراز ہاتھ میں پکڑے عربی گھوڑے پر سوار، شوق شہادت میں کھڑے ہوئے تھے۔ جس وقت رومیوں کا لشکر آپ کے قریب پہنچا تو سب سے پہلے آپ دشمن پر پر جھپٹے اور نعرہ تکبیر بلند کیا، مسلمانوں نے آپ کے نعرہ تکبیر پر لبیک کہا اور اللہ اکبر کی فلک شگاف صداء اور گونج سے

مشرکوں کے دل دہل گئے اور ان پر ایک گونہ رعب سا چھا گیا۔ آپ نے ایک دم ان حملہ کر دیا۔

حضرت سلامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رومی فوج کی طرف دیکھا تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس شان کے ساتھ نیزہ لئے عربی گھوڑے پر سوار رومیوں کے مقدمۃ الجیش میں شعلہ جوالہ کی مانند دورہ پر ہیں۔ وردان چونکہ اسی ہراول دستہ میں تھا، صلیبیں اور جھنڈے ایک دوسرے سے مربوط اس کے سر پر متعین جانباز بہادر جو اس کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے والے تھے، اس کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے تھے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اندازہ فرمالیا کہ رومیوں کا سپہ سالار یہی شخص ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے ان کے ہراول دستہ کے سپاہیوں کو مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا: ''ھل من مبارز؟'' ''ہے کوئی جو میرے مقابلہ کیلئے میدان میں ؟'' اور نہایت بے جگری کے ساتھ لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا۔ لشکر کے قلب پر جو سوار علم بلند کئے تھا، اس کے ایک ایسا جچا تلا نیزہ مارا کہ سینہ سے پار ہو گیا۔ علم اس کے ہاتھ سے گرا اور وہ بھی گھوڑے سے نیچے آ گرا۔ آپ دوسری طرف پلٹے اور دستہ کے میمنہ دائیں طرف پر حملہ کر کے ایک کا کام تمام کر گئے۔ قلب پر پڑنے ہی کو تھے کہ وردان جس کے سر پر مخلوط النسل گھوڑے پر سوار شخص ہیروں اور موتیوں سے مرصع علم اور صلیب اٹھائے کھڑا تھا، آپ نے اسے دیکھا تو اس کو ایک برچھا مارا جو اس کے پہلو کو چیرتا ہوا انتڑیوں تک پہنچ گیا اس کے ہاتھ سے صلیب زمین پر گر پڑی اور لڑکھڑا کر جہنم میں پہنچ گیا۔ سپہ سالار وردان نے جب دیکھا کہ صلیب ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی ہے تو اپنی تباہی و بربادی کی دلیل سمجھ کر گھوڑے سے اتر کر یا جھک کر اس کو اٹھانے کا ارادہ کیا مگر چند مسلمانوں نے فوراً اس کو گھیرا ڈال لیا تاکہ صلیب لے لیں۔ وردان کے لئے صلیب کا اٹھانا ممکن نہ رہا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب کہ آپ عین حالت جنگ میں تھے، مسلمانوں سے فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! صلیب کو اٹھانے کے لئے تم جان کو مصیبت میں نہ ڈالو اور اس کی طمع کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے، میں جس وقت اس رومی کتے اور اس کے ساتھیوں سے فراغت پاؤں گا تو اس کو بھی دیکھ لوں گا!'' سپہ سالار وردان عربی زبان سمجھتا تھا، جس وقت اس نے یہ الفاظ سنے تو قلب لشکر سے نکل کر بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر اس کی فوج کے افسروں نے آگے بڑھ کر کہا ''جناب سپہ سالار! آپ کہاں بھاگ رہے ہیں؟'' اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: میں اس جن سے جان بچا کر فرار کی کوشش کر رہا ہوں! کیا تم نے اس خوفناک اور ہولناک صورت کا آدمی کبھی دیکھا ہے، یہ کوئی آدمی اور انسان تو نہیں یہ تو کوئی دیو بھوت ہے!

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری

راوی کہتا ہے: شیر اسلام حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب اسے رخ پھیر کر فرار ہونے کی طرف مائل دیکھا تو فوراً سمجھ گئے، آپ نے زور سے مسلمانوں کو آواز دی۔ نیزہ سیدھا کر کے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور قریب تھا کہ اس کو دبوچ لیتے کہ رومیوں نے چلا چلا کر آپ کی طرف گھوڑوں کی باگیں پھیر دیں اور انہوں نے اپنے سپہ سالار کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

الموت حق أين لی منه المفر وجنة الفردوس خير المستقر
هذا قتالی فاشهدوا يا من حضر وكل هذا فی رضا رب البشر

''موت برحق ہے اس میرے لئے کوئی مفر مقر نہیں یہ اور جنت الفردوس بہترین منزل ہے۔'' ''میرے لڑنے پر تم گواہ رہنا اور میرے یہ تمام کارنامے خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے ہیں جو انسان کا مالک ہے۔''

پھر آپ نے صفوں کو چیرتے ہوئے قوم کے اندر گھس ان پر زور دار حملہ کر دیا۔ آپ کے حملے کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔ آپ کو تو بس وردان کی تلاش تھی۔ رومی بہادروں اور شہسواروں نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ آپ دائیں بائیں ہر طرف سے مخالف حملوں کو روک کر اپنا دفاع کرتے اور چاروں طرف لڑ رہے تھے۔ آپ جس کو بھی برچھا مارتے اس کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتے اور جو گھوڑ سوار بھی آپ کی طرف بڑھتا، آپ کو خاک و خون میں لوٹا دیتے۔ اس طرح کرتے کرتے آپ نے بہت سارے رومی بہادورں اور سورموں کو ڈھیر کر دیا اور بڑے بڑے جانبازوں کو جہنم رسید کر کے ان پر حاوی رہے۔ آپ نے قوم مسلم کو اونچی آواز میں پکارا کہ مسلمانو! ''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ'' (بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی۔) مسلمانوں کے آپ کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی رومیوں کا لشکر شور و غل کرتا ہوا بڑھا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے، گھمسان کا رن پڑا اور زور دار معرکہ آرائی شروع ہوگئی۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے کہ ہمدان بن وردان، حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا۔ آپ کے زور سے ایک تیر مارا جو آپ کے بائیں بازو میں لگا آپ کا ہاتھ کمزور ہو گیا اور سخت درد محسوس ہونے لگا، مگر آپ کا حوصلہ بلند رہا۔ بھیرے ہوئے شیر کی طرح پوری ہمت کے ساتھ ابن وردان پر حملہ آور ہوئے، نیزہ سنبھال کر تان کے اس کے سینہ پر ایسی مہارت سے مارا کہ دل کو چیرتا ہوا پار نکل گیا۔ جس وقت آپ نے نیزے کو اپنی طرف کھینچا اور باہر نکالنا چاہا تو وہ نہ نکلا کیونکہ نیزہ کا پھالا بیٹھ کی ہڈی توڑ کر مہروں سے بھی تجاوز کر گیا تھا۔ پھل ٹوٹ گیا اور لاٹھی باہر نکل آئی۔ رومیوں نے جب آپ کا نیزہ خالی دیکھا تو آپ کی طرف لالچ سے ٹوٹ پڑے اور سب آپ کی طرف لپکے اور جلدی سے گھیرا ڈال کر شیر کو قابو میں کر لیا اور سب نے مل کی آپ کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا۔

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی کی تقریر اور مسلمانوں کا جذبہ جہاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جب اپنے کمانڈر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو کفار کے ہاتھوں میں گرفتار اور اسیر ہوتے دیکھا تو ایک نہایت شدت کے ساتھ زور دار حملہ کیا تا کہ آپ مشرکوں کے چنگل سے چھڑا لیں، مگر اس کی راہ نہ پائی اور آپ کو رہا کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر مسلمانوں نے پسپائی اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے سامنے ایک مختصر تقریر کر کے ان کو پسپا ہونے سے روک دیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا: ''اے نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے نگہبانو! اور قرآن کے حاملو! کدھر جاتے ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ جو دشمن کے مقابلہ سے پشت پھیر کر بھاگتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو لے کر لوٹتا ہے اور بلا شبہ جنت کے کچھ دروازے ایسے ہیں جو نہیں کھولے جاتے مگر صبر کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کیلئے، مسلمانو! صبر کرو، ڈٹ جاؤ ڈٹ جاؤ اور دیکھو میں تم سب سے آگے اور سب سے پہلے حملہ کرنے والا ہوں سنو تمہارا سپہ سالار اور سردار اگر گرفتار ہوا ہے یا قتل ہو گیا ہے تو یقینا تمہارا اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اس پر تو کبھی موت نہیں

آسکتی اور وہ تمہیں دیکھتا ہے اور تم اس کی نظر رحمت میں ہو"

راوی کہتے ہیں کہ مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کے خطاب کے بعد دوبارہ میدان میں آ گئے اور آپ کے ساتھ مل کر رومیوں پر حملے شروع کر دیئے اور انہوں نے تابڑ توڑ حملوں کے ذریعے بہت سارے مردوں کو قتل کر دیا اور رومیوں کے کافی سارے بہادروں کو خاک وخون میں لوٹا دیا اور بعض مسلمانوں نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا صدمہ

راوی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے اور چند مسلمان شہید ہو گئے ہیں تو آپ کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا، آپ نے پوچھا، رومی کتنے ہیں؟ مخبر نے بتلایا کہ بارہ ہزار سوار ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ دشمن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے تو میں ان کے مقابلہ کیلئے مسلمانوں کو اتنی مختصری جماعت کو کبھی جانے کی اجازت نہ دیتا اور انہیں ہلاک کی طرف روانہ نہ کرتا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ رومیوں کی اس فوج کا سپہ سالار کون ہے؟ کہا کہ حمص کا گورنر جنرل وردان ہے اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس کے لڑکے حمران بن وردان کو بھی قتل کر دیا ہے آپ نے پڑھا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم "۔ (کوئی طاقت وقوت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لئے جو بہت بلند بڑا ہے) اور آپ نے مشورہ طلب کرنے کیلئے ایک شخص کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جا کر کہو جس آدمی پر تم کو اعتماد ہو اس کی زیر قیادت کچھ فوج شرقی دروازہ پر چھوڑ کر خود دشمن کے مقابلہ کیلئے چلے جاؤ، مجھے امید ہے کہ وہ ان کی چکی کی طرح دَل رکھ دیں گے اور پچھاڑ کر زمین پر پھینک دیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا واردان کے مقابلے کو جانا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ جواب موصول ہوا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے میں بخل کرتے ہیں، میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کو آپ نے ایک ہزار سوار دے کر فرمایا کہ تم یہیں رہو، اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور اسی پر توکل اور بھروسہ کرنا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لئے یہ سعادت ہے اور میں اس ڈیوٹی کو خوشی سے انجام دوں گا" اور انہوں نے فوراً اپنا منصب سنبھال لیا اس کے بعد آپ نے فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: بس اب گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو، نیزے سیدھے کر لو اور جب دشمن کے قریب پہنچو تو ایک متفقہ حملہ کر دو۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی کی کوشش

ممکن ہے کہ ہم حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑا لینے میں اگر وہ زندہ ہیں، کامیاب ہو جائیں اور اگر خدا نہ کرے کہ دشمن نے ان کو عجلت کر کے شہید کر دیا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان کا بدلہ ضرور بالضرور دشمن سے لے کر رہیں گے، مجھے ذات باری تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ ہمیں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے بارے میں صدمہ نہیں دے گا۔ آپ لوگوں کے آگے آگے رجزیہ اشعار

پڑھتے ہوئے چلے جارہے تھے:

اليوم يوم فاز فيه من صدق　　لا ارهب الموت إذا الموت طرق
لاروين الرمح من ذوى الحدق　　لاهتكن البيض هتكا والدرق
عسى أرى غدا مقام من صدق　　فى جنة الخلد والقى من سبق

"آج وہ دن ہے جس میں سچا کامیاب ہوگا موت کے متعدد اسباب ہیں، موت جس طریق سے بھی آئے، سچے آدمی کو کیا ڈر ہے؟۔میں اپنے نیزے کی پیاس کو آنکھ کے خون سے بجھاؤں گا خود اور ڈھال ہر دو کو پھاڑ ڈالوں گا، جو کچھ سبقت کرنے والے شخص نے پالیا ہے میں بھی اس مقصود کو کل پالوں گا۔"

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عقابی نظر

راوی کہتا ہے: حضرت خالد رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا اشعار ترنم سے پڑھتے ہوئے چلے جارہے ہیں کہ اچانک آپ کی نظر ایک سرخ اور سیاہ گھوڑے پر پڑتی ہے جو بلند قامت کوتاہ گردن ہے اس پر ایک سوار نے اپنے ہاتھ میں ایک چمکدار نیزہ لیا ہوا ہے جس کی چال ڈھال سے دانائی مترشح ہوتی تھی اور اس کے باگیں کاٹنے اور پھیرنے سے شجاعت آشکارا ہوتی تھی۔آپ نے دیکھا کہ وہ شہسوار اپنے عمدہ اور اصیل گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑے زین پر اس طرح جم کر بیٹھا ہے جیسے اس کے اندر جوڑ دیا گیا ہو، زرہ کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے ہوئے ہے، سبز عمامہ کا پٹکا کمر سے باندھے ہوئے ہے جس کو اس نے اپنے سینے سے پشت تک ڈال رکھا تھا۔فوج کے آگے آگے شعلہ جوالہ کی طرح جارہا تھا۔جس وقت آپ نے اسے اس شان وشوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے کاش! کہ مجھے معلوم ہوسکتا کہ یہ کون ہے؟ اللہ کی قسم! یہ شخص نہایت بہادر اور دلیر معلوم ہوتا ہے! یہ سوار سرعت رفتاری کے ساتھ سب سے آگے آگے مشرکین روم کی طرف چونکہ بڑھ رہا تھا، آپ نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تیز زی سے اس کے پیچھے پیچھے ہولئے۔

پراسرار مسلم شہسوار کا عقابوں جیسا حملہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ نہایت استقلال اور بہادر کے ساتھ دشمن سے لڑ رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی کمک کیلئے آتے دیکھا اور لشکر کے پہنچتے ہی اس سوار کو جس کی ہم ابھی تعریف وتوصیف کر چکے ہیں، رومیوں پر اس طرح گرتے ہوئے دیکھا جس طرح باز چڑیا پر گرتا ہے، اس کا ایک حملہ اس قدر شدید تھا جس نے رومی فوج کے اندر تہلکہ مچادیا تھا، لاشوں کے ڈھیر لگائیے اور پیش قدمی کرتے کرتے رومی لشکر کے وسط میں جا گھسا۔وہ کوندتی ہوئی ایک بجلی تھی جو آناً فاناً چند جوانوں کے سروں پر گرتی ہوئی چمکی، دو چار کو بھسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھر اسی جگہ نمودار ہوئی۔اس سوار کا نیزہ جس وقت وسط لشکر میں سے ظاہر ہوا تو خون آلود تھا۔اس کی چال ڈھال سے قلق واضطراب اور اس کی حرکات وسکنات سے افسوس وناامیدی ٹپکتی تھی، یہ اپنی جان کو چونکہ خطرات میں ڈال چکا تھا اس لئے ہلاکت کی پرواہ کئے بغیر دوبارہ پلٹا اور بڑھ کر اس بے جگری کے ساتھ نڈر ہو کر حملہ کیا کہ لوگوں کو کاٹتے، صفوں کو چیرتے، صف دری کرتے ہوئے بہادروں

کی صف میں ہلچل اور کھلبلی ڈال دی اور اتنا آگے نکل گیا کہ اپنے لشکر والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا، مگر اس کو چین تھا کہ کہیں مل نہیں رہا تھا، مسلسل اس کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

پر اسرار بہادر کون؟؟

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مجاہدوں کا خیال یہ تھا کہ یہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سوا ایسے کارہائے نمایاں کون سرانجام دے سکتا ہے، یہ اسی خیال میں تھے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے زور سے چلا کر کہا: اے دلیر! یہ سوار جو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بے خوف وخطر پیش کر رہا ہے اور خدا کے دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا: بخدا! میں خود اس سے ناواقف ہوں، اور اس کی شجاعت، دلیری اور جرأت سے خود حیران اور متعجب ہوں۔

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! یہ عجیب شخص ہے، رومیوں کے لشکر کے اندر جا گھستا ہے اور دائیں بائیں کر کے ان کے بہادروں کو گرا دیتا ہے۔ تب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانو! دین کی مدد اور حمایت کیلئے متحد ہو جاؤ اور مل کر ایک متفقہ حملہ کر دو۔ یہ سنتے ہی اسلام کی بہادر افواج نے باگوں کو درست کیا، نیزوں کو سنبھالا اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ صف کے آگے کھڑے ہوئے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ دشمن پر حملہ کریں کہ اچانک وہی سوار خون میں لت پت اور جس گھوڑا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا، رومیوں کے قلب لشکر سے شعلہ جوالہ کی طرح نکلا۔ اگر کوئی رومی سپاہی اس کی ہی طرف آتا اور قریب ہوتا تو پشت دے کر بھاگ جاتا تھا اور یہ تن تنہا رومیوں کے کئی کئی آدمیوں کے ساتھ لڑتا تھا۔ یہ دیکھتے ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور جو رومی اس سوار پر حملہ کر رہے تھے ان کی تیزیٔ حملہ سے اس کو بچا لیا اور اس طرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آملا۔ مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا، گویا وہ گلاب کے سرخ پھول کی طرح ایک ارغوانی پنکھڑی ہے جو خون میں رنگی ہوئی ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا اے شخص! تو نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ اور اپنے غیض وغضب کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر صرف کیا ہے تمہیں باری تعالیٰ بہتر جاز سے نوازے۔ مہربانی کر کے تو اپنے منہ سے کپڑے کو ہٹا دے تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ تو کون ہے؟ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سوار نے ان کی بات کی طرف قطعی التفات نہیں کی اور کچھ توجہ اور پرواہ نہیں کی اور اس سے پیشتر کہ آپ سے مخاطب ہو، لوگوں میں جا گھسا، اہل عرب نے چاروں طرف سے چیخنا اور کہنا شروع کیا: اے بندہ خدا! امیر افوج اسلامیہ تجھے آواز دیتا ہے اور مخاطب کرتا ہے مگر تو اس سے اعراض کرتا ہے اور جواب تک دینے سے اعراض کرتا ہے، تجھے چاہیے کہ اس کے پاس حاضر ہو کر اپنے نام اور حسب ونسب کے بارے میں ان کو مطلع کر، تاکہ عزت افزائی کی جائے اور تیرے منصب اور عہدہ میں ترقی کر دی جائے۔ مگر سوار نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس سوار کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا تو آپ خود بنفس نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے۔ اے اللہ کے بندے! سخت افسوس کی بات ہے کہ میرا دل اور اسی طرح تمام مسلمانوں کا دل تیرے حالات معلوم کرنے کیلئے بے چین ہے اور تو اس قدر بے پرواہ! تو بتا تو سہی کون ہے؟ آخر آپ کے بے

حد اصرار پر دہان بند کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہنا شروع کیا: ''اے امیر! میں آپ سے کسی نافرمانی کے باعث اعراض نہیں کر رہی ہوں بلکہ مجھے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شرم مانع ہے کیونکہ میں دراصل ایک پردہ نشین خواتین میں سے ہوں اور باحجاب زندگی گزارنے والیوں میں سے ہوں۔ مجھ سے یہ کام میرے دکھی اور جلے دل نے کرایا ہے اور میں نے ایک مجبوری کے تحت میدان جنگ میں قدم رکھا ہے'' آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: حضرت ضرار رضی اللہ عنہ جو قید ہو گئے ہیں ان کی بہن خولہ بنت ازور ہوں، میں قبیلہ مذحج کی چند عرب عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً مجھے اپنے ''بھائی'' حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کی خبر ملی، جس نے میرے تن بدن میں آگ لگا کر رکھ دی فوراً سوار ہو کر بھائی کی رہائی اور بدلہ لینے کیلئے اور شیر کو چھڑانے کیلئے یہاں پہنچی اور باقی جو کچھ ہوا وہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیا۔

پر اصرار بہادر کو جان کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا، آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: ہم سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہیے، مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ ہم تمہارے بھائی تک پہنچ کر ان کو رہائی دلانے اور چھڑانے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا کہ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آگے سے دشمن پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ ہی تمام مسلمان ایک دم دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے حملے نے رومیوں کے قافیے تنگ کر دیئے

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے حملے نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر آپ کا حملہ اتنا شاق گزرا کہ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ:

''اگر تمام اہل عرب اسی سوار کی طرح بہادر اور جری ہیں تو ہم ان کے مقابلے کی تاب کبھی نہیں لا سکتے''

رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کیا تو رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے ان کے قدم ڈگمگا گئے، قریب تھا کہ وہ میدان سے سرکنے لگ جائیں مگر وردان نے یہ حالت دیکھ کر پکارنا شروع کر دیا۔ ''اے قوم روم! سنبھلو! ثابت قدم رہو! اگر تم نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تو سمجھ جاؤ کہ مسلمان اب بھاگے اور تمام اہل دمشق بھی تمہاری مدد کو اب پہنچا ہی چاہتے ہیں'' یہ سنتے ہی رومی پھر ڈٹ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا کہ رومی فوج کے قدم اب کسی طرح جم نہ سکے اور لشکر ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ وردان تک پہنچ جائیں مگر چونکہ بڑے بڑے جانبازوں اور ماہرین حرب نے اس کو چاروں طرف سے اپنے حلقہ حفاظت میں لیا ہوا تھا اور وہ سخت حفاظتی حصار اور گھیرے میں تھا، اس لئے آپ اس تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مسلمان بھی متفرق ہو گئے۔ جو مسلمان جس رومی کے قریب تھا اسی سے لڑنے میں مشغول ہو گیا۔ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ نے دشمن پر تابڑ توڑ سخت ترین

حملے کئے اور بڑی جانثاری سے لڑے۔

بپھری ہوئی شیرنی

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا اپنے بھائی، شیر اسلام حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی تلاش میں غضبناک، بپھری ہوئی شیرنی کی طرح رومیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے انکے اندر جا گھستی ہیں اور شمالاً یمیناً دائیں بائیں رومی سورموں کو مار مار کر ڈھیر کرتی جاتی ہیں۔ ان کی آنکھیں اپنے بھائی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی تلاش میں چاروں طرف گھوم جاتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کے آثار نہ پائے اور ظہر کے وقت تک آپ رضی اللہ عنہا کو ان کی کوئی خبر نہ ہوئی۔ اور لوگ ایک دوسرے سے جدا جدا ہو گئے۔

اہل اسلام کی فتح

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کے خلاف فتح عطا فرمائی۔ اور ان میں سے بڑے بڑے شہسوار مارے گئے۔ جب دونوں لشکر اپنے کیمپ مین واپس لوٹے جاتے ہیں مسلمانوں کی برتری سے رومیوں کے دل ٹوٹ جاتے ہیں وہ بھاگنے کا سوچتے ہیں، مگر سپہ سالار وردان کا خوف ان کو یہاں روکے ہوئے ہے۔

بہن کو بھائی کی تلاش

جب مسلمان میدان جنگ سے اپنی قیامگاہ اور چھاؤنی میں پہنچتے ہیں تو حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا فرداً فرداً ہر مسلمان سپاہی سے اپنے بھائی کے متعلق استفسار کرتی ہیں کہ تم میں سے کسی نے میرے ضرار بھیا کو تو نہیں دیکھا؟ مگر کوئی بندہ بشر جواب نہیں دیتا کہ اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو قید میں دیکھا ہے یا ان کے قتل کر دیئے جانے کا اس کو کوئی علم ہے۔ جب حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کو بھائی کی طرف بالکل ناامیدی ہو جاتی ہے تو رونے لگتیں ہیں اور نہایت یاس کی حالت میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بیان کرنا شروع ہو گئیں: ''ماں جائے بھائی! کاش! مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا تمہیں کسی جنگل میں پھینک دیا گیا ہے یا ذبح کر ڈالا تمہاری بہن تم پر قربان! افسوس! مجھے یہی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی پھر ملوں گی بھی یا نہیں، بھائی! اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک سلگتی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے، جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے، تم اپنے والد، جو کافروں کے قاتل تھے، ان سے جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا ملے۔ میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے'' یہ رونا اور گریہ زاری سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان بھی اشکبار ہو جاتے ہیں۔

خالد بن ولید کا دوبارہ حملے کا ارادہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دوبارہ حملہ کر دیا جائے لیکن اتفاق سے آپ نے چند سوار رومی لشکر کے (میمنہ) جانب راست سے (رائٹ سائیڈ) سے نکلتے ہوئے دیکھے کہ گھوڑوں کی باگیں چھوڑے ہوئے ہیں اس طرح سرپٹ آرہے ہیں کہ گویا وہ تعاقب کر رہے ہیں یہ دیکھ کر آپ فوراً لڑائی کیلئے الرٹ اور مستعد ہو جاتے ہیں بہادرانِ اسلام تیار ہو کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، جس وقت یہ سوار مجاہدین کے قریب پہنچتے ہیں تو ہتھیار ڈال کر پیادہ ہو کر لفون لفون پکارنے لگ

جاتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا: ان کے امان طلب کرنے کو منظور کرو اور انہیں میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جس وقت وہ آپ کی خدمت میں حاضر کئے گئے تو آپ نے دریافت فرمایا:

تم کون ہو؟

انہوں نے جواب دیا:

ہم سپہ سالار وردان کی فوج کے سپاہی ہیں ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ ہم آپ سے جنگ کی ہمت رکھتے ہیں اور نہ اس کی ہم میں تاب ہے۔ ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ کے مقابلہ میں ہم میدان کارزار میں پڑے رہنے اور آپ لوگوں سے برسر پیکار ہونے کی سکت اپنے اندر نہیں پاتے ہیں۔ بہتر صورت یہی ہے کہ آپ ہمیں ہمارے اہل وعیال اور آل واولاد کو امان بخشیں اور جن جن ممالک سے آپ کی مصالحت اور معاہدہ ہو چکا ہے ہمیں بھی انہیں میں شمار کریں۔ صلح کے معاوضہ میں جتنا مال آپ طلب کریں گے ہم دینے کو تیار ہیں اور جس قرارداد اور اصول پر ہماری اور آپ کی صلح ہو گی ہمارے ملک کے دوسرے باشندے بھی ہماری طرح اس کی بال برابر کوئی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔

آپ نے فرمایا: جس وقت ہم تمہارے شہر میں پہنچ جائیں گے، صلح وہاں ہو گی یہاں نہیں ہو سکتی ہے۔ البتہ تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو جب تک اللہ عزوجل ہمارے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ جو اس کو منظور ہو، نہ کر دے۔

اس کے بعد آپ نے انہیں حراست میں لے لینے کا حکم جاری فرما دیا اور ان سے پوچھا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں؟

انہوں نے کہا: شاید آپ ان کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے اکثر آدمیوں کو قتل اور ہمارے سردار کے بیٹے کو قتل کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: ہاں میں انہی کے بارے میں پوچھتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو کر وردان کے پاس پہنچے ہیں تو اس نے انہیں سو سواروں کے ہمراہ خچر پر سوار کر کے حمص کی طرف روانہ کر دیا تھا تا کہ وہاں سے انہیں اپنی شجاعت دکھلانے کی غرض سے ہرقل کے پاس بھیج دیا جائے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے لشکر کی روانگی

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کو بلا کر آپ نے فرمایا: حضرت رافع رضی اللہ عنہ! تم یہاں راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف ہو، تمہاری ہی تدبیر اور تجویز ہم نے سماوہ وغیرہ کے صحراؤں اور بیابانوں کو آسانی کے ساتھ طے اور عبور کیا تھا۔ جس وقت تم نے اونٹوں کو پیاسے رکھنے کے بعد پانی پلا کر ان کا منہ باندھ دیا تھا اور ہم ہر روز دس اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت خود کھاتے اور ان کے پیٹ کے اندر سے جو پانی برآمد ہوتا تھا، وہ ہم گھوڑوں کو پلا دیتے تھے حتیٰ کہ ہم اپنی فوج سمیت مقام اَرکہ تک پہنچ گئے تھے تم چونکہ دیگر حضرات کی بہ نسبت زیادہ تجربہ کار اور منفرد قسم کے مدبر آدمی ہو۔ لہٰذا تم اپنے ہمراہ ایک سو ساتھیوں کا انتخاب کر کے ان کو ساتھ لے لو جن کو تم مناسب سمجھتے ہو اور ان کی قید سے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو

چھڑالو گے۔ اگر تمہارے ہاتھ سے یہ کارنامہ سرانجام پاتا ہے تو خدا جانتا ہے کہ ہمارے لئے نہایت مسرت کا مقام ہوگا اور بخدا یہ ایک بہت بڑی کامیابی اور ستائش کا پیش خیمہ ہوگا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی لشکر کے ہمراہ روانگی

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: حبا و کرمہ؟ انجام دینا بخوشی قبول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک سوار کا انتخاب کیا اور چلنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا کو بھی اس خوش کن خبر سے آگاہی ہوگئی کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ ان کے بھائی کی تلاش اور رہائی کیلئے جا رہے ہیں تو یہ خبر سنتے ہی ان کے دل میں خوشی اور مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا مسلح ہوئیں اور گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اذنِ سفر طلب کر کے لئے حاضر ہوگئیں۔ عرض کیا: اے اسلامی لشکر کے امیر! میں آپ کو طاہر مطہر خیر البشر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ فوج کا جو دستہ روانہ کر رہے ہیں اس کے ہمراہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بھی ان کی مدد کر سکوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی درخواست سن کر حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: حضرت رافع رضی اللہ عنہ! تم مجاہدۂ اسلام حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا خاتون کی بہادری اور شجاعت سے خوب واقف ہو انہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک سن کر حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حکم کو سنا اور دل سے مان لیا ہے پھر آپ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے دستے میں شامل کر لیا اور سفر پر چل دیئے۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا مسلمانوں کے پیچھے پیچھے رہتی تھیں مردوں کے لشکر میں مخلوط ہو کر نہیں چلتی تھیں۔ دستہ فوجی قواعد و ضوابط کے مطابق پیش قدمی کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ چلتے چلتے یہ دستہ سلمینہ کی شاہراہ پر پہنچا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی فوج یا دستہ کے گزرنے کے آثار اور گھوڑوں کے سموں اور ٹاپوں کا کوئی نشان نہ دیکھ کر آپ نے اپنے نوجوانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: دوستو! تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ دشمن ابھی یہاں تک نہیں پہنچا ہے۔

وادی حیات میں اسلامی دستے کا چھپ کر دشمن کا انتظار کرنا

یہ کہہ کر آپ نے اپنے فوجی دستہ کو ''وادی حیات'' میں روپوش ہو جانے کا حکم صادر فرمایا اور تمام سپاہی دشمن کی گھات میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ ابھی یہ کمین گاہ میں چھپے ہی تھے کہ اتنے میں دور سے گرد و غبار اٹھتا ہوا دکھائی دینے لگا، آپ نے دستہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اسلام کے شیر جوانو! ہوشیار اور الرٹ ہو جاؤ! مسلمانوں نے تیار ہو کر ابھی انتظار کرنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ پہنچ گئے اور انہوں نے شیر اسلام حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو اس طرح اپنے حصار میں لے رکھا تھا جیسے آنکھ کی پتلی حلقہ چشم کے درمیان ہوتی ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی

جب حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انہوں نے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اللہ اکبر کہہ کر حملہ کر دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ

اور دوسرے مسلمان مجاہدین بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ تو وہ ایک گھڑی میں نہ ٹھہر سکے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو رہائی عطا فرمائی اور ہم نے ان تمام کو قتل کر دیا اور ان کے ساز وسامان پر قبضہ کر لیا۔

شکست خوردہ رومیوں کی گرفتاری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کا یہ دستہ حضرات ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑانے کے بعد مال غنیمت اور گھوڑے وغیرہ جمع کرنے میں مصروف تھا کہ ادھر اچانک رومی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے شکست کھا کر بھاگے اور گھبراہٹ کا عالم یہ تھا کہ آگے والوں نے اپنے پچھلوں کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں فوجیوں کو بھاگتے ہوئے آتا دیکھا تو فوراً سمجھ گئے اور آپ نے ایک ایک کو جو آتا رہا گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر بھیجا تھا تو خود وردان کی فوج پر آپ نے سخت حملہ کر دیا تھا۔ جیسا کہ کوئی شخص طلب شہادت اور حصول سعادت کیلئے جان ہتھیلی پر رکھ کر کیا کرتا ہے، آپ کے ساتھی مسلمانوں نے بھی سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومی فوج نے جلد ہی پشت دکھا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ وردان بھاگنے والوں میں سب سے آگے تھا۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے رومی فوجیوں کا تعاقب کیا، ان کا مال گھوڑے اور اسلحہ جو فرار ہوتے ہوئے وہ چھوڑتے جا رہے تھے، اپنے قبضہ میں کرنا شروع کر دیا اور ان کا تعاقب کرتے کرتے وادئ حیات، جہاں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف رکھتے تھے، پہنچ گئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر یہاں سے لشکر اسلام خوشی خوشی دمشق کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری سنائی اور دمشق کی فتح کا کامل یقین ہو گیا۔

ہرقل کو اپنی سلطنت کے زوال کا یقین

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب رومی جرنیل وردان کی شکست اور اس کے لڑکے جنرل حمران کے قتل کی شاہ روم ہرقل کو اطلاع پہنچی تو اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا اور اس نے وردان کو حسب ذیل مضمون کا خط لکھا:

أما بعد فإني قد بلغني جياع الأكباد عراة الأجساد قد هزموك وقتلوا ولدك رحمه المسيح و رحمك ولولا إني أعلم إنك فارس الحرب و مجيد الطعن والضرب وليس النصر آتيك لحل عليك سخطي والآن مضى ما مضى وقد بعثت إلى اجنادين تسعين الفا وقد أمرتك عليهم فسر نحوهم وانجد أهل دمشق و أنفذ بعضهم ليمنعوا من في فلسطين من العرب وحل بينهم وبين أصحابهم وانصر دينك وصاحبك

از یں بعد! ''مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ننگے بھوکے عربوں نے تجھے شکست دے دی ہے اور تیرے لڑکے کو قتل کر دیا ہے مسیح نے اس پر رحم نہ کیا نہ تجھ پر۔ اگر میں نہ جانتا ہوتا کہ تو بہادر شہسوار، نیزہ باز اور ماہ تلوار کا دھنی ہے تو میں تجھے فوراً قتل کر دیتا۔ خیر اب کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا ہو گیا۔ گزشتہ کو بھول جاؤ اور آئندہ کا سوچو، میں نے ''اجنادین'' کی طرف نوے ہزار فوج روانہ کی ہے۔ تجھے اس کا سربراہ مقرر کرتا ہوں تو ان کے پاس چلا جا اور فوج کو لے کر اہل

دمشق کی مدد کو پہنچ۔ کچھ فوج کو فلسطین کی طرف روانہ کر دے تا کہ جو عرب وہاں موجود ہیں وہ ان سے لڑے۔ نیز اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جو اہل عرب فلسطین میں ہیں ہمارا یہ دستہ ان کو وہاں مشغول رکھے گا اور اس طرح وہ انہیں دمشق جانے سے روک رکھیں گے۔ تجھے چاہیے کہ تو اپنے دین اور اپنے ساتھیوں کی ہر طرح کی مدد کرے''

وردان کی جان میں جان آئی

وردان نے جب یہ خط پڑھا اس کی ڈھارس بندھی، حوصلہ بڑھا، جان میں جان آئی اور اس نے آ کر یہاں رومیوں کو بڑے طمطراق کے ساتھ علم اور صلیبوں سے لیس پایا جو اس کے استقبال کیلئے آئے تھے اس کے سامنے خدمت کیلئے زمین بوس ہوئے اس کے قتل ہو جانے والے لڑکے کی تعزیت کی۔

جب وردان اپنے خیمہ میں پہنچا تو اس نے ان کے سامنے بادشاہ کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ رومیوں نے سن کر اس کو بخوشی منظور کر لیا اور اطاعت کیلئے تیار ہو گئے۔

اجنادین میں رومی فوج کا اکٹھ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے حضرت روح بن طریف نے بیان کیا کہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جس وقت وردان کو شکست دے کر باب شرقی پر واپس تشریف لائے تو وہاں ہمارے پاس حضرت عباد سعید حضرمی رضی اللہ عنہ جن کو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس لئے بھیجا تھا کہ وہ انہیں بتائیں کہ روم سے نوے ہزار فوج ''اجنادین'' کی طرف چل پڑی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر کہا یا امین الامۃ! یہ عباد بن سعید الحضرمی رضی اللہ عنہ ہیں، انہیں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے اس غرض سے روانہ کیا ہے کہ وہ مجھے اس بات سے مطلع کر دیں کہ ''اجنادین'' میں ہرقل سرکش نے نوے ہزار فوج بھیجی ہے اور اس پر وردان کو امیر مقرر کیا ہے لہٰذا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کے صحابی رضی اللہ عنہ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

مسلمان بہادر کمانڈر مختلف محاذوں پر

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! ہمارے خاص خاص بہادر اور کمانڈر اس وقت مختلف مقامات اور الگ الگ شہروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ مثلاً: حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بصرہ میں، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حوران میں، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بلقاء میں، حضرت نعمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ تدمر میں، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ارض فلسطین میں۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر اور درست رائے یہ ہے کہ ہم ان سب کو لکھ بھیجیں کہ یہ حضرات ہمارے پاس آ جائیں اور اس کے بعد ہم دشمن کا قصد کریں اور مل کر اس پر حملہ کریں۔ فتح و نصرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ اس مشورہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حسب ذیل خط لکھا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أما بعد فإن إخوانكم المسلمين قد عولوا على المسير إلى اجنادين فإن هناك تسعين الفا من الروم يريدون المسير إلينا" يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ "(الصف) فإذا أوصل إليك كتابي هذا فاقدم علينا بمن معك إلى اجنادين تجدنا هناك إن شاء الله تعالى والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے

ازیں بعد! بے شک آپ کے مسلمان بھائیوں نے ''اجنادین'' جانے کا قصد کر لیا ہے کیونکہ وہاں نوے ہزار دشمنِ اسلام جمع ہیں'' وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے اگر چہ کافروں کو یہ برا ہی لگے۔'' (دشمنانِ اسلام ہماری طرف چل پڑے ہیں) لہٰذا آپ کے پاس جیسے ہی میرا یہ خط پہنچے اپنے تمام ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ''اجنادین'' کی طرف چل پڑو، ہمیں بھی آپ وہاں پائیں گے ان شاء اللہ عزوجل آپ کو اور آپ کے تمام مسلمان ساتھیوں کو سلام!

اور آپ رضی اللہ عنہ نے جو خط ارسال کیا، اسی مضمون کو چند کا پیاں اور نقول آپ نے مسلمانوں کے دوسرے کمانڈوں کو بھی جن کا ذکر ماقبل میں ہم کر چکے ہیں۔ بھیجیں اور اس کے بعد کوچ کا حکم دے دیا۔ خیموں کو اونٹوں پر لادا، دوسرے اموال اور بکریاں کو ہانک دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ساق لشکر (لشکر کے پیچھے پیچھے) میں بکریاں، عورتوں اور مال غنیمت کے ساتھ رہوں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خاص کے ساتھ ساتھ فوج کے ہراول دستہ پر موجود رہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں ساق پر رہوں گا اور تم فرنٹ پر رہو۔ اگر وردان کے لشکر سے تمہارا سامنا ہو جائے تو وردان اور اس کا لشکر تم سے مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جائے گا اس لئے تم اسے عورتوں، بچوں، مال غنیمت تک نہیں آنے دو گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا بہت اچھا، میں آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ پھر لشکر کی روانگی سے قبل حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

أيها الناس إنكم سائرون إلى جيش عظيم فأيقظوا هممكم وأن الله وعدكم النصر وقرأ عليهم قوله تعالى

" كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ "(البقرة)

''اے لوگو! تم ایک لشکر کثیر اور جم غفیر کی طرف جا رہے ہو، اپنی ہمت کو بیدار کر لو اور موت سے پیار کر لو اور جو اللہ عزوجل نے تمہارے لئے (آخرت میں نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں اس کے لئے عمل کرو، اللہ عزوجل

نے تم سے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا ہے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: "كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ" (بارہا کم جماعت غالب آئی بڑ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔)

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور خود مقدمۃ الجیش میں ہو گئے اور لشکر روانہ ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ یہیں مقیم رہے۔

اہل دمشق کی عارضی خوشی

جب اہل دمشق نے مجاہدین کو جاتے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے اور بگلیں بجانے لگے اور ان کا گمان یہ تھا کہ انکو ہماری فوج کے "اجنادین" میں پہنچنے کی خبر ہو گئی ہے اس لئے اپنے ملک عرب کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ ان میں سے عقل مندوں نے کہا: اگر "مرج محوراء" اور "مرج راھط" کے راستہ کی طرف جائیں تو پھر سمجھ لو کہ ان کا حجاز بھاگنے کا ارادہ ہے، بلکہ جو بلاد انھوں نے فتح کئے تھے ان کو بھی چھوڑ جائیں گے۔

بولص کی بہادری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دمشق میں بولص بن بلقاء نامی ایک بہت بڑا جرنیل تھا۔ نصرانیوں میں اس جنرل کی بہت قدرومنزلت تھی یہاں تک کہ بادشاہ ہرقل کے پاس جب کسی سلطنت کے ایلچی یا سفیر آتے تھے اور ہرقل ان کے کسی پیام اور جواب میں عاجز ہوتا تھا تو بادشاہ اسے مشورہ کے لئے بلا کر جواب دیا کرتا تھا۔ یہ شخص تیراندازی میں بہت ماہر تھا اس نے اس زور سے درخت میں کھینچ کر تیر مارا تھا کہ یہ تیر اس درخت میں گھس کر اس کے اندر رہ گیا تھا اور بولص نے درخت پر لکھ دیا تھا کہ "اگر کسی کو شجاعت اور بہادری کا دعویٰ ہو تو وہ درخت کے دوسرے جانب سے تیر مار کر گھسا دے" اور اس درخت اور تیر کے متعلق اس کی یہ بات بہت عام اور مشہور ہو گئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جب سے شام پر چڑھائی کی تھی، بولص آج تک اس سے جنگ کے لئے نہیں نکلا تھا۔ آج جب اہل دمشق نے مسلمانوں کو دمشق سے مراجعت کرتے دیکھا تو وہ اکٹھے ہو کر بولص کے پاس آئے۔ اس نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اہل عرب جا رہے ہیں۔ اب اگر تو چاہے تو تیرے لئے موقع ہے کہ بادشاہ اور اہل شام کو نظروں میں اپنی وقعت اور مرتبہ ہمیشہ کے لئے قائم کرے۔ بہتر ہو کہ تو ہمارے ساتھ چلے اور جو شخص ان میں سے رکا ہو یا پیچھے رہ جائے اسے گرفتار کرے اور اگر تم سمجھو کہ ہمیں انکے ساتھ جنگ کرنی چاہیے، تو ہم سب تمہاری اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہیں اور تیرے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ بولص نے کہا: تمہاری مدد سے میرا ہاتھ کھینچنا اور پیچھے رہنا محض اس وجہ سے تھا کہ میں نے دیکھا کہ تم لوگ عربوں کا مقابلہ کرنے میں نہایت کم ہمت اور انتہائی بزدل واقع ہوئے ہو اس لئے میں نے تمہاری مدد نہ کی۔ لہٰذا اب بھی مجھے عربوں سے جنگ وقتال کی کوئی ضرورت نہیں۔

بولص کی بیوی کا بولص جنگ نہ کرنے کا مشورہ

انھوں نے کہا: ہمیں مسیح اور انجیل کی قسم! اگر تم ہمارے ساتھ چلو، ہم آخر دم تک تمہارا ساتھ دینگے، ہم میں سے کوئی شخص میدان سے پسائی اختیار نہیں کرے گا اور ہم تمہیں اس امر کا اختیار دیتے ہیں کہ جو شخص ہم سے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرے اور مقابلہ سے جان بچا کر بھاگے تم اس کی گردن اڑا دو۔ کوئی شخص تم پر اعتراض نہیں کرے گا۔ جس وقت سب عہد و پیمان کر چکے اور بولص نے ان سب کا اعتماد حاصل کرلیا تو اٹھ کر گھر چلا گیا۔ اپنی زرہ زیب تن کی اور مسلح ہو کر نکلنے کو تھا کہ اس کی بیوی نے پوچھا:

کدھر کا ارادہ ہے؟ بالص نے کہا: مجھے اہل دمشق نے اپنا قائد اور حاکم مقرر کیا ہے اور میں ان عربوں سے دو دو ہاتھ کرنے چلا ہوں!

اس کی بیوی نے کہا: تو ایسا ہرگز نہ کر اور آرام سے اپنے محل میں بیٹھ جا۔ تو ایسی چیز کی خواہش نہ کر جس کو پانے کی تجھ میں طاقت نہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم نے اپنے ہاتھ میں کمان پکڑی ہوئی ہے اور اس سے تم ہوا میں پرندوں پر تیر مار رہے ہو، کچھ پرندے تمہاری تیروں سے زخمی ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں مگر گرنے کے بعد پھر دوبارہ اوپر اڑ جاتے ہیں، میں انکے اٹھ کر دوبارہ اڑنے پر متعجب تھی کہ اچانک چند عقاب اور جارح قسم کے شاہین آتے ہیں اور وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں پر اس زور سے جھپٹتے ہیں کہ اپنے پنجوں اور نوک دار ناخنوں سے تم سب کا سر اور منہ نوچ ڈالتے ہیں۔ یہ حالات دیکھ کر تم اور تمہاری ساتھی پشت پھیر کر بھاگ پڑتے ہیں مگر میں کیا دیکھتی ہوں کہ عقاب جس شخص کے بھی پنجہ مار دیتا ہے وہ زمین پر گر جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر میں ہڑبڑا کر ایک دم خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھی ہوں اور مجھے تیری سخت فکر دامن گیر ہو جاتی ہے اور میں تمہارے بارے بہت پریشان اور گھبرائی ہوئی ہوں۔

بولص نے یہ سن کر کہا: کیا تو نے مجھے بھی خواب میں بے ہوش ہو کر گرا ہوا دیکھا؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے دیکھا کہ ایک عقاب نے زور سے تمہاری اپنی منقار (چونچ) سے ٹھونگ ماری اور تمہیں گرا دیا۔

بولص نے اپنی بیوی کے زور سے ایک تھپڑ مارا اور کہا: تیرے پاس یہی ایک منحوس خبر تھی جو مجھے سنانے کے لئے رہ گئی ہیں؟ پرے دفع ہو مرن جوگی نہ ہووے تے! افسوس کہ عربوں کا رعب تیرے دل پر اس قدر چھایا ہوا ہے کہ ہر وقت وہی تیرے دل و دماغ پر مسلط رہتے ہیں یہاں تک کہ خواب میں بھی تو انہی کو دیکھتی ہے۔ سن لے! تجھے عربوں سے متعلق خوف کھانے کی ضرورت نہیں، میں عنقریب ان کے امیر کو تیرا خادم بنا دوں گا اور اس کے ساتھیوں کو بکریاں اور خنزیروں کے چرواہے بنا کر چھوڑوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا: میں نصیحت کرتی ہوں باقی آگے تیری مرضی جو تیرے من میں آئے کرتا چل۔ بالص نے بیوی کی بات پر کچھ توجہ نہیں دی اور جو دل میں آیا وہ کرتے ہوئے لڑائی کے لئے تیار ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے نکل کھڑا ہوا اور اہل دمشق کے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل جوان جو کہ سب کے سب جنگ آزمودہ اور فن حرب کے ماہر اور تجربہ کار تھے، اپنے ساتھ لے کر عربوں سے مقابلہ کے لئے میدان جنگ کی طرف چل دیا۔

معرکہ دمشق

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چونکہ مقدمہ الجیش میں تھے اور آپ عورتوں اور بچوں سے بہت آگے دور نکل چکے تھے اور عورتوں بچوں اور اموال وغیرہ کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، اس لئے بولص اور اہل دمشق نے انہی کا تعاقب کیا۔ آپ نے مع اپنے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے دور سے غبار اڑتا دیکھا۔ اسنے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتلایا اور کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ ہمارے دشمن کا غبار ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اہل دمشق معلوم ہوتے ہیں اور ہماری تعداد کم دیکھ کر ان کے منہ میں پانی آگیا ہے اور یہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ وہاں ٹھہر گئے ۔عورتوں کے ہودج اور بکریاں وغیرہ آ آ کر آ کے پاس جمع ہو گئیں، ساتھ ہی غبار بڑھنے لگا، آوازیں بلند ہونے لگیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہ مسلم! ہوشیار ہو جاؤ، دشمن سر پر پہنچ گیا ہے! آپ نے ابھی خطرے کا سارن بجایا ہی تھا کہ اتنے میں دشمن کی فوج گھٹا ٹوپ اندھیرے کی طرح چھا گئی ۔ بالص فوج کے آگے تھا۔ جس وقت اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو چھ ہزار سواروں کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوا۔

بولص کا بھائی بطرس پیدل فوج کے ساتھ خواتین اسلام کی طرف بڑھا اور کچھ خواتین کو گرفتار کر کے دمشق کی طرف لوٹ گیا اور جس وقت ''دریائے استریاق'' پر پہنچا ہے تو بطرس وہاں اس غرض سے ٹھہر گیا کہ اپنے بھائی بولص کے متعلق معلوم کرے کہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف سے نازل ہونے والی افتاد اور آفت ناگہانی کو دیکھ کر فرمایا: خدا کی قسم! خالد کی رائے ساق لشکر پر رہنے کے متعلق بہت زیادہ مناسب تھی ۔ بولص نے آپ کو تاک لیا اور آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے سر پر علم اور صلیبیں معلق تھیں، اس وقت عورتیں سخت بے چین ہوئیں اور بچوں نے چلانا شروع کر دیا۔

ایک ہزار مسلمان جو اس وقت یہاں موجود تھے، رومیوں کی طرح چل دیئے اور سامنے آ گئے۔

دشمن خدا بولص نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قصد کیا اور آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ میں ڈٹ گئے پھر دونوں میں گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشرکوں کے درمیان دوبدو لڑائی ہونے لگی۔ غبار سروں پر بلند ہونے لگا اور اس زور شور سے تلوار چلی کہ ارض سحوار کا رنگ سرخ ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بولص کے مقابلہ میں اگرچہ بہت پریشان ہوئے مگر پورے صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔

حضرت سہیل بن صباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک عمدہ یمنی پنج کلیان گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسکی لگامیں چھوڑیں اور وہ ایک برق خاطف کی طرح آناً فاناً مجھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے چیخ کر آواز دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑا موڑ کر فرمایا: اے ابن صباح رضی اللہ عنہ! کیا ہوا؟ میں نے کہا: اے امیر! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور عورتوں کی مدد کو پہنچو! دمشق کی طرف سے فوج نے ان پر چڑھائی کر دی ہے اور کچھ عورتوں اور بچوں کو گرفتار

کرلیا گیا ہے۔ حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ اس وقت سخت مشکل میں ہیں اور یہ مصیبت ان کیلئے نا قابل برداشت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سن کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور فرمایا:

خدا کی قسم! میں نے پہلے ہی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تھا کہ آپ ساق لشکر پر مجھے چھوڑ دیجئے مگر انہوں نے نہ مانا۔ خیر! حکم خداوندی میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں جو دکھ مصیبت تقدیر میں لکھا ہو وہ مل کر ہی رہنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار لے کر فوراً پہنچیں اور عورتوں کی حفاظت کریں۔ ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ایک ہزار سوار دے کر فرمایا: دشمن کے مقابلہ کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو حضرت قیس بن ہبیرہ المرادی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک ہزار فوج دے کر ان کو روانہ فرمایا۔ پھر خود بنفس نفیس تمام لشکر لے کر چل پڑے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بولص کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے کہ مسلمانوں کا لشکر پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر چاروں طرف سے چھا گیا اسلام کے بہادر جوانوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت وخواری کا یقین ہو گیا۔

بولص کے ہوش آڑ گئے

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے جس وقت خدا کے دشمن نے آپ کو دیکھا ہوش اڑ گئے، برگ بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا اور چونکہ ان کی بہادری، شجاعت اور سپہ گیری کے جوہر کلوص اور عزازیر کے لشکر کے مقابلے میں نیز بیت لہیا کے میدان میں شہر پناہ کی دیوار سے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکا تھا اور اس لئے انہیں دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اے عربی بھائی! تمہیں اپنے دین کی قسم! اس شیطان کو مجھ سے دور رکھو، میرے پاس نہ آنے دو اس جن کو! حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شیطان اسی وقت تو ٹھہروں گا جس وقت تیری طلب پر تیرے پاس آنے میں تقصیر کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک دم اس کے نیزہ مارا۔ بولص نے جب اپنی طرف نیزہ آتے دیکھا تو جان بوجھ کر خود ہی گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور پیدل اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بھی گھوڑے سے اتر کر اس کے تعاقب میں دوڑے اور فرمایا: تو کہاں جاتا ہے؟، حالانکہ تیرا شیطان تیرے پیچھے پیچھے تیری طلب میں ہے۔

بولص کی گرفتاری

اس نے جواب دیا: بدوی مجھے زندہ رہنے دے، میری زندگی کے ساتھ ساتھ تمہاری عورتوں اور بال بچوں کی بھی زندگی وابستہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے قتل سے ہاتھ روکا اور زندہ گرفتار کرلیا۔ ادھر مسلمانوں نے دل کھول کر رومیوں کے ساتھ سخت قتال کیا اور انہیں ناکوں چنے چبوائے۔

جنگ سحورا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت اسلم بن مالک یربوعی از ابو رفاعہ بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: میں بھی جنگِ سحورا کے روز حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے لشکر میں حاضر تھا، رومی فوج کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی، ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر خوب شمشیر زنی کی۔ حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ان چھ ہزار میں سے ایک سو سے زیادہ زندہ بچ کر نہیں گئے۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کی گرفتاری اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بے قراری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو اپنی بہن مجاہدہ اسلام حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی گرفتار کا پتا چلا تو آپ کو بہت گراں گزرا۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور نہیں بھی اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں ہمارے پاس ان کے بہت سارے قیدی ہیں اور ہم نے ان کا سردار بولص پکڑا ہوا ہے ہمیں اپنی خواتین کی رہائی کیلئے دمشق ضرور چلنا ہے۔

مسلمان قیدی خواتین کی رہائی

ان قیدیوں کے تبادلہ میں ہم اپنی عورتوں کو رہا کرا لیں گے۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ عورتوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلیں، میں قیدی خواتین کی رہائی کیلئے جا رہا ہوں۔ آپ نے دو ہزار سوار چیدہ چیدہ منتخب فرمائے اور اپنے ساتھ کر لئے اور باقی تمام لشکر اس اندیشے سے کہ کہیں وردان اور اس کے لشکر سے راستہ میں ٹکراؤ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے دیا آپ قیدیوں کی رہائی کیلئے چل دیئے۔

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ حضرت میسرہ بن مسروق العبسی، حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہم اور چند سرداران قوم اور رؤسا آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔

مسلمان عورتوں کی گرفتار بطرس کی عاضی خوشی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے سعید بن عمر نے از سنان بن عامر یربوعی روایت کی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت حبیب بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عرب کی عورتوں کی گرفتاری جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کوسن کر بولص کا بھائی بطرس بہت خوش ہوا اور وہ اس نے ایک نہر پر پڑاؤ جیا کس کا ہم نے ذکر کیا ہے پھر بطرس نے کہا میں یہاں بہت خوش ہوں۔ یہاں تک کہ میں اپنے بھائی کے معاملہ کو دیکھ رہا ہوں۔

مسلمان عورتیں بطرس کے سامنے پیش

پھر اس پر قیدی عورتیں پیش کی گئیں تو ان میں حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر ان میں کوئی زیادہ حسین عورت نہیں تھی، اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میری ہے اور میں اس کا ہوں۔ اس کے بارے میں کوئی شخص مجھ سے

معارضہ نہ کرے۔ لوگوں نے اس کی اس بات کو مان لیا۔

بطرس کو بولص کا انتظار

اسی طرح باقی دمشقیوں نے ایک ایک عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ عورت میری ہے پھر انہوں نے بکریوں کو اور دوسری اموال کو جو انہوں نے لوٹا تھا، جمع کیا اور اس کے بعد بولص کا انتظار کرنے لگے۔ جو مسلمان عورتیں گرفتار ہوئی تھیں ان میں زیادہ تر قوم حمیر، قبیلہ عمالقہ اور تبابعہ کی سمجھدار اور تجربہ کار خواتین تھی تھیں، جو گھوڑے کی سواری، راتوں رات سفر کرنے اور وقتاً فوقتاً قبائلی لڑائیوں میں حصہ لیتے رہنے کی وجہ سے مقابلہ کرنے کی خوگر اور عادی ہو چکی تھیں۔

مسلمان عورتوں کا باہمی مشورہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خواتین نے آپس میں مشورہ کیا اور ان جمع ہونے والی خواتین سے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے انہیں مخاطب ہو کر کہا: حمیر کی بیٹیو! اور قبیلہ تبع کی یادگارو! کیا تم اس بات پر راضی ہو اور پسند کرو گی کہ رومی بے دین کافر پلید تم پر غالب آ جائیں اور تمہیں لونڈیاں بنا کر رکھیں؟ کہاں گئی تمہاری وہ شجاعت اور کیا ہو گیا تمہاری اس غیرت کا جس کا چرچا عرب کی لونڈیوں کی زبان پر عام رہا اور جس کا ذکر اہل عرب کی محفلوں اور مجلسوں میں ہوا کرتا تھا؟ افسوس! میں تمہیں غیرت و حمیت سے خالی اور شجاعت و برتری سے عاری اور کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے دیکھ رہی ہوں، میرے نزدیک اس آنے والی مصیبت سے تمہارا قتل ہو جانا بہتر اور رومی کتوں کی خدمت کرنے کیلئے زندہ رہنے سے مر جانا افضل ہے۔ یہ سن کر عفرہ بن غفار حمیرہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے بنت ازور رضی اللہ عنہا! تم نے ہماری شجاعت و برتری، عقل و دانائی، بزرگی اور مرتبہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک امر واقعہ اور حقیقت ہے اور اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ ہمیں گھوڑے کی سواری میں مہارت ہے اور دشمن کا راتوں کے وقت بھی قافیہ تنگ کر دینا آتا ہے، مگر یہ بتلایئے کہ جو اپنے پاس نہ گھوڑا رکھتا ہو، نیزہ اور اس کے پاس کوئی ہتھیار ہو نہ تلوار، وہ بھلا کرے تو کیا کرے؟ آپ جانتی ہیں کہ ہمیں دشمن نے اچانک گرفتار کر لیا اور اس وقت ہم بالکل غیر مسلح تھیں اور ہم بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتی پھر رہی تھیں۔

مسلمان عورتوں نے رومیوں سے مقابلے کی ٹھان لی

یہ جواب سن کر حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قبیلہ تبع کی بیٹیو! تمہاری غفلتوں کا کوئی ٹھکانہ ہے؟ خیموں کی چوبیں اور بانس نظر نہیں آتے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ انہی چوبوں، بانسوں کو اٹھا کر بد بخت دشمن پر حملہ کر دیں! ممکن ہے کہ ارحم الراحمین ہماری ان کافروں کے مقابلہ میں غیبی مدد فرما دے اور ہم ان پر غالب آ جائیں ورنہ کم از کم شہید ہی ہو جائیں تاکہ یہ ذلت و رسوائی کا دھبہ تو ہمارے ماتھے پر نہ لگے۔ عفرہ بنت غفار رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے نزدیک بھی آپ کی یہ رائے نہایت مناسب ہے اور بھلی لگتی کہوں تو مجھے تو بہت پیاری لگی ہے۔ اس کے بعد ہر ایک عورت نے خیمہ ایک ایک چوب اٹھائی۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کمر باندھ کر ایک چوب کاندھے پر اٹھائے آگے ہوئیں ان کے پیچھے حضرت عفرہ بنت غفار،

حضرت ام ابان بنت عتبہ، حضرت سلمہ بنت نعمان بن المقر اور دوسری عورتیں رضی اللہ عنہن چلیں۔

دخترانِ اسلام کی جرأت و بہادری

پھر کہنے لگیں: رومی خنزیرو! کسی میں ہے جنگ کی ہمت تو میدان میں آؤ۔ ''ھل من مبارز'' کا نعرہ لگا کر جنگ کی منتظر ہوئیں اور خواتین کی اس مختصر سی اسلامی فوج کو مخاطب کر کے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا اس طرح تنظیم اور نظم وضبط کا درس دینے لگیں۔ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے سے ملی رہنا کہیں بکھر نہ جانا اور اگر خدانخواستہ تم ادھر ادھر منتشر ہوگئیں، اکٹھی نہ رہیں تو یاد رکھو تمہارے سینے چھلنی کر دیئے جائیں گے، تمہاری گردنوں کو تلوار سے کاٹ دے گی، تمہاری کھوپڑیوں کو اڑا دیا جائیگا اور تم سب کا یہیں ڈھیر ہو کر رہ جائیگا۔ یہ کہہ کر آپ نے پیش قدمی کی اور ایک رومی کے سر پر چوب سے ایسی ضربِ کاری لگائی کہ دھڑام سے گرا اور موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی، ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے کہ ''کیا ہو گیا؟'' اچانک چوبیں اٹھائے عورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ بطرس نے چلا کر عورتوں سے کہا: ''بدبختو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا کرتی ہو؟ ۔حضرت عفرہ بنت غفار الحمیر یہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آج ہم نے ایسا ارادہ کر لیا ہے کہ ان چوبوں کے ذریعے تمہارے داروغوں کو درست اور تمہاری زندگیوں کا سلسلہ منقطع کر کے اپنے اسلاف کے چہروں سے ننگ و عار کا داغ دھبہ دھو ڈالیں۔ بطرس یہ سن کر ہنسا اور اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، ڈوب مرو، تف ہے تم پر۔ فوج تمہیں آگے لگائے پھرتی ہے، ان کو منتشر کر کے زندہ ہی قابو کر لو۔ تم میں سے جو شخص خولہ کو پکڑے اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے ساتھ کسی ناپسندیدہ امر کا خیال تک نہ لائے۔

رومیوں کی مسلمان خواتین کے سامنے بے بسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رومیوں نے انہیں چاروں طرف گھیرے میں لے لیا تھا، چاہتے تھے کہ ان تک پہنچیں مگر چونکہ جو بھی ان کے قریب بھٹکنے کی کوشش کرتا تھا یہ پہلے تو چوب سے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں توڑ دیتی تھیں اور جب سوار اوندھے منہ گرتا تو مار مار کر اس کا سر کچل دیتیں۔ اس لئے ان تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

مسلم خواتین نے تیس سواروں کو جہنم رسید کر دیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عورتوں نے اسی طرح تیس سوار موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ بطرس یہ دیکھ کر سخت سیخ پا ہوا۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور اسے پیادہ دیکھ کر اس کے ساتھی بھی اتر آئے اور پیدل ہو گئے۔ تلواریں اور نیزے لے کر ان کی طرف بڑھے عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی طرف لپکیں اور آپس میں کہنے لگیں ذلت کی زندگی سے عزت سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے جان دے دینا افضل ہے۔ رومی سپہ سالار بطرس نے خواتین اسلام رضی اللہ عنہن کے مقابلے میں اگرچہ بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر ان کی بہادری اور شجاعت کے سامنے کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی طرف اس نے دیکھا جو ایک شیرنی کی طرح غرا رہی ہیں اور وہ رزمیہ اشعار پڑھ رہی ہیں۔

نحن بنات تبع وحمیر وضربنا فی القوم لیس ینکر
لاننا فی الحرب نار تسعر الیوم تسقون العذاب الاکبر

''ہم قبیلہ تبع اور حمیر کی بیٹیاں ہیں ہمارے لئے تمہیں قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ کیونکہ ہم جنگ میں ایک بڑھتی اور دہکتی ہوئی آگ ہیں۔ کافرو! سن لو! آج ہم تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گی۔

رومی سردار بطرس کی بہکی بہکی باتیں

بطرس نے جب حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی زبان سے یہ اشعار سنے، آپ کا حسن و جمال دیکھا اور آپ کی شان شوکت کو ملاحظہ کیا، تو آپ کے قریب آ کر بولا: عربیہ! تم باز آجاؤ میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اور اپنے دل میں تمہارے لئے ایک ایسا راز رکھتا ہوں جس کو سن کر تمہیں یقیناً فرحت ہوگی۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں تمہارا مالک ہو جاؤں، حالانکہ میں وہ شخص ہوں جس کی تمنا تمام نصرانی عورتوں اپنے دل میں رکھتی ہیں۔ نیز میں زرعی زمینوں، باغوں، کثیر مویشیوں اور مال و اسباب کا مالک ہوں اور بادشاہِ روم ہرقل کی آنکھ کا تارا ہوں۔ اس کے نزدیک جو کچھ میری عزت اور قدر و منزلت ہے وہ کم ہی کسی کو نصیب ہوگی اور یہ سارے مال، زمینیں، باغات عزتیں اور عہدے تمہارے لئے ہوں گے، تمہیں چاہیے کہ اپنی جان کو ہلاک میں نہ ڈالو! اور خود کو خطرات میں ڈال کر اپنی زندگی ضائع نہ کرو۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی جرأت و بہادری

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بدبخت کافر! بدکار اولاد، فاجر کے تخم: اللہ کی قسم! اگر میرے بس میں ہو تو میں ابھی اس لٹھ سے تیرا سر پھوڑ کر بھیجا نکال دوں۔ خدا کی قسم! میں تو تجھ جیسے کو اپنے اونٹ چرانے اور بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کے لئے نوکر رکھنا بھی پسند نہ کروں، چہ جائیکہ تو میری برابری اور ہمسری کے خواب دیکھتا ہے۔ بطرس یہ سن کر غصہ میں لال پیلا ہو گیا، اس کی آنکھوں سے آگ برسنے لگے ساتھیوں سے کہنے لگا: تمام ملک شام میں اگر وہ عرب میں تمہاری اس سے بڑی ذلت اور رسوائی کیا ہوگی کہ عورتیں تم مردوں پر غالب آجائیں؟ شرم کرو، یسوع مسیح اور بادشاہ ہرقل کی ناراضگی سے ڈرو اور ان مٹھی بھر خواتین اسلام کو قتل کر دو۔

خواتین اسلام کا صبر و استقلال

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مشرکین یہ سن کر طیش میں آگئے اور فوراً حملہ کر دیا۔ خواتین اسلام اس حملہ کو بڑی استقامت، حوصلے اور صبر و سکون سے برداشت کر رہی تھیں کہ اسی اثناء میں انہوں نے دیکھا کہ گرد و غبار اٹھ رہا ہے اور تلواریں چمک رہی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مسلمان خواتین کی امداد کو پہنچنا

یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر تھا جو قریب آگیا تھا ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ فاصلے پر ٹھہر کر اپنے

جانبازوں سے فرمایا: تم میں سے کون شخص ہے جو مجھے اس معاملہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لے گا؟ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ نے سبقت کر کے اس خدمت کیلئے خود کو پیش کر دیا اور گھوڑے کی عنان پھیر دی۔ عورتوں کے قریب پہنچ کر لوٹے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خواتین اسلام کے دشمن سے مدافعانہ جنگ لڑنے کی اطلاع دی۔ آپ نے بڑی حیرت کی، وہ عورتیں خاندان عمالقہ اور قبیلہ تبابعہ کی ہیں۔ بعض ان میں سے تبع بن اقرن کی اور بعض تبع بن ابی کرب کی۔ بعض ذی رعین بعض عبد الکلال المعظم اور بعض تبع بن حسان بن تبع کی ہیں۔ تبع بن حسان یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا ذکر کیا تھا او آپ کی بعثت سے قبل آپ کی نبوت کی شہادت دی تھی نیز آپ کی شان اقدس میں حسب ذیل اشعار مرتب کئے تھے۔

شهدت بأحمد إنه رسول ... من الله بارئ كل النسم

وأمته سميت في الزبور ... بأمة أحمد خير الأمم

فلو مد عمري إلى عصره ... لكنت وزيرا له وابن عم

"میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام روحوں کو پیدا کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کی ایک امت ہوگی جس کا نام زبور میں "امت احمد خیر الامم" رکھا گیا ہے۔ اگر میری عمر لمبی ہوئی اور اس نے آپ کے زمانہ مبارک تک وفا کی تو میں ان کا وزیر اور ان کا ابن عم ہوں گا۔"

بہادر خواتین

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رافع! ان عورتوں کے جنگی کارنامے اکثر جگہ پہلے ہی مشہور ہیں اور اگر واقعی انہوں نے ایسی ہی بہادری رکھائی ہے جیسا کہ تم ذکر کرتے ہو اور دشمن کے مقابلے میں اسی طرح شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں تو یاد رکھو! انہوں نے مردوں اور عربوں کی لڑکیوں پر قیام تک اپنی بہادری کی دھاک بٹھا دی ہے اور عورتوں کی پیشانیوں پر ننگ و عار کا دھبہ لگنے سے ان کو محفوظ کر کے اس کا سہرا اپنے سر پر باندھ لیا ہے۔

بے سروسامانی میں غیر معمولی بہادری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عورتوں کی اس غیر معمولی بہادری اور بے سروسامانی کے عالم میں بھی ایسی شجاعت دکھانے کا سن کر خوشی سے مسلمانوں کے چہرے دمک اٹھے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ سے یہ خبر سنی تو فرحت اور خوشی سے اچھل پڑے اور والہانہ انداز میں ایک جست لگائی اور آپ پر جو پرانی چادر تھی، اتار پھینکی۔ نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ ارادہ کر کے کہ میں سب سے پہلے بناتِ اسلام کی مدد کیلئے پہنچوں، گھوڑے کی عنان پھیر دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ضرار رضی اللہ عنہ! ذرا ٹھہر و جلدی نہ کرو۔ جو شخص کسی کام کو صبر و استقلال کے ساتھ کرتا ہے وہ ہمیشہ خوشی کے ساتھ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر آدمی جلد بازی کرے تو پھر اس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور اسے مراد کو پانے کی توفیق کم ہی ہوتی ہے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! بہن خولہ کی مدد کو پہنچنے کیلئے میرے ہاتھ سے دامن صبر چھوٹا ہی جا رہا ہے آپ خود

سوچیں کہ کوئی بھائی اپنی بہن کو دشمنوں کے نرغہ اور حالت جنگ میں سن کر کیسے رکا رہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ عزوجل! آپ فتح کی خوشخبری بہت جلد سنیں گے۔ اس کے بعد آپ نے لشکر کے قریب گھوڑوں کو برابر، سر سے سر ملا کر کھڑا کر دیا۔ جھنڈوں کو اونچا کرنے کا حکم دیا اور خود قلب لشکر پہنچ کر فرمایا: "اے گروہ مسلمین! جس وقت تم دشمن کی فوج کے قریب پہنچ جاؤ تو متفرق ہو کر فوراً چاروں طرف سے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دینا اور حیرف کے پورے لشکر کو اپنے حصار میں لے لینا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اس طرح ہماری خواتین کو دشمن کے پنجے سے نجات اور ہمارے بچوں کو آزادی عطا فرمائے گا"۔ مسلمانوں نے اس کا جواب نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اثبات میں دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے بعد لشکر کے آگے آگے چلے۔ رومی فوج خواتین اسلام کے ساتھ ابھی تک برسر پیکار ہی تھی کہ لشکر اسلام توحید کے علم لہراتے ہوئے دشمن کے سر پر پہنچ گیا۔

رحمت الٰہی کی آمد اور خواتین اسلام کی خوشی

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے مسلم مجاہدات سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے قبیلہ تبابعہ کی لڑکیو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحمت نازل ہوئی اور اس کریم و رحیم ذات نے محض اپنے فضل اور مہربانی سے تمہارے دلوں کو خوش کیا۔

بطرس کے دل کی دھڑکن

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: بطرس نے جب اہل توحید کی فوج کو بڑے منظم طریق سے قریب آتے ہوئے دیکھا کہ ان کے نیزے سرکنڈے کے جنگل کی طرح گھنی قطاریں بنائے لہرا رہے ہیں اور ان کی شمشیریں بجلی کی طرح چمکتی دکھائی دیتی ہیں تو اس کا دل دھڑکنے لگا اور اس کے شانوں کو گوشت پھڑکنا شروع ہو گیا۔ اہل روم کی حالت یہ ہوئی کہ وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ بطرس ان کے درمیان سے نکلا اور چلا چلا کر کہنے لگا: اے گروہ خواتین! یقین کرو تمہارے لئے میرے دل میں رحم اور شفقت پیدا ہو گئی ہے اس لئے کہ ہماری بھی تم جیسی بہنیں، بیٹیاں، مائیں اور پھوپھیاں ہیں میں تم پر ترس کھا کر اس صلیب کے صدقے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں، جس وقت تمہارے مرد پہنچیں تو انہیں تم اپنے ساتھ میرے اس حسن سلوک کی ضرور خبر دینا۔ یہ کہہ کر بطرس نے فرار کے ارادہ سے گھوڑے کی باگ پھیر دی مگر اس سے پہلے کہ اس کا گھوڑا رفتار پکڑتا اس نے دیکھا کہ قلب لشکر سے دو سوار نکلتے ہیں جن میں سے ایک نے زرہ پہن رکھی ہے اور دوسرا ننگے بدن ہے اور بغیر زین عربی گھوڑے کی برہنہ پشت پر جم کر بیٹھا ہے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ ہے۔ یہ دونوں شہسوار بڑی برق رفتاری کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں اور شیر کی طرح دھاڑ رہے ہیں ان میں سے ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار افواج اسلامیہ اور دوسرے شیر اسلام حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہیں۔

بطرس کے فرار کی ناکام کوشش

جس وقت حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آواز دی اور کہا بھائی جان کہاں چلے؟ آپ کی مدد اور معاونت سے تو اللہ رب العزت نے ہمیں پہلے ہی مستغنی فرما دیا ہے۔ بطرس، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلا کر کہنے لگا تم

اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ! اگر چہ مجھے تمہاری جدائی شاق ہوگی مگر میں تمہیں ان کے حوالے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر چاہا کہ بھاگ پڑا مگر "نصیب برے تھے" حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس کی طرف باتیں لمبی کرتے ہوئے فرمایا: تم ہماری طرف ملاپ اور مہربانی کا ہاتھ بڑھاؤ اور اس کے جواب میں ہماری طرف سے بے رخی اور کج ادائی کا مظاہرہ ہو یہ ہم عربوں کی ریت ہے اور نہ شیوہ۔ تو اپنی خواہش کا غلام اور مرضی کا طالب صادق بن کر دکھا، یہ کہہ کر آپ اسکے سامنے اس کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئیں۔ بطرس نے کہا: میرے دل سے تیری محبت نکل چکی ہے اس لئے اب مجھے اپنی صورت نہ دکھلاؤ۔ آپ نے فرمایا: مگر مجھے ہر حالت میں تیرا ساتھ دینا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ اسکی طرف لپکیں۔

ادھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس کی طرف جھپٹے۔ فوج نے بھی اسی کی طرف رخ کیا۔ جس وقت اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ بھی اس کی طرف اس کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ چلا کر کہنے لگا: اے عربی! لو اپنی بہن کو لے لو تمہیں مبارک ہو! یہ میری طرف سے تمہیں ایک ہدیہ ہے۔

بطرس کی ہلاکت

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت اچھا، میں نے تمہارا ہدیہ قبول کیا مگر میرے پاس اس وقت ہدیہ کا بدلا دینے کو سوائے میرے اس نیزے کی انی کے اور کچھ نہیں یہی لے لو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے کہ: "وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا"۔[1] (اور جب تمھیں کوئی کسی لفظ سے سلام کہے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو) اس پر حملہ کر دیا اور آپ کا نیزہ اس کے دل پر لگا، ادھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر اس گھوڑے کے پیروں پر ایک ضرب لگائی گھوڑا چکرا کر اسر کے بل آیا اور یہ دشمن خدا قریب تھا کہ زمین پر گر جائے کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ہی فوراً اس کے زور سے نیزہ مارا کہ پھل آر پار ہو گیا اور یہ مردہ زمین ڈھیر ہو گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو داد

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے زوردار نعرہ لگایا اور فرمایا: اے ضرار رضی اللہ عنہ! ماشاء اللہ! خوب رہا، شاباش یہی وہ نیزہ مارنے کا انداز ماہرانہ ہے۔ جس نے نیزہ باز کو ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

تین ہزار رومی آناً فاناً جہنم کی وادی میں چلے گئے

ادھر مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور یہ حملہ شعلہ جوالہ کی طرح اتنا یکا یک کیا گیا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے رومیوں کے تین ہزار "آزمودہ شہسوار" کشتہ ہو چکے تھے۔ حضرت حامد بن عونا لرابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شمار کیا تھا۔ حضرے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں تیس رومی قتل کئے تھے اور حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے خیمے کی چوب سے یہ متعدد رومیوں کو جہنم رسید کر دیا تھا۔ میں نے حضرت عفرہ بنت غفار الحمیر ہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ اس شدت سے لڑیں کہ اس سے

---

[1] النساء:۸۶

قبل کبھی میں نے انکو اس جاں بازی کے ساتھ لڑتی ہوئی نہیں دیکھا تھا۔ جو رومی فوجی مسلمانوں کو تلوار سے بچ رہے انھوں نے بھاگم دوڑ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے بھی برابر انکا تعاقب جاری رکھا یہاں تک کہ ان کا پیچھا کرتے کرتے دمشق تک جا پہنچے۔ شہر میں سے ان کے اہل میں سے کوئی بندہ ان کی مدد کرنے نہیں نکلا بلکہ ان پر اور زیادہ ہیبت چھا گئی اور پہلے سے بھی زیادہ وہ مرعوب اور خوفزدہ ہو گئے۔ مسلمان واپس پلٹے، مال غنیمت، گھوڑے اور دشمن کا چھوڑا ہوا اسلحہ جمع کیا۔

لشکر اسلام کی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف روانگی

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلدی پہنچے کی کوشش کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وردان آپ کو جا گھیرے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے بطرس کا سر اپنے نیزے پر لٹکایا اور لوگوں نے کوچ کر دیا۔ یہاں تک کہ کاروانِ اسلام مرج روھط کے مقام پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے جاملا۔ آپ چلنے سے ٹھہر گئے تھے یہاں تک کہ مسلمان جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو انھوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی زور زور سے اللہ اکبر کی آوازیں بلند کیں جب قریب آئے تو ایک دوسرے کو سلام کیا عورتوں کو دیکھا تو بڑی فرحت اور خوشی ہوئی اور ان کے کارنامے سن کر بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی اس نصرت اور غیبی مدد کو دیکھ کر مسلمانوں دلوں میں یقین اور بھی پختہ تر ہو گیا کہ اب ''شام'' ان کا ہے اور یہ فتح و نصرت شام کی فتح کا پیش خیمہ اور بشارت و نوید ہے۔

بطرس کے بھائی کو اسلام کی دعوت۔

بولص پر اسلام پیش کرنا

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ''بولص'' کو بلا کر اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام قبول کر لو ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو تیرے بھائی کا ہوا۔ اس نے پوچھا کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ اس کا سر موجود ہے اور آپ نے اس کا سر منگا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ بھائی کا سر دیکھ کر بولص نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا: بھائی کے مرنے کے بعد زندگی بے لطف ہو گئی اب مجھے جینے کا کوئی مزہ نہیں، مجھے بھی اسی کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ حضرت مسیب بن نجیۃ الفراری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حکم پاتے ہی بالص کی گردن اڑا دی اور مسلمان وہاں سے آگے چل پڑے۔

اسلامی افواج کا اجنادین میں اجتماع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ہم سے سعید بن مالک نے بیان کیا فرماتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو خطوط اسلامی لشکروں کے امیروں کے نام ارسال کئے تھے۔ جیسے حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم جب ان امراء اسلام کے پاس یہ خطوط پہنچے تو ہر امیر نے خط پڑھتے ہی اپنی اپنی فوج کو مسلمانوں کی مدد کیلئے چلنے کا فوراً حکم دیا اور یہ سردار اپنے ماتحت لشکر کو لے کر ''اجنادین'' پہنچ جائیں۔

رومیوں کالشکر شمار سے باہر تھا

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا۔ سب ایک ہی تاریخ میں یعنی ۱۲ ہجری یکم جمادی الاولیٰ کو تمام لشکروں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ رومیوں کالشکر اتنا بڑا ہے کہ جسے شمار کرنا مشکل تھا۔ جس وقت ہم ان کے اتنے قریب ہو گئے کہ وہ ہمیں دیکھ سکیں تو انہوں نے ہمیں دیکھ اپنا ساز وسامان اور لشکر کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ سوار اور پیادہ فوجوں کی صف بندی کرنا شروع کر دی اور ہمارے سامنے اپنی افرادی قوت کا مظاہرہ کرنے کی غرض سے ''اجنادین'' کے میدان میں اپنی صفوں کو دور تک پھیلایا۔ اس وقت رومی لشکر کی نوے صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار جوان موجود تھے۔ حضرت ضحاک بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی عراق گیا وہاں کسریٰ کالشکر اور ''جرامقہ'' کی فوجیں دیکھیں مگر اللہ کی قسم! میں نے رومیوں جیسا لشکر عظیم اس کی تعداد اور اتنا زیادہ اسلحہ نہیں دیکھا تھا۔ ہم نے ان کے مقابلے کیلئے یہیں پڑاؤ کیا۔ اگلے دن صبح سویرے رومیوں نے ہماری طرف پیش قدمی شروع کر دی، جس وقت ہم نے رومی فوج کی نقل وحرکت کو دیکھا تو ہم بھی چوکنا ہو گئے اور مقابلہ کی تیاری شروع کر دی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کالشکر کا معائنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہماری صفوں میں تشریف لائے اور فرمایا: مسلمانو! یاد رکھو جس قدر تمہارے مقابلے کیلئے آج لشکر موجود ہے تم اسکے بعد کبھی نہیں دیکھو گے اگر اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تمہارے ہاتھوں سے شکست دے دی تو پھر کبھی کوئی تمہارے مقابلے پر نہیں آسکے گا۔ تم پر لازم ہے کہ جہاد میں جان کی بازی لگا دو۔ اللہ تعالی کے دین کی مدد کرو۔ یاد رکھو! اگر تم نے میدان جنگ میں پشت دکھائی اور راہ فرار اختیار کی تو تمہارے سامنے دوزخ ہوگی۔ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاؤ اور تلواروں کو حرکت میں لے آؤ اور جب تک میں حکم نہ دوں از خود حملہ نہ کرنا۔ ہوشیار ہو جاؤ اور عزم وارادہ کو مضبوط رکھو۔

رومیوں کالشکر

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سپہ سالار وردان نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کیلئے مجتمع اور حملہ کرنے کیلئے بالکل تیار اور آمادہ دیکھا تو اس نے اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور سرداروں کو جمع کر کے کہا: اے رومیو! یاد رکھو ہرقل کو تم پر بہت ناز اور بھروسہ ہے اگر تم شکست کھا گئے پھر کوئی شخص تمہارے بعد عربوں کے مقابلہ میں نہیں نکل سکے گا۔ عرب تمہارے علاقوں پر قبضہ کر لیں گے، تمہارے مردوں کو قتل کرنے بعد عورتوں کو قیدی بنا لیں گے۔ لہٰذا تمہیں جوانمردی سے لڑنے کیلئے تیار ہو جانا چاہیے اور ایک متفقہ حملہ کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ یاد رکھو تم ان سے تین گناہ زیادہ ہو، تمہارے ہر تین شخصوں کے مقابلے میں ان کا محض ایک آدمی ہے صلیب سے مدد طلب کرو، ضرور تمہاری مدد کرے

گی۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کا رومی لشکر کی جاسوسی کروانا

راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے اسلام کے مجاہدو! تم میں کون شخص ہے جو رومی لشکر کے پاس جا کر ان کی صحیح تعداد، ان کے ساز و سامان اور دیگر حالات کی ہمیں اطلاع دے؟ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کام کیلئے میں تیار ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس کام کیلئے تم ہی موزوں ہو۔ مگر اے ضرار! جس وقت تم دشمن کے پاس پہنچ جاؤ تو احتیاط رکھنا اور دشمن کے دھوکے میں نہ آنا اور اپنے نفس پر غرور کر کے اپنی جان کو خواہ مخواہ دشمن کے نرغے میں نہ پھنسانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ" "اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو"

وردان کا اسلامی لشکر کو گہری نظر سے دیکھنا

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی باگ پھیری اور چل دیئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے رومی لشکر کے ساز و سامان، خیمے، خودوں اور نیزوں کی چمک اور ان کے طمطراق اور تزک و احتشام کو دیکھا اور آپ نے پرندوں کے پروں کی طرح ان کے فوجی نشانوں اور چھوٹے بڑے جھنڈوں کو لہراتے ہوئے پھریرے اڑاتے ملاحظہ کیا۔ وردان جو اسلامی لشکر اور ان کے طور طریق کو گہری نظر عمیق سے دیکھ رہا تھا، اچانک اس کی نظر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر پڑی اور وہ اپنے چند سرداروں سے کہنے لگا: میں نے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی قوم میں کوئی معزز سردار ہے پس تم میں کون ہے جو اسے گرفتار کر کے لائے۔؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی جنگی چال

یہ سنتے ہی فوج میں سے تیس جوان نکلے اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی طرف چل دیئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ پیچھے کو مڑے اور ان جوانوں سے آپ کا پیچھا کیا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ مقابلہ سے بھاگ نکلا ہے مگر آپ نے جنگی چال کے ارادہ سے ایسا کیا۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس پلٹن کو ان کے لشکر سے دور کر کے سنبھالا اور ایسی کاری ضرب لگائی کہ ان کا ایک سوار برچھا کھاتے ہی خاک و خون میں لوٹنے لگا۔ آپ فوراً ہی دوسرے پر پلٹے اور شیر ببر کی طرح حملہ کرتے ہوئے ان کے درمیان میں گھستے چلے گئے اور انکے درمیان میں پہنچ کر اس زور کا نعرہ لگایا کہ دشمن کے دل دہل گئے اور ان پر رعب چھا گیا۔

انیس رومیوں کو فی النار کرنے والے مجاہد

رومی فوج کے یہ نوجوان بھاگنا شروع ہو گئے اور آپ نے بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور ایک ایک کو گراتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے انیس رومیوں کو ہلاک کر دیا۔ جب تعاقب کرتے کرتے رومی لشکر کے قریب پہنچ گئے تو آپ واپس پلٹ

آئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آ کر اس تمام کاروائی سے باخبر کیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں نے پہلے ہی آپ سے نہیں کہا تھا کہ اپنی طاقت پر مغرور ہو کر اکیلے ان پر حملہ آور نہ ہونا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے امیر! دراصل رومی مجھے گرفتار کرنا چاہتے تھے اور مجھے شرم آئی کہ میرا خدا مجھے دشمن کے مقابلہ سے پشت دکھا کر بھاگتا ہوا دیکھے۔ لہٰذا میں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اسی لئے تو اللہ رب العزت نے یقیناً میری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے! اگر مجھے آپ کی ملامت کا ڈر نہ ہوتا تو میں جب تک رومیوں کے پورے لشکر پر حملہ نہ کر لیتا میرا دل واپس آنے کو ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ اے امیر! آپ یقین کریں کہ تمام لشکر ہمارے لئے ٹھنڈی غنیمت ہے۔

اجنادین کی جنگ میں خواتین اسلام کا کردار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا، میمنہ، میسرہ، قلب اور ہراول اور ہراول کے پھر دو حصے بنائے۔ ہراول دایاں اور اول بائیاں، میمنہ کی کمان حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ میسرہ پر حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ہراول دائیں جانب پر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور ہراول بائیں پر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا: چار ہزار سوار حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی کمانڈ میں دے کر ان کو لشکر کے پچھلے دستے پر مامور کیا تا کہ وہ اس لشکر سے خواتین اور بچوں کی حفاظت کریں۔

خواتین اسلام سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خطاب

اس کے بعد آپ خواتین کی طرف متوجہ ہوئے جن میں حضرت عفرہ بنت غفار الحمیر یہ، حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور ابھی ان کے ہاتھوں میں مہندی کا رنگ اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی اور حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا (حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن) حضرت مزروعہ بنت عملوق، سلمیٰ بنت زارع بن عروہ، حضرت لبنیٰ بنت سوار، حضرت سلمیٰ بنت نعمان رضی اللہ عنہن اور انہی جیسی بہادر اور بے نظیر دیگر خواتین میں اس میں شامل تھیں جن کی شجاعت اور بہادری کے چرچے عام تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے قبیلہ تبابعہ، بقیۃ العمالقہ اور سردارانِ اکاسرہ کی قابل فخر بیٹیو! تم نے وہ وہ کارنامے انجام دیئے ہیں کہ ان اعلیٰ کارناموں کی بدولت تم نے اپنے خالق و مالک جس کا کوئی شریک نہیں کو راضی کر لیا اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا ہے۔ تمہارے ان کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ تمہارا ذکر جمیل ہوتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تمہارے اس عمل نے تم پر جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمہارے دشمن کے لئے دوزخ کی آگ بھڑکا دی ہے، یقین کرو مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے، اگر رومیوں کا کوئی گروہ تم پر حملہ کر دے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا اور اگر مسلمانوں میں سے تمہیں کوئی فرد میدان جنگ سے بھاگتا ہوا نظر آئے تو اس کو روکنا اور اس کے بچوں کو سامنے لا کر اس سے پوچھنا: اے مرد! ان بچوں کو دشمن کے

رغے میں چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو؟ اور اپنی بیوی کفار کے پنجے میں دے کر کدھر چل دیئے ہو؟ ان باتوں سے گویا تم مسلمانوں کو لڑنے اور دشمن سے جنگ کرنے پر برانگیختہ کردو گی اور زیادہ مستعد کرو گی۔

خواتین اسلام کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جواب

حضرت عفرہ بنت غفار رضی اللہ عنہا نے کہا: اے امیر! قسم ہے اللہ رب العزت کی! ہمیں خوشی اور فرحت صرف اس وقت ہوگی جب آپ ہمیں لشکر کے آگے (ہراول دستے میں) رکھیں اور ہم لشکر روم کے چہرے اپنی تلواروں کی ضربوں سے کچل کر رکھ دیں اور ہم رومی فوج سے اس وقت تک لڑنا چاہتی ہیں کہ جب تک ہم میں سے ایک بھی باقی ہے۔

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے کہا: اے امیر! ہمیں کسی بڑے سے بڑے لشکر کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہم کسی کی سختی سے مرعوب ہونے والی ہیں نہ دشمن کی افواج اور اس کے اسلحہ کی کثرت سے خوفزدہ ہونے والی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان بہادر مسلمان خواتین کو اللہ تعالیٰ بہتر جزاء اور اچھا انعام وصلہ عطا فرمائے، آپ وہاں سے مردوں کی صفوں میں تشریف لے آئے اور یہاں پہنچ کر آپ نے گھوڑے پر سوار رہ کر ہی صفوں میں چکر لگایا، جہاد کی ترغیب دی اور پرجوش انداز میں فرمایا:

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر سے خطاب

اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں ثابت قدم رہو اور اپنی خواتین کی عزتوں کی حفاظت اور حرمت کے لئے، اپنے بچوں کے دفاع کی خاطر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے سچے دین، دین اسلام کی حفاظت اور سر بلندی کے لئے اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کرنے سے بھی گریز نہ کرو اور شرح صدر کے ساتھ دل کھول کر لڑو، اور یاد رکھو کہ یہاں نہ تمہارا کوئی قلعہ ہے جس میں جا کر تم پناہ لے لو گے اور نہ ہی کوئی چھپنے کی کوئی جگہ ہے کہ اس مورچے، بنکر، غار اور کمین گاہ میں تم چھپ کر دشمن سے اپنی جان بچا لو گے۔ تمہارے سامنے ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ جنگ اور صرف جنگ! لہٰذا تم کندھے سے کندھے کو ملا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ اور تلواروں کو میانوں سے نکال لو اور تیار ہو جاؤ لیکن جب تک میں حکم نہ دوں از خود دشمن پر حملہ نہیں کرنا اور تیر اندازی کے وقت یہ اصول پیش نظر رکھنا کہ جس وقت وہ تمہاری کمانوں سے نکلیں تو ایک ساتھ نکلیں اور یوں لگے کہ جیسے ایک کمان سے نکلے ہوں اگر اس طرح ملا کر دشمن پر تیروں کی بارش کی جائے گی تو تقریباً تمہارے تیر اپنے اہداف پر ٹھیک جا لگیں گے اور جنگ کے وقت اللہ بزرگ و برتر کا یہ ارشاد مبارک خوب ذہن نشین رہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[1]

---

[1] آل عمران: ۲۰۰

(اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔)

اور یقین کرو کہ تمہارا مقابلہ ایسی فوج سے کبھی نہیں ہوگا جس کی حمایت میں ان کے بڑے بڑے بہادر سردار اور ہیرو سب اکٹھے ہیں۔

مجاہدین اسلام کی پیش قدمی

مجاہدین نے تلواریں میان میں سے کھینچ لیں، کمانوں کا چلہ چڑھایا، تیروں کو سیدھا کیا اور ضرب وحرب کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں تشریف لے گئے اور وہاں حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، حضرت قیس بن ہبیرہ، حضرت رافع بن عمیرہ الطائی، حضرت مسیب بن نجیبہ، حضرت ذوالکلاع، حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہم اور چند ایسے ہی حضرات کے ساتھ آپ نے یہاں توقف فرمایا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فوج کو لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔

رومی لشکر کی پیش قدمی

ادھر وردان نے جس وقت لشکر اسلام کی پیش قدمی کو دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ اس کے سپاہیوں سے تمام طول وعرض میں زمین پٹی پڑی تھی، سب طرف سے گروہ درگروہ اس کے سپاہی آ آ کر جمع ہونا شروع ہو گئے اور صلیبوں جھنڈوں اور کفریہ نعروں سے انہوں نے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا، جب دونوں فوجیں میدان جنگ میں آمنے سامنے ہو گئیں تو رومیوں کی صفوں سے ایک کہنہ مشق جہاد دیدہ گرم وسرد چشیدہ نہایت بوڑھا شخص جس نے ایک سیاہ زرہ پہن رکھی تھی، نکلا جس کے آگے چند پادری تھے وہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر کہنے لگا:

پادری کی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے گفتگو

تم میں سردار کون سا ہے؟ میں اس کے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ پادری نے پوچھا: کیا قوم کے امیر آپ ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا: جس وقت تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پر قائم ہوں اس وقت تک قوم مجھے ہی اپنا امیر سمجھتے ہیں لیکن اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ذرہ برابر بھی انحراف کروں تو پھر نہ میری ان پر اطاعت لازم ہے اور نہ ہمارے پاس حکومت وامارت باقی رہ سکتی ہے۔

پادری نے کہا: ''اسی وجہ سے تم مسلمان ہم پر غالب اور فتح یاب ہو''۔ اگر تم اس راستہ سے ذرا بھی ادھر ادھر ہٹ جاؤ تو تمہاری کبھی قدرت مدد نہ کرے۔

اس کے بعد اس نے کہا: تم نے ایسے شہروں اور ملکوں کا رخ کیا ہے جن کی طرف کبھی کسی بادشاہ کو رُخ کرنے کی ہمت اور جرأت نہیں ہوتی تھی چہ جائیکہ کوئی ان بلاد (شہروں) کو فتح کرتا۔ اہل فارس آئے اور انہیں منہ کی کھانا پڑی اور ناکام لوٹے۔

جرمقہ نے لشکر کشی کی اور فتح پانے کے لئے ہزار قربانیاں دیں مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اب تم آئے ہو، فتوحات بھی کچھ تمہیں ہوئیں مگر یہ فتوحات ہو سکتا ہے کہ تمہارے دائمی ثابت نہ ہوں۔

ہمارے سردار ''وردان'' نے مجھے ازراہ شفقت و ہمدردی تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ: میں تمہارے ہر مجاہد اور سپاہی کو ایک ایک سوٹ، ایک ایک پگڑی اور ایک ایک دینار اور آپ کو سو دینار، دس جوڑے کپڑا اور آپ کے خلیفہ (حضرت) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار دینار اور ایک سو کپڑے دینے کو تیار ہوں، اگر تم اپنے لشکر کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر کی تعداد چیونٹیوں کے لشکر سے کچھ کم نہیں ہے اور آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری یہ فوج بھی اسی فوج جیسی ہے جس سے تمہارا مقابلہ ہو چکا ہے بلکہ شاہ روم ہرقل نے اس میں بڑے بڑے بہادر جرنیل اور تجربہ کار پادری ساتھ بھیجے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ عزت والے رب کی! جب تک ہماری تین باتوں میں سے کسی ایک کو قبول نہیں کرلو گے اس وقت تک ہم کبھی یہاں سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اول: یہ کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور وہی کلمہ پڑھو جو ہم پڑھتے ہیں، یعنی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاؤ

دوم: یہ کہ اگر یہ نہیں تو جزیہ دو

سوم: یہ کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

باقی رہا تیرا یہ کہنا کہ ہمارا لشکر چیونٹیوں کے دل کی طرح ہے تو یاد رکھو کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی برحق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک اور صادق و امین سے ہماری مدد، فتح اور نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ اس نے اپنی کتاب عزیز قرآن مجید میں نازل فرما دیا ہے اور پھر تمہارا یہ کہنا کہ تمہارا امیر ہمیں کپڑے، پگڑیاں اور دینار دے گا تو سن لو کہ بہت جلد تم دیکھ لو گے کہ تمہارے کپڑے، عمامے ہمارے پاس اور تمہارا ملک ہمارے قبضہ میں ہو گا۔

یہ سن کر وہ پادری کہنے لگا کہ اچھا! میں تمہاری یہ گفتگو من وعن اپنے سپہ سالار ''وردان'' تک پہنچا دوں گا۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا اور جو کچھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اس نے وردان سے جا کر کہہ دیا۔

وردان، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی باتیں کہنے لگا دراصل یہ عرب لوگ ہمیں بھی اسی طرح کے لوگ سمجھ رہے ہیں جس طرح کے سپاہیوں سے ان کا اب تک مقابلہ ہوا ہے، انہیں یہ تصور اور خیال اس لئے ہوا کہ ہم نے ان کے ساتھ جنگ میں جتنی کوتاہی کی ہے اسی قدر ان کے اندر ملک گیری کی ہوس بڑھی ہے اور ہماری اب تک کی نرمی نے ان کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔

بادشاہ روم شاہ ہرقل نے اب ان کے مقابلہ کے لیے ایسی کی فوج بھیجی ہے جس میں قبیلہ اراحیہ، اروحانیہ، ہرقلیہ اور بطارقہ کے بہادر اور جان پر کھیل جانے والے جوان شامل ہیں اب محض جنگ کا طبل بجنے کی دیر ہے، جنگ شروع ہوتے ہی ہم ان عربوں کو خاک وخون میں لوٹا دینگے۔

اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنی فوج کو پیش قدمی کا حکم دے دیا، آگے آگے پیدل فوج کے دستے تھے جن کے ہاتھوں

میں کمانیں اور برچھے تھے اور اس کے پیچھے گھڑسواروں کا لشکر چلتا تھا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے دشمن فوج کی یہ حرکت اور پیش قدمی دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا: مسلمانو! جنت تیار ہے۔ دوزخ کے دروازے بند ہیں۔ رحمت کے فرشتے بالکل قریب ہیں، حوریں بناؤ سنگھار کئے تمہارے انتظار میں ہیں، تمہیں دائمی زندگی مبارک ہو! اس کے بعد آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

''إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ''[1]۔

(بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے میں کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ اللہ کی راہ میں لڑیں۔)

پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اس حملہ میں تمہیں برکت عطا فرمائے۔''

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! ذرا صبر کرو تا کہ میں لوگوں کو کچھ وصیتیں کردوں یہ فرما کر آپ نے صفوں کو ترتیب دی اور فرمایا: کندھے سے کندھے کو ملا کر کھڑے ہوں اور یاد رکھنا کہ تمہارا مقابلہ ایک ایسے لشکر کے ساتھ ہے جو تعداد میں تم سے دوگنا ہے، عصر کے وقت تک لڑائی کو طول دیتے رہو کیونکہ وہ وقت ایسا وقت ہے جس میں ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا کی گئی ہے میدان جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگنے سے بالکل بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے اور اب چلو اور اللہ تعالیٰ کی برکت اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے دشمن پر حملہ کردو۔

سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کا لشکر روم پر حملہ

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب دونوں لشکر مقابلے کے لئے ڈٹ گئے اور آمنے سامنے آگئے توارمن کے دستے کے لوگوں نے تیراندازی شروع کردی، جس سے چند آدمی قتل اور کچھ سپاہی زخمی ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنے لشکر کو حملہ سے منع کیا تھا۔ مسلمان جب شہید اور زخمی ہونے لگے تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اب ہمیں کس بات کا انتظار رہے اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور اس کی تجلیات کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن یہ گمان کرنے لگیں کہ ہم ڈر گئے ہیں اور بزدل ہو گئے ہیں۔ آپ بلا تاخیر ہمیں حملہ کا حکم دیں اور اگر وقت کا انتظار ہے تو تب تک ہم میں سے چند جوان نکل کر ان کے مقابلے کے لئے چلے جائیں اور حملے کے وقت جنگ کو طول دیتے ہیں۔ پھر وقت آنے پر ہم سب حملہ کردیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ضرار رضی اللہ عنہ! اس کام کے لئے بھی آپ ہی موزوں ترین شخص ہیں آپ نے جوب دیا کہ اللہ کی قسم! میرے لئے اس امر سے بڑھ کر کون سا کام محبوب ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نکل پڑے اور آپ نے بولص کے بھائی بطرس والی زرہ جو آپ کے پاس تھی، پہن لی اور ایک ماسک چہرے پر ڈال لیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ آپ نے اپنے گھوڑے کو

---

[1]۔ التوبہ: 111

ہاتھی کے چمڑے کا تجفاف پہنا لیا یہ تجفاف بطرس کے گھوڑے کا تھا، نیز آپ نے رومیوں سے مخفی رہنے کی خاطر انہی جیسا لباس پہن لیا اور گھوڑے کی باگ دشمن کی طرف موڑ دی۔ وہاں پہنچ کر برچھا سنبھالا اور رومیوں کی صفوں میں گھس گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ دشمن نے تیراندازی اور سنگ باری شروع کر دی، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر سے بالکل محفوظ رکھا۔ حضرت ضرار بن برابر صفیں چیرتے ہوئے ان کے شہ زوروں اور بہادروں کو کاٹتے جا رہے تھے اور آپ ایک شعلۂ جوالہ کی طرح ان پر پے در پے بڑتوڑ حملے کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے بیس کے قریب دشمن پیدل اور سوموار جوانوں کو ہلاک کر ڈالا۔

حضرت ضرار کا تن تنہا تیس شہسواروں کو واصل جہنم کرنا

حضرت عنان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے مقتولین کو گن رہا تھا جس وقت آپ کسی پیدل یا سوار کو قتل کرتے تو میں شمار کرتا جاتا تھا اس حملہ میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہونے والے پیدل اور سواروں کل تعداد تیس تھی۔

سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کی ہمت و بہادری

حضرت عمر بن سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی طرح مجھ سے نوفل بن زیادہ نے بیان کیا۔ اس کے بعد آپ نے سر سے خود اتار کر پھینک دیا اور زرہ نما نقاب بھی، اور فرمایا: اے بنو اصفر! (رومیو!) میں ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہوں! میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارا دشمن ہوں، ہمدان بن وردان کا قاتل میں ہی ہوں، اور میں تم مسلط بلا ہوں جو رحمن کے ساتھ کفر شرک کرتے ہو۔

دیدنی جوش و جذبہ

رومیوں فوجیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جوش و جذبہ دیدنی تھا آپ نے ان کا تعاقب کیا۔ ادھر سے بطارقہ، اراحیہ، ہرقلیہ اور مذبحہ کی اقوام یکے بعد دیگے ایک ایک کرکے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنا شروع ہر گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو پیچھے کی طرف مڑے۔ وردان نے پوچھا کہ یہ کون بدوی نوجوان ہے؟ لوگوں نے اس کو بتایا کہ یہ وہی ہے جو کبھی ننگے بدن نیزہ تھامے آدھمکتا ہے تو کبھی بغیر نیزہ کے تنہا ہی آجاتا ہے۔ اور کبھی نیزہ لئے چلا آتا ہے۔ وردان نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر ایک ٹھنڈی سانس کی اور لوگوں سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے میرے کنبے کی جڑ کاٹ دی تھی۔ اور میرے بیٹے کو قتل کرنے والا یہی نوجوان ہے۔ میری دلی آرزو ہے کہ اور میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص میرا انتقام لے گا میں اس کو منہ مانگی چیز دینے کو تیار ہوں۔

طبریہ کے والی کی ہلاکت

اراحیہ کے ایک بہادر نوجوان نے وردان کی یہ گفتگو سنی تو اس خدمت کے لئے آپنے آپ کو پیش کر دیا۔ راوی نے کہا یہ طبریہ کا والی تھا۔ ہلال بن مرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں فوج کے میمنہ میں تھا۔ میرے بائیں جانب روماس گورنر بصرہ تھا۔ اس نے بتلایا کہ وہ کہتے ہیں اگرچہ میں اس کے نام سے تو واقف نہیں ہوں البتہ یہ حقیقت ہے کہ یہ جوڑ برابر کا ہے۔ بہر حال اس شخص نے

وردان سے کہا: میں آپ کا بدلہ لوں گا۔ اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا، حضرت ضرار [illegible] مسلسل [illegible] زیادہ دونوں کے درمیان جنگ جاری رہی اور دونوں فن جنگ وحرب کے خوب جوہر دکھاتے رہے دونوں داد شجاعت دیتے رہے۔

آخر کار حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا کاری وار کیا جو اس کی زرہ کو پھاڑتے اور توڑتے ہوئے اپنا کام کر گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا دشمن گھوڑے سے زمین پر آ گرا۔

بھلا جن سے کون مقابلہ کر سکتا ہے؟؟

جب وردان نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا یہ بھی اپنا کام نہ کر سکا۔ اگر گرفتار کر کے لے بھی آتا تو میں اس کا یقین نہ کرتا بلکہ اس کو میں اپنی آنکھ کا دھوکہ اور غلطی خیال کرتا۔ اور اس کی گرفتاری کا کبھی یقین نہ کرتا۔ آخر میں یقین کرتا بھی تو کس بات پر یقین کرتا کیونکہ یہ کوئی انسان تھوڑا ہی ہے یہ تو ایک جن ہے۔ بھلا جن سے انسان کیسے لڑ سکتا ہے۔ اب میں اپنے علاوہ کسی کو نہیں دیکھتا جو اس جن پر قابو پا سکے۔ چنانچہ وردان یہ کہہ کر تا تاری گھوڑے سے اترا اور زرہ پہنی، ایک دوسری زرہ جس میں موتی جڑے ہوئے تھے۔ پہنی۔ اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر رعب و دبدبہ ڈالنے کے لئے سر خود سجایا۔ عربی گھوڑے پر سوار ہو کر بڑے رعب و دبدبے سے نکلا، ابھی گھوڑے کو ایڑی لگانے ہی والا تھا کہ اچانک عمان کا والی سپہ سالار دریجان جو قرم اردیجان سے تھا۔

اصفہان سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں

اس کا نام اصفہان تھا آیا اور اس کی رکاب کو چوما اور گویا ہوا۔ اے صاحب! اس کم ذات سے بدلہ لینے کے لئے میں تیار ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ اگر میں اس کو قتل کر دوں یا گرفتار کر کے لے آؤں تو آپ اپنے بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں گے۔؟ وردان نے بخوشی اس ک قبول کر لیا اور کہا اگر تو یہ کارنامہ سرانجام دے اس کو قتل کر لے آئے یا اس کو گرفتار کر لے لئے تو میں اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دے دوں گا وہ تیری ہو کر رہے گی۔ میں اپنے قول پر شام کے ملک اور روم کے خاص لوگوں کو گواہ بناتا ہوں اور شاید تم کو اس سے زیادہ قابل اعتماد گواہوں کی ضرورت نہ پڑے۔

اصفہان نے یہ سنا تو بڑی تیزی سے نکلا اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا اور کہا یہ لیجئے میری طرف سے اس نے اپنی طرف سے ایک کاری ضرب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور یہ وہی حملہ ہے جس کے دفاع کی اور اس کو روکنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اگرچہ اس کی رومی زبان میں کہے ہوئے جملے کو تو نہ سمجھ سکے البتہ ہوشیار ضرور ہو گئے۔ اس کے حملے کا جواب دفاعی حملے میں دیا۔ اصفہان نے اپنے گلے میں سونے کی موٹی صلیب چاندی کی تار میں گردن میں لٹکائی ہوئی تھی اس نے اس کو بوسہ دیا گویا وہ اپنی صلیب سے مدد مانگ رہا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اگر اس صلیب سے مدد کا طلب گار ہے تو میں اس کے مقابلہ میں اس ذات والاصفات سے مدد کا طلب گار ہوں جو اپنی مدد کرنے کے اعتبار سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور وہ ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جو دعا مانگنے والے کی دعا کو کبھی رد نہیں فرماتا ضرور قبول فرماتا ہے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے خالق کائنات سے مدد مانگی۔

دوشہسواروں مابین جنگ

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حملہ کردیا اور دونوں نے فنِ جنگ وحرب کے خوب جوہر دکھائے، یہاں تک ایک دوسرے برسرپیکار رہے کہ لوگ تنگ آگئے اور بے چینی سے کسی نتیجہ کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے زوردار آواز میں کہا۔ اے ابن ازور رضی اللہ عنہ یہ سستی کیسی؟ یہ ڈھیل ڈھال اور تغافل کیسا ہے؟ لڑائی میں اس قدر طول کیا معنی رکھتا ہے۔ جب کہ دوزخ تیرے دشمن کی راہ دیکھ رہی ہے۔ اور دوزخ تیرے دشمن کے لئے بھڑکائی گئی ہے۔ دیکھو، بزدلی سے دور رہو، مردانہ وار حملہ کرو اور دشمن کے مکروفریب سے بچو، اللہ تعالیٰ تم پر اپنی عنایت فرمائے۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے جوش وجذبہ میں نیا ولولہ پیدا ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی زین پر بیٹھے بیٹھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی للکار سے لرزہ براندام ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے دشمن پر زبردست حملہ کردیا۔ دوسری طرح رومی فوجی چلا چلا کر اصفہان کو جنگ پر برانگیختہ کررہے تھے۔ اور اس امنگ دلا رہے تھے۔ یہ دونوں شہسوار برسرپیکار تھے۔ جوں جوں ان کی لڑائی میں گرمی اور سختی آرہی تھی اسی طرح سورج بھی گرمی دکھارہا تھا اور دونوں شہسوار پسینہ سے شرابور تھے، دونوں کے گھوڑے بھی تھک گئے اور گھوڑوں کی ہمت جواب دے چکی تھی۔

سیدنا ضرار کا گھوڑے کو حکم

اصفہان نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گھوڑوں کو چھوڑ دیں اور پیدل ایک دوسرے سے دودو ہاتھ آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر ترس کھاتے ہوئے ابھی اترنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اصفہان کا غلام ایک خالی پیٹھ گھوڑا یعنی جس پر کوئی آدمی سوار نہیں تھا لے کر آتے ہوئے دکھائی دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھتے ہوئے گھوڑے سے چلا کر فرمایا آپ کی پکار کو لوگوں نے بھی سنا کہ تھوڑی دیر اور چست و چالاک رہو ورنہ میں تیری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ انور کے پاس جا کر شکایت کروں گا۔

یہ سننا تھا کہ گھوڑا ہنہنایا (گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ آقا میں تابعداری کے لئے حاضر ہوں) اور ٹاپیں بھرنے لگا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بطریق کے اس غلام کی طرف جھپٹے اور آن واحد میں تیزے کا وار کرکے اس کو مار ڈالا اور اس کے خالی گھوڑے کو پکڑا اور اس پر سوار ہوگئے۔ اور اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف روانہ کردیا۔ جو مسلمانوں کے پاس جا ملا، پھر آپ رضی اللہ عنہ اصفہانی کی طرف پلٹے جب اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس کا گھوڑا لے کر آنے والے غلام کو قتل کرکے اس کے گھوڑے پر خود سوار ہو کر آرہے ہیں۔ تو اصفہان کو اپنی ہلاکت یقینی نظر آنے لگی اور اس نے جان لیا کہ وہ اب اس کی جان کے درپے ہوں گے۔ اور لازمی امر تھا کہ اب اس کی باری تھی اور آپ اس کو چھوڑنے والے نہ تھے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب دشمن خدا کی بوکھلاہٹ ہو دیکھا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ اب دشمن خدا مغلوب ہوگیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اس پر حملہ آور ہوا ہی چاہتے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں رومیوں کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار آپ رضی اللہ عنہ کی جانب بڑی تیزی سے آرہا ہے۔ کیونکہ وردان نے جب دیکھا کہ اس کا سپہ سالار اصفہان ہلاکت کے دہانے پہنچ چکا ہے تو اس کو یقین ہوگیا کہ اگر اس نے اپنے ساتھی کی جان نہ بچائی اور اس کو کمک روانہ نہ کی تو وہ ہلاک ہوجائے گا۔

وردان کی جنگی بے ضابطگی

وردان نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا: اس نے میرے جگر کے ٹکڑے کو پہلے ہی ہضم کرلیا ہے اور آج اگر میں اس کو قتل نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی جان کا خود قاتل ہوں، اور پھر میری جان بھی خطرے میں ہے۔ اس لئے اب مجھ پر لازمی ہے کہ میں اس کے مقابلے کے لئے خود نکلوں۔ اگرچہ دیر روؤسا اور امراء مجھ کو اس کمزور بدوی کے مقابلہ کرنے پر عار دلائیں گے مگران کی عار کو چھوڑ و۔ ان بادشاہوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ مجھ اس وقت ان کی عار کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

بطارقہ، قیاصرہ، ہرقلیہ کے قبائل اس وقت اس سے جدا نہ ہوئے تھے۔ جب تک کہ اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نکلنے کا صلیب پر حلب نہیں لے لیا تھا۔ چنانچہ اس عہد و پیمان کے بعد قبیلہ مذبحہ کے دس شہسوار جو تمام کے تمام زرہ پوش تھے۔ سر سے پاؤں تک لوہے سے جکڑے ہوئے تھے، لوہے کے موزے تک پہنے ہوئے۔ بازوؤں پر آہنی خول چڑھائے، ہاتھوں میں فولادی لٹیں اور گرزیں اٹھائے ہوئے تھے یہ تمام کے تمام زرہ میں ملبوس تاج سر پر سجائے تھے وہ آگ کے شعلہ کی طرح ان کے آگے آگے چلا۔ اصفہان جو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سے بادل نخواستہ لڑ رہا تھا جب اس نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو یقینی ہلاکت کے بعد اس کی جان میں جان آئی، اور بزدلی کے بعد اب ایک بار پھر جنگ و حرب کا شوق چڑھا اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سے چیخ کر کہنے

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی امداد کو جانا

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تھے کہ اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ اس کے ساتھیوں کے آنے کی کوئی پروا کی اور نہ ان سے مرعوب ہوئے۔ ہاں مگران کے مقابلے کے لئے تیار کھڑے ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی حالت میں تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی ان آنے والے سواروں کو دیکھ، جب آپ نے ان کے کمانڈر اور افسر کے سر پر تاج چمکتا ہوا دیکھا تو آپ نے پہچان لیا اور فرمایا کہ تاج بادشاہوں کے سروں پر ہوتا ہے اور یہ فوج کا سپہ سالار اعلیٰ ہے اور ہمارا خیال ہے کہ یہ ہمارے آدمی پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے آدمی کی مدد کرنے کے لئے کمک روانہ کرنی چاہیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج سے مخاطب کر کے فرمایا: تم میں دس آدمی نکلنے چاہئیں تاکہ مقابلہ برابر برابر ہو اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے بذات خود دس آدمیوں کا انتخاب کیا اور اس کے مقابلے کے لئے نکلے اپنے گھوڑوں کی باگیں دشمنوں کی طرف چھوڑ دیں اور سرپٹ دوڑتے ہوئے میدان جنگ کی طرف چل دیئے۔

ادھر رومی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تک پہنچ چکے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جوانمردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پہنچنے تک برابر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ثابت قدمی سے مقابلہ جاری رکھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قریب پہنچ کر زور سے آواز دی اور فرمایا: اے ضرار رضی اللہ عنہ! بشارت ہو اللہ جبار وقہار نے تم کو سعادت عطا فرمائی ہے اور بزدل کافروں سے کسی قسم کا خوف وہراس کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی امداد ونصرت کس قدر قریب ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا اور ان کو اپنے گھیرے میں لے کر ایک ایک سپاہی کی طرف ایک ایک مسلمان مجاہد نے رخ کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کے شہسواروں اور وردان کا مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف اور مدمقابل کے حملے اور وار کو برابر روکے رکھا۔ اور آپ کے حریف میں حق تو یہ ہے کہ اب دم خم نہ رہا تھا۔ اس کے بازو شل ہو چکے تھے اور اس کے شانوں کا گوشت کانپ رہا تھا۔ اور اس پر خوف و ہراس اور دہشت طاری تھی۔ جس وقت اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک مختصر سے دستہ کے ساتھ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آتے دیکھا تو اس کی خوشی جاتی رہی جو تھوڑی دیر پہلے اس کو اپنے ساتھیوں کی آمد پر ہوئی تھی۔ اب اس نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کر دیا، اور اس کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔ اور وہ سہا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے گھوڑے میں بھی اب دم خم باقی نہ رہا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس کی گھبراہٹ کو محسوس کرلیا تھا۔ اور اپنے نیزے کے ساتھ اس پر فوراً حملہ آور ہو گئے تھے۔

اصفہان نے جب دیکھا کہ موت اس کے سر پر ہے تو اس نے خود کو گھوڑے سے گرا دیا اور بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بھی فوراً گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے کچھ دور جا کر جب اس کے نزدیک پہنچے تو ہاتھ سے نیزہ پھینک دیا اور دونوں میں باہمی کشتی ہونے لگی اور دونوں ایک دوسرے کے کندھوں کو پکڑے ہوئے معرکہ آرائی میں مصروف ہیں۔ یوں دونوں کی زمین پر کشتی ہونے لگ۔ ایک دوسرے کو بچھاڑنے میں دونوں مصروف عمل تھے، اصفہان جو ایک ٹھوس چٹان کی مانند تھا اس کے مقابلے میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اکہرے بدن کے مالک کمزور جسم والے آدمی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو قوت ایمان اور فہم و فراست کی دولت وافر مقدار میں عطا فرما رکھی تھی۔

اصفہان کی وردان کو امداد کی پکار اور وردان کا کورا جواب

لڑائی نے جب طول پکڑا تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے آخر بڑی تدبیر سے دشمن خدا کے کمر بند پر ہاتھ مارا اور ناف کے قریب سے اس کے کمر بند کو پکڑا اور اس کو اٹھا کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اصفہان چلا چلا کر وردان کو مدد کے لئے پکارنے لگا۔ وردان دور ہی بلند آواز سے جواب دے رہا تھا کہ تیرا ناس ہو اور مجھے ان سے کون نجات دلائے گا۔؟

رومیوں کا واویلا اور اصحاب رسول کا نعرہ تکبیر

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان دونوں سورماؤں کی گفتگو جو وہ آپس میں کر رہے تھے سن رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی یہ یاوہ گوئی سنی تو آپ رضی اللہ عنہ حملہ کرنے کے لئے بے قرار ہو گئے۔ اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ دوسری طرف حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اصفہان کا ارادہ کیا، ان دونوں کا تماشا دونوں لشکر والے نوجوان دیکھ رہے تھے۔ رومیوں نے جب یہ دیکھا کہ انہوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے اور عجیب و غریب شور مچا رہے ہیں۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے جس سے فضا گونج اٹھی تھی۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابل اصفہان کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور اس کو ذرا بھی مہلت نہ دی۔ اصفہان نیچے پڑا نہایت خوف کے عالم میں اونٹ کی طرح بڑبڑا رہا تھا۔ دونوں طرف سے لشکروں کا ہر سپاہی اپنے اپنے ساتھی کی نصرت و اعانت کے لئے پہلو تہی کرتا دکھائی دے رہا تھا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کے سینے میں اتار دی جو حلق کی جانب کھینچی اس وقت اللہ تعالیٰ کے دشمن نے اس قدر شور و واویلا کیا جو دونوں لشکر والوں نے سنا۔ جب رومی لشکر والوں نے اپنے سپہ سالار کا شور و واویلا سنا تو یکبارگی حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو سوچا کہ مجھ کو خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کا کیا فائدہ؟ کیونکہ اب آپ رضی اللہ عنہ کا وہاں ٹھہرنا بے مقصد تھا کیونکہ اس صورت میں اپنے آپ کو خود دشمنوں کے گھوڑوں کے سموں میں پامال کرنا مراد تھا۔ لہٰذا یہ سوچ کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور دشمن کا سر کاٹ کر اس کے سینے سے اتر آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا پورا بدن خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے نعرہ کا جواب دیا یوں مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔

گھمسان کی جنگ

رومی جیسے ہی حملہ کے ارادے سے آگے بڑھے اور ان کے میمنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ قبیلہ ارمن اور دوسرے عرب قبائل نے نوجوانوں کی طرف سے اور دوسری طرف سے یعنی دونوں فریقین نے باہم ایک دوسرے پر اس زور سے تیروں کی بوچھاڑ کر دی کی تیروں کی بارش کے سورج کو گہنا دیا۔ حضرت سعید بن زید بن عامر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! تم اللہ تعالیٰ جبار کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت کو یاد کرو، اور جنگ سے فرار اختیار کر کے دوزخ کی آگ کو خود پر لازم نہ کرو۔ صبر سے کام لو۔ اے دین کے محافظو، اے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں، ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے مسلمانوں کے اندر ایک نیا جوش وولولہ پیدا کر دیا۔ لوگوں کے دلوں میں چستی اور ہوشیاری، بہادری اور پیش قدمی نے آیا یوں پیش قدمی میں مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہو گیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دونوں لشکروں میں اس قدر گھمسان کا رن پڑا اور یہ لڑائی عصر کی نماز تک برابر جاری رہی۔ عصر کے وقت دونوں فریق جدا جدا ہو گئے۔

اور روم کی فوج سے تین ہزار افراد قتل ہوئے جن میں دس سردار تھے جن میں رومان والیٔ امیرہ، دمر والیٔ نوی، کوکب والی سرزمین بلقاء، ولاوی بن حنا والی غزہ شامل تھے۔ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر لوگ جدا جدا ہو گئے اور اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ آئے اور وردان اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ آیا اور اس کا دل رعب سے بھرا ہوا تھا اور جو وہ مسلمانوں کے غلبہ، صبر و استقامت اور شجاعت و بہادری سے مرعوب ہو چکا تھا اس نے اپنے بہادروں، سپہ سالاروں کو جمع فرمایا اور ان سے مشورہ کیا اور ان کو مخاطب ہو کر کہا:

وردان کا لشکر سے خطاب

''اے نصرانی دین کے پیروکارو! ان عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میرا دل تو کہتا ہے کہ یہ لوگ غالب آئیں گے۔ اور وہ مغلوب نہیں ہوں گے۔ میں ان کی تلواروں کو کاٹنے والی اور تمہاری تلواروں کو کند دیکھ رہا ہوں ان کے

گھوڑوں کو تازہ دم، صبر کرنے والے اور تمہارے گھوڑوں کو ہانپنے کانپتے دیکھ رہا ہوں، ان کے بازوؤں کو سخت اور تمہارے ہاتھوں اور بازوؤں کو کمزور دیکھ رہا ہوں۔ ساتھ ساتھ عرب کی قوم کو تم سے زیادہ اپنے رب کی اطاعت کرنے والا اور فرمانبرداری کرنے والا اور سچے دل سے اپنے رب کو ماننے والا سمجھتا ہوں اور تم ظلم وتعدی اور اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل خوار ہو رہے ہو۔ میں پورے یقین اور وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر تم نے اپنی موجودہ حالت کو تبدیل نہ کیا تو تمہارے ہاتھ سے یہ دولت وثروت اور حکومت واقتدار نقل جائے گا سوائے اس کے کہ تم اپنے دلوں کو گناہوں سے پاک وصاف کرلو، اور گناہوں سے اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرلو، اگر تم نے ایسا کرلیا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد ونصرت کرے گا۔ اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے اور تم نے توبہ واستغفار نہ کیا تو یاد رکھو! ہلاکت کے گڑھے میں گرنا تمہارا مقدر ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک سخت سزا میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ تم پر ایک ایسی قوم کو مسلط کر دیا ہے جس کو ہم کبھی شمار میں بھی نہیں لاتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی ہمیں اس کی طرف سے کسی قسم کی فکر تھی۔ اور نہ ہمارے دلوں میں کبھی ان کی طرف سے کسی قسم کا کوئی خوف وخطرہ محسوس ہوا تھا۔ اس لئے کہ ان کی اکثریت میں چرواہے، غلام، بھوکے اور مسکین تھے مگر آج یہی لوگ ہمارے اوپر ایک سخت عذاب اور بہت بڑی آفت بن کر مسلط ہیں، اور ہمارے لئے دردسر اور وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ حجاز کے قحط، سختی اور ابتلاء نے ان کو ہماری طرف نکلنے پر مجبور کیا اب یہاں آکر جب انہوں نے تمہارے شہروں، دیہاتوں کی خیرات وثمرات کو کھایا پیا اور تمہاری زمین کے پھل اور میوے کھائے، جو مکئی، باجرے کی جگہ گندم کی روٹی نصیب ہوئی، سرکہ اور روغن زیتون کی جگہ شہد، دیسی گھی، تازہ مکھن ملنے لگا، اور انجیر، انگور اور قسم قسم کے تازہ پھل کھانے کو ملے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان عربوں نے آکر تمہاری عورتوں، ماؤں اور اہل وعیال کو قیدی بنالیا تو نہ جانے کس طرح تم نے اپنی بیویوں کی عزت کو نیلام ہونے پر صبر کرلیا، اور نہ معلوم تم اس عظیم بلا کو کیسے برداشت کر گئے ہو؟

رومیوں کا دھاڑیں مار مار کر رونا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وردان کی یہ گفتگو سن کر کوئی رومی ایسا نہیں تھا جو دھاڑیں مار مار کر نہ رویا ہو اور اس کی چیخیں نہ نکلی ہوں۔ ہر آدمی رو رہا تھا۔ اور کف افسوس مل رہا تھا۔ رومیوں میں سے ہر شخص غصہ میں تھا اور وہ سخت غیض وغضب کے عالم میں یہ کہہ رہے تھے کہ اب ہم اپنے خون کے آخری قطرہ تک لڑیں گے اور جب تک ہم میں ایک سانس لینے والا بھی موجود ہوگا جنگ جاری رکھی جائے گی۔ عرب قوم اس حد تک نہیں پہنچ سکتی ہم انہیں تلواروں سے قتل کر دیں گے نیزوں سے پرو ڈالیں گے، تیروں سے ان کو چھلنی کر دیں گے اور جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ہرگز نہ ہونے دیں گے۔

وردان کی عارضی خوشی

جب وردان نے اپنی قوم کی بات سنی تو بہت خوش ہوا اور عوام، قوم کے سرداروں اور بڑے بڑے سپہ سالاروں، جنگجوؤں کو ایک اعلان کے ذریعے بلایا تاکہ تمام سے مشورہ کر سکے اور ان کو اعتماد میں لے۔ پھر وردان نے اپنے سالاروں، سرداروں کو بآواز بلند کیا، شاہ ہرقل کی فوج نے میری گفتگو کا جو جواب دیا ہے وہ آپ لوگوں نے سن لیا ہے؟

قوم میں سے ایک شخص نے کہا: ''اے وردان آپ ان کی باتوں پر اعتماد نہ کریں اور خوب جان لیں کہ آپ کا واسطہ ایک ایسی قوم سے پڑا ہے جس سے کسی صورت عہدہ برآ نہیں ہوا جا سکتا، آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ ان کا ایک آدمی ہمارے تمام لشکر پر حملہ کرتا ہے اور ہماری ساری جمعیت اور کثرت سے ذرا برابر بھی خوفزدہ نہیں ہوتا اور جب تک وہ تن تنہا ہمارے کئی آدمی قتل نہیں کر دیتا واپس نہیں جاتا۔ ان کے نبی ﷺ نے جو کچھ ان کو کہہ دیا وہ ان کے دل میں ایک پختہ عقیدہ میں بیٹھ گیا ہے۔ کہ انہوں نے ہم نے میں سے کسی شخص کو قتل کر دیا تو ہمارا آدمی دوزخ میں چلا گیا اور اگر ان کا کوئی آدمی قتل ہو گیا تو وہ سیدھا جنت میں پہنچ گیا۔ موت اور زندگی اس قوم کے نزدیک برابر ہے ہم میں سے اب تک کثیر تعداد قتل ہو چکی ہے جب کہ ان کے معدود آدمی جنگ میں کام آئے ہیں۔ پس مجھے اس روم کی قوم سے آپ کے لئے کوئی خاص امید و توقع نہیں۔ البتہ آپ کسی ترکیب اور کسی طریقہ سے ان کے سردار تک پہنچ جائیں اور اس کا کام تمام کر دیں تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ اس کے ساتھی خود بخود پسپا ہو جائیں اور بھاگ کھڑے ہوں مگر ان کے سردار تک رسائی کسی حیلہ اور بہانہ، مکر و فریب کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

وردان کی حیلہ سازی

وردان نے یہ سن اس سے سوال کیا: مسلمانوں کے لشکر کے امیر کو کس حیلہ اور طریقہ سے قتل کیا جا سکتا ہے۔ حیلے اور تدبیر کو جس طرح یہ عرب جانتے ہیں۔ کون جانتا ہوگا؟

اس پر سردار نے کہا: اے وردان! اس کی ترکیب اس طرح ہے کہ آپ مسلمانوں کے امیر کو مذاکرات کے بہانے اپنے پاس بلائیں اور جس وقت آپ دونوں علیحدہ کسی جگہ اکیلا ہو جائیں تو موقع پا کر اس کا گلا دبا دینا اور اپنے آدمیوں کو پہلے ہی سے قریب کسی مقام پر چھپا دینا جو اس کو قتل کرنے کی غرض سے بٹھا رکھے ہوں گے ان کو آواز دے کر بلا لینا اس طرح یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔

وردان نے کہا: میں کسی تدبیر ار طریقے سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہایت بہادر، زیرک اور دلیر آدمی ہیں ایسی تراکیب اور حیلوں، فریبوں سے وہ ہمارے دام فریب میں نہیں آئیں گے۔ یہ بہت پیچیدہ اور مشکل کام ہے۔ دوسرا یہ کہ نہ میں ان سے بات چیت اور گفتگو کر سکتا ہوں اور نہ وہ مجھ سے اس طرح شکار ہو سکتے ہیں؟

رومی سردار نے کہا: ایک اور ترکیب میرے ذہن میں ہے اگر آپ نے یہ کام کر لیا تو سمجھ لیں کہ اسلام کے لشکر کے امیر تک آپ پہنچ گئے۔ اور کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا۔ وہ اس طرح کہ آپ نہایت بہادر دس سپاہی جانے سے پہلے کمین گاہ میں چھپا کر بٹھا دیں پر آپ اس کو بلا لیں اور اس جگہ کے قریب جہاں وہ دس بہادر سپاہی چھپے ہوئے ہوں گے، مذاکرات کے بہانے اسے لے کر بیٹھ جائیں اور اس کو باتوں میں لگا دیں جب اس کو مکمل اطمینان ہو جائے تو یک دم اس پر حملہ کر دینا اور ان چھپے ہوئے سپاہیوں کو چیخ مار کر آواز دینا تاکہ وہ تیز رفتاری سے اپنے مورچوں سے نکل کر اس امیر کو قتل کر دیں۔ آپ اس کی ایذا رسانی سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اور باقی پھر خود ادھر ادھر منتشر ہو جائیں گے، یہاں تک کہ دور تک بھی ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں گے۔

وردان یہ ترکیب سن کر خوش ہوا اور اس کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور اس نے کہا: یہ ترکیب بہت عمدہ ہے اور

میں آپ کی رائے سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔ مگر اس پر عمل رات ہی میں ممکن ہے کل صبح نہیں ہو گی مگر ہم اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہیں پہنا کر فارغ ہو چکے ہوں گے۔

وردان نے شام کے عیسائیوں میں سے ودود نامی ایک شخص کو جو حمص کا رہنے والا تھا اپنے پاس بلا کر اس سے کہا میں جانتا ہوں کہ تم فصیح اللسان ہو اور جرأت مند دل گردے کے مالک ہو۔ اور اپنے خطابت کے فن اور دلیل و برہان کے زور پر اپنے مدمقابل کو زیر کرنا جانتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان عربوں کے پاس جاؤ اور ان کو یہ پیغام دو کہ کل تک کے لئے وہ جنگ کو روک دیں اور ان سے کہنا کہ کل صبح سویرے ان کا سردار ہمارے سردار کے پاس آئے تاکہ میں ان سے خود بات چیت کر کے کوئی معاملہ طے کروں اور صلح کی کوشش کی جائے، کیونکہ صلح کے امکان کو ابھی تک رد نہیں کیا جا سکتا اور اس صلح کے نتیجہ میں ان عربوں کے جو مطالبات ہوں گے اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا اور ہم ان کو بہت کچھ مال و اسباب اور دولت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

داؤد نصرانی کہتا ہے: تجھ پر افسوس ہرقل بادشاہ نے تجھ کو جنگ کا حکم دیا ہے اور تو بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے تو نے عربوں سے اگر مصالحت کی تو عرب دنیا تجھے بزدل اور ڈرپوک کے لقب سے پکارے گی اور مجھ سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں عربوں سے کسی مصالحت کی بات چیت کروں کیونکہ اگر بادشاہ کو یہ اطلاع پہنچ گئی کہ میں صلح کے لئے درمیان میں واسطہ بنا تو وہ مجھ کو فوراً قتل کرادے گا۔ لہٰذا اس طرح کے کام کے میں تیار نہیں ہوں۔ وردان نے کہا: تجھ پر افسوس ہے! تو یہ اصل میں ایک حیلہ سوچا ہے اور تو بات کو نہیں سمجھتا، میں اس طریقے سے اصل میں ان کے سردار تک پہنچنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس کو قتل کر دوں اور اس کے بعد یہ فوج خود بخود منتشر ہو جائے گی اور منتشر فوج کو قتل کرنا آسان ہوتا ہے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق اس نے کو خفیہ سازش تیار کی تھی اس کے متعلق اس کو آگاہ کیا۔ داؤد نصرانی گویا ہوا کہ اے وردان، باغی، مکار، دھوکہ باز آدمی ہمیشہ ہر منصوبے میں ناکام اور ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ ہیرا پھیری اور دھوکہ و فریب جس کا تانا بانا تو نے بن رکھا ہے اس کو چھوڑ اور جمیعت کا مقابلہ جمیعت سے کر۔ وردان نے غصے میں کہا: میں تجھ سے کام میں مشورہ نہیں کر رہا بلکہ تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ میرا پیغام پہنچا دے اور جو میں کہتا ہوں وہی کر اور اس میں بحث و تکرار مت کر۔

داؤد نصرانی نے وردان کی سن کر اس کی ہاں میں ہاں ملا دی اور یہ کہہ کر چل دیا مگر دل میں اس نے اس بات کو قبول نہ کیا تھا اور دل میں کہا محسوس ہوتا ہے وردان نے اپنے بیٹے کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا ہے جو ایسی باتیں کر رہا ہے۔ داؤد نصرانی چلا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب جا کر ٹھہر گیا اور زور سے آواز دی اور کہا: اے عرب اقوام! کیا خون ریزی اور قتل پر بس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس کے متعلق باز پرس کرے گا ہم ایک امر پر متفق ہو گئے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس امر پر صلح ہو جائے گی۔ تمہارے سردار کو گفتگو کے لئے میرے پاس آنا چاہئے تاکہ میں یہاں آنے کا مقصد بیان کروں۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ خود نہ آسکتے ہوں تو وہ اپنے کسی نمائندہ کو بھیج دیں تاکہ میں ان تک پیغام پہنچا سکوں۔ یہ ابھی بات کو مکمل نہ کر پایا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یک دم نمودار ہوئے اور اپنی لمبی زرہ کو کفن کی طرح پہنا ہوا تھا اور ہاتھ میں نیزہ لئے ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے

گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا ہوا ہے۔ داؤد نصرانی نے جب آپ کی طرف دیکھا تو بولا، اے عربی! رکئے اور آرام سے میری بات سن کر اس کا جواب دیجئے۔ میں جنگ کرنے نہیں آیا ہوں، اور نہ جنگ کرنا میرا مشغلہ ہے میں تو امن کا پیام لایا ہوں اور لڑائی جھگڑا، شمشیر وسنان کا میں قائل نہیں ہو۔ میں مذاکرات اسے مسائل حل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ میں سفیر ہوں اور آپ تک ایک پیغام پہنچانے کے مقصد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اب جو کہوں وہ سن لیجئے۔ نیزے کو ذرا پیچھے رکھیں تاکہ میں بلا کسی جھجھک کے آپ سے اپنے آنے کا مقصد بیان کرسکوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے داؤد نصرانی کے کہنے پر نیزہ واپس زین کے قربوس میں رکھ دیا اور اس نصرانی کے قریب ہو گئے اور اس سے فرمایا تو اپنا کام پورا کر اور اپنا پیغام جو تو لایا ہے بیان کر۔ مگر یہ بات اپنے پیش نظر رکھنا کہ سچ بولنے کا فائدہ تجھ کو ہوگا کیونکہ جو شخص سچ بولتا ہے وہی نجات پاتا ہے اور وہ جھوٹ بولتا ہے تو ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے۔ داؤد نے کہا: اے اعرابی: آپ سچ فرماتے ہیں میں اس مقصد کے لئے آیا ہوں کہ ہمارا سردار، ہمارا سپہ سالار خون ریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہ تمہارے ساتھ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اب تک ہم دونوں طرف سے جتنے آدمی جنگ میں کام آچکے ہیں اس کو ان مقتولین کا بہت افسوس ہے اس لئے اس کی رائے یہ ہے کہ انسانی جانوں کا ضیاع دونوں طرف سے بند ہونا چاہئے۔

اس بارے میں ہمارے امیر نے کہا کہ ہم آپ کی مالی امداد کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم لوگ آپس میں ایک تحریری معاہدہ کرلیں جس پر آپ کے اور آپ کے سرکردہ حضرات کے دستخط ہوں۔ معاہدہ کی رو سے آپ اور آپ کے ساتھی آج کے بعد ہم سے کوئی تعرض نہ کریں گے اور نہ آپ حضرات ہمارے شہروں اور قلعوں پر حملہ کریں گے۔ اگر آپ ایسا کرنے کی یقین دہانی کرادیں تو ہمیں آپ کی بات پر پورا اعتماد و یقین ہوگا۔ آپ کے اس کردار پر ہمیں خوشی ہوگی۔

ہمارے امیر کی یہ خواہش ہے کہ ہم بقیہ دن جنگ نہ کریں اور جب صبح ہو جائے تو آپ اکیلے تن تنہا تشریف لے جا کر معاہدہ کریں اور جنگ بندی کے معاہدہ کے دستاویزات پر دستخط فرمائیں اور مل کر غور و فکر کر کے اور باہمی گفتگو سے جو کچھ دونوں طے کریں اس پر عمل ہونا چاہئے۔ اور ٹھنڈے دل و دماغ سے ایک دوسری کی بات سننی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ دونوں سرداروں کی باہمی بات چیت کے نتیجہ میں دونوں فریق کی فوجیں قتل و غارت گری سے محفوظ ہو جائیں گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فراست

حضرت خالد بن ولید نے داؤد نصرانی کی بات چیت سنی تو کافی دیر تک اس پر غور و فکر کرتے رہے پھر فرمایا: سپہ سالار وردان کے دل میں جو بات ہے اور جس مقصد کے لئے اس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے اگر اس کے اندر کسی قسم کی چال یا مکروہ حیلہ، سازش چھپی ہوئی ہے تو کان کھول کر سن لو۔ اللہ کی قسم! خفیہ تدبیر، جنگی مکر و دھوکہ اور چال چلنا ہماری گھٹی میں شامل ہے اور ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اور اس فن میں ہمارے برابر شائد ہی کوئی ہو۔ پھر سن لے کہ اس قسم کی سازش کر کے اور فریب دے کر اگر وہ کسی کامیابی کا خیال اپنے دل میں لئے ہوئے ہے تو میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس میں کامیاب نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو منہ کی کھانا پڑے گی۔ اس طرح شاید وہ خود کو موت اور ہلاکت کے منہ میں دھکیل رہا ہے۔ اور مکر و فریب

دھوکہ کے ذریعے جنگ کو جیتنے کا منصوبہ اس کا ناکام ہوگا اور وہ اپنی فوج کا استحصال کر کے ان کو تباہ و برباد کر کے اپنی آرزؤں کو زمین بوس کرنا چاہتا ہے۔ اگر اس کی یہ بات حق و صداقت پر مبنی ہے تو سن لے اور اسے یہ جواب پہنچا دے کہ تمہارے اور ہمارے درمیان امن و مصالحت کا معاہدہ صرف دو صورتوں میں ہوسکتا ہے۔(۱) تم اسلام قبول کرلو (۲) تم اپنی جماعت اور اپنے سرداروں اور اپنی اولاد کا جزیہ ادا کر کے امن حاصل کرسکتے ہو۔

رہا مال و دولت تو اس کی مجھ کو کوئی خواہش نہیں۔ البتہ اس طرح سے لے سکتا ہوں جس کا ابھی میں نے تم سے ذکر کیا ہے۔ کہ ہر سال کے آغاز پر بطور جزیہ ہمیشہ مال ادا کرو۔

داؤد نصرانی نے بادل نخواستہ آپ کی یہ گفتگو سنی اور آخر میں کہنے لگا ٹھیک ہے جس طرح آپ کی خواہش ہے ایسا ہی ہوجائے گا۔ مگر جس وقت تم دونوں ہم منصب سپہ سالار کی ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت ہوگی تو تمہارے مابین تصفیہ ضرور ہوجائے گا۔ اور مجھے اجازت دیں۔

وردان کا قاصد داؤد نصرانی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مرعوب ہوگیا اور سچ اگل دیا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر داؤد نصرانی کے دل و دماغ پر آپ رضی اللہ عنہ کا رعب چھا گیا۔ اور اس نے اپنے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یہ عربی سچا ہے اور عرب اپنی بات کے پکے ہوتے ہیں۔ اور بخدا! میں یقین سے جانتا ہوں کہ وردان قتل ہوکر رہے گا۔ اور اس کے بعد ہمارا ابھی نمبر ہے۔ میرے لئے اس سے بہتر کوئی موقع نہیں کہ میں عربی نوجوان سے سچ سچ کہہ کر اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے امان حاصل کرلوں۔ یہ سوچ کر وہ نصرانی بوڑھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا اے عربی بھائی! میرے سردار نے جو کچھ مجھ سے کہا اس میں ایک اہم بات تو میں آپ سے کہنا بھول گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپ کو محتاط رہنا چاہیے اور اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ وردان نے اصل میں آپ کے خلاف ایک سازش کی ہے اس کے بعد داؤد نے پوری سازش سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کردیا اور آپ کو وردان کے مکر وفریب سے بھی آگاہ کردیا اور کہا میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے آپ سے امان کی درخواست کرتا ہوں۔

داؤد نصرانی اور اس کے اہل وعیال کے لئے امان

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے، تیرے اہل وعیال اور تیرے مال واسباب کے لئے امان ہے۔ تجھ کو تحفظ کی ضمانت دی جاتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تو اپنے قوم کو اس عہد و پیمان کی اپنی قوم کو اطلاع دے نہ غداری کا مرتکب ہو۔ اس نے کہا: اگر میں نے غداری کرنی ہوتی تو تمام واقعہ ہی آپ سے بیان نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا: اب یہ بتاؤ کہ رومیوں نے ان دس آدمیوں کو چھپانے کے لئے کمین گاہ کہاں مقرر کی ہے؟

وردان کی سازش بے نقاب

داؤد نصرانی نے لشکر کے دائیں جانب ریت کے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ ان کا مورچہ یہ ہوگا۔ پھر اس نے اجازت مانگی

اور واپس آ گیا۔ اور جا کر اپنے امیر کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب سے آگاہ کر دیا۔ سپہ سالار وردان بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔ ''صلیب'' سے امید ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر اس نے فوری طور پر دس بہادر اور جان باز فوجیوں کا ایک دستہ طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ پیدل جائیں اور مقرر کردہ کمین گاہ میں جا کر چھپ جائیں۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو ہنستا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے ابو سلیمان! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے کیا خبر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے نصرانی والی ساری بات سنائی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ان شاء اللہ اکیلا ہی اس قوم کی طرف نکلوں گا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو سلیمان! مجھے اپنی جان کی قسم! تم ان سب کو کافی ہو مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنی جان کو خود ہلاکت میں ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ''۔[1]

(اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو ان کے دلوں پر دھاک بٹھاؤ جو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے وہ تمہارے دشمن ہیں)

دشمن نے آپ کے مقابلے کے لئے دس آدمی تیار کئے اور اس طرح وہ گیارہ ہو جائیں اور مجھے اس لعین سے اس وقت تک تمہارے متعلق اطمینان نہیں ہو سکتا جب تک تم بھی اس طرح دس آدمیوں کو متعین نہ کر دو ان کی کمین گاہ کے قریب گھات میں نہ لگا دو۔ کیونکہ مخبر نے اس کے مورچے کا آپ کو پتہ تو بتا دیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا: کہ ہاں کمین گاہ کا پتہ تو اس نے بتا دیا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ کا مشورہ اور دس مسلمان شہسواروں کا کمین گاہ میں چھپ جانا

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بھی دس آدمی چن لو اور ان کی کمین گاہ کے قریب ان کو چھپا دو جس وقت وہ لعنی اپنے فوجیوں کو چیخ مار کر بلائے گا تو تم بھی اپنے دستے کو آواز دے دینا۔ ہم ان کے گھوڑ سواروں کے لئے کافی ہوں گے۔ پس جب آپ دشمن خدا سے فارغ ہوں گے تو ہم یکبارگی حملہ کر دیں گے میں اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی امید رکھتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور وہ مسلمان یہ ہوں گے۔ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ضرار بن الازور، حضرت سعید بن زید، حضرت قیس بن ہبیرۃ، حضرت میسرۃ بن مسروق العبسی اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم، جب یہ تمام حضرات تشریف لائے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار وردان کی سازش، اس کے مکر و حیلہ کے بارے میں ان تمام کو آگاہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم ٹیلے کے نشیب کی جانب چھپ جاؤ اور جس وقت تمہیں آواز دوں تو میری آواز کے ساتھ ہی فوراً نکل کر دشمن کے ایک ایک شخص کو ایک ایک کر کے دبوچ لینا۔ اور دشمن خدا سپہ سالار وردان کو میرے حصہ کے لئے چھوڑ دینا۔ اس لئے ان شاء اللہ میں کافی ہوں گا۔

[1] الانفال:۶۰

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر! میرا معاملہ زیادہ پیچیدہ اور نازک ہے، اور شر حد سے تجاوز کر چکا ہے، میری چھٹی حس یہ کہتی ہے کہ وردان کو اس کی فوج آپ کے مقابلے میں آنے سے روکے گی۔ اور پھر تمام کے تمام یکبارگی آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیں گے۔ لہٰذا آپ دشمن کی طرف سے اور بھی زیادہ محتاط ہو جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر کرم و فضل فرمائے اور ان کا شر آپ تک نہ پہنچنے پائے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمیں اسی وقت رات ہی رات میں اس قوم کی کمین گاہ کی طرف چلے جانا چاہیئے اور اگر ہم انہیں سوتا ہوا پائیں تو صبح ہونے سے پہلے ہی ان سے فارغ ہو جائیں۔ اور ان کی جگہ ہم چھپ کر بیٹھ جائیں۔ صبح کو جب سپہ سالار وردان آپ سے تنہا ملاقات کرے تو ہم بغیر کسی لڑائی اور مزاحمت کے نکل آئیں۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسکرانے اور ہنسنے لگے اور فرمایا اگر ایسا ممکن ہو تو لیجئے پھر تم ہی کرو، تم دس ساتھی جن کو میں نے چنا ہے جانے کی تیاری کرو اور تم کو ان ساتھیوں پر سردار مقرر کرتا ہوں۔ تم ان کو اپنی کمان میں لے کر ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عزائم اور مقاصد کو پورا فرمائے۔ ان شاء اللہ اگر یہ کام ہو گیا تو اس میں ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور آئندہ کے لائحہ عمل کے عمدہ اور نیک فال بھی ہو گی۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر کہ میں ان شاء اللہ ان تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گا۔ اپنے لشکر سے نکلے اور تمام ساتھیوں نے ننگی تلواریں اپنے ہاتھوں میں تھام لیں، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو سلام دیا اور دعاؤں کی التجا کرتے ہوئے رات کے وقت ہی جب کہ رات کا تیسرا حصہ گزر چکا تھا روانہ ہو گئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ آپ اس ٹیلے تک پہنچ گئے اور اپنے ساتھیوں کو وہاں رکنے کے لئے کہا اور فرمایا تم لوگ یہیں ٹھہرو جب تک میں رومیوں کے متعلق کوئی خبر نہیں لاتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑے (جنگی لباس) اتار دیئے، تلوار ہاتھ میں لی اور آہستہ آہستہ پہاڑ اور ریت کے ٹلوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے چلتے گئے یہاں تک کہ روم کے قوم کے پاس پہنچ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دن بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند میں مدہوش پایا۔ سے ان کو کسی قسم کے حملے کا کوئی خطرہ وغیرہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ سب اطمینان سے سو رہے تھے۔ روای نے کہا کہ پہلے تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کو قریب جا کر موت کی نیند سلا دیا جائے مگر پھر خیال آیا کہ اس طرح وہ جاگ جائیں گے اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے جائیں گے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اپنے ساتھیوں کے پا واپس تشریف لائے۔ اور ان کو خوشخبری سنائی کہ جس چیز کا تم ارادہ لے کر آئے ہو وہ موجود ہے۔ اور جس چیز کا تمہیں ڈر تھا وہ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تلواریں ننگی کر لو اور اس قوم کی طرف چلو پھر جس طرح چاہو ان کو تہہ تیغ کر ڈالو۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے اور وہ سب آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ہتھیار اتار ہوئے تھے اور اپنے اپنے سرہانے رکھے ہوئے تھے۔ اہل اسلام جدا جدا ہوئے اور ہر ایک نے ایک ایک کو سنبھال لیا۔ جب پوری طرح ان کے قتل پر قادر ہو گئے تو اپنی تلواریں بلند کیں اور ان کے منہ گردنوں اور پشتوں میں پیوست کر دیئے اور انہیں اٹھنے تک نہ دیا۔ تلواروں کی ضربیں اس قدر شدید تھیں کہ انہوں نے ان کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اور جب سب کو فنا کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد ان کا اسلحہ اور دوسرے سامان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساتھیوں تم کو پہلی فتح کی خوشخبری ہو۔ ان

شاء اللہ اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہمیں فتح سے نوازے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا فرمانے والا ہے اور اس امر کو اپنے درست انجام تک پہنچانے والا ہے۔ تمام نے اپنے پروردگار کی مدد ونصرت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر ادا کیا اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عنایات پر شکر ادا کرتے رہے۔ یہاں تک فجر ہوگئی تمام حضرات اکٹھے ہوئے اپنے کپڑے اتار کر رومیوں کی وردیاں پہن لیں اور نقاب اوڑھ لئے اور ڈر سے کہ سپہ سالار کا بھیجا ہوا کوئی آدمی ادھر نہ آجائے اور ان کو دیکھ نہ لے اور بنا بنایا ہوا کھیل خراب نہ ہو جائے چھپ کر بیٹھ گئے۔ ان جاسوسوں کی لاشیں ٹیلے کے نشیبی گڑھے میں چھپا دیں۔ اور ان پر مٹی ڈال دی اور خود مسلح ہو کر فتح کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

اجنادین کا معرکہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب فجر کا وقت ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، اپنے ساتھیوں کو جنگ کے طریقے کے مطابق مرتب کیا، سرخ لباس زیب تن کیا اور سر پر زرد عمامہ باندھا، ادھر رومیوں نے بھی صف بندی کی اور ہتھیار لگائے اور صلیبوں کو بلند کیا۔ مسلمان تیاری میں ہی تھے کہ رومیوں کے لشکر کے قلب میں سے ایک سوار نے نکل کر آواز دی اور کہا: اے عرب کی جماعت! جو ہمارے اور تمہارے درمیان کل معاہدہ ہوا تھا وہ کیا ہوا؟ کیا تم عہد شکنی کرنے پر اتر آئے ہو؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ سن کر آگے تشریف لائے اور فرمایا: غداری کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے سوار نے کہا وردان چاہتا ہے کہ آپ اس کے پاس جا کر مذاکرات کریں تا کہ غور وفکر کیا جائے اور دیکھا جائے کہ آپ اور وہ کس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور اپنے سپہ سالار کو کہو کہ میں بلا تاخیر اور بغیر کسی قسم کی سستی کے بے خوف ہو کر کھل دل ودماغ سے مذاکرات کے لئے آرہا ہوں۔

اس قاصد نے جا کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا پیغام سپہ سالار وردان کو پہنچا دیا۔ اس دشمن خدا نے فوراً اپنی لمبی سی زرہ کفن کی طرح پہنی، جواہرات سے جڑے گلوبند اور مفلر کو ٹائی کی طرح گلے میں باندھا اور خود نما ٹوپی سر پر رکھی اس کے اوپر تاج سجا کر چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اس کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ تمام چیزیں مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہوں گی۔ ان شاء اللہ۔

پھر جب اللہ کے دشمن نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی عزت کے لئے خچر سے نیچے اتر آیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھوڑے سے اتر آئے پھر دونوں سپہ سالار ٹیلے پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ وردان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حملہ کے خوف سے اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں رکھی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے عین مقابل بیٹھے تھے اور فرمایا جو کچھ کہنا چاہتے ہے کہہ مگر سچ پر کاربند رہنا، حق کا راستہ اختیار کرنا، اور یہ خوب اچھی طرح جان لے کہ تو ایسے شخص کے سامنے بیٹھا ہے جو کسی کے دھوکہ میں نہ آئے گا اور نہ مکر وحیلہ سے شکست کھانے والا ہے۔ کیونکہ وہ خود مکر وچال کی جڑ اور اصل ہے اور جنگی تدابیر اور حیلہ سازیوں کے قلعہ کا ستون ہے۔ بہر حال تو نے جو کہنا ہے کہہ۔

وردان نے کہا: خالد (رضی اللہ عنہ) اس وقت معاملہ میرے اور تیرے درمیان ہے جو کچھ تو چاہتا ہے مجھ سے بیان کر لیکن

لوگوں کے قتل عام اور خونریزی سے باز آجا۔ اور جان لے کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اور اللہ کے بندوں کا خوب بہایا ہے، تمہارے ان اعمال کا خدائے بزرگ و برتر کے پاس حساب ہوگا اور تم سے اس کی باز پرس ہوگی، اگر تمہیں ہماری دنیا سے کسی چیز کی طلب ہے اور مال واسباب کی ضرورت ہے تو ہم ہرگز تم پر اپنی طرف سے خیرات کرنے اور صدقہ دینے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیں گے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تم دنیا کی سب سے زیادہ کمزور اور ضعیف، مفلوک الحال اور پسماندہ قوم ہو۔ اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم ایک ایسے ملک کے باشندے ہو جہاں لوگ قحط کی وجہ سے بھوکے مر رہے ہیں۔ اور تمہارا حال بہت ہی کمزور ہے۔ جو تم مانگنا چاہتے ہو مانگ لو ہم تمہیں صدقہ وخیرات دینے کو تیار ہیں۔ اب جو جی میں آئے کہو۔ ہماری طرف سے تھوڑا بہت مال ومتاع لو اور اسی پر قناعت کرو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: اے عیسائیت کی دنیا کے ذلیل کتے۔ سن اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے صدقات سے مستغنی کر دیا ہے اور تمہارے اموال کو ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔ ہم اسے جس طرح چاہیں تقسیم کریں۔ اور تمہاری اور عورتوں اور بچوں کو ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ مگر یہ کہ تم ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ تو تم ہمارے بھائی ہو لیکن اگر اس کا انکار کرو گے تو پھر ذلت وخواری کے ساتھ ہر ایک کی طرف سے جزیہ دو اور اگر اس کا بھی انکار ہے تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والی تلوار ہے۔ یہاں تک کہ ہم دونوں فریقوں کے آدمی جنگ مین کام آجائیں اور گردنین کانیں اور کٹوائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو چاہے فتح عطا فرمائے۔ ہمارے پاس تمہارے لئے یہی کچھ ہے۔ جو تم نے سن لیا ہے اور اگر اس کا انکار ہے تو جنگ ناگزیر ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہمیں جہاد کا بہت زیادہ شوق ہے۔ رہا تیرا ہماری جماعت کو سب سے زیادہ کمزور کہنا تو کان کھول کر سن لے تم ہمارے نزدیک کتے کے برابر ہو اور ہمارا ایک آدمی تمہارے ہزار آدمی کو بھی کمزور سمجھتا ہے۔ تیری یہ باتیں اس قسم کی نہیں جیسی کہ ہمارے ساتھ اب تک مصالحت اور امن وآشتی کے خواہش مند کرتے رہے ہیں اگر تو مجھے میرے لشکر اور قوم سے دور اور الگ تنہا دیکھ کر ایسی باتیں کر رہا ہے تو اگر تمہارے دل میں مجھے اکیلے دیکھ کر ہلچل ہو رہی ہے تو چل یہ چاؤ بھی پورا کر لے۔ میں حاضر ہوں ان شاء تجھے کافی رہوں گا۔

وردان اور اس کے ساتھیوں کا قتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب وردان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو مورچوں میں چھپے اپنے ساتھیوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ایسے چھلانگ لگا کر اٹھا کہ اپنی تلوار بھی نیام سے نہیں نکالی۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے بازوؤں سے پکڑ لیا۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنا جوابی حملہ میں اس کے دونوں بازوؤں پر زور سے ہاتھ مارا یوں دونوں سپہ سالار آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑ لیا، دشمن خدا وردان نے چلا چلا کر اپنی فوج کو بلایا کیونکہ اس کو پورا یقین تھا کہ اب خالد میری گرفت میں ہے۔ اس نے چیخ کر بلند آواز سے کہا: جلدی دوڑو اور میرے پاس پہنچو، صلیب نے امیر عرب کو مغلوب کر دیا ہے اور وہ اس کی گرفت میں ہے۔ ابھی وہ اپنا یہ کلام پورا نہ کر پایا تھا کہ قوم نے اس کی آواز کو سن کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم جو ٹیلے کے پیچھے سے مورچہ بند تھے انہوں نے جیسے ہی یہ آواز سنی تو پرانے کپڑے کو پہنے

ہوئے تھے ان کو اتار دیا اور زرہیں اتار کر ننگی تلواریں لئے عقابوں کی طرح اس طرح جھپٹے اور جتنا ممکن ہوا جلدی پہنچنے کی کوشش کی۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ جو اسلام کے قابل فخر سپوت تھے سب سے پہلے پہنچے اور ببر شیر کی طرح دھاڑ رہے تھے باقی عرب کے شہسوار ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ اللہ کا دشمن وردان آنے والوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ فوج کا ایک مختصر سا دستہ اس کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اس کو یہی یقین تھا کہ اس کی فوج کا وہ دستہ اس کی کمک اور مدد کے لئے پہنچ رہا ہے۔ جسے اس نے ایک منصوبے کے تحت ریت کے ٹیلوں میں اس خاص مہم کے لئے چھپا رکھا تھا۔ اس لئے وہ آخری دم تک یہی سمجھتا رہا کہ اس کے اپنے آدمی پہنچ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب اسلام کے بہادر سپاہی اس کے نزدیک پہنچے اور ان کے آگے آگے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چیتے کی طرح لپکے اور جست لگاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور اپنی تلوار گھماتے لہراتے ہوئے آرہے تھے۔ جب اس نے خلاف توقع صورتحال دیکھی تو اس کے ہوش اڑ گئے اور ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے اور کھڑا درخت بید کی طرح کانپنے لگا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا میں تمہیں تمہارے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ کو تم ہی قتل کر دینا۔ اس جن بھوت سے مجھے ہلاک نہ کروانا۔ کیونکہ اس کی شکل دیکھ کر ہی مجھ کو نفرت اور وحشت ہوتی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا قاتل تو یہی بہادر ہوگا۔ وردان اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تلوار کو حرکت دیتے ہوئے شیر طرح دھاڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔

دشمن کا مکروفریب رائیگان گیا

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! کہاں ہے تیرا مکروفریب جو تنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوچا تھا؟ یہ کہہ کر آپ نے اس کی تلوار چکائی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو چلا کر فرمایا، اے ضرار رضی اللہ عنہ! ذرا رکئے اس تک پہنچنے میں صبر کیجئے۔ جب تک میں اس کے قتل کا حکم نہ دوں اسے کو ہلاک نہ کیجئے۔ اتنی دیر میں دوسرے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پہنچ گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی منع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر رکے رہیں۔ جب تک میں حکم نہ دوں اس کو مہلت دیں۔ وردان نے جب یہ منظر دیکھا تو اس کے دل میں اس قدر دہشت پیدا ہوئی کہ گھبراہٹ کے عالم میں کانپنے لگا۔ اور بوکھلا کر زمین پر گر پڑا اور انگلی کے اشارے سے امان طلب کرنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امان اس شخص کو دی جاتی ہے جو امان کے قابل ہو تو وہ شخص ہے جس نے ہم سے منافقت کی ہے کیونکہ تو زبان سے امن وسلامتی کی راگ الاپتا رہا اور دل میں دھوکہ اور مکروفریب چھپائے رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوا کہ تیرا مکروفریب ہم پر نہ چلا سکا۔ کیونکہ "وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ"[1]۔ (اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے)

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے سنی تو اب تو آپ نے اس کو بالکل ہی مہلت نہ دی اور اس کے

شانے کی ہڈی پر اس زور سے تلوار کا وار کیا کہ تلوار آر پار ہوگئی۔ اور جھٹ سے اس کے سر پر سے تاج کو اچک لیا اور کہا جو شخص جنگ میں کسی چیز کو جلدی سے بڑھ کر اٹھالے وہ اسی کا حق ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر مجاہدین کی تلواریں حرکت میں آئیں اور اس کو تہس نہس کر دیا۔ اور جلدی سے اس کے تمغات اور اسلحہ اور زائد لباس پر قبضہ کر لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے میری قوم! مجھے تمہارے بارے میں رومیوں کی طرف سے ڈر ہے کہ کیونکہ رومی فوج کو اپنے سپہ سالار کا انتظار ہے اور وہ اس کے لئے چشم براہ ہیں ان کو ذرا بھی شک گزرا تو وہ ایک دم تم پر ٹوٹ پڑیں گے اس لئے فوراً وردان کا سر کاٹ لو اور مقتولین کی جو وردیاں تمہارے پاس ہیں ان کو پہن لو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ جب تم رومی لشکر کے قریب جاؤ تو اللہ اکبر کہہ کر ان پر حملہ کر دینا اور تمہاری تکبیر کہتے ہی مسلمان ان پر حملہ کر دیں گے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حکم سن کر ہر شخص اپنے اپنے مقتول کا قصد کیا اور اس کا لباس اور اس کا اسلحہ اتار کر خود پہن لیا اور انہی کی زرہیں بھی اتار کر از خود پہن لیں اور مقابلے کے لئے رومیوں کی طرف چل دیئے، وہ رومی لباس اور اسلحہ میں تھے اس لئے رومیوں کو شک نہ ہوا کہ یہ مسلمان ہیں ان کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں وہ انہیں اپنے آدمی سمجھتے رہے۔

رومیوں کا غلط فہمی میں مارا جانا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ دونوں لشکر کے آگے آگے رہ کر ان کی قیادت فرما رہے تھے۔ وردان کا سر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی نوک پر لگا رکھا تھا۔ جب یہ ٹیلے کی اوٹ سے دونوں فوجوں کے سامنے آئے تو رومیوں کے لشکر کی طرف چل دیئے ان کی اس طرف رخ کرنے سے رومیوں کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے وردان کے سر کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سر سمجھا اور مسلمانوں کے فوجیوں کو اپنے فوجی تصور کر لیا۔ انہوں نے خوشی سے بھنگڑے ڈالنے اور تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اور فخریہ انداز میں صلیبوں کو بلند کرنے لگے۔ اور انہوں نے اس قدر شور و غل کیا کہ آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ مسلمانوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان کے دلوں پر خوف چھا گیا اور ان کو ایسا لگا جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کسی بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ اب مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ کوئی دعاؤں میں مصروف ہو گیا تو کوئی خوف سے سہم گیا کہیں سے رونے کی آوازیں آنے لگیں تو کہیں چیخ و پکار شروع ہر گئی۔

رومی وردان کا کٹا ہوا سر دیکھ کر ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو گئے

ادھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی رومیوں کی صفوں کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے سپہ سالار وردان کا سر لیا اور ان لوگوں کے سامنے رکھ کر باآواز بلند فرمایا: اے اللہ کے دشمنو! یہ ہے تمہارے سپہ سالار وردان کا سر۔ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول کریم علیہ السلام کا صحابہ ہوں۔ پھر آپ نے اس کو پھینک دیا اور نعرہ تکبیر بلند کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔ پھر تمام مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں بلند کرتے ہوئے دشمن پر ہلہ بول دیا۔

رومی فوج کی عبرتناک پسپائی

دوسری طرح حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی فوج کو جہاد کے لئے تیار اور برانگیختہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا: اسلام کے محافظو اور دین کے سپاہیو! حملہ کر دو۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے خود بھی حملہ کر دیا اور ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ رومی فوج نے جب اپنے سردار کا سر دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ عرب کے مجاہدین نے ان کے سردار وردان کو قتل کر دیا ہے اور انہوں نے پسپائی اختیار کی اور بھاگنا شروع کر دیا۔ مگر وہ گھیرے میں آچکے تھے ل۔ اس لئے کہ ہر طرف سے تلواروں نے ان کا خوب کام کیا۔ الغرض پتھروں، ڈھیلوں میں چھپا ہوا کوئی بھی رومی تھا مجاہدین نے ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تہ تیغ کیا اور چاشت کے وقت سے لے کر نماز عصر تک برابر اپنا کام کرتے رہے۔ رومی فوج بد کے ہوئے شتر بے مہار کی طرح ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے۔

حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی لشکر میں تھا۔ میرے پاس دمشق کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا تھا اور ہم مشرکین کے نشانات دیکھ دیکھ کر ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ جب ہم ''دعر'' نامی ایک شاہراہ پر پہنچے تو ہمیں دور سے غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا ہم نے خیال کیا کہ یہ ہرقل بادشاہ نے اپنے لشکر کی امداد کے لئے کوئی تازہ دم فوج بھیجی ہے ۔ یہ سمجھ کر ہم ہوشیار ہو گئے اور اسی طرح پیچھے آنے والے مسلمانوں نے بھی غبار سے یہ تصور لیا کہ رومی فوج کی مدد کے یہ لشکر آرہا ہے۔ چنانچہ ہم تمام فکر مند ہو گئے ۔ لیکن جب یہ غبار قریب آیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نے ہماری مدد کے لئے یہ لشکر روانہ کیا ہے۔ چونکہ رومی فوج اپنے سردار کے قتل کے بعد انتشار کا شکار ہو گئے تھے اور وہ اسی طرح منتشر ہو گئے تھے۔ رہی سہی کسر یوں نکل گئی کہ جس طرح رومی فوجی بھاگے اسی طرف سے مسلمانوں کا لشکر آرہا تھا اس لئے جو رومی ان کے ہتھے چڑھتا وہ اس کو قتل کر دیتے اور اس کے مال و اسباب کو غنیمت بنا لیتے۔

اجنادین کی عظیم فتح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یونس بن عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں مجھ سے بیان کیا تھا کہ یہ لشکر جو مشرکین کو شکست اور پسپائی کے لئے ''اجنادین'' کے مقام پر مسلمانوں کی کمک کے لئے بھیجا گیا تھا اس کی کمان حضرت عمرو بن عاص بن وائل سہمی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ یہ لشکر رومی فوج کے ساتھ لڑائی کے وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اور اس کی کمان بھی وہاں پہلے سے موجود لشکر اسلام سے کوئی شخص نہ کر رہا تھا۔ بلکہ یہ لشکر عین اسی دن پہنچا جس دن روم کی فوج کو شکست اور پسپائی اختیار کرنا پڑی تھی۔

اجنادین میں رومیوں کے لشکر کی تعداد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ ''اجنادین'' کے مقام پر رومی فوج کی تعداد نوے ہزار تھی اور ان میں اس دن جو قتل ہوئے وہ پچاس ہزار سے زائد تھے۔ اس سے کم ہرگز نہ تھے۔ لڑائی کے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ تو اپنوں کے ہاتھوں ہی قتل ہوئے، باقی جو

فرار ہو گئے تھے جن میں سے بعض نے قیساریہ کا رخ کیا اور بعض دمشق کی طرف بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کے ہاتھ اتنا مال غنیمت لگا کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر مال غنیمت ہاتھ نہیں لگا تھا۔ سونے اور چاندی کی صلیبیں اور سونے کی زنجیریں جو انہیں میدان جنگ سے ملیں، ان کا تو کوئی حساب بھی نہ تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس شام کو مال جمع کیا تو تاج سمیت جو وردان کے سر سے مال غنیمت کے طور پر ملا تھا جمع کر کے رکھ لیا اور فرمایا: ابھی اس میں سے کچھ بھی تقسیم نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ جب ہم دمشق فتح کریں گے تو پھر مال غنیمت کو آپ لوگوں پر تقسیم کریں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اجنادین کی جنگ ۱۳ ہجری ۲۹ جمادی الاولیٰ کو لڑی گئی تھی۔ اور فتح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال سے تینتیس (۳۳) راتیں پہلے ہوئی تھی۔ جب ''اجنادین'' مکمل فتح ہو گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تمام امور سے فارغ ہو کر جنگ کی مکمل رپوٹ تیار کی اور دربار خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اس خط یہ میں تحریر تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

من خالد بن الوليد المخزومي إلى خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم سلام عليك

أما بعد

فانى أحمد الله الذى لا إله إلا هو واصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وازيد حمدا وشكرا على المسلمين ودمارا على المتكبرين المشركين وانصداع بيعتهم وأنا لقينا جموعهم بأجنادين وقد رفعوا صلبانهم وتقاسموا بدينهم أن لا يفروا ولا ينهزموا فخرجنا إليهم واستعنا بالله عز وجل متوكلين على الله خالقنا فرزقنا الله الصبر والنصر وكتب الله على اعدائنا القهر فقاتلناهم فى كل واد وسبسب وجملة ما أحصيناهم ممن قتل من المشركون خمسون ألفا وقتل من المسلمين فى اليوم الأول والثانى أربعمائة وخمسون رجلا ختم الله لهم بالشهادة منهم عشرون رجلا من الانصار ومن اهل مكه ثلاثون رجلا ومن حمير عشرون والباقى من اخلاط الناس، ويوم كتبت لك الكتاب كان يوم الخميس لليلتين خلتا من جمادى الآخر ونحن راجعون الى دمشق ان شاء الله تعالى فادع لنا بالنصر والسلام عليك وعلى جميع المسلمين ورحمة الله وبركاته۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی طرف، آپ پر سلامتی ہو میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں درود و سلام بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت پر۔ پھر میں مزید اللہ تعالیٰ

کی حمد اور شکر بجالاتا ہوں کہ اس امر پر اس کے فضل وکرم سے مسلمان سلامت رہے اور مشرکین ہلاک اور برباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دشمنوں کی عداوت کے شعلے ٹھنڈے ہوئے اور ہماری مڈبھیڑ ہوئی ''اجنادین'' میں حمص کے گورنر جنرل وردان کے ساتھ، انہوں نے اپنی فتح کا قبل از وقت خوب پروپیگنڈہ کیا اور چرچا کیا تھا۔ اور انہوں نے صلیبوں کو اٹھا رکھا تھا اور اپنے دین کی قسمیں کھا کھا کر ایک دوسرے کو جنگ کے برانگیختہ کر رہے تھے اور عہد و پیمان کر رہے تھے۔ کہ وہ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے اور نہ کسی صورت میں پسپا ہوں گے۔ مگر ہم خالص اللہ تعالیٰ کی ذات جس کا کوئی شریک نہیں، پر توکل اور بھروسہ کئے ہوئے یقین وایمان کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ اور ہمارا رب ہمارے دلوں میں چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔ اور ہمارے اسرار اور بھیدوں کو جانتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری نیک نیتی اور سچے ارادوں کی برکت سے اپنا فضل وکرم فرمایا اور ہمیں فتح عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو اپنے قہر سے مغلوب کر دیا اور ہم نے ان کی جگہ اور ہر ایک گھاٹی اور ہر وادی کو تہہ تیغ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب ہم نے شمار کیا تو ہلاک ہونے والے کفار ومشرکین کی تعداد پچاس ہزار تھی جب کہ مسلمان مجاہدین جو اس معرکہ میں دودنوں میں شہید ہوئے وہ کل چار سو پچھتر تھے۔ ان میں سے بیس انصار تھے، تیس مکہ کے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شہادت کے مرتبہ پر فائز فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

میں یہ خط آج جمعرات کے دن ۲ جمادی الثانی کو لکھ رہا ہوں، اب ہم دمشق کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے فتح ونصرت کی دعا کریں۔ ہم سب کی طرف سے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ خط لپیٹا اور حضرت عبدالرحمن بن حمید کے سپرد کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ جائیں اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور فضیلتیں ہوں مدینہ منورہ کے باسیوں پر اور سلام ہو۔ حضرت خالد مسلمانوں کے ہمراہ دمشق کی فتح کی جانب رواں دواں ہوئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتظار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روزانہ نئی خبروں کے حصول کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے۔ یوں ایک دن حسب معلوم جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے باہر موجود تھے تو اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن حمید الجمعی رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب بلندی سے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ میں اس وقت شام سے آ رہا ہوں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ

خوشخبری سنی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا اور کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ سجدہ سے سر کو اٹھایئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو قرار اور ٹھنڈک عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر کو اٹھایا تو حضرت عبدالرحمن بن حمید رضی اللہ عنہ نے خط آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پہلے راز کے ساتھ خود پڑھا اور آہستہ آہستہ پڑھنے کے بعد جب خط کے مضمون کو پوری طرح سمجھ لیا تو پھر اس کو بلند آواز سے لوگوں کے سامنے پڑھا اور آپ کے پاس خط سننے کے لئے لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہو گئی تھی۔ کیونکہ یہ خبر (شام کی فتح کی) مدینہ منورہ میں صبح ہی پھیل گئی تھی۔ اس لئے لوگوں نے جوق در جوق مسجد کے دروازے کے پاس جمع ہونا شروع کر دیا گھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تیسری بار خط پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔

مسلمانوں کا ملک شام کی طرف جانے کا قصد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لوگوں نے جب یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے اور انہیں بہت سا مال غنیمت ملا ہے تو لوگوں نے اجر و ثواب میں رغبت کی وجہ سے نیز شام میں رہائش اختیار کرنے کے لئے شام کی طرف جانے کے لئے بیعت ہونا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر اہل مکہ تک پہنچی تو اہل مکہ کے بڑے بڑے لوگوں اور اکابرین نے اپنے گھوڑوں پر کیل کانٹوں سے لیس ہو کر مدینہ منورہ آئے اور ان کی قیادت حضرت ابوسفیان سحر بن حرب اور حضرت عیداق بن ہشام رضی اللہ عنہما کر رہے تھے۔ یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا شام کی طرف جانا ناپسند کیا۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں ابھی تک ہمارے بارے میں نفرت، دشمنی اور بغض و کینہ موجود ہے اس لئے ان کو شام جانے سے روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے دین کا سر بلند کیا اور اللہ تعالیٰ بلند و بالا تر ہے اور اس ذات نے ان کفار کا قول اور سر اور کلمہ سرنگوں اور نیچا کر دیا۔ یہ لوگ کفر کے طریقہ پر تھے اور دین اسلام کے چراغ کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا نور مکمل کرنا تھا سو کر دیا۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین اور عزت و غلبہ عطا فرمایا ہے اور ہماری شریعت کو فتح و نصرت عطا فرمائی ہے۔ یہ لوگ تلوار کے ڈر سے اسلام لے آئے۔ اور اب جو انہوں نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ کے مجاہدوں نے روم پر فتح حاصل کر لی ہے تو وہ ہمارے پاس چلے آئے تاکہ ہم ان کو دشمن کی طرف بھیج دیں یہاں تک کہ یہ بھی سابقین اولین یعنی مہاجرین و انصار کے ساتھ شریک ہوں اور ان کے ساتھ حصہ دار بن جائیں۔ اور ان کی برابری کریں۔ میری رائے میں صحیح یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کو وہاں جانے سے منع کریں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لا أخالف لك قولا ولا أعصي لك أمرا

میں آپ رضی اللہ عنہ کی بات کی نہ مخالفت کرتا ہوں اور نہ کسی معاملہ میں آپ کی بات کے خلاف کروں گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب اہل مکہ کو وہ بات پہنچی جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمائی تو وہ اکٹھے ہو کر مسجد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد نبوی میں مسلمانوں کی جماعت میں تشریف فرما تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مشرکین کو جو شکست سے دوچار کیا اس کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ قریش مکہ کی یہ جماعت جب آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو سلام عرض کیا بیٹھ گئے اور باہم مشورہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے بات کا آغاز کون کرے گا؟ آخر یہ طے پایا کہ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ بات کا آگاز کریں گے۔ لہٰذا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! ہم یہ مانتے ہیں کہ ایامِ جاہلیت میں آپ کے اور ہمارے درمیان دشمنی رہی ہے اور ہم ایک دوسرے سے ناراض تھے۔ آپ نے ہم پر سختی کی اور ہم نے آپ پر سختی کی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرما دی ہے تو ہمارے دلوں میں آپ کے متعلق جو بھی بغض وعداوت اور کینہ ودشمنی ہے وہ سب ختم ہو گیا ہے کیونکہ ایمان ،شرک ،بغض ، کینہ اور کدورت کو ختم کر دیتا ہے مگر حیرت اس بات پر ہے کہ آج بھی ہمیں آپ اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں۔ اور ہم سے ناراض لگتے ہیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! بتایئے! کیا ہم دینی رشتہ میں منسلک ہونے سے بھائی بھائی نہیں بن گئے؟ اور پھر ہمارے اور آپ سے نسبی لحاظ سے بھی برادرانہ تعلقات ہیں۔ اب تو ہمارا اور آپ کا مضبوط اسلامی رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم ایک ہیں اور ایک رہیں گے۔ اور اس کے بعد بھی آپ اس پرانی دشمنی اور نئی دشمنے رکھنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟

کیا وہ وقت نہیں آیا کہ آپ ہمارے متعلق جو دشمنی اور کدورت رکھتے ہیں اس کو ختم کر دیں کیونکہ ہم نے آپ کے متعلق اپنے دلوں کو صاف کر لیا ہے۔ اور ہم اس بات کا دل سے اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہم سے افضل ہیں اور ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے اور جہاد میں حصہ لینے میں ہم سے بہت پہل کرنے والے ہیں ہم آپ کے ان مراتب اور اعزازات کا انکار نہیں کرتے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ گفتگو سن کر خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس کلام سے بڑی شرمندگی ہوئی یہاں تک کہ شرم وحیا کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! میرا مطلب یہ نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے بلکہ میرا مقصد تو صرف اور صرف خون ریزی کو روکنا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دماغ میں ایامِ جاہلیت کی حمیت وغیرت ابھی تک موجود ہے اور تم اب بھی ''اسلام میں سبقت لے جانے والوں'' پر اپنے حسب ونسب اور خاندانی بڑائی کا اظہار کرتے ہو۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ

کی راہ میں وقف کر چکا ہوں۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ کے دوسرے سرداروں نے بھی اسی طرح کا عہد و پیمان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی گفتگو اور ان کے عہد و پیمان پر بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعا کی:

''اللهم بلغهم أفضل ما يوملون وأجزهم باحسن ما يعملون وأرزقهم النصر على عدوهم ولا تمكن عدوهم فيهم" إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (آل عمران۲۶)''

اے اللہ! ان کی امیدوں سے زیادہ ان کو وہاں پہنچا اور ان کو ان کے کاموں کی عمدہ جزا عطا فرما اور ان کو ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما اور ان کے دشمنوں کو مغلوب فرما'' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

شام میں جانے کے لئے وفود کی آمد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابھی چند دن ہی گزرنے نہ پائے تھے کہ یمن سے بھی بہت سے وفد آ گئے جن میں سب سے پہلے حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت آنے والے وفد تھا ان کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے اور یہ لوگ شام جانے کے ارادے سے آئے تھے۔ ابھی یہ لوگ مدینہ منورہ میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت مالک الاشترنخعی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے، حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کے پاس قیام کیا۔ اور آپ سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئی جنگوں اور معرکوں میں بھی شریک ہوئے تھے۔ اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ شام کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خط

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں تقریباً نو ہزار کا اجتماع ہو گیا تھا جب یہ اجتماع مکمل ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اس میں یہ لکھا:

بسم الله الرحمن الرحيم

من أبي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى خالد بن الوليد ومن معه من المسلمين أما بعد فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وأوصيكم وآمركم بتقوى الله في السر والعلانية وقد فرحت بما أفاء الله على المسلمين من النصر وهلاك الكافرين وأخبرك أن تنزل إلى دمشق إلى أن يأذن الله بفتحها على يدك فإذا تم لك ذلك فسر إلى حمص وانطاكية والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته وقد تقدم إليك ابطال اليمن وأبطال مكة ويكفيك بن معد يكرب الزبيدي ومالك بن الاشتر وانزل على المدينة العظمى انطاكية فإن بها الملك هرقل فإن صالحك فصالحه وأن حاربك فحاربه ولا تدخل الدروب وأقول هذا وأن الأجل قد قرب ثم كتب "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" (آل عمران۱۸۵)

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف۔ از یں بعد! مین اس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں درود پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر، میں تجھے خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنا اور ان کے کمزور کا بوجھ اٹھانا اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرنا اور جب بھی کوئی قدم اٹھانا تو اپنے ساتھیوں سے مشاورت ضرور کرلینا۔ اور مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی ہے۔ اور کفار کو شکست سے دوچار کیا۔ اب تم اپنے گھوڑوں کو مسلسل بڑھاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ دشمن کی سرزمین کے آخری حصہ تک پہنچ جاؤ۔ ملک شام کے باغات میں جاکر پڑاؤ کرو اللہ تعالیٰ شام کو اپنے اذن سے تمہارے ہاتھ پر فتح فرمادے۔ جب شام فتح ہوجائے تو اس کے بعد ''حمص'' اور ''معرات'' کی طرف پیش قدمی کرنا۔ اور ان دونوں شہروں کے بعد ''انطاکیہ'' کی جانب پش قدمی کرنا۔ تمہارے تمام مسلمان ساتھیوں کو میری طرف سے سلام اور برکت کی دعا قبول ہو۔ میں تمہارے پاس یمن کے بہادروں اور نخع کے شیروں اور مکہ مکرمہ کے سرداروں کو بھیج رہا ہوں۔ ان میں سے ایک تو عمرو بن معدی کرب اور مالک اشتر نخعی ہیں جو تمہارے لئے کافی ہوں گی اور جب تم بہت بڑے پہاڑوں والے شہر ''انطاکیہ'' میں پہنچو تو بادشاہ روم ہرقل چونکہ اس شہر میں رہتا ہے اگر وہ تم سے صلح کرنا چاہے تو صلح کرلینا اور اگر وہ جنگ کرنا چاہے تو تم اس سے جنگ کرنا۔ ایک بات یاد رکھنا، کہ پہاڑی دروں میں فوجی کاروائی سے پہلے مجھ کو ضرور آگاہ کرنا۔ یہ کام میری اطلاع کے بغیر نہ کرنا اور ویسے بھی بات یہ ہے کہ ہرقل کی موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ کیونکہ ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' (ہر نفس نے مُوت کا مزا چکھنا ہے)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے خط پر مہر لگائی اس کو لپیٹا اور حضرت عبدالرحمن بن حمید جمعی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ہی شام سے خط لے کر آئے تھے لہٰذا تم ہی اس کا جواب بھی لے کر جاؤ۔

حضرت عبدالرحمن بن حمید جمعی اسی وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور جنگلوں، بیابانوں کو طے کرتے ہوئے مختلف منازل پر پڑاؤ کرتے ہوئے، اتار چڑھاؤ کرتے ہوئے آخر دمشق پہنچ گئے اور یہ خط حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت نافع بن عمیرہ نے بیان کیا: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف خط روانہ کیا اسی وقت آپ رضی اللہ عنہ دمشق کی طرف کوچ کر گئے تھے ادھر اہل دمشق نے جس وقت سنا کہ ان کے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کر دیا گیا ہے اور روم کے بادشاہ کو شکست ہوئی ہے تو وہ خوفزدہ ہوگئے اور پریشان ہو کر قلعہ بند ہوگئے۔ دیہاتوں اور مضافات کے کاشتکار اور دوسرے لوگ بھی شہر میں آکر قلعہ بند ہوگئے۔ انہوں نے محصور رہنے کا سامان تیار

کرلیا اور تلواریں، نیزے، ڈھالیں اور منجنیقیں اور غلیلیں شہر کی دیواروں پر جمع کرلیں، چھوٹے چھوٹے جھنڈے لہرا دیئے تھے اور صلیبوں کو نصب کر دیا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جس وقت یہاں پہنچے تو اس وقت یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ ان کے سر پر پہنچ گئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نو ہزار اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے دو ہزار لشکر کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ سے آملے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی فوج میں اضافہ ہو گیا پھر حضرت شرحبیل، حضرت عمرو بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کا بھی ایک ایک ہزار لشکر آپ رضی اللہ عنہ سے آملا اور ان کے قدم بقدم سوادِ اعظم کا ایک لشکر جرار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھی آرہا تھا۔ اہلِ دمشق نے جب لشکر جرار کو دیکھا تو ان کو اپنی یقینی ہلاکت نظر آنے لگی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اجلاس

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (دمشق) آئے اور شہر سے ایک میل سے تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ایک گرجا جس کو ''دیر'' کہا جاتا تھا پڑاؤ کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں چھاؤنی بنالی تو آپ رضی اللہ عنہ نے امراء اور سردارانِ عرب کا اجلاس طلب کیا۔ اور جب تمام سپہ سالار حاضر ہوئے تو ان کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کو معلوم ہے کہ اس قوم نے جب ہم ان کے پاس سے لوٹے تھے تو اس وقت ہمارے ساتھ غداری کی تھی اور ہمارے وہاں سے نکلتے ہی انہوں نے پیچھے سے بغاوت کردی تھی اس لئے اس قوم کا بالکل اعتبار نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ امان نہ دیں اور اپنے اس مقام سے بالکل نہ ہٹیں۔ ورنہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آپ کے ساتھ کوئی سازش کر سکتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر رہیں اور قلعہ کے دروازوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اور وہاں سے چھوٹے چھوٹے دستے وقفے وقفے سے بھیجتے رہیں تا کہ وہ ان لوگوں کو اپنی جھڑپوں میں مصروف رکھیں اور ان کو سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ یہاں پر رہیں اور قیام لمبا ہو جانے کی صورت میں پریشان نہ ہونا۔ کیونکہ کامیابی صبر کے بعد ہی ملتی ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اپنا خیمہ قلعے سے دور نصب کرنا۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی ہدایات اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس تمام گفتگو کو بسر و چشم قبول کیا لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کا چوتھائی حصہ لیا اور باب جابیہ کی طرف روانہ ہو گئے اور قلعہ کے دروازے سے دور طائف کے بنے ہوئے چمڑے کا ایک خیمہ نصب کرلیا۔

دمشق کا محاصرہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے مسلمہ بن عوف نے حدیث بیان کی کہ حضرت سالم بن عبداللہ حضرت حجاج انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حضرت رفاعہ بن عاصم فرمایا جو دمشق کی جنگ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے عرض کیا: اے دادا جان! کیا چیز حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مانع تھی باوجود اس کے کہ ان کے پاس رومیوں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت جو ان کو اجنادین، بصرہ کے معرکوں میں ملے تھے خیمے موجود تھے انہوں نے طائف کا بنا ہوا ایک چمڑے کا خیمہ نصب کیا تھا؟

میرے دادا جان نے فرمایا: اے بیٹے! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو تواضع اور انکساری مانع تھی۔ کیونکہ وہ دنیا کی زیب وزینت میں کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ نیز اہل روم کو یہ بات بتانا مقصود تھی کہ اہل اسلام کا ہدف ملک پر قبضہ کرنا اور دنیاوی مال ومتاع کا حصول نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دنیا کی خواہش کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ مسلمان تو صرف اور صرف اپنے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے لڑتے ہیں۔ جنگ اسے کا مقصد دین اسلام کی نصرت اور اعلائے کلمۃ الحق اور کفر وشرک کو مٹانا مقصود ہوتا ہے۔ جس سے وہ اُخروی اجر وثواب کے طالب ہوتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا: اے بیٹا! مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ جب رومیوں کے شہر میں اترتے تو اپنے پرانے خیمے ہی اپنے لئے نصب کراتے تھے اور مال غنیمت میں ملنے والے خیموں کو ان سے کچھ فاصلے پر نصب کراتے تھے اور ان میں گھوڑے باندھا کرتے تھے یا ان میں اسلحہ زرہیں، ڈھالیں، پیش قبض اور دیگر سامان جنگ وغیرہ رکھ دیا کرتے تھے۔ اور ہم مین سے کوئی شخص ان خیموں کے قریب تک نہ جاتا تھا۔ بعض اوقات بارش ہوتی اور ہم میں سے کوئی شخص بارش میں بھیگ بھی رہا ہوتا تو بھی ان خیموں میں جا کر پناہ نہ لیتا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان خیموں میں خاص اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا ہوتا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو ان خیموں کی رغبت نہ تھی۔ یہی حال اسلحہ اور ہتھیاروں کا تھا ہمارے ساتھ خالی ہاتھ اور نہتے دشمنوں کے سامنے چلے جاتے لیکن انہیں استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے۔ بعض مسلمان کھجور کی گٹھلیوں میں سوراخ کرتے ان کو ڈوری میں پروتے اور اپنی زرہ بنا لیتے اور ان کفار کی زرہوں کو استعمال نہ کرتے۔

مختلف ابواب پر مسلم شہسواروں کا تعین

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ باب جابیہ میں پہنچے تو اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا اور اس کے بعد حضرت خالد بن ولید اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو طلب کر کے ہدایت کی کہ تم اپنے دستوں کو لے جاؤ اور باب الصغیر پر پہنچ جاؤ اور اپنی قوم کی حفاظت کرتے رہنا۔ اگر شہر کے اندر سے کوئی تمہارے مقابلے کے لئے نکلے تو تم کو یہ احساس ہو کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے تو اس کے متعلق مجھے آگاہ کرنا۔ اور میں ان شاء اللہ تمہارے لئے کمک روانہ کردوں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کاتب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور آپ کو باب توما پر متعین کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی طرف توجہ کی اور حضرت عمرو بن وائل سہمی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ اے عمرو! تم اپنے دستے کو لے کر ''باب فرادیس'' پر پہنچ جاؤ۔ پھر آپ نے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قتیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ اپنی قوم کے ساتھ باب الفرج کی طرف چلے جاؤ۔ پھر حضرت خالد بن ولید نے باب الشرقی پر پڑاؤ کیا اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو دو ہزار کا لشکر دیا اور ہدایت کی کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے اردگرد چکر لگاؤ اگر دوران گشت کوئی مشکل پیش آئے یا دشمن کی جاسوسی کرو اور اس کے متعلق مجھے آگاہ کرنا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنی ڈیوٹی پر تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی قوم بھی آپ کے ساتھ تھی۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ باب الشرقی پر موجود رہے۔

مزید کمک کے پہنچنے پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خوشی

اسی دوران حضرت عبدالرحمن بن حمید رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خط کے ساتھ تشریف لائے اور

انہوں نے جنگ والی جگہ کا رخ کیا۔ چنانچہ شرقی دروازے پر ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھ حضرت ربیع بن عمیر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جنگ میں مشغول تھے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کا خط حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو بہت خوش ہوئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حضرت ابوسفیان اور حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہما اور ان کے لشکر کے آنے کی خوشخبری دی۔

مسلمان سارا دن جنگ میں مصروف رہے یہاں تک کہ جب رات کی تاریکی چھانے لگی تو دونوں فریق منتشر ہو گئے اور مسلمانوں ہر امیر اپنے اپنے دروازہ پر متعین رہا۔ کیونکہ اس کی ذمہ داری لگی ہوئی تھی۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خط ہر دروازے پر بھیجا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ مسلمانوں کو کمک پہنچنے کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی۔

سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کا گشت

لوگوں نے ساری رات صبح کی جنگ کے لئے تیاری میں گزاری اور باری باری پہرہ دیتے رہے، حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے ساری رات گشت کرتے رہے اور ایک لحہ بھی ایک جگہ پر نہ ٹھہرے اس خوف سے کہ مبادا دشمن ان پر شب خون نہ مارے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اہل دمشق اپنے اکابرین کے اکٹھے ہوئے اور ان سے مشورہ کیا کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا: مصالحت بہت ہے اور ہماری رائے یہی ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کر کے ان سے صلح کر لی جائے۔ بعض دوسروں نے کہا کہ ہم اجنادین کے اکٹھ سے زیادہ نہیں ہیں۔ تو ان سب کو روم کے بطریق نے کہا: اس معاملہ میں شاہ ہرقل کے داماد ''توما'' سے مشاورت کر لی جائے تا کہ ہم سن لیں کہ وہ اس معاملہ میں کیا کہتا ہے اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اس بحران سے نکالنے میں ہماری مدد کرے، ورنہ مصالحت بہتر ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ سب مل کر ''توما'' کے پاس گئے اور اس کے پاس مسلح سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا تم لوگوں کے کیا عزائم ہیں؟ آنے والوں نے کہا کہ ہم ہرقل بادشاہ کے داماد ''توما'' سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ بعض سپاہی اجازت لینے کے لئے اندر گئے اور ان کو اجازت مل گئی، اجازت ملنے پر یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور جنرل توما کے سامنے زمین کو چوم کر وہ اس کی تعظیم بجا لائے۔ توما ان پر بہت خوش ہوا اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بیٹھ گئے مگر ان کے چہروں پر غم اور پریشانی نمایاں تھی۔ یہ لوگ بہت پریشان تھے پھر توما نے ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ اتنی اندھیری رات میں آپ کے آپ کا کیا مقصد ہے؟

جنرل توما کی ڈینگیں

انہوں نے جواب دیا۔ اے ہمارے سردار! اے ہمارے فریاد رس،۔ ہمارے شہروں پر مصیبت نازل ہوئی ہے ہم آپ کی مدد اور دستگیری کے حصول کے لئے حاضر ہوئے ہیں کیونکہ ہم اکیلے اس مصیبت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور آپ پر ہمیں مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے جس آپ مناسب سمجھیں ہماری دستگیری کریں۔

اس کی ایک ہی صورت ہے یا تو ہم عربوں سے صلح کرلیں اور ان کے سارے مطالبات کو تسلیم کرلیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ آپ بادشاہ سے عرض کریں تاکہ وہ ہماری مدد کے فوج بھیجے اور تیسری صورت یہ کہ آپ اپنے لشکر کے ذریعے مسلمانوں کو ہمارے شہروں سے دور کردیں۔ اور ہماری ان سے جان بخشی کروائیں۔ ہم بالکل ہلاکت وتباہی کے دہانے پر ہیں۔ اور خطرات کے بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ ''جنرل توما'' ایک زوردار قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا۔ تم پر افسوس ہے دشمن کو تم نے اپنی بزدلی کی وجہ سے خود ہی اپنے سر چڑھالیا ہے۔ پھر ان میں یہ لالچ اور جرأت تو پیدا ہونی ہی تھی۔ مجھے اپنے بادشاہ کے سر کی قسم! میں اس قوم کو جنگ لڑنے کے اہل ہی نہیں سمجھتا اور نہ ان کو اس قابل تصور کرتا ہوں کہ یہ مسلمان تیروں کی بارش کا مقابلہ کرسکیں گے۔ اگر انہوں نے کبھی میرے قریب آنے کی کوشش کی تو ان کے اگلوں کو ان کے پچھلوں کے ساتھ ملادوں گا اور اپنی قوم کا ان سے ایسا انتقام لوں گا کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ جاؤ اپنے شہروں میں اطمینان سے رہو اور ان سے خوف زدہ ہونے اور ڈرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان بے چاروں میں تو اتنی ہمت ہی نہیں اگر تم شہر کا دروازہ کھول دو تو ان میں سے شہر کے اندر داخل ہوسکے۔ پھر ڈرتے کس لئے ہو؟

اہل دمشق مسلمانوں سے خوفزدہ

اہل دمشق نے کہا: اے سردار! ان کا چھوٹا اور ان کا بڑا ہمارے دس آدمیوں کے لئے کافی ہے اور ان کا سردار تو سو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور وہ تو کوئی بلا ہے اور ہم میں سے اس کا کوئی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے مال اور ہماری جانیں ان سے محفوظ رہیں اور آپ واقعی ہمارے محافظ ہیں اور ہمارے جان ومال کی حفاظت میں دلچسپی رکھتے ہیں تو آپ ہمارے ساتھ میدان میں آئیں اور مسلمانوں سے یا تو صلح کرلیں یا پھر ہمارے ساتھ مل کر ان سے مقابلہ کریں۔ توما نے ان سے کہا: تم تعداد میں ان سے زیادہ ہو اور ہمارے شہر ہمارے قلعہ ہیں اور تمہارے پاس اسی طرح کے دیگر شہر بھی ہیں اور یہ کہ تمہاری تعداد کے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمہارے پا اسلحہ اور ہتھیار، زرہیں، دیگر جنگی سامان وافر مقدار میں موجود ہے۔ جب کہ تمہارے دشمن کا یہ حال ہے کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور نہتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی قابل ذکر اسلحہ ہے نہ جنگی سازوسامان۔ انہوں نے کہا اے سردار بے شک ان کے پاس ہمارا ہی سازوسامان اور بے شمار ہتھیار ہیں کیونکہ فلسطین کی جنگ میں ''روبیس'' کے لشکر سے اور بصرہ کی لڑائی میں کلوص سے مقابلہ کرتے وقت اور بیت لھیا میں جنرل عزازیر کے ساتھ مقابلہ کے دوران ہمارا بہت سارا اسلحہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا۔ ان کے پاس ہم سے ہی چھینا ہوا اسلحہ ہے پھر وہ نہتے کہاں رہے۔ اور جنگ سحورا میں بولص اور اس کے بھائی کا اسلحہ اور سازوسامان۔ اس کے علاوہ اجنادین میں بھی بہت سا جنگی سامان ان کو حاصل ہوا ہے کیونکہ ہمارے اموال اور آدمی بھی انہوں نے وہاں پکڑے تھے۔ لیکن وہ اسلحہ کو اپنے دفاع اور حفاظت کے لئے استعمال میں اس لئے نہیں لاتے کہ وہ کوئی پرواہ ہی نہیں کرتے کہ ہم ان سے تعداد میں زیادہ ہیں اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا ہے کہ ان کے رب کا ارشاد ہے کہ جو کافر قتل ہوجاتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے اور جو مسلمان قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جائے گا اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

یہی وہ وجہ ہے کہ وہ ہم سے ننگے بدن، ننگے پاؤں ہر طرح جنگ کرتے ہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر جنت کی اعلیٰ نعمتوں کو حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ ان کے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا ہے۔

جنرل توما یہ گفتگو سن کر ہنس پڑا اور بولا: تمہاری ان باتوں سے اور تمہاری سادہ لوحی کی وجہ سے تو ان مسلمانوں کو اس قدر دلیر بنا دیا ہے۔ تمہاری ذہنوں میں اسی طرح کی باتیں بیٹھ گئی ہیں جس کی وجہ سے ان کمتر اور غلام لوگوں تم کو ہلاک کرنے پر حریص ہو گئے ہیں۔ اگر تم سچے دل سے ان کے ساتھ جنگ کرتے تو ضرور ان پر غالب آ جاتے، کیونکہ تم ان سے کئی گنا زیادہ ہو اور وہ لوگ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں اور کمزور بھی ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: جیسے بھی ہو ہم سے اس مصیبت کو ہٹائیں اور اگر آپ نے ان کو نہ روکا تو ہم ان کے لئے دروازے کھول دیں گے۔ پھر وہ جو بھی ہم سے مطالبہ کریں گے ہم اس پر ان سے صلح کر لیں گے۔

جنرل توما نہ جب یہ بات سنی تو کافی دیر سوچتا رہا۔ اور اس کے دل میں یہ ڈر پیدا ہو گیا کہ یہ واقعی ایسا کریں گے، کافی سوچ بچار کے بعد کہنے لگا۔ اس میں فکر کی کوئی بات نہیں میں عربوں کو تم سے دور کر دوں گا۔ اور ان کے سرداروں میں ایک ایک کو چن چن کر قتل کروں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے دست و بازو بنو اور میرے سامنے ایسے لڑو کہ مجھے خوش کر دو۔ اس طرح تم اپنی مراد کو حاصل کر لو گے۔

ان لوگوں نے جنرل توما سے کہا: ہم آپ کے ساتھ ہیں بلکہ آپ کے آگے لڑیں گے اور اس وقت تک لڑیں گے جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے۔

جنرل توما نے کہا: اچھا پھر صبح کو جنگ کے لئے آؤ تو ہم اسی وقت عربوں پر ایک ایسی مصیبت بن کر نازل ہوں گے کہ یہ لوگ واپس لوٹ جائیں گے اور اس بات پر وہ لوگ جنرل توما کے مشکور تھے اور مسلسل قلعہ پر پہرہ دیتے رہے اور برجوں، دروازوں پر آگ جلائے رکھی اور جنرل توما کے انتظار میں انہوں نے رات بسر کر دی۔

دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنے مرکز اور مقامات پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا ورد کرتے رہے اور فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونجتی رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشر و نذیر رسول کریم ﷺ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مختلف مقامات پر پہرہ دینا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقام دیر میں عورتوں، بچوں اور مال غنیمت جو دشمنوں سے حاصل ہوا تھا کے پاس، حضرت رافع بن عمیر الطائی رضی اللہ عنہ مشرقی گیٹ پر لشکر زخف میں ساری رات پہرہ دیتے رہے۔ اور چوکنا رہے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور ہر امیر نے اپنے اپنے لشکر کو نماز باجماعت پڑھائی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ باب جابیہ پر

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بھی باب جابیہ پر اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اس کے بعد پیش قدمی کا حکم دیا او فرمایا: جنگ سے دل تنگ نہ کرنا، تکلیف اٹھاؤ گے تو کل کو راحت حاصل کرو گے۔ اور وہ بہت بڑی راحت ہو گی، تیر اندازی احتیاط سے

کرنا کیونکہ تیر کچھ تو نشانہ پر لگتے ہیں اور کچھ خطا ہو جاتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن تم سے اونچی جگہ پر ہیں۔ اور ان کے لئے تمہاری نسبت تیر چلانا زیادہ آسان ہے۔ تم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنا۔ ثابت قدمی اور صبر سے جنگ کرنا۔

لشکر اسلام کی پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے جو دمشق اور شام کی فتوحات میں موجود تھے۔ میں نے سوال کیا اور عرض کیا کہ دمشق کے محاصرہ کے وقت آپ حضرات گھوڑوں پر سوار تھے یا پیدل؟ انہوں نے فرمایا: حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے دو ہزار سواروں کے ماسواء جو اس معرکہ کے وقت پورے لشکر اور شہر کے گرد گشت پر تھے تا کہ دشمن اچانک حملہ نہ کر دے، باقی سب حضرات پیدال ہی لڑ رہے تھے، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ جب کسی دروازہ پر پہنچے تو ٹھہر کر لوگوں کو جنگ کا شوق دلاتے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کی تربیت دیتے فرماتے: اللہ تعالیٰ کے دشمن سے جنگ کے وقت صبر سے کام لینا، کل قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں ہوں گے، اور اگر دشمنِ خدا قلعہ کی دیواروں کے پیچھے سے نکل آئیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان پر اوپر سے یا نیچے سے عذاب بھیج دے اور مجھے امید ہے کہ فتح تمہاری ہی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

لشکر اسلام کا صبر واستقلال

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: راوی نے کہا کہ اب دونوں لشکروں نے ایک لشکروں نے ایک دوسرے کو جنگ کے لئے للکارا اور ساتھ ہی تیراندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی، قلعہ والوں کی طرف سے سنگ باری شروع ہوگئی، عرادات اور منجنیقوں سے پتھر پھینکے جانے لگے، مسلمانوں نے مشرکین کی طرف سے نازل ہونے والی اس آفت اور مصیبت پر نہایت صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا اور ثابت قدم رہے۔

بادشاہ ہرقل کا داماد ''جنرل توما'' ''توما گیت'' سے جو اسی کے نام پر رکھا گیا تھا، باہر آیا ''جنرل توما'' ان رومیوں میں ایک عابد، راہب، زاہد ناسک شخص تھا، اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی بہادر اور دانا بھی تھا مشرک ممالک میں اس جیسا عابد اور زاہد کوئی نہیں تھا قوم اس کی بڑی تعظیم کرتی تھی، اس دن جب وہ اپنے محل سے باہر آیا تو اس نے اپنے سر کے اوپر بڑی صلیب بلند رکھی تھی جسے اس نے برج کے اوپر گاڑ دیا، بطارقہ، اراحیہ ار بڑے بڑے نصرانی اس کے اردگرد کھڑے تھے، ایک صاحب معرفت آدمی نے انجیل کو اٹھایا ہوا تھا وہ بھی اس نے صلیب کے پاس رکھ دی، اس وقت قوم نے چلانا شروع کر دیا اور ان آوازوں نے شدت اختیار کر لی توما آگے بڑا اور اس نے اپنا ہاتھ انجیل کی سطروں پر رکھ کر یہ دعا پڑھنا شروع کر دی۔

''اللھم أن کنا علی الحق فانصرنا ولا تسلمنا لاعدائنا واخذل الظالم منا فانك به علیم اللھم اننا تتقرب إلیك بالصلیب ومن صلب علی دینه وأظھر الایات الربانیة والأفعال اللاھوتیة انصرنا علی ھؤلاء الظالمین قال وأمن الناس علی دعائه''

اے اللہ! اگر ہم حق پر ہیں پس ہماری مدد فرما اور ہمیں ہمارے دشمنوں کے حوالے نہ کرنا۔ اور ظالم کو رسوا کر دے پس تو جانتا ہے کہ وہ کون ہیں؟ اے اللہ! ہم تجھ سے صلیب کے ذریعے مدد سے اور اس شخص کے وسیلہ سے جو اپنے دین پر صولی چڑھایا گیا۔ جس نے معجزات ربانی کو ظاہر کر دیا اور لاہوتی افعال ظاہر ہوئے۔ پس ان ظالموں سے ہماری مدد فرما اور کیا: اور لوگوں کو اپنے دشمن پر مدد فرما۔"

رومیوں کے کفریہ عقائد سے مسلمانوں کا پناہ مانگنا

حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح بیان فرمایا ہے، اور اس سے روماس حاکم بصرہ نے جو اس وقت ان کے پاس بابِ توما پر متعین شرحبیل رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے، تفصیل سے بیان کیا، رومی فوجی جب بھی کوئی بات اپنی زبان میں کرتے تو روماس حاکم بصری ہمیں اس کا ترجمہ عربی میں بتادیتے تھے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رومیوں کو کفریہ باتیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ پر ان کافروں کی جھوٹی تہمتیں سن کر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مسلمان حملہ کے ارادہ سے دروازہ کی طرف بڑھے، کیونکہ آپ کو جنرل تعما کا وہ قول بہت گراں گزرا تھا۔

آپ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بکتا ہے، بیشک حضرت عیسیٰ بن مریم، اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا، پھر جب تک چاہا ان کو زمین پر زندگی عطا فرمائی اور پھر جس وقت چاہا ان کو آسمانوں کی طرف (زندہ ہی) اٹھالیا، اس کے بعد حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے کافروں پر بھرپور حملہ کر دیا۔

حضرت ابوابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی شہادت

عیسائی سپہ سالار "توما" اس دن اتنی سختی اور بے جگری سے لڑا کہ اس سے پہلے اس کو کبھی کسی نے اس طرح زبردست ہمت اور زور سے جنگ کرتے اور لڑتے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے سپاہیوں نے مسلمانوں پر پتھراؤ کیا اور وہ تیروں کی مسلسل بارش کرتے رہے جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے، سخت زخمی ہونے والوں میں ابوابون بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ کو زہر میں بجھا ہوا ایک تیر لگا، آپ نے اس مسموم تیر کو کھینچ کر نکال دیا اور اپنے عمامہ سے اس جگہ کو مضبوط باندھ لیا تاکہ زہر بدن میں آگے نہ پھیلے مگر چونکہ سخت زہریلا تھا، آپ نے اس کا اثر اپنے جسم میں سرایت کرتا ہوا محسوس کیا، ساتھیوں نے حملہ متاخر کر دیا اور آپ کو زخمی حالت میں اٹھا کر خیمہ میں لے آئے اور چھاؤنی میں لانے کے بعد عمامہ کو کھول کر زخم پر دوائی لگانا چاہی مگر حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ سے منع کیا کہ زخم سے عمامہ کو مت کھولیں کیونکہ اگر تم لوگوں نے اس کو کھول دیا تو اس کے ساتھ ہی میری روح پرواز کر جائے گی اور پھر کہنے لگے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میری خواہش پوری ہوتے نظر آتی ہے اور جس چیز کی میں اپنے اللہ تعالیٰ سے امید کرتا تھا۔ اور وہ مجھے مل گئی۔ تاہم ساتھیوں نے ان کو روکنے کے باوجود زخم سے پٹی کھولنا شروع کر دی ابھی وہ پوری کھولنے نہ پائے تھے کہ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا:

"أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون"

(میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول ﷺ ہیں۔ یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ رحمن جل جلالہ نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔)

ابھی آپ یہ الفاظ پورے کر ہی رہے تھے کہ موت نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

مسلم عورتوں کی بہادری

حضرت ابوابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی شادی نئی نئی مقام اجنادین میں حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔ اور آپ کے ہاتھوں پر ہنوز مہندی کا رنگ اور سر سے عطر کی خوشبو زائل نہ ہوئی تھی کہ آپ کو اپنے بہادر شوہر کی تھی اور آپ کے ہاتھوں سے ابھی مہندی کا رنگ سر سے عطر کی خوشبو بھی زائل نہ ہوئی تھی کہ آپ کو اپنے بہادر شوہر کی شہادت کی خبر سننی پڑی۔ ام ابان ایک نہایت بہادر عورت تھیں اور پیدل لڑنے والی عورتوں میں سے ایک دلیر خاتون تھیں۔ آپ کا تعلق ایک جانباز اور بہادری میں مشہور خاندان سے تھا جب انہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے متعلق سنا ابھی وہ میدان جنگ میں تھی انہوں نے نہایت صبر کا مظاہرہ کیا اور ان کے اجر و ثواب کے لئے دعا گو ہوئیں اور ان کی زبان سے اس سخت صدمہ میں بھی کسی نے اس کلمہ کے علاوہ کچھ نہ سنا۔

"هنئت بما أعطيت و مضيت إلى جوار ربك الذى جمع بيننا ثم فرق ولاجهدن حتى الحق بك فانى لمتشوقة إليك حرام على أن يمسنى بعدك أحد وانى قد حبست نفسى فى سبيل الله عسى أن الحق بك وأرجو أن يكون ذلك عاجلا"

تجھ کو مبارک ہو جو تجھ کو عطا ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں چلے گئے ہیں، جہاں آپ کو موٹی موٹی آنکھوں والی گورے رنگ والی حوریں ملنے والی ہیں، اس اللہ تعالیٰ کے پاس جس نے ہمیں ملایا تھا اور پھر جدا کر دیا، چونکہ میں آپ کی مشتاق ہوں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں اپنی پوری جدوجہد سے آپ سے ملنے کی کوشش کروں گی۔ کیونکہ دنیا میں ہم دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ نہ سکے اور نہ ارمان پورے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ ہمارے مقدر میں یہی زندگی کا مکدر ہو جانا لکھا تھا۔ اب میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کہ آپ کے بعد مجھے کوئی چھوئے، میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے پر وقف کر چکی ہوں۔ میں آپ سے بہت جلد ملوں گی۔ اور امید کرتی ہوں کہ یہ مقصد جلد پورا ہو جائے گا۔

پھر حضرت ابوابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ کفن دیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سپرد خاک کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک مشہور ہے۔ حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا آپ کو سپرد خاک کرنے کے بعد نہ تو روئیں اور نہ ہی آپ کی قبر پر ٹھہریں بلکہ سیدھی خیمہ میں آئیں، ہتھیار پہنے اور نقاب اوڑھا، تلوار ہاتھ میں لی اور اپنی ہیئت بدلی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے علم میں آئے بغیر مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جا کر مل گئیں۔ لوگوں سے پوچھا کہ میرے شوہر کو کون سے دروازے پر شہید کیا گیا؟ بتایا گیا کہ

''باب توما'' (جو شام روم ہرقل کے داماد کے نام سے مشہور ہے۔ اور آپ کو توما نے ہی شہید کیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہا حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوگئیں اور اس میں جا کر گھل مل گئیں۔ اور سخت جنگ وقتال کیا، آپ تیراندازی میں بہت بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جنگ میں ''توما کے گیٹ'' پر ایک شخص کو صلیب اٹھائے دیکھا جو ''توما'' آگے آگے چل رہا تھا اور وہ ہماری طرف اشارہ کرتا اور اعلان کرتا تھا۔

''اللهم انصر هذا الصليب ومن لاذ به اللهم اظهر له نصرته وأعل درجته''

اے اللہ! تو اس صلیب کو اور جس نے اس کی پناہ لی ہے اس کو فتح عطا فرمادے اور اس کی پناہ لینے والوں کو غلبہ عطا فرمادے اور اس کو سر بلند فرما۔''

ام ابان رضی اللہ عنہا کا تیر اور جنرل توما

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابھی میں اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا نے ایک ایسا تیر امارا کہ وہ اس شخص کے بدن پر جا لگا اور نشانہ خطا نہ ہوا اور صلیب اس کے ہاتھ سے زمین گر پڑی، اور وہ ہماری طرف آ گی، اس کے جواہرات کو میں چمکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ہم میں سے ہر شخص اس کی طرف تیزی سے بڑھا تا کہ اس کو اٹھالے۔ دشمن خدا توما نے جب دیکھا کہ لوگ صلیب کی طرف اس کثرت سے آرہے ہیں اس کو اس نے اپنی رسوائی اور ذلت سمجھتے ہوئے سوچا کہ اب ہلاکت قریب ہے۔ اس کا کفر اس وقت اور زیادہ ہو گیا اور اس کو یہ بات سخت ناپسند گزری اس نے دل میں سوچا کہ بادشاہ روم کو جب اس کے متعلق خبر ہوگئی کہ بڑی صلیب مجھ سے چھن گئی ہے اور مسلمانوں نے اس پر قبضہ کرلیا ہے تو یہ بڑی شرمندگی والی بات ہے۔ اس نے اپنی ڈھال سنبھالی اور تلوار ہاتھ میں لی اور اپنے ساتھیوں سے کہا: جس کو میرے ساتھ چلنا ہو، وہ چلے اور جس کو بیٹھنا ہو وہ بیٹھا رہے، میں نے اب جنگ کا پکا ارادہ کرلیا ہے اور میں ضرور میدان میں نکلوں گا۔ اور ان بھیڑوں کو بھگا کر اور مار کر ہی اپنے بے قرار دل کو سکون دوں گا۔ یہ کہتے ہی وہ تیزی سے قلعے سے نیچے اترا اور قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا، دروازے کھلتے ہی سب سے پہلے میدان نکلا اور رومی چونکہ اس کی جنگی مہارت، اس کی حس اور اعلیٰ فراست سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے کوئی بھی پیچھے نہ رہا اور سب اس کے ساتھ مل کر نکل کھڑے ہوئے اور تیر کمانیں، تلواریں لے کر ٹڈیوں کی طرح چاروں اطراف میں پھیل گئے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان صلیب پر قبضہ کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف تھے کہ ادھر سے رومی چیختے ہوئے دروازے سے باہر نکلنا شروع ہو گئے ایک شور برپا ہو گیا۔ مسلمان یہ صورت حال دیکھ کر ایک دوسرے کو خبردار کرنے لگے۔ جب ان مسلمانوں نے رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور خود دشمن کے مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے۔ دشمن آگے بڑھ رہا تھا اور دروازے کے اوپر سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تاہم مسلمان اس کی پروہ کئے بغیر آگے بڑھتے ہی چلے گئے یہاں تک کہ رومیوں پر حملہ آور ہو گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو باآواز بلند کہا: اے لوگو! دروازے سے دور اپنے پیچھے کی طرف ہٹ کر لڑو تا کہ تم قلعہ کے اوپر سے آنے والے تیروں اور پتھروں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکو۔ یہ سن کر مسلمانوں نے بڑی تیزی سے پیچھے ہٹے

اور لڑنا شروع کر دیا۔ مسلمان اس طرح اپنے سروں پر آنے والے تیروں اور پتھروں سے محفوظ ہو گئے۔ جس وقت مسلمان پیچھے ہٹے تو دشمن خدا توما نے ان کا پیچھا کیا اور اس نے پیچھا کرتے ہوئے دائیں بائیں سے بڑی ضربیں لگائیں۔ توما۔ مست اونٹوں کی طرح مسلمانوں کو کاٹنے کے لئے دوڑا اور اس کے اردگرد دوسرے سورما بھی موجود تھے

مسلمانوں کا ہزیمت کے شدید حملہ

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ حالت دیکھی اور مشرکین کا غلبہ دیکھا تو اپنی قوم سے فرمایا: اے لوگو! اپنے رب کی جنت کی طلب میں اپنی زندگیوں کو بھول جاؤ اور اپنے کردار اور عمل سے اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لو۔ واضح رہے کہ تمہارا رب تمہارے میدان سے بھاگ جانے اور پیٹھ پھیرنے سے ہرگز راضی نہ ہوگا۔ آگے بڑھو اور دشمن پر حملہ کر دو اللہ تعالیٰ تم کو برکتیں عطا فرمائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے ایسا سخت حملہ کیا اور گھمسان کی لڑائی چھڑ گئی کہ لوگ گتھم گتھا ہو گئے۔ تلواروں نے اور انہوں نے اکا م کام دکھانا شروع کر دیا، تیروں اور پتھروں کا بے دریغ استعمال ہوا۔ جب اہل دمشق کو پتہ چلا کہ توما مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلا تھا اور بڑی صلیب اس کے ہاتھ سے گر گئی اور مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ یہ خبر پھیلتے ہی اہل دمشق جوق در جوق میدان کی دوڑ پڑے۔ بات یہاں تک بڑھ گئی کہ رومیوں کی اس قدر تعداد زیادہ ہو گئی کہ ''توما'' خاموش ہو کر دیکھنے لگا اور اپنی قوم سے کہا: خوب بھڑکاؤ اور صلیب کے حصول کے لئے لوگوں کو برانگیختہ کرنے لگا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پاس وہ صلیب ہے۔ پھر کیا تھا یہ دیکھتے ہی وہ صلیب کو حاصل کرنے کے لئے بے چین ہو گیا اور تلوار نکالی اور خود حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا: ''صلیب رکھ دو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر یہ مصیبت اور سختی اسی صلیب کی وجہ سے آئی ہے۔

''توما'' کا حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کے تیر سے زخمی ہونا

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا توما کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس کے حملہ آور ہونے کے ارادہ کو بھانپ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صلیب کو پھینک دیا اور ڈھال کو سینہ کے برابر کر کے تلوار سونت لی اور مقابلہ کے لئے اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ دشمن خدا نے جب صلیب کو زمین پر پڑے دیکھا تو اس نے بڑی سختی سے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ اور ایک ہولناک چیخ مار کر چلا کر اپنے ساتھیوں کو آواز دینے لگا۔ وہ مشرک اس کی امداد کے لئے آگے بڑھے اور اس کے لئے تقویت کا باعث بنے۔ دوسری طرف حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ دشمن خدا ''توما'' حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا ہے تو اپنے آپ سے فرمانے لگیں: اے نفس! اس کو ذلیل کرنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ تو ہے جو ہرقل بادشاہ کا داماد توما ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر کو شہید کرنے والا۔ حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو اس پر بڑی شدت سے حملہ کر دیا۔ حملہ اس قدر شدید تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اس کی ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ مکان پر چلہ چڑھا کر اس پر تیر برسانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ رومی محافظ اس کے قریب پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے آپ کو نقصان پہنچانا چاہا مگر آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور ''بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ'' کی آواز بلند کی اور تیر چھوڑ دیا۔ جنرل توما حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ چکا تھا اور وہ صلیب پر قبضہ کرنے کے قریب

تھا کہ اچانک اس کی دائیں آنکھ میں تیر آلگا اور آنکھ کے اندر گھس گیا تیر کھا کر وہ چلایا اور پیچھے کی طرف ہٹا، حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا نے دوسرا تیر امارنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ رومی مرد تیزی سے اس کی طرف آئے اور انہوں نے دشمن خدا کو اپنی ڈھالوں اور سپروں سے چھپالیا۔ حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کی قوم کے آدمی بھی آپ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے تا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو دشمن سے محفوظ کرلیں۔ جب آپ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہوگئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک موٹے قوی رومی کو تیر مارا جو اس کے سینے میں جالگا اور اس کے ساتھ وہ زمین پر گر گیا۔ پھر آپ نے ایک اور تیر امارا یہ بھی اس کے سینے پر لگا جس سے وہ الٹے منہ گر کر واصل جہنم ہوگیا۔ دشمن خدا تیر کھا کر اونٹ کی طرح بلبلاتا، چلاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا تھا اور قلعہ کے دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو بآواز بلند کہا: تم پر افسوس! کھڑے کیا دیکھ رہے ہو۔ رومی تم سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ان پر حملہ کردو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا اور تم دشمنوں پر فتح حاصل کرلو گے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے ایک بڑا حملہ کردیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مسلمانوں نے بھی حملہ کردیا۔ مسلمان رومیوں کو مارتے مارتے ان کے قلعہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ جب مسلمان رومیوں کے قلعہ کے دروازے تک پہنچے تو انہوں نے قلعہ کی فصیل سے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں کی بارش کردی جس سے مسلمان دروازے سے پیچھے کو ہٹ گئے۔ تاہم اس حملے میں مسلمانوں نے تین سو رومیوں کو ہلاک کردیا ان سے صلیبیں چھین لیں اور ان کے سامان پر قبضہ کرلیا۔

جنرل توما تیر کھا کر بھاگ گیا

اللہ تعالیٰ کا دشمن ''توما'' تیر کھا کر جب قلعہ میں داخل ہوا تو تیر اس کی آنکھ میں تھا اور وہ اس قدر مضبوطی سے اندر گھسا ہوا تھا کہ نکل نہیں رہا تھا۔ جب رومی قلعہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے فوراً دروازہ بند کرلیا اور روم کے اکابرین ''توما'' کے پاس جمع ہوگئے اور اس کو اپنے حصار میں لے لیا۔ حکما، اطباء نے تیر کو آنکھ سے نکالنے کی کوششیں کیں اور اس کو نکالنا چاہا مگر تیر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ ''توما'' درد کی شدت سے چیخ رہا تھا۔ اور تیر نے نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی۔ آخر انہوں نے تیر کا لکڑی والا حصہ کاٹ کر الگ کردیا اور پیکان کو آنکھ میں ہی رہنے دیا۔ پٹی باندھنے کے بعد لوگوں نے اس کو گھر چلنے کو کہا مگر وہ دروازہ کے اندر ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو کچھ سکون ملا تو لوگوں نے دوبارہ کہا کہ گھر چلیں اور آرام کریں۔

صلح کے لئے مشاورت

اہل دمشق نے کہا: افسوس آج ہم پر مصائب زیادہ ہوگئے۔ پہلی مصیبت بڑی صلیب کا ہمارے ہاتھ سے نکل جانا اور دوسری مصیبت یہ تھی کہ ''توما'' کی آنکھ میں تیر کا لگ جانا۔ یہ دونوں مصیبتیں آپ کو ان گھٹیا لوگوں کی طرف سے پہنچی ہیں۔ اور اب اچھی طرح سے پتہ چل گیا ہے کہ اس عرب قوم کا نہ تو مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کی بھڑکائی ہوئی جنگ کے آگے زیادہ دیر ٹھہرا جاسکتا ہے۔ ہم نے پہلے ہی آپ سے عرض کی تھی کہ ہمیں ان لوگوں سے صلح کرلینی چاہیے اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں ان کو دے دینا چاہیے۔ باقی مقابلہ کر کے تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔

توما کی غضبناکی

اہل دمشق کی طرف سے گفتگو سن کر توما بہت غضبناک ہو گیا اور اس کو بہت زیادہ غصہ آیا اور اس نے کہا: تم پر افسوس! ذرا ہوش سے کام لو، ہماری بڑی صلیب ہمارے ہاتھ سے چلی گئی اور میری ایک آنکھ ضائع ہو گئی ہے اور میرے خاص قریبی لوگ مارے گئے ہیں، اب بھی ہم اس غلام قوم سے چشم پوشی کریں؟ اور مزید ذلت کا مظاہرہ کریں۔ بادشاہ کو جب میری اس غفلت کا پتہ چلے گا تو وہ اس کو میری کمزوری اور عاجزی سمجھے گا۔ بہر حال مجھ کو ان کے مقابلہ کے لئے نکلنا ہوگا اور ان سے اپنی صلیب واپس لینا ہوگی۔ اور اس آنکھ کے بدلے میں ایک ہزار آنکھ ضائع کروں گا۔ اور بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنا انتقام لے لیا ہے۔ اور بہت جلدی میں ان سے ایک ایسا حیلہ اور چال چلوں گا کہ ان کے سردار تک میں رسائی حاصل کرلوں گا اور اس کے بعد ان کی طاقت کو تباہ و برباد کر دوں گا۔ جتنا مال انہوں نے ہمارا لوٹا ہے وہ سب واپس لے کر بادشاہ ہرقل کے پاس بھیجوں گا۔ اس کے بعد میری انتقام کی آگ سرد ہو گئی۔ اور اتنے پر ہی راضی ہو کر نہ بیٹھ جاؤں گا بلکہ ایک لشکر جرار تیار کروں گا اور بار برداری کا سامان، زاد راہ لے کر حجاز اور اس کے بادشاہ ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کی طرف جاؤں گا اور اس کے آثار کو مٹا دوں گا اور ان کی مسجدوں کو گرا دوں گا اور ان کے شہر کو ایسے ویران کر دوں گا جیسے جنگل بیابان ہوتا ہے کہ وہاں بچھو اور وحشی جانور اپنے رہنے کے لئے جگہ بنائیں گے اور الوؤں کا وہاں بسیرا ہوگا۔

توما کا اپنی فوج کا مورال بلند کرنے کی ناکام کوشش

پھر توما قلعہ کے مرکزی دروازے پر آیا اس حال میں کہ اس نے پٹی باندھ رکھی تھی تاکہ اس کی قوم کے حوصلے پست نہ ہوں اور اس کو دیکھ کر مسلمان کا رعب اس کی قوم کے دلوں سے جاتا رہے اور اس نے اپنی قوم کو جنگ پر برانگیختہ کرتے ہوئے کہا: "مسلمانوں کی طرف سے تمہیں جو صدمات پہنچے ہیں ان سے گھبرانا نہیں، صلیب ضرور ان کو پسپا کرے گی اور مسلمانوں کو تباہ کر دے گے اور اگر تم کو اس میں کوئی تردد ہو تو میں اس کا ضامن ہوں۔"

"توما" کی اس گفتگو کی بعد لوگوں کے حوصلہ میں اضافہ ہوا اور وہ دوبارہ دلجمعی سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے لگے، سخت جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے بھی بڑی دلیری اور ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

سیدنا خالد بن ولید کے پاس حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کا قاصد

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا جس نے جا کر آپ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ آپ نے قاصد کو تلقین کی کہ وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس بات سے آگاہ کرے کہ ہمیں شاہ روم ہرقل کی داماد کی طرف سے کافی غلبہ حاصل ہوا ہے۔ لیکن ہر جگہ کی بہ نسبت اس مرتبہ جنگ زیادہ زور پر ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ہماری مدد کریں۔ قاصد جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ مشرکین سے لڑائی میں حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں جنرل توما کی آنکھ میں تیر لگنا، اس کا زخمی ہونا، بڑی صلیب کا ان کے ہاتھوں سے گر جانا اور اس کا

مسلمانوں کے ہاتھوں آنا۔ صلیب اٹھانے والے کا قتل ہو جانا۔ الغرض حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ساری صورتحال کو سن کر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: توما بادشاہ کے ہاں بڑا معزز ہے اور یہی صلح کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے یقینی امید ہے کہ وہ اس معاملے میں ہمارا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر کو ہم سے دور رکھے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ نے قاصد سے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ جس مقام پر ان کو متعین کیا گیا ہے وہ اسی جگہ پر قائم رہیں اور ہر لشکر اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتا رہے۔ اور یہ سمجھو کے میں تمہارے پاس ہی ہوں، اور تمہارے ساتھی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ شہر کے چاروں اطراف میں کشت کر رہے ہیں۔ وہ بھی ہر وقت تمہارے قریب ہیں۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ تمہارا کام بگڑنے نہیں دے گا۔ دلبر داشتہ نہ ہو۔ ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ جاری رکھیں۔

اسلامی لشکر کا جنرل توما کے زخمی ہونے پر خوشی کا اظہار

کہا جاتا ہے کہ قاصد نے واپس آ کر حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جوانمردی اور دلیری، ثابت قدمی سے دن بھر جنگ کو جاری رکھا اور ہر دستہ اپنے اپنے مرکز پر ڈٹا رہا۔ بڑی صلیب کے مسلمانوں کے ہاتھ آنے، جنرل توما کے زخمی ہونے کی اطلاع حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے تمام اسلامی دستوں تک پہنچ گئی وہ بھی اس سے نہایت خوش تھے۔ اور وہ دن کا بقیہ حصہ لڑائی میں مصروف عمل رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت گزر گیا عصر کا وقت قریب آ گیا تو انہوں نے جنگ بند کر دی۔ ہر فریق اپنی اپنی قیام گاہ میں واپس جانا شروع ہو گیا۔ اس طرح شام تک سارے اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس پہنچ گئے۔ قوم نے پہرہ داری کے فرائض سنبھال لئے۔ آگ روشن کر دی گئی۔ قرآن کریم کی تلاوت میں لوگ مشغول ہو گئے۔ پھر صبح ہوئی موذنوں نے آذانیں دیں تو ہر لشکر کے امیر نے اپنے اپنے لشکر والوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔

جنرل توما کا اپنی قوم کو طفل تسلیاں دینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس نے ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لیا تو اس وقت جنرل توما نے اپنی قوم کے اکابرین، بہادروں کو بلایا جب وہ آ گئے تو ان سے کہا: اے دین نصرانیت پر عمل کرنے والو! تمہارے گرد وہ قوم ہے اور اس نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ اخلاق ہے، نہ عہد ہے، نہ امان اور نہ یہ کوئی ذمہ دار لوگ ہیں۔ اب اگر تم نے اس قوم سے مصالحت کر لی تو یہ قوم تم سے وفا نہیں کرے گی اور اگر اس نے تمہیں امان دے دی تو اس کا عہد نہیں خرے گی۔ اور تم سے صلح کا کوئی لحاظ نہ رکھا جائے گا۔ یہ لوگ اپنی اولاد، عورتوں کو اسی لئے اپنے ساتھ لائے ہیں کہ انہوں نے تمہاری مرضی کو نہیں دیکھنا، تم چاہے راضی ہو کہ ان کو اجازت دو، چاہے ناراں ہو انہوں نے ہر صورت میں تمہارے شہروں پر قبضہ کرنا ہے کیا تم اس بات کو برداشت کرو گے کہ تمہاری عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے، تمہاری اولادیں ان کی غلام بن جائیں۔ اور کیا تم یہ ہتک اور بے حرمتی قبول کر لو گے۔؟ میں نہی جانتا کہ تم لوگ اس پر صبر کر لو گے۔ بڑی صلیب کا تمہارے ہاتھ

سے نکل جانا وہ صرف اسی بنا پر ہوا کہ وہ تم سے ناراض ہوگئی ہے کیونکہ تم نے جب اپنے دلوں میں یہ ارادہ کرلیا کہ مسلمانوں سے صلح کرلیں تو گویا تم نے خود ہی نصرانیت کے دین کو مٹانے اور گرانے کا ارادہ کرلیا اسی وجہ سے صلیب تم پر ناراض ہوگئی ہے اور اس نے تمہیں ذلت سے دو چار کردیا ہے اور تم کو اس ذلت واہانت کا مزہ چکھنا پڑا۔ میں آج جب ان کے مقابلے کے لئے نکلا تھا اگر مجھے آنکھ کی حادثہ پیش نہ آتا تو میں ان سے فارغ ہو کر ہی واپس آتا اب بھی میں ان سے انتقام لے کر ہی رہوں گا اور جیسے بھی ممکن ہوا اپنی عار کو دور کروں گا اور میں رحیم بادشاہ کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسلمانوں سے بدلہ لینا مجھ پر قرض ہے اور میں یہ قرض چکا کر ہی دم لوں گا اور پھر روم کے باشاہ کو بھیجوں اس کے بعد اپنی صلیب ان سے تلاش کروں گا اور اسے بھی جب تک حاصل نہ کرلوں، آرام سے نہیں بیٹھوں گا اگر میں اس معاملہ میں کسی قسم کی سستی اور غفلت کرتا ہوں تو بادشاہ کے مجھ پر ناراض ہونے اور ملک کے حالات کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور میرا اقتدار بھی ختم ہوجائے گا۔"

توما یہ باتیں سن کر تمام اکابرین نے اتفاق رائے سے اس کو کہا: اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی فوج تعداد زیادہ ہے اور آپ کی باتوں سے جو ہم سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم کسی ایک طرف سے اور ایک دروازے سے مسلمانوں پر ہلہ بول دیں اور ان پر حملہ آور ہوجائیں لیکن یہ بھی بات سامنے رکھنی ہے کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر تمام اطراف سے مسلمان اپنے گھوڑوں کی باگیں اسی طرح کردیں گے، اگر ان کے لشکر کا سپہ سالار اعظم شرقی دروازے سے آپ پر حملہ کرتا ہے تو ان کا دوسرا سردار اور سپہ سالار باب جابیہ سے داخل ہوجائے گا اور یہ بہت مشکل اور خطرناک معاملہ ہے اس کے بعد ہمارے لئے سب سے بڑی مصیبت سے نمٹنے کے لئے طاقت اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد جو آپ کی مرضی ہے ہم ہر طرح سے حاضر ہیں۔ اگر آپ ہمیں شہر کی پناہ گاہ سے نکلنے کا حکم دیں تو ہم کھلے میدان میں نکل کر لڑنے کو تیار ہیں اور اگر آپ فصیل کے اندر رہ کر قلعہ بند ہو کر لڑنے کا حکم دیں تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ آپ جو حکم دیں ہم حاضر ہیں

جنرل توما کی جنگی منصوبہ بندی

جب اکابرین کی بات سنی تو توما نے کہا میں تمہارے لئے جنگ کی ایک خاص تدبیر کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک خاص پلان آرہا ہے۔ پہلے آپ تمام امراء کو اور خاص وعام سب لوگوں کو اکٹھا کرو تا کہ میں سب کو اعتماد میں لے کر ان پر حملہ کردوں۔ لہٰذا چند لوگوں کے علاوہ جو مسلمانوں کے خوف سے مورچہ بندی پر قائم رہ گئے تھے باقی سارے جمع ہوگئے۔ توما نے ان سب لوگوں سے کہا: میرا پروگرام ہے کہ آج مسلمانوں پر رات کے اندھیرے میں اچانک بے خبری میں حملہ کردیا جائے ان سب کے خیموں اور ٹھکانوں پر چھپ کر حملہ کیا جائے۔ رات انتہائی اندھیری ہے اور یہ لوگ یہاں راستوں، گھاٹیوں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ جب کہ تم لوگ اس علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف ہو۔ تم میں سے کوئی شخص بھی اسلحہ کے بغیر نہ رہے۔ ہر شخص مسلح ہوجائے اور بھر پور تیاری کرلے اور تم کو اپنے اپنے دروازے سے نکلنا ہوگا اس قوم پر سب خون مارنا ہوگا۔ میں بھی اپنے دستے کے ساتھ اپنے گیٹ سے نکلوں گا۔ اور اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم کامیاب ہوجائیں گے اور ہم اس طرح خوشی حاصل ہوگی۔

توما نے کہا: میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کے سپہ سالار تک پہنچوں گا اور اس کو گرفتار کر کے ایک قیدی کے طور پر روم کے بادشاہ کے پاس بھیجوں گا پھر بادشاہ کے اس کے ساتھ جو چاہیں کریں گے، تم میں سے جو شخص اپنے دروازے سے نکلے تو وہ نہ تو اپنی جگہ سے ہٹے اور نہ پسپا ہو اور نہ واپس آئے۔ بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرے میں خود لڑتا ہوا تم تک پہنچ جاؤں گا اور تمہیں تمہاری جگہوں پر موجود پاؤں، یہ سن کر سب نے خوشی سے اس تجویز کو پسند کیا۔

جنرل توما کی مختلف دروازوں پر فوج کی تعیناتی

اس کے بعد جنرل تواما نے کچھ سپاہی جابیہ کے دروازے پر تعینات کئے اور کچھ شرقی دروازے پر اور ان سے کہا گھبرانے کی کوئی بات نہیں کیونکہ مسلمان قوم کا امیر تم سے بہت دور ہے۔ تمہارے ان دروازے پر محض چند غلام اور نچلے طبقے کے لوگ ہیں انہیں تم اناج کی طرح پیس کر رکھ دینا اور ان کو کھانے کی طرح کھا جانا۔ سو یہ دونوں گروپ اپنے اپنے دروازے کی طرف جہاں انہیں حکم دیا گیا تھا چل دیئے پھر اس نے ایک اور گروہ کو بلایا اور سا ے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف چھوٹے دروازے کی طرف روانہ کر دیا اور اس کے بعد اس نے ایک گروہ کو بلا کر باب الفرادیس کی طف جہاں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے بھیجا اور اسی طرح ایک گروہ کو باب کیسان کی طرف جہاں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ تھے روانہ کر دیا۔ اور اسی طرح ہر گروہ کو اپنے اپنی ذمہ داری دے کر روانہ کر چکا تو توما خود اپنے دروازے کی طرف چل دیا۔ اور اس نے اپنے ساتھ تمام بہادروں اور ایسے لوگوں کو رکھا جن کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ بہادری میں مشہور ہیں۔ اور اس نے ایسا کوئی بھی آدمی نہیں چھوڑا جس کو وہ آزما نہ چکا ہو۔ یا اس کی بہادری کو وہ جانتا نہ ہو۔ پھر اس نے اپنی قوم کی طرف توجہ دی اور کہا: میں اپنے دروازہ پر ایک شخص کو مقرر کرتا ہوں جس کے پاس ناقوس ہوگا اور جنگ کے لئے نکلنے کی گھنٹی ہوگی۔ سو جس وقت وہ ناقس پر ضرب لگائے گا اور گھنٹی بجا دے تو تم سمجھ جانا کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے۔ اور اس کو میرے اور اپنے جنگ شروع کرنے کی علامت خیال کرنا تم اپنے اپنے دروازوں سے تیزی سے نکلنا اور یک دم حملہ کر دینا۔ یقیناً تمہارے دشمن اس وقت سو رہے ہوں گے یا کچھ افراد بیٹھے ہوں گے تم اس طرح تیزی کے ساتھ ان میں گھس جانا کہ انہیں اپنے ہتھیاروں تک پہنچے یا ہتھیار پہننے کا موقع ہی نہ ملے، تم بے دردی کے ساتھ ان کا قتل عام کرنا، تم کو اجازے ہے جس کو تم چاہو جہاں سے چاہو قتل کر دینا، اگر تم نے یہ کام پوری سچائی سے کیا تو مجھے یقین ہے کہ وہ آج رات ہی ایسے شکست کھا جائیں گے کہ ان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ جس کی تلاوی ان کے بس میں بھی نہ ہوگی۔'' توما '' کی یہ باتیں سن کر قوم خوشی سے پھولے نہ سمانے لگے اور خوشی سے اچھلتی کودتی اپنے اپنے مقام کی طرف چل پڑی ہر ایک جہاں جہان جانے کا اس کو حکم ہوا تھا وہاں پہنچ گیا اور امر کا انتظار کرنے لگے کہ کب جنگ کا بگل بجتا ہے اور ہم مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ '' توما '' نے ایک نصرانی آدمی کو قاموس پر متعین کیا اور اس سے کہا تھا کہ تم اس دروازے پر ناقوس لے کر چڑھ جاؤ اور جس وقت تم دیکھو کہ ہم نے دروازے کو کھول دیا ہے تو آہستہ آہستہ ناقوس بجانا شروع کر دینا جس کو مختلف دروازوں پر مقرر ہمارے نمائندے ہی سن سکیں۔ تا کہ وہ دشمن کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں۔ نصرانی نے بڑی محبت اور شوق سے اور اپنے لئے اس کو اعزاز سمجھتے ہوئے اس حکم کو قبول کر لیا اور چلا گیا اور فوراً ایک بڑا ناقوس لے کر اس مقام کی طرف

تیزی سے پہنچ گیا۔ جس جگہ اس کو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا تھا، ناقوس ہاتھ میں پکڑے ہوئے دروازے پر بیٹھ گیا اور اس وقت کا انتظار کرنے لگا۔

رومیوں کا مکروفریب اور مسلمانوں کی بے خبری

ادھر توما لشکر کا ایک دستہ لے کر چلا جس نے زرہیں، خود، پہنے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں اور ڈھالیں تھیں، توما خود اس دستے کے آگے آگے تھا اور اس کے ہاتھ میں ہندی تلوار، جرمنی ڈھال اور لوہے کے بازو پہنے ہوئے اور سر پر کسروی خود پہنا ہوا وہ خود جو اس کو ہرقل نے تحفہ کے طور پر دیا تھا جو شاہی اسلحہ خانہ کا بہترین خود تھا جس پر سونے چاندی کا کام ہوا تھا اور تیز کاٹنے والی تلوار بھی اس پر کارگر نہ ہوسکتی تھی۔ جب وہ دروازہ پر پہنچا اور اس کا لشکر مکمل ہو گیا تو اس نے لشکر سے کہا: ''اے قوم! جیسے ہی دروازہ کھلے تم نے تیزی کے ساتھ اپنے دشمن کی طرف لپکنا ہے اور پوری ہمت اور قطعیت کے ساتھ جتنا جلدی ہو سکے پہنچ کر فوراً حملہ کر دینا ہے۔ اگر اس کام میں کوئی آدمی تم سے امان طلب کرے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ دینا اور نہ ان کو امان دینا مگر یہ کہ اگر کوئی امیر ہو تو اس کو تم امان دے سکتے ہو اور اگر تم میں سے کوئی شخص صلیب کو کسی کے پاس دیکھ لے وہ اس کے حصول کے لئے فوراً پہنچے۔ اگر دیکھو کہ وہ تم سے دور فاصلے پر ہے تو مجھ کو آواز دے دینا تا کہ میں خود چل کر وہاں پہنچوں اور صلیب کو حاصل کروں۔ لوگوں نے کہا: آپ جو ہم دیں ہم اس کو خوشی خوشی قبول کرتے ہیں اور ان باتوں پر عمل کرتے ہیں تاہم اپنے لئے باعزت اور اعزاز سمجھیں گے۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو حکم دیا نہ ناقوس والے آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو میرا حکم دو کہ ناقوس بجادے اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دینے کا حکم صادر کیا۔ ایک طرف دروازہ کھلا دوسری طرف ناقوس والے کے پاس آدمی پہنچ گیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ ناقوس بجادے اس نے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ قانوس بجانا شروع کیا تا کہ اس کی قوم کے علاوہ کوئی اور نہ سن سکے۔ یہاں تک کہ اس کی قوم نے قانوس کے بجتے ہی دروازے کھول دیئے اور تیزی سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ ''توما'' بھی میدان میں نکل آیا اور بڑی تیزی سے اپنی جگہ سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف بڑھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان لوگوں کے مکروفریب سے بالکل بے خبر تھے مگر بعض مسلمان جاگ رہے تھے اور پر حذر تھے۔ بستروں سے اٹھے اور سوئے ہوئے شیر بپھرے ہوئے شیروں کی اچھل کر کھڑے ہو گئے اور دشمن کے آنے سے پہلے ہی حملے کے تیار تھے۔ ان کی متوجہ ہو گئے اگرچہ بے ترتیب تھے مگر حملہ کر دیا اور رات کی سخت تاریکی میں تلواریں چلنے لگیں اور تلواروں نے اپنا کام دکھانا شروع کر دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ شوروغل اور چیخ وپکار سنی تو بڑے گھبرائے اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں پکارنے لگے۔

''واغوثاہ واسلاماہ کید قومی ورب الکعبۃ اللھم انظر لھم بعینک التی لا تنام وانصرھم یا أرحم الراحمین''

اے فریادرس، اے سلامتی دینے والے میری قوم کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور رب کعبہ کی قسم۔ اے اللہ ان پر اپنی نظر رحمت فرما یا جو کبھی نہیں سوتی اور ان کی مدد فرما اے ارحم الراحمین''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار سو سوار آپ کے ساتھ تھے اور جلدی کی وجہ سے بغیر زرہ اور خود کے برہنہ سر، صرف شام کے کتانی لباس میں ہی روانہ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی طرف جانے کی جلدی کی وجہ سے ہتھیار بھی نہ پہن سکے۔ اور یوں ہی گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا معاون دستہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے اپنے گھوڑوں کی باگیں چھوڑ کر چل پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے آگے آگے تھے اور مسلمانوں کی پریشانی پر آپ رضی اللہ عنہ روتے جا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے، گویا کہ یہ بپھرے ہوئے شیر تھے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شرقی دروازے پر پہنچ گئے۔ اس سے ذرا بھی دیر پہلے شرقی دروازے پر رومی فوج کے گروہ نے حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تھا اور آپ بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ کر رہے تھے، تلواریں چمک رہی تھیں اور اپنا کام دکھا رہی تھیں اور ڈھالوں پر لگنے کی وجہ سے ان کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ دروازوں کے پیچھے سے چیخنے چلانے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، دروازوں کے پیچھے سے چیخنے چلانے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور مسلمانوں کی طرف سے نعرہ تکبیر کی آوازوں سے فضا گونج رہی تھی۔ جیسے جیسے مسلمان بیدار ہوتے جا رہے تھے ویسے ویسے عیسائی قلعہ کی دیوار کے اوپر سے چیختے چلاتے تھے۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ امداد خداوندی بن حملہ آور ہو گئے

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پہنچتے ہی کافروں پر حملہ کر دیا اور بآواز بلند مسلمانوں کو کہا:

''أبشروا یا معشر المسلمین أتاکم الغوث من رب العالمین أنا الفارس الصندید أنا خالد بن الولید''

اے مسلمانوں کی جماعت: تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے امداد آ گئی ہے اور میں خدا کے دشمنوں کو ہلاک کرنے والا خالد بن ولید ہوں''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دشمن کے درمیان میں گھس کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے شہسواروں کو قتل کر دیا، مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا دل حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور باقی مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ جن کو آپ نے دروازوں پر متعین کیا تھا۔ آپ ان کی آوازیں، آہ و فغاں کو سن کر دل گرفتہ ہو رہے تھے۔ رومی نصاریٰ اور یہودیوں کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت سنان بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے چچا کے بیٹے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہودی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ لڑ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، وہ بھی لڑ رہے تھے، اور قلعے کے اوپر سے ہم پر تیر اور پتھر برسا رہے تھے۔

جنرل توما کا حملہ اور مسلمانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا

راوی کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خدشہ اور فکر تھی کہ توما ان ہی کے دروازے پر

تھا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو ڈر تھا کہ توما بہت بہادر اور دلیر ہے۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکلیف اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا کہ ایسی مشقت کسی اور کو نہیں پہنچی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ توما نے آپ رضی اللہ عنہ کی مختصر سی جماعت جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی پر اچانک حملہ کر دیا اور وہ اسی دروازے سے نکلا تھا۔ جس پر آپ رضی اللہ عنہ متعین تھے۔ سب سے پہلے رومی قوم نے نکل کر مسلمانوں کی طرف پہنچنے والا توما ہی تھا۔ مسلمانوں نے اس کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور معزز لوگوں کی طرح شریفانہ انداز سے اس مصیبت پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ دشمن خدا توما سخت جنگ کر رہا تھا اور وہ دائیں بائیں صفوں کو چیرتا ہوا بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا اور آواز دے رہا تھا: ''اے مسلمانو! کہاں ہے تمہارا امیر، جس نے مجھے تیر سے زخمی کیا تھا؟ میں ملک کا ایک ستون ہوں، میں صلیب کا مددگار ہوں۔ لاؤ صلیب یہاں تک کہ میں تمہارے پاس سے لوٹ جاؤں۔

توما اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کا مقابلہ

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس کی آواز سنی تو اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ بہت سے مسلمانوں کو زخمی کر چکا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لے میں تیرا مقابلہ کرتا ہوں، تیرا قرض چکانے والا، قوم کا سردار ہوں، میں تمہاری قوم کا نام ونشان مٹا کر رکھ دینے والا ہوں، میں ہی تمہاری صلیب کو لینے والا ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کا کاتب ہوں۔''

زمانے نے کبھی ایسی جنگ نہ دیکھی ہوگی

یہ سن کر توما آپ رضی اللہ عنہ کی طرف شیر کی طرح جست لگا کر کودا اور کہا: تجھے ہی میں تلاش کر رہا تھا۔ اور تیرے لئے ہی میرا قصد تھا۔'' پھر وہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے علیحدہ ہو گیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ سے ٹکراؤ کیا، تصادم شروع ہوا لوگوں نے زمانہ دراز تک ایسی سخت جنگ اور زور آزمائی نہ دیکھی تھی۔ جیسی اس رات میں ان دونوں جرنیلوں کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اس کی شبیہ کو دیکھا اور دونوں کے درمیان تک لڑائی مسلسل آدھی رات تک جاری رہی۔ ہر ایک اپنے مدمقابل کے ساتھ لڑ رہا تھا۔

حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کی گرفتاری

حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے الگ نہ ہوئیں۔ اس رات آپ رضی اللہ عنہا نے بہت اچھے طریقے سے ثابت قدمی دکھائی اور صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا، تیر اندازی کی۔ آپ کا کوئی تیر نشانے سے خطا نہیں جاتا تھا۔ رومی یہ خیال کرتے رہے کہ یہ کوئی مرد ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہا برابر اسی طرح داد شجاعت دیتی رہیں۔ یہاں تک کہ تیر ختم ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہا کے ترکش میں صرف ایک تیر باقی رہ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس تیر سے دائیں بائیں مشرکین کو اشارہ کر کے ڈرانے اور بھگانے کی کوشش کی، اور وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہا کے تیر سے بچنے کے لئے ادھر ادھر ہوتے جاتے تھے۔ اچانک روم کا آپ رضی اللہ عنہا کے سامنے آیا اور آپنے اس پر تیر چلا دیا، وہ جا راس کے سینے مین لگا اور اس نے اپنی موت کو محسوس کر لیا تھا تو اس نے اپنی قوم کو

چیخ چیخ کر کہا اور حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور انہوں نے یک بارگی حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا پر حملہ کر دیا، آپ رضی اللہ عنہا چونکہ خالی ہاتھ ہو چکی تھیں اس لئے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا اور اللہ تعالیٰ کا وہ دشمن جس کو آپ نے تیر مارا تھا وہ مر گیا۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اس قدر تکالیف اٹھائیں کہ کسی دوسرے کو اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ مگر آپ نے اس سخت وقت میں بھی صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا۔ اور بڑی بہادری سے اللہ تعالیٰ کے دشمن توما کے ساتھ مقابلہ جاری رکھا۔ آخر آپ نے اللہ تعالیٰ کے دشمن پر کاری ضرب لگائی لیکن اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا وار اپنی ڈھال پر روک کیا، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔

حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کی رہائی

دشمن خدا نے آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑے میں لالچ کیا اور اس نے آپ پر بھرپور حملہ کر دیا۔ اس کا گمان تھا کہ آپ اس کی قید میں آچکے ہیں۔ ابھی یہ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ دو سوار آپ رضی اللہ عنہ کی امداد کو آپہنچے اور ان دونوں کے پیچھے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بھی آ گیا جنہوں نے رومیوں کو آتے ہی آڑے ہاتھوں لیا اور مسلمان مجاہدین نے جب دیکھا کہ ام ابان رضی اللہ عنہا دشمن کے قبضہ میں ہیں۔ اور ایک سوار آپ کو گرفتار کر کے لے جا رہا ہے اور آپ فریاد کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو مدد کے پکار رہی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کی فریاد کو سن کر دو سوار آپ سے آملے اور ان میں سے ایک حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اس گھوڑ سوار کو ایک نے قتل کر دیا اور حضرت ام ابان رضی اللہ عنہ کو اس کی قید سے چھڑا لیا، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ (جو کہ تلوار ٹوٹ جانے کے سبب توما مدافعی جنگ لڑ رہے تھے) سے خلاصی ہوئی اور توما شہر کی طرف بھاگ گیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جنگ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ جو ان لوگوں میں سے تھے جو فتوحات شام میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے خیمہ میں موجود تھا اور آپ رضی اللہ عنہ خیمے میں نماز پڑھ رہے اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے چیخ وپکار کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پڑھا اور اس کے بعد ہتھیار پہنے، اپنی فوج کو تیار کیا، جب تمام مسلمان نے زرہیں پہن لیں، اسلحہ لگا لیا تو ان کو لے کر میدان کی طرف چل دیئے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمان کس پوزیشن میں جنگ کر رہے ہیں۔ آپ ان کے دائیں بائیں سے ہوتے ہوئے آگے نکل گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ دروازہ کی طرف بڑھے جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ قوم لڑائی میں مصروف ہے۔ آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا آپ کے پیچھے لوگوں نے بھی نعرہ بلند کیا۔ مشرکین نے جب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی آواز سنی تو وہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں نے پیچھے سے ان پر حملہ کر دیا ہے اور ان کی مدد کے لئے بھاری نفری آ گئی ہے۔

رومیو کی پسپائی

یہ دیکھتے ہی رومیوں نے پسپائی اختیار کرنے میں بھی عافیت سمجھی اور واپس دروازے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا، ان آگے آگے ان کا امیر الباب تھا، جس کا نام جرجی بن قالا یا جرجیس بن کالا تھا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو خوب تہ تیغ کیا۔ جب دروازے کے قریب آئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا اور ان کو آڑے ہاتھوں لیا۔ دوسری طرف قلعہ سے تیر اور پتھر برسنا شروع ہو گئے مگر مسلمان تیروں اور پتھروں کے برسنے کے باوجود پیچھے نہیں ہٹے اور برابر ان کا پیچھا جاری رکھا۔ ان کو یہ ڈر ہوا کہ ان کے یہ پتھر اور تیر ان کے اپنے ساتھیوں کو ہی نہ ہلاک کر دیں تو انہوں نے پتھر اور تیر چلانے چھوڑ دیئے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب حالات کو اپنے موافق دیکھا تو اس موقع کو غنیمت جانا اور خوب تلوار کے جوہر دکھائے اور رومی سپاہیوں کو ہلاک کر کے ان کا ڈھیر لگا دیا۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی تلوار قہر خداوندی بن دشمنوں پر برسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو بات ہم تک پہنچی ہے وہ ہے کہ اس معرکہ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کوئی رومی چاہے وہ بڑا تھا چاہے چھوٹا ایک بھی سلامت بچ کر نہیں گیا تھا۔ انہوں نے تمام کو فی النار کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کا سردار جرجی بن قالا، بھی ہلاک ہو گیا۔

سیدنا خالد کی لڑائی جو پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھی ہو

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح خوب لڑے کہ اس سے قبل اس طرح سخت جنگ کرتے ہوئے آپ کو کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ ابھی معرکہ گرم تھا کہ اس دوران حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ خون میں لت پت ہو کر آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

ضرار رضی اللہ عنہ یہ کیا ہوا: میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر! مبارک ہو میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت آیا ہوں جب میں اکیلے نے ایک سو پچاس رومیوں کو واصل جہنم کیا اور میرے ساتھیوں نے اس قدر رومی کو تہ تیغ کیا جس کا شمار ہی نہیں۔ سب سے پہلے تو باب صغیر پر ہمارا ان سے معرکہ ہوا جو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تھے۔ اس سے ہمیں کافی مشکل پیش آئی، تاہم ہم اس مشکل سے نکل گئے ازاں بعد ہم نے باقی دروازوں پر متعین اپنے مجاہدین سے یکے بعد دیگرے سب کی اعانت کی اور کافروں کو قتل کر کے اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں کو مضبوط کیا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے، پھر سب اکٹھے ہو کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کی خدمات پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

اہل دمشق کا توما کا پاس اکٹھ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ رات بڑی عظیم رات تھی۔ لوگوں نے اس جیسی رات اس سے پہلے نہ دیکھی ہوگی۔ اس رات میں ہزاروں رومی قتل ہوئے، اہلِ دمشق کے بڑوں کا توما کے پاس اکٹھ ہوا اور انہوں نے کہا: ''اے سردار! ہم نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مگر آپ نے ہماری ایک نہ سنی اور ہماری رائے سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ جہاں ہمیں سب کو اجتماعی جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا وہاں آپ کو ذاتی طور پر سخت تکلیف پہنچی ہے اور ہمارے بہت سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ معاملہ چونکہ ہماری طاقت سے باہر ہے اس لئے آپ اس کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمانوں سے صلح کر لینی چاہیے یہی راستہ ہم سب کے لئے بہتر ہے۔ آگے آپ کی مرضی، ہم تو آپ کو بہتر مشورہ ہی دے سکتے ہیں۔ پھر کہا اگر آپ نے ہماری رائے سے اتفاق نہ کیا تو آپ جانے اور آپ کا کام جانے۔ ہم خود مسلمانوں سے صلح کر لیں گے اور آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ توما نے کہا: اے میری قوم! مجھ کو تھوڑی مہلت دو میں روم کے بادشاہ کی خدمت میں خط لکھ کر ان سے رائے لے لوں۔ میں ساری صورتحال سے ان کو آگاہ کرتا ہوں اگر بادشاہ نے ہماری مدد کے لئے فوج بھیج دی تو ہمارے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے ورنہ ہم ان سے صلح کر لیں گے۔ یہ کہا اور اسی وقت روم کے بادشاہ ہرقل کے نام خط لکھا۔ اس میں یہ لکھا:

''إلى الملك الرحيم من صهرك توما أما بعد فإن العرب محدقون بنا كاحداق البياض بسواد العين وقد قتلوا أهل اجنادين و رجعوا إلينا وقد قتلوا منا مقتلة عظيمة وقد خرجت إليهم وأصيبت عيني وقد عزمت على الصلح و دفع الجزية للعرب فاما أن تسير بنفسك واما أن ترسل لنا عسكرا تنجدنا بهم واما أن تأمرنا بالصلح مع القوم فقد تزايد الأمر علينا''

شفقت کرنے والے بادشاہ کی طرف اس کے داماد توما کی طرف سے۔ از یں بعد: ہمیں عرب قوم نے اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کے ڈھیلے کی سفیدی نے آنکھ کی سیاہی کو گھیرا ہوتا ہے۔ انہوں نے اہلِ اجنادین کو جنگ میں شکست دی، پھر انہوں نے ہماری طرف رجوع کیا اور ہمارے لوگوں کو انہوں نے مار مار کر بہت بڑا مقتل بنا دیا ہے میں ان کے مقابلہ کو نکلا مگر زخمی ہو گیا اور میر قوم اور اہل شام نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے، مجھے عربوں کے سپرد کر دیا ہے اور میری آنکھ ضائع ہو گئی ہے۔ لوگوں نے عرب قوم کو جزیہ دے کر صلح کرنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔ اب ہمارے سامنے تین صورتیں ہیں۔ (۱) آپ بذات خود ہمارے پاس آئیں۔ (۲) ہماری مدد کے لئے لشکر بھیجیں جو ہمیں اس بحران سے نکالے (۳) آپ اہل عرب سے صلح کا حکم دیں کیونکہ معاملہ اب حد سے تجاوز کر گیا ہے۔

پھر خط کو بند کیا اس پر اپنی مہر لگائی اور دن چڑھتے ہی اس خط کو روانہ کر دیا۔ ادھر رات کی ظلمت اور تاریکی دور ہوئی ادھر مسلمانوں صبح ہوتے ہی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر امیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنی جگہ سے فوج

کو لے کر آہستہ آہستہ میدان کی طرف بڑھیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جنگ بندی سے انکار

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور جنگ شروع ہوگئی۔ اہل دمشق پر معاملہ سخت ہوگیا تو انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا نمائندہ بھیجا اور کچھ مہلت کی درخواست کی۔ تاکہ ہم اپنے معاملات پر غور کرلیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ بندی سے انکار کردیا اور لڑائی جاری رکھنے کا عندیہ دے دیا، جب جنگ کی وجہ سے اہل دمشق پر گھیرا تنگ ہوا تو وہ تنگ آگئے،

اہل دمشق کا مشورہ

اہل دمشق کو شاہِ روم کے جواب کا انتظار تھا مگر شہر کے بڑے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے مشورہ کر کے یہی فیصلہ کیا کہ اب مزید صبر کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اب اگر جنگ جاری رکھتے ہیں تو اہل عرب ہم پر غالب آجائیں گے اور اگر لڑائی چھوڑ کر گھروں میں بند ہوجاتے ہیں تو اس سے بھی ہمیں نقصان ہوگا آخر کب تک ہم یوں ہی محاصرہ میں رہیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ ان کے جو مطالبات ہوں وہ مان لئے جائیں اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں وہ دے کر ان سے صلح کرلی جائیں اور ہم ان کی امان میں آجائیں۔

عمر رسیدہ رومی کی کامیاب مکاری

جب شہر کے بوڑھے جو روم کا بڑی عمر کا آدمی تھا اور اس نے سابقہ کتابیں پڑھی ہوئی تھیں وہ ایک مدبر شخص تھا اٹھا اور اپنی قوم سے کہا: ''خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر بادشاہ خود بھی اپنے تمام لاؤ لشکر لے کر چلا آئے تو وہ بھی ان لوگوں کو تم سے دور نہیں کرسکے گا۔ میں نے سابقہ کتابوں میں ان کے آقا و سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین والمرسلین ہوں گے اور ان کا دین بہت جلد تمام ادیان پر غالب ہوکر رہے گا۔ لہٰذا تم لوگ اپنے تمام حیلے بہانے، چھوڑ کر ان کی اطاعت کرلو، اس قوم کے مطالبات سنو اور جو کچھ مانگیں ان کو دے کر ان سے صلح کرلو۔

لوگوں نے جب اس بوڑھے بزرگ کی باتیں سنیں تو اس کی طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ وہ اس بزرگ کا پہلے ہی احترام کرتے تھے۔ انہیں اس کے علم و معرفت کے بارے میں معلوم تھا۔ تاریخ ،جنگوں کے بارے میں اس کی معلومات سے وہ خوف واقف تھے انہوں نے کہا: اے شیخ! آپ ہمیں کیا مشورہ دیتے ہیں۔؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مذاکرات

اس شیخ نے کہا: ہم چاہیں گے کہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ یہ امیر، جو باب شرقی پر ہے بڑا سفاک، خون ریز آدمی ہے۔ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) اور اگر تم چاہتے ہو کہ معاملہ قریب قریب تمہاری خواہش کے مطابق طے پا جائے تو تم لوگ اس شخص کی طرف چلے جاؤ جو باب جابیہ پر ہے۔ یعنی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

راوی کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس بوڑھے شیخ کی صحیح رائے کی تصدیق کی۔ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ جابیہ دروازے پر اپنے جتھے سمیت آئے اور ان میں ایک آدمی جو عربی زبان جانتا تھا اس نے بلند آواز سے کہا:

اے عرب کی جماعت! کیا ہمارے لئے آپ کی طرف سے امان ہے۔ ہم تمہارے پاس اتر سکیں، اور تمہارے سردار سے بات چیت کریں یہاں تک کہ ہمارے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گزشتہ رات جو واقعہ ہوا اسی قسم کے واقعہ کے ڈر سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دروازے کے قریب ہی کچھ مسلمان شہسواروں کو مقرر کر رکھا تھا اور اس رات پہرے کی باری قبیلہ دوسی کے جوانوں کی تھی۔ دوس قبیلہ کا دستہ پر حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ امیر مقرر تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے مقام پر بیٹھے تھے کہ میں نے روم کی قوم کی آوازیں سنیں جو آواز دے رہے تھے، میں نے جب ان کی آواز سنی و دوڑ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو خوش خبری دی۔ میں نے کہا: شاید اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مشقت سے راحت عطا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے میری بات سنی تو خوش ہو کر فرمایا: تم جاؤ اور ان لوگوں سے بات چیت کرو اور ان سے کہہ دو کہ تمہارے لئے امان ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے شہر کی طرف صحیح سلامت واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کون سے صاحب ہو؟ یہاں تک کہ ہم آپ کی بات پر بھروسہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں۔ ہماری عادت کسی کو دھوکہ دینے کی نہیں ہے۔ تم پر افسوس ہے، ہمارا کوئی غلام بھی اگر تمہیں امان دے دے۔ تم سے کوئی وعدہ کر لے تو اس کو بھی پورا کرنا ہم پر لازم ہے۔

ہم زمانہ جاہلیت میں تھے تو ہم دھوکہ نہیں دیتے تھے اب تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی تو ہم کیسے دھوکہ دیں گے۔ فرماتے ہیں کہ وہ قوم نیچے اتر آئی، دروازہ کھولا اور سو آدمی تھے جن میں ان کی قوم کے سردار، اور علماء بھی تھے باہر آئے، جب وہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے قریب آئے تو مسلمانوں نے دوڑ کر ان کی زنانیر اور صلیبیں اتار کر الگ کر دیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے خیمہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کی عزت کی ان کو بٹھایا اور فرمایا: ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے:

"إذا أتاكم عزيز قوم فأكرموه وتكلموا في أمر الصلح"

جب تمہارے پاس کسی قوم کے شریف لوگ آئیں تو ان کی عزت کرو اور صلح کے معاملہ میں ان سے گفتگو کرو۔

انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ ہماری کنیسوں کو ہمارے لئے چھوڑ دو اور ان پر قبضہ نہ کرو۔ ان میں کنیسہ جو بڑا ہے۔ وہ اب دمشق میں۔ تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارے تمام کنیسوں کو گرانے کا حکم نہ دیا جائے گا اور فرمایا تمہارے دمشق میں متعدد کنیسے ہیں وہ کنیسہ مریم، کنیسہ حنا، کنیسہ سوق اللیل، کنیسہ اندار اور یہ حضرت عبدالرحمن کے گھر کے پاس تھا۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا معاہدۂ صلح

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو اور اس کے علاوہ بھی انہوں نے جو شرائط رکھی تھیں منظور فرمالیں اور انہیں صلح نامہ لکھ کر

دے دیا۔ امن کا پروانہ ان کے لئے لکھ کر دے دیا اور نہ اس پر اپنا نام لکھا اور نہ اس پر دستخط کیئے۔ اور نہ گواہوں کی گواہی ثبت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ خود کو مسلمانوں کے معاملات کا والی بنائیں اور سرکاری حیثیت سے کسی معاملہ میں کوئی دخل دیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ لکھ کر ان کے سپرد کر دیا تو انہوں نے کہا کہ اب آپ اٹھیں اور ہمارے ساتھ چلیں آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یہ افراد بھی تھے۔

حضرت ابو ہریرۃ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت نعیم بن عمرو، حضرت عبد اللہ بن عمرو الدوسی، حضرت ذو الکلاع الحمیری، حضرت حسان بن النعمان، حضرت جریر بن نوفل الحمیری، حضرت سیف بن سلمۃ، حضرت معمر بن خلیفۃ، حضرت ربیعۃ بن مالک، حضرت مغیرۃ بن شعبۃ، حضرت ابو لبابۃ بن المنذر، حضرت عوف بن ساعدۃ، حضرت عامر بن قیس، حضرت عبادۃ بن عتبۃ، حضرت بشر بن عامر اور حضرت عبد اللہ بن قرط الاسدی رضی اللہ عنہم یہ پینتیس (۳۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جو کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے ان کے علاوہ دیگر پینسٹھ (۶۵) عام اصحاب بھی تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر دروازے کی طرف بڑھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ضمانت دو کہ ہم شہر میں داخل ہوں تے تو کوئی وعدہ خلافی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے ضمانت اور کچھ رہن رکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو اطمینان دلا دیا پھر آپ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں بشارت

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تے:

''تفتح المدینۃ أن شاء اللہ تعالی فی ھذہ اللیلۃ فقلت یا رسول اللہ أراك علی عجل قال لاحضر جنازۃ أبی بکر الصدیق قال فاستیقظت من المنام''

''ان شاء اللہ تعالیٰ اس رات یہ شہر فتح ہو جائے گا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی مین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازے میں جا رہا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس میں نیند سے بیدار ہو گیا۔''

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا دمشق شہر میں داخل ہونا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے تو وہ پادری، راہب جو صلح کے لئے آئے تھے، وہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے، انہوں نے سیاہ بالوں والا لبادہ اور لباس پہن رکھا تھا اور ''انا جیل'' اٹھا رکھی تھیں، اور صندل وعود اور دوسری خوشبودار دھونی جلاتے ہوئے اور اگربتیوں کی مہک میں جلوس جا رہا تھا، یہ ۱۳ ہجری ۲۱ جمادی الآخر پیر کا دن تھا۔ اہل سیر نے اپنی اپنی اخبار میں لوگوں سے جو شام کی فتوحات کے راویوں میں سے ہیں نقل کیا ہے اور ان میں سے ایک راوی محمد بن اسحاق اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی راوی ہیں جن کا ذکر اور ان کی اسناد کی خبر شروع میں بیان کر دی گئی ہیں۔ یہ رواۃ مورخین اور اہل سیر کے نزدیک ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ان

سے روایت کرتے ہوئے علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے یہ بات عبدالحمید بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوانس امیہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دمشق میں جابیہ دروازہ میں سے داخل ہوئے اور اس کی اطلاع حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نہیں دی گئی تھی کیونکہ وہ شرقی دروازے پر سخت جنگ میں مشغول تھے۔ جس کی وجہ سے یہ تھی کہ حضرت عمرو بن عاص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے جو ایک زہریلا تیر لگنے سے شہید ہو گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھ کر شرقی دروازے اور توما کے دروازے کے درمیان دفن کر دیا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے شہید ہونے کا بہت صدمہ تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ بہت شدت سے رومیوں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس رومی پادری کی حاضری

مشرقی دروازے کے متصل قلعہ کی فصیل کے ساتھ ایک یوشا بن مرقس پادری رہتا تھا اس کے پاس حضرت دانیال علیہ السلام وغیرہ کے ملاحم (بڑی بڑی جنگوں کی پیشین گوئیوں) پر مشتمل ایک کتاب تھی اس نے یہ پڑھا ہوا تھا کہ اللہ ان شہروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھوں ان کے لئے فتح فرمائے گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دینؐ تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ اس نے ۱۳ ہجری ۲۱ جمادی الثانی کو نقب لگائی اور قلعہ سے باہر آ گیا۔ اس بات کا علم اس کے بیوی بچوں کو بھی نہ ہوا اور وہ خفیہ طریقے سے چھپ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے آپ کو جس طرح آیا تھا۔ بیان کیا اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان طلب کی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دمشق کو بزورِ تلوار فتح کرنا

آپ رضی اللہ عنہ نے امان دے دی اور اس کے ساتھ ایک سو شہسوار کر کے ساتھ کر دیئے۔ جن میں سے اکثریت کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا۔ اور ان کو ہدایت کر دی کہ جب تم شہر میں داخل ہو جاؤ تو مل کر آوازیں بلند کرنا اور دروازہ کا قصد کرنا اور اس کے تالے توڑ کر اس کی زنجیریں پھینک دینا۔ یہاں تک ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اندر داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ قوم نے ایسا ہی کیا اور آپ نے اس کا امیر کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا۔ ان کے آگے یوشا بن مرقس تھا اور وہ ان کو لے کر اس طرح داخل ہوا جس طرح نکلا تھا۔ یعنی نقب کے ذریعے، جب یہ لوگ اس کے گھر پہنچ گئے تو زرہیں پہن لیں اور نہایت احتیاط کے ساتھ مین گیٹ کی طرف نکلے اور باآواز بلند اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے جا رہے تھے، لوگ قلعہ پر جنگ کر رہے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا تو ان کے تو ہوش اڑ گئے اور وہ سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم شہر میں گھس آئے ہیں اور وہ ان کے سر پر کھڑے ہیں۔ یہ سمجھتے ہی ان کے ہاتھوں سے خود بخود ہتھیار گر گئے۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے مین گیٹ کا ارادہ کیا۔ اس کے تالے توڑے، زنجیریں کاٹ دیں، دروازے کھلتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے رومیوں کو اپنی تلواروں کی زد میں لے لیا۔ رومی ان کے آگے ادھر ادھر بھاگتے تھے مگر ان کو بچنے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ برابر رومیوں کا قتل عام کر رہے تھے اور ان کے اہل وعیال کو قیدی بناتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ اسی طرح کنیسہ مریم تک پہنچ گئے۔

سیدنا خالد اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کی ملاقات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کنیسہ مریم کے پاس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا لشکر آمنے سامنے آگئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اتھیوں کو دیکھا کہ وہ آرہے ہیں اور لاٹ پادری راہب ان کے آگے آگے ہے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے کسی ساتھی نے بھی تلوار میان سے نہیں نکالی ہوئی اور نہ وہ لڑ رہے ہیں تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور تعجب سے آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو ان کے چہرے پر ناگواری اور ناراضی کے آثار عیاں تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

”أبا سلیمان قد فتح اللہ علی یدی المدینۃ صلحا وکفی اللہ المؤمنین القتال“

(بیشک اللہ نے دمشق شہر کو صلح کے ذریعے میرے ہاتھ پر فتح کر دیا اور ہم دونوں نے صلح کر لی اور کہا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ سے بچا لیا ہے۔)

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا تحکمانہ انداز

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: دمشق کی فتح کے دن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ذرا آمرانہ اور تحکمانہ انداز اور لہجہ میں مخاطب کیا اور کہا: ”أیھا الأمیر قد تم الصلح“ (اے امیر! صلح کا معاملہ مکمل طے پا چکا ہے) جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: کون سی صلح؟ ”لا أصلح اللہ بالھم وأنی لھم الصلح“ (اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کو درست نہیں فرمایا اور میں ان کے لئے صلح کر لوں) دمشق کو تو میں نے تلوار کے ذریعے جنگ سے فتح کیا ہے ان کی حمایت کرنے کی ضرورباقی نہین ہے میں ان سے کس طرح صلح کر لوں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اے امیر! اب تیر چل چکا ہے اور جہاں اس نے پہنچنا تھا اور پہنچ چکا ہوں، تحقیق۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں صلح کر چکا ہوں۔ اور لکھ کر صلح نامہ ان کو دے چکا ہوں۔ یہ منظور نامہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے میرے حکم کے بغیر مجھ کو اطلاع کئے بغیر کیسے صلح کر لی؟ میں آپ کا حاکم ہوں۔ آپ کی رائے کے نافذ ہونے یا نہ ہونے کا اختیار مجھ کو حاصل ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے تلوار نہیں ہٹا سکتا جب تک ان کے آخری آدمی کو فنا نہ کر دوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا خیال یہ نہیں تھا کہ جب میں کوئی معاہدہ کر لوں گا تو آپ میری مخالفت کریں گے۔ خدا کی قسم! میں یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ آپ میرے کسی کئے ہوئے عہد یا رائے کی اس طرح مخالفت کریں گے۔ دیکھیں یہ معاملہ بہت بڑا معاملہ ہے کیونکہ بخدا میں ان لوگوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر چکا ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان دی ہے اور ان کی سب کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ میرے ساتھ اس امر پر تمام مسلمان جو میرے ہمراہ تھے متفق تھے اور راضی تھے اور ان سے تعرض کرنا اور ان کے کسی بھی آدمی کو نقصان پہنچانا اس عہد کے خلاف ہوگا۔ عذر کرنا اور دھوکہ دینا ہماری عادت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکروں والوں کی تلواریں بے دریغ قتل میں مصروف تھیں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان دونوں کے درمیان آوازیں بلند ہوئیں اور لوگوں نے ان دونوں حضرات کی جانب نظریں اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو کے باوجود اپنے ارادہ سے رجوع نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور وہ جیش زحف اور بدوی عربوں کا تھا اور وہ علامۃ الناس کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے اور بچوں کو قید کر رہے تھے۔ اور ان کی تلواریں کسی کو نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا اصرار

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے زور سے چلا کر آواز دی اور بولے۔ ہائے میری ماں مجھ پر روئے۔ واللہ میرے ذمہ کی تحقیر کی گئی اور میرے عہد کو توڑا گیا آپ نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی اور کبھی بائیں اور کبھی دائیں جا کر لوگوں کو بلند آواز سے اعلان کر کے اشارے کرنے اور سمجھانے لگے: اے مسلمانوں کی جماعت! میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تمہیں اس راستہ کی طرف کوئی دست درازی نہیں کرنی ہے۔ جدھر سے میں شہر میں داخل ہوا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور خالد رضی اللہ عنہ غور کر کے کسی امر پر اتفاق نہ کر لیں۔ تم لوگ قتل عام سے رک جاؤ۔ آپ کے کہنے پر لوگ قتل کرنے سے رک گئے۔

مسلمانوں کا باہم صلاح مشورہ

مسلمانوں کے دوں لشکروں کے صاحب رائے اور شہسوار کنیسہ مریم جس جگہ دونوں لشکر اکٹھے ہوئے تھے صلاح مشورہ کے لئے اکٹھے ہوئے۔ اس اجلاس میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت عمرو ابن العاص، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت ربیعۃ بن عامر، حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب فکر ونظر لوگ تھے، یہ کنیسہ مریم میں اکٹھے ہوئے اور باہم مشورہ کے لئے اکٹھے ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جس میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے کی رائے یہ تھی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس پر چلنا زیادہ موزوں اور مناسب ہے اور قوم کے قتل سے ہاتھ روک لینا چاہئے کیونکہ شام کے بہت سے شہر ابھی فتح نہیں ہوئے۔ اور ہرقل جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ انطاکیہ میں موجود ہے۔ ایسی صورت میں اگر غیر مفتوحہ شہروں میں یہ افواہ پھیل گئی اور مشہور ہو گیا کہ مسلمانوں نے عہد اور صلح کر کے دمشق میں بدعہدی کی ہے تو پھر صلح سے کوئی شہر فتح کرنا ممکن نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ اگر رومیوں کو تم صلح میں لے لو تو یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے اس کی نسبت کہ ان کو تم قتل کر دو۔ اس کے بعد ان سب حضرات رضی اللہ عنہم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ نے شہر کا جو حصہ تلوار کے ذریعے فتح کیا ہے اس کو آپ اپنے کنٹرول میں رکھیں اور شہر کا جو حصہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح کے ذریعے فتح کیا ہے اس طرف کے حصہ کو ان کے ماتحت رکھیں۔ آپ دونوں حضرات یہ تمام صورت حال دربار خلافت میں لکھ کر روانہ کریں۔ مسلمانوں کے خلیفہ جو فیصلہ فرمائیں اور جو ان کی طرف سے جو حکم آپ کو ملے اس پر دونوں عمل کریں۔

اہل دمشق کے لئے امن

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تمہاری رائے پسند ہے۔ اور میں آپ کا مشورہ قبول کرتا ہوں اور تمام اہل دمشق کو سوائے توما اور حربیس کے اور ان دونوں کے لشکروں کے جو ان کی پناہ میں جمع ہیں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور ان کے علاوہ تمام اہل دمشق کے لئے امن ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: روم کے بادشاہ ہرقل نے جب اپنے داماد توما کو دمشق کی ریاست کا والی مقرر کیا اور یہ ریاست اس کے حوالے کی تھی تو توما نے اپنی ریاست کے آدھے حصہ پر اپنی طرف سے ہربیس کو والی مقرر کر دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں آدمی (توما اور ہربیس) تو سب سے پہلے میری صلح میں داخل ہو گئے تھے۔ آپ مجھے یہ بتاؤ اگر یہی معاملہ کرتے تو کیا میرے لئے یہ جائز ہوتا کہ میں آپ کے ذمہ کی تحقیر کرتا؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر آپ بھی میری ذمہ داری کی تحقیر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ مجھ کو بتائیں کہ توما اور ہربیس سے جب میں نے صلح کی اور ان کو امان دی تو آیا یہ دونوں شہر میں تھے یا شہر سے باہر تھے۔ اگر تو یہ دونوں شہر میں تھے تو پھر یقیناً یہ دونوں بھی میری امان میں آئیں گے اور اگر شہر سے باہر تھے تو ان پر میری ذمہ داری نہیں۔

توما اور ہربیس کی شہر بدری

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! اگر آپ کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں ان دونوں کو قتل کرتا۔ لیکن اب یہ دونوں اس شہر سے جہاں چاہیں نکل کر چلے جائیں۔ میں ان کو یہاں نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ان دونوں پر لعنت ہو۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی ہے کہ یہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شہر سے نکل جائیں۔

اہل دمشق کی شہر بدری

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحث و تکرار کر رہے تھے تو توما اور ہربیس دنوں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور ان کو اپنی ہلاکت کا خوف نظر آ رہا تھا۔ توما اپنے ترجمان کو ساتھ لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف آیا اور وہ جو کہتا اس کا ترجمہ اس کی ترجمانی کرتا جاتا تھا۔ اس نے ترجمان نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: توما کہتا ہے کہ آپ ہمیں خبردار کریں کہ آپ کے اور آپ کے امیر کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے وہ کیا تھی؟ اگر آپ کا امیر ہمارے ساتھ دھوکہ اور عہد شکنی کرنے والا ہے تو ہم اور دوسرے شہری برابر ہیں۔ ہم تمہارے عہد و پیمان میں داخل ہیں۔ ترجمان نے بتایا کہ توما کا کہنا ہے کہ ہم اپنے مقتولین کا آپ سے مطالبہ نہیں کرتا اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہمیں چھوڑ دیں تاکہ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر سے نکل جاؤ اور جس راستہ کو میں اختیار کروں میں اجازت ہو۔ بس آپ ہمیں شہر سے جانے کی اجازت دے دیں۔

جنرل توما کو جانے کی مشروط اجازت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو اب ہماری ذمہ داری میں ہے تو جو راستہ بھی اختیار کرے کر لے اور جب تو دارالحرب یعنی اس سرزمین میں جس میں تمہاری عملداری ہے پہنچ جائے تو، تو ہماری ذمہ داری سے خارج ہے۔ پھر تمہارے لئے ہماری کوئی امان نہیں ہوگی۔

تین دن کی امان کی درخواست

توما اور ہربیس نے کہا آپ ہمیں تین دن کی امان دے دیں۔ تین دن کے بعد آپ بے شک ہماری ذمہ نہ لیں اور تین دن کے بعد اگر آپ کا کوئی آدمی ہم تک پہنچ جائے تو وہ ہمارے کسی آدمی کو پکڑ لے تو وہ چاہے اس کو غلام بنا کر قید میں رکھے چاہے اس کو قتل کر دے۔ تین دن کے بعد تمہارے لئے ہمارا کوئی ذمہ نہیں ہے اور نہ تمہاری گردن پر ہمارے لئے کوئی عہد و پیمان ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری یہ شرط منظور ہے مگر اس صورت میں کہ تم اس شہر سے زادراہ جس میں خورد و نوش کی چیزیں آتی ہیں کے سوا کوئی چیز اپنے ساتھ اٹھا کر نہیں لے جاؤ گے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مداخلت

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ گفتگو تو عہد و پیمان توڑنے والی ہے ہمارا ان سے معاہدہ ہوا ہے کہ وہ اپنے مال و اسباب کے ساتھ جلاوطنی اختیار کریں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو یہ بات بھی مان لیتے ہیں مگر یہ اپنے ساتھ ہتھیار نہیں لے جا سکیں گے۔

ہربیس نے کہا ہتھیار تو ہمارے لئے راستے کہ آفات و بلیات کے لئے ضروری ہیں۔ تا کہ ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں ۔ ورنہ ہم کو راستہ میں خطرہ ہی رہے گا۔ اور ہم اپنے دامن کو محفوظ اور پرامن نہیں رکھ سکیں گے۔ رہا ہم آپ کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں آپ ہمارے ساتھ کریں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو ایک ایک ہتھیار ساتھ رکھنے کی اجازت دے دینی چاہیے، مثلاً ایک شخص کے پاس تلوار ہے تو وہ اپنے پاس نیزہ نہیں رکھ سکتا اور جس کے پاس نیزہ ہو وہ تلوار نہیں رکھ سکتا اور اگر اس کے پاس تیر کمان ہے تو اس کے پاس چاقو اور خنجر نہ ہوگا۔

توما نے شرائط قبول کر لیں

توما نے کہا: ہمیں یہ شرط منظور ہے۔ ہمیں صرف ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اس کے بعد توما۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: مجھ اس شخص سے خوف ہے اس لئے ہمیں ایک عہد نامہ جس میں تمام باتیں جو قرار پائی ہیں ہوں۔ لکھ دیجئے۔ اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ہو جائے تا کہ ہم کو اطمینان رہے۔

توما کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جھڑک دیا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے ہم اہلِ عرب ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے اور نہ مکر کرتے ہیں اور یہ امیر، ابوسلیمان ہیں، جن کی بات، بات ہوتی ہے اور جن کا عہد عہد ہوتا ہے۔ تم اطمینان رکھو، حضرت خالد رضی اللہ عنہ حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتے۔ اور صرف سچائی سے پیار کرتے ہیں۔

رومیوں نے شہر چھوڑ دیا

راوی کا کہنا ہے توما اور ہربیس یہاں سے چلے گئے اور دونوں نے اپنی قوم کو جمع کر کے ان کو جانے کا حکم دیا اور کہنے لگے انہوں نے مال واسباب باندھنا شروع کیا اور دمشق کے بادشاہ ہرقل کا ایک بہت بڑا خزانہ تھا جس میں تین سو سے زیادہ اونٹوں کو بوجھ تو فقط ریشی کپڑے تھے جس پر سونے کے تلہ سے کڑھائی ہوئی ہوئی تھی۔ توما اور ہربیس نے یہ ذخیرہ اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے توما نے حکم دیا کہ شہر کے باہر اس کے لئے ریشم کا خیمہ لگایا جائے اور پھر رومیوں کو حکم دیا کہ وہ وہاں سامان کا ڈھیر لگادیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی اتنی بڑی نفری اور اس قدر زیادہ مال ومتاع کو دیکھا تو فرمانے لگے۔ کتنی بڑی قوم ہے اور کس قدر مال جمع کر رکھا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

”وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ“

(اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک امت بن جائیں گے تو ہم بنادیتے ان کے لئے جو انکار کرتے ہیں رحمن کا اور ان کے مکانوں کے لئے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں (وہ بھی چاندی کی)

پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومیوں کی طرف دیکھا جو جلدی سے بھاگنے کی وجہ سے گدھوں کی طرف اس طرح بھاگم بھاگ آتے جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کی طرف مڑ کر دیکھتے ہی نہیں ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب ان کی طرف دیکھا تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دعا کی:

”اللھم جعله لنا وملکنا إیاہ واجعل ھذہ الأمتعة قوتا للمسلمین آمین إنك سمیع الدعاء“

اے اللہ: ہمارے لئے کردے اور ہمیں اس کا مالک بنادے اور یہ سامان مسلمانوں کے لئے غنیمت بنادے بیشک تو دعا کو سنتا ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور فرمایا: اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ کیا تم میری بات مانو گے۔ انہوں نے کہا آپ حکم فرمائیں۔ ہم خوشی خوشی آپ کا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے گھوڑوں کو جس قدر خدمت کر سکتے ہو خوب اچھی طرح ان کی خدمت کرلو اور ان کو ہر طرح سے تیار رکھو۔ اسلحہ تیار کرلو اور اپنی تلواریں تیز کرلو اور کمانیں درست کرلو۔ تین دن کے بعد ہم نے ان رومیوں کا تعاقب کرنا ہے مجھے اپنے رب سے یقین ہے کہ وہ ان تمام

کا اموال جو اس وقت میں دیکھ رہا ہوں ہمارے لئے غنیمت بنا دے گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس قوم نے کوئی عمدہ اور فاخرہ چیز، عمدہ کپڑا تک نہیں چھوڑا یہ سب کچھ اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔

لوگوں نے کہا: جو آپ کے لئے ظاہر ہوا ہے آپ اس پر عمل کریں۔ ہم کسی معاملہ میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس کے بعد اپنے کاموں کی اصلاح اور گھوڑوں کی دیکھ بھال میں لگ گئے اور ان کو چارہ ڈالنے پر خوب توجہ دی۔ توما اور ہربیس نے دیہات میں جا کر اموال جمع کئے اور اس کے بعد جو کچھ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دینا طے پایا تھا ان کے پاس لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا چونکہ تم نے عہد پورا کیا ہے اس لئے تم ان تین دنوں کے اندر اندر جہاں تمہارا من چاہے چلے جاؤ۔ تمہارے ساتھ ہم میں سے کوئی مزاحمت نہیں کرے گا لیکن اگر ان تین دنوں کے بعد کوئی مسلمان تمہیں پکڑ لے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہوگی اور نہ وہ پکڑنے والے قابل ملامت رہیں گے۔

رومیوں کا تعاقب

حضرت زید بن ظریف کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رومیوں جس وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو مال دینے کے بعد نکلے اور ان کے قافلے چلے تو ان تعداد بہت زیادہ تھی تاحد نگاہ زمین انسانی سروں سے سیاہ نظر آتی تھی۔ گویا ایک تاریک اور ظلمت چھائی ہوئی تھے اس بڑی تعداد کی وجہ یہ ہوئی کہ روم قوم کے ساتھ اہل دمشق کی بہت زیادہ عام اپنے اہل خانہ اور بچوں سمیت نکل کھڑی ہوئی تھی۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے قرب میں رہنا ناپسند کیا تھا۔

رومیوں کے تعاقب میں تاخیر اور اس کی وجہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کا تعاقب میں کرنے میں لیٹ ہو گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل دمشق اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ شہر میں جو کثیر تعداد میں غلہ تھا وہ کس کی ملکیت میں ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ اہل دمشق کی ملکیت ہے کیونکہ یہ صلح میں داخل ہے۔ قریب تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی فتنہ سر اٹھاتا مگر اصحاب رائے نے باہمی مشاورت سے اس کو رفع دفع کر دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجیں جو وہاں سے جواب آئے اس کے مطابق عمل کریں۔ تاہم کسی کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جس روز دمشق فتح ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا حسرت بھری نگاہوں سے رومیوں کو دیکھنا

حضرت عطیہ بن عامر سکسکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن توما اور ہربیس دمشق سے نکلے اور بادشاہ ہرقل کی بیٹی ان دونوں کے ہمراہ تھی میں اس وقت دمشق کے جابیہ کے دروازہ پر کھڑا تھا تو میں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رومیوں کو آنکھ کے کونے سے گھور کر دیکھ رہے تھے اور ان کے تمام مال و اسباب کے بچ جانے پر حسرت سے دانت پیس رہے تھے۔ کہ ہم نے سب کچھ کھو دیا اور میں نے یہ دیکھا تو آپ سے کہا: ''اے ابن ازور رضی اللہ عنہ کیا بات ہے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو حسرت زدہ شخص کی طرح دیکھ

رہا ہوں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔

دشمنانِ خدا کے زندہ بچ کر نکلنے کا افسوس

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! مجھے غنیمت سے کوئی سروکار نہیں ہے مجھ کو افسوس اس بات پر ہے کہ دشمن خدا ہم سے زندہ بچ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ اچھا نہیں کیا۔

انسان کی حرمت تمام چیزوں سے افضل ہے

میں نے کہا: اے ابن از ور رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امین الامہ نے بہتر چیز کا ہی ارادہ کیا ہے انہوں نے لوگوں کو خون ریزی سے بچالیا ہے اور ان کو جنگ کی مشقت سے آرام میں رکھا ہے۔ ایک شخص کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام چیزوں سے افضل ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں رحم دلی اور نرمی کو بٹھا دیا ہے اور کافروں کے دلوں سے رحمت اور نرمی کو دور فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ بعض کتابوں میں فرمایا ہے:

''إن الرب لا يرحم من لا يرحم''

بے شک رب تعالیٰ رحم نہیں فرماتا جو رحم نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَالصُّلْحُ خَيْرٌ''۔[1]

اور صلح بہت اچھی ہے۔

توحضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لعمري إنك لصادق ولكن اشهدوا علي إني لا ارحم من يجعل له زوجة وولدا''

(مجھ کو میری عمر کی قسم! بیشک تم نے سچ کہا ہے اور لیکن تم گواہ رہنا اس پر میں کسی ایسے شخص پر کبھی رحم نہیں کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے لئے زوجہ اور اولاد کا عقیدہ رکھتا ہو۔)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر بن عیسیٰ از عبدالواحد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس دستہ پر متعین فرمایا تھا جو شرقی دروازے سے باب سلامت، باب فراویس، باب جابیہ، باب کیسان اور باب صغیر تک گشت پر فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ یہ شام کے فتح ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ ایک رات ہم گشت پر تھے۔ چاندی رات تھی، جس وقت ہم باب کیسان کے قریب پہنچے تو اچانک ہم نے دروازے کھلنے کی آواز سنی، ہم وہیں رک گئے۔ دروازہ کھلا اور اندر سے ایک سوار باہر آیا۔ ہم نے جان بوجھ کر اس کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے اس سے تعرض نہ کیا یہاں تک کہ

[1] النساء:۱۲۸

جب وہ ہمارے قریب ہوا تو ہم نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس سے کہہ دیا کہ اگر تو نے شور کیا تو تجھ کو قتل کر دیا جائے گا۔ وہ خاموش رہا۔ اتنے دو افراد اور دروازے سے نکلے ازاحتیاطاً دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس شخص کا نام لے کر اس کو آواز دینا شروع کر دی جس کو ہم نے گرفتار کر لیا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تو ان کو جواب دے تاکہ وہ بھی تیرے پاس آ جائیں مگر اس نے رومی زبان میں ان سے کہا پرندہ جال میں ہے۔ وہ سمجھ گئے کہ ان کا ساتھی گرفتار ہو گیا ہے۔ پس وہ تیزی سے واپس چلے گئے، اور انہوں نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے ارادہ کیا کہ اس کو قتل کر دیں مگر ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اس کو قتل نہ کریں ہم اس کو امیر کے پاس لے جاتے ہیں وہ اس کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے وہ بہتر فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ ہم اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں رومی ہوں۔ اور ان کے سرداروں میں سے ایک سردار ہوں۔ میں نے انہی دنوں تمہارے یہاں آنے سے قبل اپنی قوم کی ایک رومی لڑکی سے شادی کی تھی اور میں اس لڑکی سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ جب آپ کا محاصرہ لمبا ہوا تو میں نے اس لڑکی کے والدین نے درخواست کی کہ اس کو رخصت کر دیں مگر انہوں نے رخصتی سے انکار کر دیا اور کہا ہمیں رخصتی کا کہاں ہوش ہے۔ ہم تو بہت اہم کام میں معروف ہیں اور مجھے اس سے ملاقات کرنے کا حد سے زیادہ شوق تھا۔ اس لئے ہمارے شہر میں جو کلب ہیں جہاں ہم کھیلتے ہیں اور رنگ رلیاں مناتے ہیں، دادِ عیش دیتے ہیں، میں نے اس سے ملاقات کے لئے وہاں آنے کا وعدہ لے لیا کہ ہم اس جگہ اور سیرگاہوں کی طرف جائیں گے۔ ہماری گفتگو ہوئی تو اس نے مجھ سے شرط رکھی کہ میں اس کو شہر کے دروازے سے باہر لے جاؤں، چنانچہ میں تم لوگوں کی طرف تمہارے بارے میں معلوم کرنے کے لئے نکلا ہی تھا کہ آپ کے ساتھیوں نے مجھ کو گرفتار کر لیا۔ اور میرا ساتھی اور وہ لڑکی جس سے میری شادی ہوئی تھی۔ دونوں نکلے تو میں نے اپنے دونوں دوستوں کو آواز دے کر کہا: "چڑیا دام میں پھنس گئی ہے" میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ وہ بچ جائیں کیونکہ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں میری بیوی تمہارے آدمیوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے اور وہ اس کو قیدی نہ بنا لیں اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میرے لئے مسئلہ آسان تھا۔ مجھ کو اس کے پکڑے جانے کی کوئی پرواہ نہ ہوتی مگر یہاں معاملہ میری بیوی کا تھا جس سے میں بہت محبت کرتا ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام کی دعوت دینا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے فرمایا: اسلام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اگر تو اسلام قبول کر لے تو جب میں شہر میں داخل ہوں گا تو اس لڑکی سے تیرا نکاح کر دوں گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تیرا علاج تلوار ہے۔ اس نے اسلام کو اختیار کیا اور کہا:

"أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"

اس کے بعد ہمارے ساتھ مل کر شدید جنگ کی اور جب صلح کے بعد ہم شہر میں داخل ہوئے تو وہ اپنی بیوی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ اس نے راہبوں کا لباس پہن لیا ہے اور وہ تجھ پر اپنے غم کی وجہ سے راہبہ بن گئی ہے۔

راوی کہتے ہیں وہ کنیسہ کی طرف آیا اور جب اس کی طرف دیکھا تو اس نے اس کو نہیں پہنچانا۔ یہ اس سے کہنے لگا آپ کو رہبانیت پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت تھی حتی کہ عربوں نے جب اس کو گرفتار کیا تو میں نے اس غم اور صدمہ میں رہبانیت اختیار کر لی ہے اس نے کہا میں تیرا شوہر ہوں اور میں نے اہل عرب کے دین کو قبول کر لیا ہے اور تو میری ذمہ داری اور پناہ میں آجا، جب اس نے اپنے شوہر کی بات سنی تو بولی، نہیں حق مسیح کی قسم نہیں یہ نہیں ہوسکتا، اور تیرے لئے اس صورت میں مجھ کو حاصل کرنے کی راہ کوئی نہیں ہے۔ یہ کہا اور وہ توما اور ہربیس کے کارواں کے ساتھ شہر سے نکل گئی۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ اس کی بیوی نہیں مانتی اور وہ اس سے ملنے سے انکار کرتی ہے تو اس نے ساری صورتحال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتادی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شہر کو صلح سے فتح کیا ہے اور تیرے لئے اس لڑکی پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کے تعاقب میں

راوی کا بیان ہے کہ جب اس آدمی کو پتہ چلا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس نے کہا: میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلوں گا شائد مجھ کو میری بیوی مل جائے۔ لوگوں نے چلے جانے کے بعد بعض وجوہات کی وجہ سے چونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چوتھے دن بھی دمشق میں رکنا پڑا اور آپ ان کے پیچھے نہ جاسکے آپ نے جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ اب وہ رومی دمشقی آپ کے پاس آکر کہنے لگا۔ اے امیر! آپ کا عزم اور ارادہ رومیوں کے تعاقب کا تھا اور ان کے ساتھ جو کچھ تھا اس کو حاصل کرنے کا نہیں تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، ضرور یہی ارادہ تھا۔ اس نے عرض کیا: تو پھر اب آپ کو کس بات نے اس ارادہ کے ترک پر مجبور کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب چونکہ چار دن اور چار راتیں ان کو یہاں سے جانے کو ہو گئے ہیں اور وہ بہت دور نکل گئے ہوں گے آپ جانتے ہیں کہ جب آدمی کے سر پر خوف بھی سوار ہو تو وہ کس قدر تیز رفتاری سے سفر کرتا ہے تاکہ وہ پکڑا نہ جائے، ان کی حالت بھی اسی طرح ہے، لہٰذا اب وہ بہت دور جاچکے ہوں گے اور ان سے ہمارا ملنا بہت مشکل ہے۔

اس رومی جس کو یونس کہتے ہیں۔ کہنے لگا اے امیر! اگر تو آپ ان کے تعاقب دیر ہونے کی وجہ سے نہیں کر رہے کہ وہ بہت دور جاچکے ہوں گے اور ہم ان تک نہیں پہنچ سکیں گے تو میں چونکہ ان شہروں اور راستوں سے واقف ہوں اس لئے یں آپ کو ایسے مختصر راستے سے لے چلوں گا جس سے ہم ان کو راستہ میں ہی جالیں گے۔ آپ ارادہ ترک نہ فرمائیں، ان شاء اللہ ہم اب بھی ان کو پکڑ لیں گے اور میں یہ کام اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ میری بیوی ان کے پاس ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی اور فرمایا: اے یونس! کیا تو راستہ جانتا ہے۔ اور ہماری رہنمائی کرے گا؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ لیکن آپ سب حضرات قبیلہ لخم اور جذام جو عربی نصرانی ہیں، ان کی طرح کا لباس پہن لیں اور زادسفر

ساتھ لے کر چلیں، چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر زحف جو چار ہزار کی نفری پر مشتمل تھا، اپنے ساتھ لیا اور انہیں چلنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ تیز ترین گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ، اور ان پر وزن کم رکھو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ لشکر کو لے کر روانہ ہو گئے اور دمشق کے متعلق حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو تاکید کر دی کہ آپ شہر کے معاملات کو سنبھالیں۔

یونس کی رہنمائی میں رومیوں کا تعاقب

حضرت زید بن ظریف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم یونس بھائی کی رہنمائی میں رومیوں کا تعاقب کر رہے تھے وہ ہمارے آگے آگے تھے، وہ ان نشانات پر چل رہا تھا، اور ہم اس کے ساتھ گھوڑوں کے نشانات اور مچھروں کے گھروں کے آثار دیکھ کر چل رہے تھے۔ اس قوم کا طریقہ یہ تھا کہ جب بھی کوئی اونٹ اور خچر گرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی دوسرا جانور چلنے سے رہ جاتا تو اس کو ذبح کر کے پھینک دیتے اور ہم مسلسل اس طرح رات دن چلتے رہے، صرف نماز کے وقات اترتے اور نماز ادا کر کے چل دیتے تھے۔ یہاں تک کہ رومی قوم کے نشانات نظر آنے ختم ہو گئے اور یہ بات ہمیں عجیب لگی اور اس سے ہم حیرات ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے یونس! ان لوگوں کے متعلق اب تیرا کیا خیال ہے، ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ یونسؒ نے عرض کی: اے امیر! سفر جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار رہوں۔ بس ہوا یہ ہے کہ رومیوں نے آپ کے ڈر کی وجہ سے سیدھا راستہ چھوڑ دیا اور پہاڑوں اور گھاٹیوں اور جنگلات میں چھپ کر چلنا اختیار کر لیا ہے اور ہم ان شاء اللہ ان کو ضرور ملنے والے ہیں۔

حضرت ضحاک بن حسان طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یونس رحمۃ اللہ علیہ ہمیں پتھریلے راستے پر لے کر چلا، واللہ میرے پاس چمڑے کے موزے تھے اور ان کے تلووں میں میں نے یمنی نعل لگوائے ہوئے تھے اور مجھ کو بتلایا گیا تھا کہ یہ نہایت مضبوط اور عمدہ قسم کے موزے ہیں۔ میں اپنے ذہن میں یہ سوچتا تھا کہ یہ موزے کئی سال میرے لئے کافی رہیں گے۔ مگر بخدا! اس رات موزوں کا پنڈلی والا حصہ ہی میرے پاس باقی رہا باقی سب کے چھیتڑے اڑ گئے۔ میں پہاڑی علاقے کی اس سنگلاخ اور دشوار گزار راہوں سے سخت گھبرا گیا تھا کیونکہ میرے پاؤں ان نوکیلے پتھروں پر چل چل کر زخمی ہو گئے تھے۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ راستے کی سختی سے صرف میں ہی پریشان نہیں تھا بلکہ میرے تمام اہل عرب ساتھی ایک دوسرے سے یہی تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ کاش ہمارا راستے کا رہنما ہمیں کسی ایسے راستے پر لے کر چلتا جو کشادہ اور آسان ہوتا۔ اس رات ہم نے یہ مشکل راستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ اور اس کٹھن اور دشوار گزار راستے سے نکل پر ہم ہموار راستہ پر آ گئے۔

رومی قوم کے نشانات

یونس رحمۃ اللہ علیہ ہمارے راستے کے رہنما کا خیال تھا کہ اب عنقریب ہم اس رومی قوم سے ملنے والے ہیں۔ جب ہم اس دشوار گزار راستے سے نکلے تو واقعی رومی قوم کے نشانات نظر آنے لگے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمارے آگے آگے گزر کر گئے ہیں۔ یونس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ کو اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ لوگ ہمارے ہاتھوں ضرور گرفتار ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہم اب ان کو ملنے والے ہی ہیں لہٰذا ہم کو جلدی چلنا ہوگا۔

سفر کی صعوبتیں اور مسلمانوں کی تیز رفتاری

راوی کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی رفتار کو تیز کر لیا اور حکم دیا کہ ہم سب تیز تیز چلیں۔ لوگوں نے عرض کیا: اے امیر! سفر کی صعوبتوں اور شدت نے ہم کو تھکا دیا ہے۔ آپ ہمیں کچھ دیر آرام کے لئے دیں تا کہ ہم بھی آرام کر لیں اور ہمارے گھوڑے بھی تازہ دم ہو جائیں۔ اور ہم ان کو دانا وغیرہ کھلا پلا لیں۔

راوی کہتے ہیں: مسلمانوں نے سفر جاری رکھا اور رہبر ان کے آگے آگے تھا۔ فرماتے ہیں ہم مسلسل چلتے رہے اور رہبر ہماری ترجمانی کرتے ہوئے بتا رہا تھا کہ ہم روم کے شہروں میں سے جس شہر اور بستی سے بھی گزرتے ہیں تو وہ ہمیں قبیلہ غسان اور قبیلہ لخم اور قبیلہ جذام کے عرب نصاریٰ سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے لباس کو دیکھ کر یہی خیال کرتے ہیں کہ یہ عربی عیسائی ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے رہبر یونس نے ہمیں جبلہ اور لاذقیہ کو طے کرا کے ساحل سمندر پر لا ڈالا اور وہ رومی قوم کے نشانات ڈھونڈنے لگا۔

اس لئے کہ رومی لوگ شام روم ہرقل کے خوف سے انطاکیہ کی راہ چھوڑ کر بائی پاس سے آگے گزر گئے تھے۔ یونس رہبر اب حیران و پریشان کھڑا تھا اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ پھر وہ قریبی گاؤں کی طرف گیا اور وہاں جا کر بعض دہقانوں سے پوچھا تو انہوں نے اس کو بتلایا کہ ہرقل بادشاہ کو اس کی خبر پہنچی تھی کہ جنرل توما اور ہربیس دمشق کا شہر مسلمانوں کے حوالے کر کے نکل آئے ہیں تو وہ بہت ناراض ہوا اور ہرقل کا چونکہ ارادہ تھا کہ ایک لشکر جمع کر کے یرموک کی طرف روانہ کرے اور اس کو یہ بھی فکر تھی کہ توما اور ہربیس رومی قوم کے سامنے مسلمانوں کی شجاعت و جوانمردی کو بیان نہ کر دیں اور وہ مسلمانوں کی بہادری اور جرأت سن کر بزدل نہ ہو جائیں۔ اس لئے اس نے احتیاط کے طور پر انہیں کہلا بھیجا کہ تم ادھر نہ آنا بلکہ اپنے قافلے کو قسطنطنیہ کی طرف لے جاؤ۔ اس لئے اب وہ انطاکیہ کی طرف جانے کی بجائے لکام کے راستہ سے ہوتے ہوئے قسطنطنیہ جائیں گے۔ یونس یہ سن کر پریشان ہو گیا۔ اور مسلمانوں کی تکلیف کا اس کو اب بہت احساس ہونے لگا۔ اور آنے والی مصیبت کے متعلق سوچ کر وہ پریشان سا ہو گیا۔

یکم رجب المرجب منگل کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ یونس پر شکستگی اور انکساری کے اثرات ہیں۔

یونس کی پریشانی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تسلی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے یونس! اس پریشانی کا سبب کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے امیر! واللہ میری وجہ سے آپ کو بہت دھوکہ ہوا ہے۔ میں آپ کو دشمن کی تلاش کی امید دلاتا رہا اور یہاں تک لے آیا اور افسوس کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ نہ آیا اور ہم جس مقصد کے لئے اس قدر مشکل سفر کر کے یہاں پہنچے ہیں وہ مقصد حل نہ ہو سکا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے اموال اور ریشم کے کپڑے سمیت سب کچھ بچا کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کس طرح ہوا؟

یونس نے کہا: میں رومیوں کے نشانات پر چلتا ہوا یہاں تک اس لئے آیا تھا کہ سوریہ پر ہم ان سے جا ملیں گے۔ اور جب

میں نے دیکھا کہ وہ اس جگہ سے بلندی کی طرف چلے گئے ہیں تو مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ قوم اپنے آپ کو اور اپنے سامان، مویشیوں کو بچانے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ اس گاؤں کے کسانوں میں سے ایک کسان نے مجھ کو بتلایا کہ ہرقل نے ان کو انطاکیہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا تاکہ اس کا لشکر ان سے مسلمانوں کی بہادری کے واقعات سن کر مرعوب نہ ہو جائے۔ ہرقل نے ان کو قسطنطنیہ کی طرف جانے کا حکم دے دیا ہے اور ہرقل بادشاہ ہمارے مقابلے کے لئے ایک لشکر تیار کر رہا ہے۔ اور آپ لوگ شہر انطاکیہ کے بالکل قریب ہیں۔ اس کے اور آپ کے درمیان یہ بڑا پہاڑ ہے جو کوہِ ہرقل کے نام سے موسوم ہے حائل ہے۔ اور اس کا لشکر ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چل پڑا ہے۔ مجھ کو ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس پہاڑ کو اپنے پس پشت رکھا تو ہلاکت سر پر ہے اب اس کے بعد آپ کا جو حکم ہوگا تعمیل کے لئے میں حاضر ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یونس رہبر کی باتیں سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رنگ اس طرح ہو گیا جس طرح خضاب ہوتا ہے اور آپ سخت پریشان ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے زندگی میں میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کبھی اس طرح گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ دیکھ کر میں نے عرض کی: ''اے امیر! آپ کیوں پریشان ہیں؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ تو اس طرح لگ رہے ہیں جیسے آپ کو اپنے کئے پر کوئی ندامت ہے اور آپ نے ایسا کرنے کا کیوں ارتکاب کیا ہو؟

مجھے موت کی پرواہ نہیں

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! مجھ کو موت کی وجہ سے گھبراہٹ نہیں ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ میں موت سے ڈرنے والا ہرگز نہیں ہوں۔ اور نہ ہی مجھے جنگ کا ڈر ہے۔ بلکہ مجھ کو اس بات کی فکر ہے کہ کل قیامت کے دن مسلمانوں کی بابت جب مجھ سے پوچھا جائے گا تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دوں گا۔ اور میں نے دمشق کی فتح سے قبل ایک خواب دیکھا تھا اس نے دراصل مجھ کو پریشان کر دیا ہے اور مجھے اس کی تعبیر کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بہتر کرے گا اور ہمیں دشمن پر فتح عطا فرمائے گا۔

ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا

لوگوں نے عرض کی: بہتر ہوگا، اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا، ان شاء اللہ، آپ رضی اللہ عنہ نے کیا خواب دیکھا؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور دوسرے مسلمان ایک بے آب وگیاہ صحرا میں ہیں اور ہم اس میں چل رہے ہیں اور اسی اثناء میں بڑے بڑے جنگلی گدھوں اور گورخوں کا ایک گروہ ظاہر ہوا ان کے جسم بڑے بڑے اور موٹے موٹے ہیں، ان کی کمریں پتلی، اور ان کے بال اور جلدیں بڑی خوبصورت ہیں گویا کہ وہ گلا ہمارے درپے ہو جاتا ہے۔ اور اس نے ہمیں اپنے مونہوں سے کاٹنا اور اپنی انگلیوں سے مارنا شروع کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہم

اپنے گھوڑوں پر ان کے گرد گھوم رہے ہیں اور ان کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور اپنے نیزوں سے ان کو مار رہے ہیں اور تلواروں سے ان پر ضربیں لگا رہے ہیں مگر اس گلہ گورخراں کو ہماری اس مار کی کوئی پرواہ نہیں ہے وہ برابر دولتیاں جھاڑ رہے ہیں اور کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہیں۔ ہماری طرف سے ان کو پہنچنے والی تکلیف کو انہیں چنداں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ہم بھی لگاتار ان کے ساتھ لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ ہم تھک جاتے ہیں اور ہمارے گھوڑوں کی طاقت جواب دے جاتی ہے۔ پھر گویا میں اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ کرتا ہوں اور ان کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کو کہتا ہوں کہ چاروں اطراف سے ان پر حملہ کردو اور گھیر گھر کر ان کو مارو، جب ہم نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا تو انہوں نے ہمارے آگے بھاگ کر تنگ جگہوں، ٹیلوں کی پشتوں اور وادیوں اور پناہ گاہوں کی طرف دوڑنا شروع کر دیا اور ہم ان میں سے چند ایک کے سوا زیادہ کو مارنے پر قادر نہ تھے۔ابھی ہم ان کے عمدہ اور اچھے کھانے پکانے میں مصروف تھے کہ وہ دوبارہ ہماری طرف لوٹ آئے۔ جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ تنگ جگہوں، ٹیلوں کی اوٹ سے نکل رہے تھے تو میں نے مسلمانوں کو زور سے آوازیں دیں کہ سوار ہو جاؤ اور ان کی طرف نکلو، اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے گا۔ پس مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میں خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان وحشیوں کے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے ان کو جالیا اور میں نے ان وحشیوں میں سے ایک اونٹ کو جو سب سے آگے تھا شکار کر لیا اور مسلمانوں نے ان کو قتل کرنا اور شکار کرنا شروع کر دیا، ان میں سے بدک کر بہت کم ہی بھاگ سکے اس حالت میں، میں ان کو شکار کر کے بہت خوش تھا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو لے کر ان کے وطن میں چلا جاؤں اچانک گھوڑے نے مجھ کو گرا دیا اور عمامہ میرے سر سے اڑ کر دور جا گرا، میں اس کو اٹھانے کے لئے جھکا تو میری آنکھ کھل گئی میں اس وجہ سے گھبرا گیا اور مرعوب ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا یہ خواب تھا اب بتاؤ تم میں سے کون اس کی تعبیر بتانے والا ہے؟ میرا تو اپنا خیال یہ ہے کہ اس تعبیر یہی ہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں۔لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں واپسی کا ارادہ کر لیا تھا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا موٹے اور فربہ جانور تو اس سے مراد تو وہی عجمی عیسائی ہیں جن کے تعاقب مین ہم نکلے ہیں اور رہا آپ کا گھوڑے سے زمین پر گرنا تو اس سے مراد ہے کہ آپ ان کو لے کر بلند جگہ سے پست زمین کی طرف اتریں گے اور باقی سر سے عمامہ کا گرنا تو عمامہ چونکہ اہل عرب کے لئے تاج ہے تو یہ آپ کو کسی رسوائی اور مصیبت سے واسطہ پڑنے کا اشارہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ خواب اور اس کی تعبیر میرے حق میں سچی ہیں تو ان کو امورِ دنیا سے بنادے اور امورِ آخرت سے اس کو نہ بنا۔اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور تمام امور اسی پر توکل کرتے ہوئے سرانجام دیتا ہوں۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے مسلمانوں کے شہسوارو! اچھی طرح سن لو، بیشک خالد، صرف اپنی ذات کا مالک ہے میں نے تو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور کیا تمہیں اس کی رغبت ہے کہ ان لوگوں کے تعاقب میں نکلیں یہ فتح اور مال غنیمت یا پھر جنت جس کا مومن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

مسلمانوں نے کہا: اے امیر! جو آپ کا ارادہ ہے کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر بعض مسلمانوں کو جو نہایت ہی تھوڑے تھے انہوں نے حد سے تھکاوٹ کی وجہ سے اور جو ان کو تکالیف اٹھانی پڑی تھیں کی وجہ سے اس کو ناپسند کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے، یونس رہبر جس کا نام آپ رضی اللہ عنہ نے نجیب رکھا تھا کو فرمایا: اے یونس! تم کیا کہتے ہو؟ کیا ہم واقعی ان لوگوں کو پالیں گے؟ یونس نے کہا: بیشک آپ اب بھی ان کو پالیں گے مگر مجھے اس بات کی فکر ہے کہ اگر رومیوں کو آپ کا اور آپ کے لشکر کے متعلق علم ہو گیا تو چاروں طرف سے آپ کا محاصرہ کرنے کی جان توڑ کوشش کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یونس: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ہمارے آگے آگے چلو اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے گا۔ مجھے اپنے رب پر یقین ہے اور مجھے مدینہ میں آرام کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق بیعت کی قسم! خالد بن ولید (میں) ان کے تعاقب میں ذرا بھر بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔

مسلمانوں کو غیبی امداد

پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور دوسرے مسلمانوں بھی سوار ہو گئے، آپ لوگوں کے آگے آگے یونس تھا اور سب یونس کی رہنمائی میں ان کے تعاقب میں جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ بلندی پر چڑھے اور جبل لکام کی راہ آپ نے طے کر لی۔ یونس ان کے قدموں کے نشانات دیکھ کر چل رہا تھا اور ان کے آثار ان کے جانوروں کے آثار دیکھ کر چلتا تھا۔ جس رات کی صبح کو ہمیں یقین ہو گیا کہ ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔ اسی رات زور کی بارش ہوئی اور بارش اس قدر شدید تھی لگتا تھا کہ جیسے مشکیزے کا منہ کھول دیا گیا ہو۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے حق میں بہتر تھا کہ اس کی وجہ سے وہ قوم چلنے سے رک گئی تھی۔

وہ منظر میرے سامنے ہے

حضرت فروح بن ظریف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ منظر میں آنکھوں کے سامنے ہے ہم ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے ہوئے چل رہے تھے۔ موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور یہ بارش پوری رات جاری رہی تھی جب صبح کی روشنی چمکی اور بادل چھٹ گئے اور دھوپ نکل آئی تو یونس رہبر نے کہا: اے امیر! اسی جگہ ٹھہریں۔ میں اس قوم کے متعلق خبر لاتا ہوں۔ بیشک اب ہم ان کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں۔ میں نے ان کا شور شرابا سن لیا ہے۔

رومیوں کا شور وغل

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا واقعی تم نے ان کا شور شرابا سن لیا ہے۔؟

اس نے عرض کی: جی ہاں، اے امیر! میری خواہش ہے کہ اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں جاؤں اور ان کی خبر لے کر آپ کے پاس آؤں، ان شاء اللہ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رومی لشکر پالینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صاحب بصیرت تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ دھوکہ نہیں کھاتے تھے۔ احتیاط کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مفرط بن جعدہ رضی اللہ عنہ کو یونس دمشقی کے ساتھ کر دیا اور فرمایا: اے مفرط! تم یونس نجیب کے ساتھ چلو اور ان کا مونس اور نگران رہنا اور دونوں اس قوم کے متعلق خبر لاؤ۔

حضرت مفرط بن جعدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! میں نے حکم سنا لیا ہے اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی اور مسلمانوں کے امیر کی ہے۔ پھر یہ دونوں روانہ ہو گئے دونوں پہاڑ پر چڑھے جس پہاڑ کا نام الابرش تھا اور اہل روم اس کو جبل بارق کہا کرتے تھے۔

اہل اسلام کے لئے خوشخبری

حضرت مفرط بن جعدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ پہاڑ کی دوسری جانب ہم نے دیکھا کہ قوم جمع ہے اور اکثر بارش کی وجہ سے متاثر تھے یہاں تک کہ انہوں نے کجاوں سے سامان اتارا کیونکہ وہ بھیگ گیا تھا اور ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ خراب نہ ہو جائے اس لئے انہوں نے کپڑوں اور دوسرے سامان کو بوروں سے نکال کر خشک کرنے کے لئے دھوپ میں ڈال دیا تھا۔ ان میں زیادہ تر لوگ تھکاوٹ کی وجہ سے سو رہے تھے کیونکہ مسلسل تیز رفتاری کے سفر اور رات بھر کی بارش نے ان کو تھکا دیا تھا۔

حضرت مفرط بن جعدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب یہ منظر دیکھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں جلدی سے اترا تا کہ اپنے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جلدی اس کی اطلاع کروں اور میں نے اس جلدی میں اپنے ساتھی یونس کا بھی خیال نہ کیا۔ میں اس قدر جلدی جلدی اترا کہ یونس ابھی لشکر کو جھانک کر دیکھ رہا تھا کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مجھ کو تنہا آتے دیکھا تو آپ نے محسوس کیا کہ شائد میرے ساتھی نے میرے ساتھ کوئی دھوکہ یا مکر کیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابن جعدہ رضی اللہ عنہ کیا خبر لائے ہو؟

فرماتے ہیں: میں نے عرض کی خیر کی خبر ہے ان شاء اللہ، غنیمت آپ کے ہاتھ آنے والا ہے اور اس پہاڑ کی دوسری جانب وہ لوگ جمع ہیں اور بارش نے ان کو خوب متاثر کیا ہے اور وہ دھوپ میں آرام کر رہے ہیں انہوں نے اپنا سامان خشک کرنے کی غرض سے دھوپ میں ڈال رکھا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ خبر سن پر بہت خوش ہوئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر خوشی اور فرحت کے آثار عیاں تھے۔ اتنے میں یونس (نجیب) بھی آ گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نجیب خیر تو ہے۔؟ یونس نے عرض کیا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ کے لئے خوشخبری ہے۔ اس قوم نے انطاکیہ کا راستہ چھوڑ کر اطمینان کر لیا تھا کہ وہ محفوظ ہو گئے ہیں اور ان کا خیال یہ تھا کہ اب آپ ان کا اس حد تک پیچھا نہیں کریں گے، اور ہم بچ گئے ہیں اچھا اب آپ اپنے ساتھیوں کو تاکید فرما دیں کہ ان میں سے جو بھی میری بیوی کو پائے تو وہ اسے میرے لئے محفوظ رکھے اور میں غنیمت کے مال سے اس کے سوا

کوئی نہیں لوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ان شاء اللہ تیری ہے اور تجھ کو ہی ملے گی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی لشکر بندی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ان میں سے ایک ہزار سواروں پر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ ایک دستے پر حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کو اور ایک دستہ پر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا اور چوتھے حصہ جو باقی بچا اس کو خود اپنی کمان میں رکھا اور حکم دیا کہ سارے کے سارے چلو، اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے گا، اور آپ کی مدد فرمائے گا۔ پھر آپ نے ان تینوں امیروں کو ہدایت دی کہ دشمن کا رخ کریں بلکہ تم میں ہر امیر علیحدہ علیحدہ نکلے اور تمہارے درمیان فاصلہ رہے۔ اور وقفہ وقفہ سے دشمن کا رخ کرنا ہے اور جدا جدا ہو کر دشمن پر حملہ آور ہونا ہے اور یاد رہے کہ جب تک میں حملہ نہ کروں تم نے حملہ نہ کرنا۔ پھر سب کو چلنے کا حکم دیا تو سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور پہاڑی درہ سے ہو کر قوم کی طرف چلے، اور قوم کی اس طرف پیش قدمی کی جس طرف سے قوم اطمینان سے سو رہی تھی۔ ان کے پیچھے حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھے پھر سب سے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نکلے، یہاں تک کہ تمام کھلے میدان کے اندر پہنچ گئے۔

حضرت عبید بن سعید تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس سریہ میں موجود تھا۔ جس کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپ قیادت کر رہے تھے۔ جب ہم سرسبز و شاداب میدان اور چراگاہ میں پہنچے، اس چراگاہ کی شادابی اور ترو تازگی اور حسن کو دیکھا تو اچھلتے ہوئے پانیوں کا نظارہ کیا، سرخ و زرد ریشمی کپڑوں کی چمک داری رنگوں کا حسن، جس کو دیکھ کر ہماری آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں، دیکھا تو حضرت عبید بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ!! قریب تھا کہ ہم اس کے حسنِ منظر کی وجہ سے کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاتے اور ہمیں اس مال کی طلب جہاد سے غافل کر دیتی۔

دنیا کی رغبت دلوں سے نکال دو

بنو تمیم کے ایک مرد نے کہا: ''قبح اللہ الدنیا'' اللہ تعالیٰ برا کرے اس دنیا کا۔ یہ کتنی جلدی ہاتھ سے چلی جانے والی ہے اور کس قدر جلد متغیر ہو جاتی ہے۔ اے مسلمانو! تم اس جلد فنا ہونے والی دنیا کی رنگینیوں کے فریب مین نہ آ جانا یہ بڑی غدار اور مکار ہے اس کے خیال کو اپنے دل سے نکال دو۔

حضرت عبید بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس تمیمی کی باتیں اور دنیا کی مذمت میں اس کے الفاظ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے تمیمی بھائی نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اونچی آواز میں مسلمانوں کو فرمایا: ''اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ جس کا کوئی شریک نہیں ہے کے دشمنوں کو طلب کرو، اور ان کے ساتھ جنگ کرو اور ان کی ہلاکت و تباہی میں دلچسپی لو، مالِ غنیمت کا خیال دن سے نکال دو۔ بیشک دنیا کا یہ سارا مال و متاع اللہ کو منظور ہوا تو تمہارا ہی ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ اور رومیوں کی چیخ و پکار

پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل روم پر حملہ کر دیا اور رومیوں نے جب لشکر اسلام کو دیکھا کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان نے آگے آگے ہیں اور جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے تو رومی جان گئے کہ یہ مسلمانوں کا لشکر ہے انہوں نے چیخ و پکار شروع کر دی اور واویلا مچانا شروع کر دیا۔ توما نے اپنے نوجوانوں کو پکارا اور ہربیس نے اپنے بہادروں کو پکارا۔ فوج اپنے اسلحہ کی طرف دوڑی اور گھوڑوں پر سوار ہوئی، بعض نے بعض سے کہا: یہ تو بہت تھوڑے ہیں۔ مسیح ان کو تمہاری طرف ہانک رہا ہے۔ اور ان مٹھی بھر مسلمانوں کو مسیح نے تمہارے لئے غنیمت بنا دیا ہے۔ ان پر تیزی سے حملہ کر دو۔ اور صلیب کی مدد و نصرت پر توکل رکھو۔

پے در پے اسلامی لشکروں کی آمد

رومیوں نے اپنے ہتھیار پہن لئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لئے اس کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان کی حفاظت شروع کر دی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ یہ اکیلے ہیں، وہ ابھی کھڑے ہوئے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ایک ہزار نوجوانوں پر مشتمل گھوڑ سواروں کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیئے، اس کے کچھ دیر بعد حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کا لشکر ایسے ظاہر ہوا جیسے سورج طلوع ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بھی ایک ہزار کا لشکر جرار تھا۔ اور ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اپنے لشکر لے کر تشریف لا رہے تھے۔ اور ان میں سے ہر دستے نے دشمن کی طرف تیز پنجوں والے شاہین اور عقاب کی طرح بازوؤں کو سمیٹ کر بڑھنا شروع کر دیا۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ اور چاروں اطراف سے دشمن کا گھیرا تنگ ہو گیا۔ اور اسلامی دستے ان کے ارد گرد متفرق ہو گئے، جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا سب کچھ ہتھیا لینے کا عزم کر لیا تھا۔ سب مجاہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

اور مسلمانوں کے گھوڑے رومیوں پر اس طرح گر رہے تھے جس طرح پانی بلندی سے پستی کی جانب گرتا ہے۔ ہربیس نے اپنے نوجوانوں کو پکارا اور کہا: "تم اپنے قیمتی سامان کی اور اموال کی حفاظت کے لئے جان بکف ہو کر جنگ کرو اور مسلمانوں کا کوئی حیلہ اور تدبیر کارگر نہیں ہونی چاہئے۔ اور وہ کبھی اس جگہ سے جان بچا کر نہ جانے پائیں۔

رومی فوج یہ سن کر تقسیم ہو گئی اور ایک دستہ توما کے ساتھ ہو گیا اور ایک دستہ ہربیس کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے توما پانچ ہزار گھوڑ سواروں کا لشکر لے کر سوار ہوا آگے بڑھا اور دونوں آنکھوں کے درمیان سونے کی ایک صلیب، جس پر ہیرے اور جواہر جڑے ہوئے تھے۔ بلند کی، آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور اس کا رخ توما کی طرف کر دیا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کو للکارا۔ اے دشمن خدا! تم لوگوں نے خیال کر لیا تھا کہ تم بھاگ نکلے ہو اور بچ گئے ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور اپنے فضل و کرم سے تمہاری گرفتاری کے اسباب پیدا فرما دیئے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے توما کا قصد کیا اور اس کو ایک آنکھ کا نا تو اس سے قبل حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا نے کر دیا تھا۔ اور اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے توما پر حملہ کر کے اس کی دوسری آنکھ کو نشانہ پر لے کر نیزہ مارا اور اس کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ دی، اس کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے توما کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان سے لڑائی شروع ہو گئی۔ اور توما کہ صلیب بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے قبضہ میں لے لی۔ اور رومیوں کا قتل عام شروع کر دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے شہسواری کے وہ جوہر دکھائے کہ آپ کی توجہ توما کی طرف ہی رہی۔ جب توما اپنے گھوڑے سے اوندھا منہ گرا تو اس کی طرف بڑھے اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس دشمن کا سر کاٹ لیا، اس کو اپنے نیزے کی نوک پر لٹکا کر مسلمانوں کو بآواز بلند کہا۔ توما قتل ہو گیا ہے اب تم ہربیس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جب اس کے متعلق پتا چلا تو وہ بہت خوش ہوئے۔

یونس کی بیوی کی تلاش

حضرت رافع بن عمیر الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے میمنہ کے دائیں بازو پر متعین تھا، میں اپنے دستے کے ساتھ رومیوں کے اہل وعیال کے خیمہ کی طرف بڑھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رومیوں کی عورتیں بڑی بہادری سے اپنا دفاع کر رہی تھیں۔ مسلمانوں کو اپنی طرف آنے سے بڑی سختی سے روک رہی تھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے رومیوں کا لباس پہنا ہوا ہے اور وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور رومیوں کی عورتوں میں سے ایک نوجوان لڑکی سے لڑ رہا تھا۔ کبھی وہ لڑکی اس پر غالب آجاتی اور کبھی وہ اس لڑکی پر غالب آجاتا۔ میں اس کی کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ کون ہے؟ میں ان کے قریب چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ یونس ہے جو اپنی بیوی سے لڑ رہا ہے اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح لڑ رہی ہے اور وہ اس سے ساتھ اس طرح کشتی کر رہا ہے جس طرح شیر اپنی مادہ سے لڑتا ہے۔ اور اسے پچھاڑ دیتا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کیا تو دس رومی عورتیں میری طرف بڑھیں اور انہوں نے میرے گھوڑے پر پتھر برسانا شروع کر دیئے۔

''توما'' کی بیوی اور ہرقل کی بیٹی کی گرفتاری

ان میں سے ایک حسین وجمیل عورت جس نے ریشمی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے ایک بڑا پتھر اس نے پھینکا جو میرے گھوڑے کی پیشانی پر آکر لگا، گھوڑے نے اپنا سر اپنے زانو پر مارا اور گر کر مر گیا۔ یہ گھوڑا بڑی عمدہ گھوڑا تھا۔ اسی پر میں نے جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شرکت کی تھی۔ اور جب یہ گھوڑا گرا تو میں کود کر اس کی پیٹھ سے اترا آیا۔ مجھے اس سے بڑا دکھ ہوا۔ اور اس عورت پر بڑا غصہ آیا میں اس عورت کو گرفتار کرنے کے لئے دوڑا مگر وہ ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتی ہوئی میرے سامنے سے بھاگ گئی۔ اور اس کے پیچھے دوسری عورتیں بھی بھاگ گئیں۔ میں نے ان کا تعاقب جاری رکھا۔ اور ان کو پالیا، پہلے تو میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر اس کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ البتہ ان کو ڈرا دھمکا کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ویسے بھی میرا ارادہ صرف اس لڑکی کو قتل کرنے کا تھا جس نے میرے گھوڑے کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا تھا اور کسی عورت کو قتل کرنے کا

میرا ارادہ نہ تھا۔ اس لئے میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے نزدیک جا کر اس کے سر پر تلوار تان لی تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور رومی زبان میں بولنے لگی اور وہ کہہ رہی تھی۔ "لفون لفون" جس کا معنی ہے جان کی امان، جان کی امان، مجھ کو اس پر تعجب ہوا اور میں نے یہ الفاظ سن کو اس کو قتل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس لڑکی نے نہایت بیش بہا قیمتی کپڑے پہنے ہوئے تھے اور قیمتی موتیوں کی لڑیاں اس کے سر پر آویزاں تھیں۔ میں نے اس کے اور اس کے ساتھ دوسری عورتوں تھیں ان سب کے ہاتھوں کو ان کے کندھوں کے پیچھے باندھ دیا اور ان کو قید کر لیا، میں واپس لوٹا تو راستہ میں رومی فوج کا ایک خالی گھوڑا ملا جس پر کوئی سوار نہیں تھا۔ میں نے اس کو پکڑا اور اس پر سوار ہو گیا۔ میں میدان کی طرف واپس آنے لگا تو اچانک خیال آیا کہ مجھے اپنے رہبر یونس کا پتہ کرنا چاہیے کہ وہ کس حال میں ہے؟ میں اس کی تلاش میں نکلا، ڈھونڈتے ہوئے جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کو بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کی بیوی خون میں لت پت اس کے سامنے پڑی تھی۔ اور وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ میں نے اس کو بلایا۔ یونس تم کو کیا ہوا ہے کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا: یہ میری بیوی ہے جس کی تلاش میں میں یہاں تک آیا اور اس کو حاصل کرنے کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔ کیونکہ میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا میں آپ کے پاس آ گیا ہوں اور تم مجھ سے ملنے سے گریزاں ہو تم میرے پاس آنے سے نفرت کرتی ہو اس نے کہا: مجھ کو مسیح کی قسم میں اور آپ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تو نے اپنا پرانا دین چھوڑ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین اختیار کر لیا ہے۔ اور میں نے اپنی جان مسیح کے لئے ہبہ کر دی ہے۔ اور میں قسطنطنیہ جا رہی ہوں۔ اور وہاں جا کر رہبانیت کی زندگی گزاروں گی۔ پھر اس نے جنگ سے خود کو منع کیا لیکن میں اس کے ساتھ لڑتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ اور اس کو قید کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں اس کی قید میں ہوں تو اس نے زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ میں اس پر اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔ کیونکہ میں اس سے شدید محبت کرتا تھا۔

ہرقل کی بیٹی، توما کی بیوی یونس رہبر کے پاس

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یونس رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سن پر سچ تو یہ ہے کہ میرے بھی آنسو نکل آئے میں نے یونس کو تسلی دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اس سے بھی بہتر لڑکی ظاہر فرما دی ہے۔ جو اس سے بہتر ہے اور اس سے زیادہ خوبصورت ہے اس نے دیباج کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، قیمتی موتیوں سے جڑے ہوئے سونے کے کنگن پہنے ہوئے ہیں، اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا ہے۔ اور یہ حسین و جمیل مانند پری کے ہے۔

یونس نے کہا: وہ کہاں ہے؟

میں نے کہا: یہ میرے ساتھ ہے۔ یونس نے جب اس کی طرف دیکھا اور اس کے لباس اور قیمتی زیوروں کو دیکھا تو پوچھا مگر وہ لڑکی روئے جا رہی تھی۔ یونس نے حضرت رافع بن عمیرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا آپ نے کچھ سمجھا بھی ہے کہ یہ لڑکی کون ہے؟ حضرت رافع نے نفی میں جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟ اس نے بتلایا ہے کہ بادشاہ روم ہرقل کی بیٹی ہے اور توما کی بیوی ہے۔ ظاہر ہے کہ مجھ جیسا اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ لازمی امر ہے کہ ہرقل اپنی فوج کے ذریعے اس کو واپس لینے کی پوری

کوشش کرے گا اور وہ فدیہ دے کر آزاد کرا لے گا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہرقل کے قتل کے ہربیس کے درپے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: (جب مسلمان جنگ سے فارغ ہوئے) تو انہوں نے امیر لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان موجود نہ پایا، اور نہ آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی نشان پایا۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس سے مسلمان سخت بے چین تھے۔ فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا معرکہ تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خود کو دشمن کے شہروں میں داخل کر کے اور مال غنیمت طلب کر کے روم کے درمیان تک جا کر اپنے مخالفین کو سخت نقصان پہنچایا اور اپنے آپ کو خطرے میں مبتلا کر لیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنرل توما کے قتل کے بعد ہربیس کے درپے ہو گئے اور اس کو بہت تلاش کیا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر صورت اس کو پانا چاہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کا چکر لگایا اور ہربیس کے شہسواروں کو قتل کرتے رہے۔ ان کے بہادروں کے سر کاٹ کاٹ کر پھینک رہے تھے اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے روم کے شہسواروں میں ایک شخص کو دیکھا جس کی جسامت بڑی تھی اور وہ ہاتھی کی طرح جسم کا مالک تھا۔ لال سرخ رنگ کی بڑی بڑی گھنی داڑھی اور ریشم کے بھاری بھر کم کپڑے اس نے پہن رکھے تھے۔ اور پورے بدن کو لوہے سے چھپا رکھا تھا۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اس کی ڈیل ڈول دیکھی تو گمان کیا کہ یہی ہربیس ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کا رخ اس کی طرف کیا اور سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اس تیزی سے اس کی طرف بڑھے گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ بجلی بن کر اس پر گرنا چاہتے تھے اور اس کو پل بھر میں زمین پر ڈھیر کرنے کے درپے تھے۔ اس پہلوان نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے محسوس کر لیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ پر حملہ آور ہوں گے تو وہ آپ کے سامنے سے بھاگ گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑا اس کے پیچھے لگا دیا اور اس نے میدان کا چکر لگا کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نیزے اسے اس کو نشانہ بنا کر اس کی پشت پر مارا جس سے وہ گھوڑے سے زمین پر اوندھے منہ گر گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ غضبناک ہو کر شیر کی طرف اس پر جھپٹے اور فرمایا: تیرا ستیاناس ہو کیا تو ہی ہربیس ہے کیا تو نے یہ خیال کیا تھا کہ مجھ سے جان بچا کر بھاگ جائے گا۔

رومی شہسوار کا ہربیس کی طرف رہنمائی کرنا

اس پہلوان نے عربی میں کہا اے عربی بھائی! میں ہربیس نہیں ہوں۔ آپ مجھ کو قتل نہ کریں بلکہ زندہ چھوڑ دیں تاکہ میں آپ کو اپنی جان کے فدیہ میں اتنا مال دوں کہ آپ رضی اللہ عنہ خوش ہو جائیں۔ اور جب بھی مال طلب کرو گے میں مال دوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا ستیاناس ہو جب تک تو مجھ کو ہربیس کے بارے نہیں بتائے گا تیری خلاصی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میرا مقصود اب صرف اور صرف ہربیس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توما کو میرے ہاتھ ہلاک کروا دیا ہے اب میں ہربیس تک پہنچ کر ہی رہوں گا۔ اگر تو مجھ کو اس کے بارے میں بتا دے گا تو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا۔ اور تجھ سے کوئی مال وصول نہیں کروں گا۔

اس پہلوان نے سنا تو کہا: آپ کو خوشخبری ہے۔ اے عربی بھائی! آپ اپنے مقصود تک پہنچنے والے ہیں۔ البتہ آپ مجھ سے پکا وعدہ کریں کہ میں آپ کو ہربیس کے متعلق بتاؤں تو آپ مجھ کو چھوڑ دیں گے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو مجھ کو ہربیس

تک رہنمائی کر جب میں نے ہربیس کو پالیا تو اس کے بدلے تجھ کو چھوڑ دوں گا۔

اس پہلوان نے کہا کہ اے عربی بھائی: یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے کیونکہ آپ نے ہم سے عہد کیا تھا کہ تم دمشق سے نکل جاؤ ہم تین دن، رات تک تمہارے تعاقب نہیں کریں گے مگر تم لوگوں نے ہمارا تعاقب کیا اور یہاں تک ہمارے پیچھے پہنچ آئے۔ یہ سب تمہارا دھوکہ اور غداری ہے۔ تم نے کہا تھا کہ ہم دمشق سے باہر تم کو نہیں پکڑیں گے اور ہمارا یہ گمان نہ تھا کہ تمہارا کوئی آدمی یہاں تک ہمارے پیچھے پہنچ جائے گا۔ لیکن تم نے ہمارا تعاقب کیا اور جو کچھ ہمارا مال اور قیمتی سامان تھا جو ہم دمشق سے نکال کر لائے تھے وہ سب کچھ تم نے چھین لیا ہے۔ کیونکہ پہلے دن سے ہی تمہاری نظریں اس مال و متاع پر تھیں۔ پھر اب تم کہتے ہو کہ اگر میں تمہاری ہربیس تک رہنمائی کروں تو تم مجھ کو چھوڑ دو گے۔ میں کیسے یقین کروں کہ آپ میرے ساتھ بے وفائی نہیں کرو گے کیونکہ اس سے قبل آپ ہمارے ساتھ بدعہدی کر چکے ہیں۔ اور میں تم کو ہربیس کی گرفتاری کی ضمانت کیونکر دوں کیونکہ وہ اپنے دور کا بہادر اور شہسوار ہے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی باتیں سنیں تو آپ کو بہت غصہ آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر فرمایا، تیری ماں مرے! کیا تو ہمیں غدار کہتا ہے۔ اور عہد شکنی کا طعنہ دیتا ہے۔ جب کہ غداری کرنا ہماری فطرت میں نہیں ہے کیونکہ ہم شفیع الامۃ، نبی الرحمۃ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں۔ اور جب ہم کسی کو امان دیتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں اور ہم نے کبھی وفاداری کا دامن نہیں چھوڑا۔

رہے تمہارے الزامات تو ان کا جواب یہ ہے کہ ہم تمہاری طلب میں تین دن اور تین رات کے بعد چوتھے دن ہی نکلے تھے۔ اس میں ہم نے کوئی بدعہدی نہیں کی، کیونکہ تین دن اور تین رات کا وعدہ کیا تھا کہ تمہارا تعاقب نہیں کریں گے۔ ہم نے تمہارا تعاقب چوتھے دن کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور ہم نے ہر سختی اور مصیبت جو جھیلا اور تم کو پالیا۔

میں نے جو بات تم سے کی ہے کہ ہربیس تک میری رہنمائی کرو تو جب وہ مجھ کو نظر آ جائے گا تو ان شاء اللہ العزیز میں اس کو پکڑ لوں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ میری یہ نیت ہے اور مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی قسم! اگر تم نے اس تک میری رہنمائی کی تو میں ضرور تجھ کو چھوڑ دوں گا۔ اس سلسلہ میں میں تجھ سے کوئی فدیہ نہیں لوں گا۔

پہلوان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا میرے سینے سے اتریں میں آپ کو ہربیس کے متعلق بتاتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سینے سے اترے اور پاس کھڑے ہو گئے۔ پہلوان کود کر اٹھا اور دائیں بائیں نظر گھما کر دیکھا پھر کہا تم اس پہاڑ کی گھاٹی میں چڑھائی پر چڑھتے گھوڑوں کو دیکھ رہو ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا ان گھوڑوں کے گروہ تک پہنچو ان میں ہربیس ہے وہ اس لشکر کے آگے آگے ہے۔ اور اس کے سر پر صلیب ہے جو جواہر اور موتی سے جڑی ہوئی ہے اور وہ چمک رہے ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے اوپر قبیلہ جرہم یا قبیلہ ہزبیدہ کے ایک آدمی کو جس کا نام اسد بن جابر تھا کھڑا کر کے اس کو ہدایت کی کہ اے اسد! اگر تو وہ شخص جس کی طرف اس نے رہنمائی کی ہے واقعی ہربیس ہے تو اس کو رہا کر دینا اور اگر اس نے

جھوٹ بولا تو پھر اس کی گردن اڑا دینا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت اسد بن جابر رضی اللہ عنہ اس پر مسلط ہو گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی عنان کو آزاد کر دیا اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑوں کی اس جماعت تک پہنچ گئے اور جب ان کے قریب پہنچے تو بلند آواز سے ان کو للکارا اور کہا: ''تمہارا ستیاناس ہو: تم مجھ سے کہاں تک خلاصی پا سکتے ہو۔ میں تمہیں پیشانیوں کے بالوں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹوں گا۔ ہربیس نے جب آپ کے چلانے کی آواز سنی تو اس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی عرب ہے اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے ارادہ سے گھوڑا کھڑا کر دیا۔ اس کے فوجی جرنیل اس کے اردگرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سب کے سب تلواروں، خودوں اور ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ ان میں ہر ایک دلیر اور شہسوار تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان پر اس شدت سے حملہ کیا اور فرمایا: تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے اموال پر ہم کو قدرت نہیں دے گا۔ اور تم جان بچا کر بھاگ جاؤ گے تو سنو: ''أنا الفارس الصند ید أنا خالد بن الولید'' میں طاقت ور شہسوار ہوں، میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہوں'' یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شہسوار کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا اور پھر ایک اور شہسوار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بھی ہلاک کر دیا۔

ہربیس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا کہ کوئی للکار رہا ہے، ہے کوئی مقابلہ کرنے والا تو میدان میں آئے۔ تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر گھوڑے کی زین پر بیٹھا بیٹھا ہی لڑکھڑا گیا اور اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا، تمہارا ستیاناس ہو۔ کھڑے کیا دیکھ رہے ہو۔ یہی وہ شخص ہے جس نے شام میں انقلاب برپا کر دیا ہے اور اہل شام کے معاملات کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے۔ یہی وہ ہے جو تمہارے شہروں، ارکہ، تدمر، حوران، بصرہ پر قبضہ کر چکا ہے۔ اور اس شخص نے تم کو دمشق سے اور اجنادین سے نکال دیا ہے۔ آج یہ اکیلا ہے یہاں تمہارے نرغے میں ہے تم اس کو پکڑ لو اور اس کو جانے نہ دو۔ واضح رہے کہ اگر تم نے اس کو پکڑ لیا تو تم سمجھ لو کہ تم نے اپنی کھوئی ہوئی عزت ووقار کو حاصل کر لیا اور گویا تم نے اپنی عظمت کو دوبارہ حاصل کر لیا ہے اور تم سے جو علاقے انہوں نے چھین لیے تھے وہ تم نے واپس حاصل کر لیے ہیں۔ گویا اس ایک شخص کو ہلاک کر کے ہم اپنے مقتولین کا بدلہ لے لیں گے۔ لہٰذا اب یہ بچ کر نہ جائے، چنانچہ یک بارگی اس پر ٹوٹ پڑو اور اس کو پکڑ لو۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کے نرغے میں اور خواب کی تعبیر

روای نے کہا: رومی فوج نے آپ رضی اللہ عنہ کو اکیلا دیکھا کہ یہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا ہے تو ان دل میں آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کی امنگ جاگی۔ دوسری مسلمان کچھ تو رومیوں سے لڑائی میں مصروف تھے اور کچھ مال غنیمت سمیٹنے میں لگے ہوئے تھے۔ الغرض ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف تھا۔ ہربیس کے فوجی گھوڑوں سے اترے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا تنگ کر لیا۔ چونکہ یہ لوگ ایسے پہاڑ پر تھے جہاں درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ تھے۔ اور راستہ مشکل اور کٹھن تھا۔ اس لئے آپ اس طرح ایک مشکل ترین جگہ پر پھنس گئے تھے۔ جس سے نکل جانا بظاہر آپ کے بس میں نہ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے نیچے اترے اور تلوار ہاتھ میں لے لی۔ اور ڈھال کو سامنے کر لیا اور پھر صبر و استقلال کا پہاڑ بن کر ان جرنیلوں اور شہسواروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے شداد بن اوس نے بیان کیا ہے کہ وہ مرج الدیباج کے اس معرکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سے اترے اور خود کو رومی بہادروں اور جرنیلوں کے درمیان محصور دیکھ اور گھبرا کر خود سے کہا: اے خالد! تیرا خواب سچا ہو گیا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی تو طلب کرتا تھا۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس

آپ رضی اللہ عنہ کو اس نازل وقت میں یہ بھی احساس ہوا کہ آپ نے تعاقب میں نکل کر غلطی کی ہے، میرا کام یہ تو نہ تھا کہ اکیلے اتنی زیادہ فوج سے لڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوں۔ بلکہ میرا کام تو یہ تھا کہ اپنے جھنڈے کے نیچے مسلمانوں کو اکٹھا رکھ کر ان کو دشمن سے جنگ کراؤں۔ ہربیس آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ میں مشغول ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اس پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی جائے جو اس کی کھوپڑی تک پہنچ جائے۔ اور اس کا کام تمام کردے۔ مگر آپ بہت زیادہ فوج کے ساتھ تن تنہا لڑ رہے تھے۔ اس لئے ہربیس نے آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے آکر وار کیا اور اس کی تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے خود پر آ لگی جس سے خود کٹ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا عمامہ بھی پھٹ کر گر گیا۔ ہربیس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ آپ اپنے پیچھے کی طرف متوجہ ہوں اور ہربیس کے حملہ کا جواب دیں تو وہ بیس کافر آپ رضی اللہ عنہ کو ٹوٹ پڑیں گے اور دوسری طرف یہ بھی ہے کہ کہیں ہربیس آپ کے ہاتھ سے بھاگ نہ جائے یا وہ آپ پر پیچھے سے دوبارہ حملہ نہ کردے اور آپ کو قتل نہ کردے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً ایک جنگی چال چلی ار حربی حیلہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے حملہ کے ساتھ ساتھ زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور ایک شور برپا کردیا جیسے آپ کسی امداد کے پہنچنے پر خوش ہو رہے ہوں، جو آپ رضی اللہ عنہ کے کمک کی صورت میں پہنچے والی ہو، حالانکہ اس طرح سے آپ ایک جنگی تدبیر کر رہے تھے اور رومی جرنیلوں کے ساتھ جنگی چال چل رہے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امداد کا پہنچنا

آپ رضی اللہ عنہ اسی حال میں تھے کہ حقیقت میں مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کو پہنچ گئے اور آپ نے عربوں کی آوازوں کو بلند ہوتے سنا، جنہوں نے آتے ہی رومیوں کو گھیر لیا مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور ان سے کہا: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) انہوں نے کہا اے ابوسلیمان! رب العالمین کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی پاس مدد پہنچ گئی ہے۔ میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہوں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ آواز سنی تو آپ نے ان کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ ان کے ساتھ آنے والوں کی طرف مڑ کر دیکھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ لڑنے والوں کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام رومیوں کو اپنے دائیں بائیں منتشر کردیا۔

مسلمانوں کے نعروں کی آواز

ہربیس نے جس وقت مسلمانوں کے نعروں کی آواز سنی تو پیٹھ دے کر بھاگ گیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور ایک ہی وار کر کے اس کا واصل جہنم کردیا۔ اب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں اور ہربیس کے

ساتھیوں کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اور خوب تلواریں چلیں۔ مسلمانوں نے رومیوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر یہ مشکلات کے یہ بادل چھٹے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے کردار اور بہادری کو دیکھ کر فرمایا: خدا کی قسم! اے ابن ازور رضی اللہ عنہ تم فلاح پا گئے ہو۔ تم سرخرو ہو گئے ہو تم اپنے تمام افعال میں ہمیشہ مبارک باد کے مستحق ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو سلام پیش کیا اور دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں؟

غیبی آواز کے ذریعے امداد

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا: اے امیر: جس وقت ہم رومیوں سے جنگ میں مشغول تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کو فتح عطا فرمائی اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ اور بعض کو ہم نے قیدی بنالیا اور مسلمان مال غنیمت حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے تو ہم نے ہوا میں ایک غیبی آواز سنی، غائب سے ہاتف نے آواز دی ''تم یہاں مال غنیمت جمع کرنے میں لگے ہو دوسری طرف خالد دشمنوں کے گھیرے میں ہے''

میں نے جب یہ آواز سنی تو مجھ کو نہیں معلوم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں کیونکہ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان گم پایا تھا۔ اور آپ ہم سے مفقود الخبر تھے۔ مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے کافی پریشان تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی جو ایک موٹے پہلوان کے پاس تھا اس نے رومی پہلوان نے ہماری رہنمائی کی اور کہا تمہارے امیر کو میں نے ہربیس کے متعلق بتلایا ہے اور وہ اس پہاڑی پر ہربیس سے لڑ رہا ہے۔ پس ہم اس کے بتلانے پر آپ رضی اللہ عنہ کی طرف جلدی سے دوڑے اور اب آپ کے پاس ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ہمارے دشمن کے متعلق رہنمائی کی اور پھر مسلمانوں کو ہماری مدد پر رہنمائی کی ہم پر اس کا حق واجب ہو گیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر کی طرف واپس آ گئے، سب مسلمان جو آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے پریشان تھے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور آنے والوں کو سلام پیش کیا، اور آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے کارناموں کی تعریف کی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اس موٹے پہلوان کو طلب فرمایا جس نے ہربیس کے بارے میں بتایا تھا جب وہ آ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا چونکہ تم نے ہمارے ساتھ وفا کی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم وعدہ کے مطابق تمہارے ساتھ وفاداری کا حق ادا کریں۔ پہلے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنا مذہبی فریضہ سرانجام دیں اور تمہیں بہترین مشورہ دیں اور تم یہ شوق اور رغبت ہے کہ تو بھی اپنی خوشی سے روزہ رکھنے والوں اور نماز پڑھنے والوں سے بن جا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت میں داخل ہو جا۔ جس سے تم اہل جنت میں سے ہو جائے گا اور اس سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔ رومی پہلوان اپنا مذہب بدلنا نہیں چاہتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو آزاد کر دیا۔

مال غنیمت کا جمع کرنا

حضرت نوفل بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کافر رومی پہلوان کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اکیلا ہی بلادِ

روم کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا اور قیدیوں کو اکٹھا کر کے کا حکم دیا، جب سب کچھ جمع ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مال واسباب کی کثرت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یونس جس نے رہنمائی کا کام کیا تھا آپ نے اس کا نام نجیب رکھا گیا اس کو طلب فرمایا اور اس کا حال پوچھا، آپ نے فرمایا: یونس تم بتاؤ، تم نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا کیا ہے؟

شاہِ روم کی بیٹی یونس کے حوالے

یونس جس نے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا تھے نے اپنے ساری سرگزاشت سنادی اور اپنی بیوی کی خودکشی کا واقعہ بھی عرض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ معاملہ تو بڑا عجیب ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو تعجب بھی ہوا۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! میں نے ہرقل بادشاہ کی بیٹی، توما کی بیوی کو گرفتار کر کے قیدی بنالیا ہے۔ اور وہ شہزادی اس یونس کو اس کی بیوی کے بدلے میں دے دی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاہ روم کی بیٹی کہاں ہے؟ حضرت رافع کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے حسن و جمال کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

"سبحانك اللهم وبحمدك تخلق ما تشاء وتختار"

اے اللہ تو پاک ہے اور سب تعریفیں تیرے لئے تو جس طرح چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جو تیرے مرضی ہے تو اس کو پسند فرماتا ہے"

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

"وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ"[1]

(اور تیرا رب جس طرح چاہتا اور پسند فرماتا ہے تخلیق فرماتا ہے)

اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ حضرت یونس جس کا نام اب نجیب تھا کو عطا کر دی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نجیب کو فرمایا: اے نجیب! تم اس ملکہ کو اپنی بیوی کے بدلے میں قبول کرتے ہو۔؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ میں قبول کرتا ہوں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ یہ میرے پاس نہیں رہے گی کیونکہ اس کا باپ ہر صورت میں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ چاہے اس کا فدیہ دے کر حاصل کرے یا اس کو جنگ کے ذریعے حاصل کرے۔ اس کو ہر حال میں ہم سے لے کر رہے گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بہر حال اس کو اپنی بیوی کے بدلے لے لو۔ اگر تو ہرقل اس کو طلب نہ کیا تو یہ تیری

---

[1] القصص: ۶۸

ہے اور اگر ہرقل اس نے اس کو طلب کر ہی لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تجھ کو بہتر بیوی عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ؛

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا واپسی کا سفر

نجیب (یونس) نے کہا: اے امیر! آپ ایسے شہروں میں ہیں، جس جگہ آپ کے لئے ٹھہرنا انتہائی سخت اور خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا کسی مشکل میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ رومی لشکر ہم سے آ ملے۔ ہم اس جگہ کو چھوڑ دیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے واپسی کے لئے تیاری شروع فرما دی۔ اور تیزی سے چلنے کا حکم دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تیز تیز جا رہے تھے اور مال غنیمت آپ کے پاس تھا اور مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے خوشی خوشی چل رہے تھے۔

حضرت روح بن عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے سارا راستہ طے کر لیا اور پورے سفر کے دوران کوئی رومی ہمارے سامنے نہیں آیا۔ ہم رومیوں کے شہروں سے گزرتے رہے لیکن کسی نے ہم سے کوئی تعرض نہ کیا۔ یہاں تک کہ ہم ''مرج الصغیر'' جوام حکیم نامی پل کے قریب ہے کے پاس پہنچ گئے تو ہم کو اپنے پیچھے ایک غبار اڑتے دکھائی دیا اور ہم نے ہوا کے بگولے کی طرح کوئی چیز اپنی طرف آتے ہوئے دیکھی۔ تو ہم کو اس سے سخت ناگواری سی ہوئی۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص بڑی تیزی سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق اطلاع دی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون شخص اس کی مکمل معلومات حاصل کر کے مجھ تک پہنچائے گا۔ بنو غفار کے ایک شخص جس کو صعصہ بن زید غفاری کہتے تھے۔ نے فوراً کہا میں حاضر ہوں۔ اور آگے بڑھ کر اپنے آپ کو اس مشن کے لئے پیش کر دیا۔ پھر وہ اپنے عمدہ گھوڑے جس پر وہ پر سوار تھا نیچے اتر آیا اور اس کو اس گھوڑے سے زیادہ تیز دوڑانے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ یہ شخص دوڑنے میں گھوڑے کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ پس اس نے غبار میں داخل ہو کر لشکر کی خبر لی اور الٹے پاؤں واپس پلٹ آیا اور اس نے دور سے چلا کر کہا:

اے امیر! صلیب والوں نے گویا ہم کو آ لیا ہے۔ ہراول دستے کے پیچھے ایسے لشکر آ رہا ہے جو سر سے پاؤں تک لوہے سے لیس ہے اور اس کی آنکھوں کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

روم کے بادشاہ ہرقل کا لشکر

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یونس (نجیب) کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور ان لشکر والوں سے معلوم کرو ان گھوڑ سواروں کے کیا عزائم ہیں۔؟ نجیب (یونس) نے عرض کی: میں نے آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سنا اور فرمانبرداری کے مستعد و تیار ہوں۔ یہ کہہ کر یونس روم کے لشکر کے پاس گیا اور ان کے بالکل قریب جا کر جائزہ لیا اور واپس آ گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتایا: میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہرقل اپنی بیٹی کی تلاش میں کبھی غفلت نہیں کرے گا یہ دیکھ لیں اس نے اسی مقصد کے لئے ان لوگوں کو بھیجا ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے مال غنیمت واپس لے لیں گے اور جب یہ لشکر آپ سے ملے گا تو یہاں دمشق کے قریب سے آپ کے پاس

ایک وفد بھیجے گا وہ وفد آپ سے ہرقل کی لڑکی کے متعلق سوال کرے گا اور اس کا مقصد یہ ہوگا کہ آپ ہدیہ لے کر اس لڑکی کو واپس کر دیں۔ بہرحال وہ لڑکی لے کر رہیں گے۔

رومی لشکر سے مذاکرات

جب آپ رضی اللہ عنہ یونس (نجیب) باہم بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک ایک عیسائی بوڑھے شخص جس نے ٹاٹ کا لباس پہن رکھا تھا مسلمانوں کے پاس آیا اور کہا میں ایک نمائندہ، سفیر اور قاصد ہوں۔ آپ کا سردار کہاں ہے؟ مسلمانوں میں سے بعض افراد نے اس بوڑھے کا ہاتھ تھاما اور اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کہو کیا کہتے ہو؟

بوڑھے سفیر نے کہا: میں ہرقل بادشاہ کا نمائندہ اور قاصد ہوں۔ بادشاہ نے آپ کے نام ایک پیغام بھیجا ہے کہ تم نے میرے آدمیوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اور میرے فوجیوں کو جو قتل کیا ہے اور میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے ان تمام باتوں کے متعلق مجھ کو اطلاع مل چکی ہے۔ تم نے میرے داماد توما کو ہلاک کر دیا ہے اور میری بیٹی کو قیدی بنا کر میری توہین کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ تم نے غلبہ پا لیا اور تم فاتح ہو اور تم نے ہمارے اموال بھی چھین لئے ہیں اور تم بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہو لیکن یاد رکھو جو فاتح ہو اور وہ ظلم و زیادتی کرے تو یہ ظلم و زیادتی فاتح کو شکست سے دو چار کر دیتی ہے۔ تم نے حد سے تجاوز کیا ہے، تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہدیہ لے لو اور میری بیٹی کو آزاد کر دو۔ مجھے یہی امید ہے کہ تم اس کو ویسے ہی باعزت آزاد کر دو گے۔ کیونکہ تم عربوں کی عادات میں جود و کرم اور بخشش کرنا ہے۔ اور تمہاری فطرت یہی ہے۔ واضح رہے کہ جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ مجھے امید ہے کہ اب ہمارے اور تمہارے مابین صلح ہو جائے گی۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دو ٹوک پیغام

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھے قاصد کی باتیں سنیں اور اس سے فرمایا: اپنے بادشاہ سے کہہ دو: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک میں اس جگہ کا مالک نہ بن جاؤں جو تیرے قدموں کے نیچے ہے۔ اور تو اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے۔ رہا تیرا ہمیں تیرا یہ کہنا کہ تو ہم کو باقی رہنے دے گا تو سن لے اگر تجھ کو غلبہ حاصل ہو جائے تو جو تیرے من میں آئے وہ کرنا ہماری ہلاکت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنا۔

ہرقل کی بیٹی کی رہائی

رہا تیری بیٹی کا سوال تو ہم اس کو آزاد کرتے ہیں اور یہ ہماری طرف سے تیرے لئے ہدیہ ہے اور امید ہے کہ وہ اپنی جگہ پہنچ جائے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر فدیہ لئے ہرقل کی بیٹی کو آزاد فرما دیا اور ان تک پہنچانے کا انتظام کر دیا۔

بادشاہ کا ایلچی جب ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے سرداروں اور شاہوں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا: میں نے تم سے

پہلے ہی کہا تھا اور تم لوگوں نے میری ایک نہ سنی اور نہ میری بات کی طرف توجہ دی۔ ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں ہوا اس سے بھی بڑا معاملہ پیش آنے والا ہے۔ اور اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ رومی بادشاہ سفر کی گفتگو سن کر زار و قطار رونے لگے۔

لشکر اسلام کی دمشق واپسی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں سے چل پڑے اور دمشق آ گئے، آپ رضی اللہ عنہ کے دمشق پہنچنے سے قبل حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے مایوس ہو چکے تھے۔ جب اچانک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے پرتپاک استقبال کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دینے لگے۔ تمام مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور گلے ملنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہاں دمشق میں حضرت عمرو بن معدی کرب زبیری رضی اللہ عنہ، حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو موجود پایا، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ساری تفصیل بیان کی۔ انہوں نے پوری تفصیل سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت کو داد دی اور تعجب کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے خیمہ میں آرام کیا اور بعد از آرام مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنے حصے میں سے حضرت یونس (نجیب) رحمۃ اللہ علیہ کو مزید مال عنایت فرما کر فرمایا: اس مال سے اپنے نکاح کا انتظام کر لو یا کوئی رومی لڑکی خرید لو۔

یونس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عرض کی: اس لڑکی کے بعد میں دنیا میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کروں گا اب میں صرف اپنی آخرت کے سنوارنے کی کوشش کروں گا اور کسی حور عین سے شادی کروں گا۔

یونس (نجیب) کی شہادت

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت یونس (نجیب) جنگ یرموک میں ہمارے ساتھ شامل تھا اور انہوں نے بڑی بہادری اور جانثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن سے جنگ کی۔ یونس بڑے بہادر تھے۔ جب جنگ یرموک میں ان کی آزمائش کا وقت آیا تو آپ کو بہت اچھا وقت ملا۔ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ یرموک کے میدان میں ایک تیر آ کر آپ کے سینہ میں پیوست ہو گا اور آپ زمین پر گرتے ہی شہید ہو گئے۔ مجھ آپ کی جدائی کا بہت صدمہ ہے اور میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کرتا رہا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے چمکدار لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور پاؤں میں زریں کھسہ ہے اور روضۃ اخضر (سرسبز باغ) میں گھوم رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے: انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے دنیا کی بیوی کے بدلے ستر ایسی حوریں عطا فرمائی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک حور بھی دنیا کی طرف اتر آئے تو اس کے چہرے کی چمک کے سامنے چاند اور سورج کی روشنی بھی ماند پڑ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ تمام کو اچھا صلہ عطا فرمائے۔

شہداء کرام رضی اللہ عنہم کے کا بلند مقام و مرتبہ

حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ خواب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سنایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ بلند

مرتبہ شہید کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ شہادت کی سعادت عطا فرمائے وہ خوش نصیب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مرج الدیباج کا سریہ سر کیا اور وہاں سے صحیح وسالم واپس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے خیال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابھی تک زندہ تھے۔ اور آپ کا وصال نہیں ہوا تھا اس لئے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ جس میں فتح کے حاصل ہونے اور اہل روم سے مال غنیمت کے ملنے کی خوشخبری کی اطلاع دینا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ابھی تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے متعلق نہیں بتایا تھا۔ اور نہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی خبر دی تھی۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دوات منگوائی اور خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لعبد اللہ خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عاملہ علی الشام خالد بن الولید

اما بعد سلام علیک فانی أحمد اللہ الذی لا إلہ إلا ھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم أنا لم نزل فی مکایدۃ العدو وعلی حرب دمشق حتی انزل اللہ علینا نصرہ وقھر عدوہ وفتحت دمشق عنوۃ بالسیف من باب شرقی وکان أبو عبیدۃ علی باب الجابیۃ فخدعتہ الروم فصالحوہ علی الباب الأخر ومنعنی أن اسبی واقتل ولقیناہ علی کنیسۃ یقال لھا کنیسۃ مریم وامامہ القسس والرھبان ومعھم کتاب الصلح وأن صھر الملک توما واخر یقال لہ ھربیس خرجا من المدینۃ بمال عظیم واحمال جسیمۃ فسرت خلفھا فی عساکر الزحف وانتزعت الغنیمۃ من ایدیھما وقتلت الملعونین واسرت ابنۃ الملک ھرقل ثم اھدیتھا إلیہ ورجعت سالما وأنا منتظر امرک والسلام علیک وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

خالد بن ولید گورنر شام کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

ازیں بعد: بیشک میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں درود وسلام عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ رسول نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر۔ دمشق کی لڑائی میں ہم کو مسلسل دشمن کی طرف سے مزاحمت کا سامنا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی مدد ونصرت نازل فرمائی اور اپنے دشمن پر ہم کو غلبہ عطا فرمایا اور ان کو مغلوب ومقہور فرمادیا۔ میں نے شرقی دروازے سے شہر کا شرقی حصہ جنگ سے فتح کیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جو جابیہ کے دروازے پر تھے دشمن نے ان سے دھوکا کیا اور دوسرے دروازے پر ان سے مصالحت کر لی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کسی شخص کو قتل

کرنے اور قیدی بنانے سے روک دیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات کنیسہ کے پاس ہوئی تھی جو کنیسہ مریم کے نام سے موسوم ہے۔ ان کے ساتھ اس وقت پادری اور روم کے بادشاہ ہرقل کا داماد توما اور اس کا سپہ سالار ہربیس تھا یہ دونوں شہر کا بہت سا مال اور بہت سے افراد کو ساتھ لے کر شہر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے، میں نے ان کا تعاقب کیا اور ان دونوں کو قتل کر دیا۔ ارو جتنا مال وہ اکٹھا کر کے لے گئے تھے وہ حاصل کر لیا اور شام کے بادشاہ ہرقل کی بیٹی جو توما کی بیوی تھی کو قید کر لیا تھا۔ پھر بعد میں بغیر کسی معاوضہ کے اس کو احساناً اور ہدیہ کے طور پر آزاد کر دیا۔ اور حفاظت کے ساتھ ان کے حوالے کر دیا۔ اور خود اپنی ساتھیوں کے ساتھ خیر و عافیت کے س اتھ واپس آ گیا ہوں۔ اور آئندہ کے لائحہ عمل کے آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرمائے اور درود ہوں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خط کو لپیٹا اور اس پر اپنی مہر لگائی اور عرب کے ایک نوجوان جس کو عبداللہ بن قرط کہتے ہیں کے سپرد کر دیا اور وہ یہ خط لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب یہ عرب کا نوجوان مدینہ منورہ پہنچا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو چکے تھے اور آپ نے جب اس کا عنوان دیکھا تو اس میں لکھا تھا۔

''من خالد بن ولید الی خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

(خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے نام)

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ابھی تک وہاں کے لوگوں کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر نہیں ملی۔ اس پر قاصد نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ابھی تک خبر نہیں ملی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق ایک خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے اور اس خط میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا امیر مقرر کیا ہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ذاتی طور پر امارت اور سرداری میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے خاموشی سے پورا خط پڑھا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت

اصحاب سیر جن کا ذکر اسناد کے ساتھ کتاب کے اوائل میں گزر چکا ہے، جو شام کی فتوحات کے روای ہیں۔ انہوں نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں حضرت محمد بن اسحاق بن عمر اور ابوعبیداللہ محمد بن عمر الواقدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان تمام نے وہ کچھ بیان کیا جو انہوں نے دیکھا ہے یا جن راویوں سے سنا وہ تمام کے تمام ثقہ اور معتبر ہیں۔ وہ تمام اپنے اخبار میں فرماتے ہیں:-

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور خلافت کا معاملہ آپ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۲ سال تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور

آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت ، بیعت تامہ تھی۔ کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو بیعت سے پیچھے رہا ہو۔ نہ کوئی چھوٹا اور نہ کوئی بڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صرف سے ... نہ میں، شقاق اور نفاق ختم ہو گیا۔ باطل نابود ہوا اور حق قائم و غالب ہوا۔ سلطان قوی ہوا اور مکروفریب شیطان کمزور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہا اور کافروں کو اگرچہ یہ ناگوار گزرا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں مسکینوں اور غریبوں پر احسان اور نرمی کرتے اور ظالم کو سزا دیتے تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کسی کی ملامت کی کوئی پروا نہ کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے بازاروں کو اور منڈیوں کا دورہ کرنا معمول بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ پیوند شدہ لباس پہنتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں درہ ہوتا تھا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی چابک ہماری تلواروں سے زیادہ ہیبت ناک ہوتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خوراک روزانہ کی جو کی روٹی ہوتی تھی۔ جس کو آپ پسے ہوئے نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں پر نہایت نرمی برتتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ سے ثواب کا حصول ہوتا تھا۔ اور کوئی کام آپ رضی اللہ عنہ کو ان معاملات سے غافل نہیں کرتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے حقوق آپ رضی اللہ عنہ پر واجب فرمائے تھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے میں کوئی چیز آپ رضی اللہ عنہ کے مانع نہیں تھی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ کی قسم: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب منصب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو وہ اپنے پیشرو دونوں ساتھیوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم بہ قدم چلے اور دین کے معاملہ میں ہمیشہ مستعد اور کمربستہ رہے۔ غرور وتکبر تو آپ میں نام تک کا نہ تھا۔ جو کی روٹی اور نمک نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت جان سوختہ کر کے رکھ دیا تھا۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ میں نقاہت اور کمزوری بہت زیادہ پیدا ہو گئی تھی۔ اسی طرح تیل اور چھوہاروں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی صحت کو کافی حد تک خراب کیا۔ گھی آپ بہت کم استعمال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھالینا، اور بھوک کاٹ لینا آسان ہے کل کو دوزخ کی آگ میں جلنے سے، کیونکہ جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ نہ مرے گا اور نہ وہاں کوئی سکھ وآرام پائے گا۔ جس کی گہرائی بہت زیادہ اور اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اور اس میں پینے کو پانی کی جگہ پیپ ملے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ تو کسی کو طلب کرتے اور نہ اجازت دیتے تھے۔ پھر بھی لشکر کے لشکر آپ کے خلافت کے زمانہ میں جمع ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سے لشکروں کو مختلف اطراف میں بھیجا اور بہت سی فتوحات فرمائیں، بہت سارے نئے شہر آباد کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ آگ کے عذاب سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے تے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ تقرر اور ہرقل کی بے بسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے جب سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں تو اس نے اپنے تمام وزراء، گورنروں، سرداروں ... ... عہدیداروں کو طلب کیا اور کنیسہ قسان میں اپنے لئے نصب کئے گئے منبر پر چڑھ کر ان لوگوں سے کہا:

"اے بنی اصطر! یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں میں تم کو ڈرایا کرتا تھا۔ اور تم نے میری ایک نہ سنی اور اب تو معاملہ اور بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے۔ جب گندمی رنگ، سرگیں آنکھوں والا شخص امیر بن گیا ہے اور اس کے بعد عنقریب ہی صاحب فتوح مشابہ نوح (علیہ السلام) شخص کی ولایت، واللہ، واللہ حتمی بات ہے کہ میرے اس تخت سلطنت تک وہ ضرور پہنچ کر رہے گی۔ اور وہ یہاں تک کا مالک ہوگا۔ الحذر الحذر، خدا کا خوف، خدا کا خوف، اب بھی سمجھ جاؤ، اس سے پیشتر کہ وہ تم پر آسمان کی کوئی بڑی بلا اور مصیبت بن کر نازل ہو، تمہارے محلات گرا دیئے جائیں۔ اور پادیوں کا قتل عام ہو، ناقس بجنا معطل ہو جائے، ڈرنا چاہئے اس شخص سے یہ جنگ وضرب کا ماہر ہے۔ فارس اور روم پر لشکر کشی کرے گا اور ان دونوں کو فتح کرے گا یہ اپنے دین کا زاہد اور جو دوسرے دین ار ملت کا اتباع کرنے والا ہوگا اس پر بڑا سخت گیر ہے اب بھی وقت ہے کہ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور بے حیائی کے کاموں کو چھوڑ دو اور فرماں بردار بن جاؤ، فرائض وواجبات کی ادائیگی میں مسیحی دین کی پیروی کرو، زنا کاری اور دوسری بدعملیوں سے توبہ کرو۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا لیکن اگر تم اس سے باز نہ آئے اور سی طرح عناد، دشمنی، فسق وفجور، نافرمانی اور دنیوی خواہشات میں مست رہے تو خدا تمہارے دشمن کو تم پر مسلط کر دے گا اور تم ایسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس کو برداشت کرنے کی تم میں ہمت نہ ہوگی۔

ہرقل کو دین اسلام کے غلبے کا یقین تھا

میں جانتا ہوں کہ ان لوگوں کا دین تمہارے دین پر غالب آکر رہے گا۔ اب تمہارے لئے میری طرف سے مشورہ یہی ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو۔

اول:۔ یہ کہ تم دین اسلام قبول کر لو۔

دوم:۔ اگر یہ نہیں کرتے تو دوسری صورت یہ ہے کہ تم اس قوم سے جزیہ دے کر صلح کر لو۔

ہرقل کی قوم نے جب اس کی زبان سے اسلام لانے کا سنا تو وہ اس کے قتل کرنے لئے لپکے مگر اس نے روئے سخن تبدیل کیا ور بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ ان سے بات چیت شروع کی۔ اور ان کے غصہ کو ٹھنڈا کیا۔ اور کہا کہ میں یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تم لوگوں کے دلوں میں اپنے دین کے متعلق کس قدر غیرت وحمیت ہے۔ کیا یہ غیرت وحمیت ختم تو نہیں ہوگئی۔ میں نے بس تم کو آزمانے کے لئے یہ کیا ہے کہ کہیں تمہارے دلوں پر اہل عرب کا خوف غالب تو نہیں آ گیا۔

ہرقل کی ناکام سازش

اس کے بعد ہرقل نے ایک عربی نصرانی جس کا نام طلیقہ بن ماران تھا کو بلایا اور اس کو بہت زیادہ مال ودولت دینے کا وعدہ کیا اور کہا اگر تم اسی وقت مدینہ کی طرف نکل جاؤ اور وہاں جا کر دیکھو اور جائزہ لو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کس طریقہ سے قتل کیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ کام تم نے ہی کرنا ہے۔

اس عیسائی نے آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کی حامی بھر لی اور کہا: ٹھیک ہے بادشاہ وقت اور مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ گیا۔ اور مدینہ منورہ کے اردگرد کہیں چھپ کر بیٹھ گیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی ناکام کوشش

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حسب معمول یتیموں اور بیواؤں کے اموال اور ان کے کھیتوں اور باغوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کے باہر تشریف لائے تو یہ نصرانی ایک گنجان شاخوں والے گھنے درخت کے اوپر چھپ کر بیٹھ گیا۔ درخت کے پتوں اور شاخوں میں یہ چھپ گیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ جس درخت پر یہ نصرانی چھپ کر بیٹھا تھا آپ بھی اسی کے نیچے پتھر کا سرہانہ بنا کر لیٹ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو نیند آ گئی تو اس نصرانی نے ارادہ کیا کہ اب اتر کر آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو اچانک جنگل سے ایک درندہ آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد چکر لگانے لگا پھر وہ آگے بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کو چاٹنے لگا۔ اور فضا میں ایک آواز گونجی جس میں کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

''یاعمر عدلت فامنت''

اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ نے عدل کیا تو آپ امن میں ہیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو وہ درندہ چلا گیا تو وہ نصرانی درخت سے اترا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا:

''بابی انت وامی افدی من الکائنات من السباع تحرسه والملائکة تصفه والجن تعرفه''

میرے ماں باپ قربان ہوں کائنات میں سے اس شخصیت پر جس کے پہرہ دار درندے ہیں اور جس کی تعریف فرشتے کرتے ہیں اور جس کو جنات پہچانتے ہیں۔

اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا جس مقصد سے وہ آیا تھا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا۔

دمشق کی خبر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط

علامہ واقدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا:

''قد ولیتک امر الشام وجعلتک امیر المسلمین وعزلت خالد بن الولید والسلام''

تحقیق میں نے آپ کو شام کا گورنر بنایا ہے اور مسلمانوں کا امیر بنایا ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میں نے معزول کر دیا ہے۔ والسلام

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خط حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور جب مسلمانوں نے اپنے معاملات اور امور میں آپ کی طرف رجوع کرنا شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ بہت بے چین رہنے لگے۔

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امور کے والی بن گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی توجہ شام کی طرف مبذول فرمائی۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانا

علامہ واقدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، فرمایا مجھ سے یونس بن عبدالاعلیٰ نے

بیان کیا اور ان کو جامع مسجد کوفہ میں سنایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن سالم ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ثقہ مشائخ سے روایت کرتے ہیں: جس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس رات حضرت عبدالرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا اور صبح کو جس وقت حضرت فاروق اعظم سے بیعت ہو رہی تھی انہوں نے اپنا رات کا خواب آپ سے بیان کیا۔ اور بعینہ اسی طرح کا خواب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا تھا۔

انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور میرے کانوں میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کی آوازیں آ رہی ہیں۔ جس وقت مسلمانوں نے نعرہ تکبیر لگا کر حملہ کیا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ زمین دھنس جاتا ہے اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تلوار کے زور پر شہر میں داخل ہوتے ہیں اور آپ کے آگے آگے آگ جل رہی ہے پھر اس آگ پر پانی پڑا اور وہ بجھ جاتی ہے۔

دمشق کے فتح ہونے کی خوشخبری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خواب سن کر فرمایا: تجھے خوشخبری ہو کہ بیشک دمشق اسی روز جب تم نے خواب دیکھا ہے فتح ہو گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ دمشق سے مدینہ منورہ پہنچے اور ان کے پاس دمشق کی فتح کی خوشخبری کا خط تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو فرمایا: ابن عامر! تمہیں شام سے چلتے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟ انہوں نے کہا جمعہ کے دن شام سے چلا تھا۔ اور آج جمعہ کا دن ہے اور ہفتہ بھر سے مسلسل سفر کی حالت میں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے صحیح طریقہ پر عمل کیا ہے تم اپنے ساتھ کیا خبر لائے ہو۔ انہوں نے کہا: خیر اور خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ میں اس کی تفصیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ آپ کا وصال ہو گیا ہے اور آپ کے خلافت کی ذمہ داری اس کمزور اور ناتواں ''عمر'' (رضی اللہ عنہ) کی گردن پر آ گئی ہے۔ سو اگر ''عمر'' (رضی اللہ عنہ) اس میں انصاف کرے گا تو نجات پا گیا اور اگر اس نے عدل کو چھوڑ دیا یا اس میں کسی قسم کی کوتاہی کی تو سمجھ لو کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ خبر سن کر رونا شروع کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمتوں کی دعا کرنے لگا۔

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں: پھر میں نے وہ خط نکال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو علیحدگی میں پڑھا اور جمعہ کی نماز تک معاملہ مخفی رکھا اور جب خطبہ دے کر نماز پڑھا چکے تو آپ منبر پر چڑھے اور مسلمانوں کے پاس جمع ہو گئے۔ اور ان کے سامنے آپ نے وہ خط پڑھا جس میں دمشق کے فتح ہونے کی بشارت تھی۔

مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے جس نے فضا گونج اٹھی اور اہل اسلام کو اس کو اس خبر سے بہت خوشی ہوئی اور پھر

آپ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور اتر کر آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کے ولی مقرر کرنے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے معزول کئے جانے کا ذکر تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خط میرے سپرد کیا اور مجھے دمشق کی طرف واپس جانے کا حکم دیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں دمشق پہنچا تو اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ''توما اور ہربیس'' کے تعاقب میں گئے ہوئے تھے۔ پس میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے راز داری سے اس کو پڑھا اور اس خط کی کسی کو خبر نہ ہونے دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال فرمائے جانے کی خبر کو بھی مخفی رکھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بارے میں بھی کسی کو نہ بتایا۔ اور نہ اپنے امیر مقرر ہونے کی خبر دی۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی جنگی مہم سے واپس آئے اور آپ نے مسلمانوں کے دمشق کو فتح کر لینے اور اپنے دشمنوں پر کامیابی پانے، مرج الدیباج سے حاصل ہونے والے مال غنیمت اور ہرقل کی بیٹی کو آزاد کر دینے کے بارے میں ایک خط تحریر کیا اور اسے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے ان کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ جب وہ خط لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے وہ خط پڑھا آپ رضی اللہ عنہ کو اس خط کا عنوان دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ کیونکہ اس میں درج تھا؛

خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ناگواری کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے ابن قرط رضی اللہ عنہ! کیا مسلمانوں کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے اور میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا دمشق میں امیر مقرر کر دیا ہے۔

انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! مسلمانوں کو اس بارے کوئی علم نہیں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا اور فوراً مسلمانوں کو جمع کیا اور خود منبر پر چڑھ کر مسلمانوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا اور اس کی خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے۔ دمشق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا ہے، مرج الدیباج سے بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا ہے اور مسلمانوں نے اس پر خوشی سے نعرے لگائے اور اپنے بھائیوں کے لئے دعا کی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے خطاب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے اجتماع سے فرمایا: ''اے لوگو! ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جو ایک امین شخص ہیں۔ میں نے ان کو سرداری کا اہل سمجھ کر مسلمانوں پر امیر مقرر کیا ہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امیر کے منصب سے ہٹا دیا ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر ایک نوجوان کھڑا اور اس نے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ نے ایک

ایسے شخص کو معزول کر دیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سیف (تلوار) بنایا ہے اور اس کو مشرکین کے لئے دافع (دور کرنے والا) قرار دیا ہے اور بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی ان کی معزولی کا مطالبہ پیش کیا تھا، مگر آپ نے لوگوں کا یہ مطالبہ منظور نہ کیا اور فرمایا میں اس تلوار کو میان میں نہیں رکھ سکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے برہنہ کیا ہے۔ اور اس کو اپنے دین کی کامیابی کا ذریعہ بنایا ہے۔

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر نہ تو اللہ تعالیٰ آپ کا یہ عذر قبول فرمائے گا اور نہ ہی مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کا عذر قبول کریں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تلوار کو میان میں رکھ دیا ہے اور ایک ایسے امیر کو معزول کر دیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امارت ملی تھی۔ آپ نے قطع رحمی کرتے ہوئے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ ایسا کیا ہے اور پھر وہ نوجوان خاموش ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا کہ یہ ایک نوعمر لڑکا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ نوجوان نوعمر ہے جوان خون ہے اور اس لئے اپنے چچا کے بیٹے کے معاملے میں غصہ آ گیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ منبر پر سے اترے اور اور اس خط کو سرہانے رکھ لیا اور لیٹ گئے۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق سوچنے لگے جب صبح ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغرت کے بعد مسلمانوں سے فرمایا:

اے لوگو! میں نے ایک امانت کو اٹھالیا ہے جو بہت بڑی امانت ہے میں ایک نگران اور ذمہ دار ہوں اور ہر راعی اور ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمالیا ہے کہ وہ تمہاری بھلائی، تمہارے معاملات کی دیکھ بھال اور تمہاری خوشحالی کے معاملات کو میرے حوالے کردے۔ لہٰذا اب تمہارے اور اس شہر میں آباد تمام لوگوں کے امور و معاملات کی نگہبانی میری ذمہ داری ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے:

''من صبر علی أذاها وشدها كنت له شفيعا يوم القيامة''

جس شخص اس (مدینہ منورہ) کی آزمائش اور سختی پر صبر کرے گا قیامت کے دن اس کے حق میں میں شہادت دینے والا اور اس کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔''

اور تمہارے یہ شہر زرعی شہر نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں دودھ زیادہ ملتا ہے اور یہ سب کچھ دور دراز علاقوں سے درآمد کرنا پڑتا ہے جو مہینے بھر کی مسافت کے بعد اونٹوں کے ذریعے پہنچتا ہے۔

ہاں مگر اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام سے بہت زیادہ مال غنیمت کا وعدہ فرمایا ہے اور میں ہر خاص و عام کو امانت کے ادا کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور جو شخص اس امانت کا بوجھ اٹھانے کا اہل نہیں ہے میں یہ معاملہ اس کے سپرد نہیں کر سکتا بلکہ میں ایک ایسے شخص کا انتخاب کروں گا امانت کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو اور مسلمانوں کے حقوق کا محافظ ہو۔ سو میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ولایت کو محض اس وجہ سے ناپسند ہوں کہ وہ اموال میں اسراف اور تبذیر (بے جا خرچ کرنا) بہت زیادہ کرتے ہیں۔

ان کی عادت ہے کہ اگر کوئی شاعر ان کی تعریف کر دیتا ہے تو اس کو عطیات اور انعامات دے دیتے ہیں اور اگر کوئی شہسوار

ان کے سامنے مجاہدانہ کردار ادا کرتے ہوئے بہادری کے جوہر دکھاتا ہے تو اس پر بہت سارا مال خرچ کردیتے ہیں جو اس کے استحقاق سے زیادہ ہوتا ہے اور اس طرح وہ فقراء اور کمزور لوگوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے۔

اس لئے میں ان کو ولایت کے منصب سے معزول کرتا ہوں اور ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں۔

اب تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ایک قوی اور طاقتور اور سخت آدمی کو معزول کر کے اس کی جگہ ایک ایسے شخص کو مقرر کر دیا گیا ہے جو اگرچہ امین ہونے میں تو مسلم ہیں مگر نرم دل اور مطیع و آرام سے مطالبات کو مان لینے والے شخص ہیں۔ جب کہ میں نے مسلمانوں پر ایسا نرم شخص حاکم مقرر کردیا ہے اس میں میری نیت مسلمانوں کی بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد اور اعانت فرمائے گا اور اگر وہ نرم ہیں تو اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرمانے کے لئے اس کے ساتھ ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام خط

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور صاف کئے ہوئے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا اور اس میں یہ تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى أبي عبيدة عامر بن الجراح سلام عليك

فاني أحمد الله الذى لا إله إلا هو و أصلى على نبيه محمد صلى الله عليه و سلم وبعد فقد وليتك أمور المسلمين فلا تستحى فإن الله لا يستحى من الحق وإنى أوصيك بتقوى الله الذى يبقى ويفنى ما سواه والذى استخرجك من الكفر إلى الإيمان ومن الضلال إلى الهدى وقد استعملتك على جند ما هنالك مع خالد فاقبض جنده واعزله عن امارته ولا تنفذ المسلمين إلى هلكة رجاء غنيمة ولا تنفذ سرية إلى جمع كثير ولا تقل إنى أرجو لكم النصر فإن النصر انما يكون مع اليقين والثقة بالله وإياك والتغرير بالقاء المسلمين إلى الهلكة وغض عن الدنيا عينيك واله عنها قلبك وإياك أن تهلك كما هلك من كان قبلك فقد رأيت مصارعهم وخبرت سرائرهم وإنما بينك وبين الآخرة ستر الخمار وقد تقدم فيها سلفك وأنت كأنك منتظر سفرا و رحيلا من دار قد مضت نضرتها وهبت زهرتها فأحزم الناس فيها الراحل منها إلى غيرها ويكون زاده التقوى و راع المسلمين ما استطعت وما الحنطة والشعير الذى وجدت بدمشق وكثرت فى ذلك مشاجرتكم فهو للمسلمين وأما الذهب والفضة ففيهما الخمس والسهام وأما اختصامك أنت وخالد فى الصلح او القتال فأنت الولى وصاحب الأمر وأن صلحك جرى على الحقيقة إنها للروم فسلم إليهم ذلك والسلام ورحمة الله وبركاته عليك وعلى جميع المسلمين وأما هديتك ابنة الملك هرقل فهديتها إلى ابيها بعد أسرها تفريط وقد كان يأخذ فى فديتها مالا كثيرا يرجع به على الضعفاء من المسلمين والسلام عليكم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں درود بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر۔

میں نے آپ کو مسلمانوں کے امور کا والی مقرر کیا ہے تم اس میں شرماتے نہ رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حق کو بیان کرتا ترک نہیں فرمایا۔ اور میں تم کو وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور ہمیشہ تقویٰ اختیار کرو، باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اس کے علاوہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ وہی اللہ جس نے تم کو کفر سے ایمان کی طرف اور گمراہی سے ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ میں نے تمہیں خالد رضی اللہ عنہ کے لشکروں کا امیر مقرر کیا ہے اس کے لشکروں کو اپنی کمان میں لے لو اور میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے غنیمت کی امید سے مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور چھوٹے دستے کو بہت بڑے لشکر کی طرف یہ کہہ کر نہ بھیجو کہ مجھے فتح کی امید ہے۔ کیونکہ فتح ونصرت اپنی طرف سے پوری تدبیر اور مکمل احتیاط وانتظامات وتیاری کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے ملتی ہے۔ نفس کے دھوکہ میں آ کر مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور دنیا سے اپنی آنکھیں بند کر لو اور دل کو دنیا کی محبت اور رغبت سے پاک رکھو۔ تم سے پہلے لوگ جس وجہ سے تباہ وبرباد ہوئے تم ان چیزوں سے اجتناب کرو۔ تم نے گزشتہ زمانوں کے لوگں کی ہلاکت گاہوں اور ان کے اسرار کو دیکھا ہے اور آزمایا ہے۔ اور ان سے تم بخوبی آگاہ ہو۔ تمہارے اور آخرت کے درمیان دو پٹے کی طرح ایک باریک سا پردہ ہے۔ تمہارے اسلاف آخرت کی طرف چلے گئے اور تم کوچ کے لئے انتظار میں ہو۔ آخر کار تم نے یہ دنیا جس کی تازگی اور شادابی ختم ہونے والی ہے اور مرجھانے والی ہے۔ چھوڑ جانی ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو اس دار دنیا سے دار آخرت کی طرف اس طرح روانہ کرو کہ ان کے پاس تقویٰ اور پرہیزگاری کا زادِ راہ موجود ہو اور جس قدر استطاعت ہو مسلمانوں کو مراعات دو، باقی رہا اس گندم اور جو کا معاملہ جو تمہیں دمشق میں ملا ہے تو وہ مسلمانوں کا حق ہے اور رہا سونا اور چاندی جو تمہیں ملا ہے اس میں پانچواں حصہ مرکز میں بھیج دو اور باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دو اور رہا تمہارا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کا جھگڑا صلح اور قتال کے متعلق تم امیر اور صاحب امر ہو۔ اور اگر تم نے بوقت صلح اناج پر رومیوں کا حق مان لیا تھا تو تم کو چاہیے کہ اناج اقرار کے مطابق ان کے حوالے کر دو۔ تم کو اور تمام مسلمانوں کو سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہرقل کی بیٹی کو قید کے بعد بطور ہدیہ رہائی بھی خالد کی کوتاہی ہے۔ حالانکہ اس سخاوت اور دریا دلی کے بجائے اس کو چاہئے تھا کہ وہ اس کے عوض بہت سا مال لے کر غریب اور کمزور لوگوں میں اس تقسیم کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی تم سب پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وہ خط لپیٹا اور اس پر مہر لگائی اس کو خط کو ارسال کرنے لے ئے حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں بلایا اور یہ خط ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ تم دمشق پہنچو اور یہ خط حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دینا اور ان کو میری طرف سے یہ حکم دینا کہ تم تمام لوگوں کو جمع کرو اور جب تمام مسلمان جمع ہو جائیں تو تم خود یہ خط سب کو پڑھ کر سناؤ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر سے ان کو آگاہ کرو۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے مصافحہ کرنے کے بعد فرمایا: شداد تم نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانا ہے اور وہاں پہنچ کر جب یہ خط پڑھ چکیں تو تمہیں یہ کام کرنا ہو گا کہ سب لوگوں کو میری طرف سے یہ حکم دینا کہ وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں اور تمہارے ہاتھ پر ان کا بیعت کرنا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہو گا۔

اسلامی لشکر کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے احکامات کا شدت سے انتظار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں سفر پر روانہ ہوئے اور بڑی کوشش کے بعد یہ دمشق پہنچے ادھر دمشق میں مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خیریت اور آپ کے احکامات کے شدت سے منتظر تھے جس وقت مسلمانوں نے ان دونوں حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا اور ان دونوں کو دور سے آتے دیکھا تو معلوم کیا تو گردنیں اٹھا اٹھا کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض حضرات تو استقبال کے لئے آگے بڑھے اور ان کو خوش آمدید کہا؛ جب یہ لوگ یہاں پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور وہیں ٹھہرے۔ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی خیریت دریافت کی) حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: خیریت سے ہیں یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ اور کہا میں اپنے ساتھ ایک خط لایا ہوں اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سناؤں (آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو اکٹھا ہونے کا حکم دیں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے) اور آپ رضی اللہ عنہ نے معاملہ کو مشکوک سمجھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اکٹھا فرمایا۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے وہ خط پڑھنا شروع کیا اور جب وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصال کی خبر پر پہنچے تو مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں اور ان کے رونے سے ایک شور برپا ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا: اگر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وصال کر گئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے امور کو سنبھال لیا ہے تو ہم آپ کے احکامات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ خدا کی قسم! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت وولایت سے زیادہ محبوب میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چیز نہ تھی۔ اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے امور خلافت سنبھالنے سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز عزیز ہے۔ اب جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو گئے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت بخوشی قبول کرتے ہیں۔ اور ہم ان کے احکامات کے تابع ہیں۔ حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پورا خط پڑھا اور لوگوں نے اس خط کو غ

سے سنا اور جہاں دیگر باتیں تھیں وہاں یہ بات بھی تھی کہ حضرت شداد بن ابی اوس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت کی جائے۔ تمام لوگوں نے بیعت کی۔ یہ بیعت ۱۳ ہجری تین شعبان کو دمشق میں ہوئی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مال اپنے قبضہ میں لے لیا اور لشکر کا سارا کنٹرول سنبھال لیا اور لوگوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے آگاہ کر دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رد عمل

(حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر یہ امر بڑا گراں گزرے گا اور وہ دشمن کا تعاقب کرنے میں کمی کریں گے اور آج کے بعد وہ لڑائی میں پہلی جیسی دلچسپی نہ لیں گے اور سستی اور کمزوری دکھائیں گے۔) علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مگر مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ معزولی کے بعد پہلے سی زیادہ دشمن پر تابڑتوڑ حملے کرتے اور زیادہ سختی اور شدت سے جنگ کرتے تھے اور جان جوکھوں پر ڈال کر جہاد کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ خاص کر جب قلعہ ابوالقدس فتح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جوانمردی، بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلعہ کے فتح کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

قلعہ ابوالقدس کا واقعہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اس شخص سے سوال کیا جس شخص نے قلعہ ابوالقدس کے متعلق مجھ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ (شام میں یہ قلعہ کس مقام پر واقعہ ہے۔؟) اس نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ قلعہ عرفہ طرابلس اور مرج السلسلہ کے درمیان واقع تھا اور اس کے سامنے ایک "دیر" ہے جس میں ایک عبادت خانہ ہے اور اس صومعہ میں ایک راہب رہتا ہے جو عیسائی دین کا عالم ہے اور گزشتہ امتوں کی تاریخ اور پرانی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ رومی اس کے پاس علم حاصل کرنے کی غرض کے لئے آتے تھے۔ اس کی عمر سو سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ اس کا معمول تھا کہ وہ ہر سال اپنے "دیر" کے پاس رومیوں کے ماہ صیام کے ختم ہونے پر ایک میلے کا انعقاد کیا کرتا تھا اور اس کا نام "عید شعانین" تھا۔ عید کے اس موقع پر رومی نصاریٰ وغیرہ گرد و اح کے تمام علاقوں سے اور ساحلی علاقوں سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور مصر سے قبطی بھی اس میلے میں شریک ہوتے تھے۔ یہ سارا مجمع اس راہب کو آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھا اور وہ اپنے بالا خانہ سے ان کی طرف اس طرح آتا جیسے سورج طلوع ہو گیا ہو پھر وہ اجتماع سے خطاب کرتا اور ان کو انجیل کی وصیتوں کی تعلیم دیتا اور وعظ و نصیحت کرتا تھا۔

تین بڑی منڈیاں

اس گرجا گھر کے قریب ہر سال ایک بڑی منڈی لگتی تھی اس منڈی میں لوگ اپنے اپنے علاقے کی بنی ہوئی چیزیں، ساز و سامان اور سونا چاندی وغیرہ لے کر آتے تھے اور خرید و فروخت ہوتی تھی۔ تین دن سے سات دن تک یہ میلہ لگا اور خوب گہما گہمی ہوتی تھی مسلمانوں کو اس بازار کے متعلق کوئی پتہ نہ تھا یہاں تک کہ معاہدین نصاریٰ عرب میں سے ایک عیسائی نصرانی نے ان کی

اس بزار کے متعلق رہنمائی کی۔ وہ خود بھی ان معاہدین میں سے تھا۔ جن کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے امان دے رکھی تھی۔ وہ اس امان کو اپنے لئے اور اپنے اہل خانہ کے لئے بہت بڑا احسان شمار کرتا تھا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر کی امارت سنبھالنے کے بعد غور وفکر

جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح مسلمانوں کے امیر مقرر ہوئے تو اس معاہد نصرانی نے چاہا کہ وہ آپ کا قرب حاصل کرے، ممکن ہے آپ رضی اللہ عنہ کلیسا اور اس کے ساتھ ملحق بازار جس میں نمائش لگتی ہے فتح کرلیں، اس لئے وہ نصرانی معاہد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت اس سوچ وبچار میں تھے کہ امارت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد پہلا اقدام کون سا کرنا چاہیے۔ اور روم کے شہروں میں سے کس شہر کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے۔ کبھی آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوتا کہ ''انطاکیہ'' کی طرف پیش قدمی کی جائے اور روم کے بادشاہ ہرقل بھی اس سے چونکا تھا اور اس وہ اسی شہر میں مقیم تھا تو اس سے پہلے نبردآزما ہوا جائے، کبھی آپ کے دل میں یہ خیال آتا کہ ''بیت المقدس'' کو ہدف بنایا جائے کیونکہ وہ عیسائیوں کے نزدیک سب سے زیادہ افضل شہر تھا۔ اور روم کا دارالحکومت بھی وہیں تھا۔ اور ان کا وہ دینی مرکز بھی تھا۔

قلعہ ابوالقدس کی طرف رہنمائی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اسی سوچ وبچار میں تھے (اور مسلمانوں سے مشاورت جاری تھی) کہ اتنے وہ معاہد نصرانی آ گیا اور اس نے کہا: اے امیر: آپ میرے محسن ہیں۔ اور آپ نے مجھ پر اور میرے اہل خانہ کو امان دے کر ان پر احسان کیا ہے اس لئے میں اس احسان پر آپ رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خوشخبری لایا ہوں اور ایک عظیم غنیمت جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بھیج دی ہے اس کے بارے میں آپ کو خبر دینے آیا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اس غنیمت کو پالیا اور اس مقام پر قبضہ کرلیا تو میرا خیال ہے کہ وہ اس کے بعد اتنے مالدار اور صاحب دولت ہو جائیں گے کہ کبھی مفلسی اور غریبی ان پر نہیں آئے گی۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہئے کیا کہتے ہو ہم تم کو اپنا خیر خواہ خیال کرتے ہیں۔ اور اس مال غنیمت کے بارے میں ہم کو آگاہ کریں۔ اور اس کی تفصیل بتائیں کہ وہ کہاں واقع ہے۔

اس معاہد نصرانی نے کہا: اے امیر آپ کے بالکل سامنے یہ ایک مضبوط قلعہ ہے جو قلعہ ابوالقدس کے نام سے مشہور ہے اس کے سامنے ایک گرجا گھر ہے جس میں ایک راہب پادری قیام پذیر ہے۔ عیسائی اس کی بہت زیادہ عزت کرتے ہیں اور اس کی دعا سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کے علم سے استفادہ کرتے ہیں اور راہب نے سال بھر میں ایک دن عید کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ جس میں لوگ تمام اطراف واکناف کے دیہاتوں سے اور مختلف ممالک سے اور گرجا گھروں سے یہاں اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کے قریب ایک بازار لگاتے ہیں۔ جس میں لوگ فاخرہ پوشاک، عمدہ سامان اور کام والے ریشمی کپڑے پہن کر شریک ہوتے ہیں۔ اس میں سونے، چاندی کے زیورات کی بہت زیادہ خرید وفروخت ہوتی ہے اور اس میلہ کے لگنے کے دن قریب آ گئے ہیں یہ میلہ سات دن تک جاری رہتا ہے اور پھر لوگ (اپنے اپنے علاقوں میں) چلے جاتے ہیں۔ اگر آپ ایک چھوٹا

سادستہ جو عرب کے شہسواروں پر مشتمل ہو ادھر روانہ کر دیں اور جو چھاپہ مار ہو چونکہ یہ لوگ اطمینان سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے اور اس طرح یہ مختصر سادستہ بھی ان کا سارا ساز و سامان لے لے گا۔ اگر مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں تو یہ مشرکین کو کمزور کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوگا اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگے گا۔

مسلمانو اور اس گرجا گھر کے مابین دس فرسخ کا فاصلہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس معاہد کے بتائے ہوئے فوائد اور ان کے حصول میں آسانی کے متعلق گفتگو سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کو بہت خوش ہوئے اور اس معاہد سے فرمایا کہ ہمارے اور اس کلیسا رگرجا گھر کے مابین کتنا فاصلہ ہے۔ اس معاہد نے کہا دس فرسخ کی مسافت ہے۔ اور اگر آدمی کوشش کر کے چلیں تو ایک دن میں بھی پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میلہ کا انعقاد کب ہوتا ہے اور اس کے انعقاد میں کتنے دن باقی ہے۔ اس پر اس معاہد نے بتایا کہ بہت تھوڑے دن باقی ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا روم میں سے کوئی آدمی اس میلے کا حامی ہے؟ اس معاہد نے کہا: اس ملک کے شہروں میں کم ہی لوگوں کو اس کے بارے میں پتہ ہے کیونکہ بادشاہ روم کی ہیبت اور رعب و دبدبہ بہت زیادہ ہے اس لئے اس کے شہروں کو اب تک اس میلے کے بارے میں کوئی پتہ نہیں ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس گرجا گھر کے قریب شام کے شہروں میں سے کوئی شہر واقع ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ اے امیر! اس عوامی بازار کے نزدیک ایک شہر واقع ہے جس کو ''طرابلس'' کہا جاتا ہے۔ اور یہ شام کی بندرگاہ ہے۔ جہاں ہر طرف سے بحری جہاز اور کشتیاں آتی ہیں اور اس شہر میں ایک ظالم و جابر سردار ہے جس کے غرور و تکبر کی وجہ سے بادشاہ نے وہاں کا کافی علاقہ اس کو جاگیر کے طور پر دے رکھا ہے اور یہ شخص بھی اس بازار میں نہیں آتا۔ اور روم میں سے کوئی بھی اس بازار کی حمایت کرنے والا نہیں۔ ہاں البتہ اب آپ کی طرف سے خوف و ہراس کی وجہ سے لوگوں نے اتحاد کر لیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کوئی نیا اتحاد بن جائے اور ایک دوسرے کی مدد کو آ جائیں تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر مجھ کو امید ہے کہ مسلمان جلد ہی اس پر حملہ کر دیں تو ان شاء اللہ فتح یقینی ہوگی۔

آپ نے مسلمانوں کو متوجہ کر کے فرمایا:

''أیها الناس أیکم یهب نفسه لله تعالی وینطلق مع جیش ابعثه فتحا للمسلمین''

اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لئے ہبہ کرتا ہے؟ اور میں اس لشکر کے ساتھ جس کو میں مسلمانوں کی فتح کے لئے روانہ کرتا ہوں۔''

لوگ خاموش رہے اور کسی نے بھی جواب نہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ذرا بلند آواز سے فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقصود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم کرنا تھا۔ مگر ان کو معزول کر دیئے جانے کی وجہ سے آپ براہ راست اس کو مخاطب کرنے میں شرم و حیا اور جھجک محسوس کر رہے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پھر بھی خاموش رہے اور انہوں نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی۔ لشکر کے درمیان سے ایک نوجوان جس کی داڑھی، مونچھ ابھی اگ رہی تھیں کھڑا ہوا اور یہ شخص حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما تھے۔ ان کی والدہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں، جس وقت ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں شہید ہوگئے تو وہ ابھی بہت چھوٹے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ہی کی زیر کفالت پرورش پائی تھی۔

جب حضرت عبداللہ بڑے ہوئے تو اپنے والد گرامی کے متعلق پوچھتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ بتاتیں کہ بیٹا تیرے باپ کو رومیوں نے شہید کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما فرماتے۔ اے اماں جان! اگر میں زندہ رہا تو رومیوں سے اپنے والد کا بدلہ ضرور لوں گا۔

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن انیس جہنی کی زیر کمان ایک لشکر روانہ فرمایا؛ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما بھی اس میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ صورت اور سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اور بڑے سخی تھے۔

قلعہ ابو القدس کی طرف روانگی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس گرجا کی طرف جانے کو تیار ہے؟ تو سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ''اے امین الامۃ! آپ رضی اللہ عنہ جس لشکر کو تیار فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں میں اس لشکر کا سب سے پہلا سپاہی ہوں گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خوشی

اس جواب پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جانے کے لئے دوسرے مسلمان مردوں اور شہسواروں کو طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچ سو افراد پر مشتمل دستہ ترتیب دیا اور آپ کے لئے ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا اپنے ہاتھ سے باندھا اور یہ شہسواروں کا دستہ آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے! تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں اس لشکر اور دستہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شریک ہیں۔ ویسے اس گروہ میں پانچ سو مقدس افراد تھے جن میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں:

''حضرت ابوذر غفاری، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت عامر بن ربیعۃ، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن ثعلبۃ، حضرت عقبۃ بن عبداللہ سلمی، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبداللہ بن بشر اور حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہم اور ان کی مثل حضرات سادات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے جھنڈے تلے پانچ سو ایسے شہسوار جمع ہو گئے جو جنگ بدر اور اسی طرح دوسرے معرکوں میں داد شجاعت دے چکے تھے۔ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو میدان سے پیٹھ پھیرنے والا ہو،

جنگ سے بھاگنے والا ہو، جب آپ رضی اللہ عنہ نے چلنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے، بازار قائم ہونے کے پہلے دن تم ان پر حملہ کر دینا اور پھر آپ نے لشکر کو الوداع کیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے اس دستے میں شامل تھا۔ دمشق سے دیر ابو القدس کی طرف ہم ۱۵ شعبان کی رات کو نکلے تھے، خوب چاندی رات تھی اور میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چل رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب کر کے فرمایا: اے اسقع کے بیٹے رضی اللہ عنہ! آج کی رات چاند کتنا حسین ہے اور اس کی روشنی کس قدر پیاری اور خوبصورت ہے۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے! یہ رات نصف شعبان کی رات جو ہے۔ اتنی خوبصورت تو ہونی ہی تھی۔ اور یہ رات بڑی برکت والی رات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم صحیح کہتے ہو۔ اسی رات میں رزق اور موت لکھی جاتی ہیں۔ اور اسی رات کو گناہ بخشے جاتے ہیں۔

میرا ارادہ ہے کہ آج ہم شب بھر جاگ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہیں۔

میں نے کہا: یقیناً ہمارا چلنا ہمارے قیام سے افضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم صحیح کہتے ہو۔

پادری سے ملاقات

فرماتے ہیں کہ ہم نے ساری رات سفر جاری رکھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور ہم اپنے معاہد کی رہنمائی میں صبح کے وقت ایک بہت بڑے پہاڑ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ ہمیں اپنی دائیں جانب ایک راہب کا صومعہ (گرجا/عبادت خانہ) نظر آنا شروع ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما اسی گرجا کی طرف مڑ گئے، ہم سب نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف اپنی سواریوں کے رخ موڑ لئے۔ راہب / پادری اپنے گرجا سے اتر کر ہمارے پاس آیا اس نے سر پر بالوں کی بنی ہوئی سیاہ رنگ کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اس نے ہم کو بڑے غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو؟

ہم نے اس کو جواب دیا: ہم عربی ہیں۔ اس نے کہا کیا تم محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو۔؟

ہم نے اس کو جواب دیا: جی ہاں، ہم محمدی ہیں۔ وہ ہمیں غور سے دیکھنے لگا اور ہم میں سے ہر ایک کو اس نے بڑی توجہ اور غور سے دیکھا پھر اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما پر نظریں گاڑ دیں اور پوچھا یہ نوجوان تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہے؟

ہم نے اس سے کہا: نہیں

اس نے کہا: اس کی پیشانی پر نبوت کا نور چمکتا ہے۔ یہ تمہارے نبی کا قریبی رشتہ دار ہے۔

ہم نے کہا: یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا محترم کا بیٹا ہے۔

اس پادری نے کہا: یہ پتا ہے اور پتا درخت کے بارے میں معلومات دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے راہب! کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں علم ہے؟

اس راہب نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مجھ کو ان کے بارے میں علم نہ ہو حالانکہ تورات، انجیل اور زبور میں ان کا اسم مبارک مرقوم ہے۔ اور ان کی علامات اور نشانیاں بتادی گئی ہیں۔ بیشک وہ سرخ اونٹ والے اور برہنہ تلوار والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے پادری! پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لاتا؟ اور آپ کی تصدیق کیوں نہیں کرتا؟

اس پادری نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا: جب تک اس نیلے آسمان والے کی مشیت نہ ہو بندہ کچھ نہیں کرسکتا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے اس راہب کی گفتگو پر تعجب کیا اور حیران رہے۔ اسی طرح ہم نے سفر جاری رکھا اور ہماری سفر کی رہنمائی کرنے والا آگے آگے چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم ایسی وادی میں پہنچ گئے، جہاں درخت گھنے تھے اور پانی کے چشمے بہت زیادہ تھے۔

لشکر اسلام کا چھپ کر بیٹھنا

اس سفر کی رہنمائی کرنے والے معاہد نے کہا: آپ حضرات اسی گھنے جنگل کی پرفضا میں چھپ جائیں اور میں وہاں بازار میں جاتا ہوں معلومات لاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم کو جلدی واپس آنا چاہئے، وہ بڑی تیزی سے اس جانب چل دیا، اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما اپنے فوجی دستے کے ہمراہ ایک مقام پر چھپ کر ٹھہر گئے۔

معاہد کا تاخیر کرنا اور مسلمانوں کا پریشانی میں مبتلا ہونا

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی جگہ ہم نے کھانا کھایا اور اپنا سامان درست کیا اور جب رات کا کچھ پہر گزر گیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے بذات خود مسلمانوں کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہوئے ان کی نگرانی شروع کردی اور فرمایا آپ رضی اللہ عنہ پوری رات پہرہ دیتے رہے۔

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو ہم نے جاگ کر صبح کی نماز پڑھی اور قاصد کے واپس آنے کے انتظار میں بیٹھ گئے، ہم نے کافی دیر انتظار کیا مگر اس کے متعلق کوئی خبر نہ آئی، اس کے دیر کرنے پر مسلمانوں میں قلق و پریشانی پیدا ہوئی اور اس کے دیر کرنے وجہ سے اس کے مکروفریب اور دھوکہ بازی کا خدشہ پیدا ہوا اور لوگ اس معاہد رہبر کے متعلق بدگمانی کرنے لگے۔

تمام مسلمان اس معاہد کے بارے میں یہی سوچ رہے تھے کہ اس نے ہمارا ساتھ برا سلوک کیا ہے اور ہمیں دھوکے سے پھنسادیا ہے مگر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے جو فرما رہے تھے کہ تم اپنے ساتھی کے متعلق کوئی بدگمانی نہ کرو بلکہ حسن ظن رکھو، اور اس کی طرف سے کسی قسم کے مکروفریب اور دھوکے کا خوف نہ کرو، کوئی خاص وجہ ہوگی جس کی وجہ سے اس نے دیر کردی ہو۔ اور بہت جلد تم کو اس کے بارے میں معلوم ہوجائے گا۔

رہبر کی واپسی اور قلعہ ابو القدس کے حالات سے آگاہی

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اس بات سے مسلمانوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوا۔ اتنے میں رہ رہبر بھی آ پہنچا۔ رہبر کو دیکھ کر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں کا خیال تھا کہ ابھی وہ ہم سے قلعہ کی جانب چلنے کے متعلق کہے گا۔ مگر وہ آیا اور مسلمانوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور کہا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم! مجھ مسیح علیہ السلام کے حق کی قسم! میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا اس میں کسی قسم کا کوئی مکر و فریب اور دھوکہ کی بات نہ تھی اور میں نے بالکل صحیح اور سچ کہا تھا، مجھ تمہارے لئے مال غنیمت کے ملنے کی قوی امید تھی۔

مال غنیمت اور مسلمانوں کے مابین رکاوٹ

لیکن اب موجود حالت میں آپ کے اور مال غنیمت کے درمیان ایک رکاوٹ آ گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کون سی روکاٹ ہے جو مسلمانوں اور مال غنیمت کے درمیان حائل ہے۔

اس نے کہا: ایک بہت بڑا سمندر ہے جس کی تلاطم خیز موجوں کا شور دور دور تک سنائی دے رہا ہے۔ جس کی پوری تفصیل یوں ہے کہ جب میں اس قوم کے قریب پہنچا اور میں بازار کو بہت قریب سے دیکھا تو وہاں خرید و فروخت زوروں پر جاری تھی۔ اور نصرانیت دین کے پیروکاروں کا وہاں بہت بڑا اکٹھ تھا۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے قلعہ ابو القدس کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

قلعہ کے ارد گرد چھوٹے، بڑے راہب اور پادریوں، مختلف ریاستوں کے بادشاہوں اور سرداروں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ تو میں نے سوچا کیوں نہ اتنے بڑے اجتماع کے متعلق معلومات لی جائیں۔ اور میں بغیر معلومات لئے واپس لوٹنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔

لہٰذا جب میں ان کی طرف گیا اور ان میں گھل مل گیا اور دریافت کرنے پر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ طرابلس کے گورنر نے اپنی بیٹی کی شادی روم کے شہزادوں میں سے کسی شہزادے سے کر دی ہے اور یہ لوگ قلعہ ابو القدس کے نزدیک واقعہ اس گرجا گھر میں شہزادی کو شادی کی مذہبی رسومات ادا کرنے لے لئے گرجا گھر کے راہب / پادری کے پاس لائے ہیں۔ اور وہ لڑکی کی طرف سے قربانی پیش کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور کلیسا رگرجا گھر کو روم کے فوجی دستوں نے گھیر رکھا ہے۔ جو تا حد نگاہ آہنی زرہیں پہنے پھیلے ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ جو میں دیکھ کر آیا ہوں اے عرب کی جماعت! تمہارے ڈر اور خوف کی وجہ سے ہوا ہے انہوں نے ایکا کر رکھا ہے۔

میرا مشورہ اور رائے یہ ہے کہ ان حالات میں آپ لوگوں کا وہاں جانا مناسب نہیں۔ شادی کی وجہ سے وہاں لوگوں کی بہت بڑی تعداد اکٹھی ہے اور انہوں نے خاطر خواہ حفاظتی انتظامات بھی کئے ہوئے ہیں اور فوج کی بڑی تعداد بھی وہاں موجود ہے جو اپنے ملک کے بادشاہ، سرداروں اور معززین کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ آئی ہوئی ہے۔ لہٰذا اب وہاں جانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

رومیوں کی تعداد

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اس رہبر سے دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک ان لوگوں کی تعداد کتنی ہوگی؟ اور محافظ دستہ کے افراد کس تعداد میں ہوں گے؟

اس رہبر نے کہا: جہاں تک بازار میں لوگوں کی تعداد کا سوال ہے تو بازار میں بیس ہزار سے کم لوگوں نہیں ہیں۔ جس میں روم، ارمن، نصاریٰ، مصر کے قبطی، یہود، اہل سواد، بطارقہ، عرب کے عیسائی، تمام موجود ہیں۔ جو فوجی سامان جنگ سے تیار اور ہوشیار ہیں ان کی تعداد پانچ ہزار سواروں کے قریب قریب ہے۔ جن کا مقابلہ کرنے کی طاقت آپ لوگوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے شہران کے قریب ہیں۔ اگر یہ مزید امداد چاہیں تو آسکتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کی تعداد کے مقابلے میں ہم پہلے ہی بہت کم ہیں۔ مزید کمک کا آنا بھی بسبب دوری کے ناممکن ہے۔

مسلمانوں کا باہمی مشورہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور مسلمانوں پر یہ گفتگو گراں گزری، اور جوان کے ہاتھوں میں تھا وہ گر گیا اور انہوں نے واپسی کا پکا ارادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! اس بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے ہمیں کیا کرنا چاہیت؟ مسلمانوں نے بیک زبان ہو کر کہا ہماری رائے یہ ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیے جیسا کہ ہمارے پروردگار نے ہمیں اپنی کتاب عزیز میں حکم دیا ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور ایسے حالات میں ہمیں اپنے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ جانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ ہمارے اجروثواب کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہما نے مسلمانوں کی اس رائے کو سننے کے بعد فرمایا: مجھ کو ڈر ہے کہ اگر میں یہاں سے بغیر جنگ کئے واپس چلا جاؤں تو کہیں اللہ تعالیٰ مجھے جہاد سے فرار ہرنے والوں میں نہ لکھ دے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عذر پیش کئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا پس جو شخص میرا دست و بازو بنے گا اور میرے ساتھ دے گا اس کا اجروثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے اور جو شخص واپس جانا چاہے میں اس کو اجازت دیتا ہوں اور میں اس سے کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں کروں گا۔ اور نہ اس پر کوئی عتاب و ناراضگی کروں گا۔

مسلمانوں کا شرمسار ہونا

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کی باتیں سن کر اور ان کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانثاری کا جذبہ دیکھ کر مسلمان شرمسار ہوئے اور سب نے بیک زبان کہا: آج جو ارادہ رکھتے ہیں اس پر عمل کریں ہم ہرگز آپ سے پیچھے نہ رہیں گے اور نہ تقدیر سے ڈرنے کا کوئی فائدہ ہے لہٰذا ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے مسلمانوں کا جب یہ جواب سنا تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ

پہنی اور سر پر خود رکھا اور کمر کو کس کر باندھ لیا اور اپنے والد ماجد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تلوار گردن میں حمائل کی، گھوڑے پر ... ہوئے، علم ہاتھ میں تھاما اور مجاہدین کو تیاری کا حکم دیا۔ تمام مسلمانوں نے زرہیں پہنیں، تلواریں لٹکائیں اور مسلح ہو کر اپنے ... گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور اپنے اس رہبر سے کہا کہ تم ہمیں دشمن تک لے چلو پھر دیکھنا کہ اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ... بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں اور تم یہ دیکھ کر حیران ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رہبر کی گھبراہٹ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس رہنما کا چہرہ زرد ہو گیا اور رنگ بدل گیا اور کہا: اب آپ اپنی مرضی اور رائے سے چلتے ہو تو چلو مجھ پر اس کا کوئی الزام نہ لگانا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما اس رہبر سے بڑی نرمی سے پیش آ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ رہبر آپ رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا تھا اور ایک گھنٹے بھر کے سفر کے بعد اس نے کہا: آپ لوگ اس قوم کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔ آپ لوگ اسی مقام پر ٹھہریں صبح تک یہیں رہیں پھر اس قوم پر ہلہ بول دینا اور ان کو تاخت و تاراج کر دینا۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کی دشمن کی خلاف دعائیں اور التجائیں

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ساری رات اسی جگہ گزار دی جس جگہ اس رہبر نے ہمیں ٹھہرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ہم رات بھر اللہ تعالیٰ سے دشمن کے خلاف مدد اور التجائیں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے مسلمانوں کو نماز فجر پڑھائی اور نماز کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کفار کی قوم پر حملہ کرنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ایک معاملہ کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ تم اس پر عمل کرو۔ لوگوں نے کہا: بتائیے! آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اس قوم کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ کاروبار میں منہمک ہو جائیں اور جب وہ خرید و فروخت میں مگن ہو جائیں اور اپنا سامان نمائش کے لئے لگا دیں تو ان کی غفلت کی حالت میں ان پر اچانک ہلہ بول دینا۔ اس حال میں کہ ان کو اس کے متعلق کوئی خبر نہ ہو۔

مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا اور موقع کا انتظار کرنے لگے تاکہ بازار لگ جائے اور مارکیٹیں کھل جائیں۔ مسلمانوں نے اپنی تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور کمانوں کو چلوں پر چڑھا لیا، نیزے سیدھے کر لئے اور تیار ہو گئے۔

اسلامی لشکر کے پانچ دستے

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما جھنڈا ہاتھ میں تھامے سب سے آگے آگے تھے۔ جب سورج طلوع ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کے لشکر کے سو سو پر مشتمل پانچ دستے بنا دیئے۔ ہر ایک دستہ پر ایک ایک

تجربہ کار نقیب مقرر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ ہر دستہ بازار کی ایک سمت کو مقرر کر لے، لوٹ مار اور مال چھیننے کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ دے۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ جھنڈا تھامے ہوئے آگے بڑھے اور دشمن پر ہلہ بول دیا۔ جب آپ ان کے سر پر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ زمین میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں جیسے چیونٹیوں کی قطاریں ہوں۔ اور وہ زمین پر رینگ رینگ کر چل رہی ہوں۔ یعنی ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

قلعہ دیر کے راہب کی وعظ و نصیحت

لوگوں کی بہت بڑی تعداد تھی جس نے گرجا گھر کو چاروں اطراف میں گھیر رکھا تھا۔ اور اس راہب نے گرجا گھر سے اپنا سر باہر نکالا ہوا تھا اور وہ ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا اور ان کو ہلاکت کی نشانیوں کے متعلق بتا رہا تھا، لوگ ہمہ تن گوش اس کی باتیں سن رہے تھے۔ اور تمام لوگ اپنی نظر اس کی طرف جمائے ہوئے تھے۔ طرابلس کے والی کی بیٹی راہب کے پاس گرجا گھر میں موجود تھی۔ اور قوم کے سرداروں بھی ریشمی لباس پہنے ہوئے آہنی زرہوں پہن پر سروں کو خود پہنے ہوئے تھے جو چمک رہے تھے۔

یہ لوگ راہب کے گرجا گھر سے نکل کر اپنی طرف آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے احتیاط کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی آمدہ خطرے کے منتظر ہیں۔ اور کسی ہنگامہ کے برپا ہونے کے لئے پہلے سے ہی تیار و مستعد ہوں۔

لشکر اسلام کا حملہ

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے گرجا گھر کی طرف ایک نظر دیکھا اور گرجا گھر کے راہب اور اس کے گرد حلقہ بنائے کھڑے لوگوں کا جائزہ لیا اور جب اس ماحول کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو معاملہ بڑا خطرناک معلوم ہوا اور حملہ کرنے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو زور زور سے چلا کر پکارا اور کہا:

"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم! حملہ کر دو اللہ تعالیٰ تمہاری اس عمل میں برکت دے گا۔ اگر غنیمت اور خوشی حاصل ہوگئی تو فتح اور سلامتی ہے اور راہب کے کلیسا کے نیچے ہم اکٹھے ہوں گے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہوگئی، جس صورتحال سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ہم سب میرے چچا کے بیٹے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کے پاس ملاقات کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور جھنڈا لہرایا اور حملہ کے لئے مشرکین کی طرف بڑھے اور ایک سو سواروں کا دستہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان میں ایسے لگتے تھے جیسے آنکھ میں پتلی ہو۔ ان ساتھیوں میں اکثر وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں سے سابق الایمان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مجمع میں اس جگہ کو تلاش کیا جہاں لوگوں کا اجتماع زیادہ تھا اور اس میں گھس گئے، کبھی تلوار چلاتے، کبھی نیزے سے حملہ کرتے اور مشرکوں کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے۔ دوسرے مجاہدین نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے حملہ کر دیا اور شدید انداز میں دشمن سے لڑنے لگے۔

رومیوں کا حملہ

رومیوں نے جب مجاہدین کی آوازیں سنیں کہ وہ اونچی آواز میں تکبیر و تہلیل پکارتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ مسلمان ہیں اور انہوں نے ان پر حملہ کر دیا ہے۔ رومی پہلے ہی سے کسی ممکن خطرہ سے نمٹنے کے لئے تیار اور بیدار تھے۔ بازار میں موجود لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بھی اپنی ہتھیاروں کی طرف دوڑے تاکہ اپنے جان و مال کی حفاظت کر سکیں۔ انہوں نے تلواریں، زرہیں اور ڈھالیں ہاتھوں میں لیں اور مسلمانوں کے لڑائی کے لئے میدان میں نکل آئے۔ اور شکاری شیر کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے مسلمانوں کے علم بردار کی تلاش کی اور اس جنگ میں سوائے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے کوئی علمبردار نہیں تھا لہٰذا ان تمام نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ اور چاروں طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا۔ اب جنگ کی چکی خوب گرم ہو گئی اور گرد و غبار اٹھنے لگی۔ کفار نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا، وہ گھیرتے بھی کیوں کہ کیونکہ مسلمان تو ان میں یوں تھے جیسے سیاہ رنگ کے اونٹ میں سفید تل ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی ایک دوسرے کے لئے پہچان

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک دوسرے کو تکبیر و تہلیل سے پہچانتے تھے۔ ہر شخص کو اپنی جان کی فکر تھی اور ہر ایک دوسرے سے بے خبر تھا۔

حضرت ابو سبرہ بن ابراہیم بن عبدالعزیز بن ابی قیس رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے والی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے اور صاحب ہجرتین (حبشہ اور مدینہ منور کی طرف ہجرت کرنے والے) تھے فرماتے ہیں: میں جنگ حبشہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور غزوہ احد، بدر اور حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہا۔ اور میں کہتا تھا کہ ایسے معرکے کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو مجھے اس کا انتہائی غم ہوا اور اپنے اندر یہ ہمت نہ پاتا تھا کہ مدینہ منور میں رہ سکوں۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے بعد مکہ شریف چلا گیا اور وہاں جا کر مقیم ہو گیا اور جہاد سے کنارہ کش ہو گیا لیکن مجھے خواب میں جھاڑ پلائی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو میں شام میں آ گیا اور میری زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت سہل بن عمرو بن عاص عامری رضی اللہ عنہا بھی میرے ساتھ تھی۔

شام آ کر میں جنگ اجنادین، سریہ خالد بن ولید جو توما اور ہربیس کے تعاقب میں ہوا تھا۔ سریہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما میں شریک ہوا اور قلعہ ابوالقدس میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک تھا۔ میں جنگ ابوالقدس دیکھ کر پچھلے تمام غزوات بھول گیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیکھے تھے۔ اور میں بذات خود شریک ہوا تھا۔

رومیوں کی چھپی ہوئی نفری

ہم نے رومی فوج کی زیادہ تعداد کو دیکھ کر ہی حملہ کر دیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ان کے علاوہ ان کی کوئی فوج نہیں ہے کو کمین گاہوں، مورچوں میں محفوظ اور چھپی ہوئی ہو۔ مگر ہمارے خیال اور اندازے کے برعکس اچانک ان کی بہت بڑی تعداد میں فوج

جو کمین گاہوں اور مورچوں میں چھپی ہوئی تھی نکل آئی ، یہ نہایت مضبوط اور قدر آور، لحیم وشحیم ہیبت ناک نوجوان تھے جنہوں نے سر سے لے کر پاؤں تک زرہیں پہن رکھی تھیں ان کی صرف آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔ جب انہوں نے حملہ کیا تو ان کی آوازوں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسی آواز گونجی کہ کان پڑی آواز نہ نہ سنائی دیتی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ان میں غائب ہو گئے ہیں۔

صرف مسلمانوں کی تکبیر وتہلیل کی آوازیں وقفہ وقفہ سے سنائی دے رہی تھیں۔ باقی مسلمان نظر نہیں آرہے تھے۔ جب آوازیں آنا بند ہو جاتیں تو مجھ کو یقین ہو جاتا ہے یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے ہیں پھر اچانک میری نظر پڑی کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں بلند ہوتا جھنڈا دیکھا تو مجھے اس کی خوشی ہوئی۔ آپ جھنڈا لئے دشمن سے برسرپیکار تھے۔ اور لگاتار دشمن پر حملے کر رہے تھے۔ فرماتے ہیں میں ایسا کم سن بہادر نوجوان لڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا بالآخر جنگ لمبی ہو گئی اور اس کے شعلے اور زیادہ بھڑکنے لگے اور غبار بلند ہونے لگا۔ جنگ کی آگ تھی جو ٹھنڈا ہونے کا نام بھی نہ لیتی تھی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے درمیان میں تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ ان سب کو رومی فوج نے چاروں اطراف میں گھیر رکھا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا حلقے میں دائرہ ہوتا ہے اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس گول دائرہ ہی میں نقطہ کی طرح تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ اگر دائیں طرف حملہ کرتے تو میں دائیں طرف حملہ کرتا اور اگر بائیں طرف حملہ آور ہوتے تو میں بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے اسی طرح پلٹ آتا، ہمارے بہادر مسلمان جان لڑا کر اپنی جنگی مہارت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے بازو شل ہو گئے۔ اعصاب شل ہو گئے، ہاتھ سست پڑ گئے۔ معاملہ نازک صورتحال اختیار کرتا جا رہا تھا۔ اور اب صبر کرنا مسلمانوں کے لئے دشوار ہوتا جا رہا تھا سب مسلمان عاجز و بے بس نظر آرہے تھے۔ سورج غروب ہونے کی قریب ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی تلوار کند ہو گئی، قریب تھا آپ کا گھوڑا جس پر آپ سوار تھے وہ بھی تھک کر چلنے سے جواب دے جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساتھیوں کے پاس ایک جگہ پناہ لے کر تھوڑا سا آرام کیا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھی بھی اکٹھے ہو جائیں۔

لشکر اسلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ سے دعا کرنا اور دعا کا قبول ہونا

مسلمانوں نے جب جھنڈے کی طرف دیکھا تو سب جھنڈے کا قصد کیا آپ رضی اللہ عنہ کا ہر ساتھی مشرکین کے ہاتھوں زخموں سے چور تھا، آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی ساتھی ایسا نہیں تھا جس کو دکھ اور صدمہ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی تکلیف کا دکھ نہیں مسلمانوں کی جو مصیبت آئی اس کا دکھ اور غم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سخت مصیبت کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جو بھیدوں کو جاننے والا ہے، اپنے دل کا حال پیش کیا، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! تو وہ ذات ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا، تو نے انسان کو انتہائی خوبصورت شکل میں تخلیق فرمایا اور بعض کو بعض کے ساتھ آزمائش میں ڈالا اور اس ابتلاء کو ان کے لئے امتحان بنایا۔

''أسألك بجاه محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا ما جعلت لنا من امرنا فرجا و مخرجا''

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے خاص بندے حضرت محمد ﷺ کے جاہ و مرتبہ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہمارے لئے کشادگی اور مشکل سے نکلنے کا سبب عطا فرما''

اس دعا کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے پھر جنگ کی طرف آ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ کے جھنڈے کے نیچے دشمن سے جنگ و لڑائی شروع کر دی اور اللہ اللہ! حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے تو اس دن رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد کی مدد کے لئے آپ کے سامنے جہاد کرنے میں کمال کی بہادری دکھائی تھی۔ حضرت عمرو بن ساعدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بڑھاپے کے باوجود رومیوں پر تلوار چلا رہے ہیں۔ اور اپنی قوم کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنا نام لے کر کہتے:

''میں ابوذر ہوں''

اور یہ کہہ کر دشمن پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ دوسرے مسلمان بھی آپ کی طرح بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ حملے کرتے کرتے ان کے کلیجے منہ کو آنے لگے۔ اور ان کو یقین ہو گیا کہ یہ میدان ان کے لئے قبرستان ثابت ہوگا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مجھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ پیارے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غمزدہ دیکھا تو آپ کو اس کا بہت ملال ہوا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے والد کی حیثیت سے تھے۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت و پیار کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شام کی طرف جانے کی اجازت مانگنے کے لئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ ابن انیس رضی اللہ عنہ! میں شام جا کر جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔

میں نے کہا: میں حاضر ہوں! آپ نے اپنے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں سے الوداعی ملاقاتیں کر کے رخصت طلب کی اور ہم شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ یمن کے بیس شہسوار تھے اور قبیلہ ازد کے بہادر نوجوان بھی شام جانے کے لئے تیار ہو گئے یہاں تک کہ ہم تبوک پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے انیس رضی اللہ عنہ! آپ کو پتہ ہے کہ میرے والد گرامی کی قبر مبارک کہاں ہے؟

حضرت انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا ہاں ان کی قبر مقام موتہ پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا اپنے والد کی قبر کی زیارت کرنا

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میری دلی خواہش ہے کہ میں اپنے والد کی قبر کی زیارت کروں ہم چلتے رہے یہاں تک کہ ہم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر پر آ پہنچے، اس جگہ جہاں تبوک، جنگ موتہ ہوئی تھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر تھی پر قوم کلب کے لوگوں نے قبر سے تبرک کے لئے نشانی پتھر لگا دیئے تھے۔

قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب اپنے والد ماجد کی قبر نظر آئی تو آپ رضی اللہ عنہ سواری پر سے نیچے اتر آئے اور اپنے آپ کر اس قبر پر گرا دیا۔ اور قبر کے ساتھ چمٹ کر روتے رہے۔ پھر رحمت کی دعا مانگتے رہے، ہم نے دوسرے دن کی صبح تک وہیں اس قبر کے پاس قیام کیا۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نے دیکھاہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ زعفران کی طرح زرد ہو چکا ہے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے آج رات اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے دو سبز رنگ کے حلے پہن رکھے ہیں جو خون سے آلودہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار میرے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! تم اس تلوار سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں سے جنگ کرنا اور اس مرتبہ تک جسے تم دیکھ رہے ہو جہاد ہی کی برکت سے پہنچا ہوں۔ میں وہ تلوار لے کر گویا لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ کند ہو گئی۔

عبداللہ بن جعفر کا دستے کا امیر مقرر ہونا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر ہم وہاں سے چلے اور دمشق آ گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر سے آ کر مل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کو اس سریہ اور دستہ کا جو آپ رضی اللہ عنہ نے ابوالقدس کی طرف بھیجا امیر مقرر فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رومیوں کے درمیان زوردار معرکہ میں دیکھا تو دل میں سوچا کی قریب ہے کہ حضرت عبداللہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ پس میں تیز رفتاری کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیکھا اور فرمایا:

اے عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ! کوئی خوشخبری لائے ہو۔ میں نے عرض کی: آپ رضی اللہ عنہ جس قدر جلدی ہو سکے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی امداد کو پہنچیں اس کے بعد میں نے ساری صورتحال سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو ''أنا لله وأنا إليه راجعون'' پڑھا اور اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! اگر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی کسی مصیبت میں ہیں اور وہ تیرے جھنڈے کے نیچے ہلاک ہو گئے تو یہ تمہاری امارت کی پہلی ناکامی ہو گی اور بڑے افسوس اور صدمے کا مقام ہو گا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے درخواست

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور فرمایا: اے ابوسلیمان! میں اللہ تعالیٰ کے واسطے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کی مدد کو پہنچیں۔ اس کام کے لئے آپ رضی اللہ عنہ سے زیادہ لائق اور موزوں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ ہی کو اس مہم کے سر کرنے کے لئے اہل سمجھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ جلدی فرمائیں معاملہ بہت نازک ہو چکا ہے۔

اطاعت امیر کی عظیم مثال

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ عظمت والے کی قسم: میں اس مہم کو سر کر کے رہوں گا میں تو صرف آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کا منتظر تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! میں آپ سے کہتے ہوئے شرم محسوس کر رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر کسی لڑکے کو بھی میرے اوپر امیر مقرر کر دیتے تو میں اس کی اطاعت سے بھی ذرا برابر روگردانی نہ کرتا۔ اور اس کی اطاعت کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت بھلا میں کیوں کر سکتا ہوں۔ حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ سابقین کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے سبقت لے جانے والے اور جلدی کرنے والوں میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جلدی اسلام کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو امین الامہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ پھر میں کیونکر آپ رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاتا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے درجہ کو کس طرح حاصل کر سکتا ہوں۔

خدا کی قسم! میں نے ایک زمانہ تک مسلمانوں کے روبرو تلوار چلائی ہے اور اب میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔ اور عنقریب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ثابت کر دوں گا۔ جہاد سے میرا مقصد نام پیدا کرنا نہیں جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ: ''وہ نام پیدا کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے اور شجاعت کے جوہر دکھاتا ہے۔'' بلکہ میرا مقصد تو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور علائے کلمۃ الحق کے لئے جان کی بازی لگانا ہے۔ بخدا! میرے دل میں کبھی امارت کی خواہش نے جنم نہیں لیا۔ اور نہ ہی میں نے کبھی اپنی برتری اور ناموری کے جنگ کی ہے۔

مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کلام کی بڑی تعریف کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی تحسین کی، حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے فرمایا: اے ابوسلیمان! اب جلدی کریں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے ان سے جا ملیں۔

لشکر زحف کی للکار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شیر کی طرح اٹھے اور اپنے سامان حرب کی طرف تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب سے جو زرہ چھینی تھی وہ پہنی اور خود پر سجایا، تلوار گردن سے لٹکائی اور گھوڑے پر زین کسی اور اس پر اس طرح جم کر بیٹھے گویا کہ اس میں سوراخ کر کے کوئی کیل گاڑھ دیا گیا ہو اور لشکر زحف کو للکارا کہ تلوار زنی کے لئے نکلو۔

روای کہتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی پکار پر تمام مسلمانوں کے لبیک کہی اور انتہائی تیزی سے فوج نے عملی جواب دینا شروع کر دیا۔ اور ان عقابوں کی طرح جو اپنے بازو سمیٹ کر بجلی کی طرح شکار پر جھپٹتے ہیں۔ ایک دم میدان میں اترنے لگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے لشکر زحف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گرد دائرہ بنا کر کھڑا ہو گیا۔

مسلمانوں نے لشکر اسلام کو الوداعی سلام کہا اور پھر یہ لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کی رہنمائی میں سرعت رفتاری کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی میدان میں للکار

حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ہم مسلسل پوری کوشش اور محنت سے چلتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے گویا زمین کو لپیٹ دیا اور زمین کی طنابیں کھینچ کر مسافت کو مختصر کر دیا۔ جب سورج غروب ہو رہا تھا تو ہم رومیوں پر طلوع ہو رہے تھے۔ رومیوں کی فوج اتنی زیادہ تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ٹڈیوں کا لشکر پھیلا ہوا ہو، مسلمان ان کی تعداد کی زیادتی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے کو کس طرح تلاش کروں؟

مسلمانوں کا عہد و پیمان

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: انہوں نے اپنے ساتھیوں سے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم سب راہب کے گرجا کے پاس جمع ہوں گے یا پھر جنت میں اکٹھے ہوں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گرجا پر نظریں دوڑائیں اور اچانک آپ رضی اللہ عنہ کی نظر اسلامی جھنڈے پر پڑی اور وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں تھا۔ مسلمانوں کی اس وقت حالت یہ تھی کہ کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے جسم پر زخم نہ ہوں۔ اور اس کا جسم زخموں سے چھلنی نہ ہو۔ ہر فرد اس فانی زندگی سے آس توڑ کر ہمیشہ کی زندگی اور عیش سرمدی کے لئے برسر پیکار تھا۔ رومی چاروں طرف سے بڑھ چڑھ کر مسلمانوں کو تلواروں اور نیزوں سے ضربیں لگا رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنی ساتھیوں سے فرما رہے تھے: آگے بڑھو ان مشرکین کو لے لو، یہ بچ کر نہ جائیں، صبر و استقلال سے کام لو تمہارا مقابلہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور باغیوں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے تم پر اپنی رحمت فرما رہا ہے۔ تمہیں سرخرو فرمائے گا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن عزیز کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ'' (البقرہ:۲۴۹)

''بارہا تھوڑی جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کے صبر و استقامت اور بہادری اور شجاعت کو دیکھا جس طرح وہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کر رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور انہوں نے اسلامی پرچم کو حرکت دی اور اپنی بہادر فوج کو کہا:

''اس بدذات کمینی قوم کو کچل دو ان کے خون سے اپنے نیزوں کی پیاس بجاؤ، اے ''حی علی الفلاح'' والو! تمہیں فلاح اور

نجات کی خوشخبری مبارک ہو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے ساتھی سخت ترین آزمائش اور مصیبت میں مبتلا تھے کہ اچانک مسلمانوں کی فوجیں اور اہل توحید کا لشکر جو کیل کانٹوں سے لیس تھا اور سر تا لوہے میں ڈوبا ہوا تھا، تیز جنگلی عقابوں اور بپھرے ہوئے حملہ آور شیروں کی طرح نمودار ہوا اور آوازوں کا شور برپا ہوا، گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان جنگ گونج اٹھا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما اور آپ کے ساتھیوں نے جب اس لشکر کی طرف دیکھا تو انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور انہوں نے اس آنے والے گھوڑوں کے لشکر کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ سیدھے انہی کی طرف آرہے ہیں تو یہ تمام ساتھی گھبرا گئے۔ اور انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ رومیوں کا یہ لشکر کمین گاہوں میں چھپا ہوا تھا اور اچانک میدان جنگ کی طرف آنکلا ہے اور یہ ہمیں ہلاک کر دے گا یا قیدی بنا لے گا۔ یہ معاملہ مسلمانوں پر نہایت شاق گزرا۔ پھر اچانک انہوں نے ایک غیبی آواز سنی اور ندا کرنے والا کہہ رہا تھا۔

"یاحملة القرآن جاءکم النصر من الرحمن ونصرتهم علی عبدة الصلبان"

اے حاملین قرآن! رحمن کی طرف سے فتح اور کشائش تمہارے پاس آپہنچی ہے اور صلیب کے بچاریوں کے خلاف تمہاری مدد کے لئے امداد تمہاری قریب آگئی ہے۔"

کلیجے منہ کو آنے لگے

مسلمانوں کے کلیجے منہ کو آرہے تھے اور تلواریں اپنا کام دکھا رہی تھیں کہ ایک دم آنے والے لشکر کے آگے آگے ایک گھوڑ سوار جو ببر شیر کی طرح دھاڑتا ہوا اور شکار پر جھپٹنے کے لئے چیتے کی طرح گونجتا ہوا آرہا تھا آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا ہے جس کے ہلال سے روشنی اور نور یوں چمک رہا ہے جیسے چاند کی چاندی چمکتی ہے۔ اس شہسوار نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! تمہارے پاس دشمن کو تباہ و برباد کر دینے والی امداد آگئی ہے اس نصرت کی خوشخبری ہو۔ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہوں۔

مسلمانوں نے جو اس وقت انتہائی مشکل ترین حالت میں تھے اور بڑی مشکل ترین اور کرب کی سی کیفیت سے دوچار تھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا ہو۔ ایس وقت میں اللہ تعالیٰ کی تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آواز ان کے تن بدن میں نئی روح پھونک دی اور جان میں جان آگئی۔ مسلمانوں نے جب یہ آواز سنی تو انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر سے ان کو جواب دیا۔

مسلمانوں کی نعرہ ہائے تکبیر کی گونج بجلی کی کڑک اور تہہ و بالا کر کے رکھ دینے والی باد صرصر اور طوفانی آندھی کی طرح میدان جنگ کی فضا کو گرما گئی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر زحف کے ساتھ جو آپ رضی اللہ عنہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ دشمن پر اس قدر بھرپور وار کیا اور اللہ تعالیٰ کی تلوار نے اپنی تلوار دشمن کے سروں پر رکھ دی۔

حضرت عامر بن سراقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رومیوں پر اچانک حملہ ایسے تھا جیسے شیر کا بکریوں پر

حملہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مار مار کر دائیں بائیں منتشر کر دیا اور رومیوں نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا ارا پنی جانوں اور اپنے اموال کا پوری طرح دفاع کی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خواہش

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خواہش دراصل یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما تک پہنچ جائیں۔ مسلمانوں نے جب آنے والے لشکر کو دیکھا تو ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جس میں وہ اپنے فخریہ کارناموں کا ذکر کر رہے تھے۔ اور اپنا حسب ونسب بتا رہے تھے۔۔ جب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے ان کو سنا تو انہوں نے مسلمانوں سے کہا:

مسلمانو! دشمن کو لے لو اب یہ بچ کر جانے نہ پائیں۔ بیشک تمہارے پاس آسمان سے مدد آپہنچی ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا اور دوسرے مسلمانوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرح حملہ کر دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امیر لشکر سے ملاقات

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اپنی زندگیوں سے مایوس ہو چکے تھے یہاں تک کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد آپہنچی۔ ابھی رات کی تاریکی زیادہ گہری نہیں ہوئی تھی کہ میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ اسلامی پرچم آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ مشرکین کو اس طرح ہانک رہے ہیں جیسے چرواہا بھیڑ بکریوں کو چراگاہ کی طرف ہانک کر لے جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن مشرک رومیوں کو قتل کرتے اور قیدی بناتے آگے بڑھ رہے ہیں۔

چومکھی لڑائی

اور کیا کمال ہے۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت ابوذر غفاری، حضرت ضرار بن ازور اور حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری رضی اللہ عنہم کو کہ ان حضرات نے کندھے سے کندھا ملا کر تلواروں کو حرکت دی اور چومکھی لڑ کر رومیوں کو ہر جانب سے قتل کیا۔ جب لڑتے لڑتے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما تک پہنچ گئے آپ نے ان کی طرف دیکھا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی زرہ کی آستینوں بلکہ پورے بدن پر اونٹ کی کلیجی جیسے خون کی لوتھڑے جمے ہوئے تھے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد! اللہ تعالیٰ تمہاری اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور تمہیں اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم نے اپنے عظیم والد گرامی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا انتقام لے کر اپنی پیاس بجھالی ہے اور اپنے دل کو قدرے سکون دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کیونکہ ایک تو اندھیر چھا چکا تھا اور دوسرا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نقاب میں تھے۔ اور اپنے چہرے پر کپڑا باندھا ہوا تھا جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پہنچان نہ سکے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ضرار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کا بطور ایک مددگار ہماری امداد کو آنا بہت خوش آئند ہے۔

ابو القدس پر سیدنا خالد بن ولید، سیدنا ضرار رضی اللہ عنہما کا حملہ

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حضرات ابھی باتیں کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور لشکر زخف بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

دشمن کی ہلاکت کا بہترین موقع

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ضرار رضی اللہ عنہ! چونکہ گورنر طرابلس کی بیٹی گرجا گھر میں شادی کی رسومات کے لئے آئی ہوئی ہے اور اس مقصد کے لئے اس کے لئے سیکورٹی کے پیش نظر رومی سردار، اور بڑے بڑے بہادر جنرل جو لوگوں کو اس قریب آنے سے روکنے کے لئے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے چاروں اطراف سے گرجا گھر کو گھیر رکھا ہے اب جب دشمن کے بڑے بڑے شہسوار ایک جگہ اکٹھے ہیں اس لئے دشمن کو ہلاک کرنے کا یہ بہترین موقع ہے کیا آپ دشمن پر حملہ کرنے میں میرا ساتھ دیں گے؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ لوگ کہاں ہیں؟

حضرت عبداللہ بن جعفر: کیا آپ ان کو دیکھ نہیں رہے؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا کر نگاہیں ادھر ادھر دوڑائیں تو طرابلس کے سردار اور روم کے مسلح فوجی آپ رضی اللہ عنہ کو نظر آئے جو گرجا گھر کی دائیں طرف دائرہ بنا کر کھڑے تھے۔ اور لوگوں کو لڑکی کے پاس جانے سے روک رہے تھے۔ اس مقام پر مشعلیں روشن تھیں۔ اور آگ کی روشنی میں صلیبیں چمک رہیں تھیں اور سیکورٹی والے لوگ اس طرح کھڑے تھے جیسے سیسہ پلائی دیوار ہو۔

یہ دیکھ کر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ تعالیٰ بھلائیوں کی طرف آپ رضی اللہ عنہ کی رہنمائی فرمائے آپ ایک اچھے مرشد ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر حملہ کریں۔ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر حملہ کرتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک طرف سے حضرت عبداللہ اور دوسری طرف سے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا۔ اور دیگر مجاہدین بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہو گئے اور رومیوں کو تہہ تیغ کرنا شروع کر دیا اور مشرکین ان کے حملوں سے اپنا دفاع بھرپور طریقے سے کر رہے تھے۔

والیِ طرابلس کا دفاع

ان میں سب سے بڑھ کر حملہ کو روکنے والا اور جوابی حملہ کرنے والا والیِ طرابلس خود تھا۔ وہ فوج کے آگے رہ کر بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ وہ بڑی ڈیل ڈول کا مالک تھا اور سرکش اونٹ کی طرح کفریہ کلمات بکتا ہوا شیر کی طرح دھاڑتا اور حملہ کرتا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی جانب پیش قدمی کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے بے دھڑک آ کر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس کی جسمانی ضخامت اور عظیم الجثہ ہونے کے باوجود گھوڑے کی زین پر جم کر مضبوطی سے بیٹھنے کے انداز میں، شدید تلوار چلا رہے تھے، حسن احتیاط اور احتراز کو دیکھ کر آپ کو تعجب ہوا اور حیران رہ گئے۔ اس سے محتاط ہو گئے اور اپنے بچاؤ کی طرف پوری توجہ کی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ اپنے بچاؤ کی کوشش کرنے لگا۔ دونوں بہادر ایک دوسرے کو زیر کرنے میں پوری طرح حریص تھے۔

حضرت ضرار اور والیِ طرابلس آمنے سامنے

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جنگی چال کے پیش نظر خود کو اپنے ساتھیوں سے دور کر لیا۔ وہ بطریق اپنے ساتھیوں سمیت آپ رضی اللہ عنہ کی طلب میں آگے بڑھتا گیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ایک مقام کا ارادہ کیا جو گھوڑے کے گھوم جانے کے قابل ہو جہاں آپ رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا سکیں۔ اور چکر لگا سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی باگ اس کشادہ میدان کی طرف موڑ دی۔ اور ایک وادی کی عرض میں جا کر رک گئی، لیکن رات کے سخت اندھیرے کی وجہ سے گھوڑا ٹھوکر لگنے کی وجہ سے گر گیا اور منہ کے بل نیچے لڑھکتا چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ زمین سے زمین پر سرک گئے پھر اٹھ کر کپڑے جھاڑے اور چاہا کہ گھوڑے کو پکڑیں مگر اس پر قادر نہ ہو سکے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اسی جگہ کھڑے ہو گئے۔ تلوار اور ڈھال ہاتھ میں تھی اور پیادہ ہی ان سے جہاد کرنا شروع کر دیا اور بڑے عزم و حوصلہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔

رومی بطریق لوہے کا گرز ہاتھ میں لئے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور اس نے گرز آپ رضی اللہ عنہ پر دے مارا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا وار روکا اور وہ خالی گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح اس پر جھپٹے اور تلوار سے حملہ کر دیا۔ اس کا گھوڑا اس کے نیچے سے ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرا آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً دوسرا وار کیا جو گھوڑے کی گردن پر لگا۔ بطریق گھوڑے کی پشت سے نیچے گر گیا اور اس کے پاؤں چونکہ رکابوں میں تھے اس لئے جلدی کھڑا نہ ہو سکا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا حملہ

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے قبل اس سے کہ اس کے مددگار، غلام پہنچیں جلدی سے اس کی شہ رگ پر تلوار ماری لیکن تلوار کا وار اچک گیا اور اوچھا لگنے کی وجہ سے کارگر نہ ہو سکا۔ اگرچہ اس کو اپنی ہلاکت کا یقین تھا مگر اس نے پوری طاقت سے اٹھنا چاہا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جمپ لگا کر اس کو قابو کر لیا اور باجود یہ کہ وہ بہت زیادہ بھاری جسم والا تھا یعنی زیادہ گوشت اور چربی والا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے پوری قوت سے اس کو اٹھایا اور زور سے زمین پر دے مارا اور اس کے سینہ پر چڑھ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن

کا بنا ہوا ایک خنجر ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ نے غلاف سے نکالا اور اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ جو سینے سے ناف تک چیرتا ہوا چلا گیا۔ وہ ہلاک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی روح کو جہنم پہنچا دیا۔ پھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس کے گھوڑے کو قابو کیا جو سونے چاندی اور بہت سے قیمتی زیورات سے آراستہ تھا اس گھوڑے پر آپ رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کو دائیں بائیں منتشر کر دیا، ادھر آپ رضی اللہ عنہ دشمن کے مقابلہ میں سرخرو ہوئے دوسری طرح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے دیر کلیسا پر قبضہ کر لیا اور اس میں موجود تھا سب پر قابض ہو گئے۔

مسلمانوں نے کلیسا پر مکمل قبضہ کر لیا لیکن اس کی کسی چیز کو اس وقت تک ہاتھ نہیں لگایا جب تک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کے تعاقب سے واپس نہیں آئے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رومیوں کا تعاقب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کا تعاقب کرتے ہوئے چرچ اور طرابلس کے درمیان جو ایک بڑا دریا حائل تھا وہاں تک چلے گئے۔ رومی چونکہ اس کے عبور کرنے کے بڑے راستے اور گھاٹے سے واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنے گھوڑے اس جگہ سے دریا میں ڈال دیئے اور وہ دریا پار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بچ کر نکل گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں رک گئے اور واپس اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے، جب آپ رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو بطریق والیٔ طرابلس قتل ہو چکا تھا اور چرچ کا علاقہ فتح ہو چکا تھا، لوگوں نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور بازار میں جو کچھ مال و متاع ریشمی کپڑے اور اناج کی قسم سے دستیاب ہوا وہ سب کچھ اکٹھا کر لیا گیا۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سامان کو پالانوں میں جمع کیا اور عمدہ عمدہ کھانے کی اشیاء کھائیں، ہمارے ساتھیوں نے سونے کے برتن وغیرہ جو کلیسا میں موجود تھے نکالے، والی طرابلس کی لڑکی اور اس کی چالیس سہیلیوں کو جن کے پاس بہت سے زیورات تھے اور عمدہ کپڑے اور پوشاکوں کے کئی کئی جوڑے تھے سب کچھ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مجاہدین نے مال غنیمت کو برازین خچروں اور گدھوں پر لاد کر بہت سے مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔

مسلمانوں کی دمشق واپسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس سریہ کی نسبت تین ہستیوں کی طرف کی خیال کی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما جو اس لشکر کے سربراہ تھے، حضرت عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس کی مخبری کی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس کی کمک پہنچائی تھی۔ اس طرح تینوں سپہ سالاروں کی مشترکہ کوششوں اور جدوجہد کے نتیجہ میں یہ قلعہ ابو القدس فتح اور اس کے ساتھ ملحقہ علاقہ فتح ہوا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مشقت

اس جنگ میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ مشقت اٹھانا پڑی اور آپ رضی اللہ عنہ کے جسم میں ایک بہت گہرا زخم بھی آیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ چلنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ صومعہ میں موجود راہب کے پاس تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے اس کو آواز دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو بلند آواز سے بلایا اور ڈانٹ کر فرمایا تو وہ باہر نکلا اور عرض کرنے لگا: "آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہیے۔ مگر واضح رہے کہ میں حق مسیح کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس سبز آسمان کا مالک اس قتل وغارت گری کا ضرور تم سے بدلہ لے گا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور گرجا کا راہب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ہم سے ان مقتولوں کا بدلہ کیوں لے گا جب کہ ہم اسی مالک کی طرف سے حکم دیئے گئے ہیں کہ تم سے قتال کریں۔ اور جہاد کا ہمیں حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ہم سے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر وہ ہم سے تمہارے مشرکین کے قتل اور خون کا مطالبہ کس لئے کرے گا۔؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے ساتھ (مذہبی پیشواؤں) کے ساتھ تعرض کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں تجھے تیرے صومعہ کے نیچے اتارتا اور پھر تجھ کو نہایت سختی سے قتل کر دیتا۔

راہب نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو خاموش ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ مال غنیمت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ دمشق پہنچ گئے۔ جہاں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے آنے کی پہلے اطلاع مل چکی تھی۔ جب انہوں نے ڈھیر سارا مال غنیمت دیکھا تو بہت زیادہ خوش ہوئے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

غنائم کی تقسیم

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ان کو سلام پیش کیا۔ اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کو سلام پیش کیا۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے کیمپ میں تشریف لائے۔ وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مال مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے غنیمت کے حصہ کے علاوہ والئی طرابلس کا گھوڑا زین سمیت اور اس پر جو سونا چاندی اور ہیرے جواہر تھے سب کچھ عطا کر دیا۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ لے کر اپنی بہن حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے حوالے کر دیئے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے وہ تمام جواہر اور نگینے اتار کو مسلمان عورتوں میں تقسیم کر دیئے اور ان میں ایک ایک نگینہ بہت زیادہ قیمتی تھا۔

قیدی سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد تمام قیدیوں کو حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جن میں والئی

طرابلس کی بیٹی بھی تھی۔

والئ طرابلس کی بیٹی سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو دے دی گئی

حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست کی کہ والئ طرابلس کی بیٹی ان کو دی جائے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے میں اس کے متعلق امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت لے لوں، تب آپ رضی اللہ عنہ کو جواب دے سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے دربار خلافت میں اس کے متعلق خط لکھا اور صورت حال سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس جے جواب میں تحریر فرمایا اور حکم دیا کہ بطریق (والئ طرابلس) کی لڑکی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کو دے دی جائے۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم کے تعمیل کرتے ہوئے والئ طرابلس کی بیٹی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی گئی اور وہ ایک لمبا عرصہ تک آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہی اور رومی کھانے پکانے کی تو پہلے ہی یہ ماہر تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو عربی کھانے پکانے بھی سکھا دیئے تھے۔ یزید کی حکومت تک وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی جب یزید کو اس کے متعلق پتہ چلا اور اس نے اس کی تعریف سنی تو اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے ہدیہ کے طور پر مانگ لی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو یزید کے پاس بطور تحفہ بھیج دیا۔

مال غنیمت اور سیدنا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا خاص حکم

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مال غنیمت جو قلعہ ابوالقدس سے حاصل ہوا، اس میں سے میرے حصے میں ریشم کے کچھ ملبوسات آئے ان کپڑوں پر رومیوں کی تصوریں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کپڑے پر خوبصورت تصویر بنی ہوئی تھی۔ اور وہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھیں۔ میں نے وہ ملبوسات یمن میں لا کر بیچ دیئے اور ان کے بدلے مجھے بہت زیادہ رقم ہاتھ آئی۔ جس سے طائف میں آ کر میں نے سامان خریدا۔ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس لشکر میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے نام ایک خط لکھا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا ابن اخی ابعث لی من ھذہ الثیاب واکثر منھا فانھا تنفق" (اے بھتیجے! اس قسم کے کپڑے یہاں میرے پاس بھیج دیا کرو تاکہ ان سے غریب عوام کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔)

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب مسلمانوں کی فوجیں غنیمت کا مال لے کر واپس آئیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا حاصل ہونا حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کی تفصیل لکھ کر ارسال کی۔ اور اس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف اور ان کا شکریہ اور قلعہ ابوالقدس کی مہم پر جاتے وقت ان کی گفتگو

بھی لکھ کر ارسال کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفارش کی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پسند کلمات تحسین تحریر فرمائیں۔

بعض ساتھیوں کی شکایت

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ خط حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ شاہ روم ہرقل اور بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے اور اس خط میں آپ رضی اللہ عنہ نے بعض مسلمانوں کی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ شکایت بھی کی کہ وہ شراب پیتے ہیں۔

حضرت عاصم بن ذؤیب عامری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شام کے معرکہ، دمشق کی فتح، غوطہ کی فتح کی مہم میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں، میں بھی موجود تھا، عرب کا جو وفد یمن سے یہاں آیا۔ اس میں جو دیہات کے رہنے والے لوگ تھے انہوں نے شراب کو مباح سمجھ کر پینا شروع کر دیا تھا۔

شراب پینے، لانے اور منگوانے والے پر لعنت

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناپسند ہوئی، عرب کے ایک نوجوان، میرا خیال ہے کہ وہ حضرت سراقہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اس گروہ سے کہا تھا: اے مسلمانوں کی جماعت! شراب نوشی کا طریقہ چھوڑ دو کیونکہ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے اور اس کے پینے والے سے گناہوں کے کام زیادہ ہوتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب پینے والے، اس کو اٹھا کر لانے والے، اور منگوانے والے پر لعنت بھیجتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید لیثی رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن بن عوف غسانی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب کلیسا قلعہ ابوالقدس کی فتح کے متعلق لکھا تو اس میں تمام باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ بعض مسلمانوں نے شراب پی کر حد شرع کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

شراب نوشی کرنے والے کو سزا

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب یہ خط حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ رضی اللہ عنہ کے احباب بھی تشریف فرما تھے جن مین حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کسی مسئلہ پر گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے خط آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھ کر کافی دیر سوچتے رہے اور اس بارے غور کرتے رہے۔ پھر فرمانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے پر کوڑے مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق سوال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أن السکران إذا سکر هذی وإذا هذی افتری"

"بے شک شراب نوشی کرنے والا جب نشہ میں ہوتا ہے تو وہ بیہودہ گوئی کرتا ہے اور جب وہ بکتا ہے تو افتراء بکتا ہے۔"

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا جس نے شراب پی اس پر اسی کوڑے ہیں یعنی اس کو اسی کوڑے مارے جائیں۔ اور واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی اصلاح نہیں مگر فقر اور سختی سے۔ ان لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے ارادوں اور نیتوں کو اچھا اور پاکیزہ کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھا رہا ہے۔ اس کی عبادت کریں اور اسی پر ایمان لائیں۔ اس کا شکر ادا کریں اور ان میں سے جو شخص دوبارہ شراب پینے کا ارتکاب کرے اس کو پھر اسی درے لگائے جائیں اور اس کر شرعی حد قائم کی جائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا اور اعلان کر کے فرمایا:

"اے مسلمانو! جس شخص پر شراب پینے کی وجہ سے حد واجب ہوئی ہے وہ اپنے آپ کو پیش کردے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر کے اپنے آپ کو پاک کرلے۔

چنانچہ اس منادی اور اعلان پر لوگوں نے عمل کیا اور جس نے بھی شراب نوشی کی تھی خود کو شرعی حد کے نفاذ کے لئے پیش کردیا اور اس پر حد جاری کردی گئی۔

اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے انطاکیہ کی طرف جانے کا پکا ارادہ کرلیا ہے اور ہمارا ہدف روم کا دل ہے اور ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں سے روم کو فتح فرمادے۔

تمام مسلمانوں نے کہا: چلئے جہاں آپ چاہتے ہوں، ہم آپ کے فرمان کے تابع رہیں، مسلمانوں کا یہ متفقہ جواب سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: "چلنے کی تیاری کرو، میں تم سب کو لے کر حلب جانا چاہتا ہوں، جب ہم حلب فتح کرلیں گے تو پھر ان شاء اللہ انطاکیہ کی طرف پیش قدمی کریں گے۔

روای کا کہنا ہے: مسلمانوں نے سرعت رفتاری سے اپنا سامان تیار کیا، آلات جنگ درست کر کے کوچ کے لئے تیار ہوگئے۔

لشکر اسلام کی پیش قدمی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب اپنے تمام معاملات نپٹا کر فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ "نشان عقاب" جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایلیا کی مہم کے دن آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھ سے باندھ کر عطا فرمایا تھا۔ لے لیں۔ اور لشکر زحف کے آگے آگے چلیں۔ اور اس لشکر کی قیادت فرمائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہراول دستے پر تھے اور اسلام کے مایہ ناز جرنیلوں میں سے حضرت ضرار بن ازور، حضرت رافع بن عمیرہ الطائی، حضرت مسیب بن نجبیہ رضی اللہ عنہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ دوسرے مجاہدین بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہوگئے۔

دمشق کی حفاظت پر مامور سیدنا صفوان بن عامر اسلمی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان بن عامر اسلمی رضی اللہ عنہ کو پانچ سو سپاہی دے کر دمشق کی حفاظت کے لئے چھوڑا اور خود یمن اور مصر کے کچھ مجاہدین کے ہمراہ لشکر اسلامی کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حمص کی فتح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ براستہ بقاع اور لبوہ تشریف لے گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حمص کی طرف جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''اے ابوسلیمان! اٹھو، اللہ تعالیٰ تم کو برکتوں سے نوازے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے مشرکین پر بجلی بن کر گرو۔ اور عواصم وقنسرین کی سرزمین پر ہلہ بول دو۔ اور اس کو تاخت وتاراج کر کے رکھ دو۔ اور میں بعلبک جارہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کی فتح تمہارے لئے آسان فرمادے گا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بعلبک روانگی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو الوداع کہا یوں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر حمص کی طرف روانہ ہوئے اور ابھی آپ رضی اللہ عنہ بعبک کی طرف جانے کے تیار ہی تھی کہ والئ جوسیہ آگیا اور اس کے ہمراہ کچھ ہدایا اور تحائف بھی تھے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

''اگر آپ حمص اور بعلبک کو فتح کر لیتے ہیں تو ہم بھی آپ کے ماتحت ہو جائیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس سے چار ہزار درہم اور پچاس عدد ریشمی کپڑوں کی سالانہ ادائیگی پر صلح کر لی۔ صلح نامہ مرتب ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ بعلبک کی طرف چل دیئے۔ ابھی آپ لبوہ سے کچھ دور ہی ہوں گے کہ ایک اونٹنی پر سوار ایک شخص بڑی تیزی سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رک گئے اور وہ اونٹنی پر سوار شخص آپ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اسامہ رضی اللہ عنہ تم کہاں؟

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کو بٹھایا۔ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور بتلایا کہ میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط نکال کر پیش کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط کھولا اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ خط میں یہ تحریر تھا۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى امين الأمة سلام عليك

فانى أحمد الله لا إله إلا هو واصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم اما بعد فلا مرد لقضاء الله وقدره ومن كتب فى اللوح المحفوظ كافرا فلا ايمان له وذلك أن جبلة بن الأيهم الغسانى كان قدم علينا ببنى عمه وسراة قومه فأنزلتهم واحسنت إليهم واسلموا على يدى وفرحت بذلك إذ شد الله عضد الإسلام والمسلمين بهم ولم اعلم ما كمن فى الغيب وأنا سرنا إلى مكة حرسها الله تعالى وعظمها نطلب الحج فطاف جبلة بالبيت اسبوعا فوطئ رجل من فزارة ازاره فسقط ازاره عن كتفه فالتفت إلى الفزارى وقال يا ويلك كشفتنى فى حرم الله تعالى فقال والله ما تعمدتك فلطم جبلة بن الأيهم الفزارى لطمة هشم بها انفه وكسر ثناياه الأربع فأقبل الفزارى الى مستعديا على جبلة فأمرت باحضاره وقلت له ما حملك على أن لطمت اخاك فى الإسلام وكسرت ثناياه الأربع وهشمت انفه فقال جبلة إنه وطئ ازارى برجله فحله ووالله لولا حرمة هذا البيت لقتلته فقلت له اقررت على نفسك فاما أن يعفو عنك واما أن أخذ له منك القصاص فقال أيقتص وأنا ملك وهو من السوقة قلت قد شملك وإياه الإسلام فما تفضله إلا بالعافية فقال أتتركنى إلى غدا او تقتص منى فقلت للفزارى اتتركه إلى غد قال نعم فلما كان الليل ركب فى بنى عمه وتوجه إلى الشام الى كلب الطاغية وأرجوا أن الله تعالى يظفرك به فانزل على حمص ولا تنفذ عنها فإن صالحك اهلها فصالحهم وأن أبو فقاتلهم وابعث عيونك إلى انطاكية وكن على حذر من المنتصرة والسلام عليك ورحمة الله وعلى جميع المسلمين

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اللہ کے بندے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام جن کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے امین الامۃ کا لقب ملا ہے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجتا ہوں۔

ازیں بعد: واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضاء وقدر کو کوئی نہیں روک سکتا اور نہ ٹال سکتا ہے۔ جو شخص لوح محفوظ میں کافر لکھ دیا گیا ہے وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتا۔ یہاں تک ایک شخص جبلہ بن ایہم غسانی اپنے قبیلہ اور قوم کے ساتھ میرے پاس آیا۔ میں نے اس کو مہمان بنا کر رکھا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ وہ تمام لوگ میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے جس سے مجھ کو بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان ذریعے ان کو اسلام کی تقویت عطا فرمائی۔ اسلام کا بازو مضبوط و مستحکم فرمایا۔ باقی غیب کی باتیں تو

اللہ تعالیٰ جانتا ہے مجھے اس کے متعلق علم نہیں۔ میں حج کے لئے مکہ مکرمہ گیا، جبلہ بن ایہم بھی وہاں پہنچا ہوا تھا اس نے بیت اللہ کے طواف کے سات چکر لگائے، طواف کے دوران، بنوفزارہ کے ایک شخص کا پاؤں اس کی چادر پر آ گیا جس کی وجہ سے وہ سر کے کندھوں سے نیچے گر گئی جبلہ نے اس شخص سے کہا: تیرا ستیاناس ہو! تو نے اللہ تعالیٰ کے حرم میں مجھ کو ننگا کر دیا۔ فزاری نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ارادۃً ایسا نہیں کیا مگر اس کے باوجود جبلہ نے فزاری کو ایک زوردار تھپڑ مارا جس سے اس کی ناک اور سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ فزاری میرے پاس آیا اور اس نے جبلہ کی شکایت کی میں نے اس کو گرفتار کر کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ پیش ہوا تو میں نے اس سے کہا: اپنے اسلامی بھائی کے تھپڑ مارنے پر تجھ کو کس بات نے برانگیختہ کیا؟ کہ تو نے اس کو تھپڑ مار کر اس کے سامنے کے چار دانت اور اس کی ناک توڑ دی۔ اس نے کہا: اس نے میری چادر اپنے پاؤں کے نیچے لے کر کھول دی تھی اور اگر بیت اللہ کی حرمت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا: تم نے خود ہی اپنے خلاف جرم کا اقرار کر لیا ہے اور اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ فزاری تجھ کو معاف کر دے، یا تجھ سے اس کا قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ نے کہا: تم مجھ سے قصاص لو گے؟ جب کہ میں بادشاہ اور وہ ایک بازاری آدمی ہے۔ میں نے کہا: اسلام میں بادشاہ اور گدا دونوں برابر ہیں۔ حقوق میں اسلام ان کے مابین تفریق نہیں کرتا۔

اس نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! ٹھیک ہے مجھ کو کل تک مہلت دو۔ کل مجھ سے قصاص لے لینا۔ میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فزاری سے کہا: کیا تم کل تک کے لئے اس سے قصاص لینا چھوڑ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! جب رات ہوئی تو وہ راتوں رات اپنے قبیلہ کو ساتھ لے کر شام کے قبیلہ کلب اعطا کیہ کی طرف بھاگ گیا۔

مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس پر فتح عطا فرمائے گا اور تم حمص میں پڑاؤ کرنا وہاں سے دور نہ جانا۔ اگر اہل حمص تمہارے ساتھ صلح پر آمادہ ہو جائیں تو ان سے صلح کر لینا اور اگر وہ انکار کریں تو پھر ان سے جنگ کرنا اور اعطا کیہ کی طرف اپنے جاسوس روانہ کر دو جو آپ کو حالات سے آگاہ کرتے رہیں۔

عربی عیسائیوں سے ہوشیار رہنا۔ اللہ تعالیٰ تم پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی نازل فرمائے اور اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی حمص روانگی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اول تو اس کو آہستہ آہستہ پڑھا اس کے بعد دوبارہ اونچی آواز سے پڑھ کر تمام مسلمانوں کو سنایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے خود بھی حمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چونکہ پہلے ہی ایک تہائی لشکر لے کر وہاں ۱۴ ہجری شوال کے مہینہ میں جمعہ کے دن پہنچ گئے تھے۔

روم کی بادشاہ کی طرف حمص کا والی ''تقیطا بن گرگس'' مقرر تھا۔ مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے حمص پہنچ

سے پہلے ہی تقیطا مر گیا۔ اہل حمص نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر دیکھا تو وہ بڑے کنیسہ میں جمع ہو گئے اور ان کے بطریق نے لوگوں سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ روم کے بادشاہ کی طرف سے نامزد بطریق مر گیا ہے اور بادشاہ کو اس کی اطلاع نہیں ہے کہ عربوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔ نہ ہمیں اس کے متعلق کوئی اطلاع تھی اور ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ لوگ جوسیہ اور بعلبک کو فتح کرنے سے پہلے ہماری طرف پیش قدمی کریں گے۔ یہ سب کچھ ہماری توقعات کے خلاف ہوا ہے۔ ایسی صورت حال میں اگر تم نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور روم کے بادشاہ سے مدد کے لئے کوئی خط لکھا کر فوج اور کمک طلب کی تو یہ پہلی بات تو یہ ہے کہ عرب کے فوجی تم پر ان کو پہنچنے نہیں دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا وافر مقدار میں ذخیرہ نہیں ہے کہ جس پر تم انحصار کر کے قلعہ بند ہو جاؤ اور مقابلہ کرو۔

اہل حمص کا صلح کرنے کے لئے مشورہ

اس نے مزید کہا: میری بات مانو تو تم مسلمانوں سے ان کی شرائط کے مطابق صلح کر لو اور جو کچھ بھی وہ مانگتے ہیں ان کو دے دو۔ اور جو مطالبات وہ پیش کریں بغیر کسی تامل کے وہ قبول کر لو اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہارے تابع ہیں۔ اور ہم جنگ نہیں چاہتے۔ اور یہ بھی ان سے کہو کہ اگر تم حلب اور قنسرین کو فتح کر کے بادشاہ کی فوجوں کو شکست دے دو تو ہم خود بخود تمہارے قبضہ میں آ جائیں گے۔ جب مسلمانوں کی فوج ہمارے علاقوں سے نکل جائے گی اور واپس چلی جائے گی تو پھر ہم ہرقل بادشاہ سے قاصد بھیج کر فوج طلب کریں گے جو ہماری حفاظت اور دفاع کرے گی۔ اور یہاں کا انتظام سیاست رواں دواں رکھنے کے لئے شاہِ روم سے عرض کریں گے کہ وہ کسی شاہی خاندان کے فرد کو یا اپنے حامیوں میں سے کسی شخص کو حمص کا والی مقرر کر دے، نیز تمہارے پاس اس وقت تک غلہ اور سامان بھی وافر مقدار میں میسر ہو چکا ہوگا پھر ان سے جنگ کا بھی مزا آئے گا۔ اور ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

حمص کے سردار کی گفتگو اور زمینی حقائق

لوگوں نے اس سردار باتیں سنی اور ان کو زمین حقائق کے عین مطابق اور صحیح و درست ہونے کی بنا پر بہت پسند کیا اور اس کی رائے کی تصدیق کر دی اور سردار سے کہا ہم نے تمہاری رائے کو پسند کیا ہے اور آپ اس پر عمل کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

اس سردار نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جاثلیقا تھا جس ان لوگوں کے ہاں معزز اور قابل عزت سمجھا جاتا تھا تاکہ وہ صلح کی بات چیت کرے۔ جاثلیقا نے آ کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے صلح کے بارے میں بات چیت کی۔ اور سردار کی ہدایات کے مطابق حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی۔ ان باتوں میں ایک بات یہ بھی تھی کہ مسلمان حمص سے اپنی فوجوں کو نکال کر حلب اور قنسرین، عاصم اور انطاکیہ کی طرف لے جائیں اس پر بھی اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی۔

حمص کے باشندگان سے صلح

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی باتوں کو منظور کر لیا اور اہل حمص سے سالانہ دس ہزار دینار اور دو سو ریشمی کپڑوں پر صلح کر لی

اور کہا کہ اہل حمص یہ مسلمانوں کو ادا کریں گے۔ جس کی ابتداء ذی قعدہ میں ہو گی اور انتہا شوال ۱۴ ہجری ہو گی۔

کہا جاتا ہے کہ جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو اہل حمصہ کے تجارت پیشہ لوگوں مسلمانوں کے لشکر کی طرف نکلے اور مسلمانوں کی صاف گوئی اور کشادہ دلی سے اچھا تاثر لیا اور خوب نفع کمایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سریہ کا بیان

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو چار ہزار سوروں پر مشتمل لشکر جس میں قبیلہ لخم، جذام، کندہ، کہلان، سکس، ہمدان، طی اور خولان کے افراد شامل تھے۔ دے کر فرمایا: ''اے ابو سلیمان! تم یہ لشکر لے کر حلب کے قریب واقع شہر معرات کی طرف کوچ کرو۔ اور عواصم کے شہروں پر بلہ بول دو۔ ان شہروں کو فتح کرنے کے بعد انہیں قدموں پر واپس یہاں آجاؤ اور وہاں اپنے جاسوس مقرر کر دو تا کہ وہ آپ کو وہاں کی خبریں دیتے رہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ آیا ان کا کوئی دوسرے ملک سے حمایتی اور اتحاد ہے یا نہیں؟، جو ان کی امداد کو پہنچ سکتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حاضر ہوں۔ اور اسلام کا پرچم تھاما، جنگی ترانہ، رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے فوج کے آگے آگے چل دیئے۔

أخذتها والملك العظيم واننی بحملها زعيم
لانني كبش بنی مخزوم وصاحب لاحمد الكريم
اسير مثل الاسد الغشوم يا رب فارزقنی قتال الروم

''میں نے اس کو لیا اور ملک بہت بڑا ہے اور میں اس کو اٹھانے کا حق دار ہوں۔ میں بنو مخزوم کا روشن ستارہ ہوں، اور میں احمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور ببر شیر کی طرح چلتا ہوں اے میرے رب! مجھے رومیوں سے لڑنے کی توفیق عطا فرما۔''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شیزر کی طرف چلے اور دریائے مقلوب کے کنارے پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مصعب بن محارب یشکری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو پانچ سو سواروں پر کمانڈر بنا کر ان سے فرمایا: ''بلاد عواصم'' پر شب خون مارو۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بذات خود کفر طاب اور اس کے علاقہ عرب، معرات، دیر سمعان کی طرف چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لشکر جاتے ہوئے دائیں بائیں واقع دیہاتوں پر شب خون مارتا گیا اور شمال وجنوب کے دیہاتوں کے لوگوں کو قیدی بناتے اور ان کے اموال کو غنیمت بناتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب غنیمت کے اموال بہت زیادہ جمع ہو گئے اور بہت زیادہ قیدی بھی ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کی بہت زیادہ تعداد کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

حضرت مصعب بن محارب یشکری رضی اللہ عنہ کی آمد

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ابھی قیدیوں اور اموال غنیمت کا معائنہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک بہت زیادہ شور سنا اور نعرہ

ہائے تکبیر و تہلیل سے فضا گونج اٹھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت مصعب بن محارب یشکری رضی اللہ عنہ کو پانچ سو سواروں کا امیر بنا کر ان کے لئے اسلامی پرچم باندھ دیا تھا اور ان کو سرزمین عواصم پر حملے کے لئے روانہ کیا تھا، انہوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا ہے اور اب یہ قیدیوں اور اموال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے ہمراہ ایک بہت بڑا ریوڑ بکریوں، بیلوں اور گھوڑوں کا آ رہا ہے اور گھوڑوں پر مرد، عورتیں اور بچے سوار ہیں اور انہوں نے چیخ و پکار شروع کر رکھی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف توجہ فرمائی یہ کفار رسیوں سے باندھے ہوئے تھے۔ اور اپنے اہل و عیال کی گرفتاری، مال کے لوٹ لئے جانے اور اپنی بستیوں اور شہروں کے اجڑ جانے کی وجہ سے رو رہے تھے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمان سے جو ہر وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتا تھا فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ یہ روتے کیوں ہیں؟ دین اسلام میں داخل ہو کر امان کیوں حاصل نہیں کر لیتے۔ تا کہ ان کی جان و مال اور اہل عیال ہماری حفاظت اور ذمہ داری میں آ جائیں اور وہ اسی طرح محفوظ ہو جائیں جس طرح دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔

ترجمان نے جب ان سے یہ بات کہی تو انہوں نے جواب دیا: اے امیر! ہم لوگ آپ سے بہت دور دراز علاقے میں رہتے ہیں۔ آپ لوگوں کے بارے میں خبریں تو ہم کو ملتی رہتی تھیں لیکن یہ تو ہمارے خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ ہمارے علاقے تک بھی پہنچ جائیں گے۔ پس اس بے خبری کے عالم میں آپ کے ان سپاہیوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا اور ہمارے اموال کو لوٹ لیا اور ہمارے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا۔ ہمیں رسیوں سے باندھ کر یہاں تک لے آئے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا قیدیوں سے حسن سلوک

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ قیدی چار سو کے قریب قریب تھے۔ جو بلاد عواصم سے گرفتار ہو کر یہاں آئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں سے فرمایا: اگر ہم تم لوگوں پر مہربانی کرتے ہوئے قید سے آزاد کر دیتے ہیں اور تمہارے بچوں کو تم کو واپس کر دیتے ہیں تو کیا تم ہمارے ماتحت رہ کر جزیہ اور خراج ادا کرنے پر راضی ہو۔

بس ہمیں رہا کر دیں ہم ہر شرط ماننے کو تیار ہیں

انہوں نے رو رو کر عرض کیا: بس ہم کو رہا کر دیں ہم ہر قسم کی شرط ماننے کو تیار ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا رؤسائے عرب سے مشورہ

اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رؤسائے اسلام کی طرف توجہ فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے لوگو! میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو قتل کرنے سے امان دے دو اور ان کے اموال اور ان کی بیوی بچوں کو ان کے سپرد کر دوں اور اس کے بدلے میں یہ ہمارے ماتحت اور زیر حکم رہیں گے، زمین کاشت کریں گے اور شہروں کو آباد کریں گے اور ہم

ان سے جزیہ وخراج وصول کریں گے۔ لیکن چونکہ میں تمہارے مشورہ کے بنا کوئی کام نہیں کرتا اس لئے تمہاری رائے ضروری تھی۔ اب بتلاؤ کہ ان کافر قیدیوں کے ساتھ ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے۔؟

تمام رؤسائے اسلام اور فوج کے سپہ سالاروں نے متفقہ طور پر کہا: اے امیر! آپ جو فیصلہ فرمادیں ہم آپ سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تائید کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے آپ جو بھی اقدام اٹھائیں گے ہم اس پر آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں گے۔ اور اس کام میں آپ مسلمانوں کے لئے جو اچھا سمجھتے ہیں وہی کردیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق جو انہوں نے لکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی طرف ارسال کیا تھا چار دینار فی کس سالانہ کے حساب سے مقرر کردیئے اور ان کے نام، پتے لکھ لئے۔ اور اس کے بعد ان کو رہا کردیا اور ان کا مال اور جانیں ان کو واپس لوٹا دیئے اور ان کو ان کے شہروں اور بستیوں کی طرف جانے کا حکم دے دیا۔ اور یہ لوگ اپنی اپنی بستیوں کی طرف چلے گئے۔

جب یہ لوگ اپنی قیام گاہ میں ٹھہرے (اپنے اپنے وطنوں میں واپس آئے) تو انہوں نے اہل عرب کی حسن سیرت اور اس اچھے حسن سلوک کے بارے میں بتلایا جو ان سے اہل عرب نے کیا تھا ان لوگوں کو جو ان کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔

ان لوگوں نے کہا: ہمارا خیال تھا کہ یہ لوگ ہم کو قتل کردیں گے اور ہماری اولاد کو اپنا غلام بنا دیں گے۔ لیکن اب انہوں نے ہم پر رحم کیا اور جزیہ اور خراج کی ادائیگی کی وجہ ہم اپنے اپنے وطنوں میں واپس آئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اہل روم یہ سنا انہوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں امان طلب کی اور جزیہ اور خراج کی ادائیگی کے بارے میں عرض کیا۔

قنسرین کی فتح

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اعتراف

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اہل قنسرین تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت جو بھی آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کو امان دے دیتے ہیں تو انہوں نے چاہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے امان حاصل کریں چنانچہ انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے گورنر کو بتلائے بغیر اور اس کے علم میں یہ بات لائے بغیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے امان حاصل کرلیں گے۔ (اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنا نمائندہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اہل قنسرین اور عواصم کی عوام پر جو بادشاہ کی طرف سے گورنر مقرر تھا وہ بڑا سخت اور ظالم تھا اہل قنسرین اور عواصم اس سے خوف زدہ تھے اس کا نام لوقا تھا۔ والی حلب کے لشکر کی طرح اس کا لشکر تھا اور اس کے رعب ودبدبہ جیسا اس کا رعب ودبدبہ تھا۔ ہرقل نے دونوں گورنروں کو اپنے دربار میں بلا کر ان سے مشورہ مانگا کہ ان عربوں کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے؟ انہوں نے کہا: ''اے بادشاہ! ہم جنگ کے بغیر اپنا ملک عربوں کے سپرد نہیں کریں گے جب تک ان کے ساتھ ہماری ٹھیک ٹھاک جنگ نہیں ہوتی۔ ہم یوں ہی آرام سے سونے کی تھالی میں رکھ کر ان کو اپنا ملک نہیں پیش کریں گے۔ ہم ان سے ضرور زورآزمائی کریں گے پھر جو فاتح ہوا دیکھا جائے گا۔

بادشاہ نے ان سے وعدہ کیا کہ میں تمہاری مدد کے لئے یہاں بھی لشکر جمع کروں گا اور یہ دونوں اس کے انتظار میں تھے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس دس دس ہزار کے اپنے لشکر بھی تھے اور انہوں نے ان کو ایک مقام پر جمع کر رکھا تھا۔

قنسرین کے گورنر کا قوم سے خطاب

قنسرین کے گورنر کو جب یہ پتہ چلا کہ اہل قنسرین نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرنے کا پکا ارادہ کرلیا ہے تو اس کو اس بات پر بہت غصہ آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی رعایا کو اس کی سزا دی جائے۔ اور جس طرح انہوں نے صلح کی اس کو خبر نہیں ہونے دی۔ ان کے ساتھ اسی طرح کی کوئی خفیہ چال چلی جائے تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ ریاست کے والی کے ساتھ دھوکہ اور مکروفریب کرنے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ چنانچہ اس نے اہل قنسرین کو جمع کیا اور ان سے کہنے لگا:

''اے بنو اصفر اور بنو عباد المسیح! تمہاری کیا رائے ہے کہ ان عربوں سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیونکہ یہ لوگ ہماری طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اب ہمارے شہروں کو گویا فتح کرلیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے دوسرے شہر فتح کر لئے ہیں۔

قنسرین کے باشندوں نے کہا: اے سردار! ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ عرب وفادار ہیں اور ذمہ دار قسم کے لوگ ہیں اور انہوں نے

شام کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا ہے اور جو شخص ان کے مقابلہ کو آیا اور اس سے جنگ کی اس کو انہوں تہہ تیغ کر دیا۔ یا اس کو اور اس کے بیوی بچوں کو قید کر لیا اور اپنا غلام بنا لیا۔ لیکن جو شخص ان کے پاس امان کے لئے گیا اور ان کے زیر فرمان آ گیا اس سے انہوں نے اس کو اپنے شہر میں رہنے دیا اور ان کے جان و مال اور ہر طرح سے اس کو تحفظ دیا اور وہ کسی بھی کام کی ظلم و زیادتی سے محفوظ ہو گیا۔ اس لئے ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ ہم بھی ان سے صلح کر لیں اور اپنی جانوں اور اپنے اموال اور اولاد کو محفوظ کر لیں۔

سردار نے کہا: یقیناً تم نے اچھا اور بہترین مشورہ دیا ہے کیونکہ عرب جہاں کہیں بھی گئے ہیں اور جس سے بھی ان کی جنگ ہوئی ہے فتح اہل عرب ہی ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ایک سال کے لئے صلح کا معاہدہ کر رہا ہوں اور یہاں تک کہ بادشاہ روم ہرقل کی طرف سے ہمارے پاس فوجی کمک کے طور ہر کافی مقدار میں لشکر پہنچ جائیں۔ پھر ان عربوں کو ہم دیکھ لیں گے۔ جب یہ پرامن حالت میں اور ہماری طرف سے مطمئن ہو جائیں تو اچانک ان پر چھاپہ مار کر ان کا قلع قمع کر دیں گے اور ان کا اپنے شہروں سے نام و نشان تک مٹا دیں گے۔

لوگوں نے کہا: جو آپ کے دل میں آئے وہ کیجئے ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ وقتی صلح کے لئے تمام اہل قنسرین اور سردار کا اتفاق رائے ہو گیا لیکن ان کے دلوں میں غداری اور مکر و فریب موجود تھا۔

صلح کے لئے قاصد کا بھیجنا

لوقا گورنر قنسرین نے ایک شخص جس کا نام اصطخر تھا۔ یہ عیسائی مذہب کا عالم اور راہب تھا اور گورنر کے مشیروں میں سے ایک تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ نصرانی دین کے ساتھ ساتھ یہودیت کے مذہب کا بھی گہرا مطالعہ رکھتا تھا اور پھر عربی زبان بڑی فصاحت کے ساتھ لکھ اور بول سکتا تھا۔ اس کو بلایا اور ہدایت دی کہ وہ عربوں کے سردار کے پاس جا کر اور ہماری نمائندگی کرے۔ اور ان سے ایک سال کے لئے معاہدہ صلح پر دستخط کرا کے ہمارے پاس لے آئے۔ تاکہ ہم انہیں حلیہ سازی اور مکر و فریب کے منصوبہ سے زیر کر سکیں۔ اس کے ساتھ اس نے ایک خط حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام لکھا جس میں اس نے کلمات کفریہ کے بعد لکھا:

"اما بعد یا معاشر العرب أن بلدنا منيع كثير العدد والرجال فما تأتونا من قبله ولو اقمتم علينا مائة سنة ما قدرتم علينا وأن الملك هرقل قد استنجد عليكم من حد الخليج إلى رومية الكبرى ونحن قد بعثنا إليكم نصالحكم سنة كاملة حتى نرى لمن تكون البلاد ونحن نريد منكم أن تجعلوا بيننا وبينكم علامة من حد أرض قنسرين والعواصم حتى إذا همت العرب بالغارة بدت العلامة تريكم حد ارضنا ونحن نصالحكم خفية من الملك هرقل لئلا يعلم فيقتلنا والسلام"

از یں بعد: اے عرب کی جماعت! ہمارا شہر نہایت محفوظ ہے اور آبادی بہت زیادہ ہے کھانے پینے کی اشیاء اور ہر قسم کے سامان کی فروانی ہے۔ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اگر تم چالیس سال تک بھی محاصرہ کئے رکھو، ہمارے

سروں پر سوار رہو پھر بھی ہم پر غالب نہیں ہو سکتے۔ ہرقل بادشاہ کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لئے خلیج کی سرحد سے لے کر "رومۃ الکبریٰ" تک تمام ریاستوں سے فوج بلا لی ہے۔ میں اپنا نمائندہ تمہاری طرف بھیج رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ایک سال کی مدت کے لئے تمہارے ساتھ امن کا معاہدہ ہو جائے، صلح نامہ پر دستخط کے بعد ہم دیکھیں گے کہ ان شہروں پر اقتدار کس کو حاصل ہوتا ہے۔ آئندہ کا معاملہ اس کے مطابق طے کیا جائے گا۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک سرحد قائم ہو جانی چاہیے تاکہ قنسرین اور عواصم کی حدود سے کسی قسم کی دراندازی نہ ہو اور یہ بھی واضح رہے کہ ہم یہ معاہدہ امن اور مصالحت ہرقل بادشاہ کو اطلاع کئے بغیر اپنے طور پر کر رہے ہیں اس سے اس امر کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں اگر ہرقل بادشاہ کو ہماری اس مصالحت کی خبر ہوگئی تو وہ ہمیں قتل کرا دے گا۔ والسلام۔

پھر اصطخر کو ایک عمدہ لباس پہنایا اور اپنی سواری کا خچر اس کو عطا کیا، اور دس غلاموں کا دستہ محافظ کے طور پر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ اصطخر سفر طے کرتا ہوا جب حمص پہنچا تو اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اصطخر وہاں کھڑا ہو گیا اور مسلمانوں کا یہ عمل دیکھتا رہا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کر کے سلام پھیرا۔ تو آپ اپنے قریب ایک پادری کو اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر جان گئے کہ یہ کسی کا ایلچی ہے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر اس پادری کے پاس گئے اور اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟

اس پادری نے جواب دیا میں قاصد ہوں۔ ایک خط لے کر آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اس کو لے کر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ کے دائیں جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور سامنے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ پادری نے آپ کو سجدہ کرنا چاہا تو سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: (ہم سب ایک اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں) پھر ہم میں سے بعض شقی یعنی بدبخت ہیں اور بعض سعید یعنی نیک بخت ہیں۔ (جو شقی اور بدبخت ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے اور جس میں وہ گدھے کی طرح آوازیں نکالیں گے، وہاں چیختے چلاتے پڑے رہیں گے۔ اور نیک بخت اور سعادت مند جنت میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے۔)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ○خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ"۔(ہود:۱۰۶،۱۰۷)

سو وہ جو بدنصیب ہیں وہ آگ میں ہوں گے ان کے (مقدر میں) وہاں چیخنا اور چلانا ہوگا۔ وہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔

اصطخر نے خاموشی سے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی اور اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر بہت متعجب تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ذرا زور سے اس کو بلایا اور یوں فرمایا او جوان! تو کون ہے؟ تجھ کو کس نے بھیجا ہے اور تو کس مقصد کے لئے آیا ہے؟

اصطخر نے کہا: آپ قوم کے امیر ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ میں تو ایک عام آدمی ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ ہمارے امیر ہیں۔

قنسرین کے گورنر کا خط

اصطخر نے کہا: قنسرین کے والی کا قاصد ہوں اور اس کا پیغام لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ پھر اس نے خط نکال کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خط پڑھا اور مسلمانوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خط سن کر رد عمل

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اس خط میں اس کے شہر کی تعریف اس کی آبادی کی کثرت اور سامان عیش و عشرت کی فروانی اور زیادتی کا ذکر سنا اور ہرقل کے لشکر سے مسلمانوں کو ڈرانے اور دھمکی والی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سر مبارک کو جنبش دی اور سر ہلاتے ہوئے فرمایا:

''اے امیر! مجھ قسم ہے اس ذات کی جو اپنی مدد اور نصرت کے ساتھ ہم کو تقویت پہنچانے والا ہے اور جس نے اپنے فضل وکرم سے ہم کو نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے یقین سے عرض کرتا ہوں کہ یہ خط ایسے شخص کی طرف سے ہے جو صلح نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ہمیں دھوکہ دینے کے درپے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کی اس درخواست کو رد فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی امارت کے حق کی قسم! ہم اسے اور اس کے تمام شہر والوں کو مسلمانوں کے لئے غنیمت بنا دیں گے اور کوئی سرکشی کی جرأت نہ کر سکے گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! ذرا ٹھہریئے! اللہ تعالیٰ نے غیبی امور کسی کو نہیں بتائے۔ اور بندوں کے دلوں کے راز وہی جانتا ہے۔ اب انہوں نے ہمیں صلح کی دعوت دی ہے اور باقی ان کے دل کے احوال کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قاصد سے بات چیت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! آپ ان سے ہمیشہ صلح کی بات کریں۔ اگر وہ مان جاتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ہم ان شاء اللہ ان کے لئے کافی ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: اصطخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن رہا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذکاوت اور روشن دماغی اور

فصاحت وبلاغت پر تعجب کر رہا تھا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے کلام سے چونکہ مردانگی، جرأت، بہادری، شجاعت اور شدت واضح ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور کہا:

"اے سردار! آپ کا نام کیا ہے؟ اور آپ رضی اللہ عنہ اہل عرب میں سے کس لقب سے یاد کئے جاتے ہیں؟ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ حضرات کے ساتھ بعض ایسے شہسوار بھی ہیں جو شجاعت و بہادری، جرأت و دلیری میں شدت اور سخت گیری میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک بہادر جنگجو، اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوں جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑنے والی ہے۔ کفر و گمراہی کو مٹانے والا، بطل حریت سپاہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہوں۔

اصطخر کہتا ہے: مجھ اس بات کے بارے میں پہلے ہی علم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بہت بہادر، جری اور دلیر ہیں۔ مجھ کو حق مسیح کی قسم! میں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا تو اس وقت پہچان گیا تھا کہ آپ ہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ہی اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر تو یقین پختہ ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ بہادر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں اسی قسم کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ آپ کی قوم کے لوگ نہایت اچھی سیرت و کردار کے مالک ہیں، قول کے سچے، طبیعت کے نرم، نیک عادات کے مالک، حسن سلوک سے پیش آنے والے اور جو شخص یا جماعت آپ کے اوپر چڑھائی کر دے ان کے ساتھ بھی آپ بڑے تحمل اور بردباری اور شریفانہ، کریمانہ معاشرے والا سلوک کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ رحم دل ہیں۔ آپ رحم اور شفقت کرنے والی امت کے افراد ہیں کیونکہ آپ کے نبی، نبی الرحمۃ ہیں۔ مگر آج میں ان سب باتوں کے برعکس دیکھا رہا ہوں۔ ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ سے صلح کریں اور آپ اس کا انکار کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ امن کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہمارے درخواست کو قابل توجہ ہی نہیں سمجھ رہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم واقعی ہم ایسے ہی لوگ ہیں۔ لیکن جب کوئی نیک نیتی سے صلح اور امن کا خواہاں ہو تو پھر اس کے ساتھ ہم صلح صفائی اور امن کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی مکر و فریب کے جال بن رہا ہو تو پھر امن کی بیل کیسے منڈھیر پر چڑھ سکتی ہے؟ مکر و فریب اور سازش کو ہم دشمن کی گفتگو ہی سے پہنچان لیتے ہیں جیسا کہ تمہارے اس خط کی عبارت سے صاف معلوم ہوا ہے کہ تم صلح کا ارادہ نہیں رکھتے۔ مگر در پردہ دھوکہ اور فراڈ کرنے کا تمہارا ارادہ ہے جس کو تمہارے خط سے ہم نے بھانپ لیا ہے کہ صلح کی حالت میں اگر ہرقل بادشاہ کا لشکر تمہاری مدد کو پہنچ گیا اور تم نے اپنے آپ کو غالب اور ہمیں مغلوب خود کو طاقت اور ہمیں کمزور پایا تو سب سے پہلے تم ہی ہمارے مقابلے میں آ جاؤ گے اور اگر ہماری طاقت اور غلبہ رہا تو اس صورت میں تم ان ریاستوں کی طرف بھاگ جاؤ گے جو ہمارے ماتحت اور زیر فرمان نہیں ہیں۔

صلح نامہ

اس لئے اگر صلح کا خواہش مند ہے تو ہم اس صورت میں تیرے ساتھ صلح کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں کہ تو اس بات کا ہم سے عہد کرے کہ جب تک سال مکمل نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم کسی صورت میں تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ اگر سال کے

دوران میں ہرقل کا کوئی لشکر آ جائے تو ہم اس سے جنگ کریں گے لیکن اس صورت میں تم میں جو شخص شہر کے اندر رہے گا اور ہرقل کی فوج کے ساتھ مل کر ہمارے مقابلے کے لئے نہیں نکلے گا۔ اس کے ساتھ ہماری صلح بدستور قائم رہے گی اور اس کے ساتھ ہم کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ لیکن اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کرنی ہے تو ابھی اس بارے میں بتادو تا کہ ہم تمہارے ساتھ اس دھوکہ اور فریب کی فضا میں صلح نہ کریں۔

اصطخر نے کہا: ہم کو آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ آپ ایک صلح نامہ تحریر کر کے مجھ کو دے دیں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر! آپ ایک عہد نامہ لکھ کر اس کو دے دیں، جس کی ابتداء ماہ ذوالحجہ یا ماہ ذوی القعدہ ۱۴ ہجری سے ہوگی اور صلح کی کل مدت ایک سال بھر کے لئے ہوگئی چنانچہ آپ نے اس طرح کیا اور عہد نامہ تیار ہو گیا۔

ہرقل بادشاہ کا مجسمہ

جب سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ لکھ دیا تو اصطخر نے کہا: اے سردار! ہمارے ملک کی حد معین ہے اور ہمارا ہمسایہ ملک ''حلب'' ہے اس کی حد بھی معلوم و معین ہے۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان اور روم کے درمیان ایک حد مقرر کر دیں تا کہ جب آپ کے ساتھی حلب پر حملہ کریں اور وہاں قتل و غارت گری کریں تو وہ ہماری سرحد کے اندر نہ آئیں۔ اور ان کو پتہ ہو کہ یہ قنسرین کی سرحد ہے اس طرح ہم لوگ آپ کے ساتھیوں کی دراندازی سے بچ جائیں گے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری تجویز اچھی ہے، میں ایک آدمی تیرے ساتھ روانہ کر دیتا ہوں جو حد مقرر کر دے گا۔

اصطخر نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ کسی آدمی کو نہ بھیجیں بلکہ یہ کام ہم خود کر لیں گے اور ہم ہرقل کا ایک مجسمہ بنا کر ایک مینار پر اس کو لگا دیں گے تا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس مجسمہ کو دیکھیں تو اس مجسمہ سے آگے نہ آئیں۔

سیدنا ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا ٹھیک ہے ایسا ہی کر لیں۔

یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ اس کو دے دیا اور اس کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں اور شب خون مارنے والوں میں اس بات کی منادی کرادی کہ:

''جو شخص اس ستون کو دیکھے جس پر ہرقل کا مجسمہ نصب ہے اس سے آگے نہ جائے اور نہ اس کے اندر جا کر کسی پر زیادتی کرے بلکہ سرزمین حلب تک اپنی شب خون مارنے اور حملہ کرنے کو محدود رکھے اور تم میں سے جو حاضر ہے وہ یہ بات اپنے ساتھیوں کو جو غیر حاضر ہیں پہنچا دیں۔

ہرقل کے مجسمے کی تنصیب

اس کے اصطخر قنسرین کے گورنر کے پاس واپس آ گیا اور وہ عہد نامہ اس کو پیش کر دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ہونے والی تمام گفتگو سے بھی اس کو آگاہ کر دیا۔ قنسرین کے گورنر نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور پھر ہرقل کا مجسمہ تیار کروایا اور اس کو ایک بلند ستون پر نصب کرا دیا۔ ہرقل کا مجسمہ اس طرح بنوایا گویا وہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور حکومت کر رہا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کے بعد مسلمان حلب، عمق، انطاکیہ کے علاقوں میں تو لگاتار حملے کرتے رہے اور شب

خون مارتے رہے لیکن قنسرین، عواصم، حاضر کی حدود کے قریب بھی نہ جاتے تھے اور اس ستون کے پاس سے بھی نہ گزرتے تھے جس پر ہرقل کا مجسمہ نصب کیا گیا تھا۔

قنسرین اور مسلمانوں کے مابین صلح کے طور پر جزیہ کی رقم

حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت سالم بن قیس سے اور وہ اپنے والد گرامی سے اور اپنے دادا سے اور وہ حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: قنسرین اور حاضر کی عوام سے مسلمانوں کی صلح چار ہزار شاہی دینار، ایک سو اوقیہ چاندی اور ایک ہزار حلب کے بنے ہوئے کپڑوں اور ایک ہزار وسق غلہ پر ہوئی تھی۔

حضرت عامر بن رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح سنا ہے مگر وہ چار سو وسق غلہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ہرقل کے مجسمہ کی آنکھ کا پھوڑا جانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ملتمس بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں: ایک دن ہم شب خون مارنے کے لئے گئے ہوئے تھے اتفاقیہ طور پر میری نظر ایک ستون پر پڑی جس پر ہرقل کا مجسمہ بنا ہوا تھا ہمیں اس کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ ہم نے اس ستون کے گرد چکر لگایا۔ ہم اصل میں گھوڑوں کے ساتھ میدان میں گھوڑ دوڑ کی مشق کر رہے تھے اور بڑے کروفر کے ساتھ ہم اپنی مشق میں مشغول تھے۔ اور حضرت ابو جندل اور حضرت سہیل بن عمر رضی اللہ عنہما تیر اندازی میں مصروف تھے۔ اور ہم میدان میں یوں ہی کھیل کر رہے تھے۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور جب وہ اس مجسمہ کے پاس سے گزرے تو بلاقصد وارادہ ان کا نیزہ مجسمہ میں آنکھ کے مقام پر لگا جس سے مجسمہ کی آنکھ پھوڑ گئی اور انہوں نے یہ کام جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔

دوسری طرف قنسرین کے رومی سپاہی اور غلام اس مجسمہ کی حفاظت پر ڈیوٹی دے رہے تھے، ان میں سے بعض نے گورنر کو جا کر اس معاملہ سے آگاہ کیا اور مسلمانوں کی شکایت کی۔ جب قنسرین کے گورنر نے یہ سنا تو اس کو بہت غصہ آیا۔

اصطخر پادری ایک سواروں کے دستے کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آنا

قنسرین کے گورنر نے اپنے بعض مصاحبین کو سونے کی صلیب دی اور ان کے ساتھ ایک سو شہسوار جو رومی فوج میں سرکردہ آدمی سمجھے جاتے تھے کا دستہ روانہ کیا۔ جنہوں نے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اور کمر میں پٹکے باندھے ہوئے تھے پھر اس نے اصطخر پادری کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ اور عرب کے امیر سے کہو تم لوگوں نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے اور اپنے عہد کو پورا نہیں کیا اور جو غداری اور عہد شکنی کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

اصطخر نے صلیب لی اور ایک سو سواروں کے دستہ کے ساتھ چل دیا۔ جب یہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ مسلمانوں نے جب ان کو صلیب بلند کئے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف دوڑ دے اور اس کو نیچے گرا دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی اٹھے اوران کا استقبال کیا آنے کی وجہ پوچھی کہ تم لوگ کیوں آئے ہو؟

اصطخر نے کہا: قنسرین کے گورنر کا نمائندہ ہوں۔ انہوں نے آپ کے پاس مجھ کو اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے اوراپنے عہد کو توڑا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے ساتھ صلح کے عہد کو کس نے توڑا ہے؟ اس عہد شکنی کا مرتکب کون ہوا ہے اوراس کا سبب کیا ہے؟ مجھ کو اس بابت کوئی علم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: اس امن اور صلح کے معاہدہ کو آپ کے اس شخص نے توڑا ہے جس نے ہمارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا لاعلمی کا اظہار

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم! مجھ کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے اور میں ابھی اس کی تحقیق کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر میں اعلان کروایا کہ اے اہل عرب! جس شخص نے اس مجسمہ کی آنکھ توڑی ہے وہ مجھے اس کی متعلق اطلاع کرے۔

حضرت ابوجندل بن سہیل بن عمرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے لیکن میں نے ارادۃً ایسا نہیں کیا۔ بہر حال میں اس کی تلافی جس طرح ہوسکتی ہے میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اصطخر نے فرمایا: واقعی میرے آدمیوں سے یہ کام ضرور ہوا ہے لیکن اس نے ارادۃً ایسا نہیں کیا۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارا کیا مطالبہ ہے تا کہ اس کی تلافی کی جاسکے۔؟

رومیوں کا قصاص میں مطالبہ؟؟؟

روم کے عیسائیوں نے کہا: اس کا تدارک صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جس طرح ہمارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑی گئی ہے ہم بھی تمہارے بادشاہ کی آنکھ اسی طرح پھوڑ دیں۔ اس سے ان کا مقصود مسلمانوں کا امتحان تھا کہ مسلمان اپنے عہد و پیما کو کس قدر ایفا کرنے والے ہیں۔ اوراپنے عہد وفا کا کس قدر خیال رکھنے والے ہیں؟

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کے لئے حاضر ہوں، جس طرح ہمارے لوگوں نے تمہارے بادشاہ کی آنکھ پھوری ہے تم بھی میری آنکھ پھوڑ لو اوراپنا قصاص لے لے۔ انہوں نے کہا: اس سے ہمارے حق کی تلافی نہیں ہوتی، ہم حق کی تلافی اس وقت ہوگی جس طرح آپ کے آدمیوں نے ہمارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑی ہے ہم بھی آپ کے بادشاہ عرب کے والی جو آپ کا سب سے بڑا بادشاہ ہے کی آنکھ نہ پھوڑ دیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک ہمارے بادشاہ کی آنکھ ایسی گئی گزری اور بے قدر و قیمت نہیں ہے اوراس کی شان اور مقام بہت بلند و بالا ہے اوروہ آنکھ محفوظ ترین آنکھ ہے۔

مسلمانوں کا غم وغصہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب مسلمانوں نے امیرالمومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک کے متعلق ان

کی گستاخانہ گفتگو سنی اوران کے ناپاک عزائم کو ملاحظہ کیا تو مسلمانوں کو سخت غصہ آیا اور وہ بھڑک اٹھے اوران گستاخوں کی گردنے مارنے اوران کی زبانیں کھینچ لینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ مگر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو منع فرمادیا اور مسلمانوں نے عرض کیا: اے امیر!، امیرالمومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ پر ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے اوران کی آنکھ کے فدیہ میں اپنی آنکھیں قربان کردیں گے لیکن ان کی شان میں ذرا برابر گستاخی کا جملہ نہیں سنیں گے۔

اصطخر پادری کا پینترا

اصطخر پادری نے جب مسلمانوں کے جذبات اوران کا رومی عیسائی جو صطخر کے ساتھ تھے کو قتل کردینا کے ارادہ اور عزائم کو دیکھا تو کہا: ہمارے مقصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا آپ حضرات میں سے کسی کی آنکھ پھوڑنا نہیں تھا بلکہ ہم اس کی ایک تصویر اور مجسمہ بنا کر ستون پر نصب کرکے چاہتے ہیں کہ جس طرح تمہارے آدمی نے ہماری بادشاہ کے مجسمہ اور تصویر کی آنکھ پھوڑی ہے اسی طرح ہم بھی تمہارے بادشاہ کے مجسمہ اور تصویر کی آنکھ پھوڑ کر اپنا بدلہ اور انتقام لے لیں۔

قصاص میں مساوات اور برابری ضروری ہے

اس پر اہل اسلام نے کہا: ہمارے آدمی نے اپنے ارادہ اور قصد سے تو ایسا نہیں کیا تھا۔ وہ تو محض اتفاق تھا کہ نیزہ اس مجسمہ کی آنکھ کو جا لگا۔ مگر تم ایسا کام جان بوجھ کر اور ارادی طور پر کرنا چاہتے ہو۔ جو کہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے اور سزا میں مساوات اور برابری کے اصولوں کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ ناانصافی بھی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی مداخلت

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات کو چھوڑو۔ اگر یہ لوگ میری تصویر کے ساتھ ایسا کرنے سے راضی ہوجاتے ہیں تو میں ان کا یہ مطالبہ منظور کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری طرف بدعہدی اور عہد شکنی کی کوئی نسبت کی جائے۔ اور لوگ باتیں کریں کہ مسلمانوں نے عہد کو توڑا ہے۔ انہوں نے عہد کرکے اس کو نبھایا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عقل کے اندھے اور احمق و بے وقوف ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو اس بات کی اجازت دے دی۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مجسمہ تیار کرنا

روم کے عیسائیوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ایک مجسمہ تیار کرکے اس کو ایک ستون پر نصب کیا، کانچ کی دو آنکھیں بنائیں اوران کے ایک سپاہی نے غصہ کی حالت میں آکر اس مجسمہ کی پر نیزہ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔

مسلمانوں کی کامیابی کا راز

اصطخر یہ کرکے قنسرین کے گورنر کے پاس واپس چلا گیا اور اس کو اس ساری کاروائی سے آگاہ کیا۔ قنسرین کے گورنر نے یہ سب کچھ سننے کے بعد اپنی قوم سے فرمایا:

انہی باتوں سے وہ لوگ اپنے عزائم میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حمص میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور یہیں فوجی چھاونی بنایا ہوا تھا اور اس مقام سے آپ رضی اللہ عنہ دائیں، بائیں کے علاقوں پر شب خون مارتے اور گوریلا جنگ جاری رکھے ہوئے تھے۔ تا کہ اس کے بعد جنگ کی کاروائی شروع کی جائے، فوج آگے بڑھے، ادھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ کافی عرصہ سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی خط نہیں آیا اور نہ کوئی فتح کی خوشخبری موصول ہوئی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات گراں محسوس ہوئی۔ انہوں نے گمان کیا کہ شائد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے اندر بزدلی کے قدم جما لئے ہیں۔ اور انہوں نے جہاد کو ترک کر دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اور اس خط میں یہ تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى أمين الأمة أبي عبيدة عامر بن الجراح

سلام عليك

فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو واصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وآمرك بتقوى الله عز وجل سرا وعلانية وأحذركم عن معصية الله عز وجل وأحذركم وانهاكم أن تكونوا ممن قال الله في حقهم " قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ ۔۔۔ الخ" (التوبة: الآية)

وصلى الله على خاتم النبيين وامام المرسلين والحمد لله رب العالمين "

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کی طرف۔

آپ پر سلامتی ہو۔

میں حمد بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر درود و سلام پیش کرتا ہوں۔ اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہنے کا حکم دیتا ہوں، میں تم کو منع کروں گا کہ تم کہیں ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز، قرآن کریم میں فرمایا ہے " قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ ۔۔۔ الخ" (التوبہ: ۲۴) تم فرماؤ! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو

راہ نہیں دیتا۔" (آلایۃ) اور درود ہوں حضور نبی کریم خاتم النبیین، امام المرسلین ﷺ پر اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کو پالنہار ہے۔

مسلمانوں کا آبدیدہ ہونا

جب یہ خط سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ اس خط سے سمجھ گئے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو جہاد پر ابھارا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ قنسرین والوں سے مصالحت کر کے شرمندہ ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ساتھی مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خط پر رویا نہ ہو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر! آپ جہاد سے دست بردار کیوں نہیں ہو جاتے؟ چلیں اہل شیرز اور قنسرین سے تو ہم صلح کر چکے ہیں۔ اب سال بھر ان سے کوئی ٹکراؤ نہیں کر سکتے۔ ان کو چھوڑ دیں لیکن حلب اور انطاکیہ کی طرف تو ہم پیش قدمی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اب لشکر کشی کے کیجئے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فتح و نصرت سے نوازے گا۔ اور اہل قنسرین کے ساتھ معاہدہ امن کی مدت بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ تھوڑا سا عرصہ ہی باقی رہ گیا ہے پھر ان سے بھی نمٹ لیا جائے گا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی حلب کی طرف پیش قدمی

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حب کی طرف پیش قدمی کا پکا ارادہ کر لیا اور اس مقصد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک پرچم حضرت مصعب بن محارب رضی اللہ عنہ کو، دوسرا پرچم حضرت سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ کو باندھ کر عنایت کیا اور فرمایا: مقدمۃ الجیش کی قیادت حضرت عیاض بن خانم اشعری رضی اللہ عنہ کریں گے۔ ان کے پیچھے قلب (درمیان) میں حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کو مقرر کیا اور ان کے پیچھے خود روانہ ہوئے۔

رستن، حماۃ، شیرز والوں سے معاہدہ جات

جب اسلامی فوج "الرستن الرس" میں پہنچی تو انہوں نے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے صلح کی درخواست کی جس کو آپ رضی اللہ عنہ نے منظور کر لیا اور ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد جب اسلامی فوج نے "حماۃ" کی جانب کوچ کیا اور جب "حماۃ" پہنچے تو اہل حماۃ امیر لشکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے راہب، پادری اور مذہبی پیشوا بھی اور بشپ بھی ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں انجیل مقدس اٹھا رکھی تھی۔ امن کی درخواست کی اور ان کے بشپ جو ان کے آگے آگے تھا اس کو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے لئے رک گئے اور فرمایا: کہ آپ لوگ کس مقصد سے آئے ہیں۔؟ انہوں نے عرض کی: ہم صلح چاہتے ہیں اور پرامن طریقے سے تمہارے ماتحت ذمی بن کر زندگی گزاریں گے۔ بلکہ آپ ہم کو اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے مصالحت کر لی اور صلح نامہ ان کو لکھ کر دے دیا اور ان کی ذمہ داری کی دستاویزات ان کو تحریر کر کے دے دیں اور ان کی درخواست کے مطابق ایک آدمی ان پر مقرر کر دیا اور خود "شیرز" کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ شیرز پہنچے تو وہاں کے رہنے والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے

ان سے بھی مصالحت کر لی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا تم کو روم کے سرکش ہرقل بادشاہ کے متعلق کچھ معلومات ہیں۔؟

انہوں نے عرض کیا: ہاں اس کے بارے ہم نے سنا ہے کہ اس کو قنسرین کے گورنر کو خط لکھا اور اس سے فوج طلب کی اور اپنی مدد کے اس کو پکارا ہے جس پر اس نے جبلہ بن ایہم غسانی جو بنو غسان کا سردار ہے۔ اس کو دس ہزار نصرانی عربوں کا سپہ سالار بنا کر ان کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ قبیلہ عمودیہ کا سردار بھی اپنے لوگوں سمیت اس کے ہمراہ ہے یہ تمام فوجیں ،لوہے کے پل کے پاس آ کر اتری ہیں۔ اور اس پل کے پاس ان کا پڑاؤ ہے۔

انہوں نے مزید کہا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ ان سے ہوشیار رہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''حسبنا اللہ ونعم الوکیل''

ہمیں ہمارا اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کام بنانے والا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شیزر میں قیام کیا اور آپ رضی اللہ عنہ حیران اور متذبذب تھے، کبھی خیال کرتے کہ حلب کی طرف پیش قدمی کروں تو کبھی انطاکیہ کا خیال آتا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے مشورہ

پھر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مشورہ کے لئے اپنے پاس اکٹھے ہونے کا حکم دیا، جب مسلمان اکٹھے ہوئے تو فرمایا: ''اے گروہ اہل اسلام! مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قنسرین کے گورنر نے شاہ روم ہرقل کو کمک کے لئے لکھا ہے اور اس سے مدد کے لئے فوج مانگی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے ہمارے ساتھ یہ غداری کی ہے اور خفیہ طور پر ہم سے سازش کر رہا ہے اور مکر وفریب اور دھوکہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا کیا مشورہ ہے؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر: کیا میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا تھا کہ ان کی گفتگو سے مکر وفریب اور دھوکہ کی بو آ رہی ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو سلیمان! اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ ان شاء اللہ اس کا مکر وفریب ہم پر نہیں چلے گا۔ یہ مکر وفریب اس کے لئے وبال جان بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مکر وفریب اور دھوکہ بازی کو خوب جانتا ہے۔ اور اس کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو مل کر رہے گی۔ اور ان کا مکر وفریب انہی کی طرف لوٹے گا۔

مسلمانوں نے کہا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ قنسرین اور عواصم کو ابھی رہنے دیں اور حلب اور انطاکیہ کی طرف پیش قدمی کریں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوچ کے لئے تیاری کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل قنسرین سے اور مسلمانوں کے مابین جو ایک سال کا معاہدہ صلح ہوا تھا اس میں ابھی ایک مہینہ یا اس سے کچھ دن کم باقی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وہیں قیام کیا اور ان کے معاہدہ توڑنے کا انتظار کیا۔ کہتے ہیں: عرب کے غلام زیتون، انار اور دوسرے پھل دار درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ اکھاڑ کر ایندھن کے لئے لے

آتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کا خوف کرو اور یہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی زمین پر جو فساد اور تخریب کاری کا بازار گرم رکھا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا خوف کرو اور پھل دار درخت کو نہ کاٹا کرو۔

غلاموں نے عرض کی: اے امیر! جلانے کی لکڑیاں ہمارے لشکر سے بہت دور ہیں۔ اس لئے ہم ایندھن کے لئے قریب ہی جنگلات اور باغات سے لکڑیاں کاٹ کر اور درخت اکھاڑ کر لاتے ہیں اور اپنا کام چلا رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن جو درخت پھل دار ہیں یا ایسی کھیتی باڑی جو کھانے کے کام آتی ہے اس کو ایندھن کے طور پر استعمال میں لانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں۔ اور نہ کسی غلام کے لئے جائز ہے کہ وہ ان کو کاٹے۔ اگر آج کے بعد کسی نے پھل دار درخت یا وہ کھیتی باڑی جو کھانے کے کام آتی ہے کو اجاڑنے کی کوشش کی تو اس کو سخت سزا دی جائے گی اور آئندہ کے لئے جنگلات اور جزیروں سے لکڑیاں لائی جائیں چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

غلاموں پر دشمن فوج کا حملہ

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک نہایت شریف النسب، بہادر غلام تھا جس کا نام مُھجع تھا وہ میرے ساتھ متعدد جنگوں اور معرکوں میں شامل ہو چکا تھا۔ اور لڑنے میں بڑا ماہر اور بہادر ثابت ہوا تھا اس کی عادت تھی کہ جب وہ لکڑیان کاٹنے اکٹھی کرنے کے لئے جاتے تو وہ گیا ایک بڑی مہم پر جاتا تھا اور وہ اپنے ساتھیوں سے آگے نکل جاتا اور ان سے الگ تھلگ ہو کر کام کرتا، ڈر اس کے قریب بھی نہ آتا تھ اور وہ بہت اچھا ماہر تھا۔ ایک دن جب وہ شیرز کے مقام پر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگ کی طرف تیا تو اس نے واپس آنے میں معمول سے زیادہ دیر لگا دی۔ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار کر اس کو تلاش کرنے کے لئے نکلے۔ فرماتے ہیں ابھی میں اس کو تلاش کر ہی رہا تھا کہ اچانک مجھ کو دور سے ایک شخص آتا دکھائی دیا فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف بڑھا جب قریب آیا تو میں نے دیکھا وہ میرا ہی غلام تھا۔ اور اس کا چہرہ لہولہان ہوا ہوا تھا اور اس کے پورے بدن پر خون ہی خون جما ہوا تھا اور وہ لڑکھڑا رہا تھا اور اسی بر حالت میں وہ آ رہا تھا کہ اس کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔ اے مُھجع! تجھ کو کیا ہوا ہے؟ تیری یہ حالت کیا ہے۔ تیرے پیچھے کون لگا ہوا ہے؟

اس نے کہا: اے میرے آقا! بس ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور بربادی ہی بربادی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اس کو کیا تیرا ستیاناس ہو۔ تیرے ماں تجھ پر روئے۔ تیرے ساتھ کیا گزری اس کے بارے میں کچھ تو بتا۔ تیرے جیسے بہادر آدمی کی یہ حالت ۔کیا مصیبت تجھ پر آ پڑی تھی۔ پوری بات بتائے گا تو معلوم ہوگا۔

غلام کی یہ حالت تھی کہ وہ جواب کیا دیتا وہ تو صحیح کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اچانک وہ منہ کے بل گرا۔ فرماتے ہیں: میں گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے چہرے پر پانی چھڑکا جس کی وجہ سے اس کو ہوش آ گیا۔ اس نے قدرے آرام آنے پر پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی کہ اے میرے آقا آپ اپنا بچاؤ کریں اور جلدی سے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کریں ورنہ اگر تم یہیں پر رکے رہے تو وہ

قوم آپ کو پکڑنے کے لئے آجائے گی اور آپ کو پکڑ کر آپ سے وہی سلوک کرے گی جو انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے جو سلوک آپ رضی اللہ عنہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں اور وہ کیسے قوم ہے؟

غلام نے کہا: میرے آقا! ہوا یوں کہ میں غلاموں کے ایک گروہ کے ساتھ جنگل کی طرف لکڑیاں کاٹنے کے لئے گیا ہوا تھا ہم جنگل میں ذرا دور نکل گئے۔ اور بکھر گئے۔ ابھی واپس پلٹنے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک ایک ہزار گھوڑ سواروں کا ایک دستہ جس کے سارے سپاہی عربی تھے اور انہوں نے اپنی گردنوں میں صلیب لٹکائی ہوئی تھی۔ نیز رکابوں میں رکھے ہوئے تھے ہمیں نظر آئے۔ جب انہوں نے دیکھا تو تیزی سے ہماری طرف آگئے اور ہمیں گھیر لیا۔ اور ہمیں قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے۔

غلام نے کہا: میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم بھی ان سے ٹکرا جاؤ، ان پر حملہ کردو انہوں نے کہا تو تو پاگل ہے کن لوگوں کے ساتھ تو ہم کو جنگ کی بات کر رہا ہے؟ اس پورے لشکر کے ساتھ لڑنے کی ہم میں طاقت وہمت کہاں اب ہمارے سامنے نجات کا صرف ایک ہی راستہ تھا وہ یہ کہ ہم اپنے آپ کو ان کی قید میں دے دیتے اور خود گرفتاری پیش کر دیتے۔ کیونکہ قتل ہونے سے قید ہوجانا بہر کم تر مصیبت تھی۔ لیکن میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو کبھی اپنے آپ کو ان کے حوالے نہیں کروں گا قتل ہوتا ہوں تو ہو جاؤں مگر لڑتے ہوئے مر جاؤں گا خود گرفتاری نہیں دوں گا۔

غلام نے کہا: میرے ساتھیوں نے جب میرا ارادہ اور عزم مصمم دیکھا تو وہ بھی دلیر ہو گئے اور ان کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا۔ ہم نے دشمن پر حملہ کر دیا اور ان کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے رہے مگر آخر کب تک وہ پورے ایک ہزار اور ہم صرف بیس آدمی تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ جو مجاہدین تھے ان کو شہید کر دیا اور دس کو زندہ گرفتار کر لیا اور میرا زخم چونکہ گہرا تھا اور کاری قسم کا تھا۔ میں خون میں لت پت تھا اس لئے وہ مجھے مردہ خیال کرتے ہوئے چھوڑ کر چلے گیا۔ جب وہ چلے گئے و میں جیسے ہی اٹھا گرتا پڑتا آیا باقی میری حالت آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی ہے۔

بالآخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ کو اس غلام کا واقعہ سن پر بڑا دکھ اور صدمہ پہنچا۔ فرماتے ہیں: میں فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے کیمپ کی طرف چل دیا۔ اچانک دیکھا کہ ایک لشکر آندھی کی طرح بڑھتا ہوا میرے پیچھے آدھمکا۔ ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔ اور وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ ہم بنو غسفان ہیں ہم صلیب کا لشکر ہیں اور راہبوں کا گروہ ہیں۔ انہوں نے مجھ کو اس طرح گھیر لیا گویا کہ جیسے آنکھ کے حلقہ میں سیاہ پتلی کے گرد سفیدی ہوتی ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کو باآواز بلند جواب دیا اور کہا نبی مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کا ایک فرد اور رکن ہوں۔ اور ان میں ایک صلیبی آگے بڑھا اور میری طرف جھپٹا اور قتل کرنے کے ارادے سے میرے سر پر تلوار بلند کی تو میں نے تلوار بلند کرنے والے کو زور سے چلا کر کہا، تیرا ستیاناس ہو بدبخت تم اپنی ہی قوم کے آدمی کو قتل کرنے کے درپے

ہو۔ یہ سن کر اس نے کہا تمہارا تعلق کس برادری سے ہے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: خزرج کے شریف اور معزز قبیلے سے تعلق ہے۔ یہ سنتے ہی اس نے اپنا دار روک کیا اور کہنے لگا مسیح کی قسم! تم ہمارے سردار جبلہ بن ایہم کو مطلوب ہو اور وہ تم سے ملاقات کرنے کا خواہشمند ہے۔

میں نے پوچھا: جبلہ مجھ کو کس طرح جانتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے مجھ کو بلایا ہے؟

اس نے کہا: دراصل وہ ایک یمنی آدمی کو جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انصار و صحابہ میں سے ہو بلاتا ہے۔ اور پھر کہا اگر تم اپنی خوشی سے چلو تو ٹھیک نہیں تو میں تم کو زبردستی لے کر جاؤں گا۔ میں اس کے ساتھ آرام سے چل دیا۔ اور میرا غلام بھی میرے ساتھ تھا۔ ہم ایک بہت بڑی تعداد میں فوج کے ایک عظیم لشکر کے قریب پہنچے جن کے پاس بہت سا ساز و سامان تھا اور کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ جھنڈے گاڑے ہوئے تھے۔ صلیبیں اونچی کر رکھی تھیں۔ میں اس جماعت کے ساتھ برابر چلتا رہا یہاں تک کہ ہم شاہی خیمہ تک جا پہنچے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور جبلہ مابین مکالمہ

میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زریں کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی ہے جس نے ریشمی دیباج کا لباس پہنا ہوا ہے۔ جس کے اندر قیمتی موتیوں کا جڑاؤ کیا ہوا ہے اور کپڑوں کے اوپر ہیرے جواہرات سے مزین باریک جالی دار پوشاک پہن رکھی تھی۔ اور گلے میں یاقوت کے ہیرے والی صلیب لٹکا رکھی تھی۔ اور ٹھاٹھ باٹھ سے بیٹھا ہوا ہے۔ میں جب اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا۔ تم عرب کے کس ملک سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: میں یمنی ہوں۔ اس نے یمن کے کس قبیلے سے میں نے کہا: حارثہ بن ثعلبہ بن عمر بن عامر بن حارثہ بن تغلبہ بن امرأالقیس بن عبداللہ بن الازد بن عوف، بن مالک بن زید بن کہلاب بن سبا سے ہوں۔ اس نے کہا: ان دو لڑکوں میں سے جو اپنی ماں کی نسبت سے جانے جاتے ہیں تم کس لڑکے (مرد) کی اولاد سے ہو؟ میں نے کہا: خزرج بن حارثہ جو محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار میں سے ہیں۔ ان کی اولاد سے ہوں۔

جبلہ نے کہا: میں بھی تمہاری قوم غسان ہی سے ہوں۔ میں نے کہا شائد تو اس قبیلہ سے ہے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہے۔ اس نے ہاں میں جبلہ بن ایہم ہوں جو اسلام سے پھر گیا ہوں تاکہ سزا کے طور پر تم رسیدہ نہ ہوسکوں، کیا تمہارے صاحب اس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ میرے جیسا آدمی اس کے دین پر ہو جس پر تم قائم ہو یہاں تک کہ ایک ادنیٰ اور حقیر آدمی کے بدلے میں مجھ جیسے اعلیٰ شخصیت کے مالک سے قصاص لینا چاہتے تھے میں غسان کا سردار اور ہمدان کا بادشاہ ہوں۔

میں نے کہا؛ جبلہ: اللہ تعالیٰ کا حق میرے تیرے حق سے زیادہ واجب ہے اور یقینا ہمارا دین انصاف کو قائم کرتا ہے۔ حضرت عمر بن فاروق رضی اللہ عنہ انصاف کرنے میں کسی ملامت کرنے والی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک انصاف کے کٹہرے میں سب ادنیٰ اور اعلیٰ برابر ہیں۔ وہ انصف قائم کرنے اور حق دار کو اس کا حق دلانے میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے ہیں اور دنیادار چاہے کوئی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے مرعوب نہیں ہوتے اس کو قرار واقعی سزا دیتے ہیں۔

اس کے بعد جبلہ نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے کہا: سعید بن عامر اس نے کہا سعید بیٹھ جایئے میں بیٹھ گیا اور

اس نے کہا۔حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کو کچھ علم ہے۔؟

میں نے کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ہیں یعنی آپ کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا:"أنت حسان ولسانك حسام""تم حسان ہو اور تمہاری زبان (دشمنوں کے لئے) ننگی تلوار ہے۔

جبلہ نے کہا سعید تمہاری آخری ملاقات حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کب ہوئی تھی۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: بہت قریب ہی کے عرصہ میں ان سے میری ملاقات رہی ہے۔انہوں نے ایک دعوت میں مجھے اپنے مدعو کیا تھا اور انہوں نے اپنے اشعار رضی اللہ عنہ بھی سنائے تھے۔انہوں نے اپنی باندی سے اپنے اشعار پڑھنے کے لئے کہا: اور اس نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار پڑھے۔

لله در عصابة نادمتهم	يوما بجلق فى الزمان الأول
يغشون حتى ما تهر كلابهم	لا يسألون عن السواد المقبل
بيض الوجوه كريمة انسابهم	شم الأنوف من الطراز الأول
الملحقين فقيرهم بغنيهم	المشفقين على اليتيم الأرمل
اولاد جفنة حول قبر ابيهم	قبر ابن مارية الكريم المفضل

پھر ہم شام چلے آئے اس طرح یہ ان سے گویا آخری ملاقات تھی جس کے بعد اب تک پھر دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی۔

جبلہ نے کہا: تم مجھ قیمتی اشعار یاد کرا سکتے ہو۔

میں نے کہا کیوں نہیں۔اس کے بعد اس نے میری خاطر کتان رومی کا کپڑا منگوا کر پیش کیا اور کہا کہ میں تمہیں یہ کپڑا اس لئے پیش کر رہا ہوں تا کہ تم اس کو اپنے استعمال میں لائی اور حرام نہ سمجھنا، پھر کہنے لگا تم اس مقام پر جہاں چلے ہو کیا کرتے ہو؟

میں نے کہا سچ سے بڑھ کر بندے کو عملی زندگی میں کوئی چیز وفا دینے والی نہیں میں امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سپاہی ہوں اور اب ہمارا ارادہ حلب اور انطاکیہ پر حملہ کرنے کا ہے۔

جبلہ نے کہا: یہ سچ ہے کہ ہرقل نے عمودیہ کی ریاست کے سردار کو اور بالخصوص مجھ کو اپنی فوج کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اور وہ قنسرین کے گورنر کی مدد کریں اور جنگ میں ان کا ساتھ دیں، کیونکہ اس نے اس عہد نامہ صلح کو جو تمہارے ساتھ ہوا تھا توڑ دیا ہے اور ہم یہاں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔جوں ہی اس کا لشکر ہمارے پاس پہنچے گا ہم مل کر تمہارے خلاف جنگ شروع کرنے والے ہیں۔

اب آپ یہ کام کریں کہ فوراً اپنے لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ جائیں اور ان کو ہم سے اور ہماری تلواروں سے ڈرائیں اور ان کو یہ پیغام دیں کہ بہتر یہ ہے کہ وہ جہاں سے آئے تھے وہاں چلے جائیں اور روم کے بادشاہ

کے کسی شہر میں چھیڑ چھاڑ نہ کریں کیونکہ اب ہم اس کی مدد کے لئے نکل آئے ہیں۔ شام کے جن شہروں اور ملکوں پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا ہے ہم وہ بھی بہت جلد ان کے قبضہ سے واپس لے لیں گے۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کی واپسی

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جبلہ بن ایہم کی یہ باتیں سننے کے بعد میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھایا اور وہاں سے چل پڑا، یہاں تک کہ جب میں مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا تو لوگ میری طرف دوڑے اور پوچھا کہ اے ابن عامر رضی اللہ عنہ! تم کہاں تھے؟ ہمیں آپ کے مفقود الخبر ہونے پر بہت افسوس ہوا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور جبلہ بن ایہم کے ساتھ جو باتیں ہوئی تھیں وہ تمام باتیں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ذکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے تمہاری جان بخشی کرائی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اکٹھے ہونے کا حکم دیا، جب تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکٹھے ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: لوگو! اس معاملہ میں آپ حضرات کیا رائے دیتے ہیں۔؟

قنسرین کے گورنر کے ساتھ ہم کے صلح کے معاہدہ کی ہر طرح پاسداری کی مگر اس نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا اور غداری کا مرتکب ہوا۔ صلح کے عہد و پیمان کو اس نے توڑ دیا ہے۔ اب آپ لوگوں کی اس بارے کیا رائے ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: باغی ہمیشہ شکست کھاتا اور ہارتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی گھات میں ہے۔ ہم بہت جلد ان شاء اللہ اس کو اس کے مکروفریب اور دھوکہ دہی کی سزا دیں گے۔ اور اس کے مکر سے بڑھ ہر ہم خفیہ جنگی چالیں گے اور بہترین تدابیر کو بروئے کار لاکر اس کو عبرت کا نشانہ بنادیں گے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے دس آدمیوں کو جو دس ہزار کے قائم مقام ہیں ساتھ لے کر اس سے ملاقات کے لئے جاتا ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مذاکرات کے لئے جانا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! اس کے اہل بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ ہر کام کے لئے وہی شخص موزوں ہوتا ہے جو اس کا اہل ہو، جنگ کرنا کام بھی اللہ تعالی کی تلوار کا ہے۔ ابوسلیمان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے جن حضرات کو آپ رضی اللہ عنہ پسند فرمائیں ان کا انتخاب کر کے اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا آپ جن کو منتخب کرتے ہیں منتخب کر کے اپنے ساتھ لے جائیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتخاب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جن دس حضرات کا انتخاب کیا وہ یہ ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان نامور جرنیلوں کو اس انداز میں مخاطب کر کے بلایا۔ حضرت عیاض بن خانم اشعری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت عمر بن سعید یشکری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت سہیل

عامری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت سعید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور یہ تمام حضرات آپ رضی اللہ عنہ کے بلانے پر لبیک لبیک کہتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی تیاری مکمل کرو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے برکتوں سے نوازے۔

تمام نے زرہیں پہن لیں۔ اسلحہ سے لیس ہو گئے اور سامان حرب لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی اپنی زرہ پہن کر تیار ہو چکے تھے۔ جو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب سے جنگ یمامہ میں چھینی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لمبا نیزہ ہاتھ میں لیا۔ گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اپنے غلام سے فرمانے لگے۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ جو حیرت انگیز واقعات ہوں تم دیکھتے رہنا۔ غلام بھی جلدی سے تیاری کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ان دس افراد کو لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو روانہ کرتے وقت ان کے لئے دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی فتح اور نصرت کے لئے گڑگڑا کر التجائیں کرنا شروع کر دیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھات لگانا

ابھی کچھ سفر ہی طے کیا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے سعید! جبلہ نے آپ سے یہ کہا تھا کہ قنسرین کے گورنر اور سردار اس کے پاس آئیں گے۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ اس نے یہ بات کہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تم ہمیں اس راستہ پر لے چلو جو جبلہ کے پڑاؤ کی جانب جانے والا ہے۔ تاکہ ہم اس راستہ میں کہیں مورچہ بند ہو کر اور گھات لگا کر کمین گاہ میں چھپ جائیں۔ اور جب قنسرین کا گورنر وہاں سے گزرے تو ہم اس کے محافظوں اور سپاہیوں سمیت اس کو اس غداری کا مزہ چکھائیں جو اس نے ہمارے ساتھ کی ہے۔

یہ سن کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ ان تمام کے آگے آگے چلنے لگے اور انہیں جبلہ کے لشکر کی طرف جانے والی راستہ کی طرف رہنمائی کرنے لگے، ان کا یہ سفر چونکہ رات کو تھا۔ اس لئے جب یہ لشکر کے قریب جا پہنچے تو رات کے اندھیرے میں ان کو آگ جلتی دکھائی دی اور لوگوں کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ حضرت سعید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر راستہ سے الگ ہو گئے اور راستہ سے ذراہٹ کر قنسرین کے گورنر کا جس راستہ سے آنا متوقع تھا کے قریب ایک محفوظ جگہ پر چھپ کر بیٹھ گئے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صبح تک وہیں بیٹھے رہے مگر اس راستہ سے کوئی بھی نہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اسی محفوظ جگہ پر صبح کی نماز پڑھائی اور ابھی یہ حضرات صبح سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ جبلہ بن ایہم اور عمود یہ کے لشکروں نے وہاں سے گزرنا شروع کر دیا۔ لشکر کیا تھا گویا سیسہ پلائی دیوار تھی۔ سارے لشکر کا رخ عواصم کی سرزمین تھا، مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوسلیمان! کیا آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کو نہیں دیکھ رہے۔ جو ہم پر برسنے جا رہا ہے؟ جس کی تعداد ریت کے ذروں، زمین کے ڈھیلوں اور درختوں کے پتوں اور ان کے کانٹوں کی مثل ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی تعداد کی زیادتی کیا کرے گی؟ جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور فتح ونصرت اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر فرمادی ہے۔ تم ان کفار کے لشکر میں خلط ملط ہو جاؤ اور اس طرح ان کے درمیان ہو جاؤ گویا ان کو معلوم ہی ہو کہ تم ان میں سے نہیں ہو گیا ایسا معلوم ہو کہ تم ان ہی میں سے ہو۔ یہاں تک کہ ہم قنسرین کے گورنر کو جا ملیں اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہی ہوگا۔

یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لشکر میں گھل مل گئے گویا کہ یہ بھی اسی لشکر کے سپاہی ہیں۔ یہ بالکل چپ اور خاموشی سے تیز تیز چل رہے تھے اور کسی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ ان کی طرف سے نہیں ہو رہا تھا۔

قنسرین کے گورنر کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گرفتار کرنا

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم عواصم اور قنسرین کے شہر کے قریب پہنچے اور ان شہروں کے مکانات نظر آنے لگے تو وہاں ہمیں قنسرین کا گورنر استقبال کے لئے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے آگے آگے صلیب بردار آرہے تھے۔ اور ساتھ میں پادری اور اشپ انجیل کی تلاوت کررہا تھا۔ کفریہ کلمات کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں اور وہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چل رہے تھے۔ قنسرین کا گورنر اپنے ساتھیوں سے آگے نکل آیا تاکہ وہ جبلہ اور عمودیہ کے والیٔ کو سلامی پیش کرے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جلدی سے بڑھ کر اس کے سامنے آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ بالکل اس کے روبرو ہوگئے تو قنسرین کے گورنر نے آپ کو سلامی دی اور کہنے لگا۔ مسیح تم کو سلامت رکھے۔ اور صلیب تمہاری عمر دراز کرے۔ آپ نے فرمایا اوئے بدبخت تو برباد ہو جائے ہم صلیب کے پجاری نہیں ہیں ہم ایک خدا کے ماننے والے ہیں محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ اور ساتھ ہی آپ نے چہرہ سے نقاب الٹا دیا اور کلمہ توحید ورسالت بلند کرتے کرتے ہوئے کہا: ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔)

اے اللہ تعالیٰ کے دشمنو! میں خالد بن ولید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہ کہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر ہاتھ ڈالا اور اس کو گھوڑے کی زین سے کھینچ لیا۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھیوں کی طرف لپکے اور ان پر تلواریں سونت لیں اور شور شرابا شروع ہو گیا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے کفریہ کلمات کے ساتھ آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں اور مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر ورسالت سے فضا کو گرما دیا۔ جبلہ بن ایہم اور عمودیہ کے گورنر نے جب ''لا إله إلا الله والله اكبر'' کی صدائیں بلند ہوتی سنیں اور مسلمانوں کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں ان کی کانوں سے ٹکرائیں تو وہ دونوں بھی حرکت میں آگئے اور جب انہوں نے مسلمانوں کو ننگی تلواروں اور سیدھے کئے ہوئے نیزوں کے ساتھ دیکھا تو انہوں نے اپنی اپنی فوجوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف تیزی سے بڑھنے کا حکم دیا کہ ان کا ہر طرف سے گھیر لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن کے حصار میں

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اپنے ساتھیوں پر نازل ہونے والی اس مصیبت کو جب دیکھا اور قنسرین کا گورنر ان

ہاتھوں گرفتار تھا۔ جب کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کی قیادت اور باگ ڈور بھی اس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آگئی تھی۔ آپ کو یہ خوف ہوا کہ اگر کہیں وہ بدبخت ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کردینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اس ارادہ سے جب اس پر تلوار اٹھائی تو گورنر آپ رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل پر مسکرایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کو اس بے محل مسکرانا پر تعجب اور حیرانگی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کم بخت! یہ تیرے ہنسنے کا نہیں رونے کا موقع ہے تو کس بات پر اس موت کی گھڑی ہنس رہا ہے؟ اس نے کہا: میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ اب تم اپنے چند ساتھیوں سمیت قتل کردیئے جاؤ گے اور تو مجھ کو قتل کرنے کا ارادہ کررہا ہے حالانکہ اگر تو مجھ کو زندہ رکھے گا تو توں خود بھی زندہ رہے گا کیونکہ اگر میں تیرے ہاتھوں بچ جاتا ہوں تو میں تجھے بھی بچالوں گا اور اگر تو مجھ کو قتل کردیتا ہے تو تیرا بھی بچ کر جانا ممکن نہیں کیونکہ میرے سپاہیوں کے گھیرے میں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اس کے قتل کا رادہ ملتوی کردیا۔ اور اس کے قتل سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب! تم میرے اردگرد موجود رہو تم میری حمایت کرتے رہو میں تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔ اس نازل ہونے والی مصیبت پر صبر سے کام لو۔ جن لوگوں نے تم کو ہر طرف سے اپنے حصار میں لے رکھا ہے ان کی کثرت کو نہ دیکھو کیونکہ زیادہ سے زیادہ جس چیز سے تم کو ڈر ہے وہ موت ہے اور موت ہی تو ہے اور شہادت تو تمہاری آرزو اور تمنا ہے۔ آپ لوگوں کا یقین ہے کہ خالد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دے کر سرخرو ہونے کی آرزو اور تمنا رکھتا ہے تو پھر موت سے ڈر کیوں اور آپ لوگوں یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے بارہا اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا اور شہادت کے لئے ہلاکت خیز مقام پر خود کو ڈال دیا کہ شائد مجھ کو شہادت کی سعادت نصیب ہوجائے مگر۔ وائے قسمت! اے میرے ساتھیوں! اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے۔ جان لو۔ راستہ واضح ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ تم اس تک پہنچ چکے ہو۔ اور تم نے اپنی رب کریم کا راستہ پالیا ہے۔ اور تم گویا ایک ایسے گھر میں جانے کو ہو جس میں رہنے والا نہ تو کبھی اس کو موت آئے گی اور نہ وہ بوڑھا ہوگا اور وہاں ہمیشہ جوان اور زندہ رہے گا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

"لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ" (الحجر: ۴۸)

(نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں نکالے جائیں)

جبلہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی لڑائی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد جمع ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا دائرہ بنا کر اپنے اپنے حصار میں ملے لیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف ہوگئے۔ حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف اور آپ رضی اللہ عنہ کا غلام آپ رضی اللہ عنہ کی پشت کی جانب اور باقی حضرات آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قنسرین کے گورنر کو اپنے غلام ہمام رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے تاکید کی کہ اس پر

مضبوط گرفت رکھنا اور تم نے اس کے پاس سے ادھر ادھر نہیں ہونا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قبیلہ غسان کے عرب نصرانیوں کا ایک دستہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ جس کی قیادت جبلہ بن ایہم خود کر رہا تھا۔ اس کی گردن میں سونے کا طوق لٹک رہا تھا۔ جس میں جوہرات کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے بھاری بھر کم ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ اور اس کے اوپر مطلا زرہ تھی اس کے سر پر سونے کا خود تھا اور اس سونے کے خود پر جواہر کی صلیب معلق تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا نیزہ تھا۔ جس کا پھالہ ستاروں کی طرح چمک رہا تھا۔ اور عمود کا گورنر اس کے شانہ بشانہ چل رہا تھا۔ اور وہ جسمانی لحاظ سے ایک چونا گچ کی ہوئی برج کی طرح مضبوط تھا۔ اس کے ارد گرد اس مدلجہ کی قوم کے دیہاتی نوجوان تھے۔ اور ان سب کے چاروں طرف لشکر ان کو حلقہ بنائے ہوئے تھا۔

یہ عرب تو کوئی جن معلوم ہوتے ہیں

جب گورنر نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قنسرین کے گورنر کو پکڑ رکھا ہے اور اس سے جدا بھی نہیں ہو رہا۔ تو اس کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں وہ جلدی میں اس کو قتل نہ کر دے۔ وہ یہ سوچ کر جبلہ بن ایہم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: یہ عرب تو کوئی جن معلوم ہوتے ہیں کیا تو نے اس عربی کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھ کل دس آدمی ہیں اور ہماری فوج نے جو گھوڑ سواروں پر مشتمل ہے اور پوری طرح مسلح ہے ان مٹھی بھر نوجوانوں کو چاروں طرف سے اپنے حصار میں لئے ہوئے ہے مگر ان لوگوں کو اتنے بڑے لشکر کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے نہ کوئی ان کو فکر ہے اور انہوں نے ہمارے گورنر کو گرفتار کر رکھا ہے۔ اور وہ اس کے پاس قیدی کی حیثیت سے ہے۔ اور وہ قطعا اس کو رہا کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آ رہے۔ مجھ تو یہ ڈر ہے کہ وہ اس کو قتل نہ کر دیں اور اگر تم اس عربی کے پاس جاؤ اور اس سے کچھ کہو کہ تم ہمارے سردار کو رہا کر دو اور اس کو ہمارے حوالے کر دو یہاں تک کہ اس کے بدلے میں ہم تم کو قتل نہیں کریں گے جس وقت وہ ہمارے ساتھی کو رہا کر دیں گے تو ہم یکبارگی ان پر حملہ کر دیں گے اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے اور ان کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جبلہ کی گفتگو

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم دشمن کی فوج کے درمیان کھڑے تھے اس طرح محسوس ہوتا تھا جس طرح ایک وسیع و عریض صحرا کے درمیان ایک چھوٹا سا دائرہ ہو اور اس کے باوجود ہمیں بالکل فکر نہیں تھی۔ اور نہ ہی دشمن کی فوج کی کثرت سے ہم خوفزدہ تھے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر کامل یقین و بھروسہ تھا، چانک کیا دیکھتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم نے اونچی آواز میں پکارا اور ہماری طرف متوجہ ہوا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تم کون حضرات ہو؟ عرب کے مشہور و معروف لوگ ہو یا ان کے پیروکاروں میں سے ہو۔ اس سے پیشتر کہ تم لوگوں پر تباہی نازل ہو مجھ کو اس بات کے متعلق بتاؤ۔

حضرت رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہی؛ ہماری طرف سے اس کے ساتھ گفتگو کرنے والے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ! ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ ہم اہل قبلہ ہیں۔ ہم اہل اسلام ہیں، ہم اہلِ انعام ہیں۔ ہم مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو ایک بنا دیا ہے۔ اور ہم سب ایک کلمہ پر

اکٹھے ہیں اور وہ ہے۔

''لا إله إلا الله محمد رسول الله''

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری بزرگی میں اضافہ فرمادیا ہے۔

جبلہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو بہت زیادہ غضبناک ہوا اور کہا: اے عرب کے جوان! کیا تو ان عربوں کا امیر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، میں ان کا امیر نہیں بلکہ ایک سپاہی ہوں۔

جبلہ نے کہا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے کون سے صحابی ہو۔ یعنی تمہارا نسب کیا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خالد بن ولید ہوں۔ اور سردار بنو مخزوم کے نام سے مشہور ہوں۔ اور یہ میرے دائیں طرف عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ میری بائیں طرف اہل یمن کے سردار اور معزز ہیں۔ اور انصاری قبیلوں کے نامور اور بہادر نوجوان موجود ہیں۔ میں نے ہر ایک قبیلے سے اس قبیلہ سے زیادہ بہادر اور مشہور شہسوار اپنے ساتھ لیا ہے۔ اور اس لئے تو ہماری قلت کو دیکھ کر حقیر خیال نہ کر اور اپنی کثرت پر زیادہ خوش نہ ہو اور نہ زیادہ اترا۔ جنگ میں تم ہمارے نزدیک ان چڑیوں کی مثل ہو جو اپنے گھونسلوں میں چھپی بیٹھی ہوں اور شکاری اپنا جال ان پر لا کر ڈالے دے اور دو چار کے سوا سب اس کے جال میں آجائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر جبلہ بڑا غضبناک ہوا اور غصے میں آگ بگولا ہو کر بولا۔ اے ابن مخزوم! تجھ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا جب ہمارے نیزے حرکت میں آئیں گے۔ اتنا بڑا بول بولنا تم کو کتنا مہنگا ہوگا۔ اسی میدان میں ہمارے سپاہی جب تیری اور تیرے ساتھیوں کی بوٹی بوٹی کر کے پرندوں اور جنگلی درندوں کی خوراک بنائیں گے۔ اور تمہاری لاش کے ٹکروں کو صبح و شام نوچ، نوچ کر کھائیں گے تو پتہ چل جائے گا کہ تمہارا یہ کلام خود تمہارے لئے کیسے بدفال بن گیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے لئے اس میں کوئی خوف اور ڈر کی بات نہیں ہے، کیونکہ ہم دنیا میں ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اور نہ موت سے ڈرنے والے ہیں۔ شہادت تو ہماری آرزو ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اب بتلا کہ صلیب کی پرستش کرنے والے عربوں میں سے تم کس حسب ونسب کے مالک ہو؟

اس نے کہا: میں بنو غسفان کا سردار اور ہمدان کا بادشاہ جبلہ بن ایہم ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تو ہی ہے۔ اسلام سے پھرنے والا مرتد، جس نے ہدایت پر گمراہی کو اور ضلالت کو اختیار کیا ہے۔

جبلہ کہنے لگا: نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ میں نے ذلت پر عزت کو ترجیح دی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے نفس کو ذلیل کرنے پر حریص ہو اور خود کو ذلت و رسوائی سے دوچار کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ عزت و کرامت اس بدبختی میں نہیں ہے۔ عزت تو اس بقاء کے گھر میں ہے۔ جہاں ہم سب نے ایک دن جانا ہے۔

جبلہ نے کہا: اے مخزومی بھائی، زیادہ بات نہ بڑھاؤ اور سن لو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی جان کی سلامتی اس میں ہے تم اس قیدی کو چھوڑ دو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور میں تم پر صرف اس قیدی کی وجہ سے حملہ نہیں کر رہا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے حملے سے پہلے تم اس کو ہلاک نہ کر دو۔ اس لئے تم اب تک میرے ہاتھ سے بچے ہوئے ہو۔ اور اس قیدی کی بادشاہ کے نزدیک بہت عزت واحترام ہے۔ اور یہ نسب کے لحاظ سے بھی بادشاہ کے بہت قریبی رشتہ داروں میں سے ہے۔ اس لئے تو اس کو باعزت طریقہ سے رہا کر دے تا کہ اس کے بدلے ہم تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی جان بخش دیں۔ اور تم کو قتل کرنے سے ہاتھ روک لیں۔ کیونکہ تم نہایت تھوڑی مقدار میں ہو اور ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں تک اس قیدی کا تعلق ہے جو اس وقت میرے قبضہ میں ہے تو اس کو تو میں قتل کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے جو اس کے بعد تو میرے ساتھ کرے گا۔ باقی تیرا یہ کہنا کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اور ہم تمہاری تعداد کے زیادہ ہونے کے باوجود تم سے لڑائی کر کے کوتاہی کر رہے ہیں۔ تو تمہاری بات عملی طور پر انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ یہ جنگ کے اصول اور قواعد کی رو سے انصاف کے مطابق نہیں ہے۔ یقیناً میں جانتا ہوں کہ تمہاری تعداد بہت زیادہ ہے اور تمہارے نیزوں کی نوکوں اور تمہاری تلواروں کے چاروں اطراف نے ہمارا اس طرح حصار کر رکھا ہے جیسے آنکھ کے حلقہ میں پتلی کا احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ ہاں اگر انصاف پسند واقع ہوئے ہو تو آؤ تمہارا ایک ایک سوار ہمارے ایک ایک سوار کے مقابلہ میں میدان میں آجائے۔ پھر دیکھ لیتے ہیں کہ قلت و کثرت کا بھی پتہ چل جائے گا اگر تم نے ہمیں مار ڈالا تو تمہارا قیدی آسانی سے تم کو مل جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح عطا فرمائی اور ہمیں تم پر غلبہ فرما دیا۔ کیونکہ فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے تو اس صورت میں چونکہ تم خود اپنے قیدی سے پہلے اپنے انجام کو پہنچ جاؤ گے تو اس لئے اس کی ہلاکت تم پر بھاری نہیں گزرے گی۔

جبلہ کی عمودیہ کے گورنر کو صورتحال سے آگاہ کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جبلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر اپنا سار جھکا لیا اور یہ تمام باتیں جو اس کے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی تھیں عمودیہ کے گورنر کو بتانے کے لئے چلا گیا۔ عمودیہ کے گورنر نے جب جبلی کی زبانی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ طیش میں آگیا اور اپنی تلوار نیام سے باہر نکال لی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سردار کی اس حرکت سے اندازہ لگایا کہ اس کا ارادہ لڑائی کرنے کا ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار میان سے نکال لی اور تیار ہو گئے۔ مگر جس وقت عمودیہ کے گورنر نے لڑنے کے ارادے سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے لگا تو جبلہ نے اس کو روک دیا اور اس سے صلیب کے نیچے کھڑا کر کے خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔

جبلہ کہنے لگا: اے مخزومی سردار! جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ جنگ انصاف کا تقاضا کرتی ہے مگر یہ بنو اصفر رومی لوگ بالکل جنگلی اور بھیڑ بکریوں کی طرح ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ میں نے وہ تمام باتیں جو میرے اور تیرے درمیان ہوئی تھیں ان کو بتائیں اور وہ میدان میں نکل کر آپ کے ساتھ ایک ایک کر کے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ پس تم میں سے

جو شخص کے ساتھ مقابلہ کو پسند کرتا ہو وہ میدان میں نکلے اور لڑائی کے لئے سامنے آئے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خود میدان میں نکلنے کا ارادہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ خود میدان میں نکل کر مقابلے کی دعوت دے۔ کہ ہے کوئی مقابلہ کرنے والا تو مقابلے کے لئے نکلے۔ لیکن حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور کہا:

اے ابو سلیمان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم! اس قوم روم کے ساتھ مقابلہ کے لئے میرے سوا کوئی نہ نکلے، میں ان سے پوری طرح کوشش سے لڑوں گا۔ شاید مجھ کو اس لڑائی میں شہادت نصیب ہو جائے۔ اور میں اپنے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر خود نکلنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو اپنے اوپر ترجیح دی۔ اور آپ کی تحسین فرماتے ہوئے دعائیں دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے مرتبہ ومقام کو بلند فرمائے اور تمہاری کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کو بہترین اجر وجزا عطا فرمائے۔

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کے لئے نکلنا

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے درمیان میں سے نکلے، آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے عطا کردہ گھوڑے پر سوار تھے جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو جنگ اجنادین کے اموالِ غنیمت میں سے دیا تھا۔ یہ گھوڑا نصرانی عربوں کی قوم بنو لخم اور بنو حذام کے گھوڑوں کی نسل سے تھا جو چٹان کی طرح مضبوط اور ستونوں کی طرح دراز قد تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ دوہری زرہ پہنی ہوئے تھے۔ اور ہاتھ میں مضبوط نیزہ تھامے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو دونوں لشکروں۔ رومیوں عرب عیسائیوں کی صفوں کے درمیان خوب دوڑایا تا کہ اس کی تیزی ختم ہو جائے اور اس میں اعتدال آ جائے۔ جب گھوڑے کا جوش معتدل ہوا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف توجہ کی اور ان کو مقابلے کے لئے للکارا۔ اور میدان میں آنے کی دعوت دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عیسائیو! سنبھل جاؤ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

أنا ابن عبد الله ذى المعالى — والشرف الفاضل ذى الكمال

أبى المجيد الصادق المقال — أدين هذا الدين بالفعال

"میں بلند مرتبہ والے عبداللہ کا بیٹا ہوں جو بڑے فضل وکمال والے ہیں۔ میرے والد ماجد آزاد اور بات کے سچے آدمی ہیں جنہوں نے اپنے عمدہ کاموں اور اعلیٰ کردار سے دین اسلام کو زینت عطا کی۔"

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مقابل کو طلب فرمایا۔

پانچ رومی شہسوار سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں واصل جہنم

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روم کے بہادروں میں سے ایک کے بعد ایک یہاں تک کہ پانچ شہسوار میدان میں نکلے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ایک ہی وار میں ان کا خاتمہ کر دیتے تھے۔ جب رومیوں کے پانچ نامور شہسوار مارے گئے تو اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے لشکر کے درمیان ہلہ بول دیا۔ جبلہ بن ایہم خود میں میدان میں کود پڑا اور سخت غضبناک ہو کر غصے کے عالم میں کہا: اے لڑکے تو اپنے عمل و کردار میں حد سے بڑھ رہا ہے اور جنگ کی حدود سے تجاوز کر رہا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے۔ سرکشی کرنا ہماری عادت کے خلاف ہے۔ اور بغاوت کرنا ہماری طبیعتوں کا خاصہ نہیں۔ جبلہ نے کہا: کیوں نہیں۔ تو نے ہمارے مقتولین کی لاشوں سے میدان کو بھر دیا ہے۔ میں اس لئے نہیں نکلا ہوں کہ تم سے جنگ کروں کیونکہ تو میرا اہم مقابل نہیں ہے بلکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے یہ بتلادوں کہ ہمارے ساتھی تم سے لڑ رہے ہیں جب بھی تیرے ساتھ مقابلہ کے لئے ہمارا کوئی ساتھی نکلتا ہے تو تیرے ساتھیوں میں سے کوئی ساتھی تیری مدد کے لئے آجاتا ہے اور یہ چیز انصاف کے خلاف ہے اور نہ یہ اشراف کی عادت ہے۔

جبلہ کی دھوکہ دینے کی ناکام کوشش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے جب جبلہ کی یہ باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور فرمایا: اے ابن ایہم! تو مجھ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے جب کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تربیت یافتہ سپاہی ہوں اور سپاہ گری کے فنون میں آپ رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہوں۔ بہت سے جنگی معرکوں میں حاضر ہو چکا ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت جنگیں کر چکا ہوں۔

جبلہ بن ایہم نے کہا: میں دھوکہ نہیں دینا چاہتا بلکہ میں نے تو ایک سچی بات کہی ہے۔

یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو پھر خود میدان میں نکل اور تیرے ساتھ تیرا کوئی اور ساتھی بھی ہو اور تم دونوں مل کر میرا مقابلہ کرو اور میرے ساتھ جنگ کرو تو میں ان شاء اللہ تم دونوں کے لئے اکیلا ہی کافی رہوں گا۔

جبلہ نے جب یہ دیکھا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اس کے دھوکے اور چکمے میں نہیں آتے تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے کردار، جرأت اور نیزہ بازی کی مہارت اور آپ رضی اللہ عنہ کی کم سنی کے باوجود بہادری کے جوہر دکھانا۔ شجاعت کا مظاہرہ کرنا اور ہوشیاری دیکھ کر حیران رہ گیا اور اونچی آواز سے کہا: اے نوجوان: کیا تم کو رغبت ہے کہ میں تیری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤں اور تم کو آب عمودیہ میں اشنان کراؤں اور غسل دے کر نکالوں تا کہ تیرے گناہ ختم ہو جائیں اور تو گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر نکلے جس طرح بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ پھر تو صلیب کے گروہ میں شامل ہو جا اور دین مسیح کے پیروکاروں میں شامل ہو کر بادشاہ کے خاص مقربین میں سے ہو جا اور رحم دل بادشاہ سے انعام و اکرام حاصل کر اور میں اپنی لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کر دوں گا

اور تو میرے نزدیک میرے بیٹے کی طرح ہو جائے گا اور میں تجھ پر انعامات کی بارش کر دوں گا اور میں وہ آدمی ہوں جس کی تعریف میں تیرے نبی کے دربار کے شاعر حضرت حسان نے کی انہوں نے میرے متعلق کہا تھا:

أن ابن جفنة من بقية معشر — لم تغذهم آباؤهم باللوم
يعطي الجزيل ولا يراه بأنه — إلا كبعض عطية المذموم
لم ينسني بالشام إذ هو بارم — يوما ولا متنصرا بالروم
أن جئته يوما تقر بمنزل — تسقى براحته من الخرطوم

'بنو جفنہ کا فرزند اس جماعت کی یادگار ہے جن کے آباؤ اجداد ملامت نہیں کئے گئے۔ وہ عمدہ عطا کرنے والے تھے اور وہ نہ دیکھتے تھے مگر تھوڑا دینے کو برا۔ (یعنی وہ کم دینے کو برا خیال کرتے تھے) وہ شام کے ساتھ نہ بھلائے گئے جب وہ کسی دن صبح کے وقت اترے اور نہ ہی وہ روم کے ساتھ مدد کئے گئے۔ جب وہ کسی دن تیرے پاس آئیں تو ان کے مقام و مرتبہ کا خیال رکھا وہ اپنی راحت سے تجھ کو سیراب کر دیں گے۔''

پس اے نوجوان! جلدی کر جو مراعات میں نے تجھ پر پیش کی ان کو حاصل کرنے میں۔ اور خود کو ہلاکت سے بچا لے اور اس کے بعد تو امن کی زندگی گزارے گا اور ہمیشہ کی عیش و عشرت تجھ کو میسر آئے گی۔ پس میں اس آفر کو قبول کرنے میں جلدی کر۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے اس کی پیش کش سنی اور فرمایا:

''لا إله إلا الله وحده لا شريك له''

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں)

اے لئیم کے بیٹے! تیرے لئے ہلاکت ہو۔ کیا تو مجھ کو ہدایت سے ضلالت و گمراہی اور ایمان سے کفر کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسلام ان کے دل میں قرار پکڑ گیا اور انہوں نے سیدھے اور ٹیڑھے راستہ میں فرق کو پہچان لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصدیق کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والے ہیں۔

اب لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ اگر جنگ ہی تیرا مقصود ہے تو میں تجھ کو ایسی کاری ضرب لگاؤں گا جس سے تیری موت کو تجھ پر معجّل کر دوں گا۔ اور تیرے ناپاک خون سے خاک کو آلودہ کر دوں گا۔ عرب اس بات سے راحت پائیں گے کہ تیرے جیسا شخص اہل عرب کی طرف اپنے نسبت کرے گا کیونکہ تو صلیب کا پجاری ہے۔

جبلہ بمقابلہ ابن صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

جبلہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو غصہ میں لال پیلا ہو گیا اور غضبناک ہو کر اپنی تلوار کھینچ لی اور نیزہ سنبھال کر آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا چاہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا وار کاٹ کر اس پر جوابی حملہ کر دیا۔ دونوں حریف نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے اور خوب بہادری اور شجاعت سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کافی دیر تک دونوں یوں ہی شجاعت و بہادری

کے جوہر دکھاتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاتھ نیزہ اٹھانے میں سستی کرنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے نیزہ پھینک دیا اور تلوار کو میان سے نکال لیا یوں دونوں ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے نہایت پھرتی سے جبلہ کے نیزے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا نیزہ ٹوٹ دور جا گرا، جبلہ نے نیزہ کا بقیہ حصہ پھینک دیا اور تلوار نکال لی، جبلہ کے پاس کندہ کی وہ تلوار تھی جو ان کی یادگاروں میں سے ایک تھی جو ان کو قوم عاد کی باقی ماندہ اشیاء میں سے ملی تھی اور وہ اس کے پاس چلی آ رہی تھے۔ تلوار بجلی کی طرح چمکتی تھی۔ اور جس پر پڑتی اس کو دو ٹکڑے کر کے رکھ دیتی تھی۔ اس کو نے اپنی اس تلوار سے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما پر حملہ کر دیا۔

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے صغر سنی کے باوجود جبلہ کے مقابلے میں صبر واستقلال کا خوب مظاہرہ کیا۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ تازہ دم، کہنہ مشق، شہسوار کے ساتھ بڑی مہارت سے داؤ پیچ استعمال کر رہے تھے حالانکہ اس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ رومیوں کے پانچ نامور شہسواروں کا تن تنہا بغیر کسی مددگار اور اعانت کے مقابلہ کر کے ان کو واصل جہنم کر چکے تھے۔

سیدنا عبدالرحمن بن ابکر صدیق رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا

لوگ یہ دیکھ کر تعجب کا اظہار کر رہے تھے کہ جنگ کا معاملہ ان دونوں کے درمیان سخت سے سخت ہوتا جا رہا ہے آخر ایک وقت ایسا آیا کہ دونوں بہادروں کی تلواریں ایک ساتھ بلند ہوئیں پس اتنا ہوا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی تلوار ذرا جلدی جبلہ کے سر پر لگی جس سے اس کی ڈھال کو کاٹتی ہوئی خود تک پہنچی اور خود کو کاٹ کر اس کے سر میں زخم کر دیا۔ دوسرے طرف جبلہ کہ تلوار حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی زرہ پر لگی اور زرہ کو کاٹتی ہوئی آپ رضی اللہ عنہ کو گہرا زخم کر گئی۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے زخم آنے کے باوجود حوصلے سے کام لیا اور گھوڑے پر سوار رہا۔ ایسا تاثر دیا کہ گویا آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی زخم آیا ہی نہیں۔ پھر بڑی تیزی کے ساتھ واپس مڑے اور گھوڑے کی باگیں پیچھے کی جانب کیں اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور دوسرے مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ مسلمانوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں دیکھا تو فوراً گھوڑے سے نیچے اتارا اور زخم کو مضبوطی سے باندھ دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قنسرین کے گورنر کو قتل کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما! میرا خیال ہے کہ جبلہ کی تلوار سے آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی کاری زخم لگ گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں ایسا ہی ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو لگنے والی ضرب دکھائی اور جو کچھ آپ کو زخم آیا وہ دکھایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے باپ کے حق اور آپ رضی اللہ عنہ کے صدق کی قسم! میں جبلہ کو اس طرح دردناک زخم پہنچا کر دم لوں گا جس طرح ہم آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے درد میں مبتلا ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ہمام کو زور سے آواز دی اور فرمایا اس مشرک کو میرے پاس حاضر کرو۔ قنسرین کے گورنر کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار کا وار کر کے اس کا سر قلم کر دیا۔

رومیوں نے جب اپنی ریاست کے گورنر کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اس طرح ذلت کے ساتھ قتل ہوتے دیکھا تو انہیں اس کا بہت زیادہ غم ہوا ار جبلہ ابن ایہم غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور کہا: تم لوگوں نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے اس لئے اب تمہیں ضرور اس کا مزا چکھا کر دم لیں گ۔ پھر اس نے چیخ چلا کر عرب کے نصرانیوں اور رومیوں کو جنگ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ ان مسلمانوں کا کوئی فرد یہاں سے بچ کر نہ جانے پائے۔ رومی سپاہی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے صلیب کو آگے کر کے جنگ کا طبل بجا دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں کو اکٹھے رہنے کا حکم

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ہمام کو آواز دے کر فرمایا: اے ہمام! تو نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی حفاظت پر رہنا ہے اور ان کے سامنے اس طرح کھڑے ہو جانا ہے کہ جو دشمن ان کی طرف آئے، حملہ کرے تو اس کی گردن اڑا دینی ہے اور ان کا ہر طرح سے دفاع کرنا ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی اکیلا نکل کر حملے کرنے کی کوشش نہ کرے تم سب میرے ارد گرد جمع رہو میں جلد بازی کرنے والا نہیں ہو فتح اور نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد جمع ہو گئے ان میں سے ہر شخص زندگی کی امید ختم کر کے کامیابی سے تقریباً ناامید ہو چکا تھا۔ رومیوں اور عرب نصرانیوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان بھی بڑے صبر و استقلال اور جوانمردی کے ساتھ جرأت و بہادری کی مثالیں قائم کر رہے تھے اور لڑائی پورے جوبن پر جاری تھی۔

حضرت ربعیہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ، رومیوں کی فون کا کوئی دستہ جب بھی ہماری طرف سیلاب کی طرح بڑھتا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بذات خود تلوار کے زور سے ان کو ہم سے دور کر دیتے تھے اور وہ منتشر ہو جاتے۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ جنگ نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ ہم کو اس سے نجات کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ گویا ہم کو موت سر پر منڈلاتی نظر آ رہی تھی۔ صورتحال اس طرح گھمبیر ہو گئی تھی کہ ہمیں اب سخت پیاس محسوس ہونے لگی اور گرمی سے ہمارے پسینے بہنے لگے تھے۔

جنگ کی شدت اور بابرکت ٹوپی کا نہ ہونا

حضرت رافع بن عمیر الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب اس طرح کی صورتحال دیکھی تو میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوسلیمان! معلوم یوں ہوتا ہے قضائے الٰہی سے آ گئی ہے۔ اب ہم لوگ شہادت کے منصب پر فائز ہوا چاہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ۔ اے ابن عمیرہ رضی اللہ عنہ! تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ پھر فرمایا:

''لانی نسیت القلنسوۃ المبارکۃ ولم اصحبھا معی''

(یقیناً بے شک میں، وہ بابرکت ٹوپی بھول گیا ہو جس ہو ہمیشہ میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔)

زندگی موت کے ہاتھوں ہارنے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنگ کا معاملہ انتہائی سنگین اور نازل صورت حال اختیار کر گیا تھا۔ اب صبر کا دامن چھوٹنے لگا تھا۔ زندگی موت کے ہاتھوں ہارنے لگی تھی۔ شہادت کا پیالہ اب ہونٹوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ دوسری طرف مشرکین کی ہلاکت اور تباہی بھی بہت زیادہ گویا تھوک کے حساب سے تھی۔ جنگ کی چکی پورے جوبن پر گھوم رہے تھی آتش جنگ ایسی بھڑک رہی تھی، تلواریں چمک رہی تھیں، اور مردوں کے سر گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے، زمین لاشوں سے بھر گئی تھی۔ توحید کے چند متوالے تثلیث کے بندوں کے بہت بڑے لشکر کے حصار میں اس طرح تھے گویا کہ ان کے قیدی ہیں۔

فتح ونصرت کی غیبی آواز

رومی فوج تابڑ توڑ حملے کر رہی تھی، تلواریں اپنا اپنا کام دکھا رہی تھیں کہ اچانک ایک منادی نے آواز دی اور ایک غیر مری (نہ دیکھی جانے والی) آواز آئی۔ نہ ڈرنے والا ذلیل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا مدد پا گیا۔ اے حاملین قرآن، رحمان کی طرف سے تمہارے لئے فتح اور کشائش آ گئی ہے، صلیب پرستوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے فتح اور نصرت پہنچ گئی ہے۔

صورت حال اس طرح تھی کہ کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ تلواریں اپنا کام دکھانے میں مصروف تھیں۔ دونوں طرف سے ہر شخص اپنے مدمقابل کے سامنے پورے صبر استقلال کے ساتھ ڈٹا ہوا تھا۔ اور پورے عزم واستقلال کے ساتھ داد شجاعت دے رہا تھا، بہادری کے جوہر دکھا رہا تھا۔ جنگ کی آگ پورے جوبن سے گرم ہو رہی تھی۔ لوگوں کو شدید پیاس نے گھیر رکھا تھا اور ہر فریق دوسرے کو زیر کرنے میں مصروف عمل تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں حکم

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت اسحاق بن عبداللہ حضرمی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ میں اجنادین کی جنگ میں اور دوسری جنگوں میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رہا ہوں۔ اسی طرح قنسرین اور حلب کی جنگ میں بھی میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑی جانے والی ہر جنگ میں فتح ونصرت ہی دیکھی تھی۔

ہم شیزر کے پڑاؤ میں خیموں میں سوئے ہوئے تھے کہ ایک رات ایسا ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے کیمپ میں آرام کر رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ اچانک اٹھے اور چلا چلا کر مسلمانوں کو بلانے لگے۔ اور منادی کرنے لگے کہ مسلمانو جہاد کے لئے نکلو، جہاد کے لئے نکلو، کیونکہ ہمارے مجاہدین دشمن خدا کے گھیرے میں ہیں۔ ان کی امداد کو جلدی نکلو۔

مسلمان مجاہدین حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر چاروں طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اور پوچھا اے امیر! کیا ہوا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھڑک کر اور سخت ترین لہجے میں فرمایا:

"یا ابن الجراح أتنام عن نصرة القوم الکرام فقم والحق بخالد بن الولید رضی اللہ عنہ فقد أحاط بہ القوم اللئام وانک تلحق بہ أن شاء اللہ تعالی رب العالمین"

"اے ابن جراح رضی اللہ عنہ! تم معزز لوگوں کی مدد کرنے کے چھوڑ کو یہاں سوئے ہوئے ہو پس اٹھو اور خالد رضی اللہ عنہ سے جا ملو کیونکہ کمتر لوگوں نے برتر لوگوں کا حصار کر رکھا ہے۔ ان شاء اللہ تم اللہ رب العالمین کی مشیت سے ضرور اپنے معزز ساتھیوں سے جا ملو گے۔"

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سنا تو فوراً اپنے ہتھیاروں اور اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور مسلح ہو کر جلدی سے ننگی پشت اور زین والے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کے لئے تیزی سے چل پڑے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیوی ام تمیم رضی اللہ عنہا کا ٹولی لے کر جانا

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لشکر کے ہراول دستے میں تھے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شہسوار تمام لوگوں سے آگے آگے سرپٹ گھوڑا دوڑائے ہوئے جا رہا ہے۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بعض گھوڑ سواروں کو فرمایا کہ وہ شہسوار جا رہا ہے اس سے جا کر ملیں اور پوچھیں کہ وہ کون ہے؟ ان گھوڑ سواروں نے پوری کوشش کی مگر یہ لوگ اس شہسوار تک پہنچنے میں ناکام رہے۔ کیونکہ اس کا گھوڑا نہایت تیز رفتاری کے ساتھ جا رہا تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے گمان کیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد کے اور رہنمائی کے لئے بھیجا ہے جو ہمارے آگے آگے نہایت تیزی سے جا رہا ہے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہمارے گھوڑ سوار اس شہسوار کو ملنے سے عاجز آ گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے بآواز بلند اس شہسوار سے کہا: اے تیز رفتار شہسوار، اے بہادر و نڈر شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اپنی جان کو اس قدر مشقت اور تکلیف میں مبتلا نہ کر اور نرمی کا مظاہرہ کر۔

شہسوار کا ٹھہر جانا

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر وہ شہسوار ٹھہر گیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شہسوار تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو پہچان لیا تو فرمایا: اے ام تمیم تمہیں ہمارے آگے آگے چلنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟

ام تمیم رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے امیر! میں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ زور زور سے آواز دے رہے ہیں کہ

خالد رضی اللہ عنہ کا دشمنوں نے گھیراؤ کر لیا ہے تو میں نے دل میں سوچا کہ خالد کبھی دشمنوں سے مغلوب نہیں ہو سکتے کیونکہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس موجود ہیں ان کی برکت اور وسیلہ سے وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتے اور نہ کبھی ان کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ پھر اچانک میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وہ ٹوپی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک ہیں گھر میں پڑی ہے پس میں سمجھ گئی کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر یہ مصیبت کیوں آئی ہے۔ پس میں نے وہ مبارک ٹوپی لی اور پوری تیزی اور جلدی کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ام تمیم! تم چلو تم پہنچو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کام میں برکت دے اور آپ رضی اللہ عنہ کی مدد فرمائے۔

ام تمیم رضی اللہ عنہا کے گھوڑے کا شہبازوں کی طرح اڑتے جانا

حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: میں قبیلہ مذحج کی عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کر رہی تھی اور ہمارے گھوڑے شہبازوں کی طرح اڑتے ہوئے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ گئیں جہاں سخت گرد و غبار دکھائی دے رہا تھا۔ جہاں جنگ ہو رہی تھی، نیزے چمک رہے تھے اور تلواریں اس طرح دمک رہی تھی جس طرح آسمان پر ستارے چمکتے ہیں۔ مسلمانوں کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ یہ حالات دیکھ کر ہم پر معاملہ نہایت ناگوار گزرا اور ہم نے سوچا کہ دشمنوں نے مسلمانوں پر غلبہ پالیا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیا اور دشمن پر ہلہ بول دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔

کفار کی ہر طرف چیخ و پکار

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس وقت اپنی زندگیوں سے ناامید ہو گئے تھے اور موت کو یقینی سمجھ بیٹھے تھے کہ اچانک ہم نے کلمہ طیبہ اور نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں تو ہم نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت پہنچ آئی ہے۔ ان شاء اللہ اب کشائش ہوگی، گھٹن دور ہوگی، فتح ہمارا مقدر ہوگی۔ پھر کیا تھا چند منٹوں میں مسلمانوں نے رومیوں کے لشکر کا گھیراؤ کر لیا اور تلوار زنی شروع کر دی اور چاروں اطراف سے دشمنوں کے کشتے کے پشتے لگا دیئے۔ ہر طرف دشمن کی چیخ و پکار اور آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں اور دشمنوں کا ایک عجیب شور شرابا تھا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس بابرکت ٹوپی کا پہنچنا

حضرت مصعب بن محارب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ صلیب کے پجاری میدان چھوڑ کر بھاگنا شروع ہو گئے اور میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی پشت پر پوری طرح جم کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور گردن مبارک بلند کر کے تکبیر کی آوازوں کو سن رہے کہ اور دیکھ رہے ہیں کہ یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں۔ کیونکہ گرد و غبار کی وجہ سے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک شہسوار تیز رفتاری کے ساتھ آتے ہوا

دکھائی دیا اور وہ شہسوار رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا سیدھا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف آرہا تھا۔ وہ شہسوار رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا بڑی سرعت رفتاری کے ساتھ دشمنوں کو مسلمانوں سے دور کرتا ہوا میدان صاف کرتا ہوا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا یہاں تک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس شہسوار کی طرف بڑھے اور فرمایا: تم کون ہو؟ اس شہسوار نے جواب دیا اے ابو سلیمان! میں ام تمیم آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہوں، میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ ٹوپی لے کر حاضر ہوئی ہوں جس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ فتحیاب ہوتے ہیں۔ لیجئے! اپنی ٹوپی مبارک، اور اس کو سر پر پہن لیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: واللہ یہ دن آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھنا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اس ٹوپی کو بھول آئے تھے۔

جب حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہا نے وہ ٹوپی آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ ٹوپی اپنے ہاتھ میں لی اور اس ٹوپی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک تھے نور نکل رہا تھا۔ گویا کہ آسمانی بجلی چمک رہی ہو۔

گیسوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس مبارک ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملے میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ اگلی صفوں کو پیچھے کی صفوں میں دھکیل دیا۔ دوسرے مسلمان مجاہدین نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اس جانثاری کا مظاہرہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دشمن دم دبا کر بھاگ گیا اور محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ ہر طرف زخمیوں کی قطاریں لگیں بڑی تعداد میں مشرکین کو قیدی بنا لیا گیا۔ سب سے پہلے جان بچا کر بھاگنے والا مرتد جبلہ بن ایہم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے عرب کے نصرانی تھے۔

راوی کہتے ہیں: جب مسلمانوں نے مشرکوں کے تعاقب سے واپسی کی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مجاہدین کو سلام پیش کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے مسلمانوں کو کفار کے شر سے محفوظ رہا اور ان کی مدد فرمائی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بدن مبارک پھول کی طرح بنا ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے مصافحہ کیا اور فتح پر مبارک باد پیش کی اور فرمایا:

"اے ابوسلیمان! آپ رضی اللہ عنہ نے خوب بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔ اللہ اللہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیاس بجھالی ہے اور اپنے رب کریم کو اچھی طرح راضی کر لیا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! میری رائے ہے کہ ہم فوراً قنسرین اور عواصم کی طرف پیش قدمی کریں۔ تمام مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے پر لبیک کہا اور عرض کیا: اے امین الامۃ یہ بہترین مشورہ ہے۔

عواصم اور قنسرین کی طرف پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اسلام کے بہادروں کا انتخاب کر کے ایک ہراول دستہ ترتیب دیا اور حضرت عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ کو اس کی قیادت سونپی اور ان سے فرمایا: قنسرین اور اس کے دیہاتوں کی طرف چل دیں اور ان پر چڑھائی کر دیں۔ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیں اور چھوٹوں کو قیدی بنا لیں، اور ان کے اموال کو مال غنیمت کے

طور پر اپنے قبضہ میں لے لیں۔ مگر جب یہ ہراول دستہ قنسرین پہنچا تو اہل قنسرین نے اس ناگہانی آفت کو دیکھا جوان پر نازل ہوئی تو انہوں نے دروازے بند کر لئے اور جزیہ ادا کرنے اور صلح کرنے کے لئے درخواست کی جس کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی اجازت سے منظور کر لیا گیا اور ایک صلح نامہ لکھ کر ان کے سپرد کر دیا گیا۔ جس میں تحریر تھا کہ ہر بالغ شخص پر چار دینار اور اگر دینار نہ ہوں تو پھر اڑتالیس درہم ادا کرنا ہوں گے جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالمالک بن محمد بن ابی عبداللہ نے ہم کو بتایا کہ حضرت سلمان بن علی کہتے ہیں: قنسرین اور حاضر کے قیدیوں میں میں بھی شامل تھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب اموال غنیمت کا پانچواں حصہ نکال کر دربار خلافت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تو اس خمس میں قیدی بھی شامل تھے۔ جب ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میں نے سنا آپ رضی اللہ عنہ اپنے اہل مجلس سے فرما رہے تھے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم اس قیدی کو مکتب میں مردوں کو تعلیم دینے کے لئے مقرر کر دیں اور ان کا معمول یہ تھا کہ وہ قیدیوں کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیتے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے یہ قیدی آپ رضی اللہ عنہ کی تحویل میں دیا اور تم اس کو ابن حارث انصاری کی حویلی میں داخل کر دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اسی طرح کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اس کے مطابق عمل جاری رہا۔

مسلمانوں کی فتح

جب قنسرین اور حاضر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مسلمان مجاہدین کے ہاتھ فتح کر دیا تو اس میں سے قنسرین کا شہر صلح سے اور اس کا دیہاتی اور مضافاتی علاقہ جنگ سے فتح ہوا۔ اور جب یہ شہر فتح ہو گئے اور مسلمانوں کو مال غنیمت بھی حاصل ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تم سب پر رحم فرمائے، آپ لوگ اپنی اپنی دانست اور عقل اور رائے سے مجھ آگاہ کرو کہ ہمارا اگلا ہدف اور پیش قدمی کیا ہونی چاہیے۔ اور لشکر کے امیر کی اپنی فوج سے مشاورت اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ"

(اور کاموں میں مشورہ کر لیا کریں اور جب کسی کام کا ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں)

کیا ہمیں اس وقت حلب کی طرف پیش قدمی کرنا چاہئے، یا انطاکیہ اور اس کے سرداروں سے نبرد آزمائی کرنی چاہئے۔ یا ہمیں واپس لوٹ جانا چاہئے۔

مسلمانوں نے کہا: اے امیر! ہم حلب اور انطاکیہ کی طرف کیسے جا سکتے ہیں؟ اور ہرقل سے کس طرح جنگ چھیڑ سکتے ہیں۔ جب کہ ہمارے اور اہل شیرز، حماۃ، رستن حمص اور جوسیہ کے درمیان جو صلح ہوئی ہے اس کی مدت ختم ہونے والی ہے۔ اور اس

میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اس مدت میں انہوں نے بھرپور جنگی تیار کرلی ہے اور اپنے قلعوں کو خوب مضبوط کرلیا ہے اور خود کو مضبوط حصار میں کرلیا ہے۔ اور اچھی طرح طاقت ور ہوگئے ہیں۔ اروا پنے شہروں میں کھانے پینے کی اشیاء اور غلہ کی کافی مقدار جمع کرلی ہے۔ اور اپنے لشکر اور فوجوں کو بہترین اسلحہ اور ہتھیاروں سے مسلح کرلیا ہے اور ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم ان حالات میں کسی اور ملک کی طرف نئی مہم کا آغاز کردیں تو یہ تمام شہر جو ہمارے قبضہ میں ہیں۔ ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائیں کیونکہ یہ لوگ ان شہروں میں غارگری مچادیں گے، خصوصا بعلبک والے کیونکہ دوسرے شہروں کی بہ نسبت یہ زیادہ جنگجو، بہادر اور سخت ہیں اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ ان حالات میں سوچی سمجھی تجویز یہی ہے کہ ہم ان ہی شہروں کی طرف رجوع کریں اور اپنی توجہ ان ہی شہروں پر رکھیں اور جیسے ہی جنگ بندی کی مدت ختم ہو ان سے جنگ کا اعلان کردیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں ان شہروں کو فتح فرمائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ امیر لشکر اسلامی کا اپنے رائے سے رجوع

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رائے کو تسلیم کیا اور اپنی رائے سے ان کی رائے کی طرف رجوع فرمالیا۔ انہی کی رائے پر عمل کرتے ہوئے چلنے کا اعلان کردیا۔

بعلبک کی فتح

اہل اسلام کی بعلبک کی جانب پیش قدمی

جب مسلمانوں ان شہروں کے قریب پہنچے تو ان کو ایسے ہی پایا جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اظہار خیال کیا تھا۔ ان شہروں کے لوگوں نے اسلحہ اور خوراک کا بڑے پیمانے پر انتظام کرلیا تھا۔ اور گندم، جو اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں ذخیرہ کرلی تھیں گویا وہ کسی طویل ترین جنگ کے لئے تیار تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ارادہ حمص کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا نہ تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو دیکھا کہ حمص والے قلعہ بند ہو چکے ہیں۔ اور وہ انہوں نے مضبوط پوزیشن حاصل کرلی ہے۔ روم کے بادشاہ نے ایک طاقت ور، جنگجو کمانڈر مریس جو اس کے رشتہ داروں میں سے تھا کو بہت بڑا لشکر دے کر حمص کی طرف بھیجا ہوا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو بطل جلیل تھے حمص کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا اور انہیں وہیں چھوڑ کر خود بعلبک کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ بعلبک کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک بہت بڑا قافلہ آرہا ہے۔ یہ تاجروں کا قافلہ تھا جو تجارتی سامان لے کر بعلبک کی طرف آرہا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دور سے دیکھ کر فرمایا: یہ کون سا لشکر ہے؟ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے لئے کچھ سواروں کا ایک دستہ بھیجا، ان شہسواروں نے آکر خبر دی کہ یہ روم کے قافلوں میں سے ایک قافلہ ہے جو ساز و سامان کے ساتھ یہاں پہنچا ہے۔

حضرت شداد بن عدی تنوخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس قافلہ کے پاس سامان تجارت کے علاوہ شکر کے بورے سب سے زیادہ تھے اور وہ یہ ساز و سامان اہل بعلبک کے لئے لا رہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر سنی تو فرمایا کہ بعلبک ہمارے لئے دارالحرب ہے ہمارے اور اس کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ اور یہ ساز و سامان سب غنیمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجا ہے۔

قافلہ کا گھیراؤ اور شکر چینی پر قبضہ

حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے قافلہ کو گھیر لیا اور ان کے پاس، شکر، دیسی چینی، گھر، انجیر وغیرہ کے چار سو بورے تھے جس پر ہم نے قبضہ کرلیا اور ان لوگوں کو قیدی بنالیا۔

اہل قافلہ سے سلوک

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قافلے والوں کو قتل کرنے سے گریز کرنا اور ان سے فدیہ وصول کر کے ان کو چھوڑ دو، چنانچہ

ہم نے ان سے سونا، چاندی اور کپڑے وغیرہ فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔ اور شکر سے عصیدہ اور گھی، شکر اور زیتون کے تیل سے فالودہ تیار کر لیا۔ جب ہم نے صبح کی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بعلبک کی طرف پیش قدمی کرنے اور وہاں جا کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ قافلے میں شامل کچھ لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے انہوں نے بعلبک والوں کو جا کر اس ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

اسلامی فوج اور بعلبک کی رومی فوج آمنے سامنے

روای کا بیان ہے کہ بعلبک کے گورنر اعظم ہربیس مقرر کیا گیا تھا۔ جو ایک بہادر، تنومند، بڑی ڈیل ڈول کا مالک تھا۔ جب اس کے پاس یہ اطلاع پہنچی تو اس نے شہر کے تمام مردوں کو اکٹھا کیا اور انہیں ہتھیاروں سے لیس ہونے اور تیار رہنے کا حکم دیا۔ وہ ان لوگوں کا لشکر لے کر خود ان کی قیادت کرتا ہوا قافلہ والوں کو چھڑانے کے لئے میدان میں نکلا۔ اس کو یہ پتہ نہیں تھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کو لے کر اس کی طرف آ رہے ہیں۔

جب دوپہر کا وقت ہوا تو ان دونوں لشکروں میں آمنا سامنا ہو گیا۔ ہربیس کے لشکر میں سات ہزار سوار تھے۔ اور اس کے پیچھے دیہات کے رہنے والے، شہر کے عوام اور بازاری لوگ ان کے علاوہ تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ہراول دستے نے جب ان کو آتا دیکھا تو دشمن دشمن کی آوازیں لگاتے ہوئے جنگ کا بگل بجا دیا۔ اور نہایت تیزی کے ساتھ اسلام نے شیر ان پر ٹوٹ پڑے اور بڑی تیزی سے ان پر دھاوا بول دیا۔ اسلام کے نامور شہسواروں نے اسی لشکر کی جانب پیش قدمی شروع کر دی اور تیر اندازی شروع ہو گئی، تلواریں نکل آئیں۔ دوسری جانب ہربیس نے اپنے لشکر کی صف بندی کرتے ہوئے جنگ کی پوزیشن سنبھال لی۔ ہربیس نے سپہ سالاروں نے ہربیس سے کہا کہ ان عربوں کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔؟

ہربیس نے کہا: میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا تا کہ ہمارے متعلق اگر ان کے دلوں میں کوئی طمع اور لالچ ہے تو وہ نکل جائے اور وہ ہمارے شہروں کا رخ نہ کر سکیں۔ اس نے ایک سپہ سالار نے اس کو کہا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں سے واپس چلیں اور لڑائی کا ارادہ چھوڑ دیں۔

کیونکہ نہ اہل دمشق ان سے فتح یاب ہو سکے اور نہ اجنادین والے ان کو شکست سے دوچار کر سکے۔ اور نہ فلسطین کے لشکروں نے ان کا کچھ بگاڑا۔ پھر کل ہی قنسرن کے گورنر اور عمودیہ کے گورنر، عرب نصرانی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمام حالات تیرے اور اہل بعلبک کے سامنے ہیں۔

عربوں نے رومیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے

ان عرب فوجیوں نے ان کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں۔ لہٰذا ان حالات کے پیش نظر تمہارا ان سے مقابلہ کرنے خودکشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس لئے تم چپکے سے واپس جاؤ اور ان کو چھوڑ دو۔ غرور و تکبر چھوڑ دو اور اپنے آپ کو اور لشکر کو ہلاکت کے گڑھے میں نہ ڈالو۔ سلامی کا راستہ اپناؤ۔ فی الوقت جنگ کرنا تمہارے لئے کوئی سودمند نہیں ہے۔

بعلبک کے گورنر کی ہٹ دھرمی

ہربیس گورنر بعلبک نے کہا: ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ میں ان فقیروں اور مسکینوں سے ڈر کر بھاگ جاؤں یہ میری شکست اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے میں ہر حال میں اس سے لڑوں گا۔ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ ان کا بڑا لشکر ان کے سابق امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حمص میں مورچہ بند ہے۔ اور یہ مٹھی بھر لوگ تو غنیمت ہیں۔ جو مسیح نے ہمارے لئے ہمارے پاس بھیج دیئے ہیں۔

سپہ سالار کا گورنر کی رائے سے اختلاف

سپہ سالار نے کہا: میں تمہاری رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اور نہ اپنے ساتھیوں سمیت کسی قسم کے دھوکہ اور فریب میں مبتلا ہوسکتا ہوں۔ اس سپہ سالار نے یہ کہا اور اپنے گھوڑے کو شہر کی جانب موڑ لیا اور جب اس نے بعلبک کی طرف اپنے گھوڑے کی لگام موڑی تو قوم کی بڑی تعداد بھی اس کی اتباع کرتے ہوئے واپس جانے کا قصد کرنے لگی۔ ہربیس نے آہستہ آہستہ مسلمانوں کی جانب پیش قدمی شروع کردی۔ کیونکہ وہ ہر صورت مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ کسی صورت بھی جنگ سے ٹلنے والا نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جنگ کے لئے برانگیختہ کیا اور ان کو جنگی طرز کی ترتبت دیتے ہوئے ان کی صف بندی کی۔ پھر مسلمانوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان سے فرمایا:

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں کو خطاب

''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ تمہاری مدد کی ہے یہاں تک کہ ان کافروں کے بڑے بڑے لشکروں کو تم نے شکست دی ہے۔ اور یہ شہر جس کی طرف تمہارا جانے کا ارادہ ہے۔ یہ ان تمام شہروں کے درمیان میں ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جن کو تم اس وقت تک فتح کرچکے ہو۔ اس شہر کے رہنے والے دوسرے شہروں سے زیادہ بھی ہیں اور خوشحال بھی ہیں۔ ان کے پاس ہر قسم کا مال ومتاع وافر مقدار میں موجود ہے۔ اور سامانِ جنگ بھی ان کے پاس کثیر تعداد میں ہے۔ اس لئے تم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا۔ کیونکہ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ یہ بات تمہارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ تم کس دین کے لئے جنگ کررہے ہو اور کس دین کی مدد کے لئے نکلے ہو۔

اہل اسلام کا دشمن پر حملہ

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب دشمن پر حملہ کردو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہی تمہارا مددگار ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم! ہمارے اور ان کے درمیان صرف ایک ہی وار ہوا کہ دشمن پیٹھ دکھا کر بھاگنا شروع ہوگیا۔ اور وہ شہر کی راہیں تلاش کررہے تھے۔

ہربیس گورنر کا فرار

گورنر ہربیس کو سات زخم آئے تھے جن کی وہ تاب نہ لاتے ہوئے شہر کی طرف بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ راستہ میں جب اس کو وہ سپہ سالار ملا جس نے اس کو عربوں سے لڑنے سے منع کیا تھا اس سپہ سالار نے از روئے مذاق ہربیس سے کہا:

اے امیر! مال غنیمت کہاں ہے؟ جو آپ نے عربوں سے واپس لینا تھا؟

ہربیس نے کہا: خبیث تو میرے ساتھ تمسخر کرتا ہے جب کہ میرے بہت سے بہادر مرد ہلاک ہو چکے ہیں اور خود میں بھی شدید زخمی ہوں۔ اور تجھ کو اس موقع پر ہنسی مذاق کی سوجھی ہے۔

مسیح تیرا برا کرے۔

سپہ سالار نے کہا: میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ تو اپنی قوم کو مروائے گا اور مردوں کو ضائع کرے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا کارواں رواں دواں ہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بعلبک کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور جب شہر کی جانب دیکھا تو ایک ہولناک منظر تھا۔ اس کے قلعے بڑے مضبوط تھے۔ شہر والوں نے تمام دروازے بند کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مال مویشیوں کو بھی شہر کے اندر داخل کر دیا تھا۔ اور شہر کی فصیل پر اس طرح نظر آتے تھے جیسے ٹڈل دل لشکر ہو جو ہر طرف سے منتشر ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ قلعہ بند ہو گئے ہیں اور قلعہ کی دیوار کافی بلند، اور مضبوط ہے، اس کے ساتھ ساتھ سردی بہت سخت ہے۔ کیونکہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا موسم ہو یہ علاقہ سارا سال سخت سرد ہی رہتا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مشورہ

یہ ساری صورت حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل الرائے کو مشورہ کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام اصحاب اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

"اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم اپنی اپنی رائے سے مجھ کو آگاہ کرو اور مشورہ دو کہ اب ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق رائے سے کہا: ہمیں شہر کا محاصرہ جاری رکھنا چاہئے اور باہر سے ہر طرح ان کی سپلائی لائن منقطع کر دینی چاہئے، یہ لوگ چند ہی دنوں میں خود تنگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اختلاف

مگر حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان تمام حضرات کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے، جہاں تک میری معلومات ہیں اس شہر میں مخلوق کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ بندے پر بندہ پڑا ہوا ہے، اندر اس قدر رش اور بھیڑ ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ شہر اتنے لوگوں کی گنجائش رکھتا ہو۔ اس قدر انسان اور حیوان اس میں سما ہی نہیں سکتے۔ جس قدر اس میں داخل کئے گئے ہیں۔ تاہم ان کی تعداد کی بہتات اور کثرت کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ سے پکی امید ہے کہ ہم اگر ہم ان پر

ہاتھ ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں فتح سے نوازے گا۔ اس لئے ہمیں ان پر حملہ کر دینا چاہئے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں اس شہر کو فتح فرما دے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن جبل رضی اللہ عنہ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اہلیانِ شہر اس قدر تنگی اور گھٹن میں ہیں؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر! میں تمام مسلمانوں سے آگے آگے گھوڑا دوڑاتے ہوئے نہایت سرعت رفتاری کے ساتھ اس قلعہ تک سب سے پہلے پہنچا تھا تو میں نے اس قلعہ کے وائٹ ہاؤس کو دیکھا اور مجھ کو یہ امید تھی کہ ہم تیز رفتار گھوڑوں کے ساتھ ان کو پالیں گے اور ہم اس کفار قوم اور ان کے شہر کے درمیان رکاوٹ بن جائیں گے۔ اور ان کو باہر ہی دھر لیں گے۔ اور ان کو قلعہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیں گے، شہر سے باہر ہی ہمارا میدان لگ جائے گا مگر مسلمانوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ مل سکا۔ اور میں نے دیکھا کہ یہ لوگ شہر کے تمام دروازوں سے داخل ہو رہے ہیں اور آدمیوں کا ایک سیلاب ہے، جو شہر پناہ کی طرف امڈا چلا آرہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وادیوں میں سیلابی ریلا آرہا ہے۔ شہر دیہاتوں، قریوں، بستیوں، قصبوں کے لوگوں سے اٹا اٹ بھرا ہوا ہے اور ان کے ساتھ جانور بھی شہر میں بند ہیں۔ ان کی بہت زیادہ تعداد سے لگتا ہے جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی رائے کی توثیق کر دی

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کے مشورہ کو اللہ تعالیٰ بابرکت کرے اور ہم اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کار خیر کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہتر اسباب فرمانے والا ہے۔

بعلبک کے باشندوں کے نام خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اہل اسلام نے یہ رات باری باری پہرہ دیتے ہوئے گزار دی اور ایک دوسرے کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بعلبک والوں کے نام خط لکھا میں یہ تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من أمير جيوش المسلمين بالشام وخليفة أمير المؤمنين فيهم أبو عبيدة بن الجراح إلى أهل بعلبك من المخالفين والمعاندين

أما بعد فإن الله سبحانه وتعالى وله الحمد أظهر الدين وأعز أولياءه المؤمنين على جنود الكافرين وفتح عليهم البلاد وأذل أهل الفساد وأن كتابنا هذا معذرة بيننا وبينكم وتقدمة إلى كبيركم وصغيركم لانا قوم لا نرى في ديننا البغي وما كنا بالذين نقاتلكم حتى نعلم ما عندكم وأن دخلتم فيما دخل فيه المدن من قبلكم من الصلح والأمان صالحناكم وأن أردتم الذمام ذممناكم وأن ابيتم إلا القتال استعنا عليكم بالله وحاربناكم فأسرعوا بالجواب والسلام على من اتبع الهدى ثم كتب " إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ " (طه 48)

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

شام میں مسلمانوں کے لشکر کے سپہ سالار اعظم (امیر) اور ان کے سپہ سالاروں اور ان کے درمیان حضرت ابو عبیدہ بن جراح جو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں کی طرف سے اس شکر کے رہنے والوں کے نام جو اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔

ازیں بعد! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور وہی طاقت اور قدرت کا مالک ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا ہے اور اس دین کے ماننے والے اہل ایمان کو کافروں کے لشکروں پر فتح سے نواز کر عزت عطا فرمائی ہے اور ان شہروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں دے دیا ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو برباد و ہلاک کر دیا ہے۔ یہ خط دراصل ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پیشگی معذرت نامہ ہے تاکہ تمہارے چھوٹے بڑے اس سے آگاہ ہو جائیں ہم مسلمان قوم ہیں؛ ہمارے دین و مذہب میں سرکشی، دھوکہ دہی کا تصور بھی نہیں ہے۔ ہم امن و آشتی کے دعویدار لوگ ہیں۔ ہم جنگ کو خواہ مخواہ پسند نہیں کرتے۔ اور نہ ہماری طرف سے غداری اور بدعہدی ہوتی ہے۔ ہم تمہاری اس کے متعلق رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم دیگر شہروں کے رہنے والوں کی طرح ہمارے ساتھ صلح کر لو تو تمہیں بھی ان کی طرح امان مل سکتی ہے۔ اور تمہیں ہماری طرف سے جان و مال اور عزت کی ذمہ کی داری کا پروانہ عطا کیا جائے گا۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر جنگ اور لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ہم صرف اپنے اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلب گار ہوتے ہیں وہی تمہارے خلاف ہماری مدد فرمائے گا۔

اس خط کا جواب جلدی مطلوب ہے۔

ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارک لکھی:

''إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى''

''بیشک ہماری طرف سے وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے''

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لپیٹا اور بند کر کے معاہدین میں سے ایک دیہاتی کو بلا کر یہ خط دیا اور فرمایا کہ وہ اس کو اہل شہر تک پہنچا دے۔ اور اس کا جواب ان سے لے کر واپس آئے۔ اور اس کو اس خط کے پہنچانے کے بدلے مسلمانوں کے مال سے بیس درہم دیئے جائیں گے۔ کیونکہ میں کسی سے بھی پوری اجرت اور معقول تنخواہ کے بغیر کام نہیں کرواتا اور نہ خدمت لیتا ہوں۔ اس لئے آپ کو بھی اس کا پورا معاوضہ اور اجرت دی جائے گی۔

معاہدی یہ خط لے کر شہر پناہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ان کو ان کی زبان میں مخاطب کر کے کہا:

''میں تمہاری طرف قاصد کی حیثیت سے آیا ہوں، انہوں نے قلعہ کے اوپر سے ایک رسہ نیچے لٹکایا جس سے اس معاہد قاصد نے اپنی کمر سے باندھ لیا اور قلعہ میں موجود لوگوں نے اس کو اوپر کھینچ لیا۔ اور اس کر ہربیس کے پاس لے گئے۔ اس نے ہربیس کو سلام کیا اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ ہربیس نے اپنے سپہ سالاروں اور سرداروں اور اہل جنگ کو اپنے پاس جمع کیا اور یہ

خط ان کو پڑھ کر سنایا۔

حضرت سفیان بن خزرجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوخزرجہ بن عوف المارنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: اور یہ اول سے آخر تک ان فتوحات میں شام رہے تھے۔ کہ بتاؤ ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط کیسا پڑھ لیا وہ تو عربی میں لکھا ہوا تھا۔ جب ہربیس عربی سے واقف نہیں تھا۔؟

تو انہوں نے فرمایا: میں اس وقت اس دن موجود تھا جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل بعلبک کی طرف خط لکھا۔ دراصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں میں سے شخص کو بلا کر اپنا منشی مقرر کر لیا تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کے خطوط لکھا کرتا تھا، اس خط لکھنے والے کا نام مرقس بن کورک یا گرگس تھا۔ آپ جب رومیوں سے خط و کتابت کا ارادہ فرماتے تو مرقس سے ہی وہ خط لکھواتے تھے۔

بعلبک والوں کا باہمی مشورہ

ہربیس نے جب اپنی قوم کے سامنے وہ خط پڑھا اوان کو سنایا پھر ان سے مشورہ مانگا اور ان کو کہا کہ اس سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ ہمیں اس صورتحال کے پیش نظر کیا کرنا چاہئے۔ ان میں سے ایک سپہ سالار نے اپنے رائے اور مشورہ دیتے ہوئے کہا: میری رائے کے مطابق ہمیں ان عربوں سے جنگ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ان سے لڑنے کی ہم میں ہمت ہے نہ طاقت۔ اور جب ہم ان سے صلح کر لیں گے تو ہم امن وسکون اور خوشحالی سے رہ سکیں گے۔ جس طرح ارکہ، تدمر، حوران، بصرہ اور دمشق والے اور دوسرے شہروں کے باشندے ہیں جنہوں نے ان عربوں سے صلح کر لی ہے اور اب وہ امن اور خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور اگر ہم ان سے لڑائی اور جنگ کا خطرہ مول لیتے ہیں تو وہ لوگ ہماری عورتوں کو لونڈیاں اور بچوں کو غلام بنالیں گے۔ لہٰذا ہم کو ان سے صلح کر لینے میں عافیت ہے۔

ہربیس نے کہا: مسیح تجھ پر رحم کرے میں سارے روم میں تیرے سے زیادہ بزدل آدمی کوئی نہیں دکھا۔ اور نہ ہی تیری طرح کوئی ڈرپوک اور کمزور آدمی دیکھا ہے۔ کیا تو یہ مشورہ دیتا ہے کہ ہم عرب کے اوباش لوگوں کو اپنے شہر کی چابیاں دے دیں۔ خاص کر جب کہ اس وقت جب میں نے ابھی ان کے میمنہ پر حملہ کیا تھا اور اگر میں ان کے میسرہ پر حملہ آور ہوتا تو ضرور ان کو شکست سے دوچار کر دیتا۔ اس کی یہ گفتگو سن کر سردار نے کہا: اچھا تو میمنہ اور ہراول دستہ تو تیرے حملہ کرنے سے لرزہ براندام ہو گیا ہو گا۔ اور وہ تو تیرے خوف سے کانپ رہا ہو گا۔

بعلبک والے دو گروہوں میں بٹ گئے

ہربیس اور بعلبک والوں کی باہم گفتگو میں بعلبک والے دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے، ایک گروہ صلح کا خواہشمند تھا اور دوسرا گروہ جنگ کرنے کا حامی تھا۔ ہربیس نے معاہد کو بلایا اور خط پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے غلاموں اور چھوکروں کو حکم دیا کہ اس خط لانے والے کو شہر کے پچھلے حصے سے قلعہ سے نیچے اتار دو۔ (ان چھوکروں نے ہربیس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قاصد کو قلعہ سے اتار دیا) جب وہ قاصد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچا اور اس نے رومی قوم کے ساتھ ہونے والی بات چیت کے

متعلق حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ ان لوگوں کی اکثریت جنگ نہ کرنے کی حامی ہے۔
حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ لوگ جنگ کے خواہاں ہیں اور صلح سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں تو اب سے سختی سے معاملہ کیا جائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ جو شہر اور صوبے تمہارے قبضہ میں آ چکے ہیں ان میں یہ شہر بعلبک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر یہ ان لوگوں کے پاس رہا تو وہ لوگ پریشان حال رہیں گے جن سے ہماری صلح ہو چکی ہے۔ اور تمہارا ان شہروں کی طرف سفر کرنا مشکل اور محال ہو جائے گا اور تم کوئی کام بھی سرانجام نہیں دے سکو گے۔ کیونکہ یہ شہر درمیان میں ایک رابطہ کی طرح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہتھیار سجا لئے

آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہتھیار سجا لئے اور شہر کی طرف بڑھنے لگے۔ اہل شہر نے جب مسلمانوں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو مسلمانوں پر تیر اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہربیس کے محلہ کی طرف ایک تخت سجا دیا گیا۔ جس پر وہ بیٹھا جنگ کا مشاہدہ کر رہا تھا اس کے زخموں پر پٹیاں باندھ دی گئی تھیں اور اس نے اپنے سر پر جواہرات سے مرصع صلیب سجا رکھی تھی۔ اس کے اردگرد قوم ازوارہ اراحیہ اور اردحانیہ کے نوجوان حلقہ بنا کر کھڑے تھے جنہوں نے زرہیں پہن رکھی تھی ان کے سروں پر موتیوں والی ٹوپیاں اور گردنوں میں سونے اور چاندی کی صلیبیں آویزاں تھیں، اور وہ ہاتھوں میں کمانیں اور تیر پکڑے ہوئے تھے۔
حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بعلبک کی جنگ میں شریک تھا۔ مسلمان شہر کی فصیل کے قریب ہوئے تو رومی ٹڈی دل کی طرح شہر پناہ کی دیواروں پر منتشر اور پھیلے ہوئے تھے، جب کہ اہل عربوں میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کے پاس ہتھیار تک نہ تھے اور قلعہ سے مسلسل تیر برسائے جا رہے تھے۔

بعلبک کے قلعہ کے اندر کے حالات

حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جب یہ منظر دیکھا کہ کچھ قلعہ کی دیوار کی بلندی سے نیچے خندق میں اس طرح گر رہے ہیں جس طرح چڑیاں گرتی ہیں۔ میں ان گرنے والوں میں سے ایک شخص کی طرف بڑھا کہ اس کو قتل کر دو مگر اس نے لفون لفون پکارنا شروع کر دیا۔ ہم چونکہ رومیوں کے ساتھ رہ رہ کر اس کا معنی جانتے تھے کہ یہ لوگ جنگ سے امان طلب کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے تلوار کا وار روک لیا اور اس کو قتل کرنے سے باز رہا۔ اس میں سے ایک سے کہا: اے کم بخت تیرے لے امان ہے مگر تو یہ تو بتا کہ تجھ کو دیوار سے ہماری طرف کس نے پھینکا ہے۔ اس نے رومی زمان میں کچھ کہا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ ہم پوری طرح رومی زبان جانتے نہیں تھے۔ میں اس کو اپنے امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے عرض کی: اے امیر! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کسی ایسے آدمی کو بلائیں جو ان کی عجمی باتوں کو سمجھتا ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں رومیوں کو دیوار سے نیچے گرا رہے ہیں۔
حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سنی تو اس کی تحقیق کرنے کے لئے ایک ترجمان کو بلایا۔ اس ترجمان سے فرمایا: اس

سے پوچھو کہ تمہارے لوگ ایک دوسرے کو دیوار سے نیچے کیوں گرا رہے ہیں؟ جب ترجمان نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ کو قتل نہیں کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو کہو کہ تیرے لئے امان ہے۔ تو سچ بتا دے۔ تو اس نے اس گتھی کو سلجھاتے ہوئے انکشاف کیا کہ جن لوگوں کو نیچے گرایا جا رہا ہے وہ گراں اور دیہات کے رہنے والے ہیں۔ یہ بادیہ نشین لوگ ہیں جس وقت ہم نے سنا کہ مسلمانوں کا لشکر قنسرین سے واپس ہماری طرف چل پڑا ہے تو دیہاتوں اور قصبوں کے لوگوں نے شہر کی طرف پناہ لینے کا ارادہ کر لیا اور تمام کے تمام شہر میں جمع ہو گئے تا کہ قلعہ میں محفوظ رہیں۔ چونکہ قلعہ میں شہریوں نے ہم سے پہلے ہی جگہ روک لی تھی۔ اس لئے دیواروں کے ساتھ جو جگہ تھی ہم نے اس جگہ اپنا ٹھکانہ بنا لیا چونکہ سارا شہر اور اس کے گرد و نواح کے مضافات کے تمام دیہات اور قعلہ کے چاروف اطراف شہر کی فصیل کے اندر جمع ہو گئے تھے اور قلعہ کے اندر بے حد از دہام ہو گیا تھا۔ کیونکہ قلعہ اندر سے آدمیوں سے بھرا ہوا ہے اور کہیں کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اس لئے ہم دیواروں پر چڑھ گئے اور آپ مسلمانوں کیطرف سے حملہ شروع ہوا اور جنگ چھڑی تو ہمارے اہل حرب لوگوں نے تمہاری طرف مقابلہ کرنے کے لئے مقابلہ کرنے کی غرض سے اندر سے دیواروں اور برجوں کی طرف تیزی سے بڑھے اور انہوں نے ہمیں روندنا شروع کر دیا۔ چونکہ رش اس قدر زیادہ تھا کہ پیچھے ہٹنے کی بھی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے ان فوجیوں نے ہم جیسے غیر جنگجو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر نیچے پھینکنا شروع کر دیا۔ اور برجوں اور دیواروں کو خالی کرانا شروع کر دیا۔ تا کہ وہ تم لوگوں سے مقابلہ کر سکیں۔ اب جنگ چونکہ زور پر ہے تو تمہاری طرف سے جب کوئی تیر ان کی طرف آتا ہے تو ان کے شہریوں میں سے ایک مرد ہمارے دیہاتیوں کے ایک مرد کو نیچے پھینک دیتا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا رومیوں کی حرکت پر مسکرانا

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب اس دیہاتی کی باتیں سنی تو رومیوں کی حرکتوں پر مسکرانا شروع کر دیا۔ اور فرمایا: ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمارے لئے غنیمت بنا دے گا۔ اب لڑائی زوروں پر تھی اور جنگ کی چکی نے جنگجو افراد کو پیسنا اور ان کا دلیہ بنانا شروع کر دیا تھا۔ چیخ و پکار اور شور شرابا برپا تھا۔ رومی افواج نے شہر کی چار دیواری کو پوری طرح حفاظت میں لے لیا تھا۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی ان کے قریب جانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ جب بھی کوئی مسلمان مجاہد آگے بڑھتا تو رومی اس پر تیر اور منجنیق سے پتھر برسانا شروع کر دیتے اور اس طرح بارہ مسلمان مجاہدین منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔ رومیوں کے کثیر تعداد میں آدمی واصل جہنم ہو چکے تھے۔ جو شہر کی فصیل سے نیچے گرے وہ ان کے علاوہ تھے۔

مسلمانوں کا اچانک حملہ

مسلمان سارا دن دشمن سے نبرد آزما رہنے کے بعد بالآخر اپنے کیمپوں میں واپس آ گئے۔ سردی اس قدر زیادہ تھی کہ ان تمام حضرات کو کھانے پینے کی اتنی رغبت نہ تھی جس قدر رغبت آگ تاپنے کی تھی۔ یہ رات ہم نے آگ جلا کر تاپتے ہوئے اور باری باری پہرہ دیتے ہوئے گزار دی۔ ساری رات اللہ اکبر کے نعروں اور کلمہ طیبہ کے ورد سے فضائے کو گرمائے رکھا اور جب صبح ہوئی سب نے فجر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا: امیر کا حکم ہے کہ مسلمانوں میں ہر آدمی جب اپنے

کیمپ سے نکلے تو کھانا کھا کر جائے۔لہٰذا ہر سپاہی تازہ روٹی اور تازہ گرم سالن تیار کرے اور اس کے بعد میدان جنگ میں جائے تاکہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے کوئی ضعف اور کمزوری محسوس نہ ہو اور پوری قوت سے اور طاقت سے دشمن سے لڑائی کی جائے۔

فرماتے ہیں: ہم امیر کا حکم سنتے ہی جلدی معاملات کی اصلاح کرنے میں مصروف ہو گئے۔اہل بعلبک نے ہمارے ساتھ جنگ سے بیٹھ رہنے کو ہماری کمزوری سمجھ لیا اور انہوں نے خیال کیا کہ ہم جنگ سے تھک چکے ہیں۔انہوں نے اس موقع پر اپنے لئے غنیمت جانتے ہوئے اس لالچ میں کہ ہم مسلمانوں کو شکست دے لیں گے۔ ہربیس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ نکل کھڑے ہو جاؤ اور مسلمانوں کو اپنے پڑاؤں میں آڑے ہاتھوں لے کر قتل کر دو۔

حضرت غیاث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے محسوس کیا کہ ہربیس کا حکم سنتے ہی شہر کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور سوار اور پیادہ سپاہی ہماری طرف ٹڈی دل لشکر کی طرح بڑھنے لگے۔ہم میں سے کسی نے ابھی کھانے کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھایا تھا ۔کسی نے ابھی آٹا گوندھا تھا اور کوئی سالن کی تیاری میں مصروف تھا۔اس اثناء میں منادی نے اعلان کیا: النفیر النفیر (کوچ کوچ) دشمن، دشمن، ان کافروں کو پکڑ لو۔قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں ان پر دھاوا بول دو۔

مسلمانوں کا اہل بعلبک پر جوابی حملہ

حضرت حمران بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے زیتون کے تیل اور نمک سے نان خورش سالن تیار کر لیا تھا اور روٹی پکا رہا تھا کہ جنگ کا بگل بج گیا۔اور میں نے جلدی میں اسی طرح ادھ پکا اپنے تیار کردہ سالن میں ڈبو کر جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا۔اور چند لقمے ہی لئے تھے کہ چلو چلو کی آواز کان پر پڑی اور میں نے اپنے گھوڑے کی عنان پر ہاتھ مارا اور اس پر سوار ہو گیا۔اور رومی قوم پر حملہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے اپنے آپ کی خبر تک نہ رہی۔اور گھبراہٹ کے عالم میں، میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیا کروں؟ یہاں تک کہ ان کے لشکر میں جا گھسا کیوں کہ انہوں نے ہمارے اندر گھس کر حملہ کر دیا تھا اور ان کا لشکر ایک سیاہ رات کی طرح تھا۔ میرے پاخیمے کا بانس تھا میں نے اسی سے ان پر ضربیں لگانا شرور کر دیں اور ان کے سر پھوڑ کر ان کو گرانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ رومیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو تمام سوار جدا جدا (متفرق) تھے۔لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنا علم بلند رکھا تھا اور تمام لوگ اس جھنڈے کے نیچے پروانہ وار جمع ہو رہے تھے۔مشرکین نے ہمارے لشکر کے درمیان میں تھے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا:

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی للکار

اے عرب کے شہسوارو! آج کے دن کو ایک تاریخ رقم کر دو۔آپ اپنی حسرت نکال لو، کسی قسم کی کمزوری اور سستی کا مظاہرہ نہ کرو۔اس بات سے بچو کہ کل تمہاری بزدلی اور ناکامی کی داستانیں لوگ سنایا کریں۔ یا کل کا مورخ تمہارے متعلق یہ لکھے کہ عرب کے جوانمردوں پر اہل بعلبک غالب آ گئے تے۔اور انہوں نے تم کو ہلاک یا قیدی بنا لیا تھا۔

حضرت مطرف بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعلبک کی جنگ میں شریک تھا اور ہم بنو تمیم والے زیادہ تر پیادہ تھے اور ایک پکارنے والے نے پکارا اور اے بنو تمیم! پس ہم نے اپنے آپ کو سب سے آگے کفار پر ڈال دیا: اور سب قبیلے دوڑ پڑے اور ہر گروہ نے اپنے اپنے افراد قبیلہ کو بلانا شروع کر دیا۔ اور ہر قبیلہ نے اپنے سردار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ایک ساتھ لڑنے پر رومیوں کے سخت صبر واستقلال کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لشکر پر حملہ کر دیا اور رومیوں پر گھیرا تنگ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے سواروں کے علاوہ چند شہسوار یہ تھے۔

حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت ربیعہ بن عامر، حضرت مالک اشتر نخعی حضرت ضرار بن ازور اور حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہم ان سب نے خوب شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے اور رومیوں میں گھس کر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جس طرح آگ لکڑیوں میں داخل ہو جاتی ہے۔

رومیوں کا ایک بھر قلعہ بند ہو جانا

مسلمانوں کی پاک دامن عورتیں اور بچے تو رومیوں سے محفوظ رہے البتہ انہوں نے مسلمانوں کے چند جانوروں، سامان اور کپڑے اور کچھ کھانے پینے کی اشیاء اٹھالیں اور ان کو ساتھ لے کر وہ شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اب ان کے دل میں مسلمانوں کے متعلق یہ لالچ پیدا ہونے لگی اور ان سے لڑنے پر وہ زیادہ جری اور دلیر ہو گئے۔ مسلمانوں نے مزید جب ان یہ افعال دیکھے تو اپنے لشکر کی طرف واپس چلے گئے اور آگ کے الاؤ جگہ جگہ روشن کر کے سردی کی وجہ سے آگ تاپنے میں مصروف ہو گئے اور اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور اپنے مجاہدین جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا تھا اور کے کفن، دفن کا انتظام کیا۔ اس دن جن خوش نصیبوں نے جامِ شہادت نوش کیا تھا ان کی تعداد آٹھ آزاد مرد اور سات غلام تھے (کل پندرہ افراد شہید ہوئے تھے)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کے سردار اور اکابرین جمع ہوئے اور عرض کیا: اے امیر! وہ سب کچھ جو اس قوم کی طرف سے ہمارے ساتھ ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا ہے لیکن آئندہ کا لائحہ عمل آپ نے کیا سوچا ہے۔ اور اب آپ رضی اللہ عنہ کے کیا ارادے ہیں؟

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر ایک کڑی آزمائش تھی۔ جو اس نے ہماری تقدیر میں لکھ دی تھی اس میں جو شہید ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور جو میں دیکھ رہا ہوں وہ یہ کہ یہ لوگ کل پھر جنگ کے لئے میدان میں اتریں گے۔ اور تم کو مقابلہ کے لئے للکاریں گے۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ تم اپنا تمام سامان اور چھوٹے بڑے تمام کیمپ اکھاڑ دو اور فوری طور پر شہر سے کم از کم ایک میل دور اور پیچھے ہٹ کر خیمہ زن ہو جاؤ اور اس سے ایک تو گھوڑے دوڑانے کے لئے ہمیں کھلا میدان مل جائے گا اور کچھ دفاعی لحاظ سے ہم ان سے محفوظ ہو جائیں گے۔ رہا فتح اور نصرت تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کے لئے رات کے وقت ہی ایک جھنڈا باندھ

دیا اور پانچ سوسواروں اور تین سو پیادہ فوج پر ان کو امیر مقرر کر کے فرمایا: ان آٹھ سو شہسواروں کو حکم دیا کہ وہ وادی میں جا کر پڑاؤ کریں اور جبلی دروازے پر کفار سے جنگ کا آغاز کر دیں، کیونکہ شہر کے دروازے ہر جنگ کا محاذ کھل جانے سے ان کی فوج وہاں جمع ہو جائے گی اور تقسیم ہو جائے گی اور دوسرے مسلمانوں کو اس دوران اچھی طرح اپنا دفاع کرنے کا موقع مل جائے گا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا ہدف

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر! ان شاء اللہ میں آپ کے ہدف کو پورا کرنے کے لئے کافی ثابت ہوں گا اور رہا طاقت اور قوت عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے جس کی ذات ہی اعلیٰ اور ارفع ہے۔

بعد از اں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو ایک جھنڈا دے کر فرمایا: تمہارے ماتحت تین سو سوار اور دو سو پیادہ ہوں گے ان پانچ سو مجاہدین کے ہمراہ شامی دروازے کی طرف جائیں اور وہاں رومیوں سے جنگ چھیڑ دیں۔ چنانچہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ شامی دروازے کی طرف چل دیئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اول وقت میں اندھیرے میں مسلمانوں کو نماز فجر پڑھا دی اور اس کے بعد مسلمانوں نے ہتھیار پہن لئے۔ سورج طلوع ہونے کو تھا۔ جب شہر کا مرکزی دروازہ کھول دیا گیا۔

لڑائی کا ایک اور دن

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی اس مرکزی دروازے پر جا چکے تھے۔ روم کے شہسواروں نے شہر سے نکلنا شروع کر دیا۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی صف بندی فرما چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مجاہدین اپنی طرف سے شہر سے نکلنے والے کفار کی تعداد کو ملاحظہ کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے جنگ کے معاملات پر برابر مشاورت کر رہے تھے۔ دوسری طرف رومی قوم اپنے سردار ہربیس کے ارد گرد جمع ہو رہی تھی۔ وہ اپنی قوم کو لے کر کہہ رہا تھا اے جماعت نصاریٰ! دراصل دینِ عیسائیت کے ان کرتوں دھرتوں جو تم سے پہلے گزر چکے تھے۔ ان عربوں سے جنگ کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کیا اور تم نے اپنی جانوں کو مسیح کے لئے وقف کر دیا ہے اس لئے حقیقت میں تمہیں اپنے دین اور اہل وطن اور اپنے مقدس مقامات کی حمایت وحفاظت کرنے والے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں اور عزتوں کا دفاع کرنے والے ہو۔ یہ سن کر قوم کے بڑوں نے کہا: اے امیر! آپ ہر پہلو سے مطمئن رہیں۔ ہم آپ کی آنکھون کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔ اور آپ کے دل کو خوشی اور فرحت دیں گے۔ اصل میں ان عربوں سے جب تک ہمارا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ہماری ان سے جنگ نہیں ہوئی تھی۔ اور جنگ کے میدان میں ہم نے ان کو آزمایا نہیں تھا۔ تو واقعی ہم ان سے خوفزدہ تھے۔ اور ڈرا کرتے تھے۔ لیکن اب تو ان کے ساتھ جنگ کر کے ہمیں تجربہ ہو گیا ہے۔ اور ہم ان کی جنگی قوت کو پہچان گئے ہیں۔ اور ہمیں اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ اگر یہ عرب پورے صدق کے ساتھ جنگ کریں تو بھی ہم سے سخت جان ثابت نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہم سے بڑھ کر یہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اور بعض مسلمان کے تو تن پر پھٹے ہوئے پرانے لباس کے علاوہ کچھ بھی نہین ہے اور وہ بالکل نہتے ہیں۔ اور ان کے پاس نہ ہتھیار ہیں۔ نہ جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے جنگی لباس ہے اور ان عربوں کی شکل وصورت سے تو واضح

ہوتا ہے کہ فقر ان کا شعار ہے اور ذلت اور مسکنت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ جنہوں نے مکمل طور پر فولادی زرہیں پہن رکھی ہیں، مضبوط اور عمدہ خود سر پر رکھے ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم موت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر لڑنے والے شہسوار ہیں۔

رومی فوج کی کثرت اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے خطاب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر نے جب روم کی فوج کی اس قدر کثرت کو دیکھا تو قوم سے بآواز بلند فرمایا:

''اے مسلمانوں کی جماعت! بزدلی مت دکھانا، ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تمہاری ہیبت ختم ہو جائے گی اور لوگ مثال دیا کریں گے کہ اہلِ بعلبک نے مسلمانوں کو شکست سے دو چار کر دیا تھا۔ اور تمہارے خون کی ندیاں بہادی تھیں اس لئے صبر واستقلال سے ڈٹ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے ساتھ بہترین انجام کا وعدہ فرما رکھا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر لشکر کی گفتگو سن کر مسلمانوں نے اپنے جذبات اظہار کرتے ہوئے کہا: اے امیر! آپ تسلی رکھیں۔ ہم ان شاء اللہ اپنی جدوجہد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ اور پوری طرح جان کی بازی لگا کر لڑیں گے۔ روم کے سپاہیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے بارے میں لالچ اور طمع نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

بعلبک کی جنگ کے عینی شاہد حضرت سہل بن صباح عبسی رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن صباح عبسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جنگ بعلبک کا عینی شاہد ہوں۔ اہل شہر دوسرے دن ہماری طرف نکلے تو ان کا لالچ ہماری متعلق پہلے دن سے زیادہ تھا۔ انہوں نے ہم پر حملے کا پکا ارادہ کر رکھا تھا۔ میں اس دن زخمی حالت میں تھا اور میرے دائیں بازو پر زخم آیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اپنے ہاتھ کو حرکت دے سکتا تھا اور نہ تلوار اٹھانے کی طاقت تھی۔ میں اپنے گھوڑے سے نیچے اتر کر پیدل چلنے لگا۔ اور اپنے ساتھیوں کے درمیان سے نکل گیا کیونکہ میں نے سوچا کہ اگر ان عجمیوں میں سے کسی نے مجھ پر حملہ کر دیا تو میں زخمی ہونے کی بنا پر اپنی جان کا دفاع تک نہیں کر سکوں گا۔ چنانچہ میں نے ایک پہاڑ کا رخ کیا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر ایک چٹان کی آڑ میں بیٹھ کر دونوں لشکروں کی باہم لڑائی اور جنگ کا منظر دیکھنے لگا۔ رومی سپاہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور ان کے خون سے اپنی پیاس بجھانے میں کوشاں نظر آتے تھے۔ مسلمان ایک دوسرے کو صبر واستقامت کی تلقین کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان سے مدد کا وعدہ فرما رہے تھے۔ مسلمانوں کی جماعت اور قبائل اپنے مفاخر بیان کر کے جوش وجذبات کو ابھار رہے تھے۔

جنگ کے شرارے

حضرت سہل بن صباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پہاڑ کی بلندی سے ڈھالوں اور خودوں پر تلواروں کی ضرب جب پڑتی تو ان سے شرارے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ دونوں لشکر آپس میں برسرپیکار تھے اور ایک دوسرے کے سپاہیوں کی بوٹیاں اڑا رہے

تھے یعنی گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔

حضرت سہل بن صباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ صورت حال دیکھی تو دل میں کہا: اسلامی لشکر کے امیر کے ساتھ دشمن برسرپیکار ہیں اور اسلامی لشکر کے امیر دشمن کے گھیرے میں آ چکے ہیں۔ تو ایس میں حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہما کا شہر کے مقفل دروازے پر ٹھہرے رہنا زیادہ سودمند نہیں تھا۔ ملک شام میں ہمارا یہ اصول رہا کہ اگر ہم کسی وقت آپس میں اکٹھا ہونا چاہتے تو رات کو آگ جلاتے اور دن کو دھواں کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے درختوں کے نیچے سے پتوں کو اکٹھا کیا اور کچھ لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ لگا دی اور ان خشک لکڑیوں پر ہری ہری گھاس اور سبز ٹہنیاں رکھ دیں۔ جن سے دھواں ہی دھواں ہو گیا۔ اور افق کی طرف چڑھا اور فضا میں اس قدر دھواں دیکھ کر حضرت سعید بن زید اور ان کے ساتھیوں، حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے باہم ایک دوسرے کو آوازیں دے کر اکٹھا کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے امیر پر کوئی مصیبت آ گئی ہے اور ہمیں جلدی ان کے پاس پہنچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ دھواں کسی بہت بڑی مصیبت پر دلالت کرتا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ہم سب کو ایک مقام پر اکٹھے ہو جانا چاہئے، لہٰذا یہ تمام کے تمام اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اپنے مسلمان ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔

غیبی امداد کی آمد

جنگ اپنے زوروں پر جاری تھی۔ ہر طرف کرب بڑھتا جار ! تھا اور سخت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ تلواریں چمک رہی تھیں اور شہسواروں کے سر کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ اس قدر شدید ردی کے باوجود شہسواروں پر گرمی لوٹ آئی تھی۔ جوں جوں معاملہ گھمبیر ہوتا جا رہا تھا صبر کا دامن چھوٹنے کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ جوں جوں سورج بلند ہو رہا تھا خون کی ندیاں بہنا شروع ہو چکی تھیں۔ مشرکین نے ہر طرف تباہی مچا دی تھی۔ اور دشمن نے آگ کے شعلے اس قدر بھڑکا رکھے تھے کہ کلیجے منہ کو آ رہے تھی۔ تلواریں برابر اپنا اپنا کام دکھانے میں مصروف تھیں۔ دونوں فوجیں ڈٹ کر ایک دوسرے کو کاٹ رہی تھیں اور ہر طرف صبر واستقامت ہی نظر آتی تھی، کوئی لشکر پیچھے ہٹنے کو تیار نظر نہیں آتا تھا۔

اچانک فضا میں ایک آواز بلند ہوئی: کافر ذلیل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کی مدد آ گئی۔

اے حاملین قرآن: تمہارے پاس رحمٰن کی طرف سے فتح اور نصرت آ پہنچی ہے۔ صلیب کے پوجنے والوں کے خلاف فتح تمہارا مقدر ہے۔

الغرض اس آواز کے ساتھ ہی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنے اپنے دستوں کے آگے آگے اپنے نیزے سیدھے کئے ہوئے تلواریں سونتے ہوئے نمودار ہوئے، جو برق رفتاری کے ساتھ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریب پہنچ گئے تھے۔ زمین لرز رہی تھی اور رومیوں یقین کئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہم غالب آ گئے ہیں۔ مگر اچانک ان پر مسلمانوں کے جھنڈے ظاہر ہوئے اور مسلمانوں کے دستے سامنے آ گئے تو انہوں نے جب ادھر توجہ کی، مسلمانوں کو مڑ کر دیکھا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ اب ان کو پتہ چلا کہ مسلمانوں نے ان کو پیچھے سے گھیر لیا ہے مسلمان ان کے اور ان کی عورتوں کے اور

بچوں کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔ اب انہوں نے بجائے فتح کے نعرے لگانے کے اپنی تباہی اور بربادی کا شور مچانا شروع کر دیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے پاس امداد آ گئی ہے ان کی نئی کمک پہنچ گئی ہے اور ان کے سردار نے ان کو دھوکے میں رکھا ہے۔

رومی سردار مسلمانوں کے حصار میں

رومیوں کے سردار نے جب اپنی فوج میں خوف وہراس پھیلتے دیکھا تو انہیں ڈانٹ کر اور چلا کر کہا: اے بدبختو! شہر کی طرف تم میں سے کسی نے لوٹ کر نہیں جانا، تمہارے اور اس شہر کے درمیان مسلمانوں کا لشکر حائل ہو چکا ہے اور یہ عربوں کی چال ہے تم ان کے مکر میں نہ آنا۔ جب مسلمانوں نے یہ آواز سنی تو انہوں نے چاروں طرف سے رومی سردار ہربیس کو گھیر لیا اور اس کو اپنے حصار میں لے لیا۔ رومی سردار اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک پہاڑی کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت سعید اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہما اپنے لشکروں کے ساتھ قلعہ کے دائیں جانب آ رہے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں ان کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ پہاڑ پر جا پہنچے۔ رومیوں نے پہاڑ کی ایک محفوظ جگہ پناہ لی اور اس خالی مقام میں قلعہ بند ہو گئے۔

رومیوں کا تعاقب

حضرت سعید رضی اللہ عنہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان تک پہنچ گئے، آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانچ سو سواروں کا لشکر تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب رومی فوج کو شکست کھا کر پسپا ہوتے دیکھا کہ وہ اپنی جان بچا بچا کر بھاگ رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں اعلان کر کے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! خبردار تم میں کوئی شخص ان رومیوں کا تعاقب نہ کرے اور تم متفرق اور منتشر ہرگز نہ ہونا کیونکہ مجھ کو ڈر ہے کہ رومیوں کی بظاہر یہ ہزیمت اور پسپائی اختیار کرنا ان کا مکروفریب اور جنگی چال ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ہماری جمعیت منتشر ہو جائے تو وہ ہماری طرف پلٹ کر دوبارہ حملہ کر دیں۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آواز چونکہ نہیں سنی تھی۔ کیونکہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن لی ہوتی تو وہ رومیوں کا پیچھا نہ کرتے۔ اور نہ ان کا تعاقب کرتے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اندازہ یہ تھا کہ باقی مسلمان بھی اپنی جمعیتوں کے ساتھ ان سے آملیں گے۔ اور وہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔

جب رومی سپہ سالار اور گورنر اور اس کے ساتھی سپہ سالار اور جنگ کے میدان میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ایک پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم محفوظ قلعہ میں ہیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محسوس یوں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی ہلاکت کا ارادہ فرما چکا ہے۔ پس تم چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کر لو اور گھیرا تنگ کر دو یہاں تک کہ دوسرے مسلمان ہمارے ساتھ آملیں اور جب تک امیر کی طرف سے کوئی حکم نہیں آ جاتا تم میں سے کوئی بھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے نہ پائے بلکہ پہاڑی کے کھوہ میں ہی ان کو قابو میں رکھو۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے بیس سواروں کو اپنے ساتھ لیا اور اکابرین میں سے ایک بزرگ سے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ میرے قائم

مقام ہیں۔ یہاں تک کہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی رائے یا حکم ان رومیوں کے بارے میں معلوم ہو جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل دیئے، یہاں تک کہ مسلمانوں کے لشکر سے جا ملے۔

جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو کہا: اے سعید! تیرے ساتھی کہاں گئے ہیں۔ آپ نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے؟

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ کو خوش خبری ہو۔ بیشک مسلمان خیریت اور سلامتی سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا انہوں نے محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ پہاڑ کی ایک غار (کھوہ) میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ ہر طرف سے مسلمانوں نے ان کو گھیر رکھا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ساری تفصیلات سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ اور عرض کی: مسلمانوں کی خبر ہم تک پہنچنے میں دیر ہوگئی تو میں پہاڑ سے نیچے اترا تاکہ مسلمانوں کے حالات معلوم کروں اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم کروں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''الحمد للہ الذی ھزمھم عن اوطانھم وجعلھم اشتاتا''

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے دشمنوں کو ان کے وطنوں سے شکست اور ہزیمت دے کر نکال دیا اور ان کو منتشر کر دیا۔)

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں پر رحم فرمائے۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے تو آپ کو شہر کے دروازے پر متعین کیا تھا۔ یہ حکم دیا تھا کہ تم شہر کے دروازے سے ادھر ادھر نہ ہونا۔ پھر تم نے میرے حکم کی مخالفت کیسے کی؟ آپ کو تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ رومیوں کو تم نے وہیں الجھائے رکھنا ہے تاکہ وہ ہمارے لشکر کی طرف پیش قدمی نہ کر سکیں۔ مگر آپ نے میرے حکم کے خلاف کر کے ادھر چلے آئے۔ تم نے تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس اندیشے میں مبتلا کر دیا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے ہو۔ اسی وجہ سے میں نے شکست خوردہ کو بھاگنے والے رومیوں کا تعاقب کرنے سے اپنے ساتھیوں کو روک دیا تھا یہاں تک کہ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کی اور نہ آپ رضی اللہ عنہ کی کسی بات میں مخالفت کی اور ہم اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ہم کو متعین کیا تھا۔ ہم نے اچانک دھواں اٹھتا ہوا دیکھا تو ہمارے ذہن میں خیال آیا کہ اس کی وجہ معلوم کرنی چاہئے۔ ہم نے باہم مشورہ کیا تو یہ رومیوں کی مصیبت میں سے کوئی بڑی مصیبت ہے یا پھر مسلمانوں نے ہم سب کو طلب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ چنانچہ اس بات کو جاننے کے لئے ہم جلد سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف چل دیئے یہاں تک کہ جو کچھ ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا ہے اور ہمیں یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ اگر ہم اپنی جگہ قائم رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کو بلانے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت: پہاڑ پر آگ جلائی یا کس کے اس پہاڑ پر اس قدر دھواں کیا۔ وہ امیر کے پاس حاضر ہو کر اس بات کا جواب دے۔ حضرت سہل بن صباح رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: اے امیر! میں نے جب ندا سنی کہ کوئی شخص ہمیں اللہ تعالیٰ قسم دے کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا واسطہ دے کر پکار رہا ہے اور اس وقت میں

اپنے لشکر میں واپس لوٹ آیا تھا رومی قوم کی شکست کے بعد، چنانچہ میں نے پکارنے والے کی پکار پر لبیک کہا اور امیر کی طرف چلا آیا اور یہاں پہاڑ پر آگ جلانا اور دھواں کرنا میرا کام ہے میں نے ہی ایسا کیا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا تنبیہ کرنا

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو ایسا کرنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ پس میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ساری صورتحال بیان کر دی جس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ کے لئے تم کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ امیر لشکر کی اجازت کے بغیر کوئی ہنگامی کام اپنے آپ نہیں کرنا۔ اس طرح کا کام اجازت اور مشورہ سے کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے مشکلات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب حضرت سہل بن صباح رضی اللہ عنہ سے بات چیت کر رہے تھے کہ اس دوران مسلمانوں میں سے ایک آدمی پہاڑ سے اتر آیا اور وہ ''جنگ کے نکلو، جنگ کے لئے نکلو'' کی آواز بتا ہوا آ رہا تھا۔ اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا کہ اپنے بھائیوں سے جا ملو اور ان کی امداد کو پہنچو کیونکہ رومیوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے۔ مسلمان سخت ترین جنگ کی حالت مین ہیں۔ مسلمانوں پر ایک بڑی مصیبت آ پہنچی ہے۔ ایسا اس وجہ سے ہوا کہ رومیوں کے سردار نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے تو اس نے اپنی قوم کو کہا: اس مٹھی بھر دستے اور چھوٹے سے گروہ کو پکڑ لو جس نے تم کو گھیر رکھا ہے۔ اور ان کو مار ڈالو اور اپنے شہر کی طرف واپس چلو۔ واضح رہے کہ ان کو ہلاک کر دیا تو سمجھ لینا کہ عرب کی سختی کو تم نے توڑ دیا ہے اور باقی عرب خود بخود فرار ہو جائیں گے۔

حضرت مصعب بن عدی النوخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعلبک کی لڑائی میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں، میں بھی شامل تھا۔ ہم نے بطریق اور اس کے رومی ساتھیوں کو پہاڑ کی گھاٹی میں اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ہم کو رومیوں کے بارے میں علم اس وقت ہوا جب رومی اپنے بطریق کے ہمراہ ہماری طرف یک دم دوڑ پڑے۔ انہوں نے ہر طرف سے ہم کو گھیر لیا اور ہم نے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دے دے کر اکٹھا کیا اور بڑی مشکل سے ہم اکٹھے ہوے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں شام کی لڑائیوں میں اور روم کی فوج کے ساتھ مقابلوں میں حاضر رہا ہوں لیکن میں نے بعلبک کے گورنر کے ساتھیوں سے زیادہ سخت جان اور بڑے لڑاکے مرد کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی سے فولاد کے نیچے لڑ رہے تھے، واللہ انہوں نے ایک دم ہم پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ہم پر دھاوا بول دیا۔ ہمارے اردگرد ٹڈل دل کی طرح پھیل گئے اور آہستہ آہستہ ہمارا گھیرا کر لیا، حالانکہ پہلے ہم نے ان کے دستے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ ہماری تعداد پانچ سو سے کچھ کم تھی۔ اس دن ہمارا شعار یہ تھا ہم آپس میں یہ کہتے تھے۔ ''الصبر بعقبۃ النصر'' (صبر و استقامت کے بعد کامیابی ہے) ہم سخت ترین جنگ کی حالت میں بڑی جانثاری سے لڑ رہے تھے کہ اچانک ہم۔ نے آوازیں سنیں جس کی گونج سے پہاڑ بھر گئے ایک شخص پکار رہا تھا:

''أما من رجل یھب نفسه في الله ویسنفر المسلمین فانھم بالقرب منا ولا یعلمون ما نزل بنا''

''کیا کوئی ایسا مرد ہے جو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کر دے اور مسلمانوں کو ادھر کھینچ لائے کیونکہ وہ ہم سے بہت

قریب فاصلہ پر موجود ہیں۔ اور ان کو معلوم نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں۔"

حضرت مصعب بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں نے یہ آواز سنی تو نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگادی اور اچانک سے اس کو گرم کر دیا اب تو وہ فراٹے بھرتا ہوا آندھی کی طرح طرر ہاتھا اور بجلی کی طرح کودتا ہوا ہوا میں اڑ رہا تھا باوجود اس کے کہ میں نے رومیوں کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا وہ مجھ کو پکڑ نہ سکے اور میں ان کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے ہوا ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا گھوڑا چٹانوں کے اوپر سے اچھلتا کودتا چیتے کی طرح گزرتا ہوا جارہا تھا۔ یہاں تک کہ میں مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے قریب پہنچ کر مسلمانوں کو پکار پکار کر کہنا شروع کر دیا۔ "النفیر، النفیر" (جنگ، جنگ) اے بشارت دینے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت!

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ آواز سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے تیراندازوں کو پکارا اور وہ فوراً آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوے حاضر ہو گئے۔ یہ تیرانداز پانچ سو کی تعداد میں تھے۔ عربی کمانیں لئے حاضر ہو گئے۔ اور دوسرے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کمان میں دیتے ہوئے فرمایا دشمن کے تمہارے ساتھیوں کو کوئی تکلیف پہنچانے سے پہلے پہنچو اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم بھی اپنے بھائی سعید کی مدد کو پہنچو۔ فرماتے ہیں: چنانچہ مسلمان چیونٹیوں کی مثل پہاڑ کی چوٹی کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب انہوں نے رومیوں پر چڑھائی کی تو دیکھا کہ رومیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مسلمان ان کے درمیان اس طرح معلوم ہوتے تھے جس طرح آنکھ کے حلقے میں پتلی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی امداد اور رومیوں کی شکست

حضرت ابوزید ورقہ بن عامر زبیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو پہاڑ کی گھاٹی میں جنگ کے لئے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں گئے تھے۔ رومیوں نے ہر طرف سے ہمیں گھیر رکھا تھا۔ اور ہم شرفاء کی مانند ان کے سامنے ڈٹے ہوئے تھے۔ ہمارے ستر افراد زخمی اور شہید ہو کر گر چکے تھے اور ہم بڑی سختی اور تنگی کی حالت میں تھے اور رومی ہماری طرف بڑی طمع اور لالچ سے بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں اور جنگ کے لئے کوچ کی صدائیں ہمارے کانوں سے ٹکرائیں۔ جب مسلمانوں کے جھنڈے لہراتے ہوئے دیکھے تو رومی افواج پسپا ہو کر پہاڑ کی غار کی طرف پلٹنا شروع ہو گئی۔ اور ہم نے ان کی پچھلی صفوں کو جالیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے افراد کو زخمی کر دیا ہے۔ اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور رومی اب پہاڑ کی غار میں گھس گئے اور مورچہ بند ہو گئے تھے۔ ہمارے ساتھیوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور اب ان کی حالت یہ تھی کہ تیروں کے خوف سے ان کا کوئی آدمی غار کے منہ سے اپنا چہرہ بھی باہر نہیں نکالتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں کے ستر آدمی بعض شہید اور بعض زخمی ہو گئے ہیں۔ اور مشرکین کے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں نے رومی فوج کا محاصرہ کرلیا ہے اور وہ ایک غار میں محصور ہیں ان کے پاس نے توشہ ہے اور نہ پینے کو پانی ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور شکر ہے۔

پھر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم اپنی جگہوں کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور شہر کے گرد خیمے لگا لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کو ذلی اور پسپا کر کے تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دیا ہے۔

مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سنا اور اپنے اموال اور ٹھکانوں کی طرف لوٹ گئے جہاں انہوں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اپنے مقام پر دوبارہ خیمے لگا لئے۔ مسلمانوں نے دشمن کی نقل وحرکت کو دیکھنے کے لئے جاسوس مقرر کر دیئے اور اپنے اونٹوں کو چراگاہوں میں چھوڑ دیا اور غلاموں کو خشک لکڑیاں اکٹھی کر کے لانے کے لئے جنگ کی طرف روانہ کر دیا اور اپنے کیمپوں کے پاس آ کر آگ جلا کر بیٹھ گئے اب ان سے خوف جاتا رہا اور وہ ہر طرح سے امن وامان میں ہو گئے۔

بعلبک کے باشندوں کی حالت

بعلبک کے لوگوں نے شہر کی فصیل کے اوپر سے جھانکا اور شور وغل کرنا شروع کر دیا۔ وہ اپنی زبان میں بڑا بڑانے لگے اور چیخ چلا رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمان سے فرمایا کہ پتہ کرو یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔؟ ترجمان نے بتایا کہ اے امیر! یہ کہہ رہے ہیں جب سے یہ عرب ہمارے شہروں میں آئے ہیں اس دن سے ہم پر مسلسل مصیبت پڑی ہوئی ہے اور ہمارے شہر، گھر بار ار مویشی سب کچھ تباہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور یہ باتیں کر کے اپنے ہلاک ہونے والوں کو یاد کر کے بین کر رہے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب شام کا وقت قریب ہوا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام بھیجا اور فرمایا: اے ابن زید رضی اللہ عنہ! خوب ہوشیار رہنا اور اپنے ساتھیوں کا پوری طرح خیال رکھنا اور ان کے حفاظت کے سلسلہ میں مکمل احتیاط سے کام لینا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ پوری کوشش کرنا کہ جو مشرک تمہارے محاصرہ میں آچکے ہیں، ان میں سے کوئی نکل کر بھاگنے نہ پائے۔ اور ایک ایک کر کے سارے فرار نہ ہو جائیں یہاں تک کہ تمہاری مثال اس شخص طرح ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں ایک چیز آتی اور اس نے اس کو ضائع کر دی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس جب قاصد یہ پیغام لے کر آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ تاکید کر دی کہ جب تم جنگل سے لکڑی لینے جاؤ تو سو آدمی اور وہ بھی مسلح ہو کر نکلیں۔ ہتھیار کے بغیر کوئی نہ نکلے اور دوسری بات یہ کہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ دور نہ جانا۔ چنانچہ لوگ جلانے کے لئے لکڑیاں کاٹنے کو گئے تو انہوں نے آپ کو بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا، انہوں نے آگ جلائی اور ساری رات اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کے بلند آواز میں ذکر کے ساتھ غاروں میں پھنسے کفار کا پہرہ دیتے رہے اور گشت لگائے ہوئے رات گزار دی۔

غار میں پھنسے رومیوں کی حالت زار

رومی جنرل نے جب اس صورت حال کا مشاہدہ کیا تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا ہائے افسوس! ہماری تدبیر بری طرح ناکام ہوئی اور ہم نے اپنی رائے قائم کرنے میں غلطی کی ہے۔ اور ہمارے لئے کوئی مدد ہے اور نہ مدد کرنے والا ہے اور عربوں نے ہمیں ایک تنگ جگہ پر قید اور بند کر دیا ہے جہاں پر نہ کھانے کو کچھ ہے اور نہ پینے کو اور اگر ایک دن مزید ہم یہاں اسی

طرح محصور رہے اور ہماری قوت کمزور ہوجائے گی اور ہمارے کمزور لوگ مرجائیں گے اور ہمارے گھوڑے ہلاک ہوجائیں گے۔ اور اگر ہم نے بادل نخواستہ مجبور ہر کر خود کو دشمن کے حوالے کر دیا اور گرفتاری دے دی تو پھر بھی وہ ہمیں قتل کر دیں گے۔ رومی گورنر کی یہ باتیں سن پر اس کے سرداروں نے کہا: تو پھر ان حالات میں آپ کا کیا حکم ہے۔ آخر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ گورنر نے کہا: میرے رائے یہ ہے کہ ہم کو اہل عرب کے ساتھ دھوکے کا معاملہ کرنا چاہئے۔ اور حیلے سے صلح کی درخواست کرتے ہیں کہ اہل شہر کو جن شرائط پر چاہو پناہ دے دو اور میرا خیال ہے کہ میں ان کو یہ ضمانت بھی دے دو کہ میں ان کے لئے شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ جس طرح وہ مطالبہ کریں یا ہم ان کے ذمہ پناہ گزیں ہوجائیں۔ اور جس وقت ہم شہر میں داخل ہوں تو پھر ہم شہر کی فصیل پر چڑھ کر ان سے جنگ کریں گے۔

شاید یہ بھی ہم کر گزریں کہ گورنر عین البحر، گورنر جوسیہ، دونوں کی طرف امداد کے لئے پیغام بھیجیں اور عین ممکن ہے کہ وہ ہماری امداد کے لئے آجائیں اور وہ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر میدان میں جنگ کریں گے اور ہم شہر پناہ کی دیواروں پر عربوں پر تیراندازی اور پتھر برسا کر ان سے جنگ جاری رکھیں گے اور حضرت مسیح علیہ السلام اس دفعہ ہمیں کافی ہوں گے۔

لوگوں نے کہا: اے امیر: جہاں تک تعلق ہے گورنر جوسیہ کا تو وہ خود پھنسا ہوا ہے اور وہ کبھی بھی آپ کی مدد کے لئے نہیں آئے گا بلکہ وہ تو لگتا ہے ہماری طرح اپنے شہر میں محصور ہو کر رہ گیا ہے اور عربوں کے ہمارے یہاں پڑاؤ سے پہلے یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ انہوں نے جوسیہ کے گورنر سے صلح کر لی ہے اور پھر یہ بھی واضح ہو کہ اہل جوسیہ میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کہ وہ عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اور عین البحر کے گورنر کا معاملہ تو وہ ایک مذہبی اور دیندار آدمی ہے تو اس طرح کے عابد اور زاہد اور رہبانیت قسم نے کیا جنگ کرنی ہے؟ اس کے علاوہ اس کے پاس نہ تو کوئی فوج ہے اور نہ وہ جنگ کی طاقت رکھتا ہے۔ اور یہ کہ اس کے شہر کے تمام لوگ تجارت کرتے ہیں جو تجارت کے لئے شام کے دور دراز کے علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور ان کے متعلق زیادہ خیال یہی ہے کہ انہوں نے بھی عربوں سے ضرور صلح کا معاہد کر لیا ہے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کوئی ایسی پالیس واضح کریں اور کوئی اس کی ایسی تدبیر سوچیں جس سے ہمارا اور آپ کی ساری رعایا کا فائدہ ہو اور قوم اور ملک کی فائدے کی باتیں سوچیں۔

لہٰذا اس نے اپنی قوم کی مرضی کے مطابق جواب دیا اور جب صبح ہوئی تو گھاٹی کی منڈیر پر بیٹھ گیا اور کہنا شروع کر دیا اے عرب کی جماعت! کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو میری بات کو سمجھے۔ میں سردار ہوں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ترجمان تھے ان میں سے ایک ترجمان نے جب ہربیس کی بات کو سنا تو وہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی طرف آیا اور عرض کی: اے امیر! یہ عجمی قوم کا سردار ہے اور اس کا نام ہربیس ہے اور وہ آپ سے بات کرنے کی استدعا کرتا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور پوچھو وہ کیا کہتے ہے۔ اور کیا چاہتا ہے؟ ترجمان نے جا کر اس س پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟

گورنر ہربیس نے کہا: اگر تمہارا امیر اپنے تیر اندازوں کے ساتھ مجھ کو امان دے اور میرے قریب آئے تو میں اس سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔

ترجمان نے یہ بات حضرت سعید رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے نزدیک اس کے لئے کوئی عزت نہیں، وہ کوئی بزرگ تھوڑا ہی ہے کہ میں اس کی زیارت کے لئے جاؤں اگر اس کو کوئی ضرورت ہے تو وہ خود میرے پاس بغیر کسی دستے کے آئے تاکہ میں اس کی بات سن سکوں۔

ترجمان نے آکر اس کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ تک اس کی بات پہنچائی تو اس نے کہا: ہمارے درمیان چونکہ جنگ ہو رہی ہے اس لئے میں جان کی امان کے بغیر اس کے پاس کیسے جا سکتا ہوں کیونکہ مجھ کو ڈر ہے کہ وہ مجھ کو قتل کر دیں گے۔

ترجمان نے کہا: میں آپ کے لئے امان کا ضامن ہوں کیونکہ عرب جب کسی سے معاہدہ کر لیتے ہیں تو پھر عہد کو توڑتے نہیں۔

رومی گورنر ہربیس کا مذاکرات کی پیش کش کرنا

رومی گورنر ہربیس نے کہا: آپ نے صحیح کہا ہے ہمیں ان کے متعلق ایسی ہی خبریں ملی ہیں۔ مگر پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی جان کے لئے توثیق کر لوں اور تجھ سے عہد لے کر ان کی ذمہ داری میں داخل ہوں۔ چونکہ وہ نہایت امین ہیں اور ان کا امیر کبھی دھوکہ نہیں کرتا اس لئے میری خواہش ہے کہ میں اہل شہر کے لئے بھی امان حاصل کر لوں۔ کیونکہ ہمارے شہریوں کو عربوں کی طرف سے بہت سا جانی و مالی نقصان ہو چکا ہے۔ اور ہمارے بہت سے آدمی قتل ہو چکے ہیں۔

ترجمان نے کہا: آپ کی بات اپنے امیر تک پہنچاتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں۔

ترجمان نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو رومی گورنر کی ساری باتیں بتا دیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو اجازت ہے جس آدمی کو چاہے میرے پاس بھیج دے۔ جب تک اس کا آدمی واپس اپنے لشکر تک نہ پہنچ جائے وہ ہماری ذمہ داری میں ہوگا۔

ترجمان نے یہ باتیں رومی گورنر کو جا کر بتا دیں۔

ترجمان نے جب رومی سردار سے اس کے سفیر کے متعلق امان کی ضمانت فراہم کر دی تو وہ اپنے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند شخص کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا: آپ دیکھ رہے ہیں ہم پر جو مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ اور کس طرح عربوں نے ہمارے تمام راستے بند کر دیئے ہیں لگتا ہے شام کے تمام شہروں کی بربادی اور وہاں کی باشندوں کی ہلاکت کا مسیح علیہ السلام نے عام اذن دے دیا ہے۔ اس لئے کہ عرب ہم پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے ہمارے خلاف فتوحات حاصل کر لی ہیں۔ اس وقت ہم سخت تکلیف اور مشکل میں ہیں۔ اگر ہم نے اس قوم سے امان حاصل نہ کی تو ہم بھوک اور پیاس سے مر جائیں گے۔ اس کے بعد عرب ہمارے بچوں کو اپنا غلام بنالیں گے اور ہمارے اموال اور شہروں کو باہم اپنے میں تقسیم کر لیں گے۔ اور ہم کو کوئی نجات دینا والا کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ شام کے شہروں میں سے ہر شہر کا حاکم اور ہر سردار اپنی اپنی جگہ خود عربوں کی لائی ہوئی مصیبت میں گرفتار ہے اور ہر ایک کو اپنی فکر لگی ہوئی ہے۔ اہل حمص ہماری طرح محاصرہ میں ہیں، شام، روم اور ہرقل کو بھی ہماری مدد مدد کی بجائے ان

کو اپنی فکر ہے۔ ان تمام صورت حال کے پیش نظر اب صلح کا تقاضا یہی ہے کہ اس عرب قوم کے پاس جاؤ اور ان سے ہمارے لئے امان حاصل کرو اور ان سے اس بات کی توثیق لے یہاں تک کہ میں بذات خود ان کے امیر کے پاس جا کر مذاکرات کروں، شاید میرے اور ان کے درمیان کوئی مصالحت کی راہ نکل آئے۔ یا شائد میں مسلمانوں کے امیر کے ساتھ کوئی دھوکہ کر سکوں۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے شہروں سے چلے جائیں اور پھر ان کے ساتھ جنگ کرنے کی پوزیشن میں آسکیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے اپنے لئے، تمہارے لئے اور شہر والوں کے لئے مسلمانوں کے امیر کو مال کی رغبت دے کر امان لے سکوں، یہ بھی ہوسکتا ہے وہ مال کے لالچ میں آ کر ہمارے علاقوں سے واپس چلے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ سکیں ان کے اور شام کے بادشاہ کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے؟

رومیوں کا قاصد

وہ قاصد سواری پر سے اترا اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ جھکنے ہی لگا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اشارے سے اس کو منع کر دیا۔ مسلمان اس کی طرف دوڑ پڑے۔ اور اس کو ایسی حرکت سے روک دیا۔ اس سے وہ گھبرا گیا اور ترجمان سے کہنے لگا۔ تم مجھے اپنے امیر کی تعظیم بجالانے سے منع کس لئے کرتے ہیں؟

ترجمان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے اس کی بات کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے کہو کہ میں اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سجدہ جائز نہیں ہے۔

یہ گفتگو سن کر رومی سردار نے کہا: یہی وجہ ہے کہ تم ہم پر اور دیگر قوموں پر مسلسل فتح حاصل کرتے چلے جا رہے ہو۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اپنے آنے کا مقصد بیان کریں۔

اس نے کہا: میں آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے سردار ہربیس کے لئے امان حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اور جو لشکر کے کمانڈر ہوتے ہیں اور ان کے اخلاق سے یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو امان دینے کے بعد غداری کریں اور عہد توڑیں۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شخص! بحمد اللہ ہم مسلمان ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ جو عہد شکنی کرتے ہیں۔ اور نہ ہم کسی کے ساتھ غداری کرنے والے ہیں۔ میں نے تمہارے قائد کو امان دی ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں ان کو بھی مگر اس شرط پر کہ وہ ہتھیار پھینک دیں اور صلح جوئی کے لئے امان مانگتے ہوئے نکل آئیں۔

سردار نے کہا: آپ کی طرف سے اور آپ کے امیر کی طرف سے اور ان کی طرف سے جو تم دونوں کے ساتھ پیش ہوں؟

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے تمام مطالبات ہم منظور کرتے ہیں اور اس کے بعد وہ نمائندہ سردار ہربیس کی طرف واپس چلا گیا اور اس کو حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے آگاہ کر دیا۔ اور کہا تم چلو لیکن خبردار غداری اور دھوکہ دہی کا ارتکاب ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ جو آدمی عہد کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کا وبال اس پر ضرور پڑتا ہے اور یہ عرب لوگ جب کسی کو امان دے دیتے ہیں تو اس کے ساتھ خیانت نہیں کرتے اور امان حاصل کر کے جو ان کے پاس آئے اس کے ساتھ غرور اور تکبر سے بھی پیش نہیں آتے۔

گورنر ہربیس کا صلح کے لئے آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ تک باوثوق ذرائع سے یہ بات پہنچی ہے کہ ہربیس نے اپنا ریشمی لباس اتار دیا تھا اور اون کا لباس پہن لیا تھا اور اپنا اسلحہ اتار کر پھینک دیا تھا اور اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ وہ لوگ بھی اپنے سردار کی طرح صوف کے لباس میں ملبوس تھے وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر نکلا۔ یہاں تک کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سردار کو اس حالت میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور جب سجدہ سے سر کو اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

''الحمد للہ الذی أزال عنا الجبابرۃ و ملکنا بطارقتھم و ملوکھم''

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے کافروں کے جابر حکمرانوں اور ان کے سرداروں کو ذلت وخواری سے دوچار کر دیا ہے۔ ان کے سرداروں پر ہم کو قوت اور برتری عطا فرمائی ہے۔)

پھر آپ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس سے کہا: کیا آپ ہمیشہ ایسا ہی لباس پہنتے ہیں جیسا کہ اس وقت پہنا ہوا ہے یا آج ہی پہنا ہے۔

اس نے کہا: مجھ کو قسم ہے مسیح اور قربان کی میں نے ساری زندگی میں ایک گھڑی کے لئے بھی ایسا لباس نہیں پہنا۔ آج پہلی مرتبہ یہ لباس پہنا ہے۔ میں حریر اور دیباج یعنی ریشمی کپڑوں کے علاوہ کسی لباس کو جانتا ہی نہیں۔ اور اس وقت میں نے ادنیٰ لباس صرف اس لئے پہنا ہے کہ میرا آپ سے جنگ کا ارادہ نہیں ہے اور آپ میرے ساتھ، میرے ساتھی سپاہیوں اور اہل شہر کے متعلق صلح کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے ساتھ اور تیرے ان ساتھیوں کے ساتھ جو اس وقت محصور ہیں صلح کا معاہدہ کر سکتا ہوں اور یہ کہ جو آپ کے ساتھیوں میں سے ہمارے دین میں داخل ہو جائے اس کے لئے وہی ہوگا جو ہمارے لئے ہے اور اس پر وہی لازم ہوگا جو ہم پر لازم ہے۔ یعنی وہ نفع ونقصان میں ہمارے برابر ہوگا۔ اس کو تمام حقوق اسی طرح حاصل ہوں گے جس طرح مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اور جو شخص اپنے دین پر قائم رہنے کو پسند کرے اور ہتھیار ڈال دے تو اس کی جان کو بھی امان ہے اور ہماری طرف سے اس کے ساتھ اس عہد کی پاسداری لازم ہوگی اور وہ ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے گا نہ جنگ کرے گا۔ اور رہا تمہارے شہر کا معاملہ تو وہ ہمارے امیر نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہے اور ان شاء اللہ بہت جلد وہ فتح ہو جائے گا۔ ہاں اگر تم پسند کرتے ہو تو میرے ساتھ ہمارے امیر کے پاس جا کر ان سے بات کر سکتے ہو۔ اور وہ تمہاری بات کو سنیں گے اور تمہاری قوم کے متعلق صلح کا فیصلہ وہی کریں گے اگر اس کو پسند کرتے ہو تو میرے ساتھ چلو۔ میں تمہاری حفاظت کی ضمانت لیتا ہوں۔ اگر تم دونوں کے درمیان اس امر پر اتفاق ہو گیا تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں تمہاری منزل تک حفاظت کے ساتھ پہنچانے کا ذمہ دار ہوں۔ اور تمہارے ساتھی جو تمہارے ساتھ آئے ہیں ان میں سے جو بھی واپس جانا چاہیں انہیں بھی حفاظت کے ساتھ ان کی منزل تک واپس پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان جو فیصلہ کرے گا اس کا ہمیں انتظار کرنا

چاہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ہربیس سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کو تیار

گورنر ہربیس نے کہا: میں تمہارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت وقاص بن عوف عدوی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: آپ نے جو کچھ دیکھا اور سنا وہ سب کچھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کردو اور ان کو بشارت سنادو۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے لئے خوشخبری

حضرت وقاص بن عوف عدوی رضی اللہ عنہ بڑی سرعت کے ساتھ اپنے تیز رفتار گھوڑے ابرس پر سوار ہو کر چل دیئے یہاں تک کہ جب امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو عرض کی: اے امیر! خوشخبری ہو پھر انہوں نے سردار ہربیس کی ساری باتیں تفصیل سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتادیں۔ جس کو سن کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے سجدہ شکر کا سجدہ ادا کیا اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا: اے لوگو! شہر کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنا اسلحہ کی دیکھ بھال کرلو۔ اور مل کر ایسا نعرہ تکبیر بلند آواز سے لگاؤ کہ کافر قوم پر رعب طاری ہو جائے۔

رومی کفار سہم گئے

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سن کر سب نے بیک زبان زوردار نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جس سے کافروں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ سہم گئے۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے کو جنگ کے لئے بلایا اور تمام نے شہر کا چاروں اطراف سے حاطہ کرلیا اور سب سے پہلے شکر کی طرف پیش قدمی کرنے والے اور انہیں ہربیس کی خبر پہنچانے والے مرقال بن عتبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اہلِ شہر کو مخاطب کر کے کہا: ''بدبختو! تمہاری حمایت کرنے والے ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور تمہارا سردار ہماری امان میں آچکا ہے۔ اور تمہارے امیر نے تمہاری جانوں اور تمہاری بیوی بچوں کی جانوں اور تمہارے اموال پر صلح کو ترجیح دی ہے تم بھی صلح کے ذریعے خود کو محفوظ کرسکتے ہو۔ اگر تم نے صلح سے انکار کیا تو سن لو بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے تمہارے شہروں کو اور دوسرے شہروں کو فتح فرما دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا فرمانے والا ہے۔

بعلبک والوں کی الامان الامان کی پکار

بعلبک والوں نے جب یہ سنا تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور لڑائی سے ان کے دل دہل گئے اور انہوں نے کہا: ہربیس نے ہم کو بھی مروایا ہے اور خود بھی ہلاک ہوا ہے اگر ہم محاصرے سے پہلے اور جنگ سے پہلے ہی صلح کر لیتے تو ہمارے لئے کتنا اچھا تھا۔ مسلمانوں نے جب ان کے خلاف سخت جنگ برپا کی تو ان پر ایک عجیب خوف و ہراس پھیل گیا اور انہوں نے ''لفون لفون'' (الامان الامان) پکارنا شروع کردیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے معاہدہ کی توثیق

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ علم ہوا کہ جنگ کے شعلوں نے بعلبک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور لڑائی شروع ہوگئی ہے، جو شہر تک پھیل کر شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ جس شخص کو آپ نے پناہ دی ہے ہماری طرف سے بھی اس کے لئے امان ہے اور ہم تمہاری ذمہ داری کو حقیر نہیں سمجھتے اور نہ رد کرتے ہیں اور تم نے جو معاہدہ کیا ہے اس کو ہم برقرار رکھتے ہیں۔ تمہارے کسی معاہدہ کو ہم توڑیں گے نہیں اور نہ ہی تمہارے کسی فیصلے کو رد کریں گے۔

ہربیس دربار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قاصد جس وقت حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس گھاٹی پر اور جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کو محصور کر رکھا تھا اس مقام پر اپنے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود ہربیس گورنر کو ساتھ لئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی طرف روانہ ہو گئے۔

گورنر ہربیس جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے لباس کو دیکھا اور ان کی شدید جنگ سے شہر والوں کو پہنچے والی حالت کو دیکھا تو اس نے یہ سب کچھ دیکھ کر اپنے سر کو حرکت دی اور اپنی انگلیوں کو دانتوں میں دبا کر کاٹنے لگا۔

اسلامی فوج کے سبز لباس والے مددگار کون؟؟

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فرمایا: اس سے پوچھیں یہ کیا کہہ رہا ہے؟ ترجمان نے ہربیس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میرا خیال تھا کہ تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ مگر تمہاری تعداد تو بہت تھوڑی ہے ہمارے ساتھ تمہاری جنگ اور تمہاری جنگ کے نتیجہ میں ہمیں پہنچے والے نقصانات اور سختیوں کو دیکھ کر ہمیں خیال گزرتا تھا کہ تمہارے تعداد سنگریزوں سے بھی زیادہ ہوگی اور ہم جنگ کے وقت تمہارے ساتھ سبز لباس پہنے ہوئے مردوں کو ہوا کی طرح تیز رفتار گھوڑوں پر سوار دیکھتے تھے۔ جنہوں نے سبز جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے اور جب میں اب تمہارے پاس چل آیا ہوں اور تمہارے درمیان موجود ہوں تو ان چیزوں میں سے میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ اب تم بہت تھوڑی تعداد میں دکھائی دے رہے ہو۔ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ تمہاری وہ فوج اور وہ مرد کہاں گئے؟

عین البحر والوں کی طرف بھیج دیا ہے کا کسی اور مہم کی طرف ان کو روانہ کر دیا ہے۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ترجمان نے جب ہربیس کی گفتگو کے متعلق بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فرمایا: اس کو کہو۔ ارے! تیری بربادی ہو، ہم مسلمانوں کی جماعت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں مشرکین کی نگاہ میں بہت زیادہ ظاہر کرتا ہے اور

فرشتوں کے ذریعے وہ ہماری مدد فرماتا ہے جیسا کہ جنگ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

جس سے وہ ہمارے ہاتھوں تمہارے شہروں اور ملکوں کو فتح کراتا ہے۔ اور تمہارے لشکروں کی کمی آتی ہے اور تمہاری فوجوں کو شکست ہوتی ہے۔ تمہارے بڑے سے بڑے بہادروں کو فنا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جو شان وعظمت عطا فرمائی ہے اس کو تم حقیر اور معمولی نہ سمجھو۔

ہربیس گورنر نے ترجمان کی زبان سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کو سنا تو کہنے لگا: اس شام کو فارس اور ترک کے بادشاہ اور جرامقہ کے سردار بھی فتح کرنے سے عاجز اور قاصر رہے۔ مسلمانوں نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ان کو روند ڈالا۔ جب کہ ہمارا خیال تھا کہ ایسا کام کوئی بھی نہیں کرسکتا اور نہ کرے گا۔ رہا ہمارا یہ شہر کہ شام کے میں اس جیسا دوسرا کوئی شہر نہیں۔ ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اس کا کوئی محاصرہ کر سکے گا یا اس کے رہنے والوں سے لڑائی لڑنے کی جرأت کر سکے گا اور اس شہر کے باسی لڑتے لڑتے تھک جائیں گے۔ اس لئے کہ یہ شام کا قلعہ نما محفوظ ترین شہر ہے جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

بعلبک کی تاریخی حیثیت

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے اس شہر کو اپنے لئے بنوایا تھا اور اپنے ملک کے خزانہ اور اپنی رہائش کے لئے اس شہر کو اختیار فرمایا تھا، کاش ہم نے کوتاہیاں نہ کی ہوتیں اور شہر سے تمہاری طرف نہ نکلے ہوتے اور ہم نے انحراف نہ کیا ہوتا۔ تو آج اس شہر کی حفاظت کے لئے آپ کے ساتھ مصالحت کا وقت نہ دیکھا ہوتا۔ اور نہ تمہاری ساتھ کبھی جنگ کی یہ تباہیاں اور ہولنا کیوں دیکھی ہوتیں چاہے تم سو سال تک بھی اس شہر کا محاصرہ کئے رکھتے تو ہم کبھی بھی اس ڈر سے تمہارے ساتھ مصالحت کے آمادہ نہ ہوتے کہ ہم تباہ ہوجائیں گے۔ اب جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا۔ اب آپ سے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کو اس شہر کی مصالحت پر کوئی دلچسپی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے اور ہمارے مابین صلح کی بات چیت ہوسکے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم اپنے مطالبات اور اپنی شرائط میں رہ کر ہمارے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرو۔ اس میں ہمارے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی بہتری اور اچھائی کا پہلو ہے۔ مجھ کو مسیح اور انجیل مقدس کی قسم! اگر ہم تمہارے لئے اس شہر کے دروازے کھول دیتے ہیں تو پھیر ملک شام میں کوئی شہر یا قلع ایسا نہیں ہوگا جس کو تمہارے لئے فتح کرنے میں کوئی دشواری ہو۔

ترجمان نے جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہربیس کی گفتگو کے متعلق بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری زمین کا مالک بنا دیا ہے اور تمہارے اموال کو ہمارے لئے غنیمت کر دیا اور تمہارے بادشاہوں کو ہماری خاطر ذلیل اور رسوا فرما دیا ہے۔ اب وہ ہمیں جزیہ ادا کریں گے، مگر تیرے نفس نے تجھ کو جھوٹی امیدیں دلا کر فریب دیا اور تو نے خیالی پلاؤ پکانے میں مبتلا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ذلت اور حقارت کا سامنا کرنا پڑا۔ کان کھول کر سن لو تقدیر کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم تمہارے اس شہر اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ان شاء اللہ ہمارا ہے اور ہم اس کے مالک بن جائیں گے۔ تمہارے شہسوار مردوں کو قتل اور تمہارے بہادروں کو قیدی بنالیں گے اور جو لوگ ہماری ساتھ جنگ کرنی کی سوچ رکھتیں گے وہ ہمارے

ساتھ ہونے والی صلح میں داخل نہیں ہوں گے۔ "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" (کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو بہت اعلیٰ ہے)

کفار کا کوئی مکر اور تدبیر کام نہ آئے

گورنر ہربیس نے جب ترجمان کے ذریعے یہ باتیں سنیں تو اس نے کہا: مجھ کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ مسیح ہمارے اس شہر کے لوگوں اور دوسرے شہر کے لوگوں پر یقیناً ناراض ہے اور اس لئے اس نے آپ کو عیسائیوں کے شہروں پر یلغار کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اور آپ کو ان شہروں پر مسلط کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ جنگ لڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی اور تمہارے خلاف مکر و فریب کے جال پھیلا دیئے تھے لیکن میرے کسی مکر اور تدبیر نے کوئی کام نہیں دکھایا اور نہ اس سے مجھ کو کوئی فائدہ ہوا ہے۔ کیونکہ تم وہ قوم ہو جن کو ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط کیا گیا ہے۔ اس لئے تمہارے خلاف ہمارا کوئی مکر اور کوئی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہو سکتی اور جنگ سے تم عاجز نہیں آ سکتے۔ میں نے اس لئے تمہارے ساتھ صلح کی درخواست کی ہے۔ میں نے ساری کوششوں کے بعد تمہاری طرف دوستی اور صلح کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ میں ایسا اپنی جان کے خوف سے یا محض اپنے اقتدار کے خوف سے نہیں کر رہا ہے بلکہ میری ساری کوششیں عوام کی بہتری کے لئے ہیں اور ان شہروں کی تعمیر اور آبادکاری کے لئے ہیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے اور اب میں صلح کرنا چاہتا ہوں کیا شہر پر آپ کو مصالحت پر کوئی دلچسپی ہے۔ اور کیا آپ کو اس شہر کے لوگوں کے متعلق کوئی فکر ہے۔ اور میرے ساتھیوں کی زندگی چاہتے ہو۔

بعلبک کے باشندوں سے صلح کا معاہدہ

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس صلح کے بدلے میں ہم کو کیا دو گے؟ تمہارے ساتھ صلح کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر ہوگی۔

ہربیس گورنر نے کہا: آپ کی جو رائے ہو ہم وہی کریں گے۔ آپ دیکھ لیں جیسے آپ چاہیں ہم ویسے ہی کرنے کو تیار ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ شہر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بذریعہ جنگ عطا فرما دے اور سونے چاندی سے بھرا ہوا یہ شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے اور اس جنگ میں مسلمانوں کا ایک نوجوان بھی شہید ہو جائے تو سونے اور چاندی سے بھرا ہوا شہر اس ایک مسلمان کے خون کے بدلے میں مجھے منظور نہیں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آخرت میں شہداء کے لئے اس سے بھی کہیں زیادہ اجر و ثواب مقرر فرما رکھا ہے۔

ہربیس گورنر نے کہا: میں آپ کے ساتھ ایک ہزار اوقیہ چاندی اور ایک ہزار ریشمی جوڑوں پر صلح کرتا ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرائے اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم نے اس عجمی کی بات سنی ہے؟ مسلمانوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ صلح کی کیا شرط ہونی چاہیے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: اے امیر! آپ کی رائے ہی بہتر ہے۔ آپ جو شرط مقرر کریں گے ہم اس کو قبول کریں گے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اطاعت سے منہ نہیں پھیریں گے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہربیس گورنر کی متوجہ ہو کر فرماتے ہیں: اے شخص! میں تمہارے ساتھ دو ہزار اوقیہ سونے اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور دو ہزار ریشمی جوڑوں اور تمہارے شہر کی بنی ہوئی پانچ ہزار تلواروں اور پہاڑ کی گھاٹی میں تیرے جتنے سپاہی ہیں ان کے تمام اسلحہ پر صلح کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ صلح نامہ کی ان دفعات پر عمل پیرا ہونا ضروری ہوگا۔

آئندہ سال میں تمہیں اپنی زمینوں کا خراج ادا کرنا ہوگا۔

ہر سال جزیہ کی ادائیگی تم پر لازم ہوگی۔

اس معاہدے کے بعد تم اس بات کے پابند ہو گے کہ ہمارے خلاف ہتھیار نہیں اٹھاؤ گے۔

کسی دوسرے کافر ملک کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ کے لئے خط و کتابت نہیں کرو گے۔

ہمارے ساتھ صلح کا معاہدہ طے پانے کے بعد تم کسی دوسری سلطنت سے بات چیت نہیں کرو گے۔

تم اپنے شہر میں نیا گرجا گھر اور دیر تعمیر نہیں کرو گے۔

ہربیس گورنر نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی شرائط سنیں تو کہا: آپ رضی اللہ عنہ کی تمام شرائط مجھ کو منظور ہیں۔ اور ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس پر عمل کریں گے اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کو یقین دلاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر ایک شرط میری طرف سے ہونی چاہیے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا شرط ہے؟

گورنر ہربیس نے کہا: میری شرط یہ ہے کہ آپ کا کوئی آدمی شہر میں داخل نہ ہو اور آپ کا وہ نمائندہ اور ساتھی جس کو آپ اپنا نائب مقرر کریں وہ اپنے سپاہیوں اور دیگر لوگوں سمیت شہر سے باہر اپنا پڑاؤ رکھیں۔ اور آپ کے قابل اعتماد ساتھی کے لئے ہماری طرف سے ہر طرح کا سیکورٹی کا انتظار اور آرام کا انتظام ہوگا اور جزیہ بھی اس تک پہنچ جائے گا۔ اور آپ کی طرف سے شہر کے اندرونی معاملات کی دیکھ بھال ہماری ذمہ داری ہوگی۔ لوگوں کی بہتری اور ان کے معاملات کی دیکھ بھال کا انتظام ہم خود کریں گے۔ آپ اپنے ساتھیوں میں جس کو بھی اپنا نائب مقرر کر کے جائیں گے ان کے لئے ہم شہر سے باہر ایک بازار بنا دیں گے۔ جس میں شہر کی تمام چیزیں اور مصنوعات موجود ہوں گی۔ آپ کا نائب وہیں سے اشیاء کی خریداری کرے گا اور آپ کے ساتھ شہر کے اندر آنے سے اجتناب کریں گے۔ کیونکہ ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی ہمارے معزز لوگوں پر سختی کریں گے اور لین دین کے معاملات میں آپس میں سخت گفتگو کریں اور اس سے کوئی فساد نہ برپا ہو جائے۔ اور ہمارے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہے اس میں کوئی تنازع یا جھگڑا جنم نہ لے جس سے ایسی کسی عہد شکنی یا بدعہدی کا امکان پیدا ہو جائے جو لڑائی کا سبب بن جائے۔

ہربیس گورنر کی گفتگو سن کر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت ہم تم لوگوں سے صلح کر لیں گے تو ہم پر لازم ہوگا کہ جو باتیں ہمارے اور تمہارے درمیان طے پائی ہیں ان پر عمل کریں۔ ہم تمہارا دفاع کریں گے اور تمہارے دشمن کے ساتھ جہاد کریں گے کیونکہ تمہاری ذمہ داری ہم پر ہے اور وہ شخص جس کو ہم اپنا نائب بنا کر تم پر مقرر کریں گے وہ تمہارے پاس ہمارا

سفیر اور نمائندہ ہوگا جس کے ذریعے ہمارا آپس کا رابطہ رہے گا۔
گورنر ہربیس نے کہا: آپ کا یہ نمائندہ اگر شہر سے باہر رہ کر ہماری حفاظت کے فرائض سرانجام دے تو کیا یہ درست نہیں ہوگا۔؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری خاطر ہمیں یہ بات بھی منظور ہے۔ ہمیں شہر کے اندر داخل ہونے اور پتھروں کے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں ہے۔
ہربیس گورنر نے کہا: اس پر صلح مکمل ہوگئی اور یہ کہہ کر گورنر ہربیس شہر کی طرف چلا گیا۔ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ تھے جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے اپنے سر سے کپڑا اتار دیا اور اپنی زبان مین کچھ کہنا شروع کر دیا۔

ہربیس کا دھوکہ اور فریب

لوگ اس کا اشارہ سمجھ گئے اور کہنے لگے۔ تجھ کو کیا ہوگیا ہے؟ تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ ہربیس نے ان کو تفصیل سے سارے حالات سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھیوں کے متعلق بتلایا نیز مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لینے کے بارے میں ان کو آگاہ کیا۔

ہربیس کا صلح سے فرار

گورنر ہربیس کی گفتگو سن کر لوگوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور کہنے لگے، ہائے! ہم لٹ گئے اور ہمارا مال جاتا رہا، ہمارے جانور ہلاک ہوگئے۔ ہربیس نے ان سے کہا: اے لوگو! میں نے ان سے بظاہر صلح کی ہے لیکن اس کے پس پردہ میرے عزائم اور ارادے کچھ اور ہیں۔
لوگوں نے کہا: تم جاؤ اپنی ذات کے بارے میں صلح کرتے ہو تو کرلو ہم تو کبھی مسلمانوں سے صلح نہیں کریں گے۔ ہم اہل عرب کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ہماری گردنوں کے مالک بن جائیں اور ہمارے شہر میں آ کر ہم پر سردار بن بیٹھیں۔ جب کہ شام کے ملک میں سب سے مضبوط اور محفوظ شہر ہمارا ہی شہر ہے اور سب سے زیادہ مالدار ہم ہی ہیں۔
حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہربیس کے ساتھ مصالحت کے متعلق مسلمانوں کو بتایا اور انہیں جنگ سے رک جانے کی ہدایت کردی۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں اور رہائش کی جگہ پر چلے جائیں۔ جب بعلبک والوں اور گورنر ہربیس کی گفتگو سے ترجمان نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہربیس کی طرف رخ کر کے فرمایا: اب تمہارا ردعمل کیا ہے؟ جلدی سے جواب دو ورنہ لڑائی شروع کری جائے گی۔

ہربیس گورنر کی ایک اور چال

گورنر ہربیس نے کہا: اے امیر! آپ تھوڑی دیر ٹھہر جائیں مجھ کو اپنے لوگوں سے بات چیت کر لینے دیں۔ مجھ کو مسیح کے حق کی قسم! اگر انہوں نے میری صلح کو قبول نہ کیا تو میں ان کے انکار کے باوجود آپ کو شہر کے اندر داخل کردوں گا۔ پھر آپ ان سے جو چاہیں سلوک کریں، تلوار چلائیں، ان کے مردوں کو مار ڈالیں اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالیں، ان کے مال ومتاع کو لوٹ لیں۔ کیونکہ میں ان کے شہر کی خفیہ جگہوں سے اچھی طرح باخبر ہوں۔ اور شہر کے تمام راستوں سے واقفیت رکھتا ہوں۔ میں شہر میں

داخل ہونے کے تمام راستے اچھی طرح جانتا ہوں۔

رومیوں کے چہروں کا رنگ سیاہ ہو گیا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ رومیوں نے قلعے کی دیوار پر جب اپنے گورنر ہربیس کی باتیں سنیں اور ترجمان حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کی گفتگو کا ترجمہ کر کے بتلا رہا تھا۔ جب یہ ساری باتیں سنیں تو ان کے چہروں کے رنگ سیاہ ہو گئے اور ان کے دل غمگین ہو گئے۔

ہربیس کا اپنی قوم سے گفتگو کرنا

ازیں بعد ہربیس گورنر نے اپنے قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اب بتلاؤ ان عربوں کے ساتھ صلح کے متعلق تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ میں ان کے ہاتھوں قیدی ہوں اور ہماری برادری کے نوجوان اور ہمارے دوسرے لوگ بھی مسلمانوں کی قید میں ہیں۔ اگر تم لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح نہ کی تو وہ قوم ہم سب کو قتل کر دے گی اور اس کے بعد تمہاری طرف آئیں گے اور تم سب کو ہلاک کر دیں گے (اور شہر پر قبضہ کر لیں گے)

لوگوں نے ہربیس سے کہا: اے سردار! جس قدر مال تو نے مسلمانوں کو دینے کا معاہدہ کیا ہے اس سارے مال کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

ہربیس گورنر نے کہا: اس کل مال کا چوتھائی حصہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ یعنی پانچ سو اوقیہ سونا اور ایک ہزار اوقیہ چاندی اور دوسو پچاس ریشمی کپڑے اور اسی قدر تلواریں میرے ذمہ ہیں۔

گورنر ہربیس کی باتیں سن کر رومیوں کے دلوں میں قدر اطمینان آیا

لوگوں نے کہا: اے ہربیس سردار! ہم آپ کے لئے شہر کا دروازہ کھولنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر یہ کہ آپ اکیلے آئیں اور شہر میں داخل ہوں کوئی عربی تیرے ساتھ شہر میں داخل نہ ہو۔ یہاں تک کہ ہم باہمی مشورہ کر کے شہر کے حالات کے بارے میں غور فکر کر لیں۔

اپنے سامان کو محفوظ جگہ منتقل کر دیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ جگہ پر چھپا لیں۔ اور ہم ان کے بارے میں اور وہ ہمارے متعلق مطمئن ہو جائیں۔

گورنر ہربیس نے کہا: اے بیوقوفو! میں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح ہی اس شرط پر کی ہے کہ ان کا کوئی نمائندہ اور فرد شہر میں داخل نہیں ہوگا۔ جس آدمی کو وہ تم پر اپنا نائب اور اپنا نمائندہ مقرر کریں گے وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت شہر سے باہر ہی رہے گا۔ تم اس کے لئے شہر سے باہر ایک بازار تعمیر کرو گے وہ اس بازار سے ضروریات زندگی کی اشیاء خرید سکیں گے۔

ہربیس کی قوم نے جب یہ گفتگو سنی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ہربیس شہر میں داخل ہو گیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی فوجیوں کو جو پہاڑ کی گھاٹی میں محصور ہیں رہا کر دیں اور ان کو چھوڑ دیں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حکم ملتے ہی محاصرہ ختم کر دیا اور سب لوگوں کو لے کر حضرت ابو

عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردی۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کے مطابق ان کے مال کی ادائیگی تک ان کا اسلحہ اور ہتھیار لے کر ان کو اپنے پاس گروی رکھ لئے اور اس اندیشہ کے پیش نظر بھی کہ اگر ان فوجیوں کو ان کے اسلحہ سمیت چھوڑ دیں اور وہ ہتھیاں سمیت شہر میں داخل ہوں تو ممکن ہے وہ مسلمانوں سے غداری کریں اور وہ سپاہی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود رہے تاکہ جب تک تاوان اور جزیہ ادا ہو جائے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ دیں۔رومی سپاہیوں کے لئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کو ہر طرح کی سہولیات پہنچائی جائیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی سختی وزیادتی نہ ہونے پائے اور گورنر ہربیس شہر میں مال ومتاع اکٹھا کرنے میں لگ گیا۔

گورنر ہربیس کا جزیہ کا مال لے کر آنا

گورنر ہربیس بارہ دن کے بعد سامان لے کر آ گیا اور مسلمانوں کے لشکر کے پاس وہ سامان، غلہ اور چارہ انہوں نے پہنچا دیا۔جس وقت تمام مال، کپڑے، تلواریں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔آپ رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو اپنے نائب کے طور پر ہم پر مقرر کر کے جائیں گے اس کو بلالیں تاکہ ہم آپ کے سامنے یہ شرائط طے کر لیں کہ وہ ہم پر کوئی ایسا ظلم نہیں کرے گا۔جس کی ہم طاقت نہ رکھتے ہوں۔اور وہ ہمارے شہر کے اندر داخل نہیں ہوگا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے منتخب اور برگزیدہ لوگوں میں ایک شخص جس کا نام رافع بن عبداللہ سہمی تھا۔ان کو بلایا اور ان سے فرمایا: میں آپ کو اس شہر پر عامل مقرر کرتا ہوں اور آپ کے ساتھ پانچ سو سوار آپ کے قبیلہ اور برادری کے اور چارسو دیگر قبائل کے یہاں چھوڑ کر جاتا ہوں۔آپ کو اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں۔اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈرتے رہیں اور عدل وانصاف کرنے والے حکمرانوں میں سے خود کو ثابت کریں۔کسی پر ظلم وزیادتی نہ کریں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا حشر بھی ظالموں کے ساتھ ہو۔

خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان لوگوں کے متعلق باز پرس کرے گا اور اگر تم نے کوئی ناحق کام کیا تو اس کا حساب تم کو دینا ہوگا اور تم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللہ تبارك وتعالى أوحى إلى موسى بن عمران عليه السلام أن يا موسى لا تظلم عبادي أخرب بيتك من نفسك"

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندوں پر ظلم نہ کریں اور اپنے گھر کو اپنے آپ سے برباد نہ کرنا"

اس شہر کے چاروں طرف فوجی فوجی چھاؤنیاں اور مورچے بنالو کیونکہ تم دشمن کے درمیان موجود ہو۔اور کسی قسم کے غرور اور نفس کے تکبر میں مبتلا نہ ہو جانا۔اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے۔

فرمایا: مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تم بیدار مغز ہو۔اس کے باوجود میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ کہیں اپنے ساتھیوں کی طرف سے غافل نہ ہو جانا۔اور ساحل کی طرف سے بھی ہر طرح سے محتاط رہنا اور ان پر شب خون مارنے کے لئے اگر تم اپنے

ساتھیوں کو بھیجو تو دو سو سے کم نہ بھیجنا اور شہریوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر شب خون مارنے میں شامل ہونے کی اجازت وقدرت نہ دینا۔ یہاں تک کہ تمہارے دشمن تمہارے قریب نہ آئیں اور جو شخص تم سے تعاون کرے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان میں صلح کرانا اور ان میں سے ایک فرد بن کر رہنا اور اپنے ساتھیوں کو یہ احکامات دیتا رہنا کہ رعایا کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کریں اور کسی قسم کا فساد برپا کرنے سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہنا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے جارہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور آپ پر سلامتی ہو۔

مسلمانوں کو حمص کی طرف پیش قدمی کرنا

عین البحر اور جوسیہ کے گورنروں سے صلح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بعلبک سے حمص کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا ہی تھا: کہ اتنے میں عین البحر کا گورنر اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ بھی صلح کا معاہدہ کرلیں اور جس قدر بعلبک والوں نے مال واسباب دینا آپ رضی اللہ عنہ سے طے کیا ہے اس کا نصف مال صلح کی صورت میں میں ادا کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ صلح کرلی اور ان پر حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت سالم بن زویب سلمی رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کردیا اور انہیں بھی اسی طرح ہدایات دیں اور نصیحتیں فرمائیں جس طرح حضرت رافع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھیں اور خود حمص کی طرف پیش قدمی کر گئے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ ''راس اور لفیقہ'' کے درمیان پہنچے تو جوسیہ کا گورنر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت زیادہ تعداد میں ہدایا اور تحائف بھی ساتھ لایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قبول فرما کر اس کے ساتھ صلح کی تجدید فرمائی اور حمص کی طرف پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ حمص پہنچ گئے۔

بعلبک میں مسلمانوں کی برکات

حضرت حبان ابن تمیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی حضرت رافع بن عبداللہ سہمی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھا۔ ہم نے اہل بعلبک کے ساتھ معاہدہ کے مطابق شہر سے باہر اپنے لئے اونی کپڑے سے بنے ہوئے خیموں کو مضبوط کیلیں اور میخیں لگا کر مستحکم اور مضبوط کرلیا۔ اور بعلبک کے باہر ہی رہے۔ ہمارا کوئی آدمی شہر میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ صرف کھانے پینے کی اشیاء اور جانوروں کا چارہ خریدنے کی غرض سے ہم شہر سے متصل بازار میں جاتے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم روم کے ساحلوں پر شب خون مارتے اور حملہ کرتے رہتے تھے۔ اور جو دیہات ہماری صلح میں شامل نہیں تھے ان پر بھی ہم چھاپے مارتے رہتے تھے۔ ہمارا امیر ایک سو آدمی کے لئے ایک چھوٹا سا پرچم باندھ دیتا اور ہم جب سو آدمیوں کا دستہ واپس آتا تو دوسرا سو آدمیوں کے دستے کو کہیں جانے کی اجازت ہوتی تھی۔

سرایا کے باریاں مقرر تھیں

اس طرح ہمارے درمیان سرایا، غارت گری اور شب خون مارنے، چھاپے مارنے کے لئے باریاں مقرر ہوگئی تھیں جب ہم کسی سریہ یا چھاپہ کے لئے نکلتے تو مال غنیمت لے کر واپس آتے، بعلبک والوں سے خرید وفروخت کرتے تھے۔ اس طرح اہل

بعلبک کو ہمارے ساتھ تجارتی معاملات اور خرید وفروخت سے خوب منافع حاصل ہونے لگا اور وہ اس سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے ہمیں معاملات میں ایسی قوم پایا جو جھوٹ، خیانت، کسی پر ظلم وزیادتی کرنا تو درکنار اس کی سوچ بھی نہیں رکھتی۔ اور ہمیں ان لوگوں کے قول وفعل میں صادق پایا اور ان کے دل خوش تھے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے ہم سے بہت زیادہ منافع کما لیا تھا۔

گورنر ہربیس کے لئے منافع کا دسواں حصہ مقرر

گورنر ہربیس نے جب دیکھا کہ اس کی قوم اپنی تجارت میں خوب منافع حاصل کر رہی ہے تو ایک دن ہربیس نے شہر کے ایک گرجا گھر میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا: اے تاجروں کی جماعت! تم خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہارے معاملات میں کس قدر جدوجہد اور محنت کی ہے اور تمہاری جانوں کی حفاظت اور سلامتی کے لئے اور تمہارے بیوی بچوں کی حفاظت کے لئے اور تمہارے شہر کے تحفظ اور دفاع کے لئے کس قدر سعی وکوشش کی ہے۔ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ میرا کتنا مال اور سرمایہ تھا جو جاتا رہا ہے اور میں تمہاری طرح ایک عام فرد بن کر رہ گیا ہوں۔ میرا سارا مال ومتاع اور اسلحہ لٹ کر ختم ہو گیا ہے۔ میرے بہت سے غلام تھے جو قتل کر دیئے گئے، میرے ساتھی، رشتہ دار اور برادری کے لوگ بھی ہلاک ہو گئے اور تم لوگ ان عربوں کے ساتھ خوب تجارت کر کے نفع حاصل کر رہے ہو۔ جب کہ اس شہر پر میں نے جو مال معاہدہ کے مطابق دینا لازم تھا اس کا ایک چوتھائی حصہ اپنی گرہ خاص سے اکیلے ادا کیا ہے۔

لوگوں نے کہا: اے سردار! تو نے جو کہا وہ سچ کہا ہے، اب بتایئے آپ کیا چاہتے ہیں؟

ہربیس نے کہا: اے لوگو! آج سے پہلے میں آپ کا سردار تھا اور اس وقت تمہارے درمیان ایک عام آدمی کی حیثیت سے رہ رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں نے تم لوگوں کی حفاظت اور بہتری کے لئے جس قدر مال خرچ کیا اس کا کچھ حصہ تم مجھ کو واپس کر دو۔

قوم نے کہا: اے ہربیس! ہم وہ مال کہاں سے لا کر آپ کو دیں۔؟

ہربیس کہنے لگا: میں تم پر یہ لازم نہیں کرتا کہ تم لوگ اپنے مال میں سے نکال کر مجھ کو میری رقم اور مال واپس کرو لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم اپنی خرید وفروخت میں مجھ کو بھی شامل کر لو۔ اور عربوں کے ساتھ جو تمہاری خرید وفروخت اور لین دین بھی ہو اس میں اصل زر کو چھوڑ کر حاصل ہونے والے منافع میں دسواں حصہ میرا مقرر کر دو۔

قوم نے جب یہ سنا اور سخت پریشان ہو گئی اور ہربیس کا یہ مطالبہ ان پر بہت شاق گزرا اور انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں ان کے سنجیدہ بعض لوگوں نے باہمی مشورہ کر کے اس بات پر رضامندی ظاہر کی اور کہا کہ یہ آدمی بھی ہم میں سے ہے اور ہمارے اس شہر کا گورنر رہا ہے اور اس نے ہمارے لئے بڑی جدوجہد اور کوشش کی ہے اور ہمارا قومی بھی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بادشاہ کا مقرب بھی ہے۔ جب کہ اس نے ہماری حمایت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اس لئے ہمیں اس کا مطالبہ منظور کر لینا چاہئے، یوں ان لوگوں نے اس کے لئے منافع کا دسواں حصہ مقرر کر دیا۔

ہربیس نے اپنی طرف سے ان سے منافع کا دسواں حصہ وصول کرنے کے لئے ایک آدمی کا تقرر کر دیا۔ جوان سے مال جمع کر کے ہربیس کو پہنچا دیا کرے گا۔ چالیس دن تک اس کا یہ نمائندہ مسلسل ان سے وصولی کرنے میں لگا رہا۔ ہربیس نے جب دیکھا کہ اس کے منافع کا بہت سا مال اور دولت جمع ہو گئی ہے تو اس نے دل میں خیال کیا کہ یہ شہر تو نفع بخش تجارت میں بہت سا مال کما رہا ہے۔

بعلبک والوں نے اس سے پہلے اس طرح کا منافع پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے ایک بار پھر لوگوں کو گرجا گھر میں جمع کیا اور ان سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ میں نے تمہاری بہتری کے لئے اور صلح کرانے ے لئے کس قدر مال خرچ کیا ہے اور اس کے بعدلے میں جو کچھ تم نے مجھ کو ادا کیا ہے اس سے میرا گزارا نہیں ہوتا اور نہ یہ میرے لئے کافی ہے اس تم کو چاہئے کہ تم مجھ کو میرا مال لوٹا دو تا کہ میں بھی تمہاری طرح دوبارہ مالی اعتبار سے اچھی پوزیشن میں آجاؤں۔ اب تم کو چاہئے کہ اپنے منافع میں سے چوتھائی حصہ میرے لئے خاص کرو تا کہ میں جلد سے جلد اپنا کھویا ہوا وقار اور سرمایہ دوبارہ حاصل کرسکوں۔ اور اس عشر سے نہ تو میرا مال واپس آ سکتا ہے اور نہ میرا اسلحہ اور نہ میرے غلام۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لوگوں نے اس کا یہ مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر دیا اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شور وغل بلند ہونے لگا اور اس شور کی آوازیں جب شہر سے باہر سنائی دینے لگیں۔ جب مسلمانوں نے ان کا یہ شور شرابا سنا تو وہ اس سے گھبرا گئے اور ان کو اس واقعہ کے متعلق قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ یوں مسلمان اپنے امیر حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور ان سے عرض کیا: اے امیر! ہم شہر سے لوگوں کے شور شرابے کی آوازیں سن رہے ہیں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی طرح شور وغل کی آوازیں تو میں بھی سن رہا ہوں لیکن ہمارے لئے ان کے ساتھ کوئی کاروائی کرنا ممکن نہین ہے۔ کیونکہ معاہدہ کی رو سے ہم ان نے شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکتے اور ان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنا ہمارے لئے معاہدہ کی رو سے درست نہیں ہے۔ اور ان کے درمیان یہ معاہدہ طے پا چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنا جن پر واجب ہوتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ وعدہ کو پورا کرنے کے حق دار مسلمان ہیں۔

ہاں البتہ اگر وہ شہر سے باہر نکل کر ہمیں اپنے معاملات کے بارے بتائیں تو ہم ان کے مابین مصالحت کے لئے تیار ہیں اور ان کے معاملات میں غور فکر کر سکتے ہیں۔

بعلبک والوں کا مسلمان کے امیر کے پاس آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابھی ہماری اپنے امیر سے بات چیت ختم نہیں ہوئی تھی اور ہم آپ رضی اللہ عنہ سے بات کررہے تھے کہ اتنے شہر والوں نے شہر سے نکل کر دوڑتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا۔ اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے قسمیں اٹھا اٹھا کر تفصیلات سے حالات بتانے شروع کر دیئے اور ہربیس نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا تھا وہ سب کچھ آپ رضی اللہ عنہ کو بتا دیا۔ پھر پہلی بار جس طرح انہوں نے ہربیس کے مطالبہ کو قبول کیا تھا وہ بھی بتا دیا اور پھر کہا ہربیس کی حرص ولالچ میں اضافہ ہو گیا ہے

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی مداخلت

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس کو ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے اس پر لوگوں نے کہا اس کو تو ہم نے قتل کر دیا ہے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر شاق گزری اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اب تم ہم سے کس چیز کا مطالبہ کرتے ہو؟

مسلمانوں کو بعلبک شہر میں داخلے کی غیر مشروط اجازت

انہوں نے کہا ہماری درخواست ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے لوگ شہر میں داخل ہوں اور ہماری طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کو شہر میں غیر مشروط طور پر داخلے کی اجازت ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر اس شہر میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ اور ہمارا امیر اجازت عطا فرما دے تو پھر میں شہر میں داخل ہو جاؤں گا۔ اگر وہ اجازت نہ دیں تو میں اور میرے ساتھی شہر میں داخل نہیں ہوں گے وہیں رہیں گے جہاں رہ رہنے کا ہمیں امیر نے حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا اور اس خط میں پورے حالات تحریر کیا اور بربیس کی ساری داستان اور شہر میں داخل ہونے کے لئے لوگوں کا اصرار ان تمام معاملات کو تحریر کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا خط ملنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لکھا اگر شہر والوں آپ کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیں تو جس طرح اجازت ہو اس طرح شہر میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ حکم ملنے پر شہر میں داخل ہو گئے اور شہر کے باہر جو مال ومتاع وغیرہ تھا وہ سارے کا سارا اٹھا کر شہر کے اندر شفٹ کر دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ہم سے موسیٰ بن عامر نے بیان کیا، فرمایا ہم سے یونس بن عبداللہ نے بیان کیا فرمایا ہم سے سالم بن عدی نے بیان کیا وہ اپنے دادا حضرت عبدالرحمن بن مسلم ربیعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: میں بعلبک کے معرکہ میں مسلمانوں کے ساتھ تھا جب اللہ تعالیٰ نے بعلبک مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت رافع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس شہر پر والی زگورنر مقرر کر کے حمص کی طرف متوجہ ہوئے۔

راستہ میں جب آپ رضی اللہ عنہ جوسیہ کے قریب پہنچے تو جوسیہ کا گورنر بہت سے تحفے، گھوڑے اور اسلحہ لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے تجدید صلح کی۔ اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں قیام فرمایا، اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ حمص کی طرف روانہ ہو گئے۔

لشکر اسلام کا حمص پہنچنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر جب زراعہ نامی مقام پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش کے طور پر پانچ ہزار شہسواروں کے ہمراہ آگے روانہ کر دیا اور جب قدمۃ الجیش حمص پہنچا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے استقبال کے

لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آنے والے مسلمانوں کو سلام پیش کیا۔

یکے بعد دیگرے لشکروں کی آمد

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہ، یکے بعد دیگرے پانچ پانچ ہزار سواروں کی قیادت سونپ کر روانہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ باقی لشکر کو لے کر خود بھی آہستہ آہستہ پیش قدمی کرتے ہوئے جب حمص کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

''اللهم عجل علينا فتحها وأخذل من فيها من المشركين''

(اے اللہ! ہمیں اس شہر پر جلدی فتح عطا فرمایا اور اس شہر میں جس قدر مشرک ہیں ان کو ذلیل فرما)

مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے تمام ساتھیوں کو سلام پیش کیا۔

بعد از سلام حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دریا کے کنارے پڑاؤ کیا اور وہاں پڑاؤ کے بعد سکون کرنے کے بعد حمص اور ان کے سردار مریس کے نام ایک خط لکھا اس خط میں یہ تحریر فرمایا

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا اہل حمص کے نام خط

بسم الله الرحمن الرحيم

من أبي عبيدة عامل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه على الشام وقائد جيوشه

أما بعد فإن الله تعالى قد فتح علينا بلادكم ولا يغرنكم عظم مدينتكم وتشييد بنيانكم وكثرة رجالكم فما مدينتكم عندنا إذا أتاكم الحرب إلا كالبرمة قد نصبناها في وسط عسكرنا والقينا اللحم فيها وجميع العساكر يتوقع الأكل منها وقد داروا بها ينتظرون نضجها واكل ما فيها ونحن ندعوكم إلى دين ارتضاه لنا ربنا عز وجل فإن اجبتم إلى ذلك ارتحلنا عنكم وخلفنا عندكم رجالا منا يعلمونكم أمر دينكم وما فرض الله تعالى عليكم وأن أبيتم الإسلام قررناكم على اداء الجزية وأن أبيتم الإسلام والجزية فهلموا إلى الحرب والقتال حتى يحكم الله وهو خير الحاكمين

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

ابوعبیدہ بن جراح فہری حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لشکر کے قائد

ازیں بعد: بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ نے تمہارے اکثر شہروں کو ہمارے ہاتھوں فتح کرا دیا ہے۔ تم کو اپنے شہروں کا بڑا ہوا اور ان کی عمارتوں کا مضبوط ہونا اور اناج وغلہ وغیرہ کی فروانی ہونا اور تمہارے آدمیوں کا ڈیل ڈول اور جسمانی لحاظ سے طویل القامت ہونا یہ سب باتیں تمہیں غرور اور دھوکے میں نہ ڈال دیں۔

یاد رکھو! جب تمہارے اوپر جنگ مسلط کردی جائے گی تو تمہارے شہر کی حیثیت ہمارے نزدیک اس

طرح کی ہوگی جس طرح لشکر کے درمیان چولہے پر رکھی ہوئی دیگ کی ہوتی ہے۔ جس دیگ کے اندر پکنے کے لئے گوشت ڈال دیا گیا ہے اور پورا لشکر اس دیگچے سے کھانے کی توقع رکھتا ہو۔ اور اس کے اردگرد گوشت کے پکنے کے انتظار میں چکر لگا رہے ہوں۔ اور کوئی جلانے کی لکڑیاں لا رہا ہے تو کوئی مصالحہ لا رہا ہے تو کوئی آگ جلا رہا ہے اور وہ دیگ کتنی جلدی پک کر تیار ہو جاتی ہے اور کتنی جلدی اس میں سے کھا کر اس کو خالی کر دیا جاتا ہے۔

میں تم کو اس دین کی طرف بلاتا ہوں جو دین ہمارے رب نے ہمارے لئے پسند کیا ہے اور میں تم کو اس شریعت کی طرف بلاتا ہوں جس کو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر تشریف لائے ہیں۔ ہم نے اس شریعت کو سنا اور اس کو مانا اور اس پر عمل کیا۔ اگر تم میری دعوت کو قبول کر لو تو تمہارے لئے وہی ہوگا جو ہمارے لئے ہے اور تم پر وہی ہوگا جو ہم پر ہے۔ ہم تمہارے پاس سے چلے جائیں گے اور جو تمہارے پاس ایسے بزرگ لوگ چھوڑ جائیں گے جو تم کو دین کی تعلیم دیں اور ان باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کی ہیں اور اگر تم اس بات کو قبول کر لیتے ہو تو ہم تمہارے ساتھ اسی طرح سلوک کریں گے جس طرح پہلے تمہارے ساتھ کیا تھا۔ اگر تم نے اس بات کا نہ مانا تو ہم تم پر جزیہ مقرر کر دیں گے جو تم کو ادا کرنا ہوگا اور اگر تم جزیہ سے انکار کرو گے تو پھر ہم تم کو جنگ کی دعوت دیں گے۔ کہ آؤ اور ہمارے ساتھ جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خط کو لپیٹا اور معاہدین میں سے ایک شخص جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا کے حوالے کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: یہ خط اہل حمص کے پاس لے جاؤ اور اس کا جواب میرے پاس لے آؤ۔

ایلچی آپ رضی اللہ عنہ کا خط لے کر روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ شہر پناہ کی فصیل اور چار دیواری کے قریب جا پہنچا تو اہل حمص والوں نے اس پر تیراندازی کا ارادہ کیا ہی تھا جو اس نے بھانپ لیا اور ان کو رومی زبان میں کہا: میں تمہارا ہی ایک آدمی ہوں میں تو اپنے ساتھ اہل عرب کی طرف سے تمہارے پاس ایک خط لایا ہوں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ سن انہوں نے قلعہ کے اوپر سے ایک رسہ اس کی طرف نیچے کو پھینکا جس کو اس نے اپنی کمر سے باندھ لیا اور انہوں نے اس رسے کو اوپر کھینچ لیا اور اس کو اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ قاصد نے سردار کو جھک کر سلام کیا اور خط پیش کر کے باادب اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

سردار نے اس سے پوچھا: کیا تو نے اپنا دین چھوڑ کر عربوں کا دین اختیار کر لیا ہے؟

معاہد نے کہا: نہیں۔ اے سردار! مگر میں ان کے ذمہ اور عہد میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور میں نے ان کے ذمہ داخل ہو کر امان اور اپنی جان و مال کا تحفظ حاصل کر لیا ہے۔

معاہد کا رومی سردار کو مشورہ

ہم نے ان مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ یہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ اور خیر اور بھلائی، اور مصلحت کا تقاضا اور صحیح یہی ہے کہ آپ بھی ان سے صلح کرلیں اور ان سے جنگ کرنے کا خیال اپنے ذہنوں سے نکال دیں، کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے میں بہت سخت اور بہادر ہیں۔ موت سے ان کو ذرا برابر ڈر اور خوف نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی سختی اور شورش سے گھبراتے ہیں اور نہ کسی دھمکی سے خوف زدہ ہونے والے ہیں۔

معاہد کی زبانی مسلمانوں کی خصوصیات

یہ لوگ اپنے دین پر بڑی مضبوطی سے قائم رہنے والے ہیں۔ ان کے نبی کریم ﷺ نے جو کچھ ان سے فرمادیا ہے اس پر سختی سے عمل کرنے اور ڈٹ جانے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونا ان کے نزدیک زندہ رہنے سے افضل ہے۔ اور انہوں نے اپنے دین کی قسم کھائی ہے کہ جب تک اہل حمص یہ شہر مسلمانوں کے حوالے نہیں کردیتے یا جس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر یہ شہر فتح نہیں فرمادیتا وہ ایک قدم بھی اس شہر سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

مجھ کو اپنے دین مسیح کی قسم: بیشک مجھ کو آپ عرب سے زیادہ پیارے اور محبوب ہیں اور میں دل سے آپ کی فتح چاہتا ہوں مگر مجھے آپ کے متعلق تشویش یہ ہے کہ آپ ان کے سخت پنجے میں پھنس کر رہ جائیں گے اور وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر تم کو پیس کر رکھ دیں گے۔

اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ از خود شہر ان کے حوالے کردیں اور اس میں آپ کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ و سلامت رہے گی اور اگر آپ نے اس سے انکار کیا تو آپ کو شرمندگی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حمص کے گورنر کا آگ بگولا ہونا

مریس حمص کا گورنر معاہد قاصد کی باتیں سن کر آگ بگولا ہوگیا اور اس کا چہرہ پر غم و غصہ اور ناراضگی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ غصہ کی وجہ سے اس کی آنکھیں لال ہوگئی تھیں گویا وہ آگ برس رہی ہوں۔ وہ اپنی زبان میں بڑبڑاتے ہوئے کچھ بول رہا تھا۔ پھر اس نے کہا:

"اے قاصد! مجھ کو اپنے دین مسیح کی قسم! اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ تیری زبان گدی سے کھینچ لی جائے اور تجھ کو یہ جرأت اور حرکت میرے سامنے کرنے کی ہمت کیسے ہوئی۔ میں تجھ کو ایسی سزا دیتا جو تجھ کو عبرت کا نشان بنادیتی۔

حمص کے گورنر کا خط کا جواب

پھر اس نے خط ایک ایسے شخص جو عرب کے رسم الخط کو اچھی طرح جانتا تھا کے حوالے کیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو پڑھ کر سناؤ۔ (اس نے خط پڑھ کر سنایا) خط سننے کے بعد اس کا جواب لکھوایا۔ اس نے کفریہ کلمات کے بعد خط میں تحریر کیا۔

"یا معاشر العرب إنه وصل إلینا کتابکم وعلمنا ما فیه من التهدید والوعد والوعید ولسنا کمن

لاتيتم من أهل الشام ولم يزل الملك هرقل يستنصر بنا على من عاداه وعلى من قصد إليه من العساكر والآن فلا بد لنا من الحرب والقتال فإن سورنا شديد وأبوابنا حديد وحربنا عتيد والسلام"

اے عرب کے جماعت! بیشک آپ کا مکتوب ہم تک پہنچا اور اس میں جو کچھ تھا دھمکی اور وعدہ وعید وہ سب کچھ ہم نے جان لیا اور ہم اہل شام کے صوبوں کی طرح نہیں ہیں۔ اور بادشاہ ہرقل نے ہمیشہ ہماری دشمن کے خلاف مدد کی اور جس نے اس کے خلاف فوج کشی کی۔ اور اب ہمارے لئے جنگ ضروری ہوگئی ہے اور بیشک ہمارا حملہ بہت سخت ہے اور ہم لوہے سے لیس ہیں اور ہمارا حملہ بہت سخت ہے۔ والسلام

اس نے خط لپیٹا اور اس معاہد کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ رسہ کے ذریعے اس کو قلعہ سے نیچے اتار دو۔ (ایسا ہی کیا گیا) چنانچہ جب معاہد خط کا جواب لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خط کھولا اور اس کو پڑھ کر اپنی ساتھیوں کو سنایا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور اسلام کے بہادر مجاہد جنگ کا حکم سنتے ہی جان پر کھیلنے کے لئے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

مسلمانوں کی جنگ کے لئے صف بندی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے اسلامی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے جنگ کے لئے صف بندی کر دی۔ ایک حصہ پر حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری رضی اللہ عنہ کو قائد مقرر کر کے روانہ فرمایا جس کو حکم دیا کہ وہ الخیل دروازے پر جا کر مقیم ہو جائے۔ دوسرے حصہ پر حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو قائد بنا کر روانہ کیا اور تیسرے دستہ پر حضرت مرقال بن ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو قائد مقرر کیا اور روانہ کر دیا اور چوتھے اور آخری دستے پر حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کو قائد مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دونوں سپہ سالار "رستن" دروازے پر ٹھہرے رہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی

دوسرے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر میں جتنے موجود غلام تھے ان کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ تلواریں نیاموں سے نکال لیں، سینوں کو ڈھالوں سے چھپالیں اور قلعہ کی دیواروں کے پاس پہنچیں۔ اور دیواروں پر تلواروں کے وار کرتے رہیں اور مخالفین کے تیروں کو ڈھالوں سے روکتے رہیں۔

حضرت ابوعبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابوسلیمان! میرا خیال کے مطابق اس طرح کے عمل سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیں اور کچھ دیر میری سوچی ہوئی حکمت عملی میں اختلاف نہ فرمائیں۔ میرا یہ اس دفعہ غلاموں کی فوج سے دشمن سے جنگ کا ارادہ ہے۔ اور اس سے ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ رومیوں کی ہمارے نزدیک کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔

اسی وجہ سے ہم عرب ان کے مقابلے کے نہیں نکل رہے۔
سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور وہ کرو جو بہتر اور صحیح ہو۔

غلاموں کا قلعہ کی طرف پیش قدمی کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو قلعہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت تمام غلاموں کی عداد چار ہزار تھی۔ اس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار عربی فوج کو حکم دیا کہ وہ ان غلاموں کے ہمراہ جائیں نگران کے پیچھے پیچھے رہیں۔

غلاموں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی اس پر عمل کیا اور قلعہ کی دیواروں کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ تمام غلاموں نے اپنے آپ کو ڈھالوں سے چھپا رکھا تھا۔ عربی لشکر ان کے پیچھے تھا۔ غلاموں نے تیر پھینکنا شروع کر دیئے اور اپنی تلواریں قلعہ کی دیواروں پر مارنا شروع کر دیں۔

بعض تلواریں جب قلعہ سے ٹکراتی تھیں تو قلعہ کی دیواروں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھی۔ اور بعض تلواریں قلعہ کی دیواروں سے لگ لگ کر ٹوٹ گئیں۔

مریس گورنر حمص ورطۂ حیرت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غلاموں اپنے اپنے کام میں مشغول تھے کہ حمص کا گورنر مریس یہ سب کچھ دیکھنے کے لئے باہر نکلا۔ اس کے بڑے بڑے سردار اور مقام و مرتبہ والے درباری بھی اس کے ساتھ تھے۔ غلاموں کا یہ کام دیکھ کر مریس گورنر حمص ورطۂ حیرت میں آ گیا۔ مریس نے پوچھا:

اے میرے قوم کے سردارو! حضرت مسیح کی قسم! میں نہیں خیال رکھتا کہ یہ عرب قوم ہے جو ایسا کر رہی ہے یہ تو سیاہ فام ہیں۔ مریس کے ہمراہ ایک ایسا شخص بھی تھا جو اجنادین اور دوسری ریاستوں سے ہوتا ہوا حمص آیا تھا، کہنے لگا، اے سردار ایسی بات نہیں ہے۔ یہ فوج تو غلاموں کی فوج ہے۔ ہمارے ساتھ عربوں کی یہ بہت بڑی چال ہے کہ انہوں نے غلاموں کو آگے رکھا تاکہ ہم سے یہی لوگ مقابلہ کریں اور لڑیں اور اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان کی نگاہوں میں ہمارا کوئی مقام ہی نہیں ہے کہ وہ بذات خود ہمارے ساتھ مقابلے کے لئے نکلیں۔

مریس نے کہا: حضرت مسیح کی قسم! یقیناً یہ فوج تو غلاموں کی فوج سے کہیں زیادہ طاقت ور اور بہادر ہوگی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو ملنے والی خبروں کے مطابق اس دن غلاموں کی فوف اسی طرح مصروف عمل تھی اور وہ بار بار دیوار کی جانب چڑھائی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب رات کا وقت ہوا تو فوج اپنے خیموں میں واپس آ گئی۔ رات کے وقت مریس گورنر نے اپنے ایک شہری کو بلایا اور اس کو ایک پیغام دے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ قاصد رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے پاس پہنچا تو مسلمانوں نے سوچا شائد کوئی جاسوس ہے۔ اس لئے مسلمان اس کی طرف بڑھے اور اس کو پکڑنا چاہا۔ لیکن اس نے کہا: میں سردار مریس کا قاصد ہوں۔ میرے پاس سردار کا خط ہے جس کا جواب لینے کے لئے میں آیا ہوں۔ یہ کہا اور وہ خط مسلمانوں کو دکھایا۔ جس وقت وہ خط حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس

خط کو کھولا اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس خط میں یہ تحریر تھا۔

''یا معاشر العرب أنا ظننا أن عند کم عقلا تدبرون به الحرب و تستعینون به علی الأمور وإذا انتم بخلاف ذلك لانکم فی أول حربکم لنا تفرقتم علی الأبواب فقلنا هذا اشد ما یکون من الحصار و أعظم ما یقدرون علیه من الأضرار فلما کان الغد تأخرتم عن حربنا و بعثتم هؤلاء المساکین إلی حربنا یقطعون أسیافهم و یکسرون سلاحهم فیا لیت شعری هل تصبر سوفهم علی فساد سورنا وقد بان لنا عجز رایکم و تدبیرکم فی القتال و ملاقاة الرجال و الآن فأنا اشیر علیکم بأمر فیه الصلاح لنا ولکم وهو أن تسیروا إلی الملك هرقل و تفتحوا ما بین أیدیکم کما فتحتم ما و راء کم وإیاکم و اللجاج و البغی فانهما قاتلان لمن أتبعهما و راجعان علی من بدأ بهما أو نحن نخرج إلیکم صبیحة هذه اللیلة و الله ینصر من یشاء منا و منکم ممن علی الحق''

اے عربوں کی جماعت! ہم لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تم لوگوں کے پاس عقل وفہم وفراست ہے اور تم لوگ جنگی چالوں سے خوب واقف ہو کہ جنہیں جنگ کے دوران استعمال کرنا ہے۔ لیکن ہم کو یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ تم لوگ اس کے متعلق بالکل ناواقف ہو۔ پہلے دن جب تم لوگوں نے ہم پر حملہ کیا تو لوگوں نے قلعہ کے سارے دروازوں کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ جس سے ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ قلعے کا محاصرہ بیشک دشواری کا باعث بنے گا۔ جس کو برداشت کرنا آپ کے بس میں نہیں تھا۔ بہر حال اب کل تک جنگ سے رکے رہنا پھر پھلاموں کو بھیجنا جن بے چاروں نے سارا دن اپنی تلواریں دیواروں کے ساتھ مار مار کر اپنا ہی اسلحہ ضائع کیا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس طرح کرنے سے دیواروں کو کوئی نقصان ہوگا۔ بہر حال اس طرح کرنے سے کم از کم تمہارے عقل کی کمی اور فہم فراست کے نہ ہونے کا اندازہ ہم کو ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری حکمتِ عملی مدمقابل سے مقابلہ کرنے کے مقابلے میں تمہاری بے وقوفی خوب عیاں ہوئی ہے۔

اب میں تمہارے لئے ایک تجویز پیش کر رہا ہوں اور اس تجویز میں تمہاری فلاح ہے اور وہ تجویز یہ ہے کہ تم لوگ اس قلعے کو چھوڑ کر ہرقل بادشاہ کی حکومت کا رخ کرو یا کسی اور ریاست کی طرف پیش قدمی کرو۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی تم کرتے آئے ہو۔ اس ظلم وسرکشی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ جو شخص ان دونوں چیزوں کا ارتکاب کرے گا وہ انہی حرکتوں کی وجہ سے ہلاک ہوگا۔ اگر کسی دوسرے علاقے کی طرف جانا تم پسند نہ کرو تو انتظار کرو ہم صبح ہوتے ہی تمہارے مقابلے کے لئے نکلیں گے پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا فتح عطا کرے گا۔ چاہے وہ فتح تم کو عطا کرے یا ہم کو عطا کرے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور آئندہ کے لئے کیا کرنا ہے اس کے متعلق مسلمانوں کو مشورہ کرنے کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کے پاس قبیلہ خشعم کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا شمار معززین میں ہوتا تھا اس کا تعلق قبائلی

سرداروں میں سے تھا۔ جس کا نام عطا بن عمرو خثعمی تھا۔ بوڑھا آدمی تھا، اول ہجرت کرنے والوں میں سے تھا۔ اور صاحب رائے تھے۔ جنگی حکمتِ عملی اور لشکروں کے متعلق تجربہ کار تھے۔ جس وقت ہربیس کا خط ملا تو جلدی سے کھڑا ہوا اور کہا: اے لشکر کے امیر! میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری بات ضروری سنیں گے۔ کیونکہ میں اس میں مسلمانوں کے لئے بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ وہ مجھے بھلائی کو توفیق عطا فرمائے۔ اور اس سے مسلمانوں کی مدد کا سامان فراہم کرے گا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم تو مسلمانوں کے خیر خواہ ہو۔ فرماؤ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عطاء عمرو خثعمی رضی اللہ عنہ آپ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ امیر کے لشکر کے کاموں میں اصلاح فرمائے۔ آپ کو واضح ہو کہ ملک شام میں ہمارے داخل ہوتے ہی حمص کے سردار ہربیس کو ہماری آمد کے متعلق اطلاع مل چکی تھی۔ ابھی تک جن سرداروں کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہو چکا ہے ان کی بنسبت یہ سردار زیادہ چالاک اور تجربہ کار نظر آ رہا ہے۔ بعلبک کی فتح کی خبر ملتے ہی اس نے سوچ لیا تھا کہ اب مسلمانوں کا ہدف ہماری طرف ہوگا اس لئے تو اس نے ہمارے علاقے میں آنے سے پہلے ہی راشن، اسلحہ کا انتظام کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے لوگوں کی بہت بڑی تعداد بھی قلعے میں محفوظ کر لی تھی۔ غلہ کی اتنی مقدار انہوں نے جمع کر لی ہے جو کئی سالوں تک ان کے لئے کفایت کر سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم کو قلعہ کا محاصرہ کرنا پڑا جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے دمشق کا محاصرہ کرنا پڑا تھا۔

میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے جس کے ذریعے سے حمص والوں کو اپنے مضبوط پنجوں میں جکڑ لیا جا سکتا ہے اور ضرور میری تدبیر ان کے خلاف کامیاب ہوگی۔ تو ان شاء اللہ ہم ان کے اس شہر کے مالک بن جائیں گے۔

حضرت ابن عمرو خثعمی رضی اللہ عنہ کی تدبیر

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عمرو رضی اللہ عنہ! تمہارے ذہن میں اس وقت کیا تدبیر ہے۔؟

حضرت ابن عمرو خثعمی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا؛ اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ہربیس سردار کو خط لکھیں اور ان سے سامان رسد مانگیں اور اس کے بدلے ان سے وعدہ کریں کہ ہم اس علاقے کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسرے علاقوں کی فتوحات سے نوازا تو ہم لوگ تمہاری طرف دوبارہ آ سکتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے چونکہ ان کا ذخیرہ کیا غلہ کم ہو جائے گا اور ضرور لوگ قلعہ سے باہر نکل کر رزق حاصل کرنے میں ادھر ادھر جائیں گے اور تجارتی معاملات میں مشغول ہو جائیں گے اور ہم ان لوگوں پر اچانک حملہ کر کے ان پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور دوبارہ غلہ کی قلت کی وجہ سے وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ کیونکہ حمص کا قلعہ میں ان لوگوں کے لئے غلہ بہت تھوڑی مقدار میں باقی بچا ہوگا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا تجویز کی توثیق کرنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عمرو رضی اللہ عنہ! تیرے رائے بہت عمدہ ہے ابھی تمہارے مشورے پر عمل کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی تائید و توثیق کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا جوابی خط

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دوات کاغذ طلب کی اور ہربیس کے خط کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ جس میں یہ تحریر تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أما بعد فانی رأیت فی قولك صلاحا لنا ولکم ولسنا نرید البغی علی أحد من عباد اللہ عزوجل وقد علمت أن عسکرنا کثیر وخیلنا وابلنا کثیر فإن أردتم أن نرتحل عنکم فابعثوا لنا میرۃ خمسۃ ایام وانتم تعلمون أن الطریق الذی امامنا بعید وما نلقی بعدکم إلا کل حصن منیع وابواب حدید فإذا موتتمونا رحلنا عنکم إلی بعض مدائن الشام فإذا فتح اللہ علینا بعض مدائن الشام رجعنا عنکم کما زعمتم فإن فعلتم ذلك کان صلاحا لکم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ازیں بعد: میں نے تمہارا خط پڑھا اور اس میں تمہاری تجاویز میں دونوں فریقوں کے لئے خیر خواہی کا عنصر موجود ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم وزیادتی کرنے والے نہیں ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ہمارا لشکر اور اونٹ گھوڑے بہت زیادہ ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں اور کسی اور جگہ کا رخ کریں تو ہمارے لئے پانچ دنوں کا راشن بھیج دیں کیونکہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے سامنے بہت لمبا سفر ہے جب کہ غلہ تھوڑا ہے۔ ہم تمہاری طرف اس وقت آئیں گے جب کہ دیگر قلعوں اور شہروں کو فتح کر چکے ہوں گے۔ اگر تم ہمارے لئے غلہ بھیج رہے ہو تو ہم یہ شہر چھوڑ کر شام کے ملک کے دوسرے شہروں کا رخ کریں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ہمیں ان شہروں کی فتح سے کامیاب فرما دے گا تو ہم دوبارہ تمہارے شہر کا قصد کریں گے جیسا کہ تم لوگ بھی گمان کر رہے ہو۔ اگر تم بھی میری تجویز پر عمل کر لو تو تمہارے اور ہمارے لئے بہت بہتر ہو گا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خط کو لپیٹا اور اسی قاصد کو دے کر سردار ہربیس کی جانب روانہ کر دیا جب وہ قاصد ہربیس کے پاس پہنچا اس نے خط ہربیس کے حوالے کر دیا۔ ہربیس نے خط پڑھا تو وہ اور اس کے ساتھ بیٹھے دوسرے سردار پادری بہت خوش ہوئے۔ ہربیس نے کہا: دیکھو یہ عرب لوگ تم سے زادِ راہ اور غلہ مانگ رہے ہیں اور اس کے بدلے یہاں سے چلے جانے کا عہد کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عربی کوئی درندے ہیں۔ جب انہوں نے تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز دیکھی تو اس کی طرف منہ اٹھائے تمہارے شہروں کی طرف چلے آگئے ہیں۔ اور تمہارے شہروں میں اپنی بھوک مٹانے کے لئے آجاتے ہیں۔ اب جب کہ ہم ان کی بھوک ختم کر دیں تو ہمارے پاس سے وہ چلے جائیں گے، انہوں نے کہا: یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ عرب لوگ ہمارے پاس سے موجود غلہ اور دیگر سامان بھی وصول کریں اور ہمارے شہر کا محاصرہ بھی ختم نہ کریں۔

ہربیس نے کہا: اس معاملے میں ان سے پکا وعدہ لے کر ہی فیصلہ کروں گا۔ جس وقت تم ان عربوں کا غلہ وغیرہ دے دو گے تو

وہ یہاں سے چلے جائیں گے۔

انہوں نے کہا: بہت اچھا۔ آپ ایسا ہی کیجئے۔ اور ہمارے لئے اور اپنے لئے بھی ان سے پکا وعدہ لیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہربیس نے اپنے مخبروں اور پادریوں کو بلایا اور انہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس عہد و پیمان کرنے لئے بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے یہی شرط ہوگی کہ تم لوگ یہ شہر چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ اس کے لئے رستن کا دروازہ کھولا گیا۔ اور وہ لوگ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور آپ سے معاہدہ کی بات چیت کی، وہ ان کا شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے جب کہ اہل حمص انہیں غلہ وغیرہ دیں گے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ انہیں شرقی اور غربی علاقوں اور پہاڑوں اور ریگزاروں میں ملک شام کی ریاستیں فتح نہ کرلیں تو اس وقت تک وہ حمص کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔

حمص کے باشندوں سے معاہدہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں راضی ہوں۔ اور بس صلح مکمل ہوگئی۔ اس کے بعد حمص والوں نے اپنے پاس ذخیرہ کیا ہوا غلہ نکال کر مسلمانوں کو دے دیا اور اتنی زیادہ مقدار میں دیا کہ ان کے لئے کئی دنوں تک کافی تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص والوں کا دیا ہوا غلہ قبول تو کرلیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حمص والو! ہم لوگوں نے تمہارا دیا ہوا غلہ اور چارہ قبول کرلیا ہے تو اگر اس کے علاوہ غلہ بیچنا چاہو تو ہم خرید لیں گے۔ اہل حمص نے کہا: ہاں: ہم ایسا بھی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کی پیشکش سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر میں اعلان کردیا کہ اہلِ حمص سے غلہ خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ تاکہ تمہارے پاس زادراہ وافر مقدار میں ہوجائے کیونکہ تمہارا سفر طویل ہے اور غلہ کی مقدار کم ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے امیر! ہم کس چیز کے بدلے میں غلہ خریدیں گے اور اس کو کس طرح اٹھائیں گے۔

حمص والوں کا غلہ کا ذخیرہ مسلمانوں کے ہاتھوں فروخت کردینا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مال غنیمت تم کو فتوحات سے ملا ہے اس کے بدلے میں خرید لو۔

حضرت حسان بن عدی غطفائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ امیر لشکر پر اپنی رحمت فرمائے، حساب میں نرمی فرمائیں جیسا کہ انہوں نے اس طرح کی خرید و فروخت کی ترکیب نکالی ہے ہم لوگوں سے وہ بوجھ ہلکا کردیں اور جو قالین اور دیگر بھاری سامان کی صورت میں ہمیں غنیمت میں ملا ہے جس کو اٹھانا ہمارے لئے بہت مشکل ہے اس کے علاوہ ہمارے جانور بھی ان مال غنیمت کو اٹھانے سے عاجز ہیں۔

جب ہم لوگوں نے ان کے بدلے میں زادراہ اور غلہ وغیرہ خریدنا شروع کردیا اس کے بدلے اہم حمص نے ہم سے سامان خریدنا شروع کردیا۔ ہم لوگوں نے بیس دینار کے برابر چیزیں صرف دو دینار میں فروخت کیں۔ جس سے اہل حمص سستے نرخوں دیکھ کر ہماری طرف راغب ہونے لگے اور پھر یہی خرید و فروخت کا سلسلہ تین دن تک جاری رہا۔

اہل حمص کو مسلمانوں کے وہاں سے کوچ کرجانے کی خوشی بہت زیادہ تھی۔

رومیوں کے جاسوس اور معاونین کا فرار ہونا

اسلامی لشکر میں رومیوں کے جاسوس اور مددگار موجود تھے۔ جب حمص والوں نے مسلمانوں کو غلہ وغیرہ دینا شروع کر دیا تو انہیں یہ گمان ہوا کہ شائد حمص والے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی ہے اور ان سے صلح ہوگئی ہے تو وہ جاسوس اور معاوین وہاں سے نکل گئے۔ اور انطاکیہ کی طرف بھاگ گئے۔ راستے میں جہاں کوئی شہر آتا یا کسی قلعہ سے گزرتے تو یہی کہتے ہوئے گزرتے حمص والوں نے عربوں کی اطاعت قبول کر لی ہے اور عربوں نے حمص کا شہر بذریعہ صلح حاصل کر لیا ہے۔

مسلمانوں کا رعب و دبدبہ

رومیوں کے لئے یہ باتیں کافی تکلیف دہ تھیں جس سے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف و دبدبہ اور رعب چھا گیا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہوا تھا۔

ان جاسوسوں کی تعداد چالیس تھی، تین شیرز چلے گئے ار وہاں انہوں نے اس بات کا خوب چرچا کیا۔

رستن کی فتح کا بیان

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی رستن کی طرف پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسلامی لشکر کے امیر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے اور جب رستن کے مقام پر پہنچے تو وہیں پڑاؤ کر دیا۔ رستن ایک مضبوط قلعہ بلکہ قلعہ نما شہر تھا۔ جس میں پانی وافر مقدار میں موجود تھا۔ اور رستن کے رہنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

رستن کے باشندوں کو مسلمانوں کو صاف انکار

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رستن کے باشندوں کے پاس اپنا پیغام بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ہماری ذمہ داری میں آجائیں۔ مگر رستن کے باشندوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور رستن کے باشندوں نے کہا؛ جب تک ہرقل بادشاہ سے ہمارا کوئی معاملہ طے نہ پا جائے اس وقت تک ہم کوئی اقدام نہیں اٹھائیں گے۔ اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہرقل بادشاہ کے ساتھ جنگ کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ سپاہی تو ہیں لیکن ساز و سامان وافر مقدار میں ہے جس کا اٹھانا ہمارے لئے اب مشکل ہے اس لئے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب تک ہم لوگ واپس نہیں آتے جب تک تم ہمارا سامان اپنے پاس امانت کے طور پر رکھ لو۔

رستن کے باشندے اپنے سردار کے پاس گئے اور اپنے سردار سے یہ ساری صورتحال جا کر بیان کی۔

بادشاہوں کا شیوہ اور طریقہ کار

رستن کے سردار نے کہا: بادشاہوں اور فوجی لشکروں کا ابتداء سے یہ طریقہ اور شیوہ رہا ہے کہ اپنے پاس لوگوں کی امانتیں رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ پس اگر ہم ان کا ساز و سامان اپنے پاس امانت کے طور پر رکھ لیں تو اس میں ہمارے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

رستن کے سردار کا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام

رستن کے رہنے والوں کے سردار کا نام ''یقیطان'' تھا اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو اس کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہرقل کے ساتھ جب تک آپ کا کوئی معاملہ طے نہ ہو آپ سے ساتھ ہم رستن کے باشندوں جیسا سلوک کریں گے۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان شاء اللہ ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔

رستن کے شہر کو فتح کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس بن علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت اسلامی لشکر نے رستن میں اپنا پڑاؤ کیا اس وقت میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکابرین کو بلوایا تاکہ ان کے ساتھ مشاورت کی جائے کہ آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔

مسلمانوں کا رستن کی فتح کے لئے حیلہ کرنا

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رستن بہت بڑا اور مضبوط شہر ہے۔ اس کو حکمت عملی اور حیلے کے علاوہ فتح کرنا مشکل ہے۔ میرا خیال ہے کہ ۲۰، ۲۰ سپاہیوں کا گروہ بنادوں اور ۲۰، ۲۰ صندق لے کر ان میں بند کردوں۔ ہوگا یہ کہ ان صندوقوں کے تالے اندر کی طرف ہوں گے۔ اور چابیاں ان لوگوں کے پاس ہوں گی جو ان صندوقوں کے اندر ہوں گے۔ جس وقت یہ صندق شہر کے اندر پہنچ جائیں گے تو تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ایک بار ہی باہر نکل آؤ گے اور اس طرح ان پر حملہ کردینا۔ ہم بھی تمہاری امداد کے لئے پہنچ جائیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے امیر! اگر آپ نے ایسا کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تو میرا مشورہ بھی قبول فرمایئے اور وہ یہ کہ ان صندوقوں کے تالے باہر کی طرف ہوں تاکہ کسی کو شک نہ ہو اور ان صندوقوں کے پیندے کاٹ کر ان کو زنجیر وغیرہ سے اس طرح باندھ دیں کہ ان کا کھلنا آسان ہوجائے۔ جب یہ صندوق قلعہ کے اندر داخل ہوجائیں تو یہ لوگ اچانک باہر نکل کر اونچی آواز سے تکبیر کہیں گے، ان کی تکبیریں سننے کے ساتھ ہی ہم لوگ ان کی مدد کو پہنچ جائیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رائے کا قبول کیا جانا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کرلیا اور صندق منگوائے گئے۔ اہل روم، غلہ اور دیگر سامان کے ساتھ ضروریات زندگی کی دیگر اشیاء کے لئے جو صندوق استعمال کرتے تھے۔ یہ بھی اسی طرح کے صندق تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صندوقوں کے پیندے کٹوادیئے اور ان کو زنجیروں سے یا اس طرح کی کسی اور چیز سے باندھ دیا۔

صندوق میں داخل ہونے والے افراد

سب سے پہلے جن کو صندوق میں داخل کیا گیا وہ یہ ہیں۔

حضرت ضرار بن ازور، حضرت مسیب ابن نجیبۃ، حضرت ذوالکلاع حمیری، حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی، حضرت مرقال، حضرت ہاشم بن نجبۃ، حضرت قیس بن ہبیرۃ، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، حضرت مالک بن اشتر، حضرت عوف بن سالم، حضرت صابر بن کلکل، حضرت مازن بن عامر، حضرت اصید بن سلمۃ، حضرت ربیعۃ بن عامر، حضرت عکرمۃ بن ابی جہل، حضرت

عتبۃ بن العاص، حضرت دارم بن فیاض عبسی، حضر تسلمۃ بن حبیب، حضرت فازع بن حرملۃ، حضرت نوفل بن جرعل، حضرت جندب بن سیف اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کو ان کا سردار مقرر کیا گیا۔

یہ تمام صندوق اہل روم کے حوالے کر دیئے گئے، جب یہ صندوق قلعہ میں پہنچے تو نقیطاس نے انہیں قصر امارت میں رکھوا دیا۔

اسلامی لشکر کی رستن کی طرف روانگی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر کو ساتھ لیا اور وہاں سے کوچ کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بستی جس کو سودیہ کہا جاتا ہے میں پڑاؤ کیا۔ جس وقت رات کی تاریکی چھا گئی اور ہر طرف خوب سناٹا چھا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر کی قیادت سونپی اور حکم دیا کہ مجاہدین کے امداد کے لئے رستن روانہ ہو جائیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے سپاہی ساتھیوں کو ساتھ لے کر رستن کی طرف روانہ ہو گئے اور شہر کے قریب ایک پل پہنچے ہی تھے کہ زوردار آوازیں آنا سنائی دیں۔ اس کے ساتھ ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند ہونا شروع ہو گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قصر امارت میں وہ صندوق جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے کو رکھوا دیا گیا، جب رستن کا سردار ان صندوقوں کو رکھوا کر فارغ ہوا تو اپنے سرداروں اور رستن کے باشندوں کو لے کر چلا تاکہ مسلمانوں کے اس شہر سے چلے جانے پر شکر کا سجدہ ادا کرے۔ انہوں نے انجیل پڑھنا شروع کر دی اور جب انجیل پڑھنے کی آواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنی تو انہوں نے صندوقوں سے باہر نکلنا شروع کر دیا۔ اسلحہ اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے آگے بڑھے، رستن کے گورنر کی بیوی ماریہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے کہا کہ اگر جان پیاری ہے تو اس شہر کی چابیاں ہمارے حوالے کر دے۔

رستن شہر کی چابیاں مسلمانوں کے حوالے

نقیطاں کی بیوی نے جان بچانے کی غرض سے رستن شہر کی چابیاں مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ مسلمان شہر کی چابیاں لینے کے بعد نعرہ ہائے تکبیر اور درود و سلام پڑھتے ہوئے آوازوں کو بلند کرنے لگے۔ اور انجیل کے پڑھنے کی آوازیں جس جگہ سے آ رہی تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی جگہ پہنچ گئے۔ رستن کے باشندے ان کے مقابلے کے لئے نہ آ سکے کیونکہ وہ اس وقت اسلحہ سے بالکل خالی تھے۔

شہر کے دروازے کھول دیئے گئے

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے ربیعہ بن عامر حضرت اسید بن سلمہ، حضرت عکرمہ بن ابی جہل، حضرت عتبہ بن عاص اور حضرت فارع بن حرملہ رضی اللہ عنہم کو چابیاں دیں اور فرمایا: شہر کے دروازے کھول دو۔ اور جب شہر کے دروازے کھولو تو تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کرنا۔ تمہارے مسلمان بھائی شہر کے اردگرد موجود ہیں۔

پانچ دروازے قلعی کی طرف کھلتے ہیں۔ جس کو باب حمص بھی کہتے ہیں چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور دروازے کھول دیئے۔ اور تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے۔

رستن کے باشندوں کا اطاعت قبول کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زحف لشکر کی امداد لے کر آئے تھے وہ بھی پہنچ چکے تھے۔ یوں مسلمانوں کا لشکر نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ اور دوسری مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے ساتھ جواب دیا، یوں جب دونوں اسلامی لشکر مل گئے تو مل کر شہر میں داخل ہو گئے۔ رستن والوں نے جب آوازیں سنیں تو ان کو معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ پوری طرح مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں اور پورا شہر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا ہے۔ رستن کے باشندے بے بس ہو گئے اور وہ جہاں تھے وہیں سے باہر نکلے اور مسلمانوں سے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ آپ کے قیدی ہیں اور ہمارے ساتھ عدل کیجئے کیونکہ ہم قوم سے زیادہ تم کو پسند کرتے ہیں۔

سیدنا خالد بن ولید کی رستن کے باشندوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رستن کے باشندوں کو دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔ بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض نے جزیہ ادا کر دیا۔

نقیطاس کا اسلام قبول کرنے سے انکار

جب ان کے سردار نقیطاس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے کہا: میں اپنے دین کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

رستن کے گورنر کو رستن سے نکال دیا گیا

جب رستن کے گورنر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: پھر تجھ کو رستن سے نکل جانا ہوگا۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے جانا ہوگا۔ چنانچہ رستن کا گورنر نقیطاس رستن سے نکال دیا گیا اور وہ اپنے اہل و عیال سمیت حمص چلا گیا۔

حمص پہنچ کر نقیطاس نے حمص والوں کو رستن کے فتح ہونے کی خبر دی۔ جب اہل حمص نے یہ خبر سنی تو بے تابانہ انداز میں کہا کہ مسلمان صبح و شام، شام میں غارت گری میں مصروف ہیں۔

رستن کی فتح پر امیر لشکر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا شکر کا سجدہ ادا کرنا

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف رستن کے فتح ہونے کی خبر پہنچائی جس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ایک ہزار سپاہی بھیجے اور ان کو رستن کی حفاظت کا حکم دیا۔ اس لشکر کی قیادت حضرت ہلال بن مرہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی تھی۔

شیرز کی فتح

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شیرز کی طرف پیش قدمی

جب رستن فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے اپنا اقتدار مستحکم کرلیا تو حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما دونوں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے حماۃ کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ حماۃ والوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں صلح کر لی تھی۔ اور اسی طرح اہل شیرز نے بھی مسلمانوں سے صلح کر لی تھی۔ لیکن جب شیرز والوں کا [illegible] فوت ہو گیا تو ہرقل بادشاہ نے اس کے بعد ایک ظالم جابر متکبر سردار کو بھیجا کس کو نکس کہا جاتا ہے۔ اس نے آتے ہی صلح توڑ دی اور شیرز والوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ان ظلم وستم میں ان پر سختی کرنا، ان کا مال ضبط کرنا اور کھانے پینے کی اشیاء چھین لینا شامل تھے۔

اہل شیرز کا صلح ختم کرنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ شیرز والوں کا سردار تبدیل ہو گیا ہے اور اس نے اہل تیرز اور مسلمانوں کے مابین ہونے والی صلح کا معاہدہ ختم کر دیا۔ تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شہسواروں کا ایک دستہ ان کی طرف روانہ کر دیا تاکہ موجودہ صورتحال کا جائزہ لے اور اس فوجی دستے نے شہر میں جا کر ان پر دھاوا بول دیا۔ اس طرح ہر طرف شور وشرابا برپا ہو گیا۔

سردار نکس کا جوابی حملہ

سردار نکس نے جب یہ شور وشرابا سنا تو بالا خانے سے نیچے آیا اور شیرز والوں کے اکابرین کو اکٹھا کیا اور کہا: اے شیرز والو! تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ شاہ روم ہرقل نے تمہاری جان و مال کی حفاظت کے لئے اور تمہاری عصمتوں کی حفاظت کے لئے مجھ کو سردار بنا کر بھیجا ہے اور یہ فریضہ میں اچھی طرح سرانجام دوں گا۔

اس کے بعد نکس نے اسلحے کا گودام کھولا اور اسلحہ لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے لشکر جو تمہارے مقابلے میں آیا ہے اس سے اپنا دفاع کرو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ نکس کا اہل شیرز کو حکم۔

شیرز کے باشندوں کا جنگ کی تیاری

شیرز والے نکس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر شیرز کے سامنے آئے اور وہاں پڑاؤ کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اپنا لشکر لے کر پہنچ گئے۔

ان کے بعد آخر میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنا سارا لشکر لے کر پہنچ گئے۔

اہل شیرز ششدر رہ گئے

شیرز والوں نے جب مسلمانوں کو اس قدر عظیم لشکر دیکھا تو ششدر رہ گئے اور ان کے دل دہل گے اور ان کی آنکھیں کوف سے دہشت زدہ ہو گئیں۔ خوف کے مارے وہ ہوش وحواس کھو بیٹھے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا شیرز کے باشندوں کو خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اہل شیرز کو خط لکھا جس کی تحریر یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

أما بعد يا أهل شيزر فإن حصنكم ليس بأمنع من حصن بعلبك ولا من الرستن ولا رجالكم أشجع فإذا قرأتم كتابي هذا فادخلوا في طاعتي ولا تخالفوني فيكون وبالا عليكم وقد بلغكم عدلنا وحسن سيرتنا فكونوا مثل سائر من صالحنا ودخل في طاعتنا من سائر بلاد الشام والسلام

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

ازیں بعد: اے شیرز والو! پس تمہارا قلعہ (شہر) حصن، بعلبک سے بڑا ہے انہ رستن سے بڑا ہے اور نہ تمہارے لوگ ان سے زیادہ بہادر ہیں۔ جب تم میرا خط پڑھو تو فورا میری اطاعت میں داخل ہو جاو اور اس کی مخالفت نہ کرو (ورنہ) اس کا وبال تم پر ہوگا۔ اور ہمارے عدل اور عمدہ سیرت سے تم خوب آگاہ ہو پس ہماری صلح میں داخل ہو جاؤ اور ہماری اطاعت قبول کرلو جیسا کہ شام کے اکثر شہر والے ہماری اطاعت قبول کر چکے ہیں۔

والسلام

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط لپیٹا اور اپنے قاصد کو دے کر شیرز والوں کے پاس روانہ کیا۔ شیرز والوں کو جب یہ خط ملا تو انہوں نے سردار نکس کو خط دکھایا۔

نکس کا اہل شیرز سے رائے طلب کرنا

نکس نے خط پڑھا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مقصد سمجھ گیا۔ نکس نے شیرز والوں سے کہا: اے شیرز والو! حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے خط کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔

اہل شیرز کا اطاعت قبول کرنے کا مشورہ

لوگوں نے کہا: اے سردار! وہ ٹھیک ہی کہتے ہیں، اس لئے کہ ہمارا شہر نہ رستن اور بعلبک سے بڑا ہے اور نہ ہی دمشق، بصری سے بڑا ہے۔

اے سردار! آپ حمص والوں کی شجاعت و بہادری سے اچھی طرح واقف ہو۔ حمص والوں نے باوجود اپنی شجاعت

وبہادری کے مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ اسی طرح فلسطین اور اس کے شہر اور اردن کے حالات بھی تمہارے سامنے ہیں۔ (ان حالات میں) آپ شیرز پر ان کے حملہ کرنے کو کس طرح روک سکتے ہو؟ جب ہمارا شہر ان (مذکورہ بالا) شہروں کی طرح کا نہیں ہے۔ اگر تم نے عربوں کی اطاعت نہ کی تو ہماری ہلاکت اور شہر کی بربادی کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔

اہل شیرز اور نکس کے مابین تکرار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سردار نکس اور شیرز کے اکابرین کے مابین گفتگو نے تکرار کی شکل اختیار کرلی۔ دونوں طرف سے آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ نکس نے اٹھ کر شیرز والوں کو گالیاں بکنا شروع کردیں۔

نکس کا شیرز والوں پر حملے کا حکم

اس کے بعد نکس اٹھا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شیرز والوں پر حملہ کردیں۔ جب شیرز والوں نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ بھی غضبناک ہوگئے اور اسلحہ نکال کر مقابلے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ پھر ان کے مابین خوب لڑائی ہوئی اور کئی افراد موت کے گھات اتار دیئے گئے۔

اہل شیرز کی ہلاکت

مسلمانوں کو جب اس کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: اے پروردگار عالم! تیری شان کس قدر بلند و بالا ہے، تو نے اہل شیرز کو ان کے اپنے ہی ہاتھوں ہلاک کردیا۔

نکس اور اس کے سپاہیوں کا قتل

اہل شیرز کے مابین جنگ جاری رہی۔ اہل شیرز نے اپنے چند آدمی بغیر اسلحہ کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے، جس وقت وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے اور انہوں نے سلام کیا اور کہا: اے امیر! ہم لوگوں نے آپ کی محبت میں اپنے سردار اور اس کے سپاہیوں کو قتل کردیا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اہل شیرز کے لئے دعا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو نیک بخت کرے اور تمہارے رزق میں فراوانی عطا کرے۔ جنگ وقتال جو ہم نے کرنی تھی وہ تم نے ہماری طرف سے کردی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! تم لوگوں نے ان روم والوں کی اچھی اطاعت کو دیکھا ہے اور یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے ہماری محبت میں آکر اپنے سردار اور اس کے سپاہیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے میرا خیال ہے کہ ہم سب کو اس قوم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کو انعامات دیئے جائیں۔

اہل شیرز کے لئے انعامات

مسلمانوں نے کہا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ جو مناسب سمجھیں وہی کریں اور ان کے ساتھ عمدہ سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور فتوحات کی راہیں وا کر دی ہیں۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا اہل شیرز کو اسلام کی دعوت دینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل شیرز کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو بھی مجبور نہیں کرتا کہ وہ ہمارے دین میں داخل ہو۔ مگر جو ہمارے دین میں داخل ہونا پسند کرے گا اس کے متعلق وہی احکام ہوں گے جو ہمارے لئے ہیں اور جو اپنے دین پر رہنا پسند کرتا ہے تو اس کو جزیہ دینا لازمی ہوگا اور اس پر ایک سال تک خراج کی ادائیگی معاف ہوگی۔

روم کے امیر کا محل

اہل شیرز حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا: اے امیر! یہ ہمارے سردار کا محل ہے اس کے سب سے زیادہ حق دار آپ ہی ہیں، اس میں جتنا سونا، چاندی، زیورات اور مال و متاع، برتن اور جتنی بھی رعایا ہے وہ سب آپ کی ہے۔

لشکر اسلام کی حمص کی طرف پیش قدمی

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس میں سے پانچواں حصہ نکا کر بیت المال کے لئے رکھ لیا اور جو باقی بچا وہ مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں اس شہر کو فتح کرایا ہے۔

اہل حمص ہماری ذمہ داری سے نکل چکے ہیں اور جو وعدہ تم سے انہوں نے کیا ہے وہ پورا کر چکے ہیں۔ اس لئے اب حمص کی طرف پیش قدمی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

انطاکیہ کے راستے آتا قافلہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر ابھی چلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ نہر مقلوب کی طرف سے جہاں سے انطاکیہ کی طرف سے جانے کا راستہ نکلتا ہے اچانک گرد و غبار اٹھتا دکھائی دیا۔ مسلمانوں کے گھوڑے تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور دیکھا کہ ایک بڑا پادری اور اس کے ساتھ سو تاتاری گھوڑے خزانے سے لدے ہوئے آ رہے ہیں اور ان کے اگرد گرد سو رومی سپاہی اس کی حفاظت پر مامور ہیں۔

قیمتی سامان سے لدے گھوڑے کا قافلہ مسلمانوں کی تحویل میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: پادری کو اس بات کے بارے میں گویا بالکل علم ہی نہیں تھا کہ مسلمانوں نے شیرز کے شہر کو فتح کرلیا ہے۔ اس لئے ہی وہ اتنا قیمتی سالان لے کر آرہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں پکارا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا اور پادری کو اس کے مال ومتاع اور محافظوں سمیت اپنے گھیرے میں لے لیا۔ بعدازں ان تمام کو گرفتار کرلیا اور ان کا سارا مال واسباب اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پادری سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کرے! تو ہے کون؟ اور یہ مال کہاں لے جارہا ہے؟

پادری کی رومی زبان میں گفتگو

پادری نے رومی زبان میں بات کی جس کو آپ رضی اللہ عنہ نہ سمجھے۔ شیرز کے باشندے چونکہ رومی زبان بولنا جانتے تھے اور سمجھتے بھی تھے۔ اس لئے ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور کہا: اے امیر! پادری نے کہا ہے کہ یہ وہ ہرقل بادشاہ کا معزز پادری ہے، بادشاہ نے یہ سازوسامان حمص کے گورنر کے پاس بھیجا ہے اور یہ سازوسامان جو گھوڑوں پر لدا ہوا ہے اس میں سونے سے کشید کئے ہوئے سرخ ریشمی کپڑے ہیں اور دس اونٹوں پر دینار جب کہ باقی اونٹوں پر کپڑے ہیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنی نگرانی مال کھلوانا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں سارا مال کھلوایا اور دیکھا تو اس کو ایسے ہی پایا جس طرح اس پادری نے بتایا تھا۔

مسلمانوں کی بے حد خوشی

اس وقت مسلمانوں کو جتنی اس مال غنیمت سے خوشی ہوئی اس سے پہلے کبھی حاصل نہ ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس پادری، اور اس کے ساتھ محافظین اور سامان لے کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شیرز کے قریب ہی نہر مقلوب کے پاس پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ جہاں انطا کیہ کی طرف راستہ جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پادری کو لے کر آگے آئے اور اس کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کردیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! یہ کون ہے؟ اور اس کے ساتھ کون ہیں اور یہ مال کیسا ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! یہ انطاکیہ کے لوگ ہیں اور ان کے پاس جو مال ومتاع ہے وہ ہرقل بادشاہ کی طرف سے حمص کے گورنر کی طرف تحفہ کے طور پر بھیجا گیا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خوشی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے

پیش کیا۔ اتنا زیادہ مال غنیمت دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے فرمایا: اے ابو سلیمان! واقعی اس قدر مال تو پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا۔ لگتا ہے شیرز کی فتح ہمارے لئے خوش بختی کی علامت ثابت ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے رومی زبان جاننے والا ایک ترجمان بلایا اس کو فرمایا: اس پادری سے دریافت کرو کہ سرکش ہرقل بادشاہ نے ہمارے مقابلے کے لئے جنگی لشکر بھی تیار کیا ہے یا نہیں؟

ہرقل کو مسلمانوں کی فتوحات کی خبر

کچھ دیر ترجمان اور پادری کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد ترجمان نے کہا: اے امیر: یہ کہتا ہے کہ ہرقل بادشاہ کو تمہارے دمشق، بعلبک اور جوسیہ کو فتح کرنے کی خبر مل چکی ہے۔ البتہ حمص میں تمہارے آنے کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ اس لئے تو اس نے یہ تحائف میرے ہاتھوں دے کر حمص کے گورنر کے پاس روانہ کیا ہے۔

ہرقل کا حمص کے گورنر کے نام خط

پادری نے کہا: ہرقل بادشاہ نے حمص کے گورنر ہربیس کے نام ایک خط بھی روانہ کیا ہے۔ اس خط میں ہرقل نے حمص کے گورنر کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ بھی اہل حمص کی امداد کے لئے فوج بھیجے گا۔

ہرقل کی جنگ کی تیاری

اس لئے روم کے بادشاہ ہرقل نے تمہارے خلاف جنگ کے لئے تمام صلیب کی پوجا کرنے والوں اور انجیل پڑھنے والوں کو اکٹھا کیا تو رومی، صقالیہ افرانج، ارمن، دقس، مغلیط، کرج، یونان، حلف اور غرناطہ کے باشندوں نے ہرقل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تیاری شروع کر دی ہے۔ صلیب کے پجاری اور بہت سارے لشکر روم کے بادشاہ ہرقل سے مل چکے ہیں۔

پادری کا اسلام قبول کرنا

ترجمان نے جو کچھ بھی پادری نے کہا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتا دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پادری کی گفتگو سن کر پادری کو اسلا کی دعوت دی جس پر پادری نے کہا: گزشتہ رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اسلام قبول کرلیا ہے پھر آپ نے اس کے ساتھیوں اور محافظوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ لہٰذا ان تمام کو قتل کر دیا اور ان کو جہنم واصل کر دیا۔

حمص کی طرف مسلمانوں کی پیش قدمی

بعدازاں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا اور حالات کو معلوم کرنے کے لئے ایک فوجی دستہ آگے روانہ کردیا۔ حمص والوں کو مسلمانوں کی آنے کا بالکل علم نہ ہوسکا۔

مسلمانوں کا دستہ جب حمص پہنچا تو انہوں نے رومیوں پر غارت گری شروع کر دی جن حمص والوں کو مسلمانوں کی غارت

گری کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر شہر میں داخل ہو گئے۔ اور دروازے بند کر لیئے۔ حمص والے کہنے لگے: مسلمانوں نے غداری کی ہے مسیح کی قسم! مسلمانوں نے تو وعدہ خلافی کی ہے۔ مسلمانوں کا لشکر حمص کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس لشکر نے حمص کا محاصرہ کرلیا۔ اس وقت حمص کے زیادہ تر لوگ تجارت کی غرض سے حمص سے باہر گئے ہوئے تھے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حمص کے قریب پڑاؤ

حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص شہر کے قریب پڑاؤ کیا اور اپنے سپاہیوں کو حمص کی طرف سے آنے والے ہر راستہ پر متعین کر دیا اور کہا کہ کوئی شخص بھی خواہ وہ حمص کا نمائندہ ہو یا کوئی تجارت کی غرض سے حمص شہر میں جا رہا ہو۔ اس کو میرے پاس لے آؤ، آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور مختلف گھاٹیوں کی اوٹ میں چھپ گئے۔

حمص کے گورنر کا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

حمص کے گورنر نے جب یہ صورت حال دیکھی تو مسلمانوں کے امیر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اس میں خط میں یہ تحریر تھا؛

أما بعد یا معاشر العرب فانا لم نخبر عنکم بالغدر ولا بنقض العهد ألستم صالحتمونا علی المیرة فمرناکم فطلبتم منا البیع فابتعناکم فلم نقضتم ما عاهدناکم علیه فکتب الأمیر أبوعبیدة رضی الله عنه یقول أرید أن ترسل إلی القسوس والرهبان الذین أرسلتهم الی حتی أوقفهم علی ما عاهدتهم علیه لیعلموك أننا لم نغدر ولا مثلنا من یفعل ذلك أن شاء الله تعالی

ازیں بعد! اے عرب کی جماعت! ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ تم لوگ اس طرح ہمارے ساتھ دھوکہ اور غداری، عہد شکنی کا ارتکاب کرو گے۔ تم لوگوں نے جب صلح کا پیغام بھیجا وکیا ہم نے تمہاری اطاعت نہیں کی تھی۔؟ اور جب تم نے ہم نے خرید وفروخت کرنا چاہی تو ہم نے خوشی خوشی تم سے خرید وفروخت کی۔ جب کہ اب آپ نے سارے معاہدے توڑ دیئے ہیں۔

حمص کے گورنر کا خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا تو اس کا جواب لکھا اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ جن راہبوں اور پادریوں سے ہم نے معاہدہ کیا تھا ان کو ہمارے پاس بھیجیں تا کہ ہم ان کو باور کرائیں کہ آپ سے ہم نے کس چیز کا وعدہ کیا تھا اور تم بھی یہ حقیقت جان لو۔ ہم نے نہ تو غداری کی ہے اور نہ ہی ان شاء اللہ ہم غداری کریں گے۔

حمص کے گورنر نے جیسے ہی سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو اس نے فوراً ان راہبوں کو بلایا اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ ان کے حمص شہر کے دروازے کھول دیئے گئے۔ جب حمص کے گورنر کے نمائندے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا معاہدہ کس بات پر ہوا تھا؟ قسم اٹھا کر بتاؤ کہ میں نے کیا کہا تھا؟ کہ جب تک شام کے شہر فتح نہ کرلوں تمہاری طرف رخ نہیں کروں گا اور اس کے بعد مجھ کو اختیار ہوگا کہ تمہاری طرف رخ کروں یا کسی اور

طرف جاؤں اب بتاؤ کیا میں نے سچ کہا یا میں نے جھوٹ بولا۔

رومیوں کے راہبوں اور پادریوں نے جب سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو کہا: اے امیر! کیوں نہیں آپ نے یہی کہا تھا۔ مسیح کی قسم آپ نے سچ فرمایا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی سے شیرز اور رستن کی فتح سے ہم کو سرفراز کیا ہے اور نکس سردار کے مال سے جو ہم نے غنیمت حاصل کی ہے ہمیں اس کی امید بھی نہ تھی کہ اس قدر کم ترین عرصہ میں ہمارے ہاتھ اس قدر مال ہاتھ لگے گا۔ اب جب کہ شیرز اور رستن کے علاقے فتح ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہمارا معاہدہ پورا ہو چکا ہے۔ اور ہمارے درمیان اب صلح بھی ختم ہو چکی ہے۔ صلح کا ایک ہی راستہ ہے کہ تم ہماری ذمہ داری میں آجاؤ اور ہماری اطاعت کو قبول کرلو۔

ان لوگوں نے کہا: اے امیر! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے۔ اب آپ پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا کیونکہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہوا معاہدہ پورا کر دیا ہے۔ ہم کو شیرز اور رستن کی فتح کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔ اس میں قصور ہمارا ہی ہے کہ اس کے متعلق تصدیق نہ کروا سکے۔

اب آئندہ کا معاملہ ہمارے سردار کے سپرد ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اب ہم واپس جاتے ہیں۔ اور اس کو آپ کا پیغام پہنچا دیں گے۔ یہ کہتے ہوئے ان لوگوں نے واپسی کی راہ لی۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فوج کو احکامات

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان راہبوں کے جانے کے بعد اپنے ساتھیوں کو بلا کر فرمایا: اے نوجوانو! ہتھیار پہن لو۔ اور اہل حمص کے پاس نہ تو کھانے پینے کا زیادہ سامان ہے اور نہ ان کی امداد کے لئے کوئی آسکتا ہے کیونکہ ہم نے ان کے چاروں اطراف میں گھیراؤ کر رکھا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ پر توکل کرو (حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ)

لشکر کے امیر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی مسلمانوں نے اسلحہ اٹھانا شروع کر دیا اور جنگی لباس پہنا اور ترکش سنبھال کر حمص کے تمام دروازوں کی طرف چل دیئے۔

حمص کے گورنر کی مشاورت

حمص کے باشندے اپنے سردار ہربیس کے پاس اکٹھے ہوئے اور بولے، اے سردار! اس صورتحال میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ سردار نے کہا: اگر میرا مشورہ مانو تو ہم کو جنگ کرنا ہوگی۔ کسی قسم کی کمزوری اور بزدلی کو خاطر میں نہ لاؤ اور عربوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔

حمص کے باشندوں نے کہا: اے سردار ہمارے پاس تو اس وقت اشیاء خورد و نوش کی بھی کمی ہے۔ کیونکہ وہ سامان پہلے ہی ہم سے مسلمانوں نے لے لیا ہے اور اب وہ غداری کا ارتکاب کر کے ہمارے مقابلے کے لئے آگئے ہیں۔ اہل عرب نے ہماری اس کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

ہربیس کی اپنی عوام کو تسلی

ہربیس گورنر نے کہا: تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرنے میں اس قدر خوف زدہ کیوں ہو؟ اور دشمن سے مقابلہ کرنے میں اس قدر کمزوری کا اظہار کس لئے کر رہے ہو؟ ابھی تک تو ہم نے ان سے مقابلہ بھی نہیں کیا جس میں ہمارے جوانوں کا قتل عام ہوا ہو، یا ہمارے نوجوان زخمی ہوئے ہوں۔ نہ ہی ہم نے مشکلات کا سامنا کیا ہے اور نہ فاقوں سے ہمیں واسطہ پڑا ہے۔ ہم کو اس قدر کمزوری نہیں دکھانی چاہیے۔

اگر مسلمانوں نے ہم پر حلہ بول دیا تو بھی وہ ہمارا کوئی نقصان نہیں کر پائیں گے کیونکہ ہمارے شہر کی دیواریں بہت بلند ہیں۔ مسلمانوں کے حملہ کرنے کی صورت میں ہماری چند نوجوان بھی ان کے لشکر کے لئے کافی ہوں گے۔

میرے محل میں غلہ اور اشیائے خوردونوش کی وافر مقدار موجود ہے جس پر ہم کافی عرصہ گزر بسر کر سکتے ہیں۔ شاہِ روم ہرقل کو جب ہمارے حالات کے بارے میں معلوم ہوگا تو وہ بھی ہماری امداد سے غافل نہیں رہے گا۔ اور ہماری امداد کے لئے ضرور فوج روانہ کرے گا۔

ہربیس گورنر کا حمص کے باشندوں میں اشیائے خوردونوش کی تقسیم

ہربیس نے حمص کے راہبوں، پادریوں کو اپنے پاس بلوایا اور ان کو کہا کہ تم اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے موجودہ حالات کے پیش نظر مسیح علیہ السلام کے آگے اپنی دعائیں پیش کریں کہ وہ عربوں کے خلاف ہماری امداد کریں۔ آپ لوگ جو بھی دعا کرو گے ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور قبول ہوگی۔ تمہاری دعاؤں کو رد نہیں کیا جائے گا۔ یہ حکم سنتے ہی راہب، پادری ایک بڑے کنیسہ میں اکٹھے ہو گئے اور اپنے اپنے طریقے کے مطابق عبادتوں میں مشغول ہو گئے۔ مزامیر ان کے سامنے رکھے گئے، اس کے بعد انہوں نے کفریہ کلمات بکنے شروع کر دیئے۔ اور خوب گڑگڑانا شروع کر دیا۔ رو رو کر مسیح علیہ السلام سے مدد لئے دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ انہوں نے ساری رات ایسے ہی گزار دی۔

رات روتے روتے مسیح علیہ السلام کے روبرو دعائیں پیش کرتے کرتے گزار دی اور صبح کا سورج جنگ وجدال اور قتل وغارت گری اور خون ریزی کا پیغام لے کر طلوع ہوا۔

ہربیس صبح عبادت خانہ میں داخل ہوا، اپنے طریقہ کار کے مطابق عبادت کرنے لگ گیا۔ مسیح علیہ السلام کے تقریب کی خاطر رو رو کر آہ وزاریاں کیں۔ اپنے عقیدے کے مطابق راہبوں، پادریوں اور ہربیس نے مل کر نماز پڑھی۔

ہربیس عبادت خانہ سے نکلا اور اپنے محل میں چلا گیا۔ سور (خنزیر) کا بھنا ہوا تازہ گوشت اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے سور کا گوشت کھایا اور سونے چاندی کے برتنوں میں شراب پیش ہوئی جس سے ہربیس نے جام پر جام چڑھانے شروع کر دیئے۔

کثرت سے شراب پینے پر ہربیس مدہوش ہو گیا اور اس کی آنکھیں نشے کی بدولت سرخ ہو گئی تھیں یہاں تک کہ ہربیس کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ وہ شدت انتقام میں بے خود ہو رہا تھا اس کے بعد ہربیس نے کشیدہ شدہ عمدہ لباس پہنا اور سونے تاروں سے

جڑی ہوئی عمدہ زرہ پہنی، یاقوت سے بنی ہوئی صلیب گلے میں لٹکائی اور ہندی تلواری اٹھائی۔ اس قدر تیاری کرنے کے بعد اس کو ایک عمدہ نسل کا تیز رفتار گھوڑا پیش کیا گیا۔ ہربیس اس گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے محل سے رستن کی طرف والے دروازے سے باہر نکلا۔ روم کے سرداروں نے اس کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

حمص کے باشندے مقتل گاہ میں

ہربیس کے اپنے محلے سے نکلتے ہی حمص شہر کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور پھر رومی فوج طوفان کی طرح شہر سے نکلی۔ پانچ ہزار رومی شہسوار ہربیس کے شانہ بشانہ ایک جلوس کی شکل میں آگے آگے تھے۔ شہر سے نکلنے کے بعد ہربیس نے فوج کی صف بندی کی۔ اور ان کو ایک آہنی دیوار کی طرح کھڑا کر دیا۔

اہل اسلام نے چونکہ حمص والوں سے مال و اسباب لے لیا تھا اور ان کے دیگر روابط منقطع کر دیئے تھے۔ اس لئے حمص کے باشندگان جوش انتقام میں مر مٹنے پر نہ صرف تیار بلکہ مجبور تھے۔ اور انہوں نے اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر مقتل گاہ کا رخ کیا تھا۔

جنگ کا آغاز

مسلمانو جو شہر کے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے رومیوں کو یوں نکلتا دیکھا تو ان پر ہلہ بول دیا اور ان پر ایک شدید حملہ کر دیا لیکن وہ پہاڑ کی طرح جمے ہوئے تھے جن کو اکھاڑ دینا تو درکنار ان کو ہلانا بھی بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ حمص والے انجام سے بے خبر تھے۔ جیسے ہی مسلمان حملہ آور ہوئے تو چیخ چیخ کر ہربیس نے اپنے لشکر والوں کو آوازیں دیں اور ان کو جھڑکتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دو۔ ہربیس کا حکم ملتے ہی اس کے سپاہی آگے بڑھے۔ دوسری مسلمانوں نے بھی پیش قدمی کی۔ اول امیر لشکر نے مسلمان تیراندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ لیکن اس سے بات نہ بنی۔ اس کے بعد گھسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں اور شدید قسم کا حملہ کر دیا۔ کافی دیر دونوں فوجیں قتل و غارت گری کرتی رہیں۔ لیکن بالآخر مسلمانوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔

مسلمانوں کو ہزیمت کے بعد دوبارہ حملہ

اہل اسلام نے ہزیمت اور پسپائی اختیار کر لی اور ان پر طاری وحشت کو دیکھ کر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے تاب ہو گئے۔ اور انہوں نے شدید صدمہ کی حالت میں لشکر کو زوردار آواز دی اور فرمایا:

"اے حاملین قرآن! کہاں جا رہے ہو۔ واپس پلٹو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی برکتوں سے نوازے گا۔ اور آج کا دن بھی بدر و احد کی طرح بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میرے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اندر برکت دے گا۔"

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی پکار کا اثر

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی مسلمان سپاہی واپس لوٹے اور قہر خداوندی بن کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اتنی

شدت سے حملہ کیا کہ دشمن کی صفیں توڑ ڈالیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنو مخزوم کے نوجوانوں کے ساتھ پیش قدمی کی اور تلواروں اور نیزوں کے وار کرتے ہوئے دشمن کے کشتے سے پشتے لگاتے چلے گئے۔ دشمن کی لاشوں کا اس طرح ڈھیر لگا دیا گویا کوئی کھیتی کاٹ کر رکھی گئی ہو۔

مسلمان تلواریں لہراتے ہوئے مسلسل آگے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ کہ میسرہ پر متعین حضر مسروق عبسی رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ بنی عبس کے دستہ کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اور دشمن کو شہر کے قریب لا کھڑا کیا۔ دشمن تقریباً بھاگ چکا تھا۔

رومیوں کا پسپائی کے بعد دوبارہ حملہ کرنا

اہل روم کو اپنی اس پسپائی پر بہت صدمہ ہوا کہ قتل غارت گری بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ جیسی ہی وہ شہر کے دیواروں کے پاس پہنچے تو آپس میں رومی زبان میں ایک دوسرے سے چند باتیں کیں۔ اور دوبارہ بجلی کی سرعت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ایک بار پھر مسلمانوں کو چاروں اطراف سے گھیر لیا۔ رومیوں کے تیر انداز اور نیزہ باز وحشیوں کی طرح آگے بڑھنے لگے جنہوں نے اپنے جسموں کو ڈھالوں اور زرہوں میں چھپایا ہوا تھا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جھنڈا سنبھالنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو خود جھنڈا لے کر نمودار ہوئے۔ اس جنگ میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا ہوا تھا۔ اور آج کی جنگ یعنی جنگ حمص سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی جا رہی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو باآواز بلند پکار کر فرمایا: دشمن پر پوری شدت سے حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اندر برکتیں اور رحمتیں دے گا۔ اے میرے ساتھیو! دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی نعمتیں ہے۔ خدا کی قسم نجات کا یہی تو راستہ ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حمص کی فوج کو للکار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جس وقت اپنے ساتھیوں کو جنگ پر برانگیختہ کر رہے تھے تو روم کے سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑا۔ اس سردار نے نہایت اعلیٰ قسم کی زرہ پہنی ہوئی تھی۔ اور شیر کی طرح گرجتا ہوا حملہ آور ہوا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس سردار پر حملہ آور ہوئے اور اس کا وار روکتے ہوئے اس پر سر پر خود کے اوپر زوردار وار کر دیا۔ اب کیا تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار کا پھل نکل کر دور جا گرا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں صرف تلوار کا دستہ رہ گیا۔ رومی سردار یہ دیکھتے ہی واپس پلٹا اور گھوڑے کا رخ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف کر دیا۔ جب وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور گھوڑے کی زین سے اٹھا کر زور سے اس کو زمین پر پٹخ دیا۔ پھر خود بھی گھوڑے سے اتر آئے اور دونوں آپس میں گتھم گتھم ہو گئے

رومی سردار نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار کے نشانے پر لیا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور تلوار اس کے سینے میں پیوست کر دی۔ اس کے بدن سے فوارے کی طرح خون نکلنے لگا۔ یوں وہ جہنم واصل ہو گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اب اس کی تلوار لئے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور بنومخزوم کے نوجوانوں کو پکارا کہ رومیوں پر فوراً حملہ کردو۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی بنومخزوم کے نوجوان حملہ آور ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے رومیوں کے فوج کے درمیان پہنچ گئے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن کی فوجوں کو دائیں بائیں اپنی تلوار کے نشانے پر لے رہے تھے اور فرما رہے تھے:

''میں بہادر شہسوار ہوں۔ میں خالد بن ولید ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں، جس جنگ میں، میں ہوں دشمن اس جنگ میں کبھی غالب نہیں ہوسکتا۔''

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جنگ سے تھوڑی دیر کے لئے الگ ہونا

جنگ ابھی جاری تھی کہ سورج نصف النہار پر آ پہنچا۔ دوپہر کا وقت ہو چکا تھا اور سورج اپنی پوری آب وتاب سے گرم ہو چکا تھا۔ اس سخت ترین گرمی میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زرہ گرم ہوگئی اور آپ رضی اللہ عنہ میدان سے باہر تشریف لائے۔ بنی مخزوم کے نوجوان بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ مسلمانوں کی ڈھالوں اور زرہوں سے خون ٹپک ٹپک کر اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ آج کتنے چہرے ان سے ٹکرا کر ہلاکت کی وادیوں میں چلے گئے ہوں گے۔

سیدنا خالد بن ولید بنومخزوم کے نوجوانوں کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آرہے تھے۔

ویل لجمع الروم من یوم شغب　إني رأیت الحرب فیه تلتهب

وکم لقوا منا مواقع النصب　وکم . ترکت الروم فی حال العطب

رومیوں پر اس دن کی لڑائی میں بربادی اور ہلاکت نازل ہوگی۔ جب میں اس جنگ میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھوں گا۔ کتنی ہی مرتبہ یہ رومی ہمارے مقابل میں جنگ میں نکلے اور کتنی ہی دفعہ انہیں خون میں نہلا کر چھوڑا گیا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پکارنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہوئے فرمایا: تجھے تجھ کو نیک بخت بنائے۔ اے ابوسلیمان! تو نے تو واقعی جہاد کا حق ادا کر دیا ہے۔

دشمنی کی سستی اور غفلت

حضرت مرقال بن ہاشم بن عتبہ بن ابی قاص رضی اللہ عنہ نے جب دشمن کی سستی اور غفلت کو دیکھا تو بنی زہرہ کو پکارا اور روم کے میمنہ پر ہلہ بول دیا۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے بھی بنومخزوم کے افراد کو اکٹھا کیا اور یک بارگی دشمن پر حملہ کر دیا۔

شہادت کے خوشبو

مسلمانوں کو شہادت کے خوشبو محسوس ہونے لگی۔ اب اہل اسلام نے شہادت کا یقین کر لیا (کیونکہ ایک طرف شدت کی گرمی اور دوسرے طرف صبح سے اب تک لڑتے لڑتے مسلمانوں کے جسم تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے۔)

حمص کا معرکہ

معرکہ حمص اور بنو مخزوم کے نوجوان کی جرأت و بہادری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنگ حمص میں بنو مخزوم کے نوجوانوں کے خوب بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے اس دن ان کے علاوہ ان جیسے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کہیں سے بھی دیکھنے میں نہیں آیا سوائے اس کے کہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ جو بنی مخزوم کی سپہ سالاری کررہے رہے اور انہوں نے دشمنوں کا بڑی جرأت و بہادری اور شیر دلی سے مقابلہ کیا، نیزوں اور تیروں کی برسات میں بے دھڑک چلے جاتے اور انجام کی پروا کئے بغیر دشمن کی صفوں میں گھس جاتے۔ یہاں تک کہ انہیں کہا گیا: اے عکرمہ! خدا کے لئے اپنی جان پر رحم کرو۔

حورانِ بہشت ہماری منتظر ہیں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک وقت وہ تھا جب میں معبودان باطلہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار رہتا تھا اور آج جب کہ مجھ کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے اور میں معبود حق کے احکامات کی تعمیل کی خاطر کیوں پیچھے رہوں۔؟ جنت کی حوروں کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ میری ملاقات کی مشتاق نظر آتی ہیں۔ وہ حوریں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اگر دنیا والوں کے لئے اپنا حسن و جمال ظاہر کردے تو تمام دنیا والے سورج و چاند سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اپنا وعدہ ایفا کرنا ہے۔

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سونت کر دیکھتے ہی دیکھتے رومی لشکر میں جا گھسے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رومی سپاہیوں کو واصل جہنم کرنا شروع کردیا اور مسلسل آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔ یہاں تک کہ گورنر حمص ہربیس کے پاس جا پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی جوش وجذبہ اور شجاعت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارتے جارہے تھے۔ ہربیس نے چمکتی ہوئی دھاری دار تلوار لی اور آپ رضی اللہ عنہ کی جانب آگے بڑھا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو اس نے اس زور سے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں تلوار کا وار کیا جو سینے کو چیرتا ہوا سینے کی پشت سے پار نکل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی روح کو بہت جلد جنت الفردوس پہنچا دیا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عنصری سے خالق حقیقی کو جا ملی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جلدی سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو گرتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھے اور

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور درد بھری آواز سے روتے ہوئے کہا:

کاش سیدعمر رضی اللہ عنہ ہم کو دیکھ رہے ہوتے

" کاش حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس منظر کو دیکھ رہے ہوتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ دین حق کی خاطر ہم تلواروں پر سوار ہونے سے ذرا بھر کی بھی تاخیر نہیں کرتے۔"

جنگ حمص کا پہلا دن ختم ہو گیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جنگ حمص کا معرکہ ابھی جاری تھا اور جنگ پورے عروج پر تھی کہ رات کی سیاہی کے دن کی سفیدی کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور اس پر رات کی سیاہی نے اپنی چادر پھیلا دی۔ رات ہوتے ہی رومی سپاہی اپنے شہر کی طرف دوڑے اور شہر پناہ میں داخل ہو کر اس کے دروازے بند کر لئے۔ اور سخت حفاظتی انتظامات کر لئے۔ دوسری طرف مسلمان بھی اپنے اپنے خیموں میں واپس پلٹ آئے اور سب سے پہلے حفاظتی انتظامات کئے بعد ازاں اسی طرح رات گزار دی۔

جنگ حمص کا دوسرا دن

جنگ کا پہلا دن ختم ہوا اور دوسرا دن جنگی ہولناکیوں اور تباہیوں کا پیغام لے کر طلوع ہوا۔ تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا:

" اے مسلمانوں کی جماعت! اگر ہم حمص فتح نہ کر سکے اور اہل حمص نے ہمارے لئے دروازے بند کر دیئے تو کیا ہوا؟ پچھلے دن جن تمام مشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑا۔ آپ اس سے خوفزدہ کیوں ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کو عافیت وسلامتی عطا فرمائے گا۔ وہ روم کے بادشاہ کے خلاف ضروری تمہاری مدد ونصرت فرمائے گا۔ ان کے قلعوں کی فتح سے آپ کو سرفراز فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حالات سے بخوبی آگاہ وواقف ہے اور یہ سستی اور غفلت کو چھوڑ کر دشمن کا جرأت وبہادری سے مقابلہ کرو۔"

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ س مشورہ طلب کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر لشکر! ہمارا دشمن بہت بہادر ہے نہ تو وہ کسی قسم کی غفلت کا مظاہرہ کرتا ہے اور نہ ہی کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بہادری اور جنگی مہارت کو اچھی طرح ملاحظہ کر لیا ہے کہ وہ انجام کی پرواہ کئے بغیر بے خوف وخطر میدان جنگ میں کود پڑتے ہیں۔ اور ان کا توڑ بظاہر مشکل نظر آ رہا ہے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کرتے ہوئے پوچھا: تو اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ اور اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال کے مطابق ہمارے اونٹ اور خچر یہیں رہیں تاکہ حمص کی قوم انہیں دیکھ سکے اور ہم شہر سے ذرا دور چلے جائیں اور اس حال میں ہمارے گھوڑے ہمارے پاس ہوں۔ جب اہل حمص شہر سے نکل کر ہمارا

پیچھا کرتے ہوئے شہر سے دور نکل آئیں گے تو اور ہمارے قریب پہنچ جائیں گے تو ہم سب مل کر اچانک حملہ کر دیں گے اور ہم ان پر اس طرح تلواریں چلائیں گے کہ شہر سے دوری کی وجہ سے ان کی کمریں توڑ دیں گے۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو سراہنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: اے ابوسلیمان! اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے۔ آپ نے بہت عمدہ مشورہ دیا ہے۔

مسلمانوں کی جنگی کامیاب حکمت عملی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے حمص والے کے آنے سے پہلے پہلے جلدی سے شہر سے نکلنا شروع کر دیا۔ اور اپنے اونٹ اور خچر وغیرہ وہیں چھوڑ دیئے۔ جب دن خوب روشن ہو گیا اور سورج بھی نکل آیا تھا۔ جب حمص کے دروازے کھولے گئے اور رومی فوج سارے دروازوں سے نکلنا شروع ہو گئے اور ان کے جوان انتقام کے جوش میں اندھے ہو کر مسلمانوں کی جانب بڑھنے لگے۔ مسلمانوں نے ظاہرا جنگ سے برأت ظاہر کی اور ان کو یہ محسوس کرایا کہ مسلمان جنگ سے عاجز آگئے ہیں۔ اس لئے وہ خوف و ہراس میں پیچھے ہٹنے لگے ہیں۔

رومی سپاہی مسلسل تعاقب کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور مسلمانوں نے جنگ سے بظاہر فرار کی راہ اختیار کرنا شروع کر دی ہے۔ یہی سلسلہ چاشت کے وقت تک جاری رہا۔ سورج کی شعاعوں نے زمین کے طول و عرض کو اپنے روشن کر دیا تھا۔ اور میدان جنگ میں اب شدت پیدا ہونا شروع ہونے لگی۔ جب مسلمانوں کی کوتاہیوں اور روم والوں نے دیکھا اور مسلمانوں کے خوف کو ملاحظہ کیا تو رومیوں نے اپنی سواریوں کو تیز کر دیا اور حملے کے لئے دوڑے چلے آنے لگے۔ مسلمان بظاہر بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاگتے جا رہے تھے۔ اور اپنی سواریوں، اونٹوں اور خچروں کو وہیں چھوڑ دیا تھا۔

حضرت نوفل بن عامر سراقہ نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ سراقہ نخعی رضی اللہ عنہ جنگ میں موجود تھے۔ آپ فرماتے ہیں: جس وقت مسلمان سپاہی میدان جنگ سے ہزیمت کھا کر رومیوں کا مقابلہ کرنے سے بھاگ گئے تو ہر بیس پانچ ہزار سپاہیوں جو نہایت پہلوان تھے کے ہمراہ مسلمانوں کے تعاقب کو نکلا۔

مسلمانوں نے چاہا کہ میدان جنگ چھوڑ کر زراعہ اور جوسیہ کے میدان میں چلے جائیں جو حمص سے بہت دور تھا۔

رومیوں نے جب مسلمانوں کو بھاگتے دیکھا تو بعض رومیوں نے ان کا تعاقب کیا جب کہ بعض نے سملمانوں کو چھوڑا ہوا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔

رومی پادری کی چیخ و پکار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمص میں ایک بوڑھا پادری رہتا تھا۔ رومیوں کے ہاں اس کو ایک خاص مقام حاصل تھا کیونکہ عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ جنگی تجربات اور حیلہ اور فریب بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ اس پادری کا شمار روم کے علماء میں ہوتا ہے۔ تورات، انجیل اور زبور اور حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف کا مطالبہ بھی کر رکھا تھا۔ حضرت

عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے ماننے والے اس پادریوں کی صحبت بھی اس کو حاصل رہی۔ اس نے جب مسلمانوں کے لشکر کو فرار کی راہ اختیار کرتے دیکھا اور ہربیس کو ان کا تعاقب کرتے ہوئے اور رومی فوج کا ان کے چھوڑے ہوئے سامان کو لوٹتا ہا دیکھا تو وہ چیخنے لگا اور زور زور سے آوازیں دینے لگا۔ مسیح کی قسم! اہل عرب تم سے ضروری کوئی دھوکہ اور فریب کر رہے ہیں۔ واپس لوٹو اور اپنے شہر کی حفاظت کرو اور مسیح کی قسم! عرب کبھی بھی اپنی اولاد اور مال تمہارے سپرد نہیں کریں گے جب تک ان کا آخری شخص زندہ ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پادری مسلسل لوگوں کو آوازیں دے رہا تھا مگر وہ لوگ مال لوٹنے میں مشغول تھے اور ہربیس مسلمانوں کا تعاقب کرتے ہوئے مسلسل آگے نکلتا جا رہا تھا یہاں تک کہ ہربیس کا لشکر حمص سے بہت دور نکل گیا۔

مسلمانوں کا دوبارہ حملہ کرنا

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ہربیس کا لشکر حمص سے بہت زیادہ دور نکل آیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا: ان کو پچھاڑ دو، گرانے والے پرندوں اور اچک لینے والے پرندوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑو۔

امیر لشکر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی مسلمان متحد ہو کر واپس لوٹے اور اہل حمص پر حملہ کر دیا۔ بس اب دیکھتے ہی دیکھتے ہربیس اور اس کے سپاہیوں کو چاروں اطراف سے مسلمانوں نے اس طرح گھیر لیا، گویا کہ دائرہ کی شکل اختیار کر لی۔ مسلمان کا دائرہ اس طرح تھا جس طرح آنکھ کے اردگرد سیاہ حلقہ اور اس میں کفار کی حالت ایسی تھی جس طرح آنکھ میں سفید نشان ہوتا ہے۔

رومی فوج مسلمانوں کے گھیرے میں

رومیوں کی مختصر سی فوج مسلمانوں کے گھیر میں آ چکی تھی۔ مسلمان نوچ ڈالنے والے عقابوں کی طرح رومیوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔ تلواروں سے ان کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے اور مسلمانوں نے دائیں بائیں لاشوں کی ڈھیر لگا دی۔ رومیوں کی اکثریت موت کے گھاٹ اتر چکی تھی۔

حضرت عطیہ بن فہر زبیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اہل روم نے ہمارے اچانک حملہ کرنے کو دیکھا تو انہوں نے مقابلے کی ٹھان لی۔ اور وہ بھی ہم پر حملہ آور ہو گئے۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومی لشکر کے وسط میں جا پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ بعلبک کی جنگ میں بعلبک کے گورنر نے جو زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفہ میں دی تھی وہی آپ رضی اللہ عنہ نے پہن رکھی تھی۔ اس زرہ پر لوہے اور قیمتی تاروں سے کشیدہ کاری کی گئی تھی۔ اس دن آپ رضی اللہ عنہ نے سرخ رنگ کا عمامہ پہن رکھا تھا۔ اور یہی عمامہ آپ رضی اللہ عنہ جنگوں میں پہنا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جوشیلے شیر کی طرح بلند آواز لگائی اور اپنی تلوار کو میان سے نکال کر ہوا میں بلند کیا جس سے چنگاریوں کی سی چمک پیدا ہوئی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں کہا: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے جنگ میں اپنی تلوار سونتی ہے اور وقت و طاقت اور شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور دشمن کو قتل کر کے واصل جہنم کیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر مسلمانوں نے اپنی تلواریں نکال لیں اور دشمن پر ایک زوردار حملہ کر دیا۔ دوسری طرح حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عرب کے شہسوارو! اپنے حرموں، مال واسباب اور دین اسلام کی خاطر جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ پوری طرح تمہارے حالات سے باخبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دشمن کے خلاف تمہاری ضرور مدد فرمائے گا۔

مسلمانوں کا اپنے مال واسباب کی طرف متوجہ ہونا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پانچ سو شہسواروں کے دستہ کے ہمراہ اپنے مال واسباب جو مسلمان حمص کے قریب چھوڑ آئے تھے۔ اس کی طرف آپ رضی اللہ عنہ نے توجہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ رومیوں پر بجلی بن کر گرے اور مال واسباب جمع کرنے والے رومیوں جن کو اس حملہ کا قطعاً کوئی اندازہ اور خیال تک نہ تھا۔ جب مسلمانوں نے حملہ کر دیا تو رومیوں ہکا بکا رہ گئے کہ ان کے ساتھ یہ کیا ہو گیا ہے؟ اب صورت حال یہ تھی کہ پورا رومی لشکر غارت گری کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ اور جب وہ مال واسباب کے لوٹنے میں مشغول تھے کہ اچانک نیزوں نے نوکوں سے ان کو اچک لیا گیا۔ ہر طرف نیزے ان پر آگ کی طرح برسنے لگے۔

اہل اسلام کا حمص کے دروازوں پر قبضہ کرنا

ابھی دونوں لشکر باہم جنگ ولڑائی، میں مشغول تھے کہ کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے عرب کے شہسوارو! حمص شہر کے دروازں پر پہنچ جاؤ تا کہ کوئی رومی اپنے شہر میں داخل نہ ہونے پائے اور کوئی رومی اپنے بیوی بچوں تک نہ پہنچ پائے۔

یہ اعلان سنتے ہی مسلمان حمص شہر کے دروازوں تک پہنچنا شروع ہو گئے جب کہ رومی ابھی تک جنگ وجدال مین مشغول تھے۔ اہل روم نے جب دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حمص شہر کے دروازوں پر قبضہ کر لیا ہے اور یوں رومی مال واسباب کو چھوڑ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے لیکن مسلمانوں سے مقابلے کی تاب نہ لا سکے ان میں سے اکثر قتل ہو گئے اور اکثر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

حمص کے باشندوں پر افتاد آن پڑی

حضرت صہیب بن سیف فزاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پانچ ہزار رومی لشکر میں سے صرف ایک ہزار رومی ہی جنگ سے بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہوئے تھے اگر ان میں سے بھی سو رومی ایسے تھے جنہوں نے نجات کے حصول کے لئے شہر کی طرف بھاگنے کو ترجیح دی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور حمص کے دروازوں پر ان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ رومیوں پر یہ بہت بڑی مصیبت تھی کیونکہ ان کے بیوی بچے وغیرہ دروازوں پر کھڑے ان کی بے بسی سے قتل ہونا دیکھ رہے تھے۔

گورنر حمص ہربیس کی ہلاکت

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حمص کی جنگ میں موجود تھا۔ میں نے رومیوں کے قتل ہونے والے افراد کو شمار کرنے کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر رکھی تھی۔ میرے شمار کرنے کے مطابق رومیوں کے قتل ہونے والے افراد کی تعدا پانچ ہزار تھی جب کہ قیدی اور زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

جب میں نے رومی فوجیوں میں قتل ہونے والے، زخمی ہونے والے اور قیدی ہونے والوں کی تعداد کو شمار کر لیا تو میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر! میں نے رومیوں کی گنتی کی ہے، زخمیوں اور قیدیوں کے علاوہ مرنے والوں کی تعداد پانچ سے چھ ہزار ہے۔

اچھی خبر سے آگاہی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سعید بن زید رضی اللہ عنہ تم نے تو بہت اچھی خبر سے آگاہ کیا ہے۔

اے سعید! کیا تم نے ہربیس گورنر حمص کو بھی کہیں قیدیوں میں یا مرنے والوں میں دیکھا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہربیس قتل ہو چکا ہے تو میرے سوا اس کو کسی نے قتل نہیں کیا ہوگا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سعید! تم کیسے یقین کر سکتے ہو کہ تم ہی نے ہربیس کو قتل کیا ہے۔؟

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! میں نے ایک لمبے قد کے آدمی کو دیکھا جو گھوڑے پر سوار تھا اور اس نے کشید کی ہوئی سرخ رنگ کی زرہ پہن رکھی تھی، اس کے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی دھاری دار تلوار تھی۔ الغرض وہ فلاں فلاں صفات اس میں پائی جاتی تھیں۔ اور وہ مست اونٹ کی طرح رومیوں کے درمیان میں ٹہل رہا تھا۔ میں اچانک اس پر حملہ کر دیا اور یہ دعا کی:

''اللھم إنی اقدم قدرتك علی قدرتی وغلبتك علی غلبتی اللھم اجعل قتله علی یدی وارزقنی اجرہ''

''اے اللہ! میں تیری قدرت کو اپنی قدرت پر اور تیرے غلبہ کو اپنے غلبہ پر مقدم کرتا ہوں۔ اے اللہ! سردار ہربیس کو میرے ہاتھوں قتل کروانا۔ اکہ اس کا اجر مجھ کو مل سکے۔''

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا سامان لے لیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ ہاں میں ایک نشانی چھوڑ کر آیا ہوں۔ جس وقت میں نے حملہ کرنا چاہا تھا تو نشانہ بنا کر اس کے دل میں تیر پھینکا تھا۔ جب اس کو تیر لگا تو وہ اس کی تاب نہ لاتے ہوئے گھوڑے کی پشت سے زمین پر نیچے گرا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے، میں اس کے پاس پہنچا اور اپنی تلوار اس کی کوکھ پر رکھ دی اور اس پر وار کر دیا۔ اور اپنا تیر اس میں پیوست چھوڑ آیا ہوں۔

ہربیس کی لاش کی تلاش

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مجاہدینِ اسلام سے فرمایا: فلاں فلاں نشانیوں کے حامل شخص کے پاس جاؤ اور اس کا سامان اتار لاؤ اور وہ سامان حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ مجاہدین اسلام نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی طرح کیا جس طرح کہا گیا تھا۔

مالِ غنیمت کا حصول

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب جنگ کے شعلے ماند پڑ گئے تو مسلمانوں نے مال واسباب، زرہیں اور اونٹ گھوڑے وغیرہ جمع کئے اور جب سب مال واسباب جمع کر چکے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر لشکر کی خدمت میں آ کر پیش

کردیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے سارے مال ومتاع میں سے بیت المال کے لئے پانچواں حصہ نکالا اور باقی مال مجاہدین میں تقسیم کردیا۔

اہل حمص کا شہر میں واویلا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جنگ کے بعد حمص والے روتے، چیختے چلاتے ہوئے اپنے مقتولین کی طرف بھاگے اور پورے شہر میں آہ وفغاں اور واویلا شروع کردیا۔

مسلمانوں کا حمص پر قبضہ

حمص کے اکابرین اور سرداروں نے مل کر فیصلہ کیا اور حمص کے پادریوں اور راہبوں سے کہا کہ وہ حمص شہر مسلمانوں کے حوالے کردیں گے۔ان کے دین کا علم رکھنے والوں اور شہر کے سردار شہر سے باہر نکل کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنا شہر مسلمانوں کے حوالے کردیا۔اوران کے ذمہ اور امان میں رہنے پر مسلمانوں سے صلح کرلی۔

اہل حمص کی مسلمانوں سے صلح

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل حمص سے صلح کرتے ہوئے فرمایا: جب تک ہم ہرقل بادشاہ کے ساتھ کوئی نتیجہ نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک میں تمہارے شہر میں داخل نہیں ہوں گا۔حمص والوں نے مسلمانوں کو شہر میں رہنے اور مال واسباب پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ایسا کرنے سے روک دیا۔حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ یرموک کے معرکہ سے فارغ ہونے تک کوئی مسلمان حمص میں داخل نہیں ہوگا۔تاکہ رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا عدل وانصاف اور اعلیٰ اخلاق پوری طرح گھر کرجائے۔

حمص کی فتح کے بعد باشندگان حمص اور مسلمانوں کی مصروفیت

حضرت جرید بن عوف نجار کی سند کے حوالے سے روایت کتے ہیں۔فرماتے ہیں: نجار شام کی فتوحات کے حالات کو اچھی طرح جانتے تھے۔وہ فرماتے ہیں: ہربیس کی ہلاکت کے بعد جب حمص والوں نے مسلمانوں سے مصالحت کرلی اور حمص کے باشندے نے اپنے اپنے مرنے والوں کو دفن کرنا شروع کردیا۔دوسری مسلمانوں نے اپنے اپنے شہید ہونے والے ساتھیوں کی تدفین کا عمل شروع کردیا۔

حمص کے معرکہ میں مسلمان شہداء کی تعداد

حمص کے معرکہ میں دوسو پینتیس (۲۳۵) مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا: ان میں تیس مجاہدین کا تعلق مکہ مکرمہ سے تھا اور باقی تمام کے تمام قبیلہ حمیر اور ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔مکہ والوں میں سے شہید ہونے والوں میں یہ معززین شامل تھے۔حضرت عکرمۃ بن ابی جہل، حضرت صابر بن جریء، حضرت ریس بن عقیل، حضرت مروان بن عامر، حضرت منہال بن عامر السلمی ابن عم العباس، حضرت جمح بن قادم اور حضرت جابر بن خویلد الربعی رضی اللہ عنہم یہ تمام مسلمان وہ ہیں جنہوں نے معرکہ حمص میں جام شہادت نوش کیا اور ربیع رضی اللہ عنہ یمن اور ہمدان میں شہادت کے منصب پر فائز ہوئے۔

یرموک کے واقعہ کا بیان

مسلمانوں کی فتوحات کی ہرقل کو خبریں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روم کے بادشاہ ہرقل کو مسلمانوں کے حمص، رستن، شیرز کے فتح کر لینے کی اطلاعات مل چکی تھیں۔ اور اس کو یہ بھی اطلاع مل گئی تھی کہ جو مال و دولت اور قیمتی سامان اس نے حمص کے سردار ہربیس کو تحفتاً بھیجا تھا وہ بھی مسلمانوں نے لوٹ لیا ہے۔ ان اطلاعت کے بعد روم کے گردونواح میں لشکر جمع ہونا کا انتظار کیا جانے لگا۔ اس نے ہر صہ برادار کے نام مسلمانوں کے خلاف مدد کے لئے خطوط لکھ دیئے تھے۔ لہٰذا چند دن گزرنے ہی پائے تھے کہ ہرقل کے پاس اس قدر بڑا لشکر جمع ہو گیا کہ اس کا ایک حصہ انطا کیہ اور دوسرا حصہ رومۃ الکبریٰ تک پہنچ گیا تھا۔

ہرقل کا لشکر کی تقسیم کرنا

روم کے بادشاہ ہرقل نے لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ لشکر کا ایک حصہ شام کے ساحل، قیساریہ، کی طرف روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ عکاظ، طبریہ کی حفاظت کرے۔ اور ایک حصہ بیت المقدس کی طرف روانہ کر دیا اور خود ارمن کے زیر قیادت آنے والی ہامان ارمنی کی قوم کا انتظار کرنے لگا۔ ارمن سے ایک ایسا لشکر تیار ہو کر آ رہا تھا جس کی مثل ہرقل کے حکم پر کسی نے بھی ایسا لشکر تیار نہ کیا تھا۔

ارمن کے لشکر کی سلطنت ہرقل آمد

ارمن کا گورنر چند ہی دنوں کے بعد ایک بہت بڑے لشکر کو ساتھ لئے ہرقل کی سلطنت کے پا جا پہنچا۔ قریب پہنچ کر ارمنی کے بادشاہ اپنی قوم سمیت اپنی اپنی سواریوں پر سے اتر گئے تاکہ ہرقل کی تعظیم بجا لائی جا سکے۔ جب وہ ہرقل سے ملے تو پہلے تو اس کے سامنے کچھ کفریہ کلمات کہے پھر مسلمانوں کے فتح یاب ہونے پر انہیں جو صدمہ پہنچا تھا اس پر اونچی آواز میں گریہ زاری کی گئی۔ ہرقل نے ان کو اس طرح گریہ زاری کرنے سے روک دیا۔

بادشاہ ہرقل کا خطاب

ہرقل نے اپنی قوم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

''اے یہودیت دین کے ماننے والو! اور اے بنی ماہ معمودیہ! میں نے تو تم لوگوں کو ان عربوں کے مقابل آنے سے ڈرایا بھی تھا مگر تم لوگوں نے میری بات کی طرف توجہ نہ کی اور میری ایک نہ مانی۔ مسیح انجیل صحیح، قربان اور ہمارے مقتولین کی قسم! میں

ان عربوں کو اپنی سلطنت کے ماتحت مملکو بنا کر رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تم رو رہے ہو جب کہ اس طرح رونا اور بزدلی دکھانا تو عورتوں کا کام ہے۔ مرد بنو! میں نے آپ کے ساتھ مل کر ایک ایسا لشکر تیار کرلیا ہے۔ جس کا پوری دنیا میں کوئی بادشاہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ میں نے اپنے مال اور جوانوں کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس لئے کہ تمہاری جانیں اور تمہارے دین اور تمہاری عورتوں کو تحفظ دیا جاسکے اور تم سے دشمن کو دور کردے۔

تم لوگ مسیح علیہ السلام کے سامنے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور اپنی رعایا سے نرمی اختیار کرو اور ان پر ظلم وستم نہ کرو۔ جنگ میں فتح حاصل ہو یا شکست ہر حال میں صبر سے کام لینا تم پر لازم ہے۔ آپس میں حسد کو ترک کردو۔ خود پسندی اور حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ یہ بیماریاں ایسی ہیں کہ جس قوم میں سرایت کر جائیں تو ان پر رسوائی نازل ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں اور اس کا جواب بھی تم ہی لوگوں سے لینا چاہوں گا۔"

روم کے اکابرین اور سرداروں نے کہا: اے بادشاہ! کیوں نہیں آپ جو چاہیں سوال کریں۔

ہرقل نے کہا: آج تو تم لوگ تعداد اور سامانِ جنگ میں عربوں پر فوقیت رکھتے ہو، تمہارا لشکر، تمہارے خیمے اور طاقت وقوت ان سے کہیں زیادہ ہے۔ پھر یہ رسوائی اور ناکامی کیوں ہے؟

وہ وقت بھی یاد کرو جب فارس، ترک، جرامقہ کے بادشاہ تمہارے سلطنت کے سامنے لرزہ براندام رہتے تھے۔ اور تمہاری جنگ مہارت اور قوت اور شجاعت سے کس قدر ان کو خوف تھا۔ اور اب یہ حال ہے کہ وہ عرب لوگ بار بار تم پر حملہ کررہے ہیں۔ اور تمہاری یہ حالت ہے کہ تم ان کے سامنے سر جھکائے ہوئے واپس لوٹتے ہیں۔ اب وہ عرب تم پر غالب آگئے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی طور پر کمزور ہوا کرتے تھے اور ان کے جسم ننگے اور بھوکے پیٹ پیدا ہوئے تھے۔ نہ تو ان کے پاس کوئی بڑا لشکر تھا اور نہ ہی اسلحہ، اب حالت یہ ہے کہ وہ بصرہ، حوران، اجنادین، دمشق، بعلبک اور حمص کے علاقوں میں تم پر غالبہ حاصل کر چکے ہیں۔

ہرقل کو ایک پادری کا جواب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہرقل کی گفتگو سن کر جب دوسرے بادشاہ اور سردار جواب دینے سے قاصر رہے اور عاجز آکر خاموش ہوگئے تو انہی کے درمیان سے ایک بوڑھا پادری کھڑا ہوا جو یہودیت کا سب سے بڑا عالم تھا اور اس نے کہا:

"اے بادشاہ! کیا تم کو معلوم ہے اہل عرب نے ہم پر غلبہ حاصل کر کے فتح کس طرح حاصل کی ہے؟

بادشاہ نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: مسیح علیہ السلام کی قسم میں کچھ نہیں جانتا۔

پادری نے کہا: اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری قوم نے اپنا دین وملت تبدیل کرلیا ہے۔ حضرت مسیح کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اس کا انکار کرنے لگے ہیں۔ آپس میں ظلم وستم شروع کر رکھا ہے اور ان میں کوئی ایسی مذہبی جماعت نہیں ہے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ سرانجام دے۔ عدل وانصاف کا نام ونشان مٹ گیا ہے۔ احسان ختم ہو چکا ہے۔ فرمانبرداری والے معاملات ترک کرچکے ہیں۔ نمازوں کے اوقات لہو ولعب میں ضائع ہونے لگے ہیں سود خوری عام ہوگئی ہے۔ زنا کا ارتکاب کھلے عام ہوتا ہے۔ اور ملاحظہ کریں کہ ان میں یہ سرکشی اور بدکاری کس قدر پھیل گئی ہے۔

دوسری طرف عرب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رب کی فرمانبرداری کرنے، اپنے دین کی پیروی کرنے، اپنے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے میں ذرا برابر بھی سستی نہیں کرتے۔ ظلم وستم اور سرکشی اور باہمی تکبر کا تو ان میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا شعار صدق، اور ان کا کام عبادت کرنا ہے۔ ہم پر حملہ کریں تو ہم پر غلبہ حاصل کئے بغیر واپس نہیں لوٹتے۔ اور اگر ہم ان پر حملہ کر دیں تو ہم بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو یہ کامل یقین ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور آخرت بقا کا گھر ہے۔

پادری کی گفتگو سے اتفاق

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پادری کی باتیں سن کر ہرقل بادشاہ اور پوری قوم نے کہا:

مسیح کی قسم! آپ نے بالکل سچ کہا ہے، انہی بدعنوانیوں، نافرمانیوں کی وجہ سے آپ عرب کے لوگ ہم پر غالب آ گئے ہیں اور ان کو فتح حاصل ہو رہی ہے۔ اگر ہماری قوم کا یہی حال رہا جو آپ نے بیان کیا ہے تو پھر ہم کسی صورت میں ان پر فتح حاصل نہیں کر سکتے اور ایک دن ہم مغلوب اور وہ غالب ہوں گے۔

ہرقل بادشاہ نے ناامیدی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اگر ایسی بات ہے تو پھر میں اپنی بادشاہت کو ختم کرتا ہوں اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لشکروں کو ان کے شہروں میں واپس بھیج دیتا ہوں اور میں اپنے مال و دولت اور اہل وعیال کے ساتھ سوریہ کی طرف چلا جاتا ہوں وہاں سے استنبول یعنی قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤں گا میرا ایسا کرنے سے ممکن ہے میں عربوں سے امن پا جاؤں۔

ہرقل بادشاہ کی مایوسی اور قوم کا اصرار

لوگوں نے جب ہرقل بادشاہ کی مایوسی دیکھی تو صف در صف دست بستہ کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ اے بادشاہ! ایسا ہرگز نہ کریں۔ دین مسیح کو ذلیل نہ کیجئے۔ اگر آپ ہمیں اس حال میں چھوڑ جاتے ہیں اور گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں۔ جب کہ اہل عرب ہمارے خلاف جمع ہو چکے ہیں۔ اور کل قیامت کے دن آپ سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا کہ دین مسیح کو کیوں ذلیل ورسوا کیا؟ اور اس دن ہمارے دن اے بادشاہ! آپ کے گریبان ہوں گے اور ہمارے ہاتھ ہوں ہم آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر پوچھیں گے پھر آپ کو ان کے سامنے ندامت سے سر جھکانا پڑے گا۔ ایسا کرنے سے تو ہمارا دشمن بھی ہم کو حقیر تصور کرے گا۔ لوگوں نے ہرقل بادشاہ سے کہا: اگر آپ ملک چھوڑ کر کہیں اور نکل گئے تو عرب کے لوگ ہم پر غالب آ جائیں گے جب کہ ہمارے پاس ایسا لشکر تیار ہو چکا ہے جس قدر دنیا میں کسی بادشاہ کے اس نہیں ہے۔ آپ حکم دیں تو عربوں کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہر طرح کے مصائب برداشت کریں گے۔ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ضرور ہماری مدد کریں گے۔

اے بادشاہ! آپ ہمت سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھیں جس کو چاہیں آگے کر دیں۔ آپ حکم دیں ہم عربوں کے مقابلے لئے میدان میں کود پڑیں گے۔

رومی لشکر کی تیاری

لوگوں کی باتیں سن کر، جرأت و بہادری دیکھ کر ہرقل بہت خوش ہوا اور پانچ رومی بادشاہوں کی زیر قیادت لشکر کی روانگی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد پانچ بادشاہوں کی قیادت میں لشکر کو ترتیب دیا۔

پہلا لشکر

سب سے پہلے سنہری تاروں سے بنا ہو ریشمی کپڑے کا جھنڈا تیار کیا جس پر جواہرات سے صلیب کا نشان بنایا گیا تھا۔ ہرقل نے یہ جھنڈا روس کے بادشاہ قناطیر کے حوالے کیا اور صقالیہ وغیرہ کے ایک لاکھ شہسواروں اس کے حوالے کر دیئے اس کے ہرقل نے قناطیر کو شاہی پوشاک پہنائی اور کمر بند باندھا، یہ لباس بادشاہوں کے لئے خاص ہوا کرتا تھا تا کہ اس کی شخصیت میں رعب و دبدبہ پیدا ہو۔

دوسرا لشکر

اس کے بعد سفید ریشمی رنگ کا جھنڈا لیا جس پر سنہرے سورج کی طرح نشان بنے ہوئے تھے اس کی طرف سفید زبرجد کے موتیوں سے صلیب بنی ہوئی تھی۔ یہ جھنڈا عموریہ اور طوریہ کے سردار جرجیر کے حوالے کیا اور اس کے بعد ہرقل نے اس کو بھی جنگی بادشاہت کا لباس پہنایا اور اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھا۔ اس کو روم اور فروانہ کے ایک لاکھ شہسوار دے اور ان پر اس کو امیر مقرر کیا۔

تیسرا لشکر

اس کے بعد ایک اور رنگ دار کپڑے کا جھنڈا لیا جس پر سونے کی تاروں سے صلیب کا نشان بنا ہوا تھا۔ درجان جو قسطنطنیہ کا سپہ سالار اعظم تھا کے حوالے کر دیا اور مغلیط، افرنج، قلن کے ایک لاکھ شہسوار اس کو دیئے۔ اس کے بعد دوسرے بادشاہوں کی طرح اس کو بھی بادشاہی لباس پہنایا اور اس کے سر پر تاج رکھا اور کمر بند باندھا۔

چوتھا لشکر

اس کے بعد ایک جھنڈا لیا جو قیمتی موتیوں اور جواہرات سے مرصع تھا۔ جس کے چاروں اطراف میں سونے کی بارک تاروں سے باڈر بنا گیا تھا۔ اس پر سرخ یاقوت کی صلیب بنی ہوئی تھی۔ یہ ارمن کے بادشاہ باہان کے حوالے کیا۔ باہان ہرقل بادشاہ کو بہت عزیز تھا اور ہرقل اس سے بے حد پیار کرتا اور اس پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ کیونکہ یہ جرأت و بہادری اور جنگی مہارتوں میں ماہر تھا۔ اس نے فارس اور ترک کو کئی مرتبہ شکست کا مزہ چکھایا تھا۔ ہرقل نے جب جھنڈا اس کے حوالے کیا تو اس کو شاہی لباس پہنایا اور اس کے سر پر تاج رکھا اور کمر بند باندھا۔ اس کے بعد باہان کیو دو مرتبہ ہار پہنایا جو بڑے بڑے بادشاہ پہنا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہرقل نے باہان سے کہا کہ میں تم کو اس تمام لشکر کا کمانڈر مقرر کرتا ہوں۔ تیرے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چلے گا اور جو تیرا حکم ہوگا اس پر تمام لوگ عمل کریں گے۔

ہرقل کی تمام کمانڈروں کو ہدایت

پھر ہرقل نے قناطیر، جرجیر، دیرجان اور قورین جو لشکروں کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے سے کہا: تمہارے تمام لشکر ماہاں کی زیر قیادت ہوں گے۔ تمہیں کوئی معاملہ پیش آئے۔ ماہان سے مشورہ کرنا اور اس کی رائے اور مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کرنا اور نہ کوئی قدم اٹھانا۔

تم تمام ماہان کی قیادت میں نکلو اور عربوں کو وہ جہاں کہیں بھی ہوں ان کا کھوج نکالو۔ واضح رہے کہ تمام سب آپس میں متحد رہنے اور فرار ہونے کا ذہن سے خیال بھی نکال دو۔

جاؤ اپنے دین اور اپنی سیدھی شریعت کے لئے دشمن سے جنگ کرو۔

لشکروں کی روانگی

ہرقل نے الوداعی خطبہ دینے کے بعد کہا: چار علیحدہ علیحدہ راستوں سے جاؤ کیونکہ ایک ساتھ جانے سے راستہ تنگ ہو جائے گا اور دیکھنے والے اہل زمین تمہارے لشکر کے رعب و دبدبہ سے کہیں ہلاک نہ ہو جائیں۔

پانچواں لشکر

اس کے بعد ہرقل نے جبلہ بن ایہم کو شاہی لباس پہنایا اور غسان، لخم، جذام کے نصرانی عربوں کی اس کو قیادت سونپی اور اس سے کہا کہ تم حالات وواقعات کے خبر لینے کے لئے آگے آگے رہنو۔ کیونکہ ہر چیز اپنی جنس سے ہلاک ہوتی ہے۔ لوہا اپنی جنس لوہے سے کاٹا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد ہرقل نے پانچوں مقرر شدہ کمانڈروں کو حکم دیا کہ وہ معمودیہ میں نہائیں اور ان پر (اپنی کتاب) پڑھائی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

رومیوں کی تعداد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے نوفل بن عدی نے بیان کیا کہ سراقہ نے از خالد روایت کی ہے انہوں نے فرمایا ہمیں ہشام بن عمرو اور ابن عتبہ کے آزاد کردہ غلام قاسم نے خبر دی ہے۔ وہ شام کی فتوحات میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں: روم کے بادشاہ ہرقل نے یرموک کی طرف مسلمانوں کے مقابلے کے لئے جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ یہ تمام شہسوار اہل کفر سے تھے جو صلیب کو مقدس مانتے تھے اور اس کی پوجا کرتے تھے۔

حضرت یونس بن عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہرقل نے یرموک کی طرف جو لشکر روانہ کیا تھا۔ انطاکیہ کی قوم کے علاوہ اس کی تعداد سات لاکھ تھی۔

حضرت راشد بن سعید حمیری رحمۃ اللہ علیہ جو شروع سے آخر تک یرموک کے معرکہ میں شامل رہے تھے۔ فرماتے ہیں: جس وقت روم کی فوج کی آمد کے اثرات ہم کو معلوم ہوئے تو میں ایک اونچی جگہ چڑھ گیا تا کہ ان کے لشکر کی تعداد معلوم کر سکوں۔ میں نے

دیکھا کہ خاص قسم کے نشانات، صلیبیں لئے ہماری طرف بڑھ رہے تھے۔ میں نے نشانات شمار کئے تو وہ بیس نشانات تھے۔

جب روم کے لشکر نے یرموک کے پاس پڑاؤ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے گورنر، روماس کو رومی فوج کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ روماس اٹھے اور روانہ ہو گئے اس کے بعد ایک دن اور ایک رات غائب رہے۔

جب ایک دن اور ایک رات کے بعد وہ واپس آئے تو ہم ان کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بتائیں کیا معلومات ہیں؟

انہوں نے کہا: اے امیر! میں اہل روم کو گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے کہ ان کی تعداد دس لاکھ ہے، اب میں نہیں جانتا کہ انہوں نے جو تعداد بتائی ہے وہ جاسوسوں کے سنانے کے لئے تھی یا واقعی ان کی تعداد اتنی ہی تھی۔ بہر حال میں یہی معلوم کر سکا ہوں۔

ہر خاص نشان کی نیچے 50 ہزار فوج ہوتی ہے

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بتاؤ ان کے خاص نشان کے نیچے کتنے سپاہی ہوتے ہیں؟ روماس نے کہا: میرے تجربہ کے مطابق ہر نشان کی زیر قیادت پچاس ہزار فوج ہوتی ہے۔

روماس کے اطلاعات سننے کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ہوئے فرمایا: انہیں ان کی تعداد کے زیادہ ہونے کے بوجود فتح و کامیابی کی خوشخبری دے دو۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی:

"كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ" (البقرہ:۲۴۹)

(بارہا کم جماعت غالب آئی زیادہ گروہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

ہرقل کی لشکر والوں کو ہدایات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ارمن کے گورنر کو قلادہ پہنایا تو اس کے بعد اس کی قیادت میں سارے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد روم کے بادشاہ ہرقل اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی سارا لشکر سوار ہو گیا۔ کوچ کرنے کے ایک خاص قسم کا سائرن بجادیا گیا۔ روم کا بادشاہ ہرقل فوج کے ساتھ چلتا چلتا فارس کے دروازوں تک آیا۔ اور تمام بادشاہوں کو جن کو ہرقل نے مقرر کیا تھا وصیتیں کیں۔ قناطیر، جرجیر، دیرجان اور قورین سے کہا: تم میں ہر ایک الگ الگ راستہ منتخب کرلے۔ اور ہر بادشاہ اپنی فوج میں جو چاہئے حکم نافذ کرے اس کو اختیار ہے۔ لیکن جب عربوں کے مقابلہ میں پہنچ جاؤ تو پھر ماہان کی قیادت میں جمع ہو جانا۔ اب ماہان کا حکم ہی ماننا اس وقت کسی اور کا حکم نہیں چلے گا۔ بلکہ ہر بادشاہ اسی کے ماتحت ہوگا۔

ہرقل نے کہا: میری ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو تمہارے اور مسلمانوں کے مابین یہ معرکہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر عرب تم پر غالب آ گئے تو صرف تمہارے شہروں پر ہی قبضہ کرنے پر وہ اکتفا نہیں کریں گے بلکہ تمہارے مال و دولت پر تو وہ قبضہ کر ہی لیں گے اس کے ساتھ تم لوگ جہاں بھی ہو گے تمہیں ڈھونڈ کر ماریں گے اور تمہاری اولاد کو اپنا غلام بنالیں گے۔

تم ہر قسم کی جنگی مشکلات برداشت کرلینا اور اپنے دین اور شریعت کی خاطر میدان میں ڈٹے رہنا۔ اس میں تمہاری بھلائی اور کامیابی ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: روم کے بادشاہ ہرقل جب لشکر کو روانہ کرنے کے لئے فارس کے دروازے تک پہنچا تو اس نے قناطیر کو اس کے لشکر کی قیادت دیتے ہوئے جبلہ اور لاذقہ کے راستے پر روانہ کیا جب کہ جرجیر کو جادہ عظمی کے راستے روانہ کیا۔ جادہ عظمی عراق اور سومین کے علاقوں کا نام ہے۔ قرین کو بلایا اور اس کو حلب اور حماۃ کے راستے روانہ کیا۔ دیرجان کو عواصم کے راستے بھیجا اور ماہان اپنا لشکر کے ساتھ دوسرے لوگوں کے پیچھے پیچھے تھا۔

راستوں کی نگرانی پر متعین دستہ

ہرقل نے ایک دستہ تیار کیا جو راستوں کی نگرانی اور راستوں کو ہموار کرنے کی ڈیوٹی پر لگایا گیا تھا۔ یہ دستہ جن راستوں سے ان فوجی قافلوں نے گزرنا ہوتا ان راستوں سے رکاوٹیں ہٹاتا تا کہ لشکر کی پیش قدمی میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ اس لشکر والوں کا حال یہ تھا کہ جس شہر اور علاقے سے یہ لشکر گزرتا وہاں کے اس دستے سے بہت تنگ ہوتی۔

رومیوں کا اپنی فوج کے لئے بددعائیں کرنا

کیونکہ رومی لشکر جہاں سے بھی گزرتا وہاں کے لوگوں سے سامان رسد مانگتا جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ تنگ پڑ جاتے۔ اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر بددعائیں دیتے اور چیخ چیخ کر کہتے: کاکرے تم جس طرح صحیح وسالم جارہے ہو اس طرح صحیح وسالم واپس نہ لوٹ سکو۔ جبلہ ابن ایہم غسانی مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے آگے تھا۔ اور اس کے ساتھ عرب کے نصرانی تھے جن کا تعلق قبیلہ غسان، لخم اور جزام سے تھا۔

اہل اسلام کو رومیوں کے لشکر کے متعلق اطلاع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ کو اس نے بیان کیا جو وثوق سے بیان کرتا ہے: کہ جب ہرقل نے اپنا لشکر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے چند مددگار جاسوس اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ ان جاسوسوں کے ساتھ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ اہم واقعات کی معلومات حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے رہیں گے۔ لہٰذا انہوں نے جنگ کی پوری تفصیل کی معلومات حاصل کیں۔ یہاں تک کہ لشکر کی تعداد کتنی ہے اور کون کون ان لشکروں کا امیر ہے۔ نیز انہوں نے کہاں کہاں پڑاؤ ڈالنا ہے وغیرہ سب معلومات حاصل کر لیں۔

جاسوسوں کا سیدا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنا

رومی فوج جب شیرز پہنچی تو جاسوس حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لئے چل پڑے۔ وہ مسلمانوں کو تلاش کرتے ہوئے جب حمص پہنچے تو ان کو بتایا گیا کہ مسلمان تو یہاں سے چلے گئے ہیں۔ البتہ خراج اور جزیہ وصول کرنے کے لئے ان کے نمائندے جن کا وہ تقرر کر گئے تھے ان کا تعلق بھی حمص کے اشرافیہ اور رئیس گروہ سے ہے۔

جاسوسوں کا مسلمانوں کو تلاش کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے تلاش کرتے کرتے آخر جابیہ کے مقام پر مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے جہاں مسلمانوں

نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ یہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رومی کے لشکر کے متعلق آگاہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ رومیوں کے لشکر کی تعداد کے متعلق اور انہوں نے جس مقام پر پڑاؤ کیا ہوا تھا آگاہ کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ تفصیلات سنی تو آپ پر گراں گزرا آپ رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ سنا تو فوراً پڑھا:

''لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم''۔

مسلمانوں کے متعلق فکر میں رات بھر نہ سوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اضطراب کی وجہ سے ایک لمحہ بھی سکون نہ کیا۔

جب صبح ہوئی تو موذن نے اذان دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہوئے بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو قسم دیتے ہوئے فرمایا: جب تک میری بات غور سے نہ سن لو اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ اٹھنا۔ فرمایا: سنو اور خوب کان کھول کر سنو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعائیں کی پھر مسلمانوں کے مَدد، فتح ونصرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: بعدازاں فرمایا؛

''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتوں کا نزول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی سرخروئی کے لئے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ تمہارا امتحان لے کہ تم اس امتحان میں کس طرح کامیاب ہوتے ہو۔ اپنی تھوڑی تعداد دیکھ کر خوفزدہ نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا اور کتنے ہی مقامات پر تم کو فتح سے نوازا ہے۔ توجہ سے سنو! یہ میرے معاون اور میرے جاسوس ہیں جو رومی لشکر کی خبریں مجھ تک لے آئے ہیں انہوں نے بتایا ہے رومی کا لشکر بڑے بڑے شہروں سے جمع ہو کر ہمارے مقابلے کے آ رہا ہے۔ اور وہ عنقریب ہمارے پاس پہنچنے والا ہے۔ ان کے پاس سازوسامان اور اسلحہ کی وافر مقدار موجود ہے۔ اس کے بعد اللہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیت تلاوت کی:

''يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ'' (الصف:٨)

چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

وہ اس وقت مختلف راستوں سے پیش قدمی کر رہے ہیں مگر جب تمہارے مقابلے میں جمع ہوں گے تو سرکش بادشاہ ہرقل کے وعدے پر عمل کرتے ہوئے اکٹھے ہو جائیں گے۔ اپنا عقیدہ پختہ کر لو اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرنا چاہے تو کثیر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ اگرچہ تمہاری تعداد بہت تھوڑی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد تم کو ضرور پہنچے گی۔

ہم کو آئندہ کیا کرنا ہے اس کے متعلق آپ مجھ کو اپنے اپنے مشوروں سے آگاہ کرو تاکہ ایک قابل عمل لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

اہل اسلام کا جنگی لائحہ عمل

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کی خبریں لانے والے جاسوسوں سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرو۔ ایک جاسوس نے کھڑے ہو کر رومیوں کے آمد، اس کی تعداد، اور ان کے دیگر سازوسامان کے متعلق

مسلمانوں کو بتایا۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے دل دہل گئے۔ ان پر خوف وہراس طاری ہوگیا۔ اور مسلمان حسرت بھری نظروں سے سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تم سے رائے مانگی ہے تو جواب دینے کی بجائے تمہاری یہ خاموشی چہ معنی دارد؟ اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمتیں نازل ہوں۔ حوصلہ رکھو اور اپنے اپنے مشورہ سے آگاہ کرو۔ تاکہ کوئی فیصلہ کن لائحہ عمل ترتیب دیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ'' (آل عمران:۱۵۹)

(اور کاموں میں ان سے مشورہ کرلو۔ اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کرلو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سابقین میں سے ایک صحابہ نے عرض کیا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ کو بڑا اعلیٰ وارفع مرتبہ ملا ہے۔ آپ کے بارے میں قرآن کریم کی ایک آیت بھی نازل ہوئی ہے اور آپ ہی وہ شخص ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کا امین قرار دیا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لكل أمة أمين وأمين هذه الأمة أبوعبيدة رضی الله عنه عامر بن الجراح''

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۱۲۱)

ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے اور آپ ہی مسلمانوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے نئے اور عمدہ اقدامات کرسکتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے مگر تم میرے ساتھ گفتگو کرو اور میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں، تم اپنے مشورے سے مجھ کو آگاہ کرو اور میں اپنا مشورہ تمہارے سامنے رکھتا ہوں۔ میں بھی تو تم ہی میں سے ایک آدمی ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے کاموں میں بہتری کی طرف جانے کی توفیق فرمائے گا۔

ایک یمنی کا مشورہ

یمن سے تعلق رکھنے والا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: اے امیر! اگر ہم لوگوں سے اس معاملہ میں مشورہ لینا ہے تو پھر ہم آپ کو یہاں سے کوچ کرنے اور وادی قریٰ کے وسیع میدان میں پڑاؤ ڈالنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ہم مدینہ منورہ سے قریب بھی ہوجائیں گے اور اس طرح امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مدد کی ضرورت پڑنے پر ہمیں مدینہ منورہ سے مدد بھی ملتی رہے گی۔ اگر رومی فوج ہمارے پاؤں کے نشانوں پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آ ہی گئی تو مدینہ منورہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ہم ان پر حملہ آور ہوجائیں گے اور اس طرح ہم بڑی آسانی سے ان پر غلبہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اس یمنی صحابی رضی اللہ عنہ کی گفتگو سننے پر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جو کہنا تھا کہہ لیا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ لیکن جس مقام پر ہمارا لشکر ہے میں اس جگہ کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس حالت میں ناراضی ہوگی۔ اور وہ مجھ سے سوال کریں گے کہ جن علاقوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں فتح کیا تھا، کیا دشمن سے خوفزدہ ہو کر تم نے ان کو

یوں چھوڑ دیا ہے اور بھاگ کھڑے ہوئے ہونا تیری بزدلی ہے۔ اس لئے اس جگہ کو کسی صورت پر چھوڑنا مشکل ہے۔ بہر حال تم اپنی رائے کو پیش کرو ہوسکتا ہے کسی کی رائے سے کوئی بہتر حل نکل آئے۔

سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے امیر! اگر ہم سرزمین شام کو چھوڑ کر حجاز کی طرف نکل جانے کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں سلامت وہاں نہ پہنچائے! گویا ایسا کرنے پر اپنے خلاف دعا کی۔ پھر کہا: ملک شام میں ان بہتی ہوئی نہروں، سرسبز کھیتیوں، انگور، سونا چاندی اور ریشم کے بہترین عمدہ ملبوسات کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ اور حجاز میں چلے جائیں جہاں کی سرزمین پتھریلی، بنجر اور قحط سالی کی سرزمین ہے؟ یہ نہیں ہوسکتا کہ یہاں کے بہترین کھانے چھوڑ کر ہم جو کی روٹی کھائیں اور پھٹا پرانا لباس پہنیں۔

اس لئے ہم اس سرزمین کی عیش وعشرت کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ اگر ہم رومی فوج کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہوجاتے ہیں تو بھی جنت کا وعدہ ہے اور وہاں تو ایسی نعمتیں ہیں کہ دنیا کی نعمتیں ان کے مقابل تو ہو ہی نہیں سکتیں۔

حضرت قیس بن ہبیرہ کی گفتگو سن کر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! تم نے صحیح کہا ہے۔ اور ان کی زبان سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت: کیا اب بھی تم حجاز اور مدینہ منورہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور ان رنگ برنگی نعمتوں، محلات، باغات اور نہریں، قسم قسم کے کھانے اور سونے چاندی، کے جواہرات کو چھوڑ دو گے؟ حالانکہ ان نعمتوں کے ساتھ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمدہ ضیافتوں کا وعدہ ہو چکا ہے۔

اے قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ آپ نے بالکل صحیح کیا ہے۔ ہمیں اس سرزمین کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اب تو میرا ارادہ اور بھی مضبوط ہو چکا ہے۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔ ہم اس سرزمین کو ہرگز نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے عرض کیا: اے امیر لشکر! آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ اب اپنے لشکر کی مدد کیجئے اور اس جگہ کو کسی صورت بھی نہ چھوڑیئے۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اگر فتح نصیب نہ بھی ہوئی تو شہادت کو نصیب ہوگی۔ اور آخرت کا ثواب تو ان شاء اللہ ضرور ملے گا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر فضل وکرم فرمائے اور ہم سب کی بخشش فرمائے۔ آپ نے بہت عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔

بعد ازاں مسلمانوں نے اپنے اپنے مشورہ جات سے آگاہ کیا مگر اس ساری گفتگو میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور تمام کی آراء سنتے رہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مشاورت

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! آپ تو بہت بہادر نڈر اور طاقتور شہسوار ہیں آپ کی رائے عمدہ

اور قابل اعتبار ہوتی ہے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ اپنی جگہ صحیح ہے مگر میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کر دی ہے اس لئے میں مسلمانوں کی مخالفت کرنا نہیں چاہتا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو درست ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ اگر اس سے بہتر کوئی مشورہ دیتے ہیں تو ضرور دیں ہوسکتا ہے کہ آپ کے مشورہ کو قبول کر لیا جائے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر! واضح رہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اسی جگہ پر ٹھہرے رہتے ہیں اور اس کہیں اور کوچ نہیں کرتے تو گویا آپ رضی اللہ عنہ نے خود ہی دشمن کی مدد کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ یہ جگہ قیساریہ کے قریب ہے۔ جس میں باغی سرکش ہرقل بادشاہ کا بیٹا قسطنطین، گورنر جنرل ہے۔ اور اردن کا سارا علاقہ ہمارے خلاف ہے۔ جو اس سے مل چکا ہے۔ اگر میری رائے اور مشورہ چاہتے ہیں تو میں کہاں کہ ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہئے اور یرموک کے علاقے کی طرف چلے جانا چاہیے اس طرح کرنے حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مدد کی ضرورت بھی پڑے تو وہ ہم کو مل سکے گی۔ اور اس طرح کرنے سے دشمنوں پر ہم فتح حاصل کر لیں گے۔ اس کے علاوہ یرموک کا وسیع میدانوں پر مشتمل ہے جو ہمارے گھوڑوں کے دوڑنے کے لئے موزوں ہوگا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر مسلمانوں نے کہا: اے امیر! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بالکل صحیح کہا ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کیجئے اور انہیں رمادہ سے متصل علاقہ کی طرف روانہ کردیجئے۔ اس طرح ہمارے اور رومیوں کے لشکر کے درمیان اردن حائل ہوجائے گا اور اس صورت میں ہمیں پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ ہمارے اور رومیوں کے لشکر کے درمیان گھنے درخت اور پتھریلا علاقہ ہوگا۔ جس میں گھوڑوں کا دوڑنا مشکل ہوگا اور ان راستوں سے اگر دشمن لالچ کرتے ہوئے قتل وغارت گری کا ارادہ لے کر ہماری جانب آیا تو آگے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کا خاتمہ کر دیں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا: اے ابن حرب رضی اللہ عنہ! آپ نے میرے دل کی بات کہی ہے میرا ارادہ بھی بالکل یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ اس لئے اب ہم کو یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔

مسلمانوں کو جابیہ کی جانب کوچ کرنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ گفتگو سنی تو لشکر کو جابیہ کی جانب کوچ کر جانے کا حکم دے دیا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی تمام لشکر نے تیاری شروع کر دی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا جو عراق سے چار ہزار کا لشکر لے کر آپ رضی اللہ عنہ سے آملے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کو لے کر باقی لشکر کے دیکھ بھال کرتے ہوئے آگے آگے چلو۔

یرموک کی طرف پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں کے لشکر نے یرموک کی طرف پیش قدمی کی تو مسلمانوں کے لشکر کی آواز دور دور تک سنائی دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ دو فرسخ تک ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ مسلمان یرموک کی طرف رواں دواں تھے۔ رومی فوج جواردن کے قریب جمع ہو چکی تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی آوازیں سنیں تو خیال کیا کہ مسلمان رومی لشکر کی بڑی تعداد دیکھ کر مسلمان حجاز کی طرف بھاگ نکلے ہیں۔

رومیوں کے لشکر میں لالچ آ گئی اور وہ مسلمانوں پر غارت گری کے لئے آگے بڑھا۔ دوسری طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کے لشکر کے پاس آ گئے اور ان کا مقابلہ کیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بآواز بلند کہا کہ نوجوانو! ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہ جائے۔ یہی تمہاری کامیابی ہے

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور نیزے بلند کیے اور دشمن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ حضرت خالد بن ولید، حضرت ضرار بن ازور، حضرت مرقال، حضرت طلحہ بن نوفل عامری، حضرت زاہد بن اسد، حضرت عامر بن طیل، حضرت ابن اکال الدم رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں نے مل کر رومی شہسواروں پر حملہ کر دیا اور اس قدر سختی سے حملہ کیا کہ رومی اس کی تاب نہ لا سکے۔ اور لنگوٹیاں کستے ہوئے بھاگ نکلے۔ مسلمان ان کو قتل کرتے ہوئے اور قیدی بناتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ اردن کی سرزمین تک چلے گئے۔ اس میں بہت سے رومی واصل جہنم ہوئے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب اس معرکہ سے واپس تشریف لائے تو اس وقت تک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یرموک میں پڑاؤ ڈال چکے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حفاظتی انتظامات

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یرموک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ حفاظتی انتظامات میں مصروف ہو گئے۔ اس علاقہ میں ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس ٹیلے پر عورتوں اور بچوں کے لئے خیمے لگوا دیئے اور ان کی طرف آنے والے تمام راستوں پر پہرہ دار بٹھا دیئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے رومی قیدی اور مال غنیمت لے کر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح بہت خوش ہوئے اور فرمایا: تم کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ آپ کا یہ معرکہ فتح اور نصرت کی علامت ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے یرموک میں خیمے لگا لیے اور جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے اور مسلمان کسی وعدے کا انتظار کرنے لگے۔

قسطنطین کی جنگی چال

شاہِ روم ہرقل کے بیٹے قسطنطین کو مسلمانوں کے یرموک میں پڑاؤ کی خبر مل چکی تھی۔ اس نے اس وقت ہرقل کے بھیجے ہوئے بادشاہوں کی طرف اپنا قاصد روانہ کیا اور ان کی سستی کی وجہ سے اور تاخیر کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے یرموک پہنچنے پر

ان کی ملامت کی۔ اور پیغام بھیجا کہ جس قدر جلدی ہو سکے مسلمانوں کے مقابلے کے پہنچ جائیں۔ اس کے علاوہ ان بادشاہوں میں جوش وجذبہ پیدا کرنے کی ترغیب دی۔ ماان نے پیغام سنا تو دوسرے مقرر کردہ بادشاہوں کو بلوایا ان کو قسطنطین کے خط کے بارے میں بتایا اور ان کو خط پڑھ کر سنایا اور حکم دیا کہ جلدی سے جلدی یرموک کے میدان میں پہنچیں۔

ماہان کا حکم ملتے ہوئے پانچوں بادشاہ جن شاہِ روم نے مقرر کیا تھا۔ اپنا لشکر لے کر چل پڑے۔ مسلمانوں نے جن شہروں اور علاقوں کو فتح کر لیا تھا جب یہ لشکران کے پاس سے گزرتا تو ان پر طعن کرتا اور کہتا: بدبختو! ہلاک ہو جاؤ کہیں جا کر اپنا دین وملت چھوڑ کر عربوں کا دین تم نے قبول کر لیا ہے۔ افسوس ہے تمہاری سوچوں پر۔

رومیوں کے جواب میں وہ کہتے: ڈوب مرنے کا مقام تو تمہارے لئے ہے کیونکہ تمہاری بزدلی اور تمہارے جنگ کے فرار نے ہم کو بے یارومددگار چھوڑ دیا اور ہم کو آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ اب ہم لوگ اپنی جان بچانے کے لئے عربوں سے صلح نہ کرتے تو ہم کیا کرتے؟

ان کی طرف سے اس طرح کے جوابات سنے تو ان کو پتہ چلا کہ یہ قصور ان کا نہیں بلکہ ہمارا ہے۔ اس لئے وہ ندامت سے سر جھکائے آگے بڑھتے گئے۔ مسلسل چلتے رہنے کے بعد آخر کار رومی لشکر یرموک پہنچ ہی گیا۔

رومیوں نے پادریوں کی عبادت گاہوں کے قریب پڑاؤ کیا جس کو دیر الجبل کہا جاتا ہے۔ یہ عبادت گاہ رمادہ اور جولان کے قریب ہی ہے۔ یہاں تک کہ رومیوں اور مسلمانوں کے لشکر میں طول وعرض کے اعتبار سے تین فرسخ (نومیل) کا فاصلہ بنتا تھا۔ آہستہ آہستہ پانچوں بادشاہ اکٹھے ہو گئے۔

رومی لشکر کی یرموک آمد

جبلہ بن ایہم جس کی زیر قیادت غسان، لخم اور جزام کے عرب نصرانی تھے وہ باہان ارمن کے بادشاہ کے آگے آگے تھا۔

اہل اسلام نے ان کا ستر ہزار کا لشکر دیکھا تو ان کی اس قدر زیادہ تعداد کو دیکھ کر" لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم" پکار اٹھے۔

حضرت عطیہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! یرموک میں روم کی بکھری ہوئی فوج کو ٹڈیوں سے تشبیہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے وادی بھر چکی ہے۔

فرماتے ہیں: میں نے مسلمانوں کو دیکھا تو ان میں بڑی بے چینی پائی جاتی تھی۔ اور وہ" لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم" کا ورد کرنے میں مصروف تھے۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب حکیم سے آیت تلاوت کی:

"رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ" (البقرہ: ۲۵۰)

(اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے پاؤں جمے رکھ اور کافروں پر ہماری مدد فرما)

مسلمان سخت خوف زدہ اور ہیبت زدہ ہو چکے تھے۔

جاسوسوں کی ڈیوٹیاں

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے جاسوسوں کو بلایا اور حکم دیا کہ فوراً رومی لشکر میں گھس جاؤ اور ان کی تعداد اور ان کے مال واسباب اور اسلحہ کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو پکا یقین ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ رومیوں کے پاس جس قدر مال ومتاع ہے وہ ہمارے لئے غنیمت بن کر آیا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان نے اپنے لشکر کے ساتھ نہر یرموک پر مسلمانوں نے مقابل پڑاؤ ڈال تھا مگر ابھی تک اس نے لشکر والوں کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی جنگ شروع ہوئی تھی۔

اہل اسلام اور رومیوں کے مذاکرات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ماہان نے اگرچہ نہر یرموک پر پڑاؤ ڈال دیا تھا مگر اس کے تاخیر سے آنے کی وجہ سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف سے اس کو ایک خط موصول ہوا جس میں ہرقل نے لکھا تھا کہ ابھی تک مسلمانوں سے جنگ شروع نہ کی جائے۔ میں مسلمانوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کو ہر سال بہت سے تحائف بھیجوں گا خاص پر ان کے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے اور ان کے علاوہ ان کے ہر گورنر کے لئے بھی تحائف روانہ کروں گا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ حجاز سے جابیہ تک مسلمانوں نے جتنے علاقے فتح کر لئے ہیں ان علاقوں پر انہیں کا قبضہ رہے گا اور میرا ان علاقوں میں کوئی عمل دخل نہ ہوگا۔

ماہان کا افسوس کرنا

جس وقت یہ پیغام لے کر باہان کے پاس قاصد پہنچا تو اس نے اس کو سن کر کہا: افسوس! مسلمانوں پر کہ اگر وہ اس بات پسند کریں۔ جرجیر بولا اے ماہان! اس میں تمہارے لئے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ہرقل نے جو کہا ہے ہم پر یہ بات کیوں گراں گزرے گی۔؟ ماہان نے جرجیر سے کہا: تم مسلمانوں کے پاس جاؤ اور کسی سمجھ دار آدمی کو ہرقل کا پیغام سناؤ۔ اور اپنی طرف سے پوری طرح کوشش کرنا کہ کسی طرح صلح کی کوئی راہ نکل آئے۔

جرجیر یہ حکم سنتے ہی اٹھا۔ ریشم کا لباس پہنا۔ سر پر جواہرات سے بنی ہوئی پٹی باندھی اور سفید مائل بہ سیاہ دراز قد گھوڑے پر سوار ہوا۔ جس پر قیمتی موتیوں اور جوہرات سے مرصع سنہری رنگ کی زین رکھی ہوئی تھی۔ ایک ہزار سپاہیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور مسلمانوں کی طرف چل دیا۔ اور جب مسلمانوں کے لشکر کے پاس پہنچا تو مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے کہا: اے عرب کی جماعت! میں ہرقل کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ آپ اپنے امیر کو میرے سامنے بھیجیں تاکہ میں اس کے سامنے اپنی معروضات رکھوں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد ہماری آپس میں صلح ہو جائے اور ہم خون ریزی سے بچ جائیں۔

جریر کی آواز سن کر مسلمانوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جو عراقی لباس پہنے ہوئے تھے خود تشریف لائے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے سیاہ عمامہ سر پر سجایا ہوا تھا۔ تلوار گلے میں حمائل کر رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جرجیر کی طرف بڑھے۔ جب دونوں گھوڑوں کی گردنیں ملیں تو آپ رضی اللہ عنہ رک گئے۔ لوگوں نے ان دونوں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع

کردیا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کافر! بتا کیا کہنا چاہتا ہے میں مسلمانوں کے لشکر کا امیر ہوں۔ جو چاہتا ہے مجھ سے بات کر۔

جرجیر کی گفتگو

جرجیر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر کہا: اے عرب کی جماعت! میری بات کو اچھی طرح یاد رکھنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ کہیں دھوکہ میں نہ آجانا کہ رومی لشکر نے بہت سے مقامات پر شکست کھائی ہے۔ اور تمہارے مقابلے سے بھاگ گیا ہے اور آپ نے کئی شہروں کو فتح کرلیا ہے۔ اس طرح تمہاری اقتدار دور دراز علاقوں تک پھیل گیا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو اب دیکھ لو ہمارے ساتھ کتنا بڑا لشکر ہے۔ ان کے پاس ہر طرح کا سامان موجود ہے۔ ان کی تعداد، مال واسباب اور سواریاں، ہتھیار الغرض ہر چیز کی فروانی ہے۔

مزید برآں آپ کے اطلاع کے لئے عرض ہے روم کا اتحاد ہو چکا ہے اور انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ حلف اٹھالیا ہے کہ آخری آدمی کے مرنے تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔

ہماری اس قدر طاقت کا اندازہ آپ خود ہی لگالو۔ تمہارے اندر اس کے مقابلے کی نہ جرأت ہے اور نہ طاقت ہے۔ پس اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جاؤ۔ تمہیں ہرقل بادشاہ کی طرف سے ایسا کرنے پر بہت کچھ ملے گا۔

روم کے بادشاہ ہرقل کا ارادہ ہے کہ اگر تم واپس چلے جاؤ تو احسان کرتے ہوئے تم کو بہت سا مال ودولت دے گا اور ان تین سالوں میں روم کے جن علاقوں پر تم نے قبضہ کرلیا ہے یہ ہدیۃ تمہارے حوالے کردے گا۔ اور اس کے علاوہ سونا چاندی اور اسلحہ بھی وافر مقدار میں تمہارے حوالے کرے گا۔

اے مسلمانوں کے امیر! وہ وقت یاد کرو جب تم ہمارے ملک میں آتے تھے تو تمہارے جسموں پر لباس تک نہ ہوتا تھا اور آج ہمارے ہی مقابلے میں آگئے ہو۔ ہوش کرو جو میں نے کہا ہے وہی کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے سب ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوجاؤ گے۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جرجیر کی گفتگو سنی اور فرمایا: تم یہ خیال کررہے ہو کہ تمہارے پاس بہت بڑا لشکر ہے اور تم لوگوں نے باہم اتحاد کرلیا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے پر حلف وقسم دے دیا ہے کہ اب تم جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کروگے۔ تو سن لو! تم ہماری تلواروں کی دھاروں کو دیکھ کر دم دبا کر اپنی لنگوٹیاں کس کر بھاگ جاؤ گے۔ تمہاری تعداد کا زیادہ ہونا، تمہارے پاس مال ومتاع کا وافر مقدار ہونا یہ سب باتیں ہمیں بتا کر آپ کا محض خیال ہے کہ ہم ڈر جائیں گے۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم جسمانی اعتبار سے تم سے کمزور ہیں۔ تمہاری اس قدر فوج سے مقابلہ کیسے کریں گے؟ جب کہ تمہارے پاس مال ومتاع اور اسلحہ کی وافر مقدار موجود ہے۔ تو میری بات اچھی طرح سے کان کھول کر سن لو۔ ہم بھی اس دن کو بہت چاہتے ہیں جب تمہارے ساتھ ہماری جنگ ہوگی اور اس کے واضح ہوجائے گا کہ میدان کس کے ہاتھ آتا ہے۔

جرجیر نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو اپنے ایک ساتھی جس کا نام بہیل تھا کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو کہا: اے بہیل! ہرقل بادشاہ ہی اب ان کے بارے میں بہتر فیصلہ کرے گا۔ یہ کہتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ماہان کی طرف واپس چلا گیا اور اس کو ساری گفتگو کے متعلق آگاہ کر دیا جو اس کی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

ماہان نے جرجیر کو کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو نے مسلمانوں سے کھل کر بات نہیں کی۔

جرجیر نے کہا: مجھ کو مسیح علیہ السلام کی قسم! میں صلح کے متعلق پوری کوشش کی تھی۔ اب یہ ہوسکتا ہے کہ آپ نصرانی عربوں میں سے کسی شخص کو ان کے پاس بھیجیں کیونکہ عرب اپنی جنس کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی عربی کو بھیجنے سے مسلمان صلح کے لئے تیار ہو جائیں۔

ہامان نے جبلہ بن ایہم کو بلایا اور اس کو کہا: اے جبلہ! تم مسلمانوں کے پاس جاؤ اور ان کو ہماری تعداد کی کثرت سے ڈراؤ اور اپنی طرف سے پوری کوشش کرو کہ ان کے دلوں میں ہمارا رعب و دبدبہ بیٹھ جائے اور جس طرح بھی ممکن ہو ان کو اپنے فریب کے جام میں لے آؤ۔

جبلہ بن ایہم کا مسلمانوں کے پاس آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جبلہ بن ایہم نے ماہان کا حکم سنا تو وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کر بلند آواز سے پکارا: اے عرب کی جماعت! عمرو بن عامر کی اولاد میں سے ہوں کوئی شخص میرے پاس بھیجو تا کہ میں اس تک وہ پیغام پہنچاؤں جو دے کر میں بھیجا گیا ہوں۔

اس کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح صلہ رحمی اور قرابت داری کا تعلق جتلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کہ اولاد عمرو بن عامر کو کوئی ساتھی بھیج دو۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے اور اجازت طلب کی اور عرض کیا: اے امیر! اگر مجھ کو اجازت ہو تو میں جاتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اور جو وہ کہے گا اس کا جواب میں خود ہی دے لوں گا۔

جبلہ بن ایہم اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے مذاکرات

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اجازت ملنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جبلہ بن ایہم کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کے پاس جا کر ٹھہرے۔ جبلہ بن ایہم نے جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے دراز قد گندمی رنگ کی طرف دیکھا تو خیال کیا کہ ان کا تعلق یمن کے قبیلہ شنوہ سے ہے۔ جبلہ یہ سب کچھ دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا اور اس کے دل میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا رعب بیٹھ گیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ خطاط تھے۔

جبلہ بن ایہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے جوان! کن لوگوں سے تیرا تعلق ہے؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اولاد عمرو بن عامر سے۔

جبلہ نے دوبارہ پوچھا: کس قبیلہ سے تعلق ہے؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قبیلہ خزرج سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ اب بتا کیا کہنا چاہتا ہے؟

جبلہ نے کہا: اے چچازاد! میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے اور ہمارے قبیلے کا جو تعلق ہے۔ اس کو روا رکھو اور میں بھی اسی قرابت داری اور صلہ رحمی کا لحاظ رکھتا ہوں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ تم کو اچھی طرح علم ہے کہ رومی لشکر اب تمہارے مقابلے میں آ گیا ہے اور اس کے ساتھ تمہارا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ ان کے پاس اتنا مال ومتاع اور اسلحہ ہے کہ تمہاری سوچ سے باہر ہے۔ تم ان کو کمزور خیال نہ کرو اور یہ بات بھی ذہن میں نہ لاؤ کہ وہ کمزور ہیں۔ اور یہ بھی مت سوچو کہ ہم بزدلی کر کے میدان جنگ سے بھاگ جائیں گے۔

میری بات اچھی طرح سن لو! جنگ ایک بدلتا ہوا کھیل ہے۔ کسی کے حصے میں ہمیشہ نہیں رہتا۔ کبھی ایک گروہ کی فتح ہوتی ہے تو کبھی دوسرا گروہ فاتح ہوتا ہے۔ اول تم لوگوں نے چند ایک شہر فتح کر لئے اور ان پر تمہارا قبضہ ہو گیا۔ اب اگر رومیوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو تمہارا مقدر موت ہو گی اس کے علاوہ تمہارے حصہ میں کچھ نہیں آنے والا۔

تمہاری قوم جتنے شہر فتح کر چکی ہے اور جو خزانہ تم نے حاصل کر لیا ہے اسی پر اکتفا کر کے تم واپس چلے جاؤ بلکہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اب اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جبلہ کی فریب کاریاں سنیں اور فرمایا: اے جبلہ! اس وقت کو یاد کرو جب اس سے قبل بھی تم ایک بڑی جماعت کے ساتھ جنگ کے ارادے سے آئے تھے اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے خلاف ہماری مدد کی اور تمہارے سرکش سپاہی دم دبا کر بھاگ نکلے۔ اس بار بھی ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمہاری تعداد کی کثرت ضرور ہے لیکن معاملہ آسان نہیں ہے تمہاری کثیر جماعت کی پیش قدمی نے ہمیں ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں کیا۔ ہم پہلے بھی کتوں کی طرح تمہیں موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور اب بھی رومی فوج ہمارے لئے بہت پسندیدی ہے۔

اے جبلہ! اگر تم کو ہماری قرابت داری اور صلہ رحمی کا احساس ہے تو میں تجھ کو دینِ اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ خود بھی اسلام قبول کر لے اور اپنی قوم کو بھی دین اسلام میں شامل کر لے۔ ایسا کرنے سے تجھ کو دنیا اور آخرت دونوں نصیب ہوں گی۔

رومی فوجیوں کے ساتھ تجھ کو ہلاکت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ تم عرب کے سردار ہو اور شہزادوں سے تعلق رکھتے ہو۔ ہمارا دین ابتداء سے انتہاء تک بالکل واضح ہے جس میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے پس تو میری بات مان اور اس راستے پر چل جو حق کا راستہ ہے۔ اور دین حق کی تصدیق کرتے ہوئے پڑھ "لا إله إلا الله محمد رسول الله اللهم صل عليه وعلى إله وصحبه وسلم" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر درود بھیج)

جبلہ کا آگ بگولہ ہونا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بات سن کر جبلہ بن ایہم آگ بگولا ہو گیا اور غصے سے کہنے لگا: تم مجھ کو اس بات کی دعوت دے رہے ہو کہ اپنے دین کو چھوڑ دوں اور تمہارا دین قبول کر لوں؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ درست ہے اگر تم ہمارے دین کا انکار کرتے ہو تو پھر ہمارے ساتھ مقابلے سے ڈرو کیونکہ اب جو رومیوں کے ساتھ جنگ ہونی ہے وہ قیامت خیز ہو گی۔ اگر ہماری تلواروں کی دھاروں کی زد میں آ گئے تو تمہارا نجات پا جانا مشکل ہو جائے گا۔ میں ایک بار تم سے پھر کہتا ہوں کہ رومی لشکر کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ آ جا کیونکہ ان کی نسبت تمہیں ہلاک کرنا بہت آسان ہے۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر تیار رہنا۔ تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا جو رومیوں کے ساتھ ہو گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر جبلہ بن ایہم غصے میں پاگل ہو گیا اور کہا تم مجھ کو اپنے تلواروں سے ڈرا دھمکا رہے ہو۔ کیا میں آپ کی طرح عربی نہیں ہوں؟ ایک جوان کے لئے ایک کافی ہوتا ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تو ہماری طرف خیر خواہ بن کر نہیں آیا بلکہ رومیوں کی حمایت میں ہمیں دھوکہ دینے آیا ہے اور ہم تمہاری طرح کسی صورت نہیں ہو سکتے۔

اے بدبخت: ذرا سوچ! ہم اپنے اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں۔ اور اپنے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر تمہاری طرح کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہ بات کان کھول کر سن کے کہ ہمارے پیچھے فوج کی قطاریں ہیں اور وہ اس قدر بہادر ہیں جو کسی قسم کے انجام سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور نہ انجام کی پرواہ کرتے ہیں۔

جبلہ بن ایہم یہ سن کر بولا: میرا نہیں خیال کہ اس لشکر کے علاوہ تمہارے پیچھے کوئی اور لشکر ہے اور تمہارے ساتھی مدد کے لئے موجود ہوں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھوٹ مت بولو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا ہے تم ان بہادروں کو بھول گئے ہو جو کسی میدان میں پیچھے نہیں ہٹتے اور وہ دوسروں کو عاجز کر دینے والے ہیں۔ ان کے نزدیک موت زندگی ہے اور زندگی دھوکہ ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو دیکھا جائے تو وہ پورے لشکر کے لئے کافی ہے۔

اے بدبخت! کیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری، شدت اور سختی کو بھول گیا ہے۔؟ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طاقت کو تو بھول بیٹھا ہے؟ کیا تو نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جماعت کو یاد نہیں رکھا؟ ان کے علاوہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کا لشکر، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جن کے پاس مکہ، طائف، یمن وغیرہ کے مسلمان شہسواروں کی جماعت ہے۔ کیا تو نے ان سب کو بھلا دیا ہے؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سننے کے بعد جبلہ نے کہا: میں تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں کہ تمہاری خیر خواہی کر سکوں۔ اگر تم میری بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو تو اپنی قوم سے پوچھ لو۔ دیکھنا وہ ہمارے صلح کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کس صلح کے متعلق تم کہتے ہو؟ ہمارے درمیان کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس طرح ہو سکتا ہے یا تو ہمارے ماتحت رہ کر جزیہ ادا کرتے رہو۔ یا اسلام قبول کر لو تو صلح ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بھی نہیں تو ہمارے اور

تمہارے درمیان فیصلہ تلوار ہی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر غداری کرنا ہمارے نزدیک برا نہ ہوتا تو میں ابھی تلوار کے ساتھ تیرا کام کر دیتا۔ جبلہ کا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بات سننا تھا کہ اس پر دہشت طاری ہوگئی اور اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ بن لا اور وہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اسی ہیبت اور رعب و دبدبہ میں مبتلا ہو کر ماہان کے پاس چلا گیا۔

جبلہ بن ایہم کی ناکام سفارت کاری

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی گفتگو جبلہ بن ایہم نے سنی تو ڈرا ہوا سہما ہوا واپس چلا گیا۔ جب وہ باہان کے سامنے گیا تو کپکپاہٹ اور خوف کے اثرات اس پر طاری تھے۔ یہ حالت دیکھی تو باہان نے کہا: اے جبلہ! کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے؟ کون ہے جو تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے۔؟

جبلہ نے کہا: اے بادشاہ! میں نے اپنی طرف سے ان کو ڈرایا دھمکایا اور ہلاکت کا خوف دلایا مگر ان کے نزدیک یہ بات برابر ہے کہ انہیں ڈرایا جائے دھمکایا جائے، ان کا یہی کہنا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہی فیصلہ کرے گی۔

باہان نے کہا: میں تیرے چہرے پر خوف اور دہشت کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ تمہاری طرح عربی نہیں اور تم ان کی طرح عربی نہیں ہو؟ پھر یہ ڈر اور خوف کیوں؟ مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے کہ مسلمانوں کے پاس تیس ہزار شہسوار ہیں جب کہ تمہارے ساتھ ساٹھ ہزار ہیں۔ کیا تمہارے دو شہسواروں کا مقابلہ ایک شہسوار سے نہیں ہوگا۔؟

اے جبلہ! تم اپنے ساتھ اپنے عربی نصاریٰ کو لے اور مسلمانوں سے جنگ کے لئے نکلو۔ میں تمہارے پیچھے موجود ہوں۔ اگر تم ان کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان سے حاصل ہونے والے علاقے ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہوں گے۔ اور ان لوگوں میں سب سے زیادہ ہمارا قرب تمہیں ملے گا ملک شام کے جن علاقوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ سب کے سب تمہارے۔

جبلہ کے لشکر کی پیش قدمی اور جنگ کا آغاز

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان اسی طرح جبلہ بن ایہم کو مسلسل انعامات کا لالچ دیتا رہا اور مسلمانوں کے خلاف پر برانگیختہ کرتا رہا۔ آخر کار جبلہ بھی اس کے لالچ میں آ گیا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر راضی ہو گیا۔

جبلہ نے اپنے سپاہیوں اور قبیلہ بنی غسان، لخم اور جذام وغیرہ جو عربی عیسائی تھے۔ ان کو اپنی رضامندی کے متعلق آگاہ کیا اور حکم دیا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جبلہ کا حکم سنتے ہی لوگوں نے فوراً اس کی تعمیل کی اور لوہے کی زرہیں پہنے، ہاتھوں میں دھاری دار تلواریں لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر آ گئے۔ ان کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ جس میں عربوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ جبلہ بن ایہم ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔ اس نے سونے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ یمنی تلوار میان سے نکال لی تھی۔ ہاتھ میں ہرقل کا دیا ہوا نشان لے کر بلند کیا ہوا تھا۔ ساٹھ ہزار شہسواروں کا لشکر لے کر جبلہ مسلمانوں کی طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

سیدنا عبادہ بن صامت اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی باہم گفتگو

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کے مابین ہوئی تھی۔ مسلمانوں نے جب جبلہ بن ایہم کے لشکر کو دیکھا تو آپس میں کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! جبلہ اپنے ہمراہ عربی عیسائیوں کو ساتھ لئے آرہا ہے۔ اب آپ کا کیا خیال ہے؟ ایک دوسرے کی طرف سے جواب ملا سوچنا کیا ہے؟ ہم ان سے جنگ کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ضرور ان پر غالب کرے گا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کرنے کا پکا ارادہ کرلیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کامیاب حکمت عملی

دوسرے طرف سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند فرمایا: اے مسلمانوں! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ صبر سے کام لو اور جلدی بازی نہ کرو۔ میں ان کے ساتھ ایک چال چلنے والا ہوں۔ وہ اس میں سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے عربی لوگوں نے ہمارے خلاف دشمن کا ساتھ دیا ہے اور وہ تعداد میں ہم سے دوگنا ہیں۔ اگر ہم سب مل کر ان پر حملہ کردیں تو یہ ہماری طرف سے بزدلی ہوگی اور کمزوری کا اظہار بھی ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں کے چچازاد بھائیوں میں سے کسی کو پیغام بھیج دیتے ہیں جو ان کے واپس لوٹ جانے کے بارے میں گفتگو کرے گا۔ اگر تو انہوں نے ہماری بات مان لی اور واپس چلے گئے تو یہ ان کی کمزوری ہوگی اور مشرکین کے لئے بزدلی دکھانے سے کم نہ ہوگا اور اگر انہوں نے واپس جانے سے انکار کردیا تو پھر میدان جنگ تو ہے ہی۔ ہمارے چند ایک ساتھی ان کے مقابلہ میں میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا اور میدان جنگ سے ان کو مار بھگائیں گے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حیران ہوئے اور کہا: ٹھیک ہے جو من میں آئے وہی کریں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قبیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت خزرجی، حضرت جابر بن عبداللہ، اور حضرت ابوایوب بن خالد بن یزید رضی اللہ عنہم کو بلایا اور جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آگئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی لوگو! دیکھو وہ عرب عیسائی تمہارے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ اسی ارادے سے جنگ کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔ یہ لوگ غسان، لخم اور جذام قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نسب کے لحاظ سے تمہارے چچازاد بھائی ہیں۔ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے بات کرو اور پوری کوشش کرو کہ وہ میدان جنگ سے الگ ہو جائیں اور ہمارے مقابلے میں نہ آئیں۔ اگر نہ مانیں تو تلواروں سے ان کا کام کرنے سے گریز نہ کرنا۔ ہم تمہارے پیچھے موجود ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان عربی

عیسائیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے جبلہ بن ایہم کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ اور لڑائی کے ارادہ سے آگے بڑھ رہا ہے۔ بنو غسفان کے قریب پہنچ کر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی: اے غسان، لخم اور جذام کے لوگو! ہم تمہارے چچا کے بھائی ہیں۔ ہم لوگ تمہارے قریب آ کر بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر جبلہ بن ایہم نے ان کو قریب آنے کی اجازت دے دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اس کے قریب پہنچ گئے تو وہ ریشم کے بنے ہوئے خیمے میں ریشم کے بچھونے پر ان کو بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے اردگرد غلام اس کی نگہبانی کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو عرب باشاہوں والا اسلام کیا۔

جبلہ نے بھی اس طرح ان کی عزت واحترام کیا اور ان کو اپنے پاس بیٹھنے کو کہا: اس کے بعد جبلہ نے کہا: اے میرے چچا کے بیٹو! تم صلہ رحمی اور قرابت داری کے لحاظ سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ میں ہرقل کے بھیجے ہوئے لشکر کی طرف سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور وہ لشکر تم کو گھیر چکا ہے۔ لیکن تم لوگوں نے بات چیت کرنے کے لئے ایسے شخص کو آگے جیا جس نے بڑھ چڑھ کر گفتگو کی تو اب کون سی بات لے کر آپ میرے پاس آئے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بولے اور فرمایا: اے چچازاد جو بات چیت تم پہلے کر چکے ہو اس پر ہمارا مواخذہ نہ کر۔ ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارا دین حق ہے اور ہمارے ساتھ صلہ رحمی اور قرابتداری کا لحاظ کر۔ تو ہمارے طرف سے یہی نصیحت قبول کر لے کہ ہم تجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ تو بھی ہمارے دین میں شامل ہو جا۔ اس کے بعد تیرے لئے بھی وہی احکام ہوں گے جو ہمارے لئے ہیں۔ کیونکہ ہمارا عزت والا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظریف ہیں۔

جبلہ نے یہ گفتگو سنی تو کہا: میں یہ سب پسند نہیں کرتا اور نہ ہی میں اپنے دین کو بدل سکتا ہوں۔ اے اوس وخزرج والو! تمہارے لئے تمہارے اپنے احکام ہیں جن سے تم راضی ہو اور میں اپنے احکام سے راضی ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اگر تو اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا تو ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے ایک طرف ہو جا۔ اور دیکھ کہ رومی فوج کے ساتھ جنگ کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اور فتح کس کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر رومی پر ہم غالب آ گئے اور ہم نے میدان اپنے نام کر لیا تو اس کے تم بھی اسلام قبول کر لینا چاہو تو قبول کر لینا اور اس کے تم ہمارے دینی بھائی ہو گے۔ اور ہماری جیت کے بعد تم اپنے دین پر قائم رہے تو تم کو ہمارے ملک میں جزیہ دینے پڑے گا اس کے بعد تمہارے اور ہمارے آباؤ اجداد کے بہت سے شہر ہم تمہارے حوالے کر دیں گے۔

جبلہ کا جواب

جبلہ بن ایہم نے جب یہ سنا تو کہا: میں ڈرتا ہوں کہ اگر تم میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے اور دشمن نے تم پر غلبہ پالیا اور میدان رومیوں کے ہاتھوں آ گیا تو پھر مجھ کو امید نہیں میرے ماتحت علاقے میرے سپرد

ہو جائیں گے۔ بلکہ رومیوں نے میرے ساتھ یہی شرط لگا کر مجھ کو بھیجا ہے اور عرب کی اس جماعت کو جس کو تم دیکھ رہے ہو اس کی قیادت میرے حوالے کی ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر میں تمہارے کہنے پر اپنے دین سے پھر جاؤں اور تمہارے دین میں داخل ہو جاؤں تو مجھ کو کوئی مقام و مرتبہ نہیں ملے گا۔ اور نہ میرے ماتحت کوئی لوگ ہوں گے جو میری پیروی کریں۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اگر ہماری معروضات کا اب بھی انکار کرتے ہو تو ٹھیک ہے اگر ہم رومیوں کے مقابلے میں کامیاب ہو گئے تو تم ہمارے مقابلے میں نہ آیا۔ اور ہماری تلواروں کے واروں سے بچتے رہنا۔ کیونکہ ہماری تلواریں ایسی ہیں جو ہڈی پسلی توڑ دیتی ہیں۔ اپنی طرف سے ہم نے بہت کوشش کی کہ آنے والی مصیبت تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر آئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ گفتگو جبلہ کو ڈرانے اور ترغیب دلانے کے لئے کی تھی۔ تا کہ وہ کسی طرح ان رومیوں سے الگ ہو جائے۔ لیکن جبلہ نے کہا: مسیح اور صلیب کی قسم! میرے لئے رومیوں کی طرف سے لڑنا ضروری ہے۔ اگر چہ میرے تمام قریبی رشتہ دار میرے خلاف اکٹھے ہو جائیں۔

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جبلہ! تیرے دل میں شیطان ہی یہ وسوسے اور خیال ڈال رہا ہے۔ اور تجھ کو آگ کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔ اگر تو اس کی چال میں آ گیا تو یقینا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گا۔ ہم تو تیرے پاس اسلام کی دعوت دینے آئے تھے کہ تیرے ساتھ صلہ رحمی کا حق ادا کر دیں اور تو نے اس کا انکار کر دیا ہے تو پھر شدید ترین جنگ کا انتظار کر۔ ایسی جنگ کے تصور سے چھوٹا بچہ بوڑھا ہو جائے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ یہ بات کہنے کے بعد سرعت رفتاری سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی برکت اور اس کی مدد کے اور حسن اطاعت سے اٹھو اور ان سے الگ ہو جاؤ۔

جبلہ بن ایہم نے کھڑے ہو کر کہا: جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اصحاب رسول ﷺ کا مذاکرات کے بعد واپس آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے بعد انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گئے۔ انہوں نے جبلہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والی تمام باتیں بتا دیں۔ اور بتایا کہ وہ جنگ ہی کرنا چاہتا ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگ یرموک میں ایک للکار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ مجھے اس زندگی کی قسم! جس میں نبی کریم ﷺ نے زندگی گزاری۔ اب ہماری طرف سے ہونے والی پیش قدمی اور جنگ جبلہ ضرور دیکھے گا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اگر اسلام کی جماعت! جان لو کہ جبلہ کے ساتھ ساٹھ ہزار عربی عیسائی ہیں اور وہ شیطان کا گروہ ہیں۔ جب کہ ہم تیس ہزار ہیں اور ہم رحمان کی جماعت ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بڑی جماعت کا

مقابلہ کیا جائے۔ اگر تو ہم سب نے مل کر اس کا مقابلہ کیا تو یہ ہماری بزدلی اور کمزوری ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے چند ایک بہادر جانباز جوان اب عربی عیسائیوں کا مقابلہ کریں۔

ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ رضی اللہ عنہ پر آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ آپ جو چاہئے ہیں وہی کریں ار ہمارے لشکر میں سے جس کا چاہیں انتخاب کریں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تیس مجاہدین سے ساتھ ساٹھ ہزار کا مقابلہ کرنے کا عزم

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں صرف تیس شہسواروں کو مقابلے کے لئے روانہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ ایک شہسوار دو ہزار کا مقابلہ کرے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے تعجب کا اظہار نہ کیا ہو۔ مسلمانوں نے خیال کیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مذاق کر رہے ہیں۔

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن ولید رضی اللہ عنہ! آپ جو بات کہہ رہے ہیں۔ اس کو واضح فرمائیں۔ کیا آپ مذاق کر رہے ہیں۔ یا واقعی آپ رضی اللہ عنہ کا یہی ارادہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا یہی ارادہ ہے میں کوئی مذاق نہیں کر رہا۔ مجھ کو اس زندگی کی قسم جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نصیب رہی۔ میں نے صحیح کہا ہے۔

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا اگر یہی ارادہ ہے تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی لازم آئے گی۔ اور یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ میں تو یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ آپ اس قدر جلدی فیصلہ کریں گے۔ اگر آپ یہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی دو سو کا مقابلہ کرے تو یہ آسان کا تھا اس کی نسبت کہ ایک آدمی دو ہزار کا مقابلہ کرے۔

اے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ اور اس نے حکم فرمایا ہے کہ ہم میں سے ایک ان کے دو کا مقابلہ کرے۔ سو ان کے دو سو کا مقابلہ کریں۔ ہزار ان کے دو ہزار کا مقابلہ کریں۔ جب کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے تیس سپاہی ان کے ساٹھ ہزار سپاہیوں کا مقابلہ کریں گے۔ اگر آپ نے یہ ارادہ کر لیا ہی ہے تو پھر کوئی آپ کی بات کو قبول نہیں کرے گا۔ آپ کی بات ماننے والا وہی ہوگا جو اپنے آپ پر ظلم کرنے والا اپنے خلاف خود ہی دشمن کی مددگار ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسفیان رضی اللہ عنہ! تم تو زمانہ جاہلیت میں بہت بڑے بہادر اور دلیر ہوتے تھے۔ پھر اسلام میں یہ بزدلی کیوں اور کیسی؟ اب دیکھو میں کن جوانوں کا انتخاب کرتا ہوں۔ وہ ایسے موحد ہوں گے جن کو دیکھ کر تو حقائق کو دیکھ لے گا وہ بہادر تو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ غیر خدا کے لئے کبھی جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ پر مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے اگرچہ وہ تلواروں کی نوکوں پر ہی کیوں نہ چل رہے ہوں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ کی بات بالکل صحیح ہے۔ میں نے تو صرف مسلمانوں پر شفقت کے اظہار کے لئے ایسی رائے دی تھی۔ آپ نے جو فرمایا ہے اور آپ اس کا پختہ ارادہ بھی کر چکے ہیں تو درست ہے۔ لوگوں میں سے تیس شہسواروں کا انتخاب کیجئے تا کہ وہ ساٹھ ہزار عرب عیسائیوں کا مقابلہ کرنے، جنگ کرنے کے لئے میدان میں نکلیں۔

امیر لشکر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ

لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسلیمان رضی اللہ عنہ! حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے صحیح رائے دی ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر! اللہ کی قسم! میرا یہ ارادہ قطعاً نہیں کہ میں مسلمانوں کو کسی مشقت میں ڈالوں بلکہ میں تو دشمن سے جنگی چال چلنے والا ہوں۔ کیونکہ ان کے ساٹھ ہزار مقابلے میں آئیں گے اور ان کے مقابلے میں ہمارے صرف تیس بہادر ہوں گے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی تو جس وقت ساٹھ ہزار کا لشکر اللہ تعالیٰ کی قوت سے ٹکرانے کی طاقت نہ رکھے گا تو وہ اپنے لشکر کی طرف بھاگے گا تو ان کے ساتھی جب بھاگے ہوئے لوگوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے مقابلے کے لئے کتنے افراد تھے جن کے خوف سے تم بھاگ رہے ہو؟ تو وہ اس کے جواب میں کیا کہیں گے۔

تیس بہادروں کا رعب ہمارے دلوں میں بیٹھ گیا اس طرح باہان بادشاہ جان لے گا کہ تیس بہادر اگر ساٹھ ہزار کو بھگا سکتے ہیں تو باقی لشکر ان کی دس لاکھ فوج کے لئے کافی ہوگا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر بات یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر ہمارے تیس بہادروں کی جگہ ساٹھ ہونے چاہییں تا کہ ایک دوسرے کا باہم بازو بن کر مقابلہ کریں۔ اس طرح وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہیں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جن بہادر سپاہیوں کا صبر، استقامت، اور جنگی پیش قدمی کو اچھی طرح جانتا ہوں ان کا انتخاب کروں گا اور ان کے سامنے یہ پیش کروں گا اگر تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتے ہوں گے اور اخروی ثواب کے حصول کی رغبت رکھتے ہوں تو وہ ضرور میری پیش کش کو قبول کریں گے۔ اور اگر دنیا کی زندگی کے طلب کرنے والے ہوں گے اور دنیا میں رہنا ان کو پسند ہوگا، موت کے وقت ان کے پاس کوئی نیکی جمع نہ ہوگی اور اگر انہوں نے میری پیش کش کو قبول نہ کیا تو خالد خود اپنا جان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور جس چیز میں اس کی رضا و خوشنودی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتخاب کا انداز

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: ہم سے عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، کہ انہوں نے اپنے دادا برعی بن عدی سے روایت کی فرمایا کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ساٹھ آدمیوں کو بلایا: سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے کو بلایا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت صفوان بن امیہ جمحی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت سہل بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت ضرار بن ازور کندی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت زید الخیل ابیض رکبان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت سوید بن عمرو غنوی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟، حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب عدوی رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟، حضرت رافع بن سہل رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبید بن اویس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں، حضرت مالک بن نصر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبداللہ بن ظفر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عابس بن قیس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبادہ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟، حضرت رافع بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عبادہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت معقب بن قیس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت بلال بن صابرہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ غزوہ احد میں صبر واستقامت کرنے والے کہاں ہیں۔ وہ صابرین جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس طرح فرمایا:

"فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ" (الانفال:٦٦)

(تو اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے)

ان کے بعد فرمایا: حضرت اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت کلال بن حارث مازنی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت حمزہ بن عمر اسلمی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔

انصار کا شکوہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جواب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کے مقابلے کے لئے جن شہسواروں کا انتخاب کیا اور ان میں چند کا میں نے ذکر کردیا ہے۔ اور ان ناموں میں انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہلے اس لئے بلایا کیوں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی نام لینے میں انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام پہلے لیا تھا۔ بہر حال جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلانا شروع کیا اور ان کے بہت سے افراد کو بلالیا تو انصار نے کہا: اس سخت ترین مقابلہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے انصار کو بلایا ہے جب کہ حضرت مغیرہ بن قصی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے مہاجرین کو موخر کررہے ہیں گویا انصار کے دلوں میں یہ بات پیدا ہوئی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقدم کررہے ہیں۔ اور ہلاکت میں ڈالنے کے لئے آگے کررہے ہیں۔ جب کہ مغیرہ کی اولاد پر شفقت کررہے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان انصار کی باتیں سنیں تو گھوڑے پر سوار ہوکر آگے بڑھے اور انصار کے درمیان آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے اولاد عامر! میں نے تو تمہیں اس لئے پہلے بلایا تھا کہ میں تم لوگوں سے بالکل راضی تھی اور میرا حسن ظن تمہارے اور تمہارے ایمانوں کے متعلق یہی تھا کہ ایمان آپ کے دلوں اچھی طرح

راسخ ہو چکا ہے۔ مگر تم اس طرح کی باتیں کر رہے ہو؟
انصار نے کہا: اے ابوسلیمان! آپ نے بالکل صحیح کہا: اس کے بعد انصار اٹھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا۔

ہر مجاہد ایک جماعت سے مقابلہ کی طاقت رکھتا تھا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ساٹھ ایسے شہسواروں کے انتخاب کیا جن میں سے ہر ایک ایسا شہسوار تھا جو اکیلا پوری جماعت سے لڑنے کی طاقت رکھتا تھا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان مجاہدین سے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دین کی حمایت کرنے والو! جو رومی لشکر تمہارے ساتھ جنگ اور لڑائی کرنے کے ارادہ سے اکٹھا ہے۔ میرے ساتھ مل کر ان پر حملہ کرنے کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے۔ اگر تم صبر و استقلال سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ تمارے صبر و استقلال کی وجہ سے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے میں تمہاری امداد ضرور فرمائے گا۔ اس طرح تم ان تمام کو جنگ سے فرار کرا کر ان پر غالب آجاؤ گے۔ اور جب یہ تمہاری نصرانی عربی جو تمہارے مقابلے کے لئے آئے ہیں، یہی لوگ بھاگ گئے تو تمہارا رعب و دبدبہ رومیوں کے دلوں میں بیٹھ جائے گا اور وہ خود ہی نامراد ہو کر تمہارے مقابلہ کرنے سے واپس چلے جائیں گے۔

تمام مجاہدین نے کہا: اے ابوسلیمان! آپ جو بھی بہتر خیال کرتے ہیں وہی کریں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اپنے دین، اسلام کی حفاظت اور سربلندی کے لئے دشمنوں سے لڑیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور آخرت کے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو خوش ہو کر ان کے لئے دعا کی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بھی ان مجاہدین کے لئے دعا کی۔ بعدازں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور اسلحہ تیار کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ کے لئے تلوار لے کر ہی چلنا نیزہ اپنے ہمراہ نہ لینا۔ کیونکہ اس میں بھی دھوکہ ہوتا ہے۔ کیونکہ نیزہ بعض اوقات اپنے نشانہ پر نہیں لگتا اور اس طرح وار خالی چلا جاتا ہے۔ اور اپنے ساتھ تیر کمان بھی نہ لینا کیونکہ اس میں بھی کبھی نشانہ خطا ہو جاتا ہے۔ تم میدان جنگ میں کود پڑو اور تیز رفتار گھوڑوں کو لے کر میدان میں آنا۔ خاص کر ان گھوڑوں کا انتخاب کرنا جو اچھی طرح سمجھتے ہوں۔

دوبارہ ملنے کی جگہ حوض کوثر ہوگی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان مجاہدین سے فرمایا: ہمارے دوبارہ ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے جہاں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مجاہدین! اپنے اپنے اہل و عیال کے پاس جا کر ان کو الوداعی سلام بھی کر لو۔

مجاہدین کا اہل وعیال کو الوداعی سلام

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور جلدی جلدی تیار ہونے لگے اور اپنی بہن حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا کو الوداعی سلام کیا۔ جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جنگی لباس پہنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بہن نے پوچھا۔ بھائی میں آپ کو الوداع کہتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ اور آپ کا اس طرح الوداع کہنا مجھ کو بتلا رہا ہے کہ شائد آپ ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔ بھائی جان! یہ تو بتائیں کہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ آپ مقصد کا ارادہ کئے ہوئے ہیں؟

بہن بھائی کی ملاقات

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور ساتھ کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ جنگ میں نکلنے والے ہیں۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر بہن رو پڑی اور بولی:

اے ضرار بھائی جان! جو ارادہ آپ نے کرلیا ہے اس کو پورا کریں اور دشمن سے جرأت و بہادری سے لڑیں۔ آپ تو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے والے ہیں تو وہ ضرور آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کرے گا۔ دشمن چاہے جتنا بھی طاقت ور ہو، دشمن جتنا بھی چاہے زور لگا لے جو مقررہ وقت آپ سے دور ہے وہ آپ کے قریب نہیں کرسکتا اور جو مقررہ وقت آپ کے قریب ہے اس کو دور نہیں کرسکتا۔ (یعنی جو موت کا وقت مقرر ہے نہ اس کو آگے کیا جاسکتا ہے نہ پیچھے کیا جاسکتا ہے) اگر میدان جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ ہوگیا یا دشمنوں کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی تکلیف پہنچی تو خولہ کو اس زمین پر سکون نہیں آئے گا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے کر رہے گی۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو اپنے بہن کی روتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر رونا آگیا اور جلدی جلدی جنگ کا سامان اٹھایا اور چل دیئے۔ دوسرے مجاہدین بھی اپنے اپنے اہل وعیال کو الوداعی سلام کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ساری رات مجاہدین نے اپنے اہل وعیال کو الوداعی سلام میں گزارا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں گزارا۔ مجاہدین کے اہل وعیال بھی ان کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ یہ سلسلہ صبح تک جاری رہا۔

فجر کی نماز

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر والوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اٹھے اور جلدی سے مسلمانوں کے سامنے آگئے اور مجاہدین کو جنگ میں جانے کے لئے ابھارا اور اس کے ساتھ یہ اشعار پڑھے۔

هبوا جميع اخوتي أرواحا ... نحو العدو نبتغي الكفاحا

نرجو بذاك الفوز والنجاحا ... إذا بذلنا دونه أرواحا

ويرزق الله لنا صلاحا ... في نصرنا الغدو والرواحا

(اے اسلامی بھائیو! جلدی سے دشمنوں کی طرف آگے بڑھو اور ہم اس سے خیر کثیر کی طلب کرتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے ہم سرخرو ہونے اور کامیابی کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کام کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ

نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اپنے مدد کے ساتھ ہمارے صبح اور شام میں۔)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور اشعار بھی پڑھے مگر مجھ ان کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔

بعد ازاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سامنے سے ایک طرف ہو گئے اور جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ایک ایک کر کے نکلنا شروع کر دیا اور جن مجاہدین کا آپ رضی اللہ عنہ نے انتخاب کیا تھا وہ تمام کے تمام اکٹھے ہو گئے۔ سب سے آخر میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ بعد ازاں اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور ان سے کہا:

بہن کی بھائی کو نصیحت

"اے بھائی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہونا۔ میدان جنگ میں حملے کے وقت جو یہ کریں تم بھی ویسا ہی کرنا۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرنا۔

مسلمان مجاہدین رومی لشکر کے سامنے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعد ازاں مسلمانوں نے اپنے ساتھیوں کو الوداع کہا اور اکٹھے ہو کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان مجاہدین کے درمیان اس طرح چل رہے تھے جس طرح شیر چلتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ یہ مجاہدین دیکھتے ہی دیکھتے رومی لشکر عربی عیسائیوں کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

جب عرب کے عیسائیوں کے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی ان کی طرف آگے بڑھے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس چھوٹی سی جماعت کو دیکھا تو گمان کیا کہ شاید یہ قاصد بن کر آئے ہیں یا صلح کرنے یا آپس میں کوئی معاہدہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔

جبلہ کا اپنے ساتھیوں کو جنگ کے لئے ابھارنا

جبلہ بن ایہم نے اپنے ساتھیوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور زور سے پکارا۔ اے غسان والو! صلیب کے مدد کے لئے جلدی سے آگے بڑھو۔ اور جو صلیب کا انکاری ہو اس کو قتل کر دو۔ جبلہ کی للکار سن کر لبیک کہتے ہوئے جلدی سے ہتھیار سونت لئے اور ہاتھوں میں صلیب اٹھائے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے آ گئے۔ دوسری طرف سورج کی شعائیں میدان جنگ کو بھڑکانے میں مصروف تھیں۔ سورج کی گرم شعائیں جب لوہے کی زرہوں اور ڈھالوں پر پڑیں تو ان کی حرارت بھی آگ کی چنگاریوں کا احساس دلانے لگیں۔ اس کے بعد اس نے عربی عیسائیوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کرنے کا مطالبہ کیا۔ آخر کار عرب کے نصرانی آگے بڑھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی للکار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے صلیب کو پوجنے والو، اے رحمان سے دشمنی رکھنے والو! میدان جنگ میں نکلو۔

جبلہ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو اس کو معلوم ہوا کہ مسلمان صلح کے لئے قاصد بن کر نہیں بلکہ جنگ کے لئے آئے ہیں۔ جب جبلہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ جلدی سے اپنے ساتھیوں کے درمیان سے نکلا اور بھالا لئے اپنے خیمہ سے نمودار ہوا اور یہ اشعار کہے:

أنا لمن عبدوا الصليب ومن به　　　نسطو على من عابنا بفعالنا

ولقد علونا بالمسيح وأمه　　　والحرب تعلم إنها ميراثنا

أنا خرجنا والصليب أمامنا　　　حتى تهددكم سيوف رجالنا

(میں اور وہ جو اس کے ساتھ ہے، صلیب کی پوجا کرنے والے ہیں، اور جو بھی ہماری کاموں پر عیب لگائے گا ہم اس پر حملہ کر دیں گے۔ مسیح و مریم علیہما السلام کی نسبت کے سبب ہم مقام و مرتبہ والے ہیں اور جنگ تو ہماری میراث ہے، ہم اس حالت میں بھی جنگ کے میدان میں نکلے ہیں کہ صلیب ہمارے سامنے ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے جوانوں کی تلواریں تمہارا کام کر دیں۔)

جبلہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مکالمہ

جبلہ بن ایہم نے اس کے بعد کہا: کس میں جرأت ہے کہ وہ ہمارے ساتھ جنگ کرے؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جنگ میں کودنے کے لئے تیار ہوں۔

جبلہ نے کہا: ہم تو پہلے ہی جنگ و لڑائی کی پیشکش کر چکے ہیں۔ تم ہی ہم سے جنگ سے بچنے کی کوشش کرتے رہے ہو۔ تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کو بتادو کہ ہم جنگ کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جبلہ کی بات سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ ہم تیرے پاس صلح کا پیغام لے کر آئے تھے۔

جبلہ نے کہا: اتنے تھوڑے افراد دیکھ کر میں اور کیا سوچ سکتا ہوں۔؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو ہرگز ایسا خیال نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہی آئے ہیں۔ بہرحال تم اگر یہ خیال کرتے ہو کہ ہماری تعداد بہت کم ہے۔ تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرنے والا ہے۔ جبلہ نے کہا: اے نوجوان! تو اپنے آپ کو اور اپنی اس قوم کو جن کو تو نے ہمارے مقابلہ کے لا کھڑا کیا ہے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ ہم غسان، لخم اور جذام کے سردار ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو یہ خیال نہ کرو کہ ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک بہادر ایک ہزار کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت و طاقت رکھتا ہے۔ جب کہ ہمارے پیچھے بھی ایسے ہی بہادر موجود ہیں جن کا جنگ کی طرف اشتیاق ان پیاسوں سے زیادہ ہے جو ٹھنڈے پانی کے مشتاق ہوتے ہیں۔

جبلہ نے کہا: اے بنی مخزوم والو! میں تو خیال کرتا تھا کہ تم سمجھ دار اور عقل مند ہو اور میں تمہارے مقابلہ کے لئے چند ایک

بہادر روانہ کرتا تھا مگر جب تمہارا غرور اور تکبر دیکھا کہ صرف ساٹھ افراد ہمارے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل آئے ہیں۔ تم بھول گئے ہو کہ ہم غسان کے سردار ہیں۔ زمانے کے منتخب بہادر ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں ان ساٹھ ہزار شہسواروں کو بھیج رہا ہوں۔ جو تمہارے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ کہتے ہوئے جبلہ نے بلند آواز میں پکارا۔

اے غسان والو! حملہ کردو۔

ساٹھ ہزار رومی عربی عیسائی کا ساٹھ مجاہدین پر حملہ کرنا

رومیوں کے باغی لشکر نے جب اپنے سردار جبلہ بن ایہم کا حکم سنا تو ساٹھ ہزار شہسواروں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنی جگہ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد جنگ نے انہیں ایک دوسرے سے ملا کر رکھ دیا۔ دونوں طرف سے بہادروں اور جوانوں کی گرجدار آوازیں سنائی دیں۔ تلواریں ایک دوسرے سے زور زور سے ٹکرانے لگیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں ہر شخص نے۔ یہاں تک کہ مشرکین نے بھی خیال کیا کہ اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی موت کے سوا کہیں نجات نہیں پاسکیں گے۔

مسلمانوں کی اضطرابی حالت

جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال آیا تو اس خیال نے مسلمانوں کو رلا دیا۔ اپنے بھائیوں کا خیال آتے ہی اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہو گئے بلکہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بھی دھوکہ میں رکھا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال کر خود ہلاکت کے کنارے پر جا پہنچے ہیں۔

رومی نے کہا: جبلہ اس قوم کو ہلاک کردے گا۔ ان عربوں کا قتل ہونا یقینی امر ہے۔ دونوں طرف سے بہادر میدان جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سورج نصف النہار پر پہنچ گیا۔

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور حضرت خالد بن ولید، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق، حضرت فضل بن عباس، حضرت ضرار بن ازور، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو نیک بخت کرے۔ میں نے ان حضرات کو دیکھا کہ جنگ میں شانہ بشانہ لڑ رہے تھے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔ میں نے جنگ کی شعلہ بازی دیکھی، شیروں کے سینے، تلواروں کی دھاروں سے کٹتے ہوئے دیکھے۔

یہ دیکھتے ہوئے میں بھی ان چھ حضرات کے ساتھ شامل ہو گیا۔ میدان جنگ میں ''ھل من مزید'' (کچھ اور بھی ملے) کے نعرے لگا رہے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی پکار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکارا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم! یہی حشر کا دن ہے، خالد نے اپنے دل کی مراد پالی ہے۔ جب دونوں اطراف سے جنگ کی شدت بڑھی تو حضرت خالد بن ولید، حضرت ہاشم اور حضرت مرقال

رضی اللہ عنہم گھوڑوں سے اتر گئے اور پیدل ہی لڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر رومیوں نے ان کو گھیر لیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس کو خوش بخت کرے۔ وہ نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور فرمایا: اے کتوں کے گروہ! دور ہٹ جاؤ۔ ہم دونوں بہادر شہسوار ہیں یہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جب کہ میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما ہوں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا زاد بھائی ہوں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! میں نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے بیس حملے کئے۔ جو انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لئے دشمنوں پر کئے اور کوئی حملہ بھی خالی نہ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اردگرد جمع ہونے والے ہجوم کو دور ہٹا دیا۔ اور اس کے بعد مشرکین نے پھر زوردار حملہ کر دیا۔

راوی کا کہنا ہے: جنگ کی ہولناکیاں اسی طرح جاری تھیں کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔

مسلمانوں کو مجاہدین کی فکر

جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا تو مسلمانوں کو اپنے ساتھیوں کی فکر لاحق ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی بے قرار تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم! یقیناً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شہید ہو چکے ہیں۔ اے مسلمانو! اپنے بھائیوں کا بدلہ لینے کے لئے میدان جنگ کی طرف نکلو۔ اور دیکھو کہ تمہارے بھائی اس وقت کس حالت میں ہیں۔

امیر لشکر! کا حکم سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی بات پر لبیک کہا۔ لیکن حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ تسلی رکھیں۔ ہمارے بھائی ضرور کامیاب ہوں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ تحمل کا مظاہرہ کریں۔ مگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بیقراری بڑھتی جا رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی باتوں کی طرفف کوئی توجہ نہ دی اور حملہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔

جبلہ کی شکست

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اسی اضطراب میں تھے کہ عرب عیسائی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکبیر و تہلیل کی آوازیں گونجنے لگیں ہر بہادر یہی پکار رہا تھا۔

”أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له و أن محمدا عبده و رسوله“

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔)

ان مجاہدین نے باغیوں کا جنگ کے میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کو اس طرح بھگا دیا گویا کسی آسمانی آواز نے ان کو خوفناک کر کے بھگا دیا ہو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آنے والے اصحاب کے درمیان تشریف لائے، پھولی ہوئی سانسیں، آپ کی تھکن پر گواہی دے رہی تھیں۔ اس طرح باقی ساتھیوں کا بھی یہی حال تھا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کے ساتھ صرف بیس مجاہدین ہیں۔ تو

آپ رضی اللہ عنہ بے قرار ہو گئے اور اپنا سر پیٹنے لگے اور یہی کہے جا رہے تھے۔ اے خالد! تو نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ کل محشر کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائے گا۔ اور کیا عذر پیش کرے گا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دے گا۔

آپ رضی اللہ عنہ اسی کیفیت میں مبتلا تھے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو شہسوار تھے اور جو باقی لوگ تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کیا کر رہے ہیں؟ جب کہ انہوں نے مشرکین کو بھگا دیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! مسلمانوں کی کامیابی اور مشرکین کی ناکامی پر تجھ کو خوش ہونا چاہیے آخر تم اس قدر بے قرار اور مضطرب کیوں ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر لشکر! میں جانتا ہوں کہ دشمن میدان جنگ سے بھاگ گیا ہے مگر میری یہ خوشی غمی میں بدل گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کس طرح؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چالیس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ واپس نہیں آئے۔ میں ان کو اپنے سے غائب پا رہا ہوں۔ ان میں حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور چالیس صحابیوں کے نام شمار کروائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوفزدہ ہو گئے اور کہا: ''لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم''

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہاری جلد بازی مسلمانوں کی ہلاکت کا سبب بنی۔ امیر لشکر کی غمزدہ آواز سن کر حضرت سلامہ بن احوص اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر! آپ رضی اللہ عنہ معرکہ کی جگہ جائیں اور ان کو دیکھیں اگر تو ان کی لاشیں مل جاتی ہیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں اگر ان کی لاشیں نہیں ملتیں تو کہا جائے گا کہ ان کو قید کر لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دشمن کے تعاقب میں کہیں آگے نکل گئے ہیں۔

رومیوں کا تعاقب

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب ان کی بات سنی تو فوراً مشعلیں روشن کرنے کا حکم دے کیونکہ رات کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کی لاشیں تو نہ مل سکیں۔ بہر حال پانچ ہزار رومیوں کے حامیوں کی لاشیں مل گئیں۔ جن میں عرب کے دو سردار رفاعہ بن مطعم غسانی اور شداد بن اویس بھی شامل تھے۔ جب کہ مسلمان شہداء کی صرف دس لاشیں ملیں۔ جن میں دو کا تعلق انصار سے تھا اور ایک حضرت عامر دوسی تھے جب کہ دوسرے خزرجی رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو شک گزرتا ہے کہ بعض اصحاب رسول رضی اللہ عنہم مشرکین کو بھگاتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے کرتے دور نکل گئے ہیں آپ نے دعا کی: اے اللہ! ہم پر فراخی فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ہمیں رنج و مصیبت میں مبتلا نہ کرنا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو رومی قوم کے پیچھے جائے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خبر لائے۔ اللہ تعالیٰ سے نیک اجر کا اجر حاصل کرے۔ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے متعلق

خبر لاتا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری دیکھ کر فرمایا: اے ابو سلیمان! آپ ایسا نہ کریں آپ پہلے ہی جنگ کی شدت کی وجہ سے کافی تھک چکے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر! میرے علاوہ ان کے متعلق کون معلومات لاسکتا ہے؟ یہ کہا اور اپنا گھوڑا تبدیل کرلیا اور بنی نجار کے ایک شخص حضرت حازم بن جبیر بن عدی رضی اللہ عنہ کا گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوئے۔ اور اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر گیری کے لئے چل دیئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ابھی دور نہیں گئے تھے کہ انہوں نے اللہ اکبر کی آوازیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کیا۔ دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب تشریف لا رہے ہیں۔ جن کے آگے آگے حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس، حضرت ہاشم اور حضرت مرقال رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اور ان کو اہلا و سہلا مرحبا کہا۔ اور سلام پیش کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے! آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اتنی دور کیوں نکل گئے۔

مجاہدین اسلام کا گرفتار ہونا

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: اے ابو سلیمان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مشرکین کو بھاگنے پر مجبور کردیا اور وہ ناکام و نامراد بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہم نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے تعاقب میں بہت دور نکل گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری چند ایک ساتھیوں کو گرفتار کرلیا تھا ہم ان کو ان سے رہا کرالیا اور ہمارے بعض ساتھی ہمیں نظر نہیں آرہے تھے۔ یقینا وہ شہید ہوچکے ہوں گے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے ساتھی ابھی بھی ان کی قید میں ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ! آپ کو کس طرح معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ساتھی ان کی قید میں ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ میں صرف دس آدمیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ بیس افراد ہم ہیں اور پچیس افراد آپ ہو۔ جب کہ پانچ افراد یقینا رومیوں نے گرفتار کر لئے ہیں۔ قید ہونے والوں میں حضرت رافع بن عمیرہ الطائی، حضرت ربیعہ بن عامر، حضرت ضرار بن ازور، حضرت عاصم بن عمرو اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم ہیں۔

مسلمان مجاہدین نے جب اپنے مسلمان بھائیوں کی گرفتاری کا سنا تو وہ بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ بعد ازاں تمام مجاہدین حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس، حضرت مرقال اور حضرت ہاشم رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ صحیح سالم واپس تشریف لائے ہیں اور ان مجاہدین کو کفار پر فتح سے آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور گھوڑے کی زین پر ہی سجدہ میں چلے گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس آئے اور فرمایا: میدانِ جنگ میں، میں راہِ خدا میں بہت کوشش کی مگر مجھ کو شہادت کی سعادت نہ ملی۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منصب شہادت پر فائز ہوئے ہیں ان کا مقررہ وقت آگیا تھا۔ اور جو ہمارے ساتھی قید ہوگئے ہیں ان کی قید سے رہائی ان شاء اللہ میرے ہاتھوں ہی ہوگی۔

کفار کی کمر ٹوٹ گئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے ساری رات خوشی خوشی نعرے لگاتے ہوئے گزار دیئے جب کہ رومی اپنی شکست پر ساری رات نوحہ کناں رہے۔ کیونکہ اس شکست سے ان کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف جناب امیر لشکر کا خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار شکست کھا گئے ہیں تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط تحریر کیا جس میں یہ تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

إلى أمير المؤمنين عمر بن الخطاب من أبي عبيدة عامر بن الجراح عامله

سلام عليك فاني أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وأعلم يا أمير المؤمنين أن كلب الروم هرقل قد استفز علينا كل من يحمل الصليب وقد سار القوم إلينا كالجراد المنتشر وقد نزلنا باليرموك بالقرب من أرض الرماة والخولان والعدو فى ثمانمائة ألف مقاتل غير التبع وفى مقدمتهم ستون ألف من العرب المنتصرة من غسان ولخم وجذام فأول من لقينا جبلة بن الأيهم فى ستين ألف فارس وأخرجنا إليه ستين رجلا فهزم الله تعالى المشركين على أيديهم "وما النصر إلا من عند الله العزيز الحكيم" وقتل من أصحابنا عشرة رجال وهم راعلة وجعفر بن المسيب ونوفل بن ورقة وقيس بن عامر وسلمة بن سلامة الخزرجى وأسر منهم خمسة رجال وهم رافع بن عميرة وربيعة بن عامر وضرار بن الأزور وعاصم بن عمرو ويزيد بن أبي سفيان ونحن على نية الحرب والقتال فلا تغفل عن المسلمين وأمدنا برجال من الموحدين ونحن نسأل الله تعالى أن ينصرنا وينصر الإسلام وأهله والسلام عليك وعلى جميع المسلمين ورحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں، امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔

آپ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اس کے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ آگاہ ہو جائیں کہ ہرقل بادشاہ نے ہر صلیبی کو ہمارے مقابلے کے لئے بھیج دیا ہے اور وہ پوری قوم بکھری ہوئی ٹڈیوں کی طرح جمع ہیں۔ ہم نے یرموک کے قریب ہی رمادہ اور خولان کی سرزمین میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔ ہمارے خلاف دشمن کی تعداد آٹھ لاکھ ہے اور ان کے ہراول دستے میں آنے والے لشکر کی تعداد

ساٹھ ہزار ہے جس میں عربی نصرانی ہیں۔ ان عربوں کا تعلق قبیلہ غسان، لخم اور جزام سے ہے۔ سب سے پہلے ہمارے ساتھ جبلہ بن ایہم ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر نکلا اور ہم نے ان کے مقابلہ کے لئے صرف ساٹھ شہسوار روانہ کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہسواروں کو فتح عطا فرمائے اور ان کے ہاتھوں دشمن کو شکست دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وما النصر إلا من عند الله العزيز الحكيم''

اور مدد نہیں مگر اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کے پاس ہے۔

اس معرکہ میں دس بہادر مجاہد شہید ہوئے ان میں حضرت راملہ، حضرت جعفر بن مسیب، حضرت نوفل بن ورقہ، حضرت قیس بن عامر، حضرت سلمہ بن سلامہ خزرجی رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ پانچ بہادر نوجوان گرفتار ہو گئے ہیں۔ قید ہونے والوں میں حضرت رافع بن عمیر، حضرت ربیعہ بن عامر، حضرت ضرار بن ازور، حضرت عاصم بن عمرو، حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم ہیں۔ ہم ابھی تک جنگ کی حالت میں ہیں۔

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے ہرگز غفلت نہ برتنا اور اسلام نے جانثاروں کو بھیج کر ہماری مدد فرمائیے۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اسلام کی مدد کا سوال کرتے ہیں۔

اور آپ رضی اللہ عنہ پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور برکتوں کا نزول ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط لپیٹا اور حضرت عبداللہ بن قرط ازدی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے ان کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ جائیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کریں۔

حضرت عبداللہ بن قرط ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد تقریباً چار بجے یرموک سے روانہ ہوا۔ فرماتے ہیں میں تیرہ ذی الحجہ کو ان دنوں چاند کی روشنی سے راتیں خوب روشن ہوتی تھیں۔ دوسرے جمعہ کے دن تقریباً گیارہ بجے مدینہ منورہ پہنچا اور میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگوں کا ہجوم ہے۔ میں باب جبریل علیہ السلام کے پاس اونٹنی کو باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پھر مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کی۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ کا پیش ہونا

بعد ازاں میں نے خط نکالا اور حضرت عمر فاروق امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ حالات معلوم کرنے کے لئے دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کی کثیر تعداد اکٹھی ہو گئی۔ میں نے یہ خط آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

خط پڑھتے ہی حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور ہاتھ تھر تھر کانپنے لگے اور بے چینی حد سے تجاوز کر گیہ

اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر بے اختیار نکلا

''أنا للہ وأنا إلیہ راجعون''

حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہ اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بے قرار ہو گئے۔ اور عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! مسلمان بھائیوں کے متعلق کیا خبر ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھی ہے۔ خدارا ہمیں بھی اس کے متعلق اطلاع دیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو سنی تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اس کے بعد حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے آنے والا خط پڑھ کر سنایا۔

خط سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس

خط سن کر تمام لوگ اپنے بھائیوں سے ملنے اور شفقت ومحبت کے اظہار کے لئے رونے لگے۔ سب سے ... عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ ہمیں اپنے بھ... جانے کے احکامات جاری کریں۔ ہمارے جانے سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو گی۔ اللہ کی قسم میں اپنی جان اور مال کا اختیار رکھتا ہوں پس میں اپنی جان اور مال مسلمانوں کر نثار کرنے کبھی بخل سے کام نہیں لوں گا۔

مسلمانوں کا جزع وفزع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی اور مسلمانوں کا جزع فزع کرنا دیکھا کہ اس میں شدت اختیار ہو گئی ہے۔ تو حضرت عبدالرحمن بن قرط رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا:

پانچ سرداروں کی قیادت

اے ابن قرط رضی اللہ عنہ! رومی لشکر کی قیادت کون کر رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: پانچ سردار اس لشکر کی قیادت کر رہے ہیں ان میں ایک تو ہرقل کا بھانجا قورین، دوسرا دیرجان، تیسرا قناطیر، چوتھا جرجیر اور پانچواں باہان ارمن کا بادشاہ ہے جس کو سارے صلیبیوں کی قیادت کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ان کے ساتھ جبلہ بن ایہم کو ہراول دستے کے ساتھ ساٹھ ہزار سواروں کی قیادت دی گئی ہے۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو بے قرار ہو کر کہا:

''لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم''

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی:

''یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ'' (الصف: ۸)

(چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔)

مسلمانوں کی مشاورت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! اپنی اپنی آراء پیش کرو تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ایسے واقعات کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے تاکہ تمہارا صبر اور کارگزاری کو ملاحظہ فرمائے۔ تو جو صبر کرے اور اپنا احتساب کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صابروں میں شمار ہوگا۔ مسلمانو! یہ وہی واقعہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اشارۃً بتادیا تھا۔ اس کا ذکر ہمیشہ کے لئے ہے اور وہ واقعہ ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے میرے بھتیجے! ہلاکت کس پر واقع ہوگی! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اے چچا جان! جو شخص اللہ وحدہ لاشریک لہ کا انکار کرے گا اور اس کا بیٹا ماننے کا قائل ہوگا۔ وہ ہلاکت میں مبتلا ہوگا۔ تم اللہ تعالیٰ پر یقین رکھو۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط روانہ کریں اور ان کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہماری مدد سے کہیں بہتر ہے اور کسی بھی عظیم معاملے میں اللہ تعالیٰ ہی مددگار رہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ایسا خطبہ کہ لوگوں کے دل تڑپ اٹھے اور لوگوں کی آنکھیں زار و قطار آنسو بہا رہی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جہاد کی فضیلت پر گفتگو کی اور مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا۔ خط میں تحریر تھا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أمين الأمة أبي عبيدة بن الجراح ومن معه من المهاجرين والأنصار سلام عليكم

فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو واصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم أما بعد فإن نصر الله خيرلكم من معونتنا واعلموا إنه ليس بالجمع الكثير يهزم الجمع القليل وإنما يهزم الجمع القليل وإنما يهزم بما أنزل الله من النصر وأن الله عزوجل يقول " وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئاً وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ " (الأنفال 19) وربما ينصر الله العصابة القليل عددها على العصابة الكثيرة وما النصر إلا من عند الله وقد قال تعالى " فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ "(الأحزاب 23)الآية يا طوبى للشهداء ويا طوبى لمن يتكل على الله فالق العدو بمن معك من المسلمين ولا تيأس بمن صرع من المسلمين فقد رأيت من صرع بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وما عجزوا عن عدوهم في مواطن كثيرة حتى قتلوا في سبيل الله ولم يهابوا لقاء الموت في جنب

الله تعالى بل جاهدوا فى سبيل الله حق جهاده" وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ○فَآتَاهُمُ اللهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ "(آل عمران 148) فإذا ورد عليك كتابى هذا فاقرأه على المسلمين وأمرهم أن يقاتلوا العدو فى سبيل الله عزوجل واقرأ عليهم " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (آل عمران 200) والسلام عليك

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم ہیں۔ آپ پر سلامتی ہو۔

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود وسلام بھیجتا ہوں۔

ازیں بعد! مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہماری مدد سے بہتر ہے۔ یادرکھو! بعض اوقات بڑی بڑی جماعتیں چھوٹی سی جماعتوں کو بھی شکست نہیں دے سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد کے ذریعے انہیں رسوا کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ" (الانفال:۱۹)

(اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ کام نے دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔)

بعض اوقات اللہ تعالیٰ چھوٹی سی جماعتکو بڑی جماعت پر غلبہ عطا کردیتا ہے۔ مدد تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ" (الاحزاب:۲۳)

(تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کرچکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے)

شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے کو۔ اپنے مسلمانوں ساتھیوں کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اپنی جماعت کے قلیل ہونے سے مایوس نہ ہونا۔ تم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنے افراد ہوتے تھے۔ اور کتنے ہی مقامات پر دشمن سے عاجز نہیں آئے؟ یہاں تک کہ انہیں شہید کردیا گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی بلکہ جہاد کا حق ادا کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ○فَآتَاهُمُ اللهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" (آل عمران:۱۴۸)

(اور وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جمادے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے)

(حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میرا یہ خط جس وقت آپ کو ملے مسلمانوں کو پڑھ کر سنانا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دشمن سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنانا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ'' (آل عمران: ۲۰۰)

اے ایمان والو! صبر کرو۔ اور صبر میں دشمنوں کے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو)

اور آپ اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ خط لپیٹا اور حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

مسلمانوں کے پاس جاؤ جس وقت اسلام کے جانثار اپنی صفیں سیدھی کرلیں تو ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنا کہ مجھ کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے۔ میرا اسلام پیش کرنا اور کہنا۔ اے ایمان والو! مقابلہ کرتے ہوئے میدان جنگ میں صبر سے کام لینا اور رومیوں پر شیروں کی طرح شدت سے حملہ آور ہونا اور اپنی تلواروں سے ان کی گردنیں اڑادینا۔ تمہارے لئے ان کو مارنا مکھیوں کو مارنے سے بھی آسان ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے۔ پھر ان کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ'' (المائدہ: ۵۶)

(خبردار اللہ تعالیٰ کا لشکر ہی غالب ہے)

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا پیغام دے دیا تو میں نے عرض کی: اے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ! میرے لئے سلامتی اور حفاظت کے ساتھ وہاں پہنچنے کی دعا فرمادیجئے۔ اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی:

''اللھم احمه وسلمه واطوله البعيد إنك على كل شيء قدير''

اے ہمارے رب! عبداللہ کی مدد فرما اور اس کو سلامت رکھ اور اس کے طویل سفر کو آسان فرمادے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنا

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حبشہ کے دروازے کی طرف سے مسجد سے نکلا، نکلتے وقت ہی میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو بہت غلطی کی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر سلام کئے بغیر جا رہا ہوں۔ پھر نہ جانے

حاضری کا موقع نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس لئے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لئے حجرہ مبارک میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبرِ انور کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ ان کے علاوہ حضرت امام حسین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی گود میں تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سورۂ ہود کی تلاوت میں مصروف تھے جب کہ باقی حضرات سورۂ انعام کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس آ کر سلام عرض کیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن قرط رضی اللہ عنہ شام جانے کا ارادہ ہے۔؟

میں نے عرض کی: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی! جی ہاں۔ شام جانے کا ارادہ ہے۔ اور مجھ کو یقین ہے کہ میرے پہنچنے سے قبل لڑائی کا میدان گرم ہو چکا ہوگا۔ جب وہ لوگ مجھ کو دیکھیں گے کہ میرے ساتھ تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے امداد کے لئے کسی کو نہیں بھیجا تو مجھ کو خدشہ ہے کہ کہیں وہ بزدل نہ ہو جائیں۔ اور کہیں مایوس نہ ہو جائیں۔ میرا خواہش ہے کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ مڈھ بھیڑ سے پہلے پہنچ جاؤں تاکہ ان کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی نصیحت کر سکوں۔ اور ان کو صبر کی تلقین کر دوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا: تجھ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دعا کرانے سے کس نے روکا ہے وہ آپ کے لئے دعا کرتے تو تیرا سفر جلدی طے ہو جاتا۔

اے ابن قرط! کیا تو نہیں جانتا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے۔

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے متعلق ارشاد ہے:

''لو کان نبی ثان بعدی لکان عمر بن الخطاب''

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہر حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) کے موافق ہوتا ہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لو نزل من السماء إلی الأرض عذاب ما نجا منه إلا عمر بن الخطاب''

یعنی اگر آسمان سے زمین تک عذاب نازل ہو جائے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نجات نہ پا سکے گا۔

کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق قرآن کریم کی آیات نازل ہوئی ہیں۔

کیا وہ زاہد و متقی نہیں ہیں؟

کیا وہ عبادت گزار نہیں ہیں؟

کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام سے مشابہت نہیں رکھتے؟

اگر وہ تیرے لئے دعا فرما دیتے تو مجھ کو یقین تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوتی اور تیری مسافت کی دوری کی منزل تیرے لئے آسان ہو جاتی۔

سیدنا عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ آپ کی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعائیں لے کر زیادہ فیض حاصل کرسکوں۔ خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کے قریب۔ یہ سن کر حضرت عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے دعا فرمائی:

''اللهم أنا نتوسل بهذا النبی المصطفی والرسول المجتبی الذی توسل به آدم فأجبت دعوته وغفرت خطيئته إلا سهلت على عبد الله طريقه وطويت له البعيد وأيدت أصحاب نبيك بالنصر إنك سميع الدعاء''

اے اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ، رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، جن کے وسلیہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی۔ تو نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کی لغزش کو معاف کر دیا۔ اے اللہ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سفر آسان فرما دے اور ان کی مسافت کی دور کو لپیٹ دے اور تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدد فرما۔ آمین

پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! جلدی سے جاؤ اور خوش ہو جاؤ کیونکہ تیرے لئے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت حسین اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی ہے جو قبولیت کے بغیر واپس نہیں آئے گی۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دعائیں لینے کے بعد میں خوشی خوشی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ انور سے نکلا، اونٹنی پر سوار ہوا اور اپنی منزل کی طرف چل دیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ سے اسی دن نکلا جس دن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط لے کر آیا تھا۔ یعنی جمعہ کے دن۔ جس وقت تاریکی چھانے لگی۔ اور رات نے اپنی سیاہ چادر سے دن کو ڈھانپ لیا تھا، میں نے اونٹنی کی مہار چھوڑ دی اور دل میں سوچا یہ خود ہی مجھ کو لے کر چلتی رہے گی۔ میں تین دن تک مسلسل سفر میں رہا پھر منگل کے دن عصر کی نماز کے وقت یرموک کے مقام پر پہنچ گیا۔ جب کہ مسلمانوں کی اذانیں مجھ کو سنائی دے رہی تھی میں نے جلدی سے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خیمہ کا رخ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خیمہ کے پاس پہنچ کر اپنی اونٹنی کو ایک طرف باندھ دیا۔ اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا اور حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عمر فاروق، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کا ذکر کیا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! تو نے بہت اچھا کیا ہے کیونکہ یہ تمام حضرات مقام و مرتبہ والے ہیں ان کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط سارے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا:

جس سے ان کے دل دہل گئے اور بے قرار ہو کر کہنے لگے۔ اے امیر! ہم میں سے ہر شخص شہید ہونا چاہتے ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور ہم کو شہادت کا منصب عطا فرمائے گا۔

مجاہدین اسلام کا مدینہ منورہ میں اجتماع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عمرو بن علا رضی اللہ عنہ نے بیان کیا فرمایا ہم سے ماجد نے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے: فرماتے ہیں: جب سیدنا عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ بروز جمعہ مدینہ منورہ سے چلے تو اگلے دن ہفتہ کے روز سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہم نے نماز پڑھی اس کے بعد ہم لوگوں نے استطاعت کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کی۔ کہ اچانک ایک زوردار آواز سنی۔ پتہ کرنے کے لئے باہر نکلے، ہمارے دل خوف سے لرز رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ یمن قبیلہ صدوان سبا کی سرزمین سے اور حضرت موت کے لوگ جہاد کے لئے جمع تھے۔ وہ لوگ حضرت جابر بن خول ربعی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھے جن کی تعداد چھ ہزار تھی۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام

حضرت فاروق اعظم امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ادب واحترام کے پیش نظر ان کے سردار سواری سے نیچے اتر کر پیدل چل رہے تھے۔ ساری قوم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قریب ہی پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ ابھی رات مکمل طور پر نہیں چھائی تھی کہ فارس، مکہ اور طائف اور وادی نخلہ سے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک ہزار کا لشکر آ گیا۔ انہوں نے سلام عرض کیا اور پہلے والے لشکر کے ساتھ ہی ان کو ٹھہرنے کا حکم ہوا۔ سیدنا امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی نگہداشت اور حفاظت کا انتظام کیا پھر گہرے سرخ رنگ کا جھنڈا لیا اور حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابھی کوچ کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سعید! میں تجھ کو چلنے سے قبل کچھ نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ پیدل ہی میرے ساتھ آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان غنی، حضرت عباس، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم تھے، جس وقت حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ میرے قریب آ کر ٹھہرے تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد گھیرا ڈال لیا اور غور سے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سننے لگے۔

اس کے بعد سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے سعید! میں تجھ کو اس لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں۔ قیادت اب تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو ان میں سے کسی پر بھی فوقیت نہیں رکھتا۔ البتہ اگر تقویٰ اختیار کرے تو الگ بات ہے۔ جب تم لشکر کو لے کر چلو تو حتی المقدور نرمی سے کام لو۔ کسی قسم کا دباؤ اور سختی نہ کرنا۔ کسی کو برے کلمے سے یاد نہ کرنا۔ ان میں سے چھوٹوں کو حقیر اور طاقتور کو ترجیح نہ دینا۔ اپنے نفس کی اتباع نہ کرنا۔ لشکر کو کھنڈرات اور مشکل راستے سے لے کر نہ جانا۔ بلکہ آسان راستے پر چلنا۔ اس کے علاوہ خاردار راستوں سے اجتناب کرنا اور اللہ

تعالیٰ تمہارے لئے خلیفہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے سعید! جو نصیحتیں حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تجھ کو فرمائی ہیں ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ آپ ہی کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی تھی۔ اور آپ ہی کی وجہ سے اس امت کا نام مومنین رکھا گیا۔ اور آپ ہی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أن تطیعوہ تہتدوا وترشدوا''

اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو رشد وہدایت پالو گے۔

اے سعید! جاؤ اور جب تم حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے جا ملو تو تم بھی ان کے زیر قیادت ہو جانا۔ پہنچتے ہی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو خط لکھ دینا تا کہ آپ مجھ کو بھی تمہارے پاس بھیج دیں۔ ہم تمہارے پہنچنے کا انتظار کریں گے۔ اور میرے آنے سے دیکھنا کس طرح شام کی سرزمین مشرکین سے پاک ہو جائے گی ان شاء اللہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے چلتے ہوئے کہا:

نسیر بجیش من رجال أعزۃ　　على كل عجعاج من الخيل يصبر

إلى شبل جراح وصحب نبينا　　لننصره والله للدين ينصر

على كل كفار لعين معاند　　تراه على الصلبان بالله يكفر

(ہم معزز ومکرم ہستیوں سے رخصت ہو کر عمدہ نسل کے بہترین گھوڑوں پر سوار کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف جا رہے ہیں۔ تا کہ ان کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ دین اسلام کی مدد کرنے والا ہے۔ ہر اس رومی لعین، بد بخت کے خلاف جس کو تو دیکھے گا کہ وہ صلیب پر ایمان رکھتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے۔) حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شام کے ملک اور اس کے راستوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ کیونکہ شام کے ملک میں سال میں دو مرتبہ جانا ہوتا تھا۔ ہم ستاروں کی روشنی میں جانے پہچانے راستوں سے ہٹتے ہوئے غیر معروف راستوں کی طرف چلنے لگے۔

مسلمانوں کے لشکر کی روانگی اور راستہ بھول جانا

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کا لشکر مدینہ منورہ سے نکلا ہی تھا میں لشکر کے آگے آگے چلا انہیں معروف راستوں سے ہٹاتے ہوئے بصرہ کے راستے سے لے کر چلا، کیونکہ مسلمانوں کو رومیوں سے خطرہ لاحق تھا۔ اس اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسلمانوں کو تنگی سے محفوظ کرتے ہوئے ایک طرف چلا۔ مسلسل مسافت طے کرنے کے بعد گمان گزرا کہ میں راستہ بھول چکا ہوں، کیونکہ اس راستے سے پہلے میرا کبھی گزر نہ ہوا تھا۔ میں حیرانگی کے عالم میں ٹھہر گیا۔ تا کہ لشکر بھی میرے ساتھ آ کر مل جائے۔ میں نے راستہ بھول جانے کا ذکر لشکر والوں سے نہ کیا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ''لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم'' پڑھنے لگا۔ اس طرح دو دن اور دو

راتوں کی مسلسل مسافت کے بعد میں مسلمانوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا راستہ تو نہیں بھول گئے؟ میں نے چشم پوشی اختیار کرتے ہوئے یہی کہہ دیتا کہ نہیں ہم صحیح راستے پر جا رہے ہیں۔ مدینہ منورہ سے نکلے ہوئے دس دن گزر چکے تھے تو ہمارے سامنے ایک پہاڑ ظاہر ہوا۔ میں نے جب اس پہاڑ کو دیکھا تو مجھ کو یقین ہو گیا کہ واقعی ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ اور میں اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اے سعید: خدا کی قسم تو نے مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ اپنے دل میں ہی سوچا تھا کیا یہی بعلبک کا پہاڑ تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے راستہ تو آسان ہو چکا ہے۔ یہ پہاڑ صبح ہی ہم نے دیکھا مگر پہاڑ تک پہنچتے پہنچتے ہوئے رات ہو گئی۔ جب ہم اس پہاڑ کو عبور کر چکے تو ایک بہت بڑی وادی سے ہمارا گزر ہوا جس میں گھنے درخت تھے۔ وادی دیکھ کر میں جان گیا کہ ہم منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: مبارک ہو ہم شام میں داخل ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جن کو مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے۔ ہم اس وادی میں داخل ہوئے اس میں کوئی راستہ نہ تھا کہ جہاں سے گزرنے کی جگہ ہو۔ مسلمانوں نے یہاں سے گزرتے ہوئے بہت تکلیف اٹھائی۔ تھکاوٹ سے بدن چور چور ہو گئے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے لشکر میں اکثر پیدل تھے۔ تھکاوٹ دیکھ کر سوار لوگوں نے پیدل چلنے والوں کو سواریوں پر سوار کرا لیا۔

وادی کو عبور کرتے ہوئے مسلمانوں نے وحشت محسوس کی کیونکہ راستہ بالکل غیر معروف تھا۔ مسلمانوں کے دلوں میں انجانا سا خوف طاری ہونے لگا۔ دوسری طرف تھکاوٹ سے بدن بھی نڈھال ہو چکے تھے۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ساتھی حاضر ہوئے اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ ہم واقعی راستہ بھول چکے ہیں۔ اور کسی غیر معروف راستے پر چل رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہم کو اس وادی میں تھوڑی دیر آرام کرنے دیں۔ اس قدر مشکل راستے سے تھکاوٹ سے جسم نڈھال ہو چکے ہیں۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے ساتھیوں کی گفتگو سنی تو ان کو آرام کی اجازت دے دی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس وادی مین میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا مسلمانوں نے اسی چشمہ کے پاس پڑاؤ کیا۔ خود بھی سیراب ہوئے اور اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اپنے اپنے جانوروں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اکثر تو پڑاؤ کرتے ہی سو گئے جب کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سارے لشکر کو اچھی طرح محفوظ کر کے میں ایک طرف بیٹھ گیا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا۔ اور میں نے مسلمانوں کی کامیابی اور سلامتی کے لئے بارگاہِ رب ذوالجلال میں دعائیں مانگیں۔ اسی عالم میں نیند نے مجھ پر غالبہ پالیا۔ میں سو گیا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک سرسبز وشاداب گھنے درختوں اور پھلدار درختوں والے باغ میں ہوں۔ میں نے اس باغ سے پھل کھایا اور نہر سے صاف وشفاف پانی پیا۔ اس کے علاوہ اپنے ساتھیوں کو

بھی پھل دیئے انہوں نے بھی پھل کھائے۔ میں بہت خوش تھا۔ کہ اسی اثنا میں گھنے درختوں سے ایک شیر گرجتا ہوا نکلا اور اس نے میرے چہرے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور مجھ کو چیر پھاڑنے کی غرض سے آگے بڑھا۔ میرے پاؤں لرزنے لگے۔ اور اس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی۔ قریب تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کر دیتا اچانک دو بڑے بڑے شیر کہیں سے آگئے اور ان دونوں شیروں نے مجھ پر حملہ کرنے والے شیر کو پچھاڑ دیا۔ اور اس کو ہلاک کر دیا۔

جب میں شیروں کی خوفناک آوازیں سنیں تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں جاگ گیا اور میں نے محسوس کیا کہ خواب میں کھائے ہوئے پھلوں کا ذائقہ اب بھی میرے منہ میں ہے اور دونوں شیروں کی شکلیں اب بھی میرے سامنے تھیں۔

خواب کی تعبیر

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے ذہن میں اس خواب کی تعبیر یہ آئی کہ وہ پھل مال غنیمت ہے اور شیر سے مراد یہ ہے کہ طاقتور دشمن جو ہم کو اس مال غنیمت سے روکیں گے لیکن ہم ان پر غالب آجائیں گے۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے آپ سے گفتگو کر رہا تھا کہ ہمیں ضرور فتح حاصل ہوگی اور اسی طرح کے خیالات میرے ذہن میں گھومنے لگے۔ اور میں قرآن حکیم کی تلاوت کرتا رہا کہ اچانک ہاتف سے آواز آئی اور میں گھبرا گیا۔ وادی کی ایک طرف سے کسی نے شعر پڑھے:

یا عصبة الهادی إلی الرشاد	لا تفزعوا من وعر هذا الوادی
ما فیه من جن ولا معادی	ستعلمون معشر العباد
لطف الذی یرفق بالأولاد	ویطرح الرحمة فی الاکباد
سیصنع الله بکم رشاد	وتغنموا المال مع الأولاد

(اے ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والی جماعت! اس وادی کے خوف سے جزع فزع نہ کر۔ اس وادی میں کوئی جن ہے نہ ڈرنے والا۔ اے لوگو! قریب ہے تم لوگ اپنے انجام سے باخبر ہو جاؤ۔ ایسے لطف و کرم کی صورت میں ہوگا جو لطف و محبت اولاد سے ہوتی ہے اور یہی رحمت دلوں میں رکھ دی جاتی ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کے راستے پر چلا دے گا، اور پھر تم لوگ اولاد کے ساتھ ان کے مالوں کو بھی غنیمت پالو گے)

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب غیبی آواز میں اشعار سنے اور اس میں مال غنیمت کے حاصل ہونے کا ذکر تھا میں نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، سجدہ کیا۔ دوسرے مسلمان ساتھیوں نے بھی یہ آواز سنی اور وہ بھی جاگ گئے۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان اشعار میں سے ایک شعر یاد کر لیا جب کہ تین شعر حضرت ساع رضی اللہ عنہ نے یاد کر لئے، بعد میں انہوں نے یہ تینوں شعر مجھ کو سنائے تو میں نے بھی یہ یاد کر لئے۔

مسلمانوں نے جب یہ غیبی آواز سنی تو وہ بہت خوش ہوئے اور مال غنیمت کے حاصل کرنے کی خواہش انگڑائی لینے لگی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس وادی میں صبح تک ٹھہرے رہے۔ صبح کی نماز حضرت

سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی امامت میں پڑھی۔ جس وقت سورج طلوع ہو گیا اور ہر طرف سورج کی کرنوں کی روشنی بکھیر دی تو ہم اس وادی سے نکلے۔ جب ہم اس وادی سے نکلے تو ہم کو معلوم ہوا کہ یہ جبلِ رقیم تھا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے صبح کے وقت پہاڑ کو دیکھا تو پہنچان لیا کہ واقعی یہ جبل رقیم ہے۔ اس کے بعد میں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمانوں نے میرے نعرے کا سبب کا پوچھا اور کہا: اے ابن عامر رضی اللہ عنہ! آپ نے نعرہ کس چیز کو دیکھ کر لگایا ہے؟ میں نے جواب دیا: مبارک ہو ہم شام کے شہروں میں پہنچ چکے ہیں اور یہ وہ پہاڑ ہے جو تم لوگ دیکھ رہے ہو یہ جبل رقیم ہے۔

جبل رقیم کیا ہے؟

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے ساتھ جو اصحاب تھے ان میں سے اکثر کو معلوم نہیں تھا کہ جبل رقیم کیا ہے؟ اس لئے ان لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ جبلِ رقیم کیا ہے؟ میں نے کو حدیث رقیم سنائی اور ان کو اس کے متعلق آگاہ کیا۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے ساتھیوں نے یہ سنا تو تعجب کا اظہار کیا۔ اس کے بعد میں تمام لوگوں کو غار کی طرف لے گیا وہاں جا کر ہم نے نماز ادا کی۔ پھر وہاں سے نکل کر عمان کے علاقے میں چلے گئے۔

اہلِ جنان سے صلح کا معاہدہ

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم عمان کے علاقے میں پہنچے تو میں لشکر کو لے کر جنان کے شہر کی طرف چل دیا۔ وہاں سے جب ہم گزرے تو اہل جنان کے بڑے اور سردار اپنا شہر چھوڑ کر کسی اور جگہ جا رہے تھے۔ جنان کے باشندے اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ جا رہے تھے۔ جب مسلمانوں نے ان کو دیکھا تو امیر لشکر کی اجازت کے بغیر ہی ان پر حملہ کر دیا۔ اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ جب کہ باقی شہر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ شہر قلعے کی طرح تھا۔ انہوں نے شہر میں داخل ہو کر اس کے دروازے بند کر لئے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شہر کے قریب گیا اور بلند آواز سے ان لوگوں کو کہا: اے بدبختو! تم کو کیا ہو گیا تھا کہ تم یہ شہر چھوڑ کر جا رہے تھے اور اب واپس اس شہر کی طرف کیوں گئے ہو۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے عرب کی جماعت! ہم تو شہر چھوڑ کر جا رہے تھے پھر تمہارے خوف سے واپس شہر میں آ گئے۔ اس نے بتایا کہ عمان کے گورنر نے ہم کو پیغام دیا کہ اس شہر کو چھوڑ کر میری امان میں آ جاؤ۔ ہم اس لئے شہر کو چھوڑ کر جا رہے تھے، بہر حال اب تو ہم آپ کی امان میں ہیں۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تم ہماری امان میں ہو۔ اور ہماری تمہارے ساتھ صلح دس ہزار دیناروں پر ہو گی۔ اس کے بعد حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان کو صلح نامہ لکھ کر دے دیا۔

اہل عمان کا مشورہ

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم لوگوں نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے کہا: اے عرب کی جماعت! ہماری آپ کے ساتھ صلح ہو گئی ہے اور ہمیں خدشہ ہے کہ جب عمان کے گورنر نقیطا س کو ہماری اس صلح کا علم ہو گا تو وہ تم

لوگوں پر ضروری حملہ کرے اور اگر تم نے ان پر غلبہ پالیا تو تمہارے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی بہتر ہوگا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: ہم اس پر کس طرح کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہرقل بادشاہ نے اپنا لشکر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے روانہ کر دیا ہے اور نقیطاس کو پیچھے چھوڑا ہے اگر تم عمان کے گورنر پر حملہ کر دو تو تم یقیناً اس پر غلبہ پالو گے اور اس میں بہت سا مال غنیمت بھی تمہارے ہاتھ آئے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ عمان کے گورنر کے پاس کتنے لوگ ہوں گے انہوں نے بتایا کہ کوئی پانچ ہزار ہوں گے لیکن ان کے دلوں میں تمہارا خوف، رعب و دبدبہ چھایا ہوا ہے وہ تم لوگوں سے کبھی بچ کر نہیں جا سکتے۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے مشورہ

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے پوچھا کہ عمان کے گورنر کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں ان کو قتل کرا دے تو اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اور مشرکین کے لئے اس میں وحشت ہے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے شہر والوں سے پوچھا کہ عمان کا گورنر اپنی قوم کو لے کر کس راستے سے آرہا ہے۔؟

عمان کے باشندوں نے راستے کی نشاندہی کر دی اور کہاں کہ وہ اس راستے سے آئے گا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ عموریہ کے راستے پر چلتے ہوئے ایک وادی میں جا پہنچے۔ اس بڑی وادی میں ہم نے ایک دن اور ایک رات پڑاؤ کیا مگر کوئی بھی اس راستے سے آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ اور نہ ہی کوئی اس راستے سے گزرا۔

فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہمیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ مل کر ان کی امداد کے لئے روانہ کیا ہے اور ہمارا یہاں قیام کرنے سے افضل ہے کہ ہم کوچ کریں۔ اس لئے تمام لوگ نکلنے کی تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائے۔

مسلمانوں نے کہا: اے امیر لشکر! ہمارے دلوں میں غنیمت کے حصول کا یقین پختہ ہو چکا ہے۔ آپ ہم کو اس سے محروم نہ کریں۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہی: ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک راہبوں اور پادریوں کی ایک بڑی جماعت آتی ہوئی ہمیں دکھائی دی۔ ان لوگوں نے بالوں کے کپڑے اوڑھ رکھے تھے اور ہاتھوں میں صلیبیں اٹھا رکھی تھیں۔ ان کے سر درمیان سے منڈے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے دیکھتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو گرفتار کر کے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟

ان میں سے ایک بوڑھا پادری تھا اس نے کہا: ہم لوگ اس علاقے کی عبادت گاہوں کے پادری ہیں۔ ہم ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کی طرف جا رہے ہیں کہ وہ اپنا لشکر امداد کے لئے بھیجے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کافرو! تم کھلی گمراہی میں ہو۔

بتاؤ تمہارے پیچھے کی خبر کیا ہے؟

انہوں نے کہا: عمان کا گورنر پانچ ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ نصرانی شہسوار اور صلیب کو پوجنے والے ہیں۔

عمان کے گورنر کے لشکر سے اسلامی لشکر کا آمنا سامنا

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو دعا کی:

''اللھم اجعلھم غنیمۃ لنا''

اے اللہ! ان کو ہمارے لئے غنیمت بنا

پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے پادری جو آپ سے گفتگو کر رہا تھا اس سے فرمایا: میری بات کان کھول کر سن لے۔ ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم کسی صومعہ کے لئے وقف پادری کو کچھ نہ کہیں۔ اگر تم لوگ ہمیں دشمنوں کا خوف نہ دلاتے تو ہم تمہارے راستے میں رکاوٹ نہ بنتے۔ اور تم کو جانے دیتے۔ اس کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کی زنانیر جو ان کی کمروں سے باندھی ہوئی ہے ان کو کس کے باندھ دو۔ اس دوران عمان کے گورنر کا لشکر بھی آتا دکھائی دیا۔ ان کے آگے آگے چند سپاہی تھے جو راستے سے پتھر وغیرہ ہٹاتے آ رہے تھے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت وہ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو ہم نے ان سپاہیوں پر حملہ کر کے ان تمام کو قتل کر دیا۔ اور عمان گورنر تک جب یہ بات پہنچی تو اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد دونوں لشکر آپس میں ٹکرا گئے اور شدید جنگ ہوئی۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے مسلمانوں کو لڑتے ہوئے دیکھا وہ بڑی بہادری سے رومی کافروں کو قتل کر رہے تھے۔ اور تکبیر و تہلیل کے نعرہ بلند کر رہے تھے۔

عمان کے گورنر کا فرار ہونے کی کوشش

جب عمان کے گورنر نے مسلمانوں کی جرأت و بہادری دیکھی تو بھاگنے میں عافیت سمجھی اور بھاگ نکلا۔ اور اس کی پوری قوم اس کے ساتھ بھاگنے والوں میں شامل تھی۔ بعض مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بعض مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے۔

عمان کے گورنر کی ہلاکت

عمان کے گورنر نقیطاس بھاگتے بھاگتے کافی دور نکل گیا اور ایک جگہ پر کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا۔ اس کی شکست خوردہ قوم بھی اس بھاگتی بھاگتی ہوئی اس تک جا پہنچی، نقیطاس ابھی وہیں تھا کہ اچانک تیز رفتار دو گھوڑ سوار ان کی طرف

آتے ہوئے دکھائی دیئے اور وہ دونوں گھوڑ سوار نقیطاس کے لشکر میں گھس گئے۔ وہ دونوں گھوڑ سوار حضرت زبیر بن عوام اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ جوشیروں کی طرح رومیوں حامیوں پر حملہ آور ہوئے اور بڑی شدت سے ان کو قتل کرنے لگے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نیقطاس پر حملہ کر دیا جو ایک صلیب کے نیچے کھڑا تھا۔ آپ نے اس کو نیزہ مار کر اس کا دل چیر دیا اور دوسرے جانب نکل کھڑا ہوا اور نقیطاس گھوڑے سے نیچے آگرا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کو واصل جہنم کر دیا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا جو رومی حامیوں کو پلٹ پلٹ کر قتل کر رہے تھے۔ مجھے ابھی تک ان دونوں گھوڑ سواروں کا علم نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے دیکھا کہ ابھی تک جنگ جاری ہے۔

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت سعید کی امداد کو آنا

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہی خیال کیا کہ عمان کے گورنر کی فوج آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہی ہے۔ جب میری قوم ان کے قریب پہنچی تو تکبیر و تہلیل کی آواز سنائی دی۔ مسلمانوں نے پکارا یہ تو دعوت حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ جنگ کے مقام پر جا پہنچے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنا نام لے لے کر حملہ کر رہے تھے اور رومیوں کو قتل کر رہے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے:

''أنا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا کا بیٹا ہوں۔

عمان کا کوئی فوجی بھی بچ کر نہ جا سکا

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس حملے میں سے کوئی رومی بھی بچ کر نہ جا سکے، اکثر رومی اس حملہ میں قتل ہو گئے اور جو باقی بچے وہ قید ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا اور مسلمان ایک دوسرے کو خوشی خوشی سلام دے رہے تھے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا حضرت سعید بن عامر سے اصرار

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے سعید! ہمارے پاس آنے سے تم کو کیا چیز رکاوٹ تھی۔ گزشتہ دنوں حضرت سالم بن نوفل عدوی رضی اللہ عنہ نے آپ کے آنے کے متعلق ہمیں آگاہ کیا تھا۔ جب آپ لوگ ہمارے پاس نہیں پہنچے تھے تو ہمارے ذہنوں میں طرح طرح کے سوالات جنم لے رہے تھے۔ اسی لئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے تمہارے متعلق خبر لینے کے لئے ہمیں بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میں مسلمانوں کی سلامتی اور کافروں کی ذلت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں۔

عمان کے کفار کے سروں کو نیزوں پر اٹھا لیا گیا

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ عمان کے مقتولین کے سروں کو نیزوں پر اٹھا لو مسلمانوں نے عمان کے قتل ہونے

والوں کے سروں کو نیزوں کی نوکوں پر اٹھالیا تو ان سروں کی تعداد چار ہزار تھی اور ان میں سے ایک ہزار قیدی ہوئے تھے۔ اس کے بعد مسلمان یہاں سے نکلے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جس وقت مسلمانوں کا لشکر دور سے آتا دکھائی دینے لگا تو حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اونچی آواز سے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کرنا شروع کر دیئے۔

دوسری طرف سے بھی اسی طرح نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل سے جواب دیا گیا۔ جب رومیوں نے یہ منظر دیکھا تو ان کے دل دہل گئے اور جب انہوں نے آٹھ ہزار فوجی دیکھے اور ان کے نیزوں پر روم کے حامیوں کے سر تھے۔ یہ سب کچھ دیکھا تو ان کے ہوش اڑ گئے اور ہیبت وخوف میں مبتلا ہوگئے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی آنے والے لشکر سے ملاقات

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی کامیابی اور رومیوں کے مال و دولت کا غنیمت کے طور پر ان کے ہاتھ لگنے کا پورا واقعہ تفصیل سے سنایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ واقعہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں چلے گئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار گرفتار سپاہیوں کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔

مسلمانوں نے ان ایک ہزار قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا یہ منظر رومی اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔

حضرت قطبہ بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رومیوں کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ عمان کی فوج سے کوئی بھی بچ نکلنے میں کامیاب نہیں ہوا ان میں سے زیادہ تر لوگ قتل ہوگئے اور جو باقی بچے ان کو قیدی بنا لیا گیا۔

اہلِ اسلام کی بے چینی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جبلہ بن ایہم کے ساتھ جو پہلا معرکہ ہوا تھا اس میں جو مسلمان گرفتار کر لئے گئے تھے ان کا موجود نہ ہونا اور قید میں ہونا اس سے مسلمانوں میں کافی بے چینی پائی جاتی تھی۔ اکثر لوگ اس غم میں مبتلا تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ رو رو کر گڑگڑا کر ان کی رہائی کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔

مسلمان قیدی باہان کے پاس

جب ان پانچ مسلمان قیدیوں کو جب باہان کے دربار میں لایا گیا تو اس نے حقارت سے ان کو دیکھتے ہوئے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جبلہ نے کہا: یہ اسلامی لشکر کے جنگی قیدی ہیں۔ یہ ہمارے مقابلے میں ساٹھ مسلمان نکلے تھے ان میں سے اکثر کو تو میں نے مار ڈالا ہے اور ان کو قید کر لیا ہے۔ مگر ان ساٹھ میں سے ایک شہسوار ایسا ہے جس سے ابھی تک آپ کو خطرہ ہے۔ وہ کسی میدان میں بھی بغیر کسی پرواہ کئے کود پڑتا ہے اور اسی کے ہاتھوں ارکہ، تدمر، حوران، بصرہ، رستن، فتح ہو چکے ہیں۔ اس نے اجنادین کی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا کر ان کی کمر توڑ دی تھی۔ اسی نے توما اور ہربیس کا تعاقب کر کے ان کو مرج الدیباج میں جا کر قتل کر دیا تھا۔ اس نے ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کیا اور وہ خالد بن ولید ہے۔

باہان کا صلح کے لئے قاصد بھیجنا

باہان، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہی بولا۔ میں اس شخص کو بہت جلد اپنی قید میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر ان پانچ قیدیوں کے ساتھ اس کو بھی قتل کردوں گا۔ باہان نے یہ کہا اور جرجہ نامی شخص کو بلایا جو بہت دانا اور فصیح انداز میں رومی زبان بولنے میں مہارت رکھتا تھا۔ رومی کے علاوہ عربی زبان بھی اچھی طرح بول سکتا تھا۔ جب وہ آیا تو باہان نے اس کو کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ تو عربوں کے پاس جا اوران کو بتا کہ بادشاہ باہان تمہارے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتا ہے اورتم ایک آدمی کو بھیجو خصوصا جس کا نام خالد بن ولید ہے۔

جرجہ نے باہان کا حکم سنا۔ سواری پر سوار ہوا۔ مسلمانوں کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوگئی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے، کس ارادے سے آرہا ہے؟

اس نے کہا: باہان کا قاصد ہوں اس نے مجھ کو تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجا ہے۔ تم لوگ اپنے قاصد کو بھیجو ہوسکتا ہے ہمارے اورتمہارے درمیان خونریزی ختم ہوجائے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسلمانوں کی طرف سے حاضر ہوں۔ اور تمہارے بادشاہ کے پاس جانے کو تیار ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جرجہ کو ساتھ لے کر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ باہان کا قاصد ہے اور میں اس کے ساتھ باہان کے پاس جارہا ہوں۔

ایک مسلمان کا خون سارے کافروں کے خون سے اعلیٰ وافضل ہے

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے جس طرح تمہاری مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اہل روم کو ہدایت دے دے اور وہ ہمارے ساتھ صلح کرلیں اور جزیہ ادا کردیں۔ ہمارے خون بھی اس طرح محفوظ ہوجائیں گے۔ کیونکہ ایک مسلمان کا خون سارے مشرکوں کے خون سے افضل واعلیٰ ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کی امداد کا سہارا لئے جارہا ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے، حجازی موزے پہنے، سیاہ عمامہ سر پر سجایا۔ چمڑے سے بنا ہوا کمر بند کسا۔ جنگ یمامہ سے حاصل ہونے والی مسلیمہ کذاب کی تلوار ہاتھ میں لی۔ اور اپنے غلام ہمام کو حکم دیا کہ وہ سرخ خیمہ لے کر نکلے۔ وہ سرخ خیمہ طائف کے چمڑے سے بنا ہوا تھا۔ جس میں سنہری ڈوری لگی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ سونے چاندی کی تاریں کشیدہ کی ہوئی تھیں۔

یہ وہی خیمہ تھا جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ سے تین سو دینار کے بدلے خریدا تھا۔ غلام نے خیمہ حاضر کردیا اور ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہونے لگے تو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابوسلیمان! مسلمانوں میں سے جس کو چاہو اپنے ساتھ لے لو تاکہ وہ تمہارا خیال رکھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

جواب دیا: اے امیرِ لشکر! آپ نے صحیح فرمایا ہے مگر دین میں جبر بھی تو نہیں ہے۔ اس لئے میری اطاعت کسی پر لازم نہیں ہے۔ تو پھر میں کسی کا کیونکر مجبور کر سکتا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ اگر کسی کو میرے ساتھ بھیجنا پسند کرتے ہیں تو آپ خوشی سے بھیج سکتے ہیں۔

مسلمانوں نے جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! آپ فضل و مرتبہ والے ہیں۔ آپ ہم کو جس چیز کا حکم دیں ہم حاضر ہیں۔ ہم ضرور اس کو پورا کریں گے اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں یہ تمام امور سرانجام دے رہے ہو۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قاصد کے ہمراہ جانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ امیر لشکر اسلامی کی خوشی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار میں سے ایک سو ساتھی ساتھ لے جانی کی پیش کش کردی۔ جن سو میں سے حضرت مرقال بن ہاشم، حضرت عتبہ بن ابی وقاص، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، حضرت میسرہ بن مسروق عبسی، حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی، حضرت سہل بن عمرو عامری، حضرت جریر بن عبداللہ جبلی، حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی، حضرت ذوالکلاح حمیری، حضرت مقداد بن اسود کندی، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، حضرت عبادہ بن صامت خزرجی، حضرت اسود بن سوید مازنی اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کو آواز دی اور سو ساتھیوں کا انتخاب کرلیا۔ ان ساتھیوں میں ایسے ایسے بہادر شہسوار سردار موجود تھے جو اکیلے سارے سارے لشکر کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے بعد وہ تمام کے تمام اپنے اپنے خیموں میں گئے، جنگی لباس پہنا، سروں پر عمامے سجائے۔ خنجر ساتھ لئے اور تلواریں سنبھالیں اور تیر رفتاری کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

تمام ساتھیوں کے تیار ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روم کے لشکر کی جانب تشریف لے گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھے جب کہ حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سو سواروں کا دستہ حلقہ بنائے آرہا تھا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے تو میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا تو وہ قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کررہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے آنسو بہ کر ان کے رخساروں کو تر کررہے تھے۔

حضرت نضر بن سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر لشکر اسلامی! اے امین الامۃ! آپ رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہیں؟

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن سالم! اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ لوگ دین اسلام کے مددگار ہیں۔ میری امارت

میں اگر ان سے کسی کو ذرا بھی تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کیا عذر پیش کروں گا؟ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ باہان کے دربار میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کا یہ وفد رومی لشکر کے سپہ سالار اعلیٰ باہان کے پاس پہنچا تو مسلمانوں ن دیکھا کہ رومی لشکر پندرہ میل کی چوڑائی پر پھیلا ہوا ہے۔

مسلمانوں کے چلنے کا انداز

حضرت نوفل بن دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی جس وقت گھوڑوں سے اتکر پیدل چلنا شروع ہوئے تو ان کی چال، بادشاہوں جیسی تھی اور انہوں نے تلواریں حمائل کی تھیں اور آگے بڑھ رہے تھے۔ رومی لشکر کی صفوں کو چیرتے ہوئے گزرتے گئے۔ کسی مسلمان کا چہرہ خوفزدہ اور ہیبت زدہ نہیں تھا۔ آخر مسلمان ایک ایسی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جہاں تکئے، بستر اور ریشم کے کپڑے بچھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے باہان کو دیکھا جو تکیہ لگائے ایک طرف بٹھا تھا۔ جس وقت مسانوں نے بادشاہ کا یہ منظر دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد مسلمانوں کے لئے کرسیاں لگا دی گئیں مگر مسلمانوں کرسیاں ایک طرف کر کے زمین پر بیٹھ گئے۔

باہان کا مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر مسکرانا

مسلمان جب زمین پر بیٹھے تو باہان نے مسلمانوں کے اس طرز عمل کو دیکھا تو وہ حقارت سے مسکرا دیا۔ اور کہا: اے عرب کی جماعت! ہماری عزت وتوقیر سے انکار نہ کرو۔ تم نے کرسیوں کو ایک طرف ہٹا دیا اور نیچے زمین پر بیٹھ گئے کیوں؟ تمہارا یہ عمل ہماری مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔ جب کہ تم لوگ زمین کو الٹ پلٹ کر رکھ دین ے والے ہو۔ یہ سب کیا ہے جو تم کر رہے ہو؟

اللہ تعالیٰ کے آداب بجالانا تمہارے آداب بجالانے سے بہتر ہے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے باہان! اللہ تعالیٰ کے آداب بجالانا تمہارے آداب کے بجالانے سے بہتر اور افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین کا بچھونا تمہارے ان بچھونوں سے کئی درجہ بہتر ہے۔

ہمارے پیارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جعلت لی الأرض مسجدا و طهورا'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر ۵۴۹۸)

میرے لئے زمین کو مسجد اور پاک جگہ بنا دیا گیا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب حکیم سے آیت کریمہ تلاوت کی:

''مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى'' (طہ:۵۵)

(ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید اور باہان کے مابین گفتگو

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عاصم بن ارواح زبیدی نے مجھ سے بیان کیا فرمایا: ہم سے عبداللہ شیبانی نے بیان کیا فرمایا ہم سی طرفہ بن شیبہ خونی نے از اپنے چچا جریر روایت کی اور وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اختلاف رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور باہان کے مابین جب گفتگو شروع ہوئی تو اس وقت وہاں کوئی ترجمان نہیں تھا دونوں خود اپنی اپنی گفتگو کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے باہان! میں کلام میں ابتداء کرنا پسند نہیں کرتا۔ تو گفتگو کا آغاز کر۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ تیرے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ اگر تو چاہتا ہے تو بول کیا کہتا ہے۔ ورنہ میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔

باہان نے کہا میں گفتگو سے ابتداء کرتا ہوں۔

باہان نے کہا: حمد وستائش کے لائق وہ ذات ہے جس نے مسیح علیہ السلام کو اپنا کلمہ بنایا۔ جس نے ہمیں عظیم سلطنتوں سے نوازا، جس نے ہمیں بہتریت امت بنایا۔ جب باہان کی گفتگو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کاٹی تو اس وقت ترجمان آچکا تھا۔ اس نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ آداب کا خیال رکھیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس ترجمان کی بات کی کوئی پروانہ کرتے ہوئے اس کی بات کا انکار کر دیا اور اس کو خاموش رہنے کو کہا: اس نے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لائق حمد وستائش ہے وہ ذات جس نے ہمیں ہدایت دی اور ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اس کے ساتھ ساتھ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لائے۔ جس نے ہمارے لئے ایک امیر بنایا جو انتظامی معاملات چلاتا ہے۔ جس کو ہم لوگ پورا کرتے ہیں۔ اگر وہ امیر خیال کرے کہ وہ ہم پر مالک بن بیٹھا ہے تو ہم اس کو معزول کر دیتے ہیں۔ ہم اس امیر کو اپنے آپ پر فضیلت نہیں دیتے۔ البتہ تقویٰ میں جو ہم سے بڑھ جائے تو الگ بات ہے۔ تعریف اس رب کائنات کی کرتے ہیں جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سونپا ہے۔ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ ہم صرف اسی معبود کی عبادت کرتے ہیں۔ جس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔

باہان کی گفتگو

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر باہان کا رنگ متغیر ہو گیا اور کچھ دیر وہ خاموش رہا پھر اس نے کہا:

لائق حمد وستائش ہے وہ ذات جس نے ہماری آزمائش کی اور وہ آزمائش بھی بہت اچھی تھی۔ پھر ہمیں فقر و فاقہ سے چھٹکارا دیا اور باقی امتوں کے خلاف ہماری مدد کی اور ہمیں عزت، جاہ وحشمت سے نوازا۔ تنگی وغیرہ کو ہم سے دور کر دیا۔ ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں خیانت سے کام لیں اور لوگوں میں بغاوت کریں۔

اے اہل عرب! یاد رکھو! تم ہمارے محتاج تھے ہم سے پہننے کے لئے، جوتے تک مانگتے تھے۔ رہنے کے لئے رہائش کی تم کو ضرورت تھی۔ ہم ہی لوگوں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ تم کو عزت دی، تمہارے کمزوروں کی مدد کی، ان کی عزت کی

ان پر سخاوت کی۔ ہم نے تو ان سے کسی قسم کا وعدہ نہیں لیا۔ ہم نے تو خیال کیا تھا کہ تم سارے عرب ہمیں اچھی طرح جانتے ہو اور ہمارے دیئے ہوئے عطیات کا اچھی طرح شکر یہ ادا کرو گے۔ اور جب تم لوگ ہمارے گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تو ہم یہی سمجھے کہ پہلے والوں کی طرح تم بھی کچھ مانگو گے۔ لیکن تمہاری رائے تو ان سے بالکل جدا تھی۔

تم نے ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ ہماری عورتوں کو گالیاں دی، اور ہمارے مال ومتاع کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا۔ ہماری عمارتوں کو گرادیا اور ہمیں ہماری زمینوں سے بے دخل کر دیا اور ہمارے شہروں پر تم قابض ہو گئے ہو۔

یہی مطالبہ لے کر تم سے پہلے لوگ بھی آئے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ، مال ودولت اور افراد کی کثیر تعداد تھی۔ پھر ہم نے انہیں ڈرا دھمکا کر واپس بھگا دیا۔ جب یہ باز نہ آئے تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو کچھ لوگ قتل ہوئے کچھ زخمی ہوئے اور ہم نے اس طرح ان کو دھتکار دیا۔

یہ بات تم کو معلوم ہے کہ تم سے پہلے اہل فارس نے ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کی کوشش کی جس طرح تم نے کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل وخوار کر کے واپس بھیج دیا۔

اسی طرح ترک اور جرامقہ کے بادشاہوں نے بھی کیا۔ ان لوگوں کی تعداد تمہارے مقابلے میں کم نہ تھی اور نہ وہ لوگ مقام ومرتبہ میں کسی طرح کم تھے۔

تم لوگ کس بھول میں ہو؟ تمہاری حالت تو یہ ہے تم لوگ تنگدستی، بیماری اور ناامیدی میں مبتلا قوم ہو۔ اس کے باوجود تم اپنے اور ہمارے علاقوں کے عوام پر مظالم ڈھا رہے ہو۔

اے عرب کے لوگو! یاد رکھو ہمارے اردگرد بہت سے لوگ موجود ہیں جو شان وشوکت والے اور صاحب مرتبہ ہیں۔ جب کہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم گھنڈرات کے ٹیلوں سے نکلے ہوئے لوگ ہو۔ جہاں کہیں بارش کا قطرہ ہوتا ہے اور تم نے ہمارے علاقوں میں آ کر ہر طرح کا فساد شروع کر دیا۔ تعجب اس بات پر ہے کہ تمہاری سواریاں ایسی نہیں جیسی پہلے تھیں۔ تمہارا کھانا ایسا نہیں جیسا کہ پہلے تھا۔ تمہارا لباس ایسا نہیں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا۔ تم ہمارے وطن میں آ کر روم کی بیٹیوں کو اپنی لونڈیاں بنا کر ان سے نفع حاصل کرتے ہو۔ اور اب تمہارے ہاتھ سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے ہیں۔ جب کہ اس سے قبل تم محتاج ہوا کرتے تھے۔ اب جب کہ تم لوگ ہمارے سامنے آ گئے ہو۔ تمہارے پاس ہمارا اور ہماری قوم کا مال ودولت ہی تو ہے جس کو تم نے غنیمت سمجھ کر حاصل کیا ہے اور تم لوگوں سے ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ وہ سب کچھ تم کو دیتے ہیں۔ نہ ہم تمہارے ساتھ لڑائی کریں گے اور نہ ہی تمہارے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ لیں گے، جو ہونا تھا سو ہو گیا ہے۔ اب تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم ہمارے علاقوں سے چلے جاؤ اگر تم نے ہمارے علاقوں سے واپس جانے سے انکار کر دیا تو یاد رکھو! ہم تمہیں ایسا منہ توڑ جواب دیں گے کہ گزرے ہوئے کل کی طرح تم کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ صلح کا ہے تو میں تمہارے ہر سپاہی کو سو سو دینار بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ تمہارے امیر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لئے ایک ہزار دینار دوں گا۔ اور تمہارے امیر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے دس ہزار دینار دوں گا اور اس کے علاوہ کپڑے بھی ہوں گے۔ مگر شرط یہی ہے کہ تم

ہمارے ساتھ حلفیہ بیان دو کہ تم آئندہ ہمارے شہروں کی طرف پیش قدمی نہیں کرو گے۔

باہان کی دوغلی پالیسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان کی یہ حالت تھی کہ کبھی تو وہ مال و دولت کا لالچ دیتا اور کبھی دھمکی دیتا تھا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ جب باہان نے اپنی گفتگو مکمل کر لی تب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تو نے اپنی طرف سے اچھی باتیں کی ہیں۔ اور ہم تیری گفتگو سنتے رہے اب میں بولوں گا اور تو سنے گا۔

اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''

جب باہان نے یہ سنا تو دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کر کے کہا: بالکل اسی طرح ہے۔ اے عربی! تو نے بالکل صحیح کہا ہے۔

پھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور فرمایا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور پسندیدہ رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے نبی ہیں۔''

یہ سن کر باہان نے کہا: میں نہیں جانتا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا نہیں۔ شائد تمہارے قول و گمان کے مطابق ہوں۔ اس لئے تو آپ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر شخص کسی نہ کسی دین پر قائم ہوتا ہے۔ افضل اور بہتر گھڑی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزرے۔

باہان نے اپنے قوم سے کہا: یہ شخص تو بہت دانا اور عقل مند ہے جو اس قدر حکمت کی باتیں کرتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باہان سے پوچھا: آپ نے اپنی قوم سے کیا کہا ہے؟

باہان نے کہا: میں جو کچھ اپنی قوم سے کہا تھا وہ بتا دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو عقل عطا کی گئی ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ ہی حمد و ثنا کے لائق ہے۔ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لما خلق الله تعالى العقل وصوره وقدره قال أقبل فأقبل ثم قال له أدبر فادبر فقال الله تعالى وعزتي وجلالي ما خلقت خلقا أحب الي منك بك تنال طاعتي وتدخل جنتي''

اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اس کو صورت عطا فرمائی اور صحیح اندازے پر رکھا تو اس کو فرمایا آگے ہو جا تو وہ آگے ہو گئی پھر فرمایا: پیچھے ہٹ جا اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور پیچھے کی جانب ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھ کو اپنی عزت کی قسم! میں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی جو تجھ سے بڑھ کر مجھ کو پسند ہو، تیرے ہی ذریعے میری اطاعت و فرمانبرداری حاصل کی

جائے گی اور تیری ہی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

باہان نے کہا: اگر تم اس قدر فہم و ادراک رکھتے ہو تو اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ کیوں لائے ہو؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے ساتھیوں کو اس لئے ساتھ لایا ہوں تا کہ ان سے مشورہ وغیرہ کر سکوں۔

ماہان نے کہا: تجھ میں تو کامل عقل پائی جاتی ہے۔ حسن رائے، حسن بصیرت کو نے کے باوجود دوسرے مشورہ لینے کا محتاج ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی ہے۔ میں مشورہ لینے میں اپنے ساتھیوں کا محتاج ہوں۔ کیونکہ اس بات کا اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کتاب عزیز (قرآن حکیم) میں حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ" (آل عمران: ۱۵۹)

(اور کاموں میں ان سے مشورہ کرو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ماضاع امرؤ عرف قدرہ ولا ضاع مسلم استشار"

(جس شخص نے اپنا مرتبہ پہنچان لیا وہ ضائع نہیں ہوا اور جو مشورہ طلب کرلے وہ مسلمان بھی ضائع نہیں ہوا)

اگر چہ میں صاحب عقل وفہم وادراک ہوں جیسا کہ تیرا خیال ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں صاحب رائے لوگوں سے اور اپنے ساتھیوں سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

باہان نے کہا: کیا تمہارے لشکر میں ایسے افراد ہیں جو آپ کی طرح عقل منداور صاحب فراست ہیں اور دانائی سے کام لیتے ہیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ میرے لشکر میں ایک ہزار سے زائد ایسے صاحب رائے اور عقل مند موجود ہیں جو اپنے ساتھیوں اور صاحب رائے کی رائے اور مشورہ سے بے نیاز نہیں ہوتے۔

باہان نے کہا: ہمارا تمہارے متعلق ایسا کوئی گمان نہیں ہے بلکہ ہم کو جو اطلاع ملتی ہیں وہ یہ ہیں کہ عرب لوگ جاہل اور مال ودولت کے لالچی ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مخالفت اور مال غصب کرنے کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات درست ہے۔ ہماری اکثریت اسی میں مبتلا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہم کو ہدایت عطا فرمائی پھر ہم نے ہدایت کے ان راستوں کی معرفت حاصل کی۔ یوں ہم برائیوں سے بچ گئے اور نیکی کے اور ہدایت کی کاموں میں لگ گئے ہیں۔

ماہان نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو وہ حیران ہوا اور کہنے لگا: اے خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ)! تیری حسن رائے اور حسن بصیرت نے مجھ کو خوش کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بھائی چارہ اور دوستی قائم کروں۔ یعنی تم میرے بھائی بن جاؤ اور میں تمہارا بھائی بن جاتا ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو خوش آئند بات ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہماری بات مکمل کروادی ہے تو خوش نصیب

ہوگا اور ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہے گا۔

باہان نے پوچھا وہ کس طرح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت تو یہ کلمات کہہ لے گا:

''أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله الذي بشر به عيسى ابن مريم''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں وہ جن کے متعلق سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے بشارت دی۔''

اگر تو ایسا کرے تو، تو میرا بھائی بن جائے گا اور میں تیرا بھائی بن جاؤں گا۔ تو میرا دوست ہوگا اور میں تیرا دوست، کسی نئے معاملے کے علاوہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہ رہے گا۔

باہان نے کہا: اے خالد! مجھ کو دین مسیح چھوڑنے اور اپنا دین اختیار کرنے کی دعوت دے رہے ہو۔ مجھ کو کیا ہوا ہے کہ میں اپنا دین مسیح چھوڑ دوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو ہمارے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تم گمراہ کن نظریات پر قائم ہو۔ باہان نے کہا: میں تمہارے ساتھ بھائیوں جیسا معاملہ کر کے صلح کی کوئی راہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ پس جس کام کے لئے میں نے تم کو بلایا ہے اس کے بارے میں بات کرو۔ تاکہ مجھ کو پتہ چلے کہ تمہارے عزائم کیا ہیں۔؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باہان کی گفتگو سن کر فرمایا: تم نے اپنے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے مالدار ہونے، عزت وجاہ وجلال کا مالک ہونے۔ اپنے حرموں کا دفاع کرنے، دشمن پر غلبہ پانے اور مضبوط قسم کی اپنی حکومت کا ذکر کیا ہے۔ ہم تمام کے تمام ان چیزوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ اہل عرب کو انعامات اور ہدایا دینے کا ذکر کیا یہ بھی ہم کو معلوم ہے۔ لیکن تمہارا یہ سارے کام کرنے کا مقصد اور ارادہ یہ ہوتا تھا کہ کسی طرح تمہاری حکومت، تمہارا اقتدار اور تمہارا تسلط قائم رہے۔ لوگ تمہاری طرف دیکھیں اس کے علاوہ تمہارا کوئی مقصود نہ تھا۔ اور تمہارا مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ تمہاری مالداری میں اجافہ ہو اور تمہاری شان وشوکت کا خوب پرچار ہو۔ اور تم یہ بھی چاہتے تھے کہ تمہاری جمیعت میں اضافہ ہوتا رہے۔ جس کو مرضی ہوتی اپنے شان وشوکت سے نواز دیتے اور تمہارے یہ سارے کے سارے کام تمہاری مفاد پرستی کے اردگرد گھومتے رہتے تھے۔

تو نے اہل عرب کا ذکر کرتے ہوئے ان کی محتاجی، ان کے فقر وفاقہ اور ان کی غربت کا زکر کیا ہے اور کہا کہ ہم لوگ اونٹ بکریوں کو چراتے تھے۔ یہ بالکل درست ہے کہ ہم اونٹ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ہم لوگ جو تیرے سامنے موجود ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو اونٹ بکریاں چراتے ہیں۔ یادرکھو! بکریاں چرانے والا چرواہا اس سے بہتر ہوتا ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

تو نے ہماری بیماریوں، فقر وفاقہ اور غربت کے بارے میں بات کی ہے۔ ہم کب اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ عرب کے بسنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی جگہ بسایا ہے جہاں نہریں، درخت اور کھیتی باڑی بہت کم

ہے۔ تیرے کہنے کے مطابق ہم جاہل تھے ۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ ہم لوگ واقعی جاہل تھے۔ ہم لوگ اپنے اونٹوں اور بکریوں تک محدود رہ گئے تھے۔ ہم میں جو طاقت ور ہوتا وہ اپنے سے کمزور کا مال غصب کر لیتا، حرمت والے چار مہینوں کے علاوہ ہم کو ایک دوسرے سے امن وسلامتی نہ ملتی تھی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کی پوجا شروع کر دی تھی۔ جو سننے کی طاقت رکھتے تھے نہ دیکھنے کی۔ ان میں نفع کی طاقت تھی نہ نقصان پہنچانے کی۔ ہم لوگ ان بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو کر ان پر کثیر مال خرچ کر دیتے تھے۔

ہم لوگ یہی کرتے کرتے جہنم کے گڑھے کے کنارے پہنچ گئے تھے ہم میں سے جو مرجاتا وہ اس حال میں مرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا ہوتا۔ اور جو زندہ رہتا وہ بھی کفر کی حالت میں زندہ رہتا تھا۔ رشتہ داروں سے تعلق منقطع کرنا اور ظلم وستم ہمارا شیوہ اور عادت تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کا سامان مہیا کیا ار ہماری طرف ہادی، مھدی، رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا جس کا حسب ونسب ہم اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ ہمارے امام ہیں۔ انہوں نے اپنی دعوت سے اسلام کا پرچار کیا ہے اور اپنے عاجز کر دینے والے کلام سے مشرکین کے باطل اقوال کا رد کیا ہے۔ آپ ﷺ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب لے کر تشریف لائے۔ ہم کو سیدھی راہ کی طرف بلایا۔ انہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا۔ انہوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دیا؛ پس ہم اسی اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہمارا مددگار نہیں۔ ہم اس اللہ تعالیٰ کا کوئی ساتھی مانتے ہیں نہ اولاد مانتے ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ہم مثل ہے۔

ہم نہ تو سورج کی پوجا کرتے ہیں نہ چاند کی اور نہ اجالے کو الہ مانتے ہیں اور نہ اندھیرے کی پوجا کرتے ہیں۔ صلیب اور قربان کی ہم لوگ عبادت نہیں کرتے بلکہ ہم تو صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ہم لوگ اپنے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا کلام عطا فرمایا ہے جس کے ذریعے ہم نے ہدایت حاصل کی۔ وہ نبی کریم ﷺ ہمارے آقا ہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کیا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

ہمارے آقا و مولا نبی کریم ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ان لوگوں سے جہاد کرو جو تمہارے دین کو قبول نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ غیر کی شرکت سے پاک ہے اور وہ اکیلا ہے وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اور نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ اس کو نیند آتی ہے۔ پس جو بھی ہماری طرح اتباع کرے گا ہم اس کے بھائی ہوں گے۔ اس کے بعد جو احکام ہم پر لازم ہیں ان پر بھی وہ لازم ہوں گے اور جو ان پر لازم ہوں گے وہی ہم پر لازم ہوں گے۔ اگر کوئی اس کا انکار کرے تو اس کو ہمارے ماتحت رہتے ہوئے جزیہ ادا کرنے پڑے گا پھر اس کا مال، اس کی جان اور اس کی اولاد محفوظ ہو جائے گی۔ اور جو دینِ اسلام کا انکار کرے اور جزیہ بھی ادا نہ کرے تو پھر ہماری تلواریں ہی اس کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا وہی ہمارے مابین فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ

تعالیٰ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بایان اس ساری باتوں کے بعد تیرے لئے تین راستے ہیں۔ یا تو یہ اقرار کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اگر یہ نہیں کرتا تو پھر ہر آدمی کی طرف سے جزیہ ادا کرنے ہوگا۔ بچوں اور عورتوں کا جزیہ نہیں ہوگا۔ تمہارے پادری جو صومعہ کے لئے وقف ہیں ان پر جزیہ نہیں ہوگا باہان نے کہا: اگر میں یہ اقرار کرلوں کہ "لا إله إلا إله" اس کے بعد مجھ پر کیا کیا لازم ہوگا؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز ادا کرنا، روزے رکھنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور اس کے علاوہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کافروں سے جہاد کرنا بھی لازم ہوگا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض بھی سرانجام دینا ہوں گے۔ تمہاری محبت اور نفرت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسلام کے مختصر احکام بیان کردیئے ہیں۔ اگر تم نے انکار کیا تو جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا، جس کو چاہے گا زمین کا وارث بنادے گا۔ اچھا انجام تو اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

باہان نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی اور کہا: ہم کسی صورت پر بھی اپنا دین نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تو "لا إله إلا إله" کا اقرار کرتے ہیں اور نہ ہی جزیہ کے ادا کرنے پر اتفاق کرتے ہیں۔ جو کرنا ہے تم کرلو۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ تمہارے اور ہمارے مابین جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا زمین کا وارث بنادے گا یہ بالکل بجا کہا ہے۔ کیونکہ اولا یہ زمین نہ تمہاری تھی اور نہ ہمارے تھی۔ بلکہ یہ زمین دوسری قوموں کی تھی اور وہی اس کے وارث تھے۔ پھر ہم نے ان سے جنگ کی اور اس طرح اب ہم اس ہیں۔ رہی یہ بات کہ تمہارے اور ہمارے مابین جنگ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اس لئے تم بھی جنگ کی تیاری۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ جنگ کے شوقین ہم سے زیادہ ہرگز نہیں ہو۔ یاد رکھنا! تمہارے لشکر کو میں نے اچھی طرح دیکھ رہا ہوں یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے پاس آچکی ہے۔ تو میرے سامنے رسیوں میں جکڑا ہوا ذلیل وخوار ہوکر امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوچکا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو کس طرح قتل کیا جارہا ہے۔ باہان نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو غصہ میں آگیا۔

باہمی گفتگو تکرار میں بدل گئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب ہامان کے ساتھیوں اور پہرے داروں نے باہان کا غصہ اور جلال دیکھا تو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اور اپنے بادشاہ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

باہان کی دھمکی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جواب

باہان نے غصہ کو دباتے ہوئے کہا: اے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔ مجھ کو مسیح علیہ السلام کی قسم! میں ابھی تیرے پانچ قیدیوں کو بلاتا ہوں اور ان کو تیرے سامنے قتل کردیتا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: باہان میرے ایک بات غور سے سن لے۔ تو بہت ذلیل اور گھٹیا انسان ہے۔

یاد رکھ! ہمارے قیدی بھائی تیرے قبضہ میں ہیں اور وہ ہم میں سے ہی ہیں۔ اور ہم بھی انہی میں سے ہیں۔ مجھ کو دعوت مستجابہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت قسم! اگر تو نے ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا تو میں تجھے اپنی اس تلوار سے واصل جہنم کردوں گا۔ ہمارے بہادر تمہاری تعداد کے باوجود ہر ایک کو قتل کر کے رکھ دیں گے۔

شیر کی چنگھاڑ کی طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آگے بڑھے

یہ کہتے ہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے تمام ساتھی ''لا إله إلا إله'' پڑھ رہے تھے۔ اپنی تلواریں ہاتھ میں لئے مست بیل کی طرح اور شیر کی چنگھاڑ کی طرح کلمہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور اپنی شہادتوں کا یقین کرلیا کہ اسی جگہ ان کو شہید کر دیا جائے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات

امام شیخ ابوعبداللہ محمد واقدی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو ظاہر اور پوشیدہ دونوں کو خوب جانتا ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھتے ہوئے صرف سچی خبروں پر اعتماد کیا ہے اور میں نے صرف اور صرف ثقہ راویوں سے واقعات لئے ہیں۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے فضائل اور جہاد کرنے کے کارنامے صفحہ قرطاس پر لاسکوں تاکہ رافضی اور خارجی لوگ ذلیل وخوار ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان کبھی بھی ان ملکوں پر فتح حاصل نہ کرسکتے۔ اور نہ دین اسلام کا جھنڈا بلند ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو اپنی رحمت سے نوازے جنہوں نے حقیقت میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کی۔ دشمنوں کے سامنے آہنی دیواریں بن کر ثابت قدم رہے۔ اور ان کو ذلیل وخوار کر دیا۔ اپنے دین کی مدد کرتے رہے یہاں تک کہ کافروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

''فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ'' (الاحزاب: ۲۳)

(تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے)

رومی لشکر مسلمانوں مجاہدین کے نگاہوں میں ذرہ برابر سے بھی کم نظر آنے لگا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت مسلم بن عبدالحمید نے اپنے دادا حضرت رافع بن مازن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ باہان کے پاس تشریف لے گئے تو اس وقت میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب کہ میں ایک چھوٹے سے دستے میں تھا۔ فرماتے ہیں جب ہم لوگوں نے اپنی تلواروں کو میانوں سے نکالا اور باہان کی قوم پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو رومی لشکر ہماری نظروں میں ذرہ برابر بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ ہم نے یقین کرلیا کہ میدان حشر یہی ہے۔

باہان کو اپنی موت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار میں نظر آنے لگی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان نے جب اس حقیقت کا جائزہ لیا تو اس کو اپنی موت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار

مین نظر آنے لگی۔ اس نے جلدی سے کہا: اے خالد ٹھہر جائیں۔ جلدی میں کوئی قدم نہ اٹھانا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں تمہاری بات اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ قاصد اگر غلط قدم اٹھا بھی لے اور قتل نہیں کیا جاتا۔ میں نے صرف تیری آزمائش کے لئے ایسی باتیں کر رہا تھا تا کہ معلوم کرلوں کہ اس کا آخری حل کیا ہے۔ اس وقت میں تمہارے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا اپنے لشکر کی طرف واپس چلے جاؤ اور جنگ کے لئے تیاری کرو۔ اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنی مدد و نصرت سے نوازے گا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنے مسلمانوں بھائیوں کی رہائی کا مطالبہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے باہان! ہمارے قیدی ساتھیوں کے ساتھ تیرا کیا سلوک ہوگا؟

باہان نے کہا: میں ان کو باعزت رہا کرتا ہوں۔ ان کے راستے بالکل خالی ہیں، جاؤ اور وہ تمہارے لئے مددگار ہوں گے اور ہمارے مابین جنگ میں وہ ہم کو عاجز نہ کرسکیں گے۔

باہان کی صلح کی خواہش

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے قیدی ساتھیوں کو رہا کروا کر واپس جانے لگے تو باہان نے کہا: اے خالد! میر خواہش کے کہ کسی طرح ہماری اور تمہاری صلح ہو جائے۔ بہر حال میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

باہان نے کہا: تمہارا یہ سرخ قبہ، مجھ کو بہت پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ قبہ مجھ کو ہبہ کردو اور میرے لشکر میں دیکھو جو تم پو پسند ہو وہ لے لو۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قبہ کو اس دے دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! تو نے میری ملکیت کی چیز مانگ کر مجھ کو خوش کر دیا ہے۔ یہ لے اور اس کو میری طرف سے تحفہ کے طور پر رکھ لے۔ اس کے بدلے میں میں تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔

احسان کا بدلہ احسان

باہان نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھ کو انعامات سے نوازے تو نے میری عزت کی اور مجھ پر احسان کیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بھی تو ہمارے ساتھیوں کو رہا کر ایسا ہی کیا ہے۔ اور ان کی رہائی کے بدلے میں کسی چیز کا سوال نہیں کیا۔ بعدازاں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رومیوں کے لشکر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اس کے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی اپنے اپنے گھوڑو پر سوار ہو گئے۔ باہان نے اپنے خاص سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو ان کے خیموں تک پہنچا آئیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اپنے قیدی ساتھیوں کے ساتھ واپسی

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو

سارے لشکر والے آپ رضی اللہ عنہ کی واپس اور ساتھیوں کی رہائی پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

پھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باہان کے ساتھ ہونے والی ساری گفتگو سے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور روضہ اطہر کی قسم! باہان صرف اور صرف تلواروں کے خوف سے ہمارے ساتھیوں کو رہا کرنے پر مجبور ہوا۔

باہان دانشور اور حکیم معلوم ہوتا ہے

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور باہان کے مابین ہونے والی جنگ وقتال کے متعلق گفتگو سنی تو فرمایا: باہان دانشور اور حکیم معلوم ہوتا ہے۔مگر شیطان اس کی عقل پر غالب آچکا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خالد! اب باہان کے ساتھ کیا معاملہ طے پایا ہے؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ ہوگی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کی مدد کرے گا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اپنے قوم کے اکابرین کو بلایا اور فرمایا: صبح تمہاری تاریخ ساز جنگ ہونے جارہی ہے اور اپنے اپنے بہادر شہسواروں کے پاس جاؤ اور ان کو جنگ پر تیار کرو۔

سیدنا خالد بن ولید کا خطاب

حضرت ابوعبیدہ بن جراح امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی اپنے لشکر زحف کے پاس گئے اور فرمایا: وہ کفار! جن کے خلاف اللہ تعالیٰ نے تمہاری کئی مقامات پر مدد فرمائی۔اب دوبارہ وہ اپنے تمام علاقوں سے اکٹھے ہو چکے ہیں۔میں ان لشکروں کو دیکھ آیا ہوں۔چیونٹیوں کی طرح ادھر ادھر پھیلے ہوئے مگر بہت بزدل ہیں۔ان کے علاوہ پیچھے ان کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اب ان کے درمیان یہ ایک عظیم جنگ ہوگی۔تم لوگ کل جنگ کا یقین کرلو۔تم تو طاقتور ہو پھر تم کو کس چیز کی فکر ہے؟ اللہ تعالیٰ تم سب پر رحم فرمائے۔

جنگ ہمارا مشغلہ ہے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو یک زبان ہو کر بولے:

"اے ابوسلیمان! جنگ ہمارا مشغلہ ہے۔اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور وہی بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی گفتگو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور ہدایت کی راہ پر گامزن رکھے۔علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس رات ہر شخص اپنے اپنے ہتھیار اور جنگ کا لباس تیار کرنے میں لگے رہے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے انھوں نے جہاد میں ثواب کے حصول کی خوشی میں ساری رات گزاردی تاہم مسلمانوں کو اس جنگ کے انجام کے متعلق کوئی فکر نہ تھی۔

اہل اسلام کے لشکر کی صف بندی

صبح کی اذانیں ہوئیں،مسلمان اٹھے وضو کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کی۔نماز سے فراغت

پانے کے بعد دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اس کے بعد جنگ کے لئے صف بندی کی گئی۔ جنگ کے لئے تین صفیں اس طرح ترتیب پائیں کہ ایک صف والے اپنا دوسرا کنارہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور کہا: میسرہ کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کیا حکم دیتے ہیں اور کس کو اس کا امیر مقرر کرتے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کنانہ بن مبارک کنانی رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے میسرہ پر حضرت کنانہ بن مبارک کو مقرر فرمایا یا حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال ان دونوں میں سے ایک کو میسرہ پر امیر مقرر فرمایا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت کنانہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ میسرہ کی طرف جائیں۔ انہوں نے اس حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے فوراً میسرہ کی جانب چلے گئے کیونکہ یہ حکم سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا تھا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے فضالہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا فرمایا: مجھ سے موسیٰ بن عوف نے بیان کیا کہ وہ اپنے دادا حضرت یوسف بن معن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت کنانہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا شمار جنگی مہارت رکھنے والوں میں ہوتا تھا۔ بہادر اور شجاع انسان تھے۔

حضرت یوسف بن معن آپ کی شجاعت و بہادری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے قبیلے کی طرف سے اکیلے اپنا نام لے لے کر شہسواروں کو گھوڑوں کے اوپر ہی سے واصل جہنم کر دیتے۔ مشرکین کے ہر وقت در پے رہتے تھے۔ اگر دشمن کو فتح غلبہ پا لیتے تو گویا کامیاب ہو جاتے اور اگر دشمن ان پر غلبہ پانے لگتا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس طرح غائب ہو جاتے کہ دشمن ان کی خاک چھانتا رہ جاتا۔

راوی کا کہنا ہے: جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کنانہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو میسرہ کا امیر مقرر کیا اور وہ اپنے مقام پر چلے گئے تو اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا گھوڑ سواروں کی قیادت میں آپ کو دیتا ہوں۔ تم ان کے سپہ سالار رہو۔ پیدل فوج کے متعلق فرمایا تم جس کو چاہو مقرر کر لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے حکم کے مطابق پیدل افواج کی قیادت میں اس شخص کو دیتا ہوں کہ ان سے پہلے کوئی ایسا نہ آیا ہوگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلا اور فرمایا امیر لشکر اسلامی نے تم کو پیدل فوج کی قیادت کی ذمہ داری سونپی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ہاشم! جاؤ اور اپنی جگہ سنبھال لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

علامہ واقدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا اور ان کو ترتیب دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ مسلمان قبیلوں کے سرداروں اور اصحاب رائے

لوگوں کے پاس کسی کو بھیجیں اور اس کو حکم دیں کہ وہ تمام لوگوں کے پاس جا کر میرا حکم ماننے کا اعلان کرے۔ یعنی جنگ کے معاملات میں، میں جس طرح کہوں اس طرح وہ کریں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو بلایا ارفرمایا: اے ابن قیس رضی اللہ عنہ! اصحاب رائے اور سرداروں کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حکم دیتے ہیں کہ تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بات سنیں اور ان کی اطاعت کریں۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ یہ حکم سنتے ہی جلدی سے کھڑے ہوئے اور لشکر کا چکر لگانا شروع کر دیا اور امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ سناتے رہے۔ آخر کار وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو جب امیر لشکر اسلامی کا حکم سنایا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم امیر لشکر اسلامی کا پیغام سن چکے ہیں اور آپ کے اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تم کو مبارک ہو خوش بخت آدمی کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ تم کو جو حکم دیں اس کو خوش دلی سے قبول کرنا۔ اور کسی حال میں بھی ان کی مخالفت نہ کرنا۔ وہ مسلمانوں کی بہتری اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی طلب کے علاوہ کسی چیز کی تمنا نہیں کرتے۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت بڑی باتیں کہی ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ان کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لئے ان کے متعلق ایسے الفاظ کہہ رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انعامات عطا فرمائے۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ساری گفتگو آپ کو سنا دی۔ جو انہوں نے آپ کے متعلق باتی کی تھیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہ میرے بھائی ہیں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان کے سارے ساتھی نیکی کے کاموں میں مجھ سے سبقت لے چکے ہیں۔ ان کے مقام کی کسی کی رسائی نہیں ہے۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب یہ سنا تو دوبارہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو وہ تمام باتیں بتائیں جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہی تھی۔ اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی مقام ومرتبہ کی بلندی کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان سے محبت کرتا ہوں۔ مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اچھی نیت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے سبب ان کے بخش دے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حکم جب تمام سرداروں اور اصحاب رائے تک پہنچا چکے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چلے چلتے سارے اسلامی لشکر کا معائنہ کرنے لگے

اور ہر سردار کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:

صبر کرنے ہی میں کامیابی ہے

اے اہل اسلام! اچھی طرح سن لو۔ صبر کرنے ہی میں کامیابی ہے، ان شاء اللہ۔ تم صبر کرو گے اور کامیابی آپ کی ہوگی۔ جب کہ بزدلی رسوائی کا سبب ہے۔ ہر شخص جو صبر و استقامت سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی دشمن کے خلاف اس کی مدد فرماتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے جو شخص تلواروں کی نوک پر چلتے ہوئے صبر کرے تو جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمائے گا۔ اس کا یہی فعل اس کو خوش بخت بنا دے گا۔ "اللہ یحب الشاکرین" (اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہی اعلان فرماتے ہوئے پورے لشکر کا چکر لگایا۔ اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے بہادر اور طاقت ور قسم کے صبر و استقامت کرنے والے لوگوں کو منتخب کیا۔ ان افراد میں آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر زحف کے افراد بھی تھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تمام کو جمع کر کے ان کو چار حصوں میں تقسیم فرما دیا۔

حضرت بن ہبیرہ کو ایک حصہ کا قائد بنایا اور فرمایا: تم ان گھوڑوں پر سواروں کو ساتھ لو اور جیسا میں کروں گا تم بھی ویسا ہی کرنا ہے۔ دوسرے حصے کی قیادت حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور ان کو بھی وہی فرمایا جو حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو کی تھی۔ تیسرے حصے پر حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کو قائد کی ذمہ داری دی اور لشکر زحف کی ذمہ داری اپنے پاس رکھی۔

رومی لشکر کی تیاریاں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سورج نکلا ہی تھا جب کہ مسلمانوں نے جنگ کی تیاریاں کر لی تھیں۔ اور صفیں ترتیب دے لیں۔ دوسری طرف باہان ارمنی نے بھی رومیوں کو جنگ کے لئے تیار کر دیا۔ اور انہوں نے اپنی فوجوں کو ترتیب دینا شروع کر دی لیکن مسلمان ان سے پہلے ہی جنگ کے لئے تیار تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومی فوج نے تیاری مکمل کرنے کے بعد اسلامی فوج کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ اور دیکھا کہ مسلمان فوج ان سے پہلے ہی تیار تھی۔ مسلمانوں کی فوج ایک آہنی دیوار کی طرح مضبوطی سے کھڑا تھا۔ جس کو بھگا دینا تو دور کی بات تھی ان کو وہاں سے ہلانا بھی ناممکن نہیں تو مشکل تر ضرور محسوس ہو رہا تھا۔ رومیوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے سروں پر پرندوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی صفیں بڑی عمدگی سے ترتیب دی گئی تھیں۔ یہ تمام حالات دیکھ کر رومیوں کے دل دہل گئے۔ ان کے اندر کا انسان خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مسلمانوں کو مزید رعب و دبدبہ ڈال دیا۔ باہان اپنے لشکر کے آگے آیا اور چکر لگا کر کہا: اے عرب کے عیسائیو! یعنی قبیلہ غسان، لخم اور جذام کے لوگو! تم اگلی صف میں کھڑے ہو جاؤ۔ جبلہ بن ایہم کو اس صف کی قیادت حوالے کر دی۔

جبلہ بن ایہم جس کے پاس چاندی کی صلیب تھی جس کا وزن پانچ رطل تھا۔ اس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا جو سونے کی طرح چمک رہی تھی۔ اس صلیب کے چاروں اطراف میں چمکتے ہوئے موتی جڑے ہوئے تھے۔

[illegible]

جب روماس رومی سردار کے مقابلے میں آگے بڑھے اور اس کے ساتھ رومی زبان میں کوئی بات کی۔ رومی نے آپ کو پہنچاتے ہوئے کہا: اے روماس! تو نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے اور اب مسلمانوں کے ساتھ مل گیا ہے؟

روماس نے اس رومی سردار سے کہا: میں جس دین میں اب داخل ہوا ہوں یہ سچا دین ہے اور عزت والا دین ہے اور جو اس کی اتباع کرے گا وہ سعادت مند ہوگا ارو جو اس کی مخالفت کرے گا وہ گمراہ اور بد بخت ہوگا۔

یہ کہتے ہی حضرت روماس نے اس رومی سردار پر حملہ کر دیا اور اس رومی سردار نے بھی داؤ پیچ کرتے ہوئے جوابی حملہ کر دیا۔ پھر دونوں شہسواروں میں ایک شدت کی لڑائی ہوئی جس کو دیکھ کر دونوں فوجیں حیران رہ گئیں۔

رومی سردار نے جب حضرت روماس کی تھوڑی سی غفلت دیکھی تو اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے تلوار کا ایک زوردار حملہ کر دیا جس سے حضرت روماس کا خون بہنے لگا۔ اس نے دوبارہ آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے حملہ کرنے سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی گھوڑے کا رخ مسلمانوں کی طرف کر دیا۔ وہ رومی سردار وحشیوں کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کا تعاقب کر رہا تھا اور اس نے آپ کے تعاقب میں ذرا برابر بھی کوتاہی نہ کی۔

جب روماس مسلمانوں کے پاس پہنچے تو میسرہ اور میمنہ پر کھڑے مسلمان فوجیوں نے زور سے آواز لگائی جس سے وہ ڈر گیا۔ مسلمانوں کی گرجدار آواز سے اس کا دل دہل گیا اور وہ واپس چلا گیا۔

حضر روماس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر خون ٹپک رہا تھا۔ مسلمانوں نے اس نازک صورتحال کو دیکھا تو آگے بڑھے اور ان کو سہارا دے کر اپنے پاس لائے اور ان کی مرہم پٹی کا انتظام کیا۔ اور ان کی بہادری کی تعریف کی۔ اور ان کو بخشش کا وعدہ یاد دلایا اور اسلام کے قبول کرنے پر سلامتی حاصل کرنے پر مباک بادیں پیش کیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت روماس جنگ کے میدان میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے واپس آئے و رومی وحشیوں کی طرح تکبر کرتے ہوئے ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔ اور دریدہ دہنی کرنے لگا۔ اور مقابلے کے بلانے لگا۔

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے اس کی آواز سنی تو میدان میں جانے کا ارادہ کیا اور آگے بڑھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کو میدان میں نکلتے دیکھا تو فرمایا اے میسرہ! تمہارا میدان جنگ میں نکلنے سے بہتر ہے کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ قدرآور اور بہادر ہے۔ فرمایا: اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ اس کے مقابلے کے لئے نہ جائیں۔ کیونکہ بوڑھے اور نوجوان کا مقابلہ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کا ایک بال بھی اللہ تعالیٰ کو سارے مشرکین سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو واپس اپنی جگہ پر آ گئے۔

اس کے بعد حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلے میں جانے کا ارادہ کیا اور کہا: اے امیر! آپ تو رومی کی بہادری کا ذکر کر کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈال رہے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ جو کوئی بھی ہو وہ جنگی

حالات سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور میں بھی اس کی بہادری اور قوت کا اندازہ لگا چکا ہوں۔ تم بھی اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ رکھ سکو گے کیونکہ اس کا مقابلہ وہی کر سکے گا جو اسی طرح بہادر ہوا۔ تم بھی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے بھی امیر کے حکم کی اتباع کی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومی وحشیوں کی طرح لگا تار اپنا مقابل طلب کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت حارث بن اللہ رضی اللہ عنہ نکلے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کی جانب بڑھنے کی اجازت طلب کی اور عرض کی: اے امیر! میں اس کے لے کو جاتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھ لو اس کا جسم کس قدر موٹا تازہ ہے اور اس کی قوت و بہادری بھی تم دیکھ چکے ہو جو اس کے تمہاری خواہش ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میدان میں جاؤ۔

ث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا

حضرت حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو اسلحہ سے لیس ہو کر آئے تھے آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ن لو بلایا اور فرمایا: اے حارث ٹھہرو میں نے تم سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے عرض کی: پوچھیے!

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! کیا اس سے قبل بھی کبھی کس سے تمہارا مقابلہ ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے کبھی ایسا موقع آیا تھا انہوں نے عرض کیا نہیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تم واپس اپنی جگہ چلے جاؤ اس کے مقابلے کے ہرگز تم نہیں جاؤ گے۔ کیونکہ تم ابھی ناتجربہ کار ہو اور تم ابھی جنگی چالوں پر مہارت نہیں رکھتے۔ جب کہ تمہارے مقابلے میں جو کھڑا ہے وہ بہت تجربہ کار ہے۔ اور جنگی مہارتوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم بھی واپس چلے جاؤ۔ اس کے مقابلے کے لئے ایسا شخص نکلے جو اس کا ہم پلہ ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان سے یہ باتیں بھی کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ بھی رہے تھے۔ سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر! میرا خیال ہے کہ آپ کا ارادہ میری ذات ہے۔ یعنی میں اس کے مقابلے کے لئے آگے بڑھوں۔

حضرت قیس بن ہبیرہ کا رومی سردار کا مقابلہ کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہی اس کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے مقابل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ امیر معرکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی دشمن کی طرف متوجہ ہوئے اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس رومی شہسوار کے اردگرد چکر لگانے لگائے۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب جا پہنچے۔ سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری تھا "بسم الله وعلى بركة رسول الله صلى الله عليه وسلم" (اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابتداء کرتا ہوں) جب رومی شہسوار نے آپ رضی اللہ عنہ کی کارگزاری کو دیکھا تو اس کو بھی پتہ

چل گیا کہ اب مسلمانوں کی طرف سے اس کا مدمقابل ایک قابل شہسوار ہے۔ دشمن حملہ کرنے کے ارادے سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اس کے بعد دونوں شہسوار باہم مقابل ہو گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے موقع پاتے ہی اس زور سے تلوار کا وار کیا لیکن رومی شہسوار نے تلوار کے وار کو ڈھال پر روکا تو سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ڈھال کو کاٹتی ہوئے ہی سفید نشان تک پہنچی اور اس میں پھنس گئی۔ سیدنا قیس رضی اللہ عنہ نے پوری طاقت سے تلوار کھینچی مگر ناکامی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کو چھوڑ دیا۔ دشمن نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو خالی ہاتھ دیکھا تو تلوار کا وار کر دیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے دشمن نے آپ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پانے کے خیال میں قید کرنے کی کوشش کی۔ دشمن موٹا تازہ تھا جب کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے جب سے اہل ردہ کے مقابلے سے واپسی کی تو اس دن سے روزہ رکھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا جسم کمزور تھا اور اس میں لاغر پن پیدا ہو گیا تھا۔

جب سیدنا قیس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دشمن آپ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پا رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے چنگل سے نکلنے کی سوچنے لگے کیونکہ ایک تو تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نہیں تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کا رخ مسلمانوں کی جانب کر دیا اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی تا کہ کسی سے تلوار حاصل کر سکیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ واپس لوٹتے وقت آپ رضی اللہ عنہ زندگی سے بظاہر مایوس ہو چکے تھے۔ دشمن نے آپ رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کی پوری کوشش کی۔ سیدنا قیس رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی رفتار کم کر دی اور سوچا کہ میری منزل تو شہادت ہے اور میں دشمن کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ یہ سوچ کر سیدنا قیس رضی اللہ عنہ واپس پلٹے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکارا اے قیس! میں تجھ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس کو چھوڑ کر واپس آ جاؤ۔ تا کہ میں تم کو تلوار دے دوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر سیدنا قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے امیر تو نے مجھ کو بڑی جلیل القدر ہستی کا واسطہ دیا ہے مگر یہ تو بتاؤ اگر میں واپس آ جاؤں تو کیا آپ میری زندگی میں اضافہ کر پائیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسا نہیں کر سکتے تو میں واپس لوٹ کر جہنم نہیں جانا چاہتا۔ بلکہ میں صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر کے کامیابی حاصل کروں گا۔ یہ کہتے ہوئے سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کی طرف رخ کیا جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تلوار بھی نہ تھی۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کمر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اپنا خنجر نکال لیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے لئے لے کر جانا

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ قیس رضی اللہ عنہ کے پاس تلوار نہیں ہے اور وہ تلوار نہ ہونے کے باوجود دشمن کی طرف جا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف توجہ فرمائی اور آواز دی کہ کون ہے جو سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو میری تلوار لے کر دے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا ثواب حاصل کرے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو جواب دیا: اے ابو

سلیمان! میں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار کی اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے۔ ادھر رومیوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کے دو شہسوار مقابلے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے رومیوں کی طرف سے ایک شہسوار نکلا اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں آ کھڑا ہوا۔ اور ایسی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس کو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نہ سمجھ سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہما نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے فرمایا: اللہ کرے کہ تو ہلاک ہو۔ میرے ساتھ ایسی زبان میں بات کرتے ہو جو میں سمجھ نہیں سکتا۔ اس کے بعد رومیوں کی طرف سے ایک ترجمان آیا اور اس نے عربی زبان میں کہا: اے اہل عرب! کیا تم اپنی باتیں بھول چکے ہو۔ تم یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم جنگ میں انصاف پسند ہیں۔؟ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیوں نہیں۔

اس نے کہا: ہم نے تو آپ کے ہاں انصاف والی کوئی بات نہیں دیکھی۔ ابھی دیکھو ہمارے ایک شہسوار کے مقابلے میں تم دو شہسوار آئے ہو۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اس کے جواب میں فرمایا: میرا مقصد تو صرف یہ تھا کہ میں اپنی ساتھی کو تلوار دوں اور واپس چلا جاؤں۔ اگر تم ہمارے ایک کے مقابلے میں سو شہسوار بھی بھیج دو تو ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ اور نہ ہی کوئی خدشہ اور خوف ہوگا۔ ابھی تم تین ہو جب کہ میں اکیلا ہوں۔ اور میں اکیلا ہی تم تینوں کے لئے کافی ہوں۔ یہ سن کر ترجمان نے آنے والے سردار کو بتایا تو وہ نظریں جما کر آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگا۔

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا مقابلہ کرنا

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ آپ بہت تھک چکے ہیں اس لئے واپس تشریف لے جائیں میں ان سب سے مقابلہ کرنے ان کو تگنی کا ناچ نچاتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے جس شخص سے مخاطب کر کے بات کر رہے تھے۔ اس کو نیزہ مارا جو اس کے سینے کو چیرتا ہوا اس کی پشت سے باہر نکل گیا اور وہ زمین پر جا گرا۔ اس کے بعد دونوں رومی سرداروں نے دیکھا تو دونوں نے بیک وقت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما پر حملہ کر دے۔ دوسری طرف حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کا ارادہ کیا اور آگے بڑھے ہی تھے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اے قیس: میں تجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ کو اکیلا چھوڑ دو میں اکیلا ہی ان کا کام تمام کرنے کو کافی ہوں۔ اگر میں ان کو قتل کر دیتا ہوں تو میں اس ثواب میں آپ رضی اللہ عنہ کو بھی شریک کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہہ دینا کہ آپ رضی اللہ عنہا کا بھائی اپنے والد گرامی سے جا ملا ہے۔ یہ سن کر حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور تعجب کا اظہار کرنے لگے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے مقابل آنے والے دشمن کو دیکھا اور اس کو زور سے نیزہ کا وار

کر دیا جو اس کی زرہ میں لگا مگر پار نہ جا سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نیزہ چھوڑ دیا اور تلوار نکال لی۔ اور اپنے گھوڑے پر کھڑے ہو کر اس پر اتنی زور سے تلوار کا وار کیا کہ دشمن کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ تیسرے دشمن نے جب سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی جرأت و بہادری اور تجربہ کاری کو دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس پر تعجب کرنے لگا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دشمن حیران و ششدر کھڑا ہے تو اس کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔؟ یہ کہتے ہی تیسرے دشمن پر اس زور سے حملہ کر دیا کہ ایک ہی وار سے اس کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ اب تینوں دشمن جہنم واصل ہو چکے تھے۔ رومیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ عرب تو جن ہی محسوس ہوتے ہیں۔

باہان نے رومی سرداروں کو جھڑک دیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان بادشاہ کو رومی بہادروں کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے قوم سے کہا: اس قوم کی بہادری کی خبر ملی ہے۔ مسیح علیہ السلام کی قسم! میں تمہارے اندر ضرور کوئی کمی و خامی دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم مل کر ان پر حملہ کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ اسی طرح ایک ایک کر کے مرتے جاؤ گے۔

رومی سردار کا خواب دیکھنا اور باہان کا خطاب کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومیوں کا ایک سردار آیا اور اس نے باہان کے کانوں میں کوئی بات کی اس کے بعد وہ چلا گیا۔ ادھر باہان کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اس کی حالت اس طرح ہو گئی گویا وہ کچھ سن ہی نہیں سکتا۔ بادشاہ کی یہ حالت جب قوم نے دیکھی تو اس نے پوچھا: آخر معاملہ کیا ہے؟ جو آپ اتنے پریشان نظر آ رہے ہیں؟ مگر باہان نے کوئی بات نہ کی۔ جبلہ بن ایہم نے باہان سے جس وقت تین رومیوں کے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے کا ذکر کیا تو باہان نے کہا: یاد رکھو! تمہارے مقابلے میں مسلمانوں کی کوئی غیبی طور پر امداد کر رہا ہے۔ اس کے بعد سردار نے آ کر باہان کے کانوں میں کوئی بات کہی: اس سردار نے کہا: ''اے بادشاہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ کچھ لوگ آسمان سے زمین پر اتر رہے ہیں۔ وہ تیز و چشت گھوڑوں پر سوار تھے اور اسلحہ سے مسلح ہو کر عربوں کی صفوں میں ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ہمارے لشکر میں سے جو بھی نکلتا وہ اس کو مار دیتے۔ اس طرح ہمارے اکثر سپاہی قتل کیے گئے۔ مجھ کو گمان ہو رہا ہے کہ جن کو میں نے خواب میں میدان جنگ میں دیکھا تھا۔ میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ وہی ہیں جن کو میں نے دیکھا تھا اور اسی شخص نے ہمارے تین بہادروں کو قتل کر دیا۔ یقین کر لیں کہ ہمارے خلاف آسمان سے مدد آ چکی ہے۔

جبلہ نے کہا: یہ سنتے ہی باہان کا دل ٹوٹ گیا۔ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ساری قوم اس سے سوال کرنے لگی لیکن اس نے کچھ نہ بتایا۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو باہان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اور اس نے کہا:

''اے مسیح علیہ السلام کو ماننے والو! اگر تم نے مسلمانوں کو قتل نہ کیا تو رسوا ہو جاؤ گے اور مسیح بھی تم سے سخت ناراض ہوں گے۔ اٹھو، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اگر تم نے ہمت ہار دی تو خدا کے ہاں تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا۔ کیونکہ اس نے تمہاری طرف رسول بھیجا اور کتاب بھی نازل کی۔ تم لوگ اس دنیا میں اپنے رسول کی اتباع نہیں کر رہے۔ جب تمہیں اس کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا

ہے۔ ہماری آسمانی کتاب میں ہے کہ "ظلم نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند کرتا ہے اور نہ ظالم کو" اگر تم دنیا کے پیچھے جاؤ گے تو ظلم کرنے والے ہو گے جب کہ تمہیں تمہارے رب نے اس چیز کا کوئی حکم نہیں دیا۔

یاد رکھو! عرب جو تمہارے میں کھڑے ہوئے ہیں وہ تمہارے شہسواروں کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ تمہارے بچوں اور عورتوں کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں میں فرق ہو۔ اپنے خالق، علام الغیوب سے ذرا بھر بھی نہیں ڈرتے؟ اگر خدا نے تمہاری سلطنت چھین لی۔ اور تمہارے دشمن کو تم پر غلبہ دے دیا ہے تو یہ اس کی طرف سے عدل ہوگا۔ اس لئے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سبق بھول چکے ہو۔"

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان نے جب سردار کی سرگوشیاں سنیں جو اس نے خواب میں دیکھا تھا تو اس کو اپنا خواب پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے مقتولوں کا اسلحہ اور دیگر ساز و سامان اٹھایا اور مسلمانوں کے پاس لوٹ آئے۔ پھر سب کچھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سارا سامان تمہارے لئے ہے۔ کیونکہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بھی مجھ کو اس طرح کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ واپس آ گئے جہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں مقرر کیا تھا۔

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما دوبارہ میدان جنگ میں گئے اور دونوں صفوں کے درمیان چکر لگانے لگے۔ آپ نے جس سردار کو پہلے قتل کیا تھا اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلے۔ لیکن عربی گھوڑے کی طرح اس میں تیزی اور چستی نہ تھی۔ حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما واپس لوٹے اور اپنا گھوڑا لے کر دوبارہ میدان میں آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رومی فوج کے میمنہ پر حملہ کیا اور وہاں صفوں کو ہلاتے رہے۔ دو رومی شہسواروں کو قتل کر دیا۔ وہاں سے لشکر کے وسط میں پہنچے پھر میسرہ کا چکر لگایا اور تلوار سے وار کرتے گئے۔ اس کے بعد اچانک تیروں کی بارش ہونے لگی اور آپ رومی فوج کو چھوڑ کر دوبارہ میدان میں آ کھڑے ہوئے اور آپ ابھی میدان میں آ کھڑے ہی ہوتے تھے کہ ایک رومی آپ کی طرف بڑھا مگر آپ نے اسے اسی جگہ ڈھیر کر دیا۔ پھر ایک اور آگے آیا اور اس کو بھی سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا: اے اللہ! اپنی خاص امداد سے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو دشمن سے محفوظ فرما کیونکہ انہوں نے ہی آج جنگ کی ابتداء کی ہے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدق رضی اللہ عنہما کو آواز دی اور فرمایا: اے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ! تجھ کو تیرے والد گرامی کے بڑھاپے اور ان کی بیعت کی قسم! واپس لوٹ آؤ۔ جب یہ آواز سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے سنی تو وہ واپس آ گئے۔

حضرت حذام بن غنم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایسے شخص سے پوچھا جو جنگ یرموک میں موجود تھا کہ کیا مسلمان خواتین بھی اس معرکے میں آپ کے ساتھ تھیں؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ مسلمان خواتین بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ مثلاً حضرت

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا جو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ان کے علاوہ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا، حضرت نفیسہ بنت کعب رضی اللہ عنہا، حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا جو حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت عروہ بنت عمار بن عاصم ضمیر رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت مسلمہ بن عوف ضمیری رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھیں۔ حضرت رملہ بنت طلیحہ زبیر، حضرت رعلہ، حضرت زینب، حضرت ہندہ، حضرت یعمر، حضرت لبنیٰ رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

ان خواتین نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے اس جنگ میں حصہ لیا تھا۔

مسلمان خواتین کی جہاد میں شمولیت

شروع میں چنگاری تھی جو بعد میں آگ کا الاؤ بن گئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو عبدالمالک بن عبدالحمید نے بیان کیا جو واقعہ یرموک میں حاضر تھے۔ فرماتے ہیں: شروع شروع میں جنگ کی چنگاری دہک رہی تھی جو بعد میں آگ کا الاؤ بن کر بھڑک اٹھی۔ آپ والی ہر گھڑی گزرتے ہوئے لحہ شدید سے شدید تر ہوتا جارہا تھا۔

حضرت عمرو بن جرید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دن کے ابتدائی حصے میں جنگ اتنی خاص نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پہلے حملے کے بعد باہان نے اگلی دس صفوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رومی باہان کا حکم سنتے ہی حملہ کے لئے آگے بڑھے دوسری طرف مسلمانوں کے لشکر کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو جنگ یرموک کی قیادت کررہے تھے) نے اپنے سپاہیوں کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں نے حکم ملتے ہی دشمن پر ہلہ بول دیا۔

دونوں لشکروں کی افواج کو اپنے اپنے قائدین کی طرف سے حکم ملتے ہی عام جنگ چھڑ گئی اور دونوں طرف سے فوجیں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ خوب سخت مقابلہ ہونے لگا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک طرف کھڑے ہو کر جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے۔ حضرت باہان بھی ایک طرف کھڑا ہو جنگ کا منظر نامہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ اور وہ بذات خود میدان کارزار میں نہیں نکلا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ معاملہ ابھی شدید سے شدید تر ہوتا جارہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا ''لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم'' اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم سے یہ آیت پڑھی۔

''اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ أنَ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ'' (آل عمران: ۱۷۳)

(وہ جن لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے: اللہ تعالیٰ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز)

دونوں اطراف سے افواج مسلسل جنگ کررہے تھے یہاں تک کہ سورج نصف النہار پر پہنچ گیا اس وقت سے غروب آفتاب تک یوں ہی گھمسان کی جنگ جاری رہی۔ جیسے ہی رات کی تاریکی نے دن کے اجالے کو اپنی لپیٹ میں لیا تو دونوں لشکروں کی افواج الگ الگ ہوگئیں۔ دونوں جماعتیں پیچھے ہٹ گئیں۔ اور اپنے اپنے ساتھیوں کو نشانیوں سے پہنچانے لگے۔ مسلمان اپنے ساتھیوں کو نشانیاں دیکھ دیکھ کر اور ان کے نسب پکار پکار کر ڈھونڈ رہے تھے۔ اس کے بعد دونوں جماعتیں

اپنے اپنے خیموں میں واپس چلی گئیں۔

مسلمان خواتین بھی اپنے اپنے خیموں سے نکلیں اور اپنے دامن سے اپنے خاوندوں (بھائیوں) کے چہرے صاف کرتیں اور کہتیں: ''اے اللہ کے دوست! آپ کو جنت کی خوشخبری مبارک ہو''

مسلمان فوجیوں کے خوشی اور خیرت سے رات گزاری اس لئے کہ پہلے دن دونوں طرف سے بہت زیادہ قتل وغارت گری نہیں ہوئی تھی۔ دوسرا دن آیا تو رومیوں کے ہلاکت کا پیغام لے کر طلوع ہوا اس دن رومیوں کے بہت سارے افراد جہنم رسید ہوئے جب کہ مسلمانوں میں سے صرف دس افراد نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جن میں دو کا تعلق حضرموت سے تھا اور ایک کا نام ماذن جب کہ دوسرے کا نام صارم تھا۔ تین افراد قبیلہ غسان میں سے تھے۔ حضرت عافع، محلی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ ایک انصاری تھے جن کا نام عبداللہ بن احزم رضی اللہ عنہ تھا۔ تین قبیلہ بجیلا جب کہ ایک کا تعلق مراد میں سے تھا۔ جن کا نام سوید تھا۔ حضرت سوید حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔

سیدنا قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا غمگین ہونا

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت سوید رضی اللہ عنہ کی گمشدگی کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ غمگین ہو گئے اور آپ نے جان لیا کہ حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کر لیا ہے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور قبیلے کے چند افراد کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگ کی جگہ تشریف لے گئے اور حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگے۔ کافی دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد ناکام رہے۔ آخر کار جب واپس آنے لگے تو رومی لشکر کی طرف سے آگ کی روشنی سے کچھ افراد دکھائی دیئے جو جنگ کی جگہ آ رہے تھے وہ بھی اپنے ساتھی ایک معزز سردار کو تلاش کرنے کے لئے آ رہے تھے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا انتقام لینا

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا: آگ بجھادو۔ خدا کی قسم! میں اپنے بھتیجے کا بدلہ ان سے لوں گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کو شہید کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی آگ بجھا دی گئی اور سب لوگ مقتولوں کے ساتھ لیٹ گئے تاکہ معلوم ہو کہ یہاں کوئی نہیں آیا۔

رومی جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ تقریباً سو افراد تھے۔ اور اسلحہ سے لیس تھے اور مسلسل آگے بڑھ رہے تھے جب حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہا وہ سو افراد ہیں جب کہ ہم صرف سات ہیں۔ سارے دن کی تھکاوٹ بھی ہے جو ابھی تک یوں ہی تھکاوٹ قائم ہے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ خدا کی قسم! میں ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ہی دم لوں گا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر کے رہوں گا۔ بعد ازاں حضرت قیس کے ساتھیوں نے حوصلہ باندھا اور اس جگہ رکے رہے جہاں وہ چھپے ہوئے تھے۔

جب رومی اپنے مقتولوں کے درمیان چکر لگانے لگے اور ایک لاش پہنچاننے لگے۔ آخر کار وہ ایک لاش کے قریب آ کر

کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا تو وہی سردار تھا جس کو وہ تلاش کر رہے تھے۔ اور یہ وہی تھا جو سب سے پہلے میدان میں نکلا تھا۔ جس کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا تھا۔

رومی اس کو اٹھا کر واپس چل دیئے۔ پیچھے سے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے زوردار آواز دیتے ہوئے ان پر بلہ بول دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد بے دریغ ان کا قتل شروع کر دیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ تلوار چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ یہ میرے بھتیجے کی طرف سے انتقام ہے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سولہ رومیوں کو قتل کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی بہت سے رومیوں کو واصل جہنم کیا۔ جو باقی بچے وہ بھاگ گئے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جن لڑائی سے فارغ ہوئے تو رومی لشکر کی طرف چل دیئے۔ راستے میں ان کو درد بھری آواز سنائی دی جب اس آواز کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت سوید رضی اللہ عنہ کی آواز تھی۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دیکھا تو وہ رونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے بھتیجے روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: چچا جان! میں جنگ کے بعد رومیوں کے تعاقب میں دور دور تک نکل گیا اور جب واپس آنے لگا تو کسی نے میرے سینے پر نیزہ مار دیا جس سے مجھ کو کافی تکلیف ہو رہی ہے۔ اے میرے چچا! وہ دیکھئے سامنے میرے انتظار میں حور کھڑی ہے جو مجھ کو دیکھ رہی ہے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو رونے لگے اور فرمایا: اے بھتیجے! ہر کسی کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی تک آپ کی زندگی باقی ہو۔

حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ آپ مجھ کو مسلمانوں کے پاس لے جا کر جائیں اور راستے میں ہی میری روح پرواز کر جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت سوید رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت سوید رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے سواریوں کے قریب پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے آنے کی آواز سنی تو آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہو گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ جب حضرت سوید رضی اللہ عنہ کو باقی مسلمانوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ اے سوید رضی اللہ عنہ! کیسے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند مقام و مرتبہ عطا فرمائے اور ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کو سچ کر دکھایا۔

اے امیر! وہ دیکھیں حور مجھ کو آواز دے رہی ہے۔ مجھ کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے شہادت کے منصب پر فائز ہو گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صبح ہونے سے پہلے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو دفنا دیا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے حملے کے متعلق اطلاع ملی جو آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر اچانک حملہ کر دیا تھا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو

اس سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی غیبی امداد ہے۔

مسلمانوں کی شب بیداری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس جنگ میں مسلمانوں نے قرآن کریم کی تلاوت اور قیام کی حالت میں رات گزار دی اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی امداد کی دعائیں کرتے رہے۔

باہان اور اس کی قوم کی حالت زار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رہے باہان تو جب وہ اپنے لشکر کے پاس لوٹا تو اس کے سردار، پادری اور جاسوس وغیرہ اس کے پاس جمع ہوئے۔ باہان کے لئے کھانا لایا گیا اور دستر خوان لگا دیا گیا مگر بادشاہ نے کوئی چیز نہ کھائی۔ اس کے دماغ میں سردار کا خواب گھومتا رہا۔ جس نے باہان کو بے قرار کر رکھا تھا۔ کبھی کبھی باہان کے دل میں یہ بات بھی آتی کہ وہ جنگ کو چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اور جزیہ ادا کرتے رہے۔ مگر پھر اس کے دل میں خیال آتا کہ اس طرح تو وہ مغلوب ہو کر رہ جائے گا اور آج لوگ اس کے ماتحت ہیں اور کل وہ خود کسی کے ماتحت ہوگا۔

تمام سرداروں، پادریوں اور جاسوسوں نے باہان سے پوچھا۔ آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر آپ جنگ میں قتل ہونے والے کے بارے میں افسردہ ہیں یا اس کے علاوہ کوئی جنگی معاملات کے وجہ سے آپ پریشانی کا شکار ہیں۔ آپ اس پریشانی سے کیوں گھبرا رہے ہیں؟ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے، یہ کھیل کا حصہ ہے۔ آج کسی کی جیت ہوئی تو کل کسی اور کی جیت ہوگی۔ اے بادشاہ! قوم نے اب اتحاد کر لیا ہے اور وہ مل کر یکبارگی حملہ کرنا چاہتی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس حملے کے بعد مسلمانوں کا کوئی فوجی بھی بچ کر نہیں جائے گا۔

باہان نے کہا: تمہارے ذلیل ورسوا ہونے اور غیبی مدد نہ پانے کی وجہ سے جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ تم نے اپنے دینی احکامات پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ ان میں تبدیل کر دی ہے۔ تمہاری سلطنتوں میں بغاوتیں ہو گئی ہیں۔ یہی وہ وجہ ہے کہ عرب تم پر غالب آ رہے ہیں۔

رومی سردار کے ظلم کی داستان

باہان نے جب ان کے ظلم وزیادتی کا ذکر کیا تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے بادشاہ! خدا تیرے عمر لمبی کرے۔ میں بھی آپ کے دین، دینِ مسیح علیہ السلام کا ماننے والا ہوں۔ میرے پاس ایک سو بکریاں تھیں۔ میرا ایک بیٹا تھا جو ان بکریوں کو چرایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے قوم کے ایک سردار نے ان پر حملہ کر دیا اور ضرورت کے مطابق بکریاں اٹھا لیں اور جو بکریاں باقی بچ گئیں تو وہ اس کے ساتھیوں نے اٹھا لیں۔ میری بیوی اس سردار کے پاس گئی اور شکایت کی، اور بکریوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ سردار نے میری بیوی کو دیکھا تو وہ اس کو محل کے اندر لے گئے اور وہاں روک لیا۔ جب کافی دیر گزری تو میرا بیٹا پریشان ہو کر محل میں چلا گیا تو اس نے دیکھا کہ سردار اس کی ماں سے بدکاری کر رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی میرے بیٹے نے چیخ ماری جس پر سردار نے

میرے بیٹے کی آواز سنتے ہی اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ سردار کا حکم سنتے ہی اس کے غلاموں نے میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ پھر میں اس سردار کے پاس اپنے بیٹے اور بیوی کی شکایت لے کر گیا تو اس نے مجھ کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ سردار کا حکم سنتے ہی مجھ پر تلوار کا وار کیا گیا تو میں نے اپنے بازو آگے کر دیا تو وہ تلوار کا وار لگنے سے کٹ گیا۔ پھر اس شخص نے ہاتھ باہر نکالا اور باہان کو دکھایا اور وہ بازو حقیقت میں کٹا ہوا تھا۔

راوی کا کہنا ہے: یہ دیکھ کر باہان غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور اس مظلوم سے کہا: کیا تم اس سردار کو پہچانتے ہو جس نے تمہارے ساتھ یہ ظلم وزیادتی کی تھی؟

اس شخص نے انگلی سے اشارہ کیا اور کہا: فلاں شخص ہے وہ سردار ہے۔ باہان نے اس سردار کی طرف غصے بھری نگاہوں سے دیکھا۔ راوی کا کہنا ہے۔ بادشاہ نے جب اس سردار کی طرف دیکھا تو وہ بھی بہت غصے میں آ گیا۔ اس نے بادشاہ کے سامنے کسی قسم کی رسوائی برداشت نہ کرتے ہوئے آگے بڑھا اس کے ساتھ چند سردار بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ شکایت کرنے والے کو قریب پہنچ کر اس کو قتل کر دیا۔

اس کاروائی کے بعد باہان کا غصہ شدت اختیار کر گیا۔ اور کہا: خدا کرے سب ہلاک ہو جاؤ، مسیح علیہ السلام کی قسم! تم ضرور رسوا ہو گئے۔ تم لوگ اتنا ظلم کرتے ہو اور ساتھ مدد خداوندی کی امید بھی رکھتے ہو۔ تم کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کل کیا منہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں جاؤ گے۔ قصاص کا تم کو بالکل کوئی خوف نہیں ہے اللہ تم لوگوں سے ضرور انتقام لے گا۔ یہ جاہ ومنزلت تم سے چھین کر کسی ایسی قوم کو دے گا جو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" پر عمل درآمد کرنے والے ہوں۔

اللہ کی قسم! اس قدر ذلیل حرکت کر کے تم میرے نزدیک کتے کی طرح ہو۔ تم عنقریب اس کئے کا بدلہ چکانا پڑے گا۔ میرے پاس سے دفع ہو جاؤ اور جہاں چاہتے ہو چلے جاؤ۔

باہان بادشاہ یہ کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جب وہ تمام لوگوں سے ایک طرف چلا گیا تو ایک سردار بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس نے کہا: مسلمانوں کے متعلق جو آپ کہتے ہیں میرا بھی وہی خیال ہے کہ ہم ان پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ بادشاہ نے کہا: میرے بات غور سے سنو! میں نے رات کو خواب میں دیکھا: "آسمان سے کچھ افراد اتر رہے ہیں جو ترکی نسل کے گھوڑوں پر سوار ہیں اور وہ مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کے لئے ان کو گھیرتے جا رہے ہیں ہم لوگوں نے اپنی صفیں بنائیں ہی اور ان کے سامنے کھڑے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے جو بھی ان کے مقابلے میں جاتا ہے وہ اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے ہمارے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا۔"

اس سردار نے بھی وہی بات سنائی جو اس سے پہلے باہان نے کسی اور سردار سے سنی تھی۔ باہان یہ سن کر اور بھی پریشان ہو گیا اور ساری رات اس خواب کے متعلق غور وفکر میں مبتلا رہا اور مسلمانوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اس کے متعلق سوچتا رہا۔

جنگ کا دوسرا دن

صبح ہوئی تو مسلمانوں نے اپنی صفوں کو درست کیا اور رومی فوج کی طرف دیکھنا شروع کر دیا لیکن رومی فوج کی طرف سے

تاخیر ہوتی رہی اور وہ پیش قدمی کے لئے آگے نہ بڑھے۔ مسلمانوں نے محسوس کرلیا کہ ضرور کوئی مسئلہ ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور پیش قدمی نہ کرو۔ اس لئے کہ بغاوت کرنے والے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں۔

رومی فوج کے چاروں بادشاہ (قناطیر، دیرجان، جرجیر اور قورین) اکٹھے ہوئے اور باہان کے پاس گئے۔ کیونکہ یہ تمام کے تمام باہان سے حکم نامہ لے کر ہی کچھ کرسکتے تھے۔ انہوں نے باہان کو کہا کہ ہم کو اجازت دے کہ ہم میدان جنگ میں جائیں۔

باہان نے کہا: میں ظالموں کے ساتھ مل کر کیسے جنگ کرسکتا ہوں؟ اگر تم اپنے آپ و شرع احکامات سے آزاد سمجھتے ہو تو جاؤ اور جنگ کرو اور اپنی سلطنتوں اور حریموں کا دفاع کرو۔

باہان کی باتیں سن کر انہوں نے کہا: ہم جنگ کرنا چاہتے ہیں اور بس۔ مسیح علیہ السلام کی قسم! ہم لوگ جب تک مسلمانوں کو شام کے علاقوں سے نکال نہ دیں گے ہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اور ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں۔ یا تو ہم ان کو قتل کردیں اور پھر وہ ہم کو قتل کردیں۔ آپ ہماری بات پر یقین رکھتے ہوئے ہماری بات مانیں اور ہمارے ساتھ تعاون کریں اور آپ جنگ کا ارادہ کرلیں اور ہم میں سے ہر ایک کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بھیجیں اور دیکھیں کہ کون زیادہ طاقت ور ہے اور میدان جنگ سے مسلمانوں کا صفایا کون کرتا ہے؟ اس طرح ہم اپنے اہل وعیال، اپنے بچوں اور اپنے مال کا تحفظ بھی کریں گے اور ہم عربوں کو ان کے مقامات پر چھوڑ کر آئیں گے اور انہیں اپنے علاقوں سے نکال کر ان کے علاقوں تک بھگا آئیں گے۔

آپ دیکھیں گے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا فیصلہ صرف ایک یا دو دن میں ہوجائے گا۔

باہان نے جب یہ سنا تو کہا: اللہ تعالیٰ کی تم پر لعنت ہو۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ اگر تم یہی کہتے ہو تو ٹھیک ہے تم لوگ کچھ دن رک جاؤ اور میں ہرقل بادشاہ کو حالات سے آگاہ کرتا ہوں اور پھر جو وہ حکم دے اس کے مطابق عمل کریں گے۔

اس کے بعد باہان نے ہرقل بادشاہ کو ایک خط لکھا اس خط میں یہ تحریر کیا:

أما بعد فأسأل الله لك أيها الملك ولجيشك النصر ولاهل سلطانك العز والنصر وإنك بعثتني فيما لا يحصى من العدد وإني قدمت على هؤلاء العرب فنزلت بساحتهم وأطمعتهم فلم يطمعوا وسألتهم الصلح فلم يقبلوا وجعلت لهم جعلا على أن ينصرفوا فلم يفعلوا وقد فزع جند الملك منهم فزعا شديدا وإني خشيت أن يكون الفشل قد عمهم والرعب قد دخل في قلوبهم وذلك لكثرة الظلم فيهم وقد جمعت ذوي الرأي من أصحابي وذوي النصيحة للملك وقد أجمع رأينا على النهوض إليهم جميعا في يوم واحد ولا نزايلهم حتى يحكم الله بيننا فإن اظهر الله عدونا علينا فارض بقضاء الله واعلم أن الدنيا زائلة عنك فلا تأسف على ما فات منها ولا تغتبط منها بشيء في يدك والحق بمعاقلك وبدار ملكك بالقسطنطينية وأحسن إلى رعيتك يحسن الله إليك وارحم ترحم وتواضع لله يرفعك الله فإنه لا يحب المتكبرين ولقد عملت حيلة في احضار أميرهم خالد ومنيته ورغبته فما

أجاب و رأيته على الحق مقيما فأردت أن أفتك به وأمكر فخفت عاقبة المكر والغدر وما نصر هؤلاء إلا بالعدل واتباع الحق بينهم والسلام

از یں بعد: میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی مدد کرے اور آپ کی سلطنت والوں کی بھی حفاظت کرے۔ آپ نے مجھ کو لاتعداد افراد دے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ جب میں ان کے مقابلے کو پہنچا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور ان سے صلح کا مطالبہ کیا اور یہاں تک ہو سکا ان کو لالچ دیا لیکن وہ کسی لالچ میں نہ آئے۔ میں نے صلح کرنے کا کہا تو انہوں نے میرا مطالبہ مجھ کو واپس کر دیا۔ میں نے ان کے واپس چلے جانے کا ہر حربہ استعمال کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

اے بادشاہ سلامت! ہمارا لشکر ان سے بہت خوفزدہ ہو چکا ہے۔ مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں ہمارے لوگ ہمت نہ ہار جائیں۔ اور ہم ناکام نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کا رعب و دبدبہ ہمارے لشکر کے دلوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری قوم کے اندر ظلم عام ہو چکا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے اصحابِ رائے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا کہ جنگی اقدامات کیا کئے جائیں۔؟ تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم لوگ مل کر یک بارگی حملہ کر دیتے ہیں اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کر دے۔

اے بادشاہِ سلامت! اگر دشمن ہم پر غالب آ گیا تو یہ اللہ کی رضا ہو گی آپ بھی اس سے راضی رہئے گا۔ جناب کو معلوم ہے کہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور جو کچھ کھو جائے اس پر افسوس نہ کیجئے۔ اور جو ہاتھوں میں ہے اس کو مزید بڑھانے کی کوشش نہ کیجئے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے ملک قسطنطنیہ میں آ جائیں اور اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اس طرح اللہ بھی آپ کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرے گا۔ اگر آپ رحم کریں گے تو آپ پر بھی رحم کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع اختیار کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا از اس لئے کہ وہ تکبر کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

میں نے خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حیلہ بازی سے کام لیا اور اس کو رغبت دی کہ کسی طرح وہ میرے جال میں پھنس جائے۔ مگر اس نے میری کسی بات کو اہمیت ہی نہ دی۔ میں نے دیکھا کہ وہ حق پر قائم رہا۔ میں نے اس کے ساتھ دھوکا کرنے کا ارادہ کیا مگر دھوکے اور غداری کے انجام کا خوف کھاتے ہوئے رک گیا۔ ان کی مدد صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ ان میں عدل و انصاف اور حق کی اتباع موجود ہے۔ آپس میں سلامتی کے خواہاں ہیں۔ والسلام

باہان نے خط لپیٹا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک سردار کو دے کر ہرقل بادشاہ کی طرف بھیج دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان پہلے دن کی جنگ کے بعد سات دن یوں ہی رکا رہا۔ نہ تو مسلمانوں نے پیش قدمی کی

اور نہ رومی مقابلے کے لئے نکلے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے جاسوس

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک جاسوس کو بلایا اور اس کو فرمایا: جاؤ جا کر دیکھو کہ آخر کیا وجہ ہے کہ رومی اس قدر تاخیر کیوں کر رہے ہیں؟ جاسوس سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے احکام سننے کے بعد چلا گیا اور ایک دن اور ایک رات غائب رہا۔ پھر واپس آیا اور اس نے بتایا کہ باہان نے ہرقل بادشاہ کے نام خط لکھا ہے اور اس کے جواب کا اب انتظار کر رہا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: باہان کی تاخیر کی وجہ یہی ہے کہ ہمارا خوف ان رومیوں کے دلوں میں گھر کر چکا ہے۔ اے امیر! آپ میرے ساتھ لشکر بھیجیں تا کہ میں ان تمام کا کام تمام کر دوں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جواب میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خالد! جلد بازی سے کام نہ لو کیونکہ جلد بازی شیطانی عمل ہے۔

مسلمانوں کے لشکر میں رومیوں کے جاسوس

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ چونکہ نرم طبیعت کے مالک تھے اور نرمی کرنا آپ کو پسند تھا۔ جب آٹھواں دن ہوا تو باہان نے دیکھا کہ مسلمان بھی اب بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ اس کو یقین ہو گیا کہ مسلمان اس پر حملہ نہیں کریں گے۔ باہان نے نصرانی عرب باشندوں کو بلوایا اور ان سے کہا کہ عربوں کے لشکر میں جاؤ اور ان کے خفیہ حالات سے معلومات حاصل کرو۔ اور مجھ کو اس کے بارے میں آگاہ کرو۔ باہان نے جاسوس کو سختی سے ہدایت دی کہ وہ اچھی طرح دیکھ کر آئیں کہ ان کا آئندہ کیا ارادہ ہے۔ باہان کا حکم سنتے ہی وہ عربی باشندہ جس کا تعلق لخم قبیلہ سے تھا نکلا اور مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا۔ ایک دن اور ایک رات مسلمانوں کے لشکر کے اردگرد چکر لگاتا رہا کسی مسلمان نے اس کو کچھ نہ کہا۔

مسلمانوں کے متعلق روم کی جاسوس کے تاثرات

باہان کے جاسوس نے دیکھا کہ مسلمان بہت امن پسند ہیں اور ان کی طبیعتوں میں تو صرف اصلاح کا پہلو ہے۔ نماز کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت اور تسبیح کا ورد ان کا معمول ہے۔ ان میں باہمی دشمنی اور عداوت، ظلم و زیادتی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک دوسرے کا حق مارتے ہیں نہ کسی پر زیادتی کرتے ہیں۔ آخر وہ جاسوس اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تشریف فرماتے۔ اس نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا جو عربوں میں سب سے زیادہ کمزور تھے۔ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتے اور کبھی اس جگہ سو جاتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ وضو کرتے اور مسلمان اذانیں دیتے اس کے بعد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے۔ اس جاسوس جس کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا نے مسلمانوں کو دیکھا کہ ان کا ہر کام حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔ جاسوس نے یہ سب کچھ دیکھا تو دل ہی دل میں کہا: یہی عمدہ اطاعت ہے میرے خیال میں اس لئے ان کی غیبی مدد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ جاسوس واپس لوٹ گیا۔ اور باہان کو بتایا جو اس نے مسلمانوں میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا: اے بادشاہ! میں ایسی قوم سے ہو کر آیا ہوں جو دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت

میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ یہ لوگ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی راتیں زہد وعبادت میں اور دن جہاد میں گزرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی چوری کرے تو چھوٹے بڑے کی تمیز کئے بغیر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شادی شدہ مرد زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیتے ہیں۔

ان کی نفسیاتی خواہشات حق پر غالب نہیں آتی بلکہ ہمیشہ حق ان کی خواہشات پر غالب آجاتا ہے۔ ان کا امیر ان سے زیادہ کمزور ہے مگر اس کے باوجود تمام کے تمام اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگر وہ کھڑا ہو تو سب اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ بیٹھ جائے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کے امیر نے انہیں جنگ کرنے سے روک رکھا ہے۔ ان کی دلی مراد اور آخری خواہش شہادت ہے۔ وہ صرف بغاوت سے اجتناب کرتے ہیں اس لئے وہ جنگ سے تاخیر کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بغاوت کی ابتداء ہماری طرف سے نہ ہو۔

مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ایک اور سازش

باہان نے کہا: اسی وجہ سے اس قوم کی غیبی مدد کی جاتی ہے۔ مگر اب میں ان کے ساتھ ایک دھوکہ کرنے جارہا ہوں۔ جاسوس نے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ حیلہ بازی سے کام لیں گے؟

باہان نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ مسلمان حملے کی ابتداء نہیں کریں گے۔ کیا ان کا یہ خیال نہیں کہ جنگ کی ابتداء بھی ہماری طرف سے ہو اور بغاوت بھی ہماری طرف سے ہو۔؟

جاسوس نے کہا: جی ہاں۔ ایسا ہی ہے۔

باہان نے کہا: میں اب جنگ میں جلدی نہیں کروں گا اور جنگ کی تاخیر کو طول دوں گا اور جب مسلمان غافل ہو جائیں گے تو اس وقت ان پر حملہ کروں گا۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہم کامیاب ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں: اس کے بعد باہان نے چاروں سرداروں کو بلایا اور ان کے لئے خاص قسم کے نشانات اور صلیب بنانے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ ایک سو ساٹھ صلیبیں تیار کی گئیں۔ ہر صلیب کے تحت دس ہزار فوجی متعین کئے گئے۔ پہلی صلیب قناطیر کے سپرد کر کے دس ہزار سپاہی اس کی قیادت میں دے دیئے گئے۔ اس کے بعد باہان نے اس کو میمنہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔

دوسری صلیب دیرجان کے حوالے کی اور اس کی قیادت میں ارمن، مجد، نوبہ، روسیہ اور صقالیہ کے قبائل کے سپاہی دیئے۔ اس کے بعد ایک صلیب ہرقل بادشاہ کے بھتیجے کو دی گئی اور اس کو افرنج، ہرقلیہ، قیاصرہ، یرفل، دوقس کے قبائل اس کی قیادت میں دے دیا۔ ایک صلیب جبلہ بن ایہم کے حوالے کی اور اس کے ساتھ قبیلہ غسان، لخم اور جذام اور رغبہ کے لوگ ان کی قیادت میں دیئے۔ باہان نے کہا: تم فوج کے ہراول دستے کے طور پر آگے آگے رہو گے۔ کیونکہ تم عربی ہو اور تمہارا دشمن بھی عربی ہے۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ بعد ازاں لشکر میں جھنڈے تقسیم کر دیئے گئے۔ ابھی صبح اچھی طرح نہیں ہوئی تھی اور صبح کی پو پھوٹی ہی تھی کہ لشکر نے تیار کر لی لے، اسلحہ تیار کر لیا اور صف بندی بھی کر لی۔ اس کے بعد باہان نے حکم دیا کہ یرموک کے میدان میں ایک طرف چوٹی پر خیمہ لگا جائے تا کہ یہ لوگ وہاں رہ کر دونوں لشکروں کے حالات دیکھیں۔ خیمہ کے دائیں جانب اسلحہ سے مسلحہ

چاک و چوبند، ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ اسی طرح بائیں جانب بھی ملیکہ اور اصحاب سریر کا ایک ہزار فوجی دستہ متعین کیا۔ ان کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح بیدار مغزی کا مظاہرہ کریں۔

باہان نے کہا: ہمارا یہ حملہ عربوں پر گراں گزرے گا کیونکہ تم لوگ مکمل تیار ہو اور ان کو اس کی خبر تک نہیں ہے۔ وہ اس طرح اسلحہ تیار کئے ہوئے ہیں۔ سورج نکلتے ہی جب تم مسلمانوں کو اسلحہ سے خالی دیکھو تو ہر طرف سے ان پر حملہ کر دو۔ وہ ہمارے مقابلے میں سیاہ بیل میں سفید تل کی مانند ہیں۔

رومیوں کی مکاری سے مسلمان بے خبر

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسی طرح ایاد بن غالب حمیری سے سنا جو بیان کر دیا ہے۔ ان کا شمار بڑی عمر کے لوگوں میں ہوتا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے جواد بن اسد سکاسکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد اسد بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ جب فجر طلوع ہوئی اور موذن نے اذان دی تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ مسلمانوں کو باہان کی فریب کاری کے متعلق کوئی علم نہ تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں "وَالْفَجْرِ۝وَلَيَالٍ عَشْرٍ" کی تلاوت کی اور اس میں جب آپ رضی اللہ عنہ "إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ" (بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں) پر پہنچے تو ہاتف سے آواز آئی۔ مسلمان نماز میں ہی تھے کہ کہنے والے نے کہا: تمہاری قوم کامیاب ہوگی۔ رب کی عزت کی قسم! ان کا فریب انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی زبان پر بشارت کی آیات جاری

راوی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر آیت اسی لئے جاری کی تھی تاکہ ان کو بشارت مل جائے۔

مسلمانوں نے جب غیبی آواز سنی تو تعجب کیا۔ جب دوسری رکعت میں آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ الشمس "وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا" کی تلاوت کی۔ جب آپ نے آیت "فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا۝وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا" (تو ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب تباہی ڈال کر وہ بستی برابر کر دی اور اس کے پیچھا کرنے اسے خوف نہیں) کی تلاوت کی تو اچانک غیب سے پھر آواز آئی "فال مکمل ہوئی، رزدرست ہوئی، یہی مدد کی علامت ہے"

غیبی آواز سے بشارت

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا:

"اے مسلمانو! کیا تم لوگوں نے کوئی غیبی آواز سنی؟ انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں! ہم بھی سن چکے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی غیبی امداد کی علامت ہے۔ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد ونصرت کی خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا۔ اب ان رومیوں پر عذاب نازل فرمائے گا جس طرح پہلی امتوں پر نازل فرمایا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خواب

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرمایا: اے مسلمانو! میں نے رات کو خواب دیکھا کہ دشمنوں کے خلاف ملاء اعلیٰ کی طرف سے نصرت ومغفرت کی علامات دیکھیں تھیں۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: جو کچھ امیر نے دیکھا اس سے اللہ تعالیٰ آپ کی شان وشوکت میں اضافہ کرے۔ اے امیر! آپ نے خواب میں کیا دیکھا؟

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ میرے سامنے رومی لشکر کھڑا ہے، اچانک ہمارے اردگرد کچھ لوگ آ کر کھڑے ہونے لگے گویا کہ بطور نگہبان ہمارا گھیرا کر رہے تھے۔ ان کے کپڑے نہایت سفید تھے میں نے اتنے سفید کپڑے پہلے کبھی نہیں دیکھے ہوں گے۔ کیونکہ ان کی سفید سے اس قدر روشنی اور نور نکل رہا تھا کہ دیکھنے سے آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ ان کے سروں پر سبز رنگ کے عمامے اور ہاتھوں میں زرد رنگ کے جھنڈے تھے۔ چاک وچوبند گھوڑوں پر سوار تھے جن انہوں نے مجھ کو ہر طرف سے گھیر لیا تو کہا: اپنے دشمن کی طرف بڑھو۔ اور خوف زدہ نہ ہو۔ پھر وہ اسلامی لشکر میں داخل ہوئے، انہوں نے مسلمانوں کو جام پلانے شروع کر دیئے گویا وہ شرابِ طہور تھی۔ میں نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ رومی لشکر میں جا گھسا۔ جب رومیوں نے ہماری طرف دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے اس طرح وہ بزدلی کا مظاہرہ کر کے ناکام ونامراد ہو گئے۔

ایک اور خواب

خواب کے سننے کے بعد مسلمانوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے امیر! آپ کو نیک بختی مبارک ہو۔ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھ کو نیک بخت کرے تو نے کیا دیکھا ہے؟

اس شخص نے کہا: اے امیر! میں نے خواب میں دیکھا ہے ہم لوگ دشمن کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں اور ان کی صفوں میں جا ملے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آسمان سے سفید رنگ کے پرندے اتر رہے تھے۔ جن کے پر سبز رنگ کے ہیں ان کا رنگ نہایت خوبصورت ہے، انہوں نے عقابوں کی طرح رومیوں کو نوچنا شروع کر دیا۔ وہ جس شخص کو بھی چونچ لگاتے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جا کر جا گرتا۔

خوابوں کے سننے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

کہتے ہیں: یہ دونوں خواب سن کر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے تم کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو بے خوف کر دیا ہے۔ اور اپنی مدد عطا فرمادی ہے۔ یقیناً وہ فرشتے ہی تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اترے ہیں جو جنگِ بدر میں بھی ہماری امداد کو اترے تھے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ خواب سن کر فرمایا: یہ تو بہت عمدہ اور اچھا خواب ہے اور حق ہے۔ اس کی تعبیر یہی ہے کہ دشمنوں کے خلاف آپ کی مدد کی جائے گی۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے امداد ونصرت کی امید رکھتا ہوں اور اہل تقویٰ کے لئے اچھے

انجام کی امید رکھتا ہوں۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر عرض کی: اے امیر! اگر یہ سب کچھ حق ہے تو پھر ان رومیوں کو چھوڑ کر یہاں رکنا جنگ کے لئے ان کی طرف سے ابتداء کا انتظار کرنا یہ سب کیا ہے؟ ہمارے اس طرح لمبا انتظار کرنے سے وہ کوئی چال تیار کر رہے ہیں کہ جس میں ہم کو وہ پھنسانا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان کی طرف سے اچانک ٹوٹ پڑنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں تک فریب کاری کا تعلق ہے تمہاری بات اس گمان کے قریب جاتی ہے کہ وہ تاخیر کرنے میں ضرور کوئی نیا فریب کرنے کا سوچ رہے ہوں گے۔

رومی افواج کی پیش قدمی

حضرت سعید بن رفاعہ حمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک مسلمانوں کی طرف سے آواز بلند ہونے لگیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سے یہ شور بلند ہو رہا تھا۔ ہر شخص یہی کہہ رہا تھا کہ ''رومی فوج آ رہی ہے'' اسلحہ تیار کرلو۔'' یہ آوازیں ہم تک بھی پہنچنے لگیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ لوگ ابھی تک نماز کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ کھڑے ہو کر حالات معلوم کرنے لگے۔ اس رات حضرت سعید بن زید اور عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ کو لشکر کی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور ''تیار ہو جاؤ اور تیار ہو جاؤ'' کی آواز لگا رہے تھے۔ یہ آوازیں لگاتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک نصرانی عربی بھی تھا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے امیر! باہان بادشاہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف پیش قدمی کرنے والا ہے۔ اس نے اپنا لشکر تیار کرلیا ہے اور صف بندی کر کے ہمارے طرف نکلنے کا حکم مل چکا ہے۔ وہ جنگی ہتھیاروں سے پوری طرح لیس ہے۔ جب کہ ہم نے ابھی کسی قسم کی تیاری نہیں کی۔ اور یہ جو شخص آپ میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی رغبت رکھتے ہوئے ہماری طرف سے آیا ہے۔

ہماری طرف سے اب تک کسی قسم کی کوئی تیاری نہیں ہے۔ اور یہ جو شخص آپ میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں یہ شخص اسلام کی طرف رغبت رکھتے ہوئے ہمارے پاس آیا۔ رومیوں کے برے کردار کا یہ ستایا ہوا انسان ہے۔ اس نے بتایا کہ باہان رومی قبائل کے سرداروں کو لے کر پیش قدمی کر رہا ہے۔ ان سب کا اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ ہر بادشاہ اپنی اپنی فوج باری باری لے کر ہمارے مقابلے کے لئے آئے گا اور اس سے وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون بادشاہ سب سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرے گا۔؟

رومیوں کے جھنڈے مسلمانوں کو نظر آ رہے تھے جو نوجوان ان کی طرف بڑھ رہے تھے صلیب کے نشانات بھی دکھائے دینے لگے۔ آپ نے یہ دیکھا تو ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پڑھا۔

مسلم فوج کی جنگی تیاری

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! میں حاضر ہوں۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! مسلمانوں کی حفاظت کرو اور دشمن سے ان کا دفاع کرو۔ مسلمان ابھی سے اپنی صفیں سیدھی کرلیں اور جنگی آلات سے تیار ہو جائیں۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں یہ کہا اور کھڑے ہو گئے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکارا: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت ربیعہ بن عامر کہاں ہیں؟ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت میسرہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟۔ حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟۔ حضرت صخر بن حرب اموی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عمار دوسی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت خانم غنوی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟، حضرت ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟۔

اسی طرح حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلاتے رہے۔ ان میں سے ہر صحابی بذات خود ایک لشکر تھا۔ یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد میدان جنگ کی طرف رخ کیا۔ دوسری طرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ صفیں مرتب کرنے لگے اور ان کو تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عورتوں کے لئے احکامات

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر! آپ عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اوپر والے ٹیلے پر چلے جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، تمہاری بات صحیح ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمان خواتین کو ٹیلے پر چلے جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے امیر کا حکم سنا تو ٹیلے کی طرف چلی گئیں۔ اس طرح ان کی عزت اور ان کی اولاد، بیٹے، بیٹیاں محفوظ ہو گئے۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ خیموں کے میخیں اکھاڑ کر اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ ادھر ادھر سے پتھر اٹھا کر اپنے پاس جمع کرلیں۔ اور اہل ایمان والوں کو جنگ پر ابھاریں اگر تو ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی جگہ پر ہی ٹھہری رہنا اور اگر تم مسلمانوں میں کسی کو بزدلی دکھا کر بھاگتا دیکھو تو اس کو میخیں مارنا اور پتھر اٹھا کر اسے مارنا، اس کے علاوہ اپنے بچوں کو میدان جنگ کا منظر دکھا کر انہیں بھی جنگ میں حصہ لینے کی عادت ڈالو اور ان سے کہو۔" تم بھی اپنے اہل اور دین اسلام کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے لڑو۔"

مسلم خواتین نے جواب دیا:" ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی باتوں پر عمل ہوگا۔ آپ بے فکر رہیے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خواتین کو ٹیلے سے محفوظ کر کے دوبارہ لشکر کے پاس آئے اور لوگوں کو جنگ کی طرف نکالنا شروع کیا۔ میمنہ اور میسرہ اور قلب کی جگہوں کو بھی اچھی طرح مرتب کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ دائیں بائیں، دونوں طرف فوجی دستے مامور کر لئے گئے۔ علم بردار آگے آگے تھے۔ مہاجرین کے جھنڈے کے رنگ زرد تھا۔ اس

میں سفید اور سبز اور سیاہ رنگ کی آمیزش بھی پائی جاتی تھی۔

ہر قبیلے کا جھنڈا الگ رنگ کا تھا۔ مہاجرین وانصار کو لشکر کے درمیان متعین کیا۔ اور اس کے بعد مسلمان اسلحہ سے لیس ہو کر میدان جنگ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ ان کو تین حصوں تقسیم کیا گیا۔

ایک صف میں اہل یمن کے پیادہ صحابی رضی اللہ عنہم تھے۔ اور ایک صف میں گھوڑ اسوار تھے۔ گھوڑ سواروں کی پھر تین صفیں بنائی گئیں، ان میں سے ہر صف میں ایک ایک امیر متعین کیا۔

پہلی صف میں گھوڑ سوار تھے۔ گھوڑ سواروں کو پھر تین صفیں بنائیں۔ ان میں سے ہر صف میں ایک ایک امیر متعین کیا گیا۔

پہلی صف میں حضرت غیاث بن حرملہ عامری رضی اللہ عنہ دوسری صف میں حضرت مسلمہ بن سیف یربوعی رضی اللہ عنہ اور تیسری صف میں حضرت قنقان بن عمرو تیمی رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔

مسلمان اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے کھڑا ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جس جھنڈے کے نیچے کھڑے تھے۔ یہ وہی جھنڈا تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام روانہ ہوتے وقت ان کو دیا تھا۔ اور یہی وہ جھنڈا تھا جو جنگ خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر چلے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ''رایۃ العقاب'' نامی کالے رنگ کا جھنڈا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پیدل فوج پر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ فوج کے دائیں جانب حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جب کہ بائیں طرف حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی مقرر کیا۔ جب صفوں کو ترتیب دے لیا گیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جنگ پر ابھارتے ہوئے صفوں میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ آپ قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

''إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ'' (محمد: ۷)

(اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا)

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے مختلف خطابات

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! صبر کو اپنی جانوں پر لازم ٹھہرالو۔ کیونکہ صبر ہی میں نجات ہے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ تم صبر سے ہی دشمنوں کی صفوں کو بکھیر سکتے ہو اور ان کا قلع قمع کر سکتے ہو۔ اپنی صفوں کو کبھی نہ چھوڑنا اور اپنی نیتوں میں ذرہ بھر بھی فتور نہ آنے دینا۔ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ جنگ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ انہیں کی طرف سے شروع ہونی چاہیے۔

نیزے نکال کر سیدھے رکھنا اور خود کو ڈھالوں میں چھپائے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے علاوہ اپنی زبانوں کو خاموش رکھنا۔ ہر کام میں میرے حکم کا انتظار کرنا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ لشکر کے قلب میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آگے آئے۔ اور مجاہدوں کو جنگ پر برانگیختہ کرتے ہوئے ادھر ادھر چکر لگانے

لگے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے دین اسلام کے پیروکارو! اے حق وہدایت کی حمایت کرنے والو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، میری بات اچھی طرح سن لو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت ملتی ہے جب عمل اور نیت دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی کام کیا جائے۔ نافرمانیوں کی وجہ سے رحمت کی امید بھی نہیں کی جاسکتی۔ بغیر عمل کے کسی چیز کی آرزو، بیماری ہے۔ جنگ میں داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اعمال صالحہ کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور مغفرت، صابروں اور صدیقوں کو بھی ملا کرتی ہے۔ کیا تم لوگوں نے اللہ رب العزت کا یہ کام مبارک نہیں سنا؟۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

''وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ'' (النور:۵۵)

(اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی، اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں)

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے حیا کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ وہ تم لوگوں کو اپنے دشمن سے ڈر کر بھاگتا دیکھے۔ حالانکہ تم اس کے قبضہ قدرت میں ہو۔ اس کی بارگاہ کے علاوہ کوئی اور جائے پناہ نہیں ہے۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس طرح نصیحتیں کرتے ہوئے اپنی جگہ لوٹ آئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، اور صفوں کے درمیان چکر لگانے لگے۔ آپ اسلحے سے مکمل طور پر لیس تھے۔ گھوڑے پر سوار اپنے ہاتھوں میں تلواریں پکڑ رکھی تھیں۔ آپ نے بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی باتیں دہرائیں پھر واپس آ کر اپنی جگہ کھڑے ہوگئے۔

حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے آگے بڑھے اور صفوں کا چکر لگانا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی اسلحہ سے مسلح تھے۔ تلوار تھامے ہوئے، نیزہ سیدھے کئے ہوئے، گھوڑے پر سوار کر نصیحتیں کرنے لگے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے عرب کی محترم ہستیو! تم لوگ اپنے اہل وعیال اور اپنے وطن کو چھوڑ کر دیار غیر میں آ گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے نیزہ بازی دیکھ کر اور اپنی جانوں پر مسلسل ضربیں برداشت کر کے ہی نجات حاصل کرسکو گے۔ اس طرح کرنے سے تم اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرلو گے۔ اور تمہارا رب تم کو کامیابی وکامرانی کے سرفراز فرمائے گا۔

یاد رکھو! دیار غیر میں رہ کر یہی صبر آپ کو تمام مصائب کو دور کر دیتا ہے۔ اور اسی صبر کی بدولت ہم کو غم سے نجات ملتی ہے۔ لہٰذا

تم میدان جنگ میں صبر وصداقت کے جوہر دکھاؤ، صبر کرنے سے ہی مدد ملے گی۔ اگر تم صبر سے کام لو گے تو اس طرح تم کو کامیابی حاصل ہوگی۔ اور جب تم کامیابی حاصل کرو گے تو رومی ممالک کے تم مالک ہو گے۔ ان کے شہر تمہارے حکم کے مطابق چلیں گے۔ ان کی اولادیں اور عورتیں تمہاری غلام ہوں گی۔ اگر تم نے بزدلی کا مظاہر کیا اور پیٹھ پھیر گئے تو ان جنگلوں اور بیابانوں کے علاوہ تمہارے سامنے کچھ نہ ہوگا۔ ان جنگلوں اور بیابانوں کو تم بہت زیہادہ زادراہ اور بہت زیادہ میٹھے پانی کے بغیر طے نہیں کر سکتے۔

اے مسلمانو! اپنے شہروں، محلوں کی طرف ہرگز نہ پلٹنا اور دشمن کو روک لیا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر حق ادا کردو۔ مرت تو اٹل ہے جو ہر حال میں آئے گی۔

مسلم خواتین سے خطاب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسی طرح نصیحتیں کرتے ہوئے صفوں سے آگے نکل گئے اور خواتین کے پاس چلے گئے۔ خواتین ایک چوٹی پر قیام پذیر تھیں۔ ان خواتین میں مہاجرات، اور انصار خواتین شامل تھیں اور ان کے علاوہ چند خواتین اپنی اولاد کے ساتھ قیام پذیر تھیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں عقل اور دین کے معاملہ میں ناقص ہیں۔ مگر تم ان عورتوں میں سے ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی اور اپنی نیتوں کو ہر کام سے مقدم رکھا۔ اپنے شوہروں کو جنگ کرنے پر برانگیختہ کرنا اور جو ان میں فرار کی راہ اختیار کرنے کا ارادہ کرے تم ان کے چہروں پر پتھر مارنا اور اس طرح ان کے گھوڑوں کو خیموں سے اکھاڑی گئی میخیں مارنا اور اپنی اولاد کو دکھانا کہ کس طرح تمہارے شوہر (جو ان کی والد ہیں) بھاگ رہے ہیں یہاں تک کہ وہ واپس آجائیں۔

مسلم خواتین جنگ میں شرکت کے لئے تیار تھیں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ عورتوں کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ وہ بھی جنگ میں شرکت کے لئے مستعد تھیں۔ اور جنگی ترانے پڑھ رہی تھیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ "اے مسلمانوں کی جماعت! جس وقت کا تم انتظار کرتے رہے ہو وہ وقت آگیا ہے۔ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت ہے اور تمہارے پیچھے شیطان اور دوزخ ہے۔ باہان کا مکروفریب اور دھوکہ بازی تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

باہان کی فریب کی چال ناکام ہوگئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان کو اس چکی مکروفریب کی چال ذرا برابر بھی کام نہ آئی۔ وہ اپنی فوج کو لے کر مسلمانوں کی طرف چلا۔ جب رومیوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پانچ سو شہسواروں کے ہمراہ دیکھا تو ان میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی۔ اور وہ واپس پلٹ گئے اور اپنی صفوں میں جاکھڑے ہوئے۔ مسلمان اپنی اپنی صفوں میں موجود رہے اور ان کی صفوں میں کسی قسم کی کوئی ہلچل نہ تھی۔

باہان نے جب اپنی فوج میں خوف وہراس دیکھا تو کہا: تم کو لڑنے سے کس چیز نے روک دیا ہے۔؟ نکلو اور مسلمانوں پر

حملہ کردو۔

بیڑیوں میں جکڑے رومی سپاہی

باہان کا حکم سنتے ہی رومی مسلمانوں کی جانب پیش قدمی کرنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومی قوم کی شدت کو محسوس کیا۔ باہان نے اپنے بڑے بڑے سورماؤں سے تین ہزار کا انتخاب کیا اور ان کو میمنہ پر متعین کر دیا۔ تین ہزار سپاہی آگے بڑھے انہوں نے اپنے پیروں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں۔ ہر بیڑی میں دس افراد تھے۔ ان کا مقصد اپنی فوج کی حفاظت کرنا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، صلیب اور راہبوں، پادریوں اور چاروں کلیساؤں کی قسمیں اٹھائیں کی آخری سپاہی کے قتل ہونے تک میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب ان کی یہ حالت ملاحظہ کی تو اپنے پاس کھڑے ساتھیوں سے فرمایا: محسوس یوں ہوتا ہے کہ آج کا دن سخت دن ہوگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی۔

''اللھم أید المسلمین بالنصر''

اے اللہ! مدد و نصرت سے مسلمانوں کی مدد فرما۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سیدنا امیر معاویہ کو رومی لشکر کے متعلق آگاہ کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر لشکر اسلامی! رومی افواج نے اپنے آپ کو بیڑیوں میں جکڑ رکھا ہے اور دھاری دار تلواریں لے کر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج کی جنگ ہمارے نوجوانوں پر سخت ہوگی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں کو ہدایات دینا

اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا: ہمارا دشمن بھاری تعداد لے کر آچکا ہے۔ اب صبر کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوسلیمان! آئندہ کیا لائحہ عمل اپنایا جائے۔

اسلامی افواج کی حکمت عملی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان نے ان رومی فوجیوں کو آگے کیا جن کی طاقت اور بہادری ہر جگہ مسلم تھے اور وہ اپنے علاقے میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ ان کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ وہ اہلِ فروسیہ سے ہیں۔ جن کی جنگ کی قوت، طاقت و شجاعت مسلم تھی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی

جگہ پر تشریف لے جائیں اور ان کو اپنی جگہ پر بھیج دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو سو یا تین سو سپاہی رکھ لیں۔ جب مسلمانوں کو اس بات کا علم ہوگا تو اول تو وہ اللہ تعالیٰ اور پھر آپ رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے پیچھے ہیں جائیں گے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو پسند کیا اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دس افراد میں سے ایک تھے جن کو دنیا میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی جگہ پر مقرر کیا پھر دو سو یمنی شہسواروں کا انتخاب کیا جن میں مہاجرین وانصر تھے آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بالکل لشکر کے پیچھے آخر میں تشریف لے گئے۔

قبیلہ ازد کے نوجوان کا میدان میں نکلنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ورقہ بن مہلہل تنوخی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جو یرموک کی جنگ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: یرموک کی جنگ میں جکڑے ہوئے رومی سپاہیوں کے خلاف سب سے پہلے قبیلہ ازد کے ایک نوجوان نے میدان میں نکلنے کی خواہش کا اظہار کیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! میں اپنے دل کے درد کے سکون کی دعا کا متلاشی ہوں۔ میری خواہش ہے کہ اپنے اور دین اسلام کے دشمنوں سے جہاد کروں اور خود کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دوں۔ شاہد کہ میری اس خواہش سے مجھ کو شہادت کا منصب نصیب ہو جائے۔

اے امیر لشکر اسلامی! کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھ کو اس کی اجازت دیتے ہیں؟ اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کوئی حاجت ہو تو بتا دیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی حاجت پیش کر دوں گا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا وعدہ پورا کر دیا

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کی باتیں سنیں تو رو پڑے اور فرمایا: اے نوجوان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں میرا اسلام عرض کرنا اور عرض کرنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے اجازت اور پیغام ملنے کے بعد وہ نوجوان اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میدان جنگ میں بے خطر کود پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک رومی آگے آیا وہ رومی سبزی مائل گھوڑے پر سوار تھا۔ جب ازدی نوجوان نے رومی شہسوار کو دیکھا تو اس کی جانب لپکے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیا اور جب رومی کے قریب پہنچے تو یہ اشعار پڑھے۔

لا بد من طعن وضرب صائب — بکل لدن وحسام قاضب

عسى أنال الفوز بالمواهب — في جنة الفردوس والمراتب

نیزہ بازی، تلوار زنی، ہر نیزے اور دھاری دار تلوار کے ساتھ ضروری ہے۔ شاید کہ عطیات الہٰی کے ساتھ جنت الفردوس اور اعلیٰ مرتبے حاصل کر کے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو جاؤں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اشعار کہنے کے بعد دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ ازدی نوجوان نے آگے بڑھ کر

نیزے کے ایک ہی وار سے اس رومی کو واصل جہنم کر دیا۔ نوجوان نے رومی شہسوار کو قتل کرنے کے بعد اس کا سامان اور گھوڑا لیا اور اپنے ایک ساتھی کے سپرد کر کے دوبارہ میدان جنگ میں اایا۔ آپ کے مقابلے میں دوسرا رومی آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد تیسرا آیا اس کو بھی پہلے لوگوں کے ساتھ ملا دیا۔ پھر چوتھا آیا اس کو بھی فی النار کر دیا۔ پھر پانچواں رومی نکلا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کا مقابلہ نہ کر پائے اور اس رومی نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

قبیلہ ازد کے نوجوانوں کا غم غصہ

جب قبیلہ ازد نے اپنے قبیلہ کے ازدی نوجوان کو شہید ہوتے دیکھا تو غصہ میں آ گئے اور پیش قدمی کرتے ہوئے دشمن کی صفوں کے بالکل قریب جا پہنچے۔ رومی لشکر بھی آگے بڑھا اور ان کی ایک جماعت مسلمانوں کے میمنہ تک آ پہنچی۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن تم پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ پس جلدی سے ان کو روک لو۔ اور جان لو کہ مدد و نصرت تمہارے ساتھ ہے اپنی جانوں کو صبر و استقلال، صدق، حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور اللہ تعالیٰ کی امداد کے ساتھ ثابت قدم کر لو۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی دعا

سیدا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ فرماتے ہی دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کر کے یہ دعا کی:

"اللهم إياك نعبد وإياك نستعين ولك نوحد ولا نشرك بك شيئا وأن هؤلاء أعداؤك يكفرون بك وبآياتك ويتخذون لك ولدا اللهم زلزل أقدامهم وأرجف قلوبهم وأنزل علينا السكينة والزمنا كلمة التقوى وآمنا عذابك يا من لا تخلف الميعاد اللهم انصرنا عليهم يا من قال في كتابه العزيز" وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ" (الحج۷۸) "

اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔، ہم تیری ہی توحید کے قائل ہیں اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اے پروردگار! یہ تیرے دشمن اور تیری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور تیرے لئے اولاد کے قائل ہیں۔ اے اللہ! ان کے قدموں میں لغزش پیدا فرما دے اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب ڈال دے تا کہ یہ بھاگ جائیں۔ اے اللہ! ہم پر سکون نازل فرما۔ تقویٰ کا کلمہ ہم پر نازل فرما۔ اے اللہ! اپنے عذاب سے ہم کو محفوظ فرما، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے وہ ذات جس نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائی: "وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ" (اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

رومیوں کا حملہ آور ہونا

راوی کہتے ہیں: آپ اسی طرح دعا کر ہی رہے تھے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ میمنہ میں قبلہ ازد،

مذحج، حضرت موت، اور خولان کے نوجوان متعین تھے۔ رومیوں نے میمنہ پر شدت سے حملہ کیا لیکن انہوں نے اپنے صبر دامن نہ چھوڑا۔ رومیوں کے ساتھ بڑی بہادری اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی جگہ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد رومیوں کے دوسرے لشکر نے بھی اسی طرح میمنہ پر حملہ کر دیا۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے صبر و استقامت کا مظاہر کیا اور اس کے تیسرے لشکر کا مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ اور مسلمانوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیا۔ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سامنے نکلے جو پیچھے ہٹنے والی جماعت کے امیر مقرر ہوئے تھے۔۔ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جرأت و شجاعت کو زمانہ جانتا ہے۔ اب بھی ان کا خوب رعب و دبدبہ تھا۔ یرموک کی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو دس سال تھی۔ اس کے باوداپنی جرأت و شجاعت و بہادری میں بے مثال جوہر دکھائے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو چیخ چیخ کر پکارا۔

”اے آل زیر، اے آل زبیر! تم دشمن سے ڈر کر فرار کی راہ اختیار کر رہے ہو؟ کیا بے شرمی اور ذلت پر تم راضی ہو گئے ہو۔ یہ روم کے لوگ تمہارے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے احوال سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اسی طرح مجاہدین اور صبر کرنے والوں کے احوال سے بھی باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان میں مبتلا تو کر کے آزماتا ہے۔ اگر تو وہ اس کی رضا کے طلبگار ہوں اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد و نصرت کے ساتھ ان کی مدد کرتا ہے۔ اور مزید صبر کی ان کو توفیق دیتا ہے۔ اے آل زبیر! جنت کی نعمتوں کو چھوڑ کر جہاں جا رہے ہو؟ کیا عار پر رضامندی اختیار کر لی ہے؟ کیا دوزخ میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو تم نے پسند کر یا ہے؟

راوی کا بیان ہے: جب قوم زبیر نے اپنے سردار حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو قوم زبیر ان کی طرف پلٹی اور اس طرح گروہ در گروہ آرہے تھے۔ جس طرح کوئی جانور اپنی اولاد کی طرف دوڑتا کر آتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کے اردگرد پانچ سو گھوڑ سوار اور پیادہ جمع ہو گئے۔ انہوں نے مل کر رومیوں پر سخت قسم کا حملہ کر دیا۔ ان کے ساتھ قبیلہ حمیر، حضرموت اور خولان کے لوگ بھی تھے ان کے اکٹھے ہو کر حملہ کرنے نے رومیوں کو اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ دوسری طرف قبیلہ دوس کے لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو جنگ پر ابھار رہے تھے۔

رومیوں پر مسلمانوں کا جوابی حملہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں حوروں سے معانقہ کرنے کی طرف جلدی کرو۔ اس میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی بازی لگا دینے سے اور کون سی جگہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والی ہو گی۔ سنو! صبر کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں پر فضلت عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا دل سوز کلام جب قبیلہ دوس کے لوگوں نے سنا تو وہ تمام کے تمام اکٹھے ہوئے اور رومیوں پر بڑی شدت سے حملہ کر دیا۔ مسلمان چکی کی طرح میدان جنگ میں گھوم رہے تھے۔ اور رومیوں کو جہنم رسید کر رہے تھے۔ اس کے بعد رومیوں نے بھی مل کر مسلمانوں کے میمنہ پر زور سے حملہ کر دیا یہاں تک کہ رومیوں نے مسلمانوں کے گھوڑ سواروں کو پیچھے ہٹنے پر

مجبور کر دیا۔ان کی ہمت جواب دینے لگی۔مسلمان میدان جنگ سے اس طرح پیچھے ہٹنے لگے جس طرح بکریاں شیر کو دیکھ کر منتشر ہو جاتی ہیں۔

خواتین اسلام کا جذبہ جہاد

خواتین اسلام نے جب گھوڑوں کو اپنی ایڑیوں کے بل مڑتے دیکھا تو انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں۔اے عرب کے بیٹیو! تیار ہو جاؤ ہمارے مردوں نے ہزیمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے واپس پلٹنا شروع کر دیا ہے۔ان کو روکو اور میدان جنگ کی طرف واپس لوٹا دو۔

حضرت سعیدہ بنت عاصم خولانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جنگ یرموک میں، میں خواتین اسلام کے ہمراہ ٹیلے پر موجود تھی۔اچانک مسلمانوں کے لشکر میں میمنہ والا حصہ ٹوٹ گیا اور لوگ واپس لوٹ کر واپس بھاگنے لگے۔فرماتی ہیں۔بنت جبار رضی اللہ عنہا جو ایک جانباز خاتون تھیں انہوں نے پکارا:

اے عرب کی بیٹیو! اپنے مردوں کو روکو۔اپنی اولادوں کو اٹھا کر ان کے سامنے لاؤ اور ان کو لڑنے پر ابھارو۔بس خواتین آگے آئیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر گھوڑوں کے مونہوں پر مارنے لگیں۔

حضرت بنت عاص بن منبہ رضی اللہ عنہا نے پکارا: اس شخص کا چہرہ قبیح ہو جائے جو میدان چھوڑ کر بھاگے۔

خواتین اسلام نے اپنے خاوندوں کو یہ بھی کہہ دیا: اگر تم ان رومی درندوں سے ہمیں محفوظ نہ کر سکے تو ہم تمہارے ساتھ زندگی کا کوئی لمحہ نہ گزاریں گی۔

حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت خولہ بنت ازور، حضرت خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ، حضرت کعوب بنت مالک بن عاصم، حضرت سلمیٰ بنت ہاشم، حضرت نعم دختر فیاض، حضرت ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ، حضرت لبنیٰ جریر حمیریہ رضی اللہ عنہا جانباز خواتین تھیں۔خواتین کی نمائندگی کرتی ہوئی مسلمانوں کو لڑائی پر برانگیختہ کرتیں۔حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ اشعار پڑھ کر مسلمانوں کو برانگیختہ کر رہی تھیں۔

یا هاربا عن نسوة ثقات لها جمال ولها ثبات
تسلموهن إلى الهنات تملك نواصينا مع البنات
أعلاج سوق فسق عتاة ينلن منا أعظم الشتات

(اے پاکدامن عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو جو قابل رشک ہیں حسن و جمال میں اور وہ صاحب اولاد ہیں۔ہمیں ان دشمن کے حوالے کر کے چھوڑ رہے ہو جو ہماری صاحبزادیوں سمیت ہمارے مالک بن جائیں گے، اور وہ برائی اور بدکاری، نافرمانی کا پیکر بدمذہب، سرکش، ہمیں بڑی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا)

حضرت عباس بن سہل سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ یرموک میں خواتین کے اس طرح مردوں کو جنگ پر برانگیختہ کرنے سے وہ دوبارہ میدان جنگ میں لوٹ جاتے۔ایک مرتبہ پھر رومیوں نے سخت حملہ کر کے مسلمانوں کو ایڑیوں کے بل پیچھے دھکیل

دیا۔ تو حضرت ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہاتھوں میں لاٹھی لئے آگے بڑھیں آپ رضی اللہ عنہا کے پیچھے مہاجرین خواتین کی قطار لگ گئی، آپ رضی اللہ عنہ نے وہی شعر پڑھنے شروع کئے جو جنگ احد میں پڑھ کر لوگوں کو جنگ پر برانگیختہ کرتی تھیں۔

نحن بنات طارق	نمشی علی النمارق
مشی القطا الموافق	قیدی مع المرافق
ومن أبی نفارق	أن تغلبوا نمالق
أو تدبروا نفارق	فراق غیر واثق
هل من کریم عاشق	یحمی عن العواتق

(ہم بنو طارق کی بیٹیاں ہیں جو نرم وگداز فرش پر چلتی ہیں، (ہم ایسے چلتی ہیں) کہ اپنے ساتھی کی دلربا چال ہو اور ہمارے گلوں میں موتیوں کے ہار ہیں، جس نے ہماری طرف آنے سے انکار کیا تو ہم بھی اس سے الگ ہو جائیں گی۔ اور اگر دشمن پر غلبہ پالو تو ہم معانقہ کریں گی، اگر دشمن سے منہ پھیر لو گے تو ہماری طرف سے ہمیشہ جدائی ہوگی، وہ عاشق کون ہے؟ جو اپنے چہیتوں کی خاطر آگے بڑھنے والا ہے)

خواتین اسلام کا مسلمانوں کو جنگ پر ابھارنا

راوی کا کہنا ہے: خواتین اسی طرح اشعار پڑھتی ہوئی جنگ یرموک میں مسلمانوں کے میمنہ پر متعین گھوڑسواروں کے پاس جا پہنچیں۔ جب وہ مسلمان بزدلی کا مظاہرہ کر کے بھاگنے لگتے تو حضرت ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا پکار کر فرماتیں: اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو۔؟ جب کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حالات سے باخبر ہے۔

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے خاوند حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس کے گھوڑے کے منہ پر اپنی خیمہ کی میخ دے ماری ار کہا: اے ابوصخر! کہاں جا رہے ہو۔؟ جنگ کی طرف واپس پلٹو اور جان کی بازی لگا دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں جو آپ سے کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کے ختم ہو جانے تک لڑتے رہو۔

جنگ احد کے دن کی یاد تازہ ہوگئی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے اس قدر سختی کی تو مجھ کو جنگ احد کا دن یاد آ گیا۔ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد کھڑے ہوئے تھے۔

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو وہ واپس پلٹے اور آپ کو دیکھ کر اور بھی مسلمان واپس لوٹ آئے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خواتین اسلام کو دیکھا کہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں پر حملہ آور ہو جاتیں۔ بعض اوقات تو مردوں سے بھی سبقت لے جاتی تھیں۔ وہ ہاتھوں میں خیموں کو لگانے والی میخیں لئے گھوڑوں کے درمیان کھڑی ہو جاتیں۔

عظیم الجثہ رومی کی ایک خاتون کے ہاتھوں ہلاکت

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک خاتون کو دیکھا کہ وہ ایک عظیم الجثہ رومی کی طرف بڑھیں جو ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ اس خاتون نے اس کو اتنا مارا کہ وہ ہلاک ہو کر زمین پر گر گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے پکارا۔ عورت کے ہاتھوں قتل ہونا اللہ تعالیٰ کی مدد کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

خالصتاً اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مسلمانوں کا حملہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں نے خالصتاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی خاطر رومیوں پر منہ توڑ حملہ کر دیا۔ قبیلہ ازد کے لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں رومیوں پر زوردار حملہ کر دیا لیکن اس حملہ میں مسلمانوں کے بہت سارے لوگ جام شہادت نوش کر گئے ان لوگوں نے اپنی جانوں پر دو صدمے برداشت کئے جو شائد کسی اور نے نہ کئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی تلوار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ یرموک میں میمنہ پر بہت سخت جنگ وقتال ہوا میمنہ پر متعین مسلمان کبھی تو ہزیمت کا شکار ہو جاتے اور بھاگ نکلتے اور کبھی واپس لوٹ آتے، کبھی صبر کا مظاہرہ کرتے اور کبھی صبر کا دامن چھوڑ بیٹھتے جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے میمنہ والوں کی یہ حالت دیکھی کہ رومی مسلمانوں کو دھکیل کر قلب لشکر تک پہنچ گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے شہسواروں کو بلند آواز میں پکارا اور رومیوں کی طرف متوجہ ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ ہزار شہسوار تھے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کیا اور رومیوں پر حملہ آور ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن میمنہ اور قلب لشکر چھوڑ کر اپنے لشکر میں چلے گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے قریب پہنچے تو رومیوں نے جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو خوف زدہ ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے شہسواروں کو دیکھا تو ان کو پکارا اور کہا: ''اے اسلام اور دین کے محافظو! اے حاملین قرآن! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب! رومیوں میں بزدلی واضح ہو چکی ہے۔ ان کا کوئی بہادر اب باقی نہیں رہا اللہ تعالیٰ نے ان کی بہادری کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اے مسلمانو! ان کی طرف آؤ اور ان پر شدید حملہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں خالد کی جان ہے! مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان پر غالب فرمائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سننا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانوں کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔

اے ابو سلیمان! آپ حملہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں میں تلواریں لی اور دشمن پر ہلہ بول دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں نے بھی ہلہ بول دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن حمیدی جمحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں پر حملہ کیا تو میں بھی اس

وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رومی ہمارے سامنے سے منتشر ہونا شروع ہو گئے۔ اور وہ اس طرح بھاگنے لگے جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگتی ہیں۔ مسلمانوں نے رومیوں کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کے میمنہ پر شدید ترین حملہ کر دیا۔

رومی بادشاہ دیرجان کی ہلاکت

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بڑھ چڑھ کر دشمن پر حملے کرتے اور ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ رہتے۔ ہم لوگ حملے کرتے وقت ان الفاظ کو دہراتے تھے۔

"یامحمد! یامنصور!"

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی خبر گیری فرمائیے۔

ہم سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حملہ کرتے رہے تھے حتیٰ کہ ہم لڑتے لڑتے دشمن کو صفوں کو چیرتے ہوئے دیرجان بادشاہ کے پاس جا پہنچے۔ دیرجان اپنی جگہ پر کھڑا تھا جہاں بادشاہ باہان نے اس کو کھڑا کیا تھا۔ دیرجان کے پاس جواہرات سے مرصع ایک صلیب تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کھڑا میدان جنگ کی ہولنا کیوں کے مناظر دیکھ رہا تھا۔

دیرجان کا چہرہ اور سر کپڑے سے باندھ دیا گیا

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا دیرجان کے قریب پہنچا تو رومی بہادروں نے دیرجان سے کہا: اس وقت آپ کو ان پر حملہ کر دینا چاہیے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر ایسا نہیں کرنا تو واپس بھاگ جائیں۔ کیونکہ اسلامی لشکر ہم میں گھل مل چکا ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج کا دن بہت برا ہے میں اس کو بالکل پسند نہیں رتا۔ نہ تو میں آج کے دن کو قتل و غارت گری دیکھنا چاہتا ہوں اور نہ میں اس جنگ میں اب مزید شرکت کرنا چاہوں گا۔ بادشاہ باہان نے مجھ کو جس جگہ کھڑا کیا ہے میں اس جگہ کو نہیں چھوڑوں گا۔ ایسا کرو کہ تم اس کپڑے سے میرا چہرہ اور سر باندھ دو تاکہ میں جنگ کی ہولنا کیوں کو نہ دیکھوں۔

راوی کا کہنا ہے: بادشاہ کا حکم سنتے ہی اس کے ساتھیوں نے اس کا چہرہ اور اس کا سر ایک ریشمی کپڑے سے باندھ دیا۔ ادھر جنگ کا میدان اپنے عروج پر تھا۔ آخر کار رومی شکست کھا کر میدان سے بھاگنے لگے اور سارے کے سارے دیرجان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جو کپڑے سے بندھا ہوا کھڑا تھا۔ مسلمانوں نے اس جگہ بھی حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے دیرجان تک رسائی پاتے ہی اس پر حملہ کر کے اس کو جہنم کی وادی میں پہنچا دیا۔

قناطیر اور جرجیر بادشاہ کا باہم اختلاف

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی شان کی قناطیر اور جریر کا باہم اختلاف ہو گیا۔ اور دونوں ایک دوسرے سے جھگڑا کرنے لگے۔ جرجیر امرنی قوم کے ساتھ میمنہ پر متعین تھا اور قناطیر اس کے ماتحت میسرہ پر مقرر تھا۔

جرجیر نے قناطیر سے کہا: تم رکے ہوئے کیوں ہو؟ عربوں پر حملہ نہیں کرتے؟

قناطیر نے کہا: بہت اچھا ہم کو تو حملے کا حکم اور خود حملہ کرنے سے کترا رہے ہو۔ اور خود حملہ کرنے سے گریزاں ہو۔

جرجیر نے قناطیر سے جہا: کیا میں تم کو حکم نہیں دے سکتا؟ کیا میں تمہارا امیر نہیں ہوں؟

قناطیر نے کہا: جھوٹ مت بولو۔ تم میرے امیر نہیں بلکہ میں تمہارا امیر ہوں۔ اور میں تجھ پر فوقیت رکھتا ہوں اور تم پر میری اطاعت کرنا ضروری ہے۔

اس تکرار کے بعد دونوں میں اختلاف شدید ہوگیا۔ جرجیر نے قناطیر کی بات پر بہت غصہ کیا اور اسی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ انتہائی سخت تھا۔ قبیلہ کنانہ، قیس، خثعم، جذام، قذاعہ، عاملہ، غسان کے لوگ اسی حملہ کا شکار ہوئے۔ یہ لوگ میسرہ اور قلب پر مقرر تھے۔ رومیوں نے مسلمانوں پر اس قدر شدید حملہ کیا کہ ان کی صفیں ٹوٹنے لگیں۔ جھنڈے اٹھانے والوں کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔ انہوں نے مسلمان پر شدید قسم کی غارت گری کی۔ رومی مسلمانوں کو پسپا کرتے ہوئے اتنا پیچھے لے گئے کہ مسلمانوں کے لشکر کے درمیان گھس آئے۔

مسلم خواتین کا جنگ سے منہ موڑنے والے مجاہدین کو واپس جنگ پر آمادہ کرنا

دوسری طرف مسلمان خواتین نے خیموں کی میخیں اکھاڑ لی تھیں جو گھوڑوں کے مونہوں پر مارتی اور ان پر پتھر برساتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔ اور مسلمانوں سے کہتی۔ کہاں بھاگ رہے ہو؟ اے مسلمانو! اپنی ماؤں، بہنوں اور بچوں کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ کیا تم لوگ ان کو رومیوں کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟

حضرت منہال دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت خواتین اسلام کا یہ رویہ رمیوں سے بھی زیادہ سخت ہونے لگا تو مسلمان میدان جنگ میں "وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" (العصر: ۳) پکارتے ہوئے واپس پلٹے۔ اور رومیوں پر ایک شدید ترین حملہ کر دیا۔

سیدنا قنامہ رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

حضرت قنامہ بن الیشم کنانی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے آگے آگے تھے۔ کبھی تو وہ تلوار سے دشمنانِ خدا کو کاٹتے چلے جاتے اور کبھی وہ نیزے سے حملہ آور ہوتے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے تین نیزے ٹوٹ گئے۔ یہ حملہ کرتے اور یہ شعر کہتے:

ساحمل فی الروم الکلاب النوابح　　　وأضربهم ضربا بحد الصفائح
وأرضی رسول الله خیر مؤمل　　　نبی الهدی للدین أشرف ناصح

(ان کتوں کی طرح بھونکنے والے رومیوں پر عنقریب میں حملہ کروں گا اور ان پر تلوار کی ایسی ضرب لگاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بہترین نمائندہ اور رشد و ہدایت کے پیکر ہیں اور غیب دان اور دین قویم کے اشرف واعلیٰ خیرخواہ ہیں۔ ان کو راضی کر دوں گا۔)

حضرت قنامہ بن یشم رضی اللہ عنہ برابر رومیوں پر حملے کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کی دو تلواریں بھی ٹوٹ گئیں۔ جب بھی ان کا نیزہ یا تلوار ٹوٹتی تو آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو آواز دے کر فرماتے "کون ہے جو مجھ کو اللہ تعالیٰ تلوار یا نیزہ عاریۃ دے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر و ثواب پائے" اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پکارتے "اے قبیلہ قیس والو! اجر ار صبر میں سے اپنا حصہ لے لو۔ اور جان لو

کہ صبر دنیا میں عزت کا باعث ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رحمت اور فضیلت کا ذریعہ ہے۔

''اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ'' (آل عمران: ۲۰۰)

(صبر کرو اور صبر میں دشمنوں کے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو)

آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر آپ رضی اللہ عنہ کی قوم 'حاضر ہیں، حاضر ہیں' پکارتی اور میدان جنگ میں کود پڑتی۔

حضرت قثامہ بن الیثم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قناطیر اور اس کی قوم کے حملے سے زیادہ سخت کوئی حملہ نہ تھا۔ وہ ہمارے لشکر سے آملے تھے اور ہم ان کے لشکر سے مل گئے تھے۔

حضرت قثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگجوؤں کی بھیڑ سے باہر نکلے آپ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی بھی تھے۔ انہوں نے رومیوں کو بے دریغ قتل کیا۔ لیکن رومیوں کی تعداد چونکہ زیادہ تھی اس وجہ سے ان کا قتل ہونا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مشکل سے حضرت قثامہ رضی اللہ عنہ تک پہنچے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے یہ کہتے ہوئے سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ قثامہ بن الیثم رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر سے نوازے انہوں نے دین اسلام کی پاسبانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لئے جزائے خیر کی دعائیں کیں۔

خدا کی قسم! خالد بھاگنے والا نہیں ہے

کہا جاتا ہے کہ حضرت ذرعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ٹیلے سے اتر کر یہ کہتی ہوئی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھیں۔ اے خالد! آپ کے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اے ابن ولید! آپ تو عرب کے باعزت سردار ہیں اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے زیر فرمان ہیں۔ اگر امراء ہی ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کریں گے تو ان کے زیر فرمان لوگ بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کریں گے۔ اور جب امراء ہی بھاگ کھڑے ہوں تو ان کے زیر فرمان بھی بھاگ ہی جائیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب سیدہ ذرعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں خالد کی جان ہے۔ میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں اور میں تو ابھی تک دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ کر کھڑا ہوں۔

سیدہ ذرعہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو کہا: جو شخص بھی اپنے سردار کو جنگ میں ثابت قدم رکھے گا اور وہ خود بھاگ کھڑا ہو تو اس کا چہرہ اللہ تعالیٰ قبیح کر دے۔

رومی سردار میدان جنگ میں گویا ایک پہاڑ تھا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بادشاہ باہان نے جب اپنے لشکر کے میمنہ کی طرف دیکھا جو اس وقت ادھر ادھر بکھر چکا تھا اس نے ایک رومی کو میمنہ کی طرف بھیجا کہ ان کو جنگ پر برانگیختہ کرے۔ اسی وقت رومیوں کا ایک آدمی جو زرہ پہنے ہوئے اسلحہ سے لیس ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آ کھڑا ہوا۔ یہ شخص رعب و دبدبہ اور جسامت کے اعتبار سے پہاڑ کا ٹکڑا نظر آ رہا تھا۔ میدان جنگ میں نکلتے ہی وہ ادھر ادھر گھومنے لگا اور اپنے مقابل کو بلانے لگا۔

قبیلہ ازد کا ایک نوجوان اس کے مقابلے کے لئے نکلا اور وہ بھی رومی کی طرح گھومتا ہوا جب اس کے قریب آیا تو زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہ کر سکا کہ شہادت کا منصب حاصل کر لیا۔ رومی نے تکبرانہ انداز میں پھر اپنا مد مقابل پکارا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاذ! میں تجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور جھنڈا تھامے رہو میرے نزدیک تمہارا جھنڈا تھام کر کھڑے رہنا میدان جنگ میں جانے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی یہ آواز سیدہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سنی تو اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ بعدازاں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی۔ اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس رومی کا مقابلہ کرے گا؟

باپ کا نابالغ بیٹے کو رومی جنگجو کے مقابل بھیجنا

یہ سنا تھا کہ حضرت عبدالرحمن آئے اور کہا: اے ابا جان! میں اس کے مقابلے کے لئے جاتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن ابھی نابالغ تھے۔ بیٹے نے کہا: ابا جان اگر میں نے صبر و استقامت کا مظاہر کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہوگا اور اگر میں شہید ہو گیا تو میرا الوداعی سلام قبول فرمایئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ رضی اللہ عنہ کی کوئی حاجت ہو تو میں آپ کی وہ حاجت دربار مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دوں گا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جب بیٹے کی جرأت و بہادری دیکھی تو فرمایا:

اے میرے بیٹے! میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما آگ کی چنگاری کی طرف اس رومی کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے۔ ایک طرف آپ رضی اللہ عنہ اس رومی کی طرف بڑھے اور دوسری طرف وہ رومی آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔ رومی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار ماری تو وہ عمامے کو چیرتی ہوئی سر تک پہنچی جس سے سر میں زخم لگا، خون بہا۔ رومی نے جب خون نکلتا دیکھا تو خیال کیا کہ یہ نوجون شہید ہو گیا ہے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے گرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ رومی مزید حملہ کرنے میں تاخیر کر رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں کے پاس جا پہنچے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے فرما: بیٹے تم کو کیا ہوا ہے؟

جواب دیا کہ رومی نے مجھ کو مار ڈالا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے اس دنیا سے کسی چیز کی طلب کرتے ہو؟ بہتر تو یہ تھا کہ شہادت کا منصب حاسل کر لیتے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے زخم پر مرہم پٹی لگائی۔ بچے کو زخمی کرنے کے بعد رومی مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر قبیلہ ازد نے اسکو بھگا دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تم میں سے اس کا مقابلہ کون کرے گا؟

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نکلے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھنڈا اٹھانے والوں میں سے تھے۔

سیدنا عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کے خواب کی تعبیر

راوی کہتے ہیں: حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے دنوں خواب میں مسیلمہ کذاب کی موت کو دیکھا۔ خواب میں انہوں نے ایک عورت کو دیکھا، جوان سے ملی اور اس نے اپنی فرج آپ کے لئے کھول دی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہو گئے۔ آپ کے بیٹے نے جب دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھے تاکہ وہ اپنے باپ کی جگہ اس میں داخل ہوں۔ اس کے بعد حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے۔ اور مسلمانوں کو سارا واقعہ سنایا مگر کوئی اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔

سیدنا عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کی تعبیر جانتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عنقریب شہید ہو جاؤں گا۔ کیونکہ وہ عورت جس نے اپنی شرم گاہ میں مجھ کو داخل کیا تھا۔ وہ زمین ہے اور میرا بیٹا بھی عنقریب زخمی ہوگا اور مجھ کو یقین ہے کہ وہ بھی میرے ساتھ آ ملے گا۔

راوی کا بیان ہے: جنگ یمامہ میں حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے خوب بہادری کے جوہر دکھائے مگر آپ رضی اللہ عنہ محفوظ رہے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر پر کوئی زخم نہیں آیا۔

کہا جاتا ہے: حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں موجود تھے۔ ایک رومی کے مقابلے میں میدان مین نکلے، آگ کا شعلہ یا کڑک بن کر اس کی طرف بڑھے۔ رومی سردار نے نیزہ مارا مگر وار خالی گیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے تلوار سنبھالی اور زور سے وار کر دیا رومی سردار کے کندھے پر تلوار ماری جو بدن چیرتی ہوئی انتڑیوں سے پار ہو گئی۔ اور گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جلدی سے آگے بڑھے۔ رومی کا گھوڑا اور دیگر سامان لیا اور مسلمانوں کے پاس آئے۔ مال غنیمت اپنے بیٹے کے سپرد کیا۔ اور دوبارہ رومیوں کی طرف بڑھے اور ان کے میمنہ، میسرہ اور قلب پر حملہ کرتے۔ اس کے بعد آپ نے عربی نصرانیوں پر بھی حملہ کر دیا اور چند ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر میدان میں نکل کر مد مقابلے طلب کرنے لگے۔

جبلہ بن ایہم اور سیدنا عامر دوسی رضی اللہ عنہ میں مکالمہ

رومیوں کی طرف سے جبلہ بن ایہم غسانی آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے آیا۔ اس نے سونے کا کام کی ہوئی زرہ پہن رکھی تھی۔ جس کے نیچے بھی تبابعہ کی بنی ہوئی زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی تلوار تھی۔ جب کہ قوم عاد کے گھوڑوں کی نسل کا گھوڑا اس کے پاس تھا۔ میدانِ جنگ میں حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر اس نے پوچھا۔ کن لوگوں سے تمہارا تعلق ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قبیلہ دوس سے میرا تعلق ہے۔

جبلہ نے جب یہ سنا تو کہا پھر تو تم میرے قریبی ہو۔ اپنی جان بچا لو۔ لوٹ جاؤ اور ہر قسم کا لالچ چھوڑ دو۔

حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے بارے میں سب کچھ پوچھنے والے بتاؤ تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ تیرا تعلق عرب کے کون سے قبیلے سے ہے؟

جبلہ بن ایہم نے جواب دیا: میرا تعلق قبیلہ غسان سے ہے۔ اور میں اس قوم کا سردار ہوں۔ میرا نام جبلہ ابن ایہم ہے۔ میں نے جب تیری اس قدر قتل و غارت گری کو دیکھا تو خود تیرے مقابلے کے لئے آیا۔ تجھ کو معلوم ہے کہ جس سردار کو تو قتل کر چکا ہے وہ شجاعت و بہادری میں باہان کے مقابلہ کا تھا۔ جرجیر کا ہم مثل تھا۔ سردار کے قتل ہونے سے ہماری فوج میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اس کے لئے تم ہی کفایت کر سکتے ہو۔ لہٰذا میں تیرے مقابلے میں فقط اسی لئے نکلا ہوں کہ تجھ کو قتل کر کے باہان اور ہرقل کی خدمت میں سرخروئی حاصل کروں گا۔

سیدنا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: اپنی قوم کی طاقت اور شدت کا تذکرہ کر رہا ہے تو سن طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ وہی بڑے بڑے بہادروں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ تیرا یہ کہنا کہ مجھ کو قتل کر کے اپنی مثل مخلوق یعنی باہان اور ہرقل کے درباروں میں سرخروئی حاصل کرے گا تو یاد رکھ! میں یہ چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر کے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور سرخروئی حاصل کروں۔

سیدنا عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کی شہادت

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو تلوار کا وار کیا مگر وہ خطا گیا۔ اور جبلہ اس وار سے بچ گیا۔ دوسری طرف جبلہ نے تلوار کا بھرپور وار کیا جو اپنا کام کر گیا۔ تلوار حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کے گیسوئے مبارک سے کندھے کو کاٹتی ہوئی آگے چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر زمین پر تشریف لائے۔ جبلہ نے اپنے آپ کو کامیاب پاتے ہے تکبرانہ انداز میں ادھر ادھر گھوڑا دوڑانے شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کے پاس آ کر خود پسندی کا اظہار کرتے ہوئے مقابل کا طلب گار رہا۔

حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت جندب بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابل جانے کا ارادہ کیا اور اپنے والد گرامی حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر لشکر اسلامی! میرے والد گرامی شہادت کے منصب پر فائز ہو گئے ہیں۔ اب میری خواہش ہے کہ میں اپنے والد گرامی کا انتقام لوں یا خود بھی شہادت کے منصب پر فائز ہو کر اپنے والد گرامی سے جا ملوں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ جھنڈا مجھ سے لے کر کسی اور ساتھی کے حوالے فرما دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس کے جس شخص کو چاہیں یہ جھنڈا اس کے حوالے فرما دیں۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور قبلہ دوس کے ایک اور شخص کے حوالے کر د۔ اس شخص نے جھنڈا ہوا میں لہرایا۔ حضرت جندب بن عامر رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن کے مقابلے میں نکلے:

سأبذل مهجتي أبدا لاني أريد العفو من رب كريم

وأضرب فی العدا جهدی بسیفی وأقتل کل جبار لئیم
فإن الخلد فی الجنات حق تباح لکل مقدام سلیم

(اللہ تعالیٰ کی راہ میں) ہمیشہ جان کی بازی لگاتا رہوں گا، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں۔ تمام تر کوششیں استعمال کر کے اپنی تلوار سے دشمنوں سے تلوار زنی کروں گا۔ اور ہر ظالم اور بدبخت مردود کو قتل کروں گا۔ جنت میں دائمی زندگی حق ہے اور جو پیش قدمی کرنے والا صبر شخص کے لئے مباح ہوتی ہے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جندب بن عامر رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے جبلہ کے قریب پہنچ گئے اور اس سے فرمایا: اے میرے والد گرامی کو قتل کرنے والے! اپنی جگہ ٹھہرے رہنا میں ابھی تیرا کام تمام کر دوں گا۔

جبلہ نے کہا: اس مرنے والے (شہید) کے ساتھ تیرا کیا رشتہ ہے۔؟

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ان شہید ہونے والے کا بیٹا ہوں۔

جبلہ بولا: تم لوگوں کو کیا مصیبت آئی ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو قتل کرانے کے درپے ہو گئے ہو۔ جب کہ اپنا قتل کرانا تو حرام ہے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل، نفس قتل نہیں جو حرام ہے۔ بلکہ یہ لائق قتل ہے اس کے سبب تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجات عالیہ سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

جبلہ بولا: میرا تم کو قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو واپس چلا جا۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے والد گرامی کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتا ہوا دیکھ کر دل میں غموں کا جودریا موجزن ہے اس کے لے کر واپس لوٹ جاؤں۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کبھی واپس نہ جاؤں گا یا تو اپنے باپ کا انتقام لوں گا یا پھر خود بھی اپنے والد گرامی کے پاس چلا جاؤں گا۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور جبلہ پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد دونوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ دونوں لشکر والے ٹکٹکی باندھ ہران دونوں کی لڑائی کو دیکھنے لگے۔

جبلہ نے جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کو دیکھا تو معلوم کر لیا کہ یہ کوئی تجربہ کار اور سخت جنگجو نوجوان معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کا خوف سوار ہو گیا۔ قبیلہ غسان کے لوگ بھی آنکھیں جمائے ہوئے اپنے سردار اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی لڑائی دیکھنے میں مشغول تھے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بارہا اس پر غالب آجاتے۔ یہ دیکھ کر قبیلہ غسان کے لوگوں نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا کہ یہ نوجوان جو تمہارے سردار سے مقابلہ کر رہا ہے۔ بہادر معلوم ہوتا ہے اگر تم لوگوں نے اپنے سردار کو اس حال پر چھوڑ دیا تو وہ تمہارے سردار پر غالب آجائے گا۔ اس لئے اپنے سردار کے پاس پہنچ جاؤ اور اس کو کسی قیمت بھی اس حال میں نہ چھوڑو۔ قبیلہ غسان کے لوگوں نے اپنے سردار کو بچانے کے لئے حملہ کا ارادہ کر لیا اور انہوں نے پیش قدمی شروع کر دی۔ دوسری طرف مسلمان بھی حضرت جندب بن عامر رضی اللہ عنہ کی قوت و بہادری اور شدت انتقام میں بھڑکی ہوئی آگ کو بڑی دقت نظر سے دیکھ رہے تھے اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: ایسے بہادر لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یوں دعا کی:

''اللھم تقبل لہ فعلہ''

اے اللہ! جندب بن عامر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں بھی یرموک کی جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس جنگ میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کی بہادری، جرأت وشہادت دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلسل جبلہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ نے جبلہ پر ایک زوردار وار کیا جو خطا گیا۔ اور وار کے خطا ہو جانے کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کمزور پڑ گیا۔ جبلہ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی روح مبارک جنت میں چلی گئی۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کے خواب کو سچ کر دکھایا۔ جو حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں دیکھا تھا۔

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جبلہ نے میدان میں گھوڑا دوڑانا شروع کر دیا اور دوبارا اپنے مقابل کا طلب گار ہوا۔ اس کی قوم نے اس کو آواز دے کر کہا:

اے سردار! واپس آجا۔ آپ جو چاہتے تھے وہ کر چکے ہیں۔ جبلہ نے اپنی قوم کی آواز سنی تو تکبرانہ انداز اختیار کئے ہوئے واپس جا کر صلیب کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ باہان بادشاہ نے جبلہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کی طرف ایک سپاہی بھیجا۔

مسلمانوں کو حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بہت دکھ اور صدمہ ہوا۔ قبیلہ دوس کے لوگوں نے غم کی شدت اور غصہ کے عالم میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا:

اپنے سردار حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ اور ان کے نیک بخت بیٹے کا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھو اور جنگ حاصل کرو۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: جنت کے حصول کے لئے نکلو۔

قبیلہ ازد کے لوگ بھی ان کے کافی عقیدت مند تھے اور دونوں قبیلوں نے مل کر قبیلہ غسان، لخم اور جذام پر حملہ کر دیا اور اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھار رہے تھے۔

اسلامی لشکر کا دشمن سے بدلہ لینا

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے مسلمانوں کو پکارا اور فرمایا:

''وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ'' (آل عمران: ۱۳۳)

(اپنے رب سے مغفرت اور جنگ کی طرف جلدی کرو)

اور نعمتوں والی جنت میں حوروں سے معانقہ کرنے میں آگے بڑھو۔ اس جگہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اور کون سی جگہ پسندیدہ ہو سکتی ہے؟ سنو! صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر فضیلت عطا فرماتا ہے جو صبر نہیں کرتے۔ قبیلہ ازد

کے لوگوں نے جب امیر لشکر اسلامی کی گفتگو سنی تو قبیلہ دوس کے ساتھ مل کر شدت سے حملہ کر دیا۔ ان کی زبانوں پر ''اَلْجَنَّۃُ، اَلْجَنَّۃُ'' کے الفاظ جاری تھے۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شعار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء بن مراد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا: حضرت عطاء بن مراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت لوگوں سے جنگِ یرموک میں مسلمانوں کے شعار کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا شعار ''امت امت'' کے الفاظ تھے۔ عبس والوں کا شعار ''یاانصار اللہ'' تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا شعار ''یاحزب اللہ'' تھا۔ قبیلہ حمیر کا ''الفتح الفتح'' شعار تھا۔ قبیلہ دارم اور سکاسک کا شعار ''الصبر الصبر'' تھا۔ اور قبیلہ بنی مراد والوں کا ''یانصر اللہ انزل'' شعار تھا۔ یرموک کی جنگ میں مسلمانوں کے مخصوص شعار تھے۔ اور وہ ان ہی الفاظ سے اپنے قبیلے والوں کو آواز دے کر بلاتے تھے۔

عرب نصرانیوں کی صلیب ٹوٹ گئی

جب قبیلہ دوس کے لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو قبیلہ ازد کے لوگوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور سب سے پہلے نصرانی عربوں کی طرف پیش قدمی کی خاص کر اس جگہ جہاں صلیب تھی۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو چیرتے، کاٹتے ہوئے صلیب تک جا پہنچے۔ اس کے بعد ایک بہادر شہسوار نے صلیب کو اٹھانے والے شخص کو ایک زوردار نیزے کا وار کیا جس سے صلیب اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی۔ قبیلہ ازد کے بہت سے لوگوں نے اس حملہ میں جام شہادت نوش کیا اور اب وہ یوں محسوس ہوتے تھے جیسے سیاہ بیل میں سفید تل ہوتا ہے۔ جب قبیلہ غسان کے لوگوں نے صلیب کو گر کر ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو اس کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے اور خوب قتل و غارت گری ہوئی یہاں تک کہ اس حملے میں بہت سے لوگ کام آئے۔

جنگ یرموک میں اسلامی لشکر کی تعداد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو شام بن عمارہ نے از ابوحریری از نافع از جبیر بن حوریث روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کی تعداد پچیس ہزار تھی۔

حضرت حویرث رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو آپ رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا جو شخص یہ کہتا ہے کہ جنگ یرموک میں مسلمانوں کی تعداد پچیس ہزار تھے وہ جھوٹ بولتا ہے اس معرکہ میں مسلمانوں کی تعداد اکتالیس ہزار تھی۔ اور یہی تعداد میں نے باوثوق لوگوں سے بھی سنی ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے ابن ابونمرہ رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید بن سہل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کر کے بتایا ہے۔ اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: جنگ یرموک میں قبیلہ دوس اور ازد نے جب مشرکین پر حملہ کیا تو ایک دفعہ رومہ ذلت و رسوائی کا شکار ہو گئے پھر انہوں نے مسلمانوں پر شدت سے حملہ کیا۔ یہ حملہ اس قدر ہولناک اور سخت تھا کہ مسلمان بکھرنے اور منتشر ہونے لگے مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں۔

سیدنا عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ جن کے پاس ان قبائل کا جھنڈا تھا وہ بھی اس سخت ترین حملہ میں ہزیمت پر مجبور ہو گئے۔ وہ

بھی بھاگ رہے تھے مگر جھنڈا ان کے ہاتھوں میں ہی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو چیخ چیخ کر بلانے لگے کہ "اے لوگو! ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو قوم کی ثابت قدمی ان کے جھنڈوں کے سبب ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جھنڈا لینے کے لئے دوڑے۔ دونوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش رر ہے تھے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھام لیا اور اس وقت تک دشمن خدا سے لڑتے رہے جب تک وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے نہ ہوئے۔

جنگ یرموک کا تیسرا دن اور خواتین اسلام کا جذبہ جہاد

یرموک کی جنگ کا تیسرا دن بہت سخت اور شدید تر تھے۔ تین دفعہ مسلمانوں کو ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگنا پڑا مگر ہر بار مسلم خواتین نے پتھروں اور میخوں کے ذریعے اور اپنے اپنے بچے ان کے سامنے کر کے ان کو واپس میدان میں لوٹا دیا۔ مسلمان خواتین کو دیکھ کر واپس آنے والے مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ پیدا ہو جاتا اور وہ رومیوں پر ٹوٹ پڑتے یہی سلسلہ جارتی تھا کہ شام کے سائے چھانے لگے اور جنگجو اپنے اپنے مقامات پر واپس لوٹنے لگے۔ اور رومی اپنی جگہ واپس لوٹ گئے۔ تیسرے دن رومیوں کے بہت زیادہ لوگ جہنم رسید ہوئے مگر اس دن مسلمانوں کی بہت قلیل تعداد نے جام شہادت نوش کیا۔ البتہ مسلمانوں میں زخمیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ جب رات کی تاریکی نے دن کے اجالے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو مسلمانوں نے سخت پہرداری میں رات بسر کی۔ کہا جاتا ہے کہ واپس لوٹنے کے بعد مسلمانوں نے سب سے پہلے نماز کا اہتمام کیا اور اس کے بعد زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

اے لوگو! تم جب بھی تم کسی مصیب اور تنگی میں گرفتار ہو جاؤ تو کشادگی اور آسانی کا انتظار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر تنگی کے بعد آسانی نازل ہوتی ہے۔ اپنی مشعلیں روشن رکھو اور اپنے زخمیوں کا علاج کرو، اور پہرہ داری کا انتظام کرو اور تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرتے رہو۔

بعد ازاں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ دونوں سپہ سالاروں نے زخمیوں سے کہا: اے لوگو! گھبراؤ نہیں تماری طرح تمہارا دشمن بھی زخمی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پانے والے ہو اور تمہارا دشمن اس کا اہل نہیں ہے۔ انہوں نے ساری رات زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے میں گزار دی۔ صبح تک دونوں سپہ سالار مسلمانوں کے خیموں میں گھومتے رہے۔

باہان کا اپنی قوم سے خطاب

کہا جاتا ہے: رومی فوج جب اپنے بادشاہ سمیت پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگی تو باہان نے اپنی قوم کے سرداروں کو بلایا اور ان کی سرزنش کرتے ہوئے ان کو جھڑکا اور کہا:

میں نے تمہاری بہادری کو دیکھ لیا ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ تمہارا جنگ کے میدان سے راہ فرار

اختیار کرنا اور جزع وفزع کرنا بھی میں دیکھ چکا ہوں۔ بتاؤ اب میں تجھ سے کیا امید کر سکتا ہوں؟

رومی سرداروں کی معذرت

رومی سرداروں نے باہان کو کہا: ہم آج کے عمل پر معذرت کے خواہاں ہیں۔ دیکھنا کل ہم کس طرح عربوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسے بہادر شہسوار ہیں جو ابھی تک مقابلے کے لئے نہیں نکلے۔ کل ہم میدان جنگ میں ثابت قدمی سے مقابلہ کریں گے اور ان بہادر شہسواروں کو آگے کریں گے پھر دیکھنا کہ ہم کس طرح فتح حاصل کرتے ہیں۔

باہان کی عارضی خوشی

باہان نے جب سرداروں کی باتیں سنی تو خوش ہو گیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ جنگ کی تیاری کریں۔ دونوں لشکروں نے سخت پہرے میں رات بسر کی رومیوں کے بہت سے لوگ قتل ہو چکے تھے جس کی وجہ سے ان کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب چھایا ہوا تھا۔

دوسری طرف مسلمانوں کے دل دین اسلام اور یقین کے لئے اور پختہ اور مضبوط ہو چکے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ صبح ہوتے ہی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی۔ اچانک صلیبوں اور جھنڈوں کے نشانات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ کانٹوں اور درختوں کے پتوں کی تعداد میں رومیوں نے پیش قدمی شروع کر دی۔ ان کے حالت بتا رہی تھی کہ انہوں نے ابھی تک کسی قسم کی لڑائی نہیں لڑی اور وہ ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔

رومی میدان جنگ میں پہنچے، صفیں بنائیں اور کھڑے ہو گئے۔ باہان کے لئے اسی ٹیلے پر خیمہ لگایا گیا جہاں گزشتہ روز لگایا گیا تھا۔ تاکہ وہ جنگ کے سارے حالات کو دیکھتا رہے۔ چونکہ دونوں اس ٹیلے پر دونوں لشکر آسانی سے دکھائی دیتے تھے۔ باہان نے حکم دیا کہ اپنی صفیں مضبوط کر لیں۔

اسلامی لشکر کی اگلے دن کے لئے جنگ کی تیاری

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں کو جلد بازی کرتے ہوئے ملاحظہ کیا تو اپنے سرداروں کو طلب کیا اور ان کو لڑنے پر ابھارنے لگے۔ نماز پڑھنے کے بعد تمام لوگ اپنی گھوڑوں کی طرف گئے اور اپنا اپنا جنگی سامان تیار کیا۔ پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ہر سردار اپنے اپنے قبیلے کے پاس گیا اور ان کو ہدایات اور وعظ ونصیحت کی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ یاد دلایا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ صفوں کے درمیان چکر لگاتے ہوئے جہاد کی فضیلت بیان کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والے صبر کرنے والوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے"

خواتین، بچوں اور اموال کی حفاظت

اس کے بعد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خواتین، بچوں اور مال واسباب پر سیدنا عمرو بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ کو متعین کیا

۔ پیادہ فوج کی قیادت حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے کی اور میسرہ اور قلب پر بھی پانچ پانچ سو تیر اندازوں کو متعین کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان چکر لگایا اور فرمایا:

''اے تیر اندازو! اپنی جگہ کر ہو گز نہ چھوڑنا۔ جب تم رومیوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھا تو تیروں کی بوچھاڑ کر دینا، تیر چلاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نہ بھولنا۔ تمہارے تیر الگ الگ نہ نکلیں بلکہ اس طرح تیر نکلیں گویا کہ سارے کے سارے تیر ایک کمان سے نکل رہے ہیں۔

سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت اور بیٹے کا جواب

سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں جھنڈا اٹھاما اور اپنے بیٹے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو حملہ کرنے اور جہاد کا حق ادا کرنے پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا:

اے میرے بیٹے! اگر تو نے نیکی کا کام کیا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا بدلہ ضرور دے گا اور تیرے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ہے۔ دین اسلام اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرو۔ خوف اور جزع کو خاطر نہ لانا۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرمایا دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جوانمرد اور بلند و بالا عزم لوگوں کا سا صبر کرنا۔ اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے آپ کے اس بات سے بھی بچاؤ کہ اللہ تعالیٰ تم کو میدان جنگ سے بھاگتا ہوا دیکھ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہو جاؤ گے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اپنی استطاعت کے مطابق صبر کروں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مدد و نصرت کا سوال کرتا ہوں۔

سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا حملہ

اپنے والد گرامی حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے بعد حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ے جھنڈا لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو میدان جنگ کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔ سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دشمنانِ خدا رومیوں پر اس شدت سے حملہ کیا کہ ان کے بڑے بڑے سورماؤں کو جہنم رسید کر دیا اور دشمنانِ خدا پر غالب آ جانے تک برابر لڑتے رہے۔ اور خود بڑی آزمائش میں مبتلا ہوئے۔ ان تمام حضرات کا حملہ رومی لشکر کے قلب کی طرف تھا۔ اس طرح قتل وغارت گری ابھی جاری تھی کہ ایک رومی سردار، جس کے ہاتھ میں بڑا سا نیزہ اور گلے میں سونے کی صلیب تھی۔ دس ہزار شہسواروں کے لے کر آگے آیا۔ اور مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ اس جگہ پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ڈیوٹی دے رہے تھے۔ (حملہ اس قدر شدید تھا کہ) میمنہ پر مامور مسلمانوں نے واپس پلٹنا شروع کر دیا اور جہاں لشکر کے شروع میں ہی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی مامور تھے۔ رومی داخل ہو گئے۔ مسلمان کبھی پلٹ پر رومیوں پر حملہ کرتے اور کبھی ہزیمت اٹھاتے ہوئے واپس پلٹ جاتے۔

رومیوں کا مسلمانوں پر غلبہ

یہاں تک کہ رومیوں نے مسلمانوں پر غلبہ پالیا اور مسلمانوں کو دھکیلتے ہوئے ان کو اس ٹیلے میں محصور کر دیا جہاں مسلمان خواتین اور بچے اور مال واسباب تھا۔

رومیوں نے اس چوٹی کو گھیر لیا۔ جب یہ منظر مسلمان خواتین نے دیکھا تو ایک خاتون نے چیخ کر کہا: دین اسلام کے مددگار کہاں ہیں؟ کہاں گئے مسلمان تیر انداز؟

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ چونکہ آشوب چشم کی تکلیف میں مبتلا تھے اور وہ اپنی زوجہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے آنکھوں میں دوا لگوا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس خاتون کی آواز جو کہہ رہی تھی ''دین اسلام کے مددگار کہاں ہیں؟ کو سنا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ عورت کیوں اس طرح کی آواز دے رہی ہے؟

حضرت عفرہ بنت عثان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے! مسلمانوں کی میمنہ والی صفیں شکست کھا گئی ہیں اور رومیوں نے ان کو ٹیلوں میں محصور کر دیا ہے اور چاروں اطراف سے گھیر لیا ہے۔ اس لئے وہ عورت چیخ چیخ کر دین اسلام کے مددگاروں کو بلا رہی ہے۔

خدا کی قسم! میں دین کا مددگار ہوں

حضرت عفرہ بنت عثان رضی اللہ عنہا کی آواز سن کر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں دین اسلام کا مددگار ہوں۔ اس کڑے وقت میں اللہ تعالیٰ مجھ کو اس جگہ بیٹھے نہیں دیکھے گا۔

یہ فرماتے ہوئے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اپنی آنکھوں سے پٹی اتار کر پھینک دی اور اپنے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہو گئے۔ ہاتھوں میں نیزہ تھام اور یہ کہتے ہوئے رومیوں پر حملہ کر دیا۔

''میں ہوں زبیر بن عوام، میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا''

بعدازاں سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر مسلسل نیزہ بازی کی یہاں تک کہ مسلمانوں کا گھیرا چھوڑ کر واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ رومیوں کے گھوڑے بدک بدک کر بے ساختہ بھاگتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا ناقابل فراموش کارنامہ

حضرت لیث بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو سعادت عطا فرمائے جنہوں نے بالکل اکیلے رومیوں پر حملہ کیا اور ان کو واپس لوٹنے پر مجبور کر دیا۔ عرب کا کوئی آدمی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں تھا یہاں تک کہ رومیوں کو دھکیلتے ... کے لشکر تک لے گئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو میدان جنگ میں واپس لاتے ہوئے پکارا:

... مسلمانو! واپس پلٹ آؤ! دلیری سے کام لو۔ اور اے اہل اسلام! صبر، صبر، اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

کے ساتھی دوبارہ میدان جنگ میں لوٹ آئے اور رومیوں پر شدید حملہ کر دیا۔

اسلامی لشکر کی ہزیمت اور سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بادشاہ جرجیر نے ارمنی تیس ہزار شہسواروں کے ساتھ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ رومیوں نے جب یہ حملہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صرف پانچ سو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بچے باقی سارے کے سارے بھاگ گئے۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے ارمنی فوج پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

''اے مسلمانو! موت سے ڈر کر نہ بھاگو بلکہ صبر سے کام لو اور میدان میں ڈٹے رہو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی واپس پلٹے اور رومیوں پر حملہ کر دیا اور ایسا شدید حملہ کیا کہ ارمنی فوج کو اس قدر مارا اور غارت گری کی کہ جس سے بھی ان کو اتنی مصیبت میں کبھی مبتلا نہ کیا ہوگا۔ ارمنیوں کو بھگا دینے کے بعد حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ واپس پلٹے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا:

تم لوگوں کو کیا ہو گیا تھا؟ کہ ان کفار کے سامنے سے بھاگ نکلے؟ جب تمہاری تو یہ حالت تھی کہ تم زبردست قسم کے جنگجو اور اللہ تعالیٰ رحمان کے بندے ہو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا:

''وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ''(الانفال:۱۶)

(اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جاملنے کو تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی)

اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ''(التوبہ:۱۱۱)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے)

اور پھر تم ہو کہ تم شکست کھا کر بھاگ رہے ہو۔؟

آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے یہ سنا تو کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور احد اور حنین کی طرح آج بھی شیطان نے ہمیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ اب ہم لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حملہ کریں۔ ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حملہ کریں گے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے بہتری کی دعا کی۔ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اپنی جگہ پر

جا کھڑے ہوئے۔اس کے بعد آپ اور آپ کے ساتھی اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمے اور ثابت قدم رہے۔اور حفاظتی امور سرانجام دینے کے لئے اپنی جگہ سے ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہ ہوئے۔

مسلمانوں کا دوبارہ حملہ آور ہونا

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے جب شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو واپس اپنی جگہ سنبھالتے ہوئے دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو مخصوص الفاظ کے ساتھ بلایا اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔آپ رضی اللہ عنہ کے مخصوص الفاظ یہ تھے۔

"یا نصر اللہ انزل یا منصور أمت أمت"

اے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت نازل ہو۔اے اللہ تعالیٰ کی کی گئی مدد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) امت (کی خبر گیری کر) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) امت (کی خبر گیری کر)

اور یہ شعار آپ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بدر واحد میں تھا۔

باہان نے بھاگ کر جان بچائی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے رومیوں کے میمنہ پر اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے میمنہ پر شدید ترین حملہ کر دیا اور ان کی شدید انداز میں قتل وغارت گری کی۔اللہ تعالیٰ حضرت زبیر بن عوام، حضرت ہاشم بن مرقال اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔انہوں نے رومیوں پر اس قدر شدید حملہ کیا کہ باہان کے خیموں تک جا پہنچے۔رومیوں نے بھاگ کر باہان کے خیموں کی حفاظت کی۔باہان نے جب یہ نازل صورت حال دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا اور رومیوں کو چیخ چیخ کر بلانے لگا اور انہیں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے لگا۔بادشاہ کا حکم پاتے ہی رومی لوٹے اور دوبارہ حملہ کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ان الفاظ کے ساتھ آواز دی۔

"لا الٰہ إلا اللہ یا منصور أمت أمت"

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،اے تائید ایزدی (ہمارے امداد کے لئے) اتر (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) امت (کی دستگیری فرما) (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) امت (کی دستگیری فرما)۔

پس مسلمان آگے بڑھے اور رومیوں کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔مسلمان اسی طرح لڑائی میں مست تھے کہ اچانک کسی کہنے والے کی آواز آئی۔

"یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ اقرب أیها الناس الثبات الثبات"

اے اللہ تعالیٰ کی مدد! اتر،اے اللہ تعالیٰ کی مدد! قریب ہو۔اے لوگو! ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ثابت قدمی اختیار کرو۔

حضرت عامر بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگوں نے آواز دینے والے کے بارے میں سوچ وبچار کی تو یہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ تھے جو اپنے بیٹے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے تھے۔

مسلمانوں کے اکابرین نے مل کر رومیوں پر شدید ترین حملہ کر دیا۔ اور سخت قتل و غارت گری شروع کر دی۔ زنجیروں میں جکڑے رومی بہادر اپنی جگہ کھڑے رہے اور اپنی طرف آنے والے ہر شخص کو روک رہے تھے۔ رومی تیراندازوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ انہوں نے یکبارگی تیری اندازی شروع کر دی تو ان کے تیروں نے سورج کو اپنی آغوش میں چھپالیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو تمام کے تمام مسلمان آج ہلاکت کا شکار ہو جاتے۔ تیروں کے چلنے سے مسلمانوں نے ادھر ادھر بکھیرنا شروع کر دیا البتہ مسلمان خوشی خوشی واپس پلٹے کیونکہ کفار کی بڑی تعداد ہلاک ہو چکی تھی۔

اس کے بعد ایک رومی بہادر میدان جنگ میں نکلا اور اس کی جسامت اور قد کاٹھ ایک تناور درخت کی طرح تھا۔ اس نے سنہری رنگ کی زرہ پہنی ہوئی تھی۔ جواہرات سے مرصع صلیب لٹکائی ہوئی تھی، گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ جس پر لوہے کی بنی ہوئی زرہ رکھی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں نیزہ تھام کر تکبرانہ انداز میں اپنے مدمقابل طلب کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اس دراز قد فربہ جسم کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانو! اس کی جسامت کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہو جانا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کتنے ہی بڑی جسامت والے تم نے دیکھے کہ وہ بزدل تھے۔ تم میں سے جو بھی اس کا مقابلہ کرنا چاہے جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے مدد طلب کرو۔

حضرت ذوالکلاح حمیری رضی اللہ عنہ کا مقابلے کے لئے نکلنا

کہتے ہیں کہ ایک عربی غلام جس کے ہاتھ میں ایک تلوار اور ایک ڈھال تھی۔ پیادہ ہی اس رومی کے مقابلے کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا۔ تو اس کے سردار/آقا حضرت ذوالکلاح حمیری رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور فرمایا: اے غلام! واپس آجا۔ پھر آپ خود ہی اس رومی شہسوار کے مقابلے میں نکلے۔

حضرت ذوالکلاح حمیری رضی اللہ عنہ قوت و شجاعت کے پیکر تھے۔ دونوں کے پاس نیزے تھے۔ اس لئے دونوں بہادروں نے پہلے نیزہ بازی کے جوہر دکھائے اور ان کی نیزہ بازی کی چنگاریاں بہت شدید تھیں۔ اس کے بعد دونوں نے تلواریں نکال لیں۔ اور ایک دوسرے کی طرف بڑھے۔ ایک بار رومی حضرت ذوالکلاح پر حملہ کرتا تو دوسری مرتبہ حضرت ذوالکلاح رضی اللہ عنہ اس رومی پر حملہ کرتے۔ رومی کی تلوار بہت تیز تھی اس نے ایک بار حملہ کیا تو حضرت ذوالکلاح رضی اللہ عنہ کی ڈھال کو کاٹتی ہوئی نیچے والے کپڑے کو چیرتی ہوئی دائیں پہلو تک پہنچ گئی۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ یہاں تک کہ بازو بوجھ بن کر رہ گیا۔ حضرت ذوالکلاح رضی اللہ عنہ نے رومی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں کا رخ کیا۔ رومی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو جاتے ہوئے دیکھا تو تعاقب کی ناکام کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قوم آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے نوجوانوں سے فرمایا: ''اے حمیر کے نوجوانو! جنگ میں اسلحہ اور دیگر سامان پر بھروسہ نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے لڑو۔ انہوں نے جواب دیا: اے ہمارے سردار! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اسلحہ اور دیگر جنگی سامان کے بغیر جنگ کریں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس نوجوان کے پاس جنگ ساز وسامان نہ دیکھتے ہوئے اس کو واپس بلایا اور دل میں خیال کیا کہ میں بڑا شہسوار ہوں اور میرے پاس جنگی ساز وسامان بھی زیادہ ہے۔ یہ جو میری حالت تم نے دیکھی ہے اس لئے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اس سے پہلے مجھ کو کبھی اتنا گہرا زخم نہیں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زخم پر مرہم پٹی باندھی گئی پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت ذوالکلاح رضی اللہ عنہ جیسے ہی اپنی جگہ پر پہنچے تو اپنی قوم کو زوردار آواز دے کر پکارا

اے قبیلہ حمیر کے شہسوارو! اگر تم میں تمہارا سردار جنگ کی تاب نہ لاتے ہوئے میدان جنگ سے واپس نہ آئے تو تم میں کون ہے جو اس کا بدلہ لے گا؟

قبیلہ حمیر کے شہسواروں میں سے ایک مجاہد یہ سن کر نکلے جن کے پاس یمنی تلوار اور نیزہ تھا۔ وہ آگ کی چنگاری کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ جوش انتقام میں وہ رومی پہلوان کی طرف دوڑے اور اس کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دیئے پھر اچانک اس زور سے اس کو نیزہ مارا جو اس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔ اس طرح وہ رومی شہسوار جہنم رسید ہو گیا۔ حمیری نوجوان اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کا سامان اٹھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ رومی لشکر کا ایک چھوٹا سا فوجی دستہ آگے آیا تا کہ حمیری نوجوان کو سامان اٹھانے سے روک دے۔ مگر اس مجاہد نے ان رومیوں کو بھی ذلیل کر کے بھگا دیا۔ پھر اس مقتول کی طرف بڑھا اور اس کا سامان اٹھا کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے وہ سامان اسی نوجوان کو دے دیا۔ وہ حمیری نوجوان وہ سامان لے کر کسی شخص کے حوالے کر کے خود میدان جنگ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

رومیوں کی طرف سے دوسرا بہادر مقابلے کو آیا مگر قتل ہوا، تیسرا بھی موت کی وادی میں چلا گیا، پھر چوتھا بہادر آیا اس نے حمیری نوجوان کو شہید کر دیا۔ رومی بہادر حمیری نوجوان کو شہید کر کے گھوڑے سے نیچے اترا آپ رضی اللہ عنہ کا سامان اتارنے لگا کہ انصاری تیراندازوں کی طرف سے کسی نے تیر کا ایسا وار کیا جو رومی کا سینہ چیرتا ہا پار ہو گیا۔ اور رومی اسی جگہ واصل جہنم ہو گیا۔ اور بہت جلد اس کی روح دوزخ جا پہنچی۔

رومیوں کے دل دہل گئے

کہتے ہیں: اس رومی کے قتل کے بعد رومیوں کے دل دہل گئے۔ ان کے چہروں کے رنگ متغیر ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کا خوف ان کے دلوں میں گھر کر گیا۔ کیونکہ اس مرتبہ قتل ہونے والا، ایک سردار تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے وہ نابلس کا گورنر تھا۔ جب اس کی قوم میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ تو باہان بادشاہ نے زوردار آواز لگا کر تسلی دی۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کا لان کے بادشاہ سے مقابلہ

رومی فوج کی طرف سے لان کی ریاست کا بادشاہ نکلا۔ جس کا نام مربوس تھا۔ اس نے شاہانہ زرہ اور ریشم کا لباس پہن رکھا تھا۔ اور جواہرات سے مرصع کمر بند باندھا ہوا تھا وہ میدان جنگ پہنچا اور ادھر ادھر چکر لگانا شروع کر دیئے۔ اور تعجب کا اظہار

کرتے ہوئے بولا۔

''میں لان کے ملک کا بادشاہ ہوں۔ میرے مقابلے میں تمہارا امیر ہی آنا چاہئے''

حضرت شرحبیل بن حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب نے اس کی آواز سنی تو اس کے مقابلے کو نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ انہوں نے بھی لان کے بادشاہ کی طرح کمر بند باندھا ہوا تھا۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مقابلے کے لئے کون نکلا ہے؟ جواب دیا گیا کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ جسے مناسب خیال کرتے ہیں۔ جھنڈا دے دیں اور سوچ سمجھ کے بغیر اس کے مقابلے میں نہ جائیں۔ جب حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اپنے امیر کا پیغام سنا تو جھنڈا ایک شخص کے حوالے کر دیا اور فرمایا جھنڈا لے کر میری جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اگر تقدیر کا لکھا مجھ پر غالب آ گیا تو یہ جھنڈا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جانا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا اور آپ جس کو چاہیں وہ جھنڈا عطا فرما دیں۔ بصورت دیگر میں واپس لوٹ آیا تو میں خود یہ جھنڈا لے لوں گا۔

اس نوجوان نے یہ سنا اور جھنڈا لے لیا۔ اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ لان کے بادشاہ کے مقابلے میں یہ اشعار پڑھے۔ اور میدان میں جا پہنچے۔

سأحمل فی الشام بنی الأعادی بکل مثقف لدن حداد

فیا بؤسا لقیصر یوم نأتی وجمع الروم شرد فی البلاد

(عنقریب میں دشمنوں کی بدبخت اولاد پر تیز آہنی نیزے سے حملہ کروں گا۔ اس وقت قیصر روم کے لئے ہلاکت ہوگی اور رومی اپنے شہروں کی طرف دم دبا کر بھاگیں گے)

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اشعار رومی نے سنے ضرور مگر اچھی طرح عربی نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔ اور کہا: اے عربی! کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں وہ کلام پڑھ رہا ہوں جو ہم جنگ کے دوران پڑھتے ہیں تو ہمارے دلوں میں بہادری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اس کلام کے ذریعے ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس وعدے پر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم سے کیا تھا پختہ یقین ہو جاتا ہے۔

اس نے پوچھا: تمہارے رب نے تمہارے ساتھ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کیا وعدہ کیا ہے؟

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ طول وعرض کی فتوحات ہمیں حاصل ہوں گی۔ اور شام کا ملک ہماری ملکیت میں آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے ہم کو کامیابی حاصل ہوگی اور ہم فتحیاب ہوں گے۔

لان کے بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہاد کا حکم دیا ہے، پس ہم کر رہے ہیں۔ زمین کی ملکیت تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے وہ جس کو چاہے اس کا وارث بنا دے۔ اور اچھا انجام تو اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

پھر حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں محسوس کر رہا ہوں کہ تو عربی پہنچانتا ہے۔ اگر تو صلیب کی عبادت کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو جاتا تو، تو جنتی بن جائے گا اور اس طرح تو سعادت مند ہو جائے گا۔

اس نے کہا: میں دین مسیح علیہ السلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ یہ دین ہی حق کا دین ہے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نہ کہہ کہ مسیح علیہ السلام معبود ہیں۔ اور نہ یہ عقیدہ رکھ کہ ان کو سولی دی گئی اور وہ فوت ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا ان کو دنیا میں زندہ رکھا اور پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

لان کے بادشاہ نے کہا: میں اپنی بات سے کسی صورت بھی رجوع نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اس نے اپنی صلیب گردن سے اتاری اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کو بلند کیا پھر آنکھوں سے لگایا۔ اس کے بعد اس سے مدد اور نصرت مانگنے لگا۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو بہت غضبناک ہوئے اور کہا: تباہ و برباد ہو جاؤ تم اور جو تیرے ساتھ ہے اور ہر وہ شخص جو تیری طرح کا باطل عقیدہ رکھتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ پھر دونوں کے مابین بہت زبردست قسم کی جنگ ہوئی کی دونوں فوجوں کی آنکھوں حیرت زدہ ہو کر دیکھتی ہی رہ گئیں۔

مسلمانوں نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے دعائیں کیں۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اس کافر کے حملہ کی شدت دیکھی تو جنگی تدبیر کے پیش نظر جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس دشمن خدا نے آپ رضی اللہ عنہ کو بھاگتے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا۔ جب حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اچانک گھوڑے کی لگام کھینچی اور واپس مڑے نیزہ ہاتھ میں لیے اس کے سینے پر وار کیا تو وہ مشرک نیزہ لگنے سے خوفزدہ ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے نیزہ تو مارا مگر وار خطا گیا اور وہ بچ گیا۔

لان کے بادشاہ نے کہا: اے عرب! تم لوگ مکر و فریب کرنے سے باز نہیں آتے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کرے کیا تو نہیں جانتا ہے جنگ تو ہے ہی مکر و فریب کا دوسرا نام۔

لان کے بادشاہ نے کہا: پھر اس حیلے سے تجھ کو کیا فائدہ ہوا۔

تلواریں ٹوٹ گئیں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کے بعد دونوں اس قدر سختی سے لڑے کی دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے اور لڑنے لگے۔ لان کا بادشاہ مشرک جس کا جسم خوب موٹا تھا اور فربہ تھا۔ دوسری طرف حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ چونکہ زیادہ تر روزہ کی حالت میں رہتے اس لئے آپ نہایت کمزور ہو چکے تھے۔ اس لئے اس مشرک کے آپ رضی اللہ عنہ کو دبوچ لیا۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ کو تکلیف محسوس ہوئی۔ مشرک نے گھوڑے پر سواری کی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کو زمین پر قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ دونوں جماعتیں اس خوفناک منظر کو دیکھ رہی تھیں۔

لان کے بادشاہ کا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل

حضرت ضرار بن ازدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دونوں کی لڑائی دیکھ کر اور مشرک کی طاقت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا دل غصہ

سے بھر گیا۔ میں نے دل میں سوچا ''اے ضرار! تو برباد ہو جائے، مشرک رسول اللہ ﷺ کے کاتب حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو قتل کر رہا ہے تو تو کھڑا دیکھ رہا ہے؟ کس چیز نے تم کو ان کی مدد کے لئے روک رکھا ہے۔؟

دبلی پتلی ہرنی جیسی دوڑ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دبلی پتلی ہرنی کی طرح حضرت ضرار ؓ دوڑتے ہوئے اس کی جانب بڑھے یہاں تک کہ اس کے قریب جا پہنچے۔ دونوں کو حضرات ضرار ؓ کی آمد کی کوئی خبر نہ تھے۔ حضرت ضرار ؓ کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ انہوں نے وہ خنجر لان کے بادشاہ کی پشت میں پیوستہ کر دیا۔ اور وہ اس کا دل چیرتا ہوا پار ہو گیا۔ اور وہ قتل ہو کر گھوڑے سے نیچے آ گرا۔ اس طرح حضرت شرحبیل ؓ نے رومی کے چنگل سے آزادی پائی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب لان کے بادشاہ کو گھوڑے کی پشت سے نیچے آ گیا تو حضرت شرحبیل ؓ اپنے گھوڑے سے اترے اور اس رومی کا سامان اتار لیا۔ حضرت ضرار ؓ رومی کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور دونوں مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ مسلمانوں نے حضرت شرحبیل ؓ کو مبارک باد دی۔ حضرت ضرار ؓ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے حضرت شرحبیل ؓ کو رومی کے چنگل سے بچایا۔

حضرت شرحبیل اور حضرت ضرار میں تکرار

لان کے بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد حضرت شرحبیل ؓ نے اس کا ساز و سامان اٹھایا تو حضرت ضرار ؓ نے ان سے تکرار کی کہ ساز و سامان پر میرا حق ہے کیونکہ رومی کو قتل میں نے کیا ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ نے فرمایا: سامان پر میرا حق ہے کیونکہ مقابلے میں تو میں ہی نکلا تھا۔

دونوں حضرات اس تنازعہ کا فیصلہ کرانے کے لئے حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے محسوس کیا کہ کہیں یہ اپنے فیصلے میں عدم رضامندی کا اظہار ہی نہ کر دیں۔ اس لئے انہوں نے اس قضیہ کے فیصلہ کے لئے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ کو خط لکھا۔

''اے امیر المومنین! ایک شخص مقابلے کے لئے میدان جنگ میں گیا۔ اور رومی کا مقابلہ کیا اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ رومی کو قتل کر دے۔ مسلمانوں میں سے ایک اور شخص نکلا اور اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتے ہوئے اس رومی کو قتل کر دیا۔ اب مال غنیمت کس کا حق ہے''

آپ ؓ نے خط میں دونوں میں سے کسی کا نام نہیں لکھا۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ کی طرف سے جواب آیا کہ سامان قاتل کے لئے ہے۔ اس لئے حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت شرحبیل ؓ سے سامان لے کر حضرت ضرار ؓ کے حوالے کر دیا۔

''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ'' (المائدہ: ۵۴)

رومی سرداروں پر موت منڈلانے لگی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب لان کے بادشاہ کو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تو رومیوں میں غیض وغضب کی لہر دوڑ گئی۔ اسی وقت ایک بہادر شہسوار میدان جنگ میں آیا اور اپنا مقابل طلب کرنے لگا۔ حضرت زبیر بن عوان رضی اللہ عنہ اس کے مقابل میں آئے اور آتے ہی اس کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد اس کا ساز وسامان اتار لیا۔ اس کے بعد دوسرا سردار آیا اور وہ بھی جہنم چلا گیا۔ پھر تیسرا آیا وہ بھی قتل ہوا۔ پھر چوتھا آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی جہنم کی وادی میں دھکیل دیا۔ اور ان سب کا سامان اتار لیا۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے رومی فوج کے بازو کاٹ دیئے

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے بہادروں کو فی النار کر کے ان کے بازو کاٹ دیئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اب آپ رضی اللہ عنہ میں تھکاوٹ کے اثر ظاہر ہونے لگے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر آواز دی اور واپس آنے کا حکم دیا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلامی کا حکم سن کر واپس اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔

لان کے بادشاہ کے داماد کا قتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس کے بعد) ایک اور رومی سردار نکلا اور میدان جنگ میں آ کر کھڑا ہو گیا اس بار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کو گئے اور یہ سردار لان کے بادشاہ کا داماد تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جاتے ہی اس کو قتل کر دیا اور اس کا سامان، تاج، کمر بند، صلیب اور زرہ اتار لی ان تمام چیزوں کی قیمت پندرہ ہزار درہم بنی۔

تیروں کی بارش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب باہان بادشاہ کو اس سردار کے قتل کی اطلاع دی گئی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہا ایک ہی دن میں ہمارا دوسرا سردار قتل ہو گیا۔ باہان نے کہا میرے خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام نے ہماری مدد کرنا چھوڑ دیا ہے۔ کہ کہا اور باہان نے تیراندازوں کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ یک بارگی تیر چلائیں، تیراندازوں نے کمانوں میں تیر چڑھائے اور مسلمانوں کی طرف رخ کر کے ایک ہی وقت ایک لاکھ تیر چھوڑا گیا۔ مسلمانوں پر تیروں کی بارش برسنے لگے جس سے بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔

سات سو مسلمانوں کی ایک ایک آنکھ ضائع

سات سو مسلمانوں کی اس حملہ میں ایک ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تمیم، حضرت ابو سفیان بن صخر بن حرب اور حضرت راشد بن سعید رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

اس کے بعد ان حضرات میں سے جو شخص بھی ملتا وہ پوچھتا کہ تمہاری آنکھ کو کیسے تکلیف ہوئی ؟ وہ جواب دیتا کہ اس کی تکلیف ومصیبت کے متعلق نہ پوچھو۔ بلکہ یہ کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی۔

مسلمانوں میں بے چینی کی لہر

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تیروں کے لگنے سے مسلمانوں میں سخت قسم کی بے تابی پائے جانے لگی یہاں تک کہ ہر طرف سے ایک ہی آواز آتی تھی

"واعینا وابصراہ واحدقتاہ"

ہائے ہماری آنکھ، ہمارے ہماری بصارت، ہمارے ہماری آنکھ کا ڈھیلا

مسلمانوں میں اس وجہ بہت زیادہ اضطراب پایا گیا۔ اور وہ گھوڑوں کو موڑ کر بھاگنے لگے۔ باہان نے جب مسلمانوں میں یہ اضراب دیکھا تو تیراندازوں کو ہلاشیری دی اور پھر بیڑیوں میں جکڑے رومیوں کو مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دے تو وہ مسلمانوں کی جانب آگے بڑھنے لگے۔

جرجیر، قناطیر اور قورین نے بھی مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی خواہش کا اظہار کیا مگر باہان نے ان کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ تیراندازوں کو اپنا کام کرنے دو۔ اور زیادہ تیری اندازی شروع کرادی۔ بیڑیوں میں جکڑے رومیوں نے تلواریں لیں اور حملہ کردیا۔ ان کی تلواریں سورج کی کرنوں کی مانند چمکنے لگیں۔ جنگ دوبارہ اپنے عروج پر پہنچ گئی۔

رومیوں کے اس حملے سے مسلمانوں کو جو تکالیف اور مشکلات درپیش آئیں مسلمانوں نے اپنی جانوں پر مہربان کرتے ہوئے واپس جانا ہی بہتر خیال کیا۔

اسلامی لشکر کا میدان جنگ چھوڑ جانا

حضرت عباد بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رومیوں کے لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھا اور دیکھا کہ مسلمان ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں اور ان کے گھوڑے بھی کوتاہی کرنے لگے ہیں۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو "لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی" پڑھنا شروع کردیا۔ اور دعا کی:

"اللھم انزل علینا نصرك الذی نصرتنا بہ فی المواطن کلھا"

اے اللہ! ہم پر اپنی نصرت ومدد نازل فرما جو تو ہر جگہ ہم پر نازل فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے چیخ چیخ کر قبیلہ حمیر کو بلایا اور کہا جنت کو چھوڑ کر کہاں بھاگ رہے ہو؟ یہ بھاگنا کیسا ہے؟ میدان جنگ سے بھاگ کر جو اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا کیا تم اس کا ذرہ بھر خوف نہیں رکھتے؟ کیا تم کو اس جبار کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہونا؟ کیا اللہ تعالیٰ پوشیدہ امور کو جاننے والا نہیں کہ تم کفار سے خوفزدہ ہو کر بھاگ رہے ہو؟

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! میری بات کا کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ گویا کہ وہ بہروں کی طرح بالکل سن بھی نہیں رہے تھے۔

میں نے ارادہ کیا کہ تیرا قبیلہ گونگا ہو گیا ہے۔ جواب کیسے دے گا؟ اس لئے میں نے سارے عرب قبیلوں کو مخاطب کر کے کہا: مگر ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ میں اب کثرت سے" لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم" پڑھنا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں ابھی تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوئی اور وہ اس طرح کہ مسلمان میدان جنگ چھوڑ کر اس ٹیلے کا رخ کرنے لگا جس میں خواتین پناہ گزریں تھیں۔ میدان جنگ میں سوائے جھنڈا اٹھانے والوں کو کوئی نہ رہا۔

شام کی جنگوں میں سخت ترین جنگ

حضرت عبداللہ بن قرط اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے شام کی ساری جنگوں میں حصہ لیا تھا مگر یوم تعویر (آنکھ گل ہونے کا دن) سے زیادہ سخت جنگ میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے لوٹتے رہے تھے۔ جب کہ مسلمان امراء اپنی اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھے مسلسل جنگ میں مصروف تھے۔ جب کہ جھنڈے بھی ان کے ہاتھوں میں تھے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت عمرو بن عاص، حضرت مسیب بن نجبیہ فرازی، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سب کے سب لڑائی میں مصروف تھے۔

مسلم خواتین کو جہاد کا جذبہ

حضرت عبداللہ بن قرط اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سوچا یہ چند آدمی کتنے رومیوں کو جہنم رسید کر سکیں گے کیونکہ ان کی تعداد تو رومیوں کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا مسلمان عورتیں جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں دیکھا جو تھکے ماندے مسلمانوں کو پانی تلاتی تھیں اور خود بھی بعض اوقات میدان جنگ میں نکل آتی تھیں۔ میں نے قبیلہ قریش کی کسی خاتون کو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں اور نہ ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں اس قدر بہادری کے ساتھ لڑتے دیکھا جس قدر بہادری سے ان کو جنگ یرموک میں لڑتے دیکھا۔

مسلم خواتین نے خوب تلوار زنی کے جوہر دکھائے

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ یرموک میں مسلمان خواتین میدان کارزار میں نکلیں اور رومیوں کا گھسیں اس کے بعد ان مسلم خواتین نے خوب تلواروں سے لڑائی کی۔

مہاجر خواتین دوسری عورتوں کے ساتھ مل گئیں۔ اس وقت جنگ اپنے جوبن پر تھی۔ خواتین اپنا اپنا نسب، مان (قوم اور ملت) اور لقب کا ذکر کر کے آوازیں دیتیں اور مشرکین کو موت کی وادی میں سلا دیتیں۔ میخوں کے ساتھ گھوڑوں کے مونہوں پر ضربیں مارتیں اور اپنے بچے اٹھا اٹھا کر مسلمانوں کے سامنے لاتیں۔

بعض خواتین تو مشرکین کے ساتھ جنگ لڑ رہی تھیں۔ جب کہ بعض مسلمانوں کو مار مار کر مشرکین کی طرف لوٹانے میں مصروف تھیں۔ بعض خواتین مسلمانوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ جب کہ بعض زخمیوں کو مرہم پٹی لگانے کا کام سرانجام دینے میں مصروف تھیں۔

جنگ اسی طرح جاری تھی کہ رومی فوج کا ہجوم ہوگیا۔ تب قبیلہ لخم، جذام اور خولان کی خواتین میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا، حضرت ام حکیم بنت حارث، حضرت سلمٰی بنت لوی رضی اللہ عنہن سامنے آئیں اور بھاگنے والی عورتوں کے چہروں اور سروں پر مارنا شروع کر دیا اور کہنے لگیں: ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ اور لوٹ جاؤ، کیونکہ تم نے ہماری جماعت کو بھی بدنام اور کمزور کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سن کر قبیلہ لخم اور جذام کی عورتوں دوبارہ میدان جنگ میں نکل آئیں۔ اور خوب بہادری سے جنگ کی۔ اس دن ہر خاتون کی زبان سے نصیحت آمیز الفاظ ہی جاری ہو رہے تھے۔

حضرت حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا نے پکارا: اے عرب کی جماعت: ان بے ختنہ لوگوں کو تلواروں سے کاٹ ڈالو۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی جرأت و بہادری

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خاوند حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ تھیں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جب کسی رومی کو مارتے تو آپ بھی اسی طرح مارتیں۔

مسلمانوں نے جب خواتین اسلام کو غارت گری کرتے دیکھا تو وہ بھی میدان جنگ میں واپس آگئے اور جو بھی ایک دوسرے کو ملتا وہ کہتا: اگر ہم ان عورتوں کی طرح نہیں لڑ سکتے تو ہم عورتوں کی طرح چوڑیاں پہن لیں اور پردہ میں بیٹھ جائیں۔

اللہ تعالیٰ جنگ یرموک میں قریش کی خواتین کو بہادری کا مظاہرہ کرنے پر سعادتیں نصیب فرمائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عبدالرحمن بن فضل رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت مکول رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بتایا کہ جنگ یرموک رجب کے مہینے میں پندرہ ہجری کو لڑی گئی۔

حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا کا جذبہ جہاد

حضرت سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روم کا ایک سپاہی ہماری طرف حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا تو حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو تلوار سے مارنا شروع کر دیا۔ مگر اس ظالم نے آپ رضی اللہ عنہا کے سر پر تلوار کا وار کر دیا جس سے خون بہنے لگا اور آپ رضی اللہ عنہا زمین پر گر گئیں۔

حضرت عفیرہ بنت عثان رضی اللہ عنہا نے جب ان کو زمین پر گرتے دیکھا تو چیخ مار کر کہا: اللہ کی قسم! حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنی بہن کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا اور سر میں گہرا زخم آنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کے بال رنگے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

آپ کیسی ہیں؟

انہوں نے ت جواب دیا: میں خیریت سے ہوں مگر عنقریب شہادت کے منصب پر فائز ہو جاؤں گی۔۔ کیا تم میرے بھائی کو اس بارے خبر دے دو گی۔

حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ان کو کہیں نہیں دیکھا۔

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ! میرے بھائی کی جگہ فدیہ کے طور پر مجھ کو قبول کر لے۔ اسلام کی خاطر ان کو دردوالم نہ پہنچانا۔ حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح سے وہ کھڑی ہو سکیں۔ اور میرے ساتھ چل سکیں۔ مگر یہ بے سود رہا۔ پھر ہم عورتوں نے ان کو اٹھایا اور خیموں میں لے کر آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رات کا وقت ہوا تو ہم نے ان کو دیکھا کہ لوگوں کو پانی پلاتی ہوئی ادھر ادھر جارہی تھیں گویا کہ ان کو کچھ ہوا ہی نہیں۔ ان کے بھائی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب ان کے سر میں زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ تم کو کیا ہوا انہوں نے کہا رومی سپاہی نے مارا ہے۔ جس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ اسی زخم کا نشان ہے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری بہن! جنت کی خوشخبری ہو تم اور خوش ہو جاؤ میں نے تمہارے اس زخم کے انتقام میں بہت سے رومیوں کو پکڑا اور ان کو قتل کر دیا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دن کے اوائل حصہ میں جنگ شروع ہوئی تھی مگر جوں جوں شام کا وقت قریب آتا گیا جنگ میں شدت آتی گئی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہاتھ میں جھنڈا تھامے مسلسل لڑتے رہے۔ دشمن بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرح پوری وقت سے لڑنے میں مصروف رہا یہاں تک کہ رات کی تاریکی نے دونوں گروہوں کو جدا جدا کر دیا۔

یوم تعویر (آنکھ گل ہونے کا دن) میں چار ہزار رومی ہلاک ہوئے اور اس سے زیادہ تعداد بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ان کی نو تلواریں اس دن ٹوٹ گئی تھیں۔

ایک دن میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک سو رومیوں کو جہنم رسید کیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس شخص نے خبر دی جو یرموک کی جنگ میں شامل رہا۔ بتایا کہ میں نے ایک سو بہادر ایسے دیکھے ہیں جن کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے جہنم رسید کیا۔

حضرت حازم بن معن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مشرکوں کے لشکر کے قلب کی جانب ریشم کا لباس پہنے ابلق نسل کے گھوڑوں پر سوار رومی مشرکین نکلے۔ ان کی صفیں پہاڑوں کی طرح مضبوط تھیں۔ جب وہ میدان میں آئے تو انہوں نے مسلمان کے لشکر کے قلب پر یکبارگی حملہ کر دیا۔

جواہرات سے مرصع کی ہوئی صلیبیں ان کے درمیان موجود ہو رہی تھیں۔ ان کے دائیں طرف والوں نے ہمارے بائیں طرف والوں پر اور ان کے بائیں طرف والوں نے ہمارے دائیں طرف والوں پر حملہ کر دیا۔ اور رومی فوج مسلمانوں کو ایک دفعہ پھر پیچھے دھکیلتے ہوئے عورتوں کے خیموں تک لے آئی۔ دوسری طرف خواتین نے ان مسلمانوں کو جو میدان جنگ سے پیچھے آرہے تھے کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ چیخ چیخ یہ کہہ رہی تھیں۔

اللہ اللہ تم لوگ اپنی ہزیمت اور شکست کے سبب اسلام کو تو کمزور نہ کرو۔ اے اہل اسلام! اللہ تعالیٰ سے خوف رکھو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک نڈر اور بے خوف شخص تھا۔ جس کا نام حضرت نجم بن فرح رضی اللہ عنہ تھا۔ اس کا شمار بڑے بڑے خطباء میں ہوتا تھا۔ فصیح عربی زبان بولنے میں مہارت رکھتا تھا۔ نہایت دقیق الفاظ

میں بات چیت کرتا۔ اس کی آواز میں اس قدر چاشنی تھی کہ عرب کے لوگ اور فصحاء اس کا نظم ونثر کلام سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالمالک نے مجھ کو محمد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت حسن بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عبدالواحد سے اور انہوں نے عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ کو جامع النیل مین یرموک کے واقعہ کو بیان کررہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تقدیر کے فیصلہ کے مطابق لوگ میدانِ جنگ چھوڑ کر واپس اپنے مورچوں میں لوٹ گئے مگر بنی محارب کا ایک نوجوان اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اس نوجوان کو نجم بن فرح رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ وہ جب بھی گفتگو کرتا تو نہایت اچھے انداز میں مسجع گفتگو کرتا۔ ہم نے یرموک کی جنگ کے بارے میں اس کی گفتگو سنی اور وہ بعد میں اسی انداز سے بات کرتے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو متاخرین فصحاء وبلغاء مثلاً اصمعی اور حضرت ابوعبیدہ بغوی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی ان کے عمدہ کلام سے متاثر ہو کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔

حضرت نجم بن مفرح رضی اللہ عنہ کا خطاب

نجم بن مفرح نے مسلمانوں کی ہزیمت کو مقررانہ انداز میں بیان کیا:

''اے لوگو! اس دن کے بعد ایک اور دن بھی آنے والا ہے۔ جب تم اپنا کیا دھرا دیکھو گے۔ جنت میں داخلہ اسی صورت میں ہوگا کہ سخت مصائب پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جہاد کو ناپسند کرنے والا کبھی جنت تک رسائی نہ پاسکے گا۔ اس کے بعد کہا:

وللہ فی عرض السموات جنۃ ولکنھا محفوفۃ بالمکارہ

اللہ تعالیٰ کی قسم جنت کے عرض میں جنت ہے اور لیکن وہ مشقتوں اور تکلیفوں میں گھری ہوئی ہیں۔

اعلیٰ درجہ شہادت کا درجہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ کو راضی کرلو۔ دیکھو! جہاد اب فرض ہو چکا ہے۔ اور جنگ بھی اپنے عروج پر ہے۔ نفاق کے بادل ہر طرف چھا چکے ہیں۔ تم لوگ تو زمانے کے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہو۔ پھر ثابت قدمی اور مدد ونصرت سے مایوسی کیسی؟

آؤ! اپنی ثابت قدمی سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس روح کو خوش کردو۔ اپنی نیتوں کو صاف کر کے میدان جنگ میں ڈٹے رہو۔ اپنے آپ کو ہزیمت زدہ ہو کر واپس لوٹنے سے بچاؤ۔ اور نہ دوزخ کی آگ اور جبار وقہار کے غیض وغضب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم ہے جو تقدیر کا پیدا کرنے والا ہے اور کائنات کے نظام کو چلانے والا ہے۔ اس کے پاس ہر چیز مقدر ہو چکی ہے، تمہارے لئے ایسی خوبرو حوریں مزین کی گئیں ہیں۔ جو اپنے ہاتھوں میں خاص پانی لئے تمہارے انتظار میں ہیں۔ تو جو دارِ بقاء کا طلب گار ہے وہ ہر مصیبت کو گلے لگا لے۔

اے مسلمانو! صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو گے تو تمہارے نامہ اعمال میں اس کا ثواب لکھا جائے گا۔ اپنے حسن عمل

کے سبب مومنوں کی خوش کردو۔ ہدایت کی راہ سے بھٹکنے سے اجتناب کرو اور کفار کے ساتھ جہنم میں جانے کی موافقت پیدا نہ کرو بلکہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر ان کے ساتھ موافقت قائم کرو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ'' (النور: ۵۵)

(اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا۔ ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں)

آگے بڑھو کیونکہ آگے بڑھنے والے ہی سبقت لے جاتے ہیں۔ جہاد کرو۔ کیونکہ جہاد کرنے والے ہی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ'' (آل عمران: ۱۰۲)

(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سر پر سرخ رنگ کی پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ اپنا نام لے کر ان کو خوف زدہ کر رہے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ

ایک اور سردار جس کو نسطورا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ریشمی لباس پہن کر میدان جنگ میں آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے اپنی طرف بلانے لگا۔ آپ لڑائی میں اس قدر منہمک تھے کہ اس کے جنگ کی طرف بلانے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور ویسے بھی وہ نہ سمجھ آنے والے الفاظ میں بلا رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اس کو بڑبڑانے کی آواز سنی تو اندازہ لگایا کہ وہ مجھ کو مقابلے کی دعوت دے رہا ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی طرف توجہ کی۔ اس کے بعد دونوں کے درمیان شدت کی لڑائی ہوئی۔ دونوں اسی طرح لڑنے میں مصروف تھے کہ اچانک سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا منہ کے بل نیچے گرا اور آپ بھی اس کے سر کی جانب جھک گئے۔ یہ دیکھا تو مسلمانوں نے ''لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم'' پڑھنا شروع کر دیا۔

سیدنا خالد کی ٹوپی گر گئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گھوڑے کو اٹھانے کے لئے اسے جی جی کہنے لگے۔ ادھر سے سردار نسطورا نے تلوار کا دستہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمر پر مارا جس سے آپ کی ٹوپی نیچے گر گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چیخ مار کر فرمایا: میری ٹوپی، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اس کو اٹھاؤ۔ بنی مخزوم کا ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے ٹوپی اٹھا کر آپ کو دے دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن لی۔ اس کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ اے ابوسلیمان! آپ لڑائی میں اس قدر نازک صورتحال میں تھے۔ اور حال یہ تھا کہ آپ ''میری ٹوپی، میری ٹوپی'' کی آوازیں دی تھی؟

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حجۃ الوداع کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک کے بال مبارک اتروائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک اٹھالئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے خالد! تم ان کو کیا کرو گے۔

''أتبرك بها يا رسول الله واستعين بها على القتال قتال أعدائى فقال لى النبى صلى الله عليه وسلم لاتزال منصورا ما دامت معك''

تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ان کے وسیلے سے برکت حاصل کروں گا۔ اور میں ان کے وسیلے سے دشمنوں کے ساتھ وقت مدد طلب کروں گا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک تیرے پاس یہ بال موجود رہیں گے تیری مدد کی جاتی رہے گی''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی لئے میں نے ان موئے مبارک کو اپنی ٹوپی کی اگلی جانب رکھا ہوا ہے۔ میں جب بھی اس ٹوپی کو پہنتا ہوں تو دشمنانِ خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے شکست کھا جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سرخ پٹی کے ساتھ وہ ٹوپی مضبوطی سے باندھا اور دوبارہ نسطور نامی سردار پر حملہ کیا۔ اس بات آپ نے ایسی ضرب لگائی جو اس کے دونوں شانوں کو چیرتی ہوئی پار نکل گئی۔ باقی کھڑے ہوئے سرداروں نے جلدی سے اس کو پیچھے کھینچ لیا مگر وہ ہلاک ہو چکا تھا اس کے بعد کسی سردار کو آگے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے رہے مگر کوئی بھی ان کے مقابلے کے لئے نہ نکلا۔ آپ مسلسل رومیوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ تھک کر نڈھال ہو گئے۔

حارث بن ہشام مخزومی رضی اللہ عنہ کا دل پسیج کر رہ گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے اور تلوار کا بھی حق ادا کر دیا ہے۔ اب آپ ان کو ذرا آرام کرنے کا حکم دیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان سے فرمانے لگے۔ تجھ کو قسم ہے! آگے مت بڑھیں۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ واپس لوٹ آؤ اور ذرا آرام سے کام لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے امیر لشکر اسلامی! میں تو پوری طرح کوشش کر رہا ہوں کہ کس طرح شہادت

کی سعادت حاصل کروں۔ اگر میں نے اس عمل میں کوئی خطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ میری نیت سے اچھی طرح باخبر ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہی دوبارہ حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس حملے سے واپس نہ آئے جب تک دشمن کے ساتھ لڑائی کا نتیجہ ظاہر نہ ہو گیا۔

رومی لشکر کی شکست

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمان بھی حملہ آور ہو گئے۔ مسلمان دشمنوں کو ہزیمت سے دوچار کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اس بار خواتین اسلام بھی پیش پیش تھیں۔ دونوں گروہوں کے درمیان میدان جنگ کافی وقت تک گرم رہا۔ بعد ازاں رومیوں نے دم دبا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ ان کے ہزاروں سپاہی لقمہ اجل بنے۔

وہ رومی سپاہی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان میں اکثر تو مارے گئے اور بعض گھوڑوں کے پیروں تلے آ کر روندے گئے۔ لڑائی کی چکی اسی طرح گھوم رہی تھی کہ آفتاب کی ٹکیہ غروب ہو گئی اس طرح ایک بار پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں اور رمیوں کے بہت سے سورما خون میں لت پت ہو گئے تھے۔ اور یرموک کی سرزمین مقتولین سے بھر گئی۔ زخمیوں کی حالت ایسی ہی تھی۔ مسلمانوں کی نسبت رومیوں کا خون زیادہ بہا۔ ہر قوم اپنی اپنی جگہ پر واپس آ گئی اور زخمیوں کو ڈھونڈ کر نکالنے میں مصروف ہو گئی۔ بعض مسلم خواتین کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ اور بعض زخمیوں کی مرہم پٹی لگانے کا فریضہ سرانجام دینے لگیں۔ اور بعض پیاسوں کو پانی پلانی کی ڈیوٹی سرانجام دینے میں مصروف ہو گئیں۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس رات کسی مسلمان کو بھی نگرانی پہ مامور نہیں فرمایا کیونکہ تھکاوٹ سے تمام کے بہت بہت زیادہ نڈھال ہو چکے تھے۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خود نگرانی کے لئے نکلے۔ گشت کے دوران آپ رضی اللہ عنہ ن دو گھوڑ سواروں کو دیکھا وہ بھی مسلمانوں کے اردگرد چکر لگا رہے تھے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا نعرہ اور اس کا جواب

جب سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ''لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ لگایا تو انہوں نے جواب میں ''محمد رسول اللہ'' کا نعرہ لگایا۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جن ان کے قریب آئے تو وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو سلام کیا اور فرمایا:

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے! تم دونوں کیوں باہر نکلے ہو۔؟

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم مسلمانوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ اسماء بنت بکر صدیق رضی اللہ عنہا مجھ سے کہنے لگیں: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے! مسلمان آج سارا دن جہاد کرنے کی وجہ سے تھک چکے ہیں اب ان کو آرام کی ضرورت ہے اور رات کے وقت ان کی نگرانی بھی ضروری ہے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں میرا ساتھ دیں گے؟ تو میں نے جواب میں کہا کیوں نہیں۔ اور اب ہم اپنا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تم دونوں واپس چلے جاؤ مگر

دونوں نے واپس جانے سے معذرت کرتے ہوئے پوری رات یوں ہی مسلمانوں کی پہرہ داری میں گزر دی۔

رومی کیوں ہلاک ہوئے؟؟

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے ابو عبیدہ نے حضرت صفوان بن عمرو بن عبدالرحمن بن جبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اہل حمص کے سرداروں میں سے ابوالجعید ایک سردار تھا۔ جب مسلمانوں کے خلاف رومی فوج میدان یرموک میں اکٹھی ہوئی تو رومی حمص میں داخل ہوئے اور انہوں نے زراعہ نامی ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ابوالجعید نے خوشگوار آب وہوا اور پانی کی فروانی کی وجہ سے زراعہ میں ایک گھر تعمیر کروایا اور حمص چھوڑ کر وہاں آ گیا۔ اتفاق سے رومی فوجی بھی وادی زرعہ میں پڑاوَڈال چکی تھی۔ اس دن ابوالجعید کی شادی تھی۔ اس کی نئی دلہن بیاک کر اس کے گھر لائی گئی تھی۔

ابوالجعید نے رومی فوج کو دیکھا تو اس نے سوچا کہ رومی فوج کی ضیافت کروں۔ تو اس نے رومیوں کی اچھی خاصی مہمان نوازی کی۔ ان کو کھانا کھلایا اور اس کے بعد شراب پیش کی۔ جب کھانے سے رومی فوج فارغ ہوئی تو رومیوں نے کہا: اپنی بیوی کو ہمارے پاس لا۔ یہ سن کر ابوالجعید نے انکار کر دیا اور ان کو برا بھلا کہا مگر انہوں نے مسلسل دلہن کو لانے کا اصرار کیا۔ جب زیادہ تکرار ہونا شروع ہوئی تو رومی اٹھے اور خود ہی اس کی دلہن کو لے آئے اور ساری رات اس سے فعل بد کرتے رہے۔

ابوالجعید غمزدہ ہو گیا اور روتے ہوئے ان رومیوں کو بددعائیں دینے لگا۔ جب رومیوں نے یہ دیکھا تو اس کے بیٹے کو مار ڈالا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بچے کی ماں جو ابوالجعید کی پہلی بیوی تھی۔ اپنے بچے کے پاس گئی اور نیم مردہ بچے کا سر اپنی گود میں لیا۔ پھر وہ اس سر کو لے کر اس لشکر کے سردار کے پاس گئی۔ اس کے سامنے سر رکھ کر اپنی شکایت پیش کی اور کہا: دیکھ تیرے ساتھیوں نے میرے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ تم میرے بچے کا قصاص دلاؤ۔ یہ عورت اس سردار سے قصاص کا مطالبہ کرتی رہی مگر اس سردار نے عورت کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور اس کی باتوں سے سر موانحراف کرتا رہا۔

بچے کی ماں نے کہا: اللہ کی قسم! عربوں کو تمہارے خلاف ضرور مدد کروں گی۔ یہ کہا اور عورت واپس چلی آئی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں رومی ہلاک ہو گئے۔

ابوالجعید کا رومیوں سے انتقام

جنگ یرموک مین جب نسطور اقتل ہو گیا اور اس کے بعد ابوالجعید نامی ایک شخص مسلمانوں کے پاس آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: یاد رکھو! اگر رومی جو اس وقت تمہارے سامنے ہیں خود اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیں اور تم ان کو قتل کرنے لگ جاؤ تو بھی ان کے قتل کے تمہیں طویل مدت درکار ہو گی۔

ابوالجعید کی چال

ابوالجعید نے کہا: میں تم کو ایک ایسی چال بتاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو تو اسی رات رومیوں کی تعداد بہت زیادہ کم کر سکتے ہو جس سے تم کو کامیابی حاصل ہو گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بتاؤ وہ کون سی چال ہے۔

اس کے ساتھ مسلمانوں نے کہا کہ ہم تم کو اتنا مال دیں گے اور اس کے علاوہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا تمہارے گھر والوں سمیت جزیہ معاف ہو جائے گا۔ ہم تجھ کو تیری ساری زندگی کا اقرار نامہ لکھ کر دیں گے کہ تجھ سے کوئی جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب ابوالجعید مسلمانوں سے پکا تحریر نامہ لے چکا تو رومیوں کی طرف چل دیا۔ رومیوں کو اس کی چال کے متعلق کوئی علم نہ تھا وہ ایک ایسی عظیم ندی میں پہنچا جو پانی سے بھری ہوئی تھی۔ رومیوں کا لشکر اس ندی کے ایک طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

ابوالجعید نے رومیوں سے کہا: یہ عربوں کے گزرنے کی جگہ ہے۔ جس میں تم کو ایک ایسی چال بتاتا ہوں کہ جس پر عمل کر کے تم مسلمانوں کو ہلاک کر سکتے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے رومیوں کو ایک جگہ پر کھڑا کر دیا کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان میں وہ ندی حائل ہو گئی کوئی رومی بھی اس ندی کی گہرائی نہیں جانتا تھا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: تعویر والے دن ابوالجعید کو یقین ہو چکا تھا کہ اب مسلمانوں کے پاس غیب سے مدد آ پہنچی ہے اور وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں گشت میں مصروف تھے مہاجرین کی چھوٹی سی جماعت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ اس نے کہا: آپ لوگ بے فکری میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ابوالجعید مسلمانوں کے پاس آیا تو مسلمانوں نے اس سے کہا: بتاؤ اب ہم کیا کریں؟

ابوالجعید نے کہا: کل رات بہت زیادہ مشعلیں روشن رکھنا۔

اس کے بعد ابوالجعید رومیوں کے پاس گیا تا کہ ان کو اپنی چال میں پختہ کر لے۔ جب دوسرا دن آیا تو مسلمانوں نے دس ہزار سے بارہ ہزار مشعلیں روشن کر لیں۔ جب خوب روشنی دیکھی تو ابوالجعید آیا۔

مسلمانوں نے کہا: تیری رائے کے مطابق ہم نے مشعلیں روشن کر لی ہیں۔ اب بتا اس کے بعد کیا کرنا ہے؟

اس نے کہا: مجھ کو پانچ سو بہادر، دلیر شہسوار چاہیں تا کہ آئندہ کی پیش قدمی کے بارے میں، میں ان کو خبر دوں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سے پانچ سو افراد کا انتخاب کر لیا گیا۔ جن میں یہ حضرات شامل تھے۔ حضرت ضرار بن ازور، حضرت عیاض، حضرت رافع، حضرت عبداللہ بن اوس، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور حضرت غانم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم۔

جب یہ تمام حضرات جمع ہو گئے تو ابوالجعید تمام کو لے کر ایک غیر معروف راستے سے چل پڑا وہ راستہ رومیوں کی طرف جاتا تھا۔ یہ تمام لوگ رومیوں کے لشکر کے قریب جا پہنچے۔ جب یہ ان کے بہت زیادہ قریب ہوئے تو اس نے ان میں سے چند افراد کو لیا اور ان کو ایسے غیر معروف راستے کی طرف رہنمائی کی جس راستے کو یرموک میں ابوالجعید کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔

اس نے ان سے کہا: تم لوگ رومیوں پر دھاوا بول دینا اور پھر بھاگ نکلنا میری اور رومیوں کی پرواہ نہ کرنا ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دینا، مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ قریب جا کر پہلے تو زور زور سی چیخیں ماریں پھر حملہ کر دیا اور اس کے بعد جلد ہی اس غیر

معروف راستے کی طرف بھاگ گئے۔ عین اسی وقت ابوالجعید نے زور دار چیخ کر کہا: اے رومیو! وہ دیکھو مسلمانوں ہزیمت کا شکار ہوکر بھاگ نکلے ہیں۔ دیکھو ان لوگوں نے اپنی مشعلیں جلا رکھی ہیں ان لوگوں پر حملہ کردو۔

رومیوں کا غرق ہونا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومی جلدی سے اٹھے اور ان کے پیچھے بھاگنے لگے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ابوالجعید سچ کہہ رہا ہے۔ ان میں سے بعض تو گھوڑوں کی ننگی پشتوں پر سوار ہوگئے اور بعض پیدل ہی چل پڑے۔ شکست کھانے والوں کے تعاقب کی غرض سے وہ لوگ ابوالجعید کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ ابوالجعید جوان کے آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو وادی ناقوصہ کے سامنے لا کر کھڑا ہرا دیا۔ اس نے کہا اس وادی کو عبور کرو دیکھو وہ سامنے لشکر نظر آرہا ہے۔ رومی ٹڈیوں کی طرح پانی میں اترتے گئے اور اس قدر ہلاک ہوئے جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رومیوں کے متعلق یہ چال بہت اچھی ثابت ہوئی۔ بھاگنے والوں میں آگے والا شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ پیچھے والے کے ساتھ کیا ہورہی ہے۔ اسی طرح رومی ہلاکت کا شکار ہوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ مسلمانوں نے اپنی جگہوں پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ رومی رات کی تاریکی میں ہلاکت کا شکار ہوچکے تھے۔ ان کی تعداد بہت ہم ہوچکی تھی۔

رومی ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ رات کے وقت چیخیں لگانے والا کون تھا۔؟

دوسرا کہتا ہے: یہ وہی شخص تھا جس کی بیوی سے اس رات بدکاری کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ جس کے بیٹے کو تم لوگوں نے قتل کرڈالا تھا۔ دیکھو اب کس طرح اس نے ہم سے انتقال کیا ہے۔

باہان کا حیلہ

باہان کو صبح جب اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر باہان کو یقین ہوگیا کہ اس ہلاکت اب یقینی ہوگئی ہے۔ اور مسلمانوں کو عنقریب فتح حاصل ہوگی۔ اس نے بادشاہ قورین کو بلایا اور کہا: عرب ہم پر غالب آچکے ہیں۔ تمہارے خیال میں اب ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر وہ حملہ کردیں تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر بھاگ نہیں سکتا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ان سے جنگ کو موخر کرنے کی درخواست کی جائے تاکہ ہم اپنی جانوں کو بچانے میں کامیاب ہوسکیں اور کوئی حیلہ تلاش کرسکیں۔

قورین نے کہا: جس طرح آپ چاہیں کرلیں۔

باہان کا مسلمانوں کے پاس قاصد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان نے قبیلہ لخم کے ایک آدمی کو بلایا اور اس کو اپنی طرف سے پیغام دے کر بھیجا کہ مسلمانوں سے کہو کہ جنگ ایک عروج وزوال کا کھیل ہے۔ دنیا بہت جلد زائل ہونے والی ہے۔ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ مکروفریب اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے تو اب مزید ظلم وسرکشی سے کام نہ لو۔ کیونکہ ظالم ہمیشہ شکست کھاجاتا ہے۔ آج کے دن جنگ میں تاخیر کردو جنگ کل ہوگی تو ہمارے درمیان جو فیصلہ ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ لخمی شخص حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے

واپس گیا اور باہان کا پیغام حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پہنچایا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو روکا اور عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! ایسا ہرگز نہ کیجئے کیونکہ اس کے بعد بھی اس قوم سے بھلائی کی کوئی توقع نہیں ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومی شخص سے فرمایا: اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم جنگ موخر نہیں کر سکتے۔ ہم نے اپنے معاملات بہت جلد نپٹانے ہیں۔

لخمی شخص باہان کے پاس واپس آیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جواب سے خبردار کیا۔ باہان کو اس جواب سے بہت زیادہ صدمہ ہوا اور اس کو غصہ بھی بہت زیادہ آیا۔ اس نے کہا: عربوں سے انتظار کی درخواست صرف اس لئے کی تھی کہ صلح کی کوئی راہ نکل آئے، مگر اب ان سے صلح کی امید ختم ہوگئی ہے۔ باہان نے کہا: صلیب کی قسم! اب میرے علاوہ ان کے مقابلے کے لئے کوئی نہیں نکلے گا۔

باہان نے اس کے بعد رومیوں اور اعلیٰ عہدوں پر متعین سرداروں کو بلایا۔ ان میں وہ رومی بہادر بھی شامل تھے جن پر سخت ترین مشکلات میں بھی اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

باہان نے ان تمام کو اکٹھا کر کے حکم دیا کہ جنگ کا سامان اٹھائیں اور تیاری کر لیں۔ یہ کہا اور باہان لشکر کے آگے آگے چلنے لگا صلیب اس کے سامنے تھی۔ مسلمانوں کے سامنے پہنچ کر رومیوں نے صفیں درست کیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمانوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی جگہوں کا تعین کیا۔ مسلمانوں نے فوراً جنگ کی تیاری کی۔ ان کو یقین تھا کہ دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ ان کی ضرور مدد کرے گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جھنڈے اٹھانے والوں کی صفوں کو ترتیب دیا پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ زحف کے شہسواروں کی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ سورج اب پوری طرح روشن ہو چکا تھا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور جرجیر میں مقابلہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جرجیر جو رومی بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ میدان جنگ میں نکلا اور اپنا مقابل طلب کرنے لگا اور کہا میرے مقابلے میں تمہارا امیر ہی آئے ان کے علاوہ کوئی دوسرا میرے مقابل نہ آئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب جرجیر سے یہ سنا تو جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: تم ہی اس کے حق دار ہو۔ اے ابوسلیمان! اگر تو میں واپس لوٹ آیا تو میں یہ جھنڈا واپس لے لوں گا اگر میں واپس نہ آیا دشمن نے مجھ کو شہید کر دیا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم تک تم اس جھنڈے کو اپنے پاس رکھنا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رضی اللہ عنہ ابھی رہنے دیں میں اس کے مقابلے کو جاتا ہوں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: نہیں اس نے مجھ کو طلب کیا اس لئے میرا ہی اس کے

مقابلے میں جانا ضروری ہے۔ ہاں البتہ اجروثواب میں آپ بھی میرے ساتھ شریک ہو گے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہوئے میدان جنگ میں نکلے۔ لشکر میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کو روکا نہ تھا۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے رکنے کے لئے کسی کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کو روکنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ رضی اللہ عنہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب جرجیر کے قریب پہنچے تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا۔ تم اس لشکر کے امیر ہو؟

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، میں ہی مسلمانوں کا امیر ہوں۔ تو نے ہی مجھ کو اپنے مقابلے میں نکلنے کی دعوت دی تھی۔ تو میں نے تیری دعوت کو قبول کیا۔

اب تو ہے اور یہ وسیع میدان۔ اب یہی ہوسکتا ہے کہ یا تو تم لوگ شکست کھا کر بھاگ جاؤ اور اگر بھاگنا اپنی لئے باعث شرم محسوس کرتے ہو تو پھر میں پہلے تجھ کو قتل کروں گا پھر باہان تیرے بادشاہ کو قتل کروں گا۔

جرجیر نے کہا: صلیب کی امت تم لوگوں پر لازمی غالب آئے گی۔ یہ کہا اور جرجیر نے حملہ کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی حملے کے لئے بالکل تیار تھے آپ نے بھی اس پر حملہ کر دیا۔ دونوں کے مابین دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور مدد وسلامتی کی دعا کی۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے لئے دعا کی۔

جرجیر کی شکست وقتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جرجیر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سے ایک طرف ہٹ گیا اور اپنے لشکر کا رخ کیا اور بھاگنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا۔ اچانک جرجیر بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا اور اس کے دونوں میں ایک بار پھر لڑائی چھڑ گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے وار کرنے میں سبقت لی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا وار کر دیا جو جرجیر کے شانے پر لگی تو وہ اس کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور مسلمانوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نعرہ کے جواب میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جرجیر کے لاش کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس کی ہاتھی جیسی لاش کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے لیکن اس کا سارے سامان میں سے کوئی چیز نہ اتاری۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر بلایا اور عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ آپ کو انعامات سے نوازے۔ اپنے جھنڈے کی طرف واپس تشریف لائیں۔ آپ پر جو چیز لازم تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اس کے باوجود سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ واپس نہ آئے پھر مسلمانوں نے قسمیں دے کر آپ رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹنے کا کہا: تب آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

جرجیر کا قتل اور باہان کی بدحواسی

جرجیر کے قتل کو جب باہان نے دیکھا تو اس کو شدید صدمہ ہوا۔ کیونکہ جرجیر رومی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اس کے بعد اس نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا پھر اس کے دل میں خیال آیا۔ اگر میں بھاگ گیا تو ہرقل بادشاہ کے دربار میں میں کیا عذر پیش کروں گا؟

باہان نے کہا: اب ضروری ہوگیا ہے کہ میں خود میدان جنگ میں جاؤں۔ اگر میں قتل ہوگیا تو کم از کم عار اور شرمندگی سے تو بچ جاؤں گا۔ اگر میں سلامت رہا تو میرے پیٹھ پھیرنے سے تو اچھا ہے۔

باہان اپنے اس خیال سے بعد اپنے سپاہیوں کو بتایا کہ وہ خود میدان جنگ میں نکلنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے جنگی سامان لیا اور جنگی لباس پہنا، سونے کے چمکتے ہوئے پہاڑ کی طرح میدان میں نمودار ہوا۔ پھر اس کے آس پاس سردار، پادری، راہب تمام کے تمام جمع ہوئے۔

باہان نے ان سے کہا: روم کے بادشاہ ہرقل تم لوگوں سے زیادہ اس معاملے سے واقف تھا۔ اس نے صلح کا ارادہ کیا تھا لیکن تم لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ اب میں خود مسلمانوں کے مقابلے کے لئے جا رہا ہوں۔ اسی دوران معزز سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا جو مسیح بین کا مانا ہوا عالم تھا۔ معزز کنیساؤں، پادریوں میں اس کو شمار کیا جاتا تھا۔ انجیل میں بیان کردہ احکامات کی پیروی کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ نسب میں جرجیر کا قریبی رشتہ دار تھا۔ جب اس کو جرجیر کی ہلاکت کے بارے میں پتہ چلا تو وہ بہت زیادہ غمگین ہوا اور کہا:

صلیب کی قسم! میں مسلمانوں کے مقابلے میں ضرور جاؤں گا۔ اور جرجیر کا بدلہ لوں گا۔ یا تو میں خود بھی قتل ہو کر جرجیر کے ساتھ جا ملوں گا یا جرجیر کے قاتل کو قتل کر کے دم لوں گا۔

باہان نے کہا: مجھ پر جہاد کرنا لازم ہو چکا ہے۔ مسیح کے اس فرض کو میں ادا کروں گا۔ اس لئے میرا میدان جنگ میں نکلنا اب ضروری ہوگیا ہے۔

جرجیس کا میدان کارزار میں آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باہان نے جرجیس کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دے دی اور وہ میدان جنگ میں نکلا۔ اس نے ایک زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کے اوپر پھر لوہے کا لباس پہنا ہوا تھا۔ گلے میں تلوار حمائل کی ہوئی تھی۔ پادریوں نے اس کے لئے دعا کی، کینساؤں میں استعمال ہونے والی بخور سے اس کو دھونی دیا۔ اس کے بعد عموریہ کا ایک راہب اس کے پاس آیا اور اپنے گلے سے صلیب اتار کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

یہ صلیب حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے سے اب تک راہبوں کو وراثت میں ملی آئی ہے۔ لوگ اس سے مسح کیا کرتے تھے۔

اس نے کہا: اس کو لے جا! یہ تیری مدد کرے گا

جرجیس نے وہ صلیب لے لی اور میدان جنگ میں نکل کر فصیح زبان میں مدمقابل کو طلب کیا۔ لوگوں نے اس کا فصیح عربی کا

اندازسن کر خیال کیا کہ یہ کوئی نصرانی ہے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ آگ کے شعلے کی طرح اس کی طرف نکلے۔ جب اس کے قریب پہنچے اور اس کی جسامت وغیرہ دیکھی تو اس دشمن کے مقابلے میں آنے پر پشیمان ہوئے۔ دل میں سوچنے لگے۔ اگر موت کا وقت آچکا ہے تو اس قدر بے تکلف لباس بھی شائد بے نیاز نہ کر سکے گا۔ یہ سوچتے ہی واپس لوٹے لوگوں کے یہ خیال کیا کہ رومی بہادر سے ڈر گئے ہیں بلکہ بعض نے تو یہ کہنا بھی شروع کر دیا۔ ضرار رومی سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں۔ اس سے مقابلہ کی جرات وطاقت ان میں کہا۔ یہ تو بھاگ نکلے ہیں؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کسی کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی یہاں تک کہ اپنے خیمہ تک پہنچے، تہہ بند کے علاوہ سب کچھ اتار دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نیام سے تلوار لی، تلوار گردن میں لٹکائی اور ڈھال ہاتھوں میں لے کر میدان جنگ کی طرف لوٹے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی اس بہادر کے مقابلے میدان میں پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت مالک نخعی کا قد اس قدر لمبا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے ہوئے پاؤں زمین پر گھسٹتے تھے۔ حضرت ضرار نے مالک نخعی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا وہ جرجیس کو پکار کر کہہ رہے تھے۔

اے دشمنانِ خدا! اے صلیب کو پوجنے والو! ایک شریف اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کی طرف آ۔ اس نے آپ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اس کے دل میں خوف شریعت بیٹھ چکا تھا۔

رومی سردار جرجیس کا قتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے جرجیس کے ارد گرد چکر لگایا اور نیزے کا وار کرنے کا ارادہ کیا مگر جرجیس نے لوہے کا لباس پہنا ہوا تھا۔ حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کو اس میں کوئی جگہ خالی نظر نہیں آئی جہاں نیزہ مارا جائے۔ پھر آپ نے گھوڑے کی سرین کے ایک طرف نیزہ مارا جو اس کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ نیزہ لگنے کی صورت میں گھوڑا بدک کر بھاگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نیزہ نکالنے کی کوشش کی مگر وہ پسلیوں میں پیوست ہو چکا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ اس کو نکال نہ پائے۔ جرجیس گھوڑے کی پشت پر سوار تھا زین کے ساتھ زنجیروں سے بندھے ہونے کی وجہ سے حرکت نہ کر سکا۔

مسلمانوں نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا وہ ہرنی کی سی سرعت کی طرح جرجیس کی طرف دوڑے اور اس کے پاس پہنچے اور تلوار کا وار کر کے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعد ازاں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جرجیس کا جنگی سامان اتارا اور حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا اے ضرار! یہ کیا بات ہے کہ تم میرے شکار میں کیوں شریک ہوئے۔؟

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے شکار میں شریک کہاں یہ سامان تو میرا ہے۔ میں ہی اس کا مالک ہوں اس میں تمہاری شرکت کیسی۔؟

حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے گھوڑے کو تو میں نے ہی مارا تھا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعض اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوشش کرنے والے بیٹھے رہتے ہیں اور ناکارہ لوگ کھا جاتے

ہیں۔ حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو مسکرا دیئے اور فرمایا۔ لے لو یہ شکار تمہاری ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو یہ شکار مبارک کرے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ میں تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف دل لگی کر رہا تھا آپ یہ ساز و سامان لے لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس سے ذرہ برابر بھی نہ لوں گا۔ مجھ سے آپ ہی زیادہ اس کے حق دار ہیں۔ اس کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ساز و سامان اٹھایا اور اپنے کندھے پر اٹھا کر چل دیئے۔ سامان اتنا بھاری تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پسینے سے شرابور ہو گئے تھے۔ حضرت زہیر بن عابد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سامان اٹھا کر پیدل آ رہے تھے۔ حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار تھے۔ جب یہ واپس مسلمانوں کے پاس پہنچے تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں گئے اور سامان جا کر وہاں رکھ دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: میرے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سپرد کر دیں ان کو دنیا کی کسی چیز کی تمنا نہیں ہے۔

باہان کا میدان جنگ میں آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جرجیس جب قتل کر دیا گیا تو باباہ کے بازو کمزور ہو گئے۔ اس نے چیخ کر اپنی قوم کو پکا تو ساری قوم اکٹھی ہو کر اس کے پاس جمع ہو گئی اس نے کہا:

''اے ہرقل بادشاہ کے سپاہیو! بادشاہ ہرقل کو میرا پیغام پہنچا دو کہ دینِ مسیح کی مدد و نصرت میں، میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ میں بادشاہ ہرقل کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس کی نعمتوں کے عوض لڑتا رہا، مگر آسمان کے رب پر غلبہ نہ پا سکا۔ کیونکہ اس نے عربوں کے امداد کی اور ان کی چھوٹی سی ریاست کو ہمارے شہروں پر غالب کر دیا۔ کون سا منہ لے کر میں بادشاہ کے سامنے جاؤں گا۔ یہی ہے کہ خود میدان جنگ میں جاؤں گا اور نیزہ اور تلوار کی دھار پر اپنے آپ کو حاضر کر دوں گا۔

باہان نے اپنی قوم سے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں صلیب تم میں سے کسی کے حوالے کر کے خود میدان جنگ میں جاؤں اگر میں قتل کر دیا گیا تو کم از کم ہرقل کے سامنے سے ندامت سے تو بچ جاؤں گا اور مجھ کو بادشاہ ہرقل کی لعن طعن تو سننے کو نہ ملے گی۔ اگر میں کامیاب ہو گیا اور مسلمانوں سے بدلہ لے لیا اور صحیح واپس لوٹ آیا تو بادشاہ کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اس کی مدد کرنے میں کسی سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

باہان کی قوم نے کہا: اے بادشاہ! جب تک ہم موجود ہیں آپ میدان جنگ میں نہ جائیں۔ بلکہ آپ سے پہلے ہم جائیں گے اگر ہم بھی قتل ہو گئے تو اس کے بعد آپ کی جو مرضی ہو وہی کرنا۔

بادشاہ باہان نے قوم کو چاروں کینساؤں کی قسم دی کہ اب میرے سوا کوئی نہیں جائے گا۔

باہان کی قسم کے بعد رومی خاموش ہو گئے اور اس کو میدان جنگ میں جانے سے نہ روکا۔ باہان نے اپنے بیٹے کو بلایا اور صلیب اس کے حوالے کی اور کہا:

صلیب لو اور میری جگہ پر آ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد ان لوگوں نے بادشاہ کے سامنے جنگی سامان حاضر کیا۔ جس کو پہن کر بادشاہ تیار ہو گیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم تک یہ خبر پہنچی کہ باہان جو جنگی ساز وسامان پہن کر میدان جنگ میں آیا اس کی مالیت ساٹھ ہزار دینار کے برابر تھی۔ کیونکہ ہر چیز جواہرات سے مرصع تھی۔ جب باہان میدان جنگ میں نکلا تو اس کے پاس ایک پادری آیا اور اس نے کہا:

اے بادشاہ! میدان جنگ میں جانے سے آپ کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے آپ کا میدان جنگ میں جانا مجھ کو پسند نہیں ہے۔ باہان نے کہا: اے پادری! وہ کیوں؟

پادری بولا: میں نے آپ کے متعلق خواب دیکھا ہے اس لئے آپ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ چھوڑ دیں۔ آپ کی کوئی کوئی اور چلا جائے تو بہتر ہے۔ باہان نے کہا: میں اس طرح نہیں کروں گا۔ ندامت اٹھانے سے بہتر ہے کہ انسان قتل ہو کر مرجائے۔ میری نزدیک ندامت سے یہی بہترین حل ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ باہان نے جب مسلسل انکار کیا تو پادریوں نے مل کر بادشاہ کو دھونی دی اور اس کے لئے مدد کی دعائیں کیں۔ باہان میدان جنگ میں نکلا تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے سونے کا پہاڑ چمک رہا ہو۔ باہان آگے بڑھا اور دونوں لشکروں کے سامنے کھڑا ہوگا۔ باہان نے مقابل طلب کیا۔ اور اپنا نام لے لے کر مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے لگا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اس کو پہنچان لیا اور فرمایا کہ یہ باہان ہے۔ یہی اس قوم کا بادشاہ وسردار ہے جو مقابلے کے لئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اب رومیوں کے پاس کوئی بہادر نہیں رہا۔ اس لئے باہان خود مقابلے کے لئے آیا ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان اس طرح اپنا نام لے لے کر رعب ودبدبہ سے مسلمانوں کو خوف زدہ کرتا رہا۔ اتنے میں ایک غلام نے باہان پر حملہ کردیا۔ باہان کے ہاتھ میں جو سونے کا بنا ہوا عمود تھا جو اس نے گھٹنوں کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ اس نے یہ عمود اٹھایا اور غلام کو مارا۔ جس سے وہ غلام شہید ہوگیا۔ اس طرح جلد ہی اس کی روح جنت کی طرف پرواز کرگئی۔

خوبروحوروں کا استقبال

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب غلام نیچے گرا تو میں نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے آسمان کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ باہان نے جو سونے کا گرز اس کو مارا اس کا درد تو بہر حال اس کو ہوگا ہی۔ فرماتے ہیں: میں اس کے اس طرح اشارہ کرنے سے جان لیا خوبرو حوریں اس کے استقبال کے لئے آرہی ہیں۔ اور وہ ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کررہا ہے۔ باہان تکبر کرتے ہوئے اس غلام نے لاش کے اردگرد چکر لگانے لگا اور اس غلام کی شہادت سے اس کے دل میں تھوری سی تقویت نے جنم لیا۔ باہان نے دوبارہ اپنے مقابل کو طلب کیا۔ اس دفعہ سب مسلمانوں نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور ہر ایک زبان پر یہ دعا تھی۔

''اللھم اجعل قتلہ علی یدی''

''اے اللہ! اس کو میرے ہاتھوں قتل کردے۔

سیدنا مالک نخعی رضی اللہ عنہ کا باہان سے مقابلہ

حضت مالک نخعی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس کے مقابلے میں نکلے۔ اور اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

اے غیر مختون بادشاہ! اس غلام کو شہید کرنے تو زیادہ نہ اترا۔ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے رب سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے۔ ہمارا ہر ساتھی جنت کی طلب رکھتا ہے۔ اگر تو بھی جنت میں ہمارا پڑوسی بننا چاہے تو زبان سے کلمۂ شہادت کا اقرار کر لے۔ اگر تو ایسے نہیں کرتا تو جزیہ دے کر اپنی جان کی امان لے لے۔ اگر جزیہ ادا نہیں کرتا تو سن۔ تجھ کو ہلاک کر دیا جائے گا۔

باہان نے کہا: میرے خیال میں تم خالد بن ولید ہو۔

حضرت مالک بن نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی ہوں۔ میرا نام مالک نخعی رضی اللہ عنہ ہے۔

باہان نے کہا: میں تجھ سے ضرور مقابلہ کروں گا۔ یہ کہتے ہی باہان نے حملہ کر دیا۔ باہان نہایت بہادر دلیر آدمی تھا۔ دنوں نے اپنی طرف سے خوب جرأت و بہادری کے جوہر دکھائے۔ باہان نے گرز نکال کر حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے سر پر مارا جس سے پیشانی تک شگاف پڑ گیا۔ پیشانی میں اس قدر گہرا زخم آیا کہ آنکھ کا ایک ڈیلا الٹ گیا۔ اس دن کے بعد آپ کا نام اشتر پڑ گیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کو اس سے بہت زیادہ تکلیف ہوئی۔ انہوں نے میدان سے جانے کا ارادہ کر لیا پھر تھوڑی دیر رکھ اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا۔

بادشاہ باہان کا میدان جنگ سے فرار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کی پیشانی سے جب خون بہنے لگا تو اللہ تعالیٰ کے دشمن باہان نے خیال کیا کہ اس کا مد مقابل شہید ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ کھڑا ہو کر حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے گرنے کا انتظار کرنے لگا۔

اچانک حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ تو مسلمانوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں: اے مالک! اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس حال میں ضرور تمہاری مدد کرے گا۔

حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھا۔ اس کے بعد باہان پر زوردار حملہ کر دیا۔ میری تلوار سے اس کو غیر معمولی نوعیت کا زخم لگا۔ میں نے جان لیا کہ موت ابھی تک قلعوں میں بند ہے۔ باہان زخم کی تاب نہ لا سکا اور بھاگ کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

باہان کی شکست

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان جب حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے سامنے سے شکست کھا کر بھاگنے پر مجبور ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زوردار آواز میں کہا: اے دین اسلام کے مددگار! جب تک ان کے دلوں میں ہماری دہشت موجود ہے۔ ان پر حملہ کرتے رہو۔

اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر رومیوں پر حملہ کردیا۔ مسلمان امراء نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رومیوں پر حملہ کردیا۔ مسلمان تکبیر وتہلیل کے نعرہ بلند کرتے ہوئے ایک دوسروں کی پیروی کرتے ہوئے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ رومیوں پر اس طرح مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ یہاں تک سورج غروب ہوگیا۔

جب آسمان پر تاریکی چھا گئی تو رومی فوج نے شکست کھاتے ہوئے میدان سے راہِ فرار اختیار کرنا شروع کردیا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ جس طرح چاہا ان کو قتل اور قید کیا۔ ایک لاکھ رومی سپاہی قتل ہوئے۔ اتنے ہی قید ہوئی۔ اس کے علاوہ جو ناقوصہ ندی مین غرق ہوئے ان کی تعداد معلوم نہ ہوسکی۔

رومیوں کی شکست اور رومی مقتولین کی تعداد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رومی لشکر منتشر ہوکر پہاڑوں، جنگلوں اور جہاں راہ ملی بھاگ گیا۔ مسلمان شہسواروں نے رومیوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے پیچھے جا جا کر ان کو قتل کرنا شروع کردیا۔ اور ان کو قیدی بنانے لگے۔ پہاڑوں سے بھی قیدیوں کو لے آئے۔ قید وقتل کا یہ سلسلہ رات گئے تک چلتا رہا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا: رومیوں کو صبح ہونے تک اپنے حال پر چھوڑ دو۔ مسلمان واپس لوٹے۔ ان کے پاس مال غنیمت میں قیمتی پردے۔ سونے چاندی کے برتن، تکئے، بچھونے اور غالیچے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو مال غنیمت کی حفاظت پر مامور کیا۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کے ساتھ ساتھ خوشی خوشی گزاری۔ صبح ہوئی تو رومی کے متعلق کوئی خبر نہ ملی۔ اکثر تو رات کے وقت ناقوصہ میں غرق ہوگئے۔ حضرت عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ کو نوفل بن عدوی رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن نصر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت حامد بن مجید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی تعداد کا اندازہ لگانا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کو شمار نہ کرسکے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے درخت سے شاخیں توڑ کر لانے کا حکم دیا۔ پھر ہر لاش پر ایک ایک شاخ رکھی۔ پھر شاخوں کو جمع کر کے گنا تو مقتولین کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار ہوئی۔ جب قیدیوں کو شمار کیا گیا تو وہ چالیس ہزار تھی۔ ناقوصہ میں غرق ہونے والوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔ مسلمانوں میں سے شہید ہونے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یرموک کی جنگ میں ایسے سر بھی پائے جن کے بارے میں علم نہ ہوسکا۔ مسلمان ہیں یا رومی مشرک ہیں۔

باہان باشاہ کا قتل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اس کام سے فراغت حاصل کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جنگلوں پہاڑوں کی طرف بھیج دیا۔ جنگل میں ایک چرواہا سامنے سے آتا دکھائی دیا۔

مسلمانوں نے اس چرواہے سے پوچھا کیا تم نے کسی رومی کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔ میرے قریب سے ایک سردار کا گزر ہوا جس کے ساتھ کم وبیش چالیس ہزار فوجی تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چرواہے کی زبانی جب یہ سنا کہ وہ باہان اور اس کے فوجی تھے۔ پس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کرنے کی غرض سے چل دیئے۔ رومیوں کے پاؤں کے اثرات پر چلتے ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر زحف کے ساتھ دمشق کی سرزمین پر جالیا۔

جب مسلمانوں کو رومی سامنے سے دکھائی دینے لگے تو مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کرنا شروع کردیئے۔ اور ان پر حملہ کردیا پھر اسی مقام پر ان کا قتل وغارت شروع کردی۔ باہان اپنے گھوڑے سے اتر کر پیدل بھاگنے لگا۔ ایک قول کے طابق یہ ہے کہ باہان پہلے ہی پیدل تھا جو خود کو چھپاتے ہوئے قتل ہونے سے بچا رہا تھا۔ اچانک سامنے سے ایک مسلمان سپاہی آگیا اور باہان پر حملہ کر کے اس کو قتل کردیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: باہان کو قتل کرنے والے حضرت نعمان بن جبل ازوی رضی اللہ عنہ تھے یا حضرت عاصم بن خوال یربوعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بہر قاتل کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ باہان کو ان دونوں میں سے کس نے قتل کیا تھا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اہل دمشق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم لوگ اس عہد پر راضی ہیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہو چکا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے اسی عہد پر قائم رہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومیوں کو تلاش کرتے رہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی رومی ان کو ملتا اس کو وہیں قتل کردیتے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے ثنیۃ العقاب پہنچے۔ ایک دن وہاں قیام کے کیا اس کے بعد حمص کی طرف روانہ ہوگئے اور وہیں ٹھہرے رہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے حمص میں پہنچنے کی خبر ملی تو وہ بھی وہیں چلے آئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں کے سردار رومیوں کی تلاش کرتے ہوئے پوری شام میں پھیل چکے تھے۔ اس کے بعد سب جمع ہوئے تو دمشق چلے گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت جمع کیا۔ اس میں پانچواں حصہ بیت المال کے لئے الگ کردیا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رومیوں کی شکست کے متعلق اطلاع کا خط

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دینے کے لئے خط لکھا۔ میں یہ تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلوات الله على نبيه المصطفى ورسوله المجتبى صلى الله عليه وسلم من أبي عبيدة عامر بن الجراح أما بعد! فأنا أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأشكره على ما أولانا من النعم وخصنا به من كرمه ببركات نبي الرحمة وشفيع الأمة صلى الله عليه وسلم وأعلم يا أمير المؤمنين إني نزلت اليرموك ونزل ماهان مقدم جيوش الروم بالقرب منا ولم ير المسلمون أكثر جمعا منه فأقصى الله تلك الجموع

ونصرنا عليهم بمنه وكرمه وفضله فقتلنا منهم زهاء من مائة ألف وخمسة آلاف وأسرنا منهم أربعين ألفا واستشهد من المسلمين أربعة آلاف ختم الله لهم بالشهادة ووجدت فی المعركة رؤوسا مقطوعة لم أعرفها فصليت عليها ودفنتها وقتل ماهان علی دمشق قتله عاصم بن خوال وقد كان قبل وقعة الانفصال نصب عليهم رجل منهم يقال له أبو الجعيد من أهل حمص حيلة فالقاهم فی موضع يقال له الناقوصة فغرق منهم ما لا يحصی عددهم إلا الله تعالی وأما من قتل من المشركين فی الأودية والجبال من المنهزمين وغيرهم وأخذت عدتهم فتسعون الفا وقد ملكنا أموالهم وخيولهم وحصونهم وبلادهم وكتبنا إليك هذا الكتاب بعد الفتح ونزلنا فی دمشق والسلام عليه ورحمة الله وبركاته وعلی جميع المسلمين

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

درود وسلام ہوں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف۔

ازیں بعد! میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے امت کے شفیع اور رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہمیں اپنی نوازشوں کے لئے خاص کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ میں مسلمانوں کو لے کر یرموک کے میدان میں گیا۔ باہان بادشاہ اپنا رومی لشکر لے کر ہمارے قریب ہی پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے اتنا بڑا لشکر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے دشمن کو کمزور کر دیا اور اپنے فضل وکرم اور مہربانی سے ان کے خلاف ہماری مدد کی۔ ہم نے ان کے ایک لاکھ پانچ ہزار فوجی کو واصل جہنم کر دیا۔ چالیس ہزار رومیوں کو قیدی بنالیا۔ جب کہ اس معرکہ میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے شہادت لکھ دی تھی۔ جنگ میں، میں نے چند ایسے سر بھی پائے گئے جن کے متعلق یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا تا کہ وہ مسلمان ہیں یا مشرک، میں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ان کو دفنا دیا۔ باہان کو عاصم بن خوال رضی اللہ عنہ نے دمشق میں جا کر قتل کر دیا۔ دونوں لشکروں کے جدا ہونے سے قبل دمشق کا ایک شخص ابوالجعید سردار جس نے رومیوں کے ساتھ عمدہ چال کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو وادی ناقوصہ میں غرق کر دیا۔ بھاگنے والوں میں جن کو ہم نے جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر گرفتار کیا ان کی تعداد تیس ہزار تھی اب ہم ان کے ملک، گھوڑے، قلعوں اور شہروں کے مالک ہیں، فتح پانے کے بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط تحریر کیا۔ اس وقت ہم لوگ سرزمین دمشق میں ہیں۔ تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ سلامتی نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ تمام پر سلامتی ہو اور رحمتوں

اور برکتوں کا نزول ہو۔

بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ نے خط پر مہر لگائی اور اس کو لپیٹ کر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے حوالے کر دیا۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مہاجرین وانصار میں سے دس افراد ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: فتح وخوشخبری کا خط لے کر حضرت سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری دو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اجر عطا فرمائے۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خط لے کر دس افراد کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ وقت گزرتا گیا اور وہ سفر طے کرتے رہے۔ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خواب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عوف مالکی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جب رومیوں کو یرموک کے میدان جنگ میں شکست دی تو اسی رات جب رومی شکست کھا کر بھاگ گئے تو حضرت عمر بن فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضۃ اطہر میں تشریف فرما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سلام عرض کیا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یرموک کی جنگ میں حاضر مسلمانوں کے متعلق میرا دل پریشان ہے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا عمر أبشر فقد فتح الله على المسلمين وقد انهزم عدوهم وقتل كذا و كذا ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم " تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا " (القصص الآية)

اے عمر! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا ہے اور ان کے دشمن شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے ہیں۔ نیز اتنے اتنے قتل ہوئے ہیں۔ اس نے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

"تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا"

(یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں۔ جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد)

اہل اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبح ہوتے ہی نماز پڑھائی اور اپنا خواب لوگوں کو سنایا۔

مسلمانوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ اور اس خواب سے اہل اسلام بہت زیادہ خوش ہوئے کیونکہ مسلمانوں کا یقین ہے کہ شیطان نبی کریم ﷺ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ بعدازاں مسلمانوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خواب کی تاریخ کو نوٹ کرلیا پھر جب مسلمانوں کی فتح کی خبر ملی تو وہی تاریخ تھی جو نبی کریم ﷺ نے بتائی تھی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو خواب سنایا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کا سجدہ ادا کیا۔ اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور ہر طرف مسلمانوں نے نعرۂ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کئے۔ اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر بلند آواز میں نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود وسلام پڑھنا شروع کردیا۔

امیر لشکر اسلام کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور فرمایا: اے حذیفہ! کیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم فرمادیا ہے؟

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ کے خط اور حکم کا انتظار ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوات اور کاغذ منگوایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا۔ اس خط میں آپ رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله عمر بن الخطاب إلى عامله بالشام سلام عليك

أما بعد فاني أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وقد فرحت بما فتح الله على المسلمين من نصرتهم وانهزام عدوهم فإذا وصل إليك كتابي هذا فاقسم الغنيمة بين المسلمين وفضل أهل السبق وأعط كل ذى حق حقه واحفظ المسلمين واكلأهم واشكرهم على صبرهم وفعالهم وأقم بموضعك حتى يأتيك أمرى والسلام عليك وعلى جميع المسلمين ورحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کے نام شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے عامل رضی اللہ عنہ کی طرف اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو سلامت رکھے۔

ازیں بعد! میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں۔ کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں اللہ تعالیٰ کی نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر درود بھیجتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے اہل اسلام فتح حاصل کی۔ اور دشمن کی شکست پر مجھ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے۔

میرا یہ خط جب آپ کے پاس پہنچے تو مالِ غنیمت تقسیم کر دینا اور سبقت کرنے والوں کو زیادہ دینا اور ہر حق دار کو اس کا حصہ پورا پورا دینا۔ مسلمانوں کی نگہداشت کرنا۔ اور ان کے صبر و ہمت و جرأت پر ان کا شکریہ ادا کرو۔ میرے آئندہ حکم کے آنے تک آپ رضی اللہ عنہ وہیں قیام کریں ۔ اللہ تعالیٰ کی تم پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خط لپیٹا اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے خط لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دمشق میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اور تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور حضرت فاروق اعظم کا خط کھول کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور مال غنیم تقسیم فرمانے لگے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں مالِ غنیمت کی تقسیم شروع کی تو ہر سوار مجاہد کو چودہ چودہ مثقال سونا اور ہر پیدل کو آٹھ آٹھ مثقال سونا اور اتنی ہی مقدار میں چاندی حصہ میں آئی۔ اس کے بعد جس مجاہد کے پاس سست اور کمزور گھوڑا تھا اس کو ایک حصہ اور جس کے پاس عمدہ اور تیز رفتار چاک و چوبند گھوڑا تھا اس کو دو حصے عطا کیے۔ تاتاری نسل کے گھوڑوں کو عربی نسل کے گھوڑوں کے ساتھ ملا دیا۔

حصوں کے مقرر کرنے کے بعد دوغلے گھوڑوں والو مجاہدین کا مطالبہ تھا کہ ان کو بھی عربی گھوڑوں کے برابر حصہ دیا جائے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تقسیم میں نے کر دی ہے یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدین میں تقسیم کی تھی۔ جب ان لوگوں کا مطالبہ اصرار کی شکل اختیار کر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں کمزور اور دوغلے گھوڑوں نیز لوگوں کا مال کی تقسیم میں جو مطالبہ تھا اس کے متعلق لکھا۔

خط ملتے ہی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جواب میں خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا۔

لشکر رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام خط

أما بعد فقد عملت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم تتعد حكمه فاعط الفرس العربي سهمين والهجين سهما واعلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عرب العربين وهجن الهجين يوم خيبر فجعل للهجين سهما وللعربي سهمين

ازیں بعد: آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرموانحراف نہ کریں پس آپ عربی نسل کے گھوڑے کے دو حصہ اور دوغلے گھوڑے کو ایک حصہ عطا کریں

اور خوب جان لیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے دن عربی النسل گھوڑے کے دو حصہ اور دو غلے گھوڑے کا ایک حصہ مقرر کیا تھا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ دو غلے گھوڑے کا ایک حصہ اور عربی النسل گھوڑے کے دو حصے مقرر کریں۔

سیدنا فاروق اعظم امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط ملتے ہی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ خط مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اپنے ذہنوں سے یہ بات نکال دو کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تم میں سے کسی کو کم تر اور حقیر خیال کر کے حصوں کی تقسیم میں ہیر پھیر کرنے لگے گا۔ بلکہ میں نے تو یہ تقسیم نبی کریم ﷺ کی اتباع میں کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم کے دوران سفارشیں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جس وقت مال غنیمت کو تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی دوران سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کسی شخص کی سفارش لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی:

اے امیر لشکر اسلامی! فلاں شخص نے مجھ کو سفارشی بنا کر بھیجا ہے۔ اس شخص کا مطالبہ ہے کہ اس کے ست اور دو غلے گھوڑے کو عربی گھوڑا شمار کر کے اس کے برابر دو حصے عنایت فرمائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میں نے ایسا ہی کرنا ہے تو اس سے تو بہتر ہے کہ میں خاک چھاننا شروع کر دوں۔

حضرت غنم بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس جنگ یرموک میں دو گھوڑے تھے۔ ایک دن ایک گھوڑے پر جب کہ دوسرے دن دوسرے گھوڑے پر سوار ہو لڑتے تھے۔ یرموک کی فتح کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تین حصے دیئے۔

ایک حصہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اور دو حصے دو گھوڑوں کے۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اس تقسیم پر فرمایا: اے امیر لشکر اسلامی! کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھ کو وہی حصے نہیں دیں گے جو غزوہ خیبر میں نبی کریم ﷺ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے۔ اس دن بھی میرے پاس دو گھوڑے تھے جن پر میں باری باری سواری کیا کرتا تھا۔ لیکن مال غنیمت کے دن نبی کریم ﷺ نے مجھ کو پانچ حصے عطا فرمائے تھے۔ چار حصے میرے دو گھوڑوں کے اور ایک حصہ میرا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی مجھ کو پانچ حصے عطا فرمائیں۔

وقال المقداد ابن عمرو كنت أنا وأنت يوم بدر ومعنا فرسان لا غيرهما فأعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم سهمين سهمين للفرسين قال أبو عبيدة إنك لصادق يا مقداد أنا أتبع فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور حضرت مقداد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور میرے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس غزوہ بدر کے دن دو دو گھوڑے تھے جب کہ اس دن ہم دونوں کے علاوہ کسی کے پاس گھوڑے نہ تھے تو نبی کریم ﷺ کے ہم دونوں کے

گھوڑوں کے لئے دو دو حصے مقرر کیے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مقداد! تم نے سچ کہا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی اتباع کرتا ہوں۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی گواہی سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پانچ حصے دے دیئے۔ جب دیگر مسلمانوں کو اس بات کا علم ہوا جن کے پاس چار چار پانچ پانچ گھوڑے تھے تو وہ بھی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بات کو دلیل بنا کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے حق کا مطالبہ کرنے لگے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو ان تمام کے مطالبات لکھ کر حضرت عمر بن خطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط ارسال کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم تک اس پر فیصلہ روک دیا۔

سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے جو جواب آیا وہ یہ تھا۔

صدق الزبیر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاہ یوم خیبر خمسة أسھم فلا تعط غیرہ مثلہ

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اپنے قول میں سچ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر میں آپ کو پانچ حصے عطا کئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ مثل کسی کو عطا نہ فرمائے۔ (اس لئے آپ رضی اللہ عنہ بھی ان کو پانچ حصے دیں اور کسی کو اس قدر حصے نہ دیئے جائیں۔)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو عمان کے مال غنیمت میں ایک غلام ملا تھا جو بعد میں کسی طرح بھاگ گیا۔ پھر جب یرموک کی جنگ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہی غلام دیکھا جو مال غنیمت میں آیا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچان لیا اور پکڑ لیا لیکن پہرے دار نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گا یہاں تک کہ مال غنیمت تقسیم ہو جائے۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس تکرار کی وجہ پوچھی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے امیر لشکر اسلامی! یہ غلام میرے ہے۔ عمان کے مال غنیمت میں مجھ کو ملا تھا پھر بعد میں کسی طرح یہ بھاگ گیا اور اب اس کو میں نے پالیا ہے تو اس پر میرا حق مقدم ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے! ہاں یہ غلام آپ ہی کا ہے۔ اور میں نے ہی عمان کے مال غنیمت میں آپ کو دیا تھا۔ یہ فرماتے ہوئے غلام حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

ہرقل کو جنگ یرموک میں مسلمانوں کی فتح کی اطلاع

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہرقل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں یرموک کی فتح اور اپنی فوج کی شکست کی اطلاع ملی تو کہا: مجھ کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ اس جنگ میں مسلمان ہی فاتح ہوں گے۔ اس جنگ کے بعد اب ہرقل بادشاہ مسلمانوں کی طرف سے اگلی پیش قدمی کا انتظار کرنے لگا۔

بیت المقدس شہر کی فتح کا بیان

یرموک کی فتح کے بعد مسلمانوں کی مشاورت

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دمشق کی فتح کے بعد مسلمان ایک ماہ تک وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مختلف قبائل کے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا: یرموک فتح ہو چکا ہے۔ آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے مشاورت دو کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ اور اس علاقے کا رخ کرنا چاہیے۔ سارے مسلمان اس پر متفق ہو گئے کہ یا تو قیساریہ کی طرف جانا چاہیے یا بیت المقدس کی جانب پیش قدمی کریں۔ سرداروں نے عرض کی: آپ امین الامۃ ہیں آپ رضی اللہ عنہ جس طرف کی طرف پیش قدمی کریں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر لشکر اسلامی! حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھ کر آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کر لیں آپ رضی اللہ عنہ جس طرف جانے کا حکم دیں آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اسی طرف پیش قدمی کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! آپ نے صحیح کہا ہے۔ (ہمیں امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے رابطہ کرنا چاہیے)

امیر لشکر کا امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب کے نام خط

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے (امراء اور سرداروں سے مشاورت کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا جس میں تحریر کیا:

"إنه قد عزم على قيسارية أو إلى بيت المقدس وانه منتظر ما يأمره به والسلام"

کہ وہ قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ والسلام

اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عرفجہ بن ناصح نخعی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر آپ کو حکم دیا کہ فوراً امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جائیں۔ حضرت عرفجہ بن ناصح نخعی رضی اللہ عنہ لگاتار سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ رضی اللہ عنہ پہنچے اور حضرت فاروق اعظم امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت پیش کر دیا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کا خط پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم نے مشورہ طلب کیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ مسلمانوں کو بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کا حکم دیں وہاں

جا کر وہ بیت المقدس کا محاصرہ کرلیں اور ان سے لڑیں۔ میرے خیال میں یہی بہتر رہے گا۔ کیونکہ جب بیت المقدس فتح ہو گیا تو قیساریہ فتح کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس لئے اہل اسلام کو چاہیے کہ وہ بیت المقدس کو فتح کریں اس کے بعد قیساریہ کی جانب پیش قدمی کریں۔ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح مجھ کو بتایا تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن ابی طالب! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر اسلامی کی طرف خط لکھا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد الله عمر بن الخطاب إلى عامله بالشام ابی عبیدة

أما بعد فانی أحمد الله الذی لا إله إلا هو وأصلی علی نبیه وقد ورد علی کتابك وفیه تستشیرنی فی أی ناحیة تتوجه إلیها وقد اشار ابن عم رسول الله صلی الله علیه وسلم بالسیر إلی بیت المقدس فإن الله سبحانه وتعالی یفتحها علی یدیك والسلام علیك

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے عامل سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

از یں بعد! میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اس ذات کی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں درود پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی ذات پر اور تمہارا خط مجھ کو ملا اور جس میں آپ نے مشورہ طلب کیا کہ کس علاقے کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کا مشورہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں بیت المقدس فتح فرمائے گا۔ اور آپ پر سلامی ہو۔

پھر حضرت فاروق اعظم نے خط لپیٹا اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ جلدی سے جاؤ۔ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ نے خط لیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مقام جابیہ پر پہنچے۔ ملاقات کی اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط پیش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنایا تو وہ بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کا سن کر بہت خوش ہوئے۔

مسلمانوں کی بیت المقدس کی طرف پیش قدمی

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور زخف نامی لشکر کے پانچ ہزار شہسوار دے کر بیت المقدس کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بلایا ایک جھنڈا ان کے حوالے کیا اور پانچ ہزار سپاہی ان کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف جا کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مل جائیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو اور ایلیا شہر پہنچ کر نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کرنا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام اور امت کے صالحین جو بیت المقدس میں آرام فرما ہیں۔ ان کے توسل و وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں بیت القدس فتح فرمائے۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلامی کی ہدایات سن کر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک جھنڈا دیا اور پانچ ہزار یمن کے سپاہیوں پر امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو لے کر بیت المدس کی جانب روانہ ہو جائیں۔ ساتھیوں کی اچھی طرح خیال رکھنا۔ جو مسلمان آپ سے پہلے وہاں جا چکے ہیں ان کے ساتھ جا کر خلط ملط نہ ہو جانا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پانچ ہزار سپاہیوں کو آپ کو قائد مقرر کیا۔ اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے رہنے کا حکم دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ بیت المقدس شہر سے متصل کسی جگہ پڑاؤ کرنا اور اپنے سے پہلے جانے والوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جانا۔ بلکہ ان سے علیحدہ ہی رہنا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے پانچواں جھنڈا لیا اور حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ قبیل نخع اور اس کے علاوہ دوسرے قبیلوں کے پانچ ہزار افراد کی قیادت آپ کے سپرد کی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو کوچ کا حکم دے دیا۔

بعدازاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے چھٹا جھنڈا لیا اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ پانچ ہزار سپاہیوں پر آپ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کے اپنے پیشرو کے پیچھے پیچھے چلیں۔

بعدازاں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ساتواں جھنڈا لیا اور حضرت عمرو بن مہلہل بن زید الخیل رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور پانچ ہزار سپاہیوں پر آپ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی آگے جانے والوں کے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔

اس طرح مجموعی طور پر پینتیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی طرف روانہ کر دیئے۔ سات سردار تھے اور یہ سات دنوں میں روانہ ہوئے۔ یعنی ہر ایک دن ایک لشکر روانہ ہوا۔ یہ ساری کاروائی اس لئے عمل میں لائی گئی تا کہ ہر روز ایک سردار اپنا لشکر لے کر پہنچے گا تو اس سے دشمنان اسلام کے دلوں میں رعب و دبدبہ بیٹھ جائے گا۔

اسلامی افواج کی بیت المقدس آمد

بیت المقدس شہر میں سب سے پہلے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا جھنڈا الہراتے ہوئے داخل ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس کے باشندے نظر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کئے۔

بیت المقدس کے باشندوں نے جب نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل سنے تو وہ حواس باختہ ہو گئے اور ان کے دل دہل گئے۔ بیت المقدس کے باشندے قلعہ کی دیواروں پر کھڑے ہو کر گردیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔ جب مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد دیکھی تو

حقارت سے دیکھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ شائد ان کہ کل تعداد اتنی ہی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اریحا کے مقام پر اپنے ساتھیوں سے پڑاؤ ڈالا۔ دوسرے دن حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ تیسرے دن حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور چوتھے دن حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ، پانچویں دن حضرت مسیب بن نجیبہ رضی اللہ عنہ، چھٹے دن حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ اور ساتویں دن حضرت مرقال بن ہاشم بن زید الخیل رضی اللہ عنہ نے رملہ سے متصل راستوں پر خیمے نصب کر دیئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر ربیعہ غطفانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کا لشکر چونکہ باری باری ہر روز آرہا تھا تو جو بھی بیت المقدس کے شہر میں داخل ہوتا تو وہ نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں درود وشریف پڑھتا، اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور فتح کی دعائیں مانگتا ہوا شہر میں داخل ہوتا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہے۔

راوی کا کہنا ہے: جب اسلامی لشکر بیت المقدس کی جانب روانہ کیا گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما باقی مسلمان اور عورتوں، بچوں، مال غنیمت میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا مثلاً گھوڑے، اونٹ اور دیگر مال و دولت وغیرہ یہ سب مال واسباب سب ان کے پاس تھا اور وہ ان تمام مال واسباب کے ہمراہ کسی اور جانب روانہ نہیں ہوئے۔

کہا جاتا ہے: مسلمانوں کے لشکر نے تین دن بیت المقدس میں قیام کیا مگر بیت المقدس کے باشندے لڑائی کے لئے میدان میں نہ آئے۔ اور نہ ہی بیت المقدس کے باشندوں کی طرف سے کوئی پیغام مسلمانوں کے پاس آیا۔ کسی شہری نے مسلمانوں سے کوئی بات تک نہ کی۔ بیت المقدس کے باشندے اپنی منجنیقوں، تلواروں، ڈھالوں اور دیگر جنگی ساز وسامان کے ساتھ قلعہ میں مستحکم ہو گئے۔ حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگوں نے زیب و زینت اور خوبصورتی کے لحاظ سے بیت المقدس سے بڑھ کر کسی شہر کو نہیں دیکھا۔ ہم لوگ جہاں کہیں بھی گئے وہاں کے لوگ ہمیں دیکھ کر دہل جاتے تھے۔ ان کے دلوں میں ہمارا رعب ودبدبہ چھا جاتا تھا۔ اور وہ خوف زدہ ہو جاتے مگر بیت المقدس والوں کو اس طرح نہ پایا۔ ہم لوگ تین دن ان کے سامنے رہے مگر کسی نے ہمارے ساتھ کوئی بات تک نہ کی سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے قلعہ کو سخت حفاظتی انتظامات سے مستحکم کر لیا۔ اہل اسلام کا بیت المقدس کے باشندوں کو اپنے مطالبات سے آگاہ کرنا۔

جب مسلمانوں کی بیت المقدس آمد کا چوتھا دن آیا تو حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ سے ایک دیہاتی آدمی نے کہا: اس قوم کے لوگ شائد بہرے معلوم ہوتے ہیں جو کچھ سنتے ہی نہیں۔ یا پھر گونگے ہیں کہ کچھ بولتے ہی نہیں یا اندھے ہیں کہ ان کو کوئی چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔ ان پر حملہ کر دینا ہی بہتر ہے۔

پانچویں دن مسلمانوں نے فجر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد سب سے پہلے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے باشندوں سے بات چیت کرنے کیلئے سوار ہوئے۔ اسلحہ سے پوری طرح لیس ہو کر قلعہ کی دیوار کے قریب آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ترجمان بھی ساتھ لیا ہوا تھا تاکہ ایک دوسرے سے ہونے والی گفتگو کا ترجمہ بتا کر کے بتا تا رہے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ قلعہ کے دیوار سے اس طرح قریب کھڑے ہو گئے جہاں سے قلعہ کے باشندے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کو آسانی سے سن سکتے تھے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان کے آنے کے باوجود اہل قلعہ نے خاموشی ہی اختیار کئے رکھی۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے کہیں کہ اہل عرب کا امیر آپ کو کہتا ہے کہ اسلام اور حق کی دعوت خاص کر کلمہ اخلاص کی طرف اور وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے کے قبول کرنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ تاکہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کو معاف کردے اور اس کے ساتھ ساتھ تمہاری جانیں محفوظ ہو جائیں۔ اگر تم لوگوں نے ہماری دعورت کا انکار کر دیا اور ہماری دعوت کو جواب نہ دیا تو دوسری صورت یہ ہے کہ ان شہروں کی طرح جو صلح کر لو جو تمہارے شہر سے فوج اور طاقت کے لحاظ سے کہیں زیادہ محفوظ تھے اگر تم نے ان دونوں صورتوں سے انکار کیا تو یاد رکھو تم ہلاکت کا شکار ہو جائے گا اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

ترجمان نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر بیت المقدس کے باشندوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم میں سے کون ہے جو میرے ساتھ بات کرے گا؟ ایک پادری یہ سن کر آگے بڑھا جس نے بالوں سے بنا ہوا لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے کہا: میں ان کی طرف سے بات کرتا ہوں۔ کہو آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ترجمان نے کہا: مسلمانوں کے امیر تم کو تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دے رہے ہیں۔ یا تو اسلام کو قبول کر لو یا جزیہ ادا کر کے ان سے صلح کر لو یا پھر تلوار کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ترجمان کی گفتگو سن کر پادری نے پیچھے کھڑے ساتھیوں کو سب کچھ بتایا تو اونچی اونچی آواز میں کفریہ کلمات سنائی دیئے گئے۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے عزت دار دین کو چھوڑ کر تمہارے دین کو قبول نہیں کریں گے۔ ہمارا قتل ہو جانا اس دین کو چھوڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔ ترجمان نے جو کچھ سنا اس سے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور اپنے سرداروں کو اس بات کی خبر دی۔ سرداروں نے کہا: پھر انتظار کس بات کا ہے؟

دیگر سرداروں نے جواب دیا: امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہم کو جنگ کا ابھی تک حکم نہیں دیا۔ بلکہ صرف پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ ہم امین الامۃ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں اور حالات حاضرہ کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرتے ہیں۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ ہم کو لڑنے کا حکم دیں تو ہم لڑیں گے اور حملہ کر دیں گے۔ حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس والوں سے ہونے والی گفتگو لکھ کر خط روانہ کیا اور پوچھا کہ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر اس کا جواب لکھا کہ ان پر حملہ کر دیا جائے اور آپ رضی اللہ عنہ خود بھی خط کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اہل اسلام کے پاس جب سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئے اور اسی خوشی میں رات گزاری۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ کو خبر دی گئی کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے مسلمانوں کو حملہ کرنے کا حکم موصول ہوا تو مسلمانوں نے وہ رات اس طرح گزاری گویا شدتِ اشتیاق سے آنے والے کا انتظار کیا جا رہا ہو۔ مسلمانوں کو بیت المقدس کی خاطر لڑنے کی بے حد خوشی ہوئی۔ ہر سردار یہی خواہش کر رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ہو۔ تاکہ سب

سے پہلے وہ اس میں نماز ادا کرے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی زیارت کرے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فجر طلوع ہوئی اذان دی گئی پھر مسلمانوں نے فجر کی نماز ادا کی۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور نماز میں یہ آیت تلاوت کی؛

''یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا'' (المائدہ:۲۱)

(اے قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے)

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امراء کی زبانوں پر جاری کر دیا کہ اس آیت مذکورہ کی تلاوت کریں گویا کسی وعدے کے مطابق انہوں نے اپنی اپنی نمازوں میں اسی آیت کی تلاوت کی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں نے پکارا اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو جنگ کے لئے سوار ہو جاؤ پس سب سے پہلے جس نے جنگ کے لئے حملہ کیا وہ حمیر اور اہل یمن تھے اور مسلمانوں جو شیلے شیر کی طرح میدان جنگ میں وارد ہوئے۔ بیت المقدس کے باشندوں نے جب مسلمانوں کو میدان جنگ میں نکلتے دیکھا تو وہ بھی گروہ در گروہ نکلنا شروع ہو گئے۔ اس کے بعد دونوں جماعتوں کے مابین شام تک خوب جنگ کی چنگاری بھڑکتی رہی۔ دشمنان خدا ٹڈیوں کی طرح جنگ کے میدان میں نکلتے رہے۔ شدید قتل و غارت گری کے باوجود بیت المقدس کے باشندوں پر ذرہ برابر بھی ہیبت طارتی نہ ہوئی اور نہ ہی وہ خوفزدہ ہوئے اور ان کے دلوں میں کسی قسم کے رعب و دبدبہ کا اثر ہوا۔ وہ اپنے شکر کی خاطر ہر قسم کے خطرہ اور لالچ کو خاطر میں نہیں لا رہے تھے۔ سورج غروب ہوتے ہی وہ لوگ واپس اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے۔ مسلمان بھی واپس آ گئے اور سب سے پہلے نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا پھر اپنے دوسرے معاملات کو نپٹانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ نماز ادا کرنے اور کھانا وغیرہ کھانے سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے آگ جلا کر روشنی حاصل کی۔ چونکہ لکڑیاں زیدہ تھی اس لئے انہوں نے لکڑیوں کو جمع کر لیا۔ اس کے بعد بعد مسلمان تو نماز میں منہمک ہو گئے اور بعض قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ بعض مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور گریہ زاری کرنے لگے اور بعض سارے دن کے تھکے ماندے تھے آرام کرنے لگے۔

دوسرا دن آیا صبح ہوتے ہی مسلمان میدان جنگ میں نکلے انہوں نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامیابی کی دعائیں کرنے لگے۔ تیراندازوں کو آگے بڑھایا گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے تیر چلانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح و کامیابی کی دعائیں کی جانے لگیں۔

امیر لشکر اسلامی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس میں آمد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان کئی دن لگا تار بیت المقدس والوں سے جنگ کرتے رہے اور اپنی طرف سے خوشی کا اظہار کرتے رہے مگر ان کے دلوں میں نہ کوئی رعب پیدا ہوا اور نہ ان کو کوئی خوف دامن گیر ہوا۔ جب گیارہواں دن ہوا تو حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا جھنڈا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جس کو آپ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم نے تھام رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ

کے ساتھ مسلمان پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھے جب کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب تھے۔ مسلم خواتین اور دیگر سازوسامان بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان کو دیکھتے ہی مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کرنا شروع کر دیا۔ ان کی آوازیں سن کر دوسرے قبائل بھی جواب میں نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھتے ہی بیت المقدس کے باشندوں کے دلوں پر رعب ودبدبہ طاری ہو گیا۔

بیت المقدس کے بڑے بڑے سردار اور باعث عزت افراد اکٹھے ہوئے اور قمامہ نامی بہت بڑے عبادت خانے میں گئے ۔وہاں ایک بہت پادری (پوپ) کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ سارے بیت المقدس والے اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور اس کے سامنے اپنی مشکلات کو پیش کیا کرتے تھے۔ جس وقت بیت المقدس والوں نے نعروں کی بلند وبالا آوازیں سنیں تو تو اپنے پوپ کے سامنے کھڑے ہو کر عاجزی سے عرض کی: اے ہمارے باپ! اس قوم کا امیر اور دوسرے مسلمان بھی آ گئے ہیں۔ اور یہ نعروں کی آوازیں اس وجہ سے سنائی دے رہی ہیں۔ جب ان کے بڑے پوپ پادری نے سنا تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا اور اس نے کہا: افسوس ہائے افسوس! لوگوں نے کہا: اے ہمارے بڑے باپ: کیا ہوا؟

پادری (پوپ) نے کہا: انجیل مقدس کی قسم! اگر ان کا امیر آ گیا ہے تو ہماری ہلاکت وبربادی بھی قریب آ گئی ہے۔

لوگوں نے پوچھا اے ہمارے بڑے باپ! وہ کس طرح؟

پادری نے کہا: اس لئے کہ ہمارے متقدمین علماء سے جو کچھ ہمارے ورثہ میں چلا آ رہا ہے ہم نے اس میں دیکھا ہے کہ طول وعرض کے لحاظ سے روئے زمین کو جو شخص فتح کرے گا وہ شخص گندم گوں ہوا جس کا نام عمر ہو گا۔ اور وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہو گا۔ اگر وہ آ گیا ہے تو پھر جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی تم میں اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہے۔ اب جو بات تمہارے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میں ان کے امیر کو دیکھتا ہوں اس کی شکل وصورت کو دیکھتا ہوں اگر تو وہ وہی ہے تو پھر اس سے مصلحت قائم کرتے ہیں وہ جو چاہے گا قبول کر لوں گا اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کے علاوہ کوئی اور ہوا تو میں اس کی بات کا انکار کر دوں گا کیونکہ جو میں نے بتایا ہے اس کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ہمارے اس شہر کو فتح کرے۔

یہ کہتے ہوئے پوپ کھڑا ہوا اور چھوٹے بڑے درجے کے سب پادری اور راہب اس کے اردگرد حلقہ بنائے کھڑے ہو گئے ،صلیب اس کے سر پر بلند کی، ہاتھوں میں انجیل کھول کر پکڑ لی اور دیوار کے اس جانب اوپر چڑھا جس طرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نظر آ رہے تھے۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھا جو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سلام اور ان کی تعظیم کرتے ہوئے جنگ میں نکل کھڑے ہوئے۔

پادری کے سامنے کھڑے ایک شخص سے زور سے آواز دی اور کہا: اے مسلمانوں کی جماعت جنگ بند کرو۔ ہم تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں نے جنگ چھوڑ دی اور وہ ایک طرف ہو گئے اس کے بعد ایک آدمی نے فصیح عربی

زبان میں آواز دی۔ مخصوص صفات کا حامل ایک شخص جو ہمارے شہر کے ساتھ ساتھ پوری روئے زمین کو فتح کرے گا وہ اگر تمہارا امیر ہو تو ہم تم سے جنگ کئے بغیر اپنا شہر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اور اگر وہ شخص تمہارا امیر نہ ہو تو ہم کبھی بھی اپنا شہر تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے ان کی یہ گفتگو سنی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔

جب پوپ نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو کہا: یہ وہ شخص نہیں ہے۔ تم کو مبارک ہو اپنے دین اور شہر اور اپنے حرموں کا دفاع کرتے رہو۔ اور ان سے مقابلہ کرو، جنگ کرو۔

پوپ کی اپنے لوگوں سے گفتگو

بیت المقدس کے باشندگان نے جب بڑے پادری کی گفتگو سنی تو بلند آواز میں کفریہ باتیں بکنے لگے اور دشمنانِ خدا نے آگے بڑھ اور بڑی شدت سے جنگ شروع کر دی۔

پوپ واپس قلعہ چلا گیا اور اس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کوئی گفتگو نہ کی۔ بلکہ اپنے قوم کو جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس تشریف لائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے امیر لشکر اسلامی! کیا بات ہوئی ہے؟

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو تو یہی معلوم ہوا ہے کہ میں ان کی طرف گیا تھا۔ جیسا کہ تم لوگوں نے بھی دیکھا پھر ان کا گمراہ کرنے والا ایک شیطان میرے سامنے آیا۔ وہ مجھ کو غور سے دیکھتا رہا اور مسلسل غور و فکر کرتا رہا۔ پھر اچانک اس وہ بیک زبان کفریہ کلمات بکنے لگا اور وہ شیطان مجھ سے کوئی بات کئے بغیر واپس چلا گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو شک گزرتا ہے کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت ہے ہم کو اس کے متعلق معلوم کرنا ہوگا۔ کہ اس میں اصل حقیقت کیا ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو شدید حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں نے حکم سنتے ہی بڑی شدت سے حملہ کر دیا اور خوب لڑائی کی۔

ایک سردار کی ہلاکت اور تیر اندازوں کا حملہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا پڑاؤ کیا تو سخت سردی اور برف باری کا موسم تھا۔ رومیوں کا خیال تھا کہ ان مشکل ترین دنوں میں مسلمانوں ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

جب مسلمان مقابلے کے لئے آگے بڑھے تو یمنی تیر اندازوں کو آگے کیا گیا۔ انہوں نے کافی تعداد میں تیر برسائے

یہاں کے اللہ تعالیٰ کے دشمن اپنی بے شعوری کے سبب پشتوں کے بل گرنے لگے۔ مسلمانوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت عون بن مہلہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ یمنی تیراندازوں کو خوش رکھے میں نے ان کو تیراندازی کرتے ہوئے دیکھا تو دشمن ایک ایک کر کے شہر پناہ کی دیواروں سے گرنے لگے۔ اس کے بعد شہر والے تیراندازی کی تاب نہ لا سکے تو قلعہ کی دیوار، چمڑے کی ڈھالوں اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے تیروں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے اس میں اپنے آپ کو چھپالیا۔

حضرت عون بن مہلہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ مسلسل آگے بڑھ رہے تھے اور قلعہ کے دروازے کی جانب جا رہے تھے جس کے اوپر ایک سردار پادری پر تکلف لباس پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ جواہرات سے مرصع صلیب اس کے اوپر تھی اردگرد غلام تھے جن کے ہاتھوں میں چلہ چڑھی کمانیں تھیں اور عمود تھے۔ سردار ان کو حملہ کرنے پہ برانگیختہ کر رہا تھا اور وہ مسلسل حملہ کر رہے تھے۔

سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سردار کی ہلاکت

حضرت عون بن مہلہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرات ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس سردار کی جانب بڑھے خود کو ڈھال سے چھپائے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس برج کے قریب پہنچ گئے جس پر سردار بیٹھا ہوا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تیر چلایا۔ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے تیر کی طرف دیکھا پھر اونچی دیوار کی طرف، کمان اور دیوار کی بلندی کا موازنہ کر کے میں نے دل میں سوچا کہ اتنی بلندی پر تیر کس طرح پہنچے گا۔؟ اگر تیر پہنچ بھی گیا تو سردار کے پر تکلف جنگی لباس کی وجہ سے اس کو نقصان نہیں ہوگا۔ حضرت عون بن مہلہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! دیوار اتنی بلندی کے باوجود سردار کو جب تیر لگا تو اس کے جسم میں پیوست ہوتا چلا گیا اور وہ الٹے پاؤں دیوار سے نیچے جا گرا اس کے بعد اچانک آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں جس کو سن کر میں جان گیا کہ وہ سردار ہلاک ہو گیا ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پورے چار ماہ بیت المقدس میں رہے اور ہر دن میدان جنگ میں شدید لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے برف باری اور سخت سردی کے باوجود صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور پوپ کے مابین گفتگو

بیت المقدس کے باشندوں نے جب محاصرے اور مسلمانوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کو محسوس کیا تو تمام نامی عبادت گاہ میں گئے اور پوپ کے سامنے کھڑے ہو گئے، پوپ کو سجدہ کیا اور اس کی تعظیم بجالائے اس کے بعد پوپ سے عرض کی:

اے ہمارے بڑے باپ! ہم پر مسلمانوں کا محاصرہ بہت لمبا ہو گیا ہے۔ آپ ہرقل بادشاہ سے مدد کے لئے کچھ کیجئے بلاشبہ وہ ہماری مدد کرے گا کیونکہ اس کو اپنے لشکر کی شکست کا افسوس و غصہ بھی ہوگا۔ اور ویسے بھی وہ جنگ کے معاملات میں ہم سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ جس دن سے عربوں نے ہمارے شہر کا محاصرہ کیا ہے اس دن سے اب تک نہ تو ہم نے ان سے کوئی بات کی ہے اور نہ ہی حقارت کے پیش نظر ان کی آواز کا جواب دینا پسند کیا۔ مگر اب معاملہ بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ان عربوں کے پاس جا کر ان سے پوچھیں کہ آخر وہ چاہتے کیا ہیں؟

اگر تو ان کے مطالبات ماننے والے ہوئے تو ٹھیک ہے ہم ان کو مال لیں گے اور اگر ان کے مطالبات سخت ہوئے یعنی ان کے معاملات میں سختی ہوئی تو ہم قلعہ کا دروازے کھول کر یکبارگی ان پر حملہ کردیں گے یا تو ہم ان کے آخری شخص تک کو قتل کردیں گے یا پھر خود شکست کھا جائیں گے۔

پوپ نے ان لوگوں کی بات مان لی اور عمدہ لباس پہنا اور ان کے ساتھ قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور اس کے سامنے صلیب کا نشان بلند کیا، ارد گرد راہب نما پادری جن کے ہاتھوں میں انجیل کھلی ہوئی تھی۔ کھڑے تھے

اس مقام سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دکھائی دے رہے تھے۔

ایک شخص نے فصیح عربی زبان میں کہا: اے عرب کی جماعت! نصرانیت دین کا بہت بڑا عالم اور امیر شریعت تمہارے ساتھ بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ اپنے امیر کو ہمارے سامنے بھیج دیں۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اس نے دعوت دی ہے تو ضرور اس کی دعوت کو قبول کروں گا۔

اس کے بعد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دوسرے سرداروں اور ترجمان کے ہمراہ اس کی طرف تشریف لے گئے اور اس بڑے پادری عالم کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔

ترجمان نے کہا: اے عرب کی جماعت! اس مقدس شہر میں آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔؟ جس نے بھی اس مقدس شہر کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ضرور ناراضگی فرماتا ہے۔ اور اس کو ضرور ہلاک کر دیتا ہے۔

ترجمان نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ یہ شہر بلا کسی شک وشبہ بہت تکریم کے لائق مقام ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان کی سیر کرائی گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کریم سے ''قام قوسین اودنیٰ'' کے مقام پر فائز ہوئے۔ یہی بیت المقدس انبیاء کرام علیہم السلام کا شہر رہا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں اسی شہر میں ہیں۔ تمہاری نسبت ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ ہم یہاں سے کبھی نہیں جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دوسرے شہروں کی طرح یہ شہر بھی ہم کو عطا فرمادے۔

پوپ نے کہا: تمہارا مطالبہ کیا ہے؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ تم ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله'' کا اقرار کرلو۔ جب تم اس کلمہ کا اقرار کرلو گے تو تم لوگوں پر وہی فرائض عائد ہوں گے جو ہم پر ہیں اور ہم پر بھی وہی فرائض ہوں گے جو تم پر ہوں گے۔

پوپ نے کہا: یہ تو بہت عظیم کلمہ ہے۔ ہم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مگر تم کہتے ہو کہ تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جب کہ ہم ان کی رسالت کے قائل نہیں ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تم جھوٹ بولتے ہو۔ اس طرح تو تم توحید کا اقرار بھی

نہیں کررہے۔ ہم کو قرآن کریم سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جس طرح تم کہتے ہو وہ اس سے پاک ہے اور اس کی بہت بڑی عظمت ہے۔

بڑے پادری نے کہا: یہ شرط تو ہم کو منظور نہیں۔

دوسری شرط بیان کریں وہ کیا ہے؟

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنا شہر ہمارے حوالے کردو اور ہمیں جزیہ ادا کرتے رہو اور تم لوگ شام کے دوسرے شہروں کی جزیہ کی ادائیگی کے باوجود ہمارے ماتحت اور کم تر ہو کر رہو گے۔

پوپ نے کہا: اگر ہم اس شرط کو بھی نہ مانیں تو۔؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ پھر ہم مسلسل تم سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم کو فتح سے نوازے اور کامیاب وکامرانی ہمیں نصیب فرمائے۔ تو ہم تمہاری عورتوں کو لونڈیاں اور بچوں کو غلام بنائیں گے اور جو بھی اس کلمہ توحید سے انکار کرے گا اس کو قتل کردیں گے۔

پوپ نے کہا: ہم کسی شرط پر بھی اپنا شہر تمہارے حوالے کرنے کو تیار نہیں ہیں یہاں تک کہ ہمارا آخری شخص بھی ہلاک ہوجائے۔ ہم یہ کر بھی کس طرح سکتے ہیں جب کہ ہمارے پاس اسلحہ، جنگی آلات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہم بہادر قوم ہیں اور ہمارے پاس بہت سے بہادر سپاہی بھی موجود ہیں۔

ہم لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں جن کو تم ہم سے پہلے ملتے رہے ہو اور ان سے جزیے وصول کرتے رہے ہو۔ کیونکہ وہ قومیں ایسی تھیں جن پر مسیح علیہ السلام بہت زیادہ ناراض تھے اس لئے وہ تمہاری اطاعت کو قبول کرتے رہے جب کہ ہم ایک ایسے مقدس شہر میں رہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام خدا کی بارگاہ میں دعا کریں تو ضرور وہ دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خدا کے دشمن: اللہ تعالیٰ کی قسم! تم جھوٹ بکتے ہو۔

''مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ''(المائدۃ:۷۵)

(مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول، اس سے پہلے بہت سے رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔)

پوپ بولا: میں مسیح علیہ السلام کی قسم کھاتا ہوں اگر تم لوگ بیس سال بھی یہاں ٹھہرے رہو تو اس شہر کو فتح نہ کر پاؤ گے کیونکہ اس شہر کو جو شخص فتح کرے گا اس کی صفات ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ جو تم لوگوں میں سے کسی کے اندر بھی موجود نہیں ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص تمہارے شہر کو فتح کرے گا اس کی صفات کیا ہیں؟

پوپ نے کہا: ہمیں ہماری کتابیں جو کچھ بتاتی ہیں اور جس کو ہم پڑھتے آئے ہیں وہ یہ ہے کہ اس مقدس شہر کو وہ شخص فتح کرے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی ہوگا جس کا نام عمر ہوگا۔ جو فاروق کے لقب سے پکارا جائے گا اور وہ شخص بہت بہادر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے معاملات کے ادا کرنے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہ لائے گا۔
اس کے بعد پوپ نے کہا: یہ ساری کی ساری صفات تم میں سے کسی شخص میں نہیں پائی جاتیں۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مسکرانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوپ کی گفتگو سنی تو مسکرانے لگے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پوپ کے قریب ہو گئے اور اس کو فرمایا: تم اس شخص کو دیکھ کر پہنچان لو گے۔؟ پوپ نے کہا: کیوں نہیں! میں کس طرح ان کو نہیں پہچانوں گا؟ جب کہ ان کی صفات، اس کی عمر کے سال اور دن تک میرے پاس محفوظ ہیں۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! وہی شخص ہمارا خلیفہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے۔ پوپ نے کہا: اگر معاملہ اسی طرح ہے جس طرح کہ تم بیان کر رہے ہو۔ تو میں بھی دیکھوں گا، اگر واقعی تم نے سچ کہا تو ٹھیک ہے۔ اس طرح ہمارے اور تمہارے درمیان خون ریزی نہیں ہوگی۔ تم لوگ جاؤ اور اپنے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس لاؤ تا کہ ہم بھی ان کو دیکھیں اگر ان میں وہ صفات اور خصلتیں موجود ہوئیں تو ہم بغیر کسی جنگ کے شہر تمہارے حوالے کر دیں گے اور جزیہ ادا کرنے لگیں گے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائیں۔ جنگ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جنگ جاری رکھیں یا ہم لوگ جنگ سے ہاتھ روک لیں۔

پوپ نے کہا: اے عرب کی جماعت! کیا تم لوگ اپنے ظلم سے باز نہیں رہ سکتے؟ کیا ہم نے خون ریزی کو روکنے کے لئے تم سے سچ نہیں کہہ دیا۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم جنگ پر آرے ہوئے ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ یہ بات درست ہے کیونکہ اپنی زندگیوں سے زیادہ ہم کو اس بات کی چاہت ہے۔ اسی سے ہم لوگ اپنے خالق کی بارگاہ میں معافی کے طلب گار رہتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش کی امید رکھتے ہیں۔

جنگ بندی کا حکم

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوپ کی بات سن کر جنگ بندی کا حکم دے دیا۔ اور پوپ قلعہ میں واپس لوٹ گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قوم کے سرداروں اور مسلمانوں کو بلا کر پوپ سے ہونے والی بات چیت کے متعلق آگاہ کیا تو ہر طرف سے تکبیر و تہلیل کی آواز بلند ہونے لگیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو خط لکھیں ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائیں اور یہ شہر بغیر جنگ کے آسانی سے فتح ہو جائے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی آپ رضی اللہ عنہ رہنے دیں۔ ہم بیت المقدس کے باشندوں سے کہہ دیتے ہیں کہ خلیفہ ہمارے ساتھ موجود ہیں۔ ہم سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بطور خلیفہ ان کے سامنے لے آتے ہیں۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھیں گے تو دروازے کھول دیں گے اور ہم اس طرح مزید تکلیف اٹھانے سے بچ جائیں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشابہت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ مشابہت تھی۔ جب صبح ہوئی تو ترجمان نے آواز دی کہ خلیفۃ المسلمین آ گئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیا تھا کہ چند سواروں کو اپنے ساتھ لے لیں۔ انہوں نے قلعہ کے دیواروں کے قریب جا کر کہا: جس امیر کا تم لوگوں کو مطالبہ تھا وہ آ چکے ہیں۔ بیت المقدس کے باشندوں نے پوپ کو جا کر بتایا تو وہ جلدی سے قلعہ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ ترجمان سے کہنے لگا ان کو ہمارے سامنے کرو تا کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ یہ سنتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پوپ نے کہا: مسیح کی قسم! لگتا تو وہی شخص ہے لیکن اس میں باقی وہ خصائل نہیں پائی جاتیں۔ تم کو اپنے دین کی قسم! سچ بتائیں کہ تم کون ہو؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی ہوں۔

پوپ نے کہا: اے عرب کی جماعت! کب تک اس طرح دھوکہ کرتے رہو گے۔ مسیح علیہ السلام کی قسم! جب تک ہم اس شخص کو دیکھ نہ لیں جس میں اس شہر کو فتح کرنے والے شخص کی علامات پائی جائیں گی۔ اس وقت تک تم کسی صورت بھی یہ شہر فتح نہیں کر سکتے۔ اب ہم میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ بات نہیں کرے گا اگرچہ بیس سال تک تم اس جگہ مقیم رہو۔ یہ کہہ کر پوپ واپس چلا گیا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اصرار کیا: اے امیر لشکر اسلامی! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ دیں۔ اور ان کو صورتحال سے آگاہ کریں۔ امید ہے کہ وہ تشریف لے آئیں گے۔ اور اس مقدس شہر کو بھی اپنے قدموں سے شرف بخشیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اس میں یہ تحریر تھا۔

سیدنا عمر بن فاروق رضی اللہ عنہ کے نام امیر لشکر اسلامی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إلی عبد اللہ أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب من عاملہ أبی عبیدۃ عامر بن الجراح

أما بعد السلام علیك فأنی أحمد اللہ الذی لا إلہ إلا هو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وأعلم یا أمیر المؤمنین أنا منازلون لاهل مدینۃ ایلیاء نقاتلهم أربعۃ أشهر کل یوم نقاتلهم ویقاتلونا ولقد لقی المسلمون مشقۃ عظیمۃ من الثلج والبرد والأمطار إلا إنهم صابرون علی ذلك ویرجون اللہ ربهم فلما کان الیوم الذی کتبت إلیك الکتاب فیہ اشرف علینا بترکهم الذی یعظمونہ وقال إنهم یجدون فی کتبهم إنہ لا یفتح بلدهم إلا صاحب نبینا واسمہ عمر وانہ یعرف صفتہ ونعتہ وهو عندهم فی کتبهم وقد سألنا حقن الدماء فسر إلینا بنفسك وانجدنا لعل اللہ أن یفتح هذہ البلدۃ علینا علی یدیك

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام

ازیں بعد! آپ پر سلامتی ہو، میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اس کے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوگا کہ ہم ایلیاء کے شہر میں مقیم ہیں، چار ماہ سے ہر روز ہماری جنگ ہو رہی ہے۔ سردی، برفباری اور بارش کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت مشقت اٹھانا پڑ رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ صبر سے کام لے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے آج جب کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھ کر بھیجا ہے۔ بیت المقدس کا پوپ ہمارے پاس آیا اور شہر کے باشندے اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ وہ آیا اور اس نے کہا: وہ اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہیں کہ بیت المقدس کو ہمارے نبی کریم ﷺ کا عمر نامی صحابی فتح کرے گا ان کی کتابوں میں موجود ہے کہ اس فتح کرنے والی شخصیت میں یہ یہ نشانیاں ہوں گی۔ انہوں نے ہم سے اپنے خون محفوظ رکھنے کا سوال کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف لائیں شائد اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کو فتح کرا دے۔

یہ لکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خط کو لپیٹا اس پر مہر لگائی اور فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے جو میرا یہ خط لے کر سیدنا امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اجر پائے گا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے اور عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! میں خط لے کر جاؤں گا اور امید ہے کہ امیر المومنین میرے ساتھ ضرور آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے معاملے میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور یہ خط لو اور جاؤ۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے خط لیا اور کوماء نسل کی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر مسلسل سفر جاری رکھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! وہاں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا میں مسجد کے دروازے کے پاس جا کر اونٹنی باندھ دی اور مسجد نبوی شریف میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا اور مسجد کے ایک کونے میں لیٹ گیا۔ کافی دنوں کی مسلسل بیدار کی وجہ سے لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز نے مجھ کو جگا دیا۔ رات کی تاریکی میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ اذان کے بعد آپ رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے "الصلاۃ رحمکم اللہ" نماز کا وقت ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ سیدنا میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بیدار ہوا، وضو کیا اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ محراب سے نکل کر جانے لگے تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیکھا تو مصافحہ کیا اور بہت خوش ہو کر فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم! یہ تو میسرہ رضی اللہ عنہ ہیں! اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کے متعلق دریافت کیا اور فرمایا: اے ابن میسرہ! پیچھے والوں کے حالات سے آگاہ کرو وہ کیسے ہیں؟

میں نے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! وہ خیریت سے ہیں۔ اور ساتھ ہی میں نے وہ خط کھول کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خط مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد رائے طلب کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ خط بھیجا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس جانے کے بارے میں مشاورت

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بولے اور فرمایا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو ذلیل و رسوا کر کے شام سے نکال دیا ہے اور مسلمانوں کی مدد فرمائی ہے۔ ہمارے ساتھیوں الیاء شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اس طرح رومیوں پر زمین تنگ کر رکھی ہے۔ رومی ہر روز ذلت و کمزوری کا شکار ہو رہے ہیں اگر آپ مدینہ منورہ میں مقیم رہیں اور ان کی طرف نہ جائیں تو وہ یہ خیال کریں گے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کے نزدیک ہمارا کوئی مطالبہ حیثیت نہیں رکھتا اور مسلمانوں کے خلیفہ کی نگاہ میں ہم حقیر ہیں اور ہمارے قتل کو وہ معمولی کھیل تصور کرتے ہیں۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ وہاں جانے کا ارادہ ترک کر دیں تاکہ اس طرح وہ ذلیل و رسوا ہو کر جزیہ دینے لگ جائیں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو ان کے لئے جزائے خیر عطا فرمانے۔ اس معاملہ میں میں سے کوئی اور مشورہ دینا چاہتا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس معاملے میں میرا مشورہ یہ ہے کہ اور یقیناً یہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مفید بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! آپ کا کیا مشورہ ہے۔؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیت المقدس کے باشندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سوال کیا ہے ان کا سوال کرنا ہی مسلمانوں کی فتح کی علامت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سردی کی شدت، برف باری، جنگ، اور طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو کافی مشکلات کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا۔ لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کی طرف جائیں۔ اللہ ضرور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کو فتح فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو راستے کی تکالیف، بھوک، پیاس اور ہر اونچائی عبور کرنے پر عظیم اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے جائیں تو مسلمانوں کے لئے امن و سلامتی اور فتح اور تمانیت کا سامان ہوگا۔ (اگر آپ رضی اللہ عنہ تشریف نہ لے گئے تو) میرا خیال نہیں ہے کہ بیت المقدس کے باشندے مایوس ہو کر صلح کر لیں گے اور اپنا شہر مسلمانوں کے سپرد کر دیں گے بلکہ وہ دوسرے شہروں کے سرداروں سے مدد طلب کر کے سرکشی اور بغاوت پر اتر آئیں گے۔ اور بیت المقدس عظیم جگہ ہے اس معاملہ میں وہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتیں گے۔ اس لئے میری رائے یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کی طرف تشریف لے جائیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خوشی

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ سنا تو بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دشمن سے حکمت عملی کو ملحوظ خاطر رکھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے حالات کو پیش نظر رکھا۔ دونوں نے اپنی اپنی جگہ صحیح بات کی اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دیں گا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ بہت عمدہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی

ذات میں خیر و برکت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس جانے کی تیاری

اس کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے جانے کی تیاری کا مسلمانوں کو حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلدی سے آپ رضی اللہ عنہ کا سامان تیار کر کے تیاری مکمل کر دی۔ سفری سامان آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تیار ہو کر مسجد نبوی میں تشریف لائے چار رکعت نماز ادا کی اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر آئے اور سلام پیش کیا اس کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ تقرر

اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہر کا خلیفہ مقرر کیا اور مدینہ منوری سے روانہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو گروہ در گروہ الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

خلیفۃ المسلمین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ سے بیت المقدس روانہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرخ اونٹ پر سوار ہوئے اور مدینہ منور سے روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر دو بورے تھے۔ جن میں سے ایک میں ستو اور دوسرے میں کھجوریں تھیں۔ اور پانی کا مشکیزہ سامنے رکھا۔ پیچھے دیگر زادراہ رکھ لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھوٹی سی جماعت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھی۔ جن میں وہ حضرات بھی شامل تھے جنہوں نے یرموک کی جنگ میں حصہ لیا۔ اور وہ یرموک کی فتح کے بعد مدینہ منورہ آ گئے تھے۔ ان میں حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی جانب لگاتار سفر کرتے رہے۔ رات ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کسی جگہ ٹھہر جاتے صبح ہوتی نماز پڑھاتے اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتے۔

الحمد لله الذی أعزنا بالإسلام وأکرمنا بالإیمان وخصنا بنبیه علیه الصلاة والسلام وهدانا من الضلالة وجمعنا بعد الشتات علی کلمة التقوی وألف بین قلوبنا ونصرنا علی عدونا ومکن لنا فی بلاده وجعلنا اخوانا متحابین

تمام تعریفیں اس ذات کے لائق ہیں جو وحدہ لاشریک ہے۔ جس نے ہم کو اسلام کی وجہ سے عزت عطا فرمائی، ایمان کی وجہ سے ہم کو معزز بنایا، ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا، گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھایا۔ گمراہی اور سرکشی سے نجات دے کر کلمہ تقویٰ و توحید پر جمع کیا، جس نے ہمارے دلوں میں باہم الفت پیدا فرمائی، ہمیں دشمن کے خلاف مدد و نصرت عطا فرمائی۔ اپنے شہروں میں ہمیں تمکین عطا فرمائی آپس میں محبت پیدا کر کے سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔

پس۔ اے لوگو! اس نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی طرف رغبت اور زیادہ طلب کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔ اور شکر کرنے والوں کو مکمل نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پیالہ نکال کر اس میں ستو بھرتے کھجوریں بھی اس کے ساتھ رکھ لیتے اور فرماتے مزے سے پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کھاتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی کھاتے۔ بعد ازاں اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ لگاتار سفر جاری رکھتے۔

قبیلہ حزام اور دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں

حضرت عمرو بن مالک عبسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ قبیلہ حزام کے چشموں پر سے آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا وہاں حزام کا ایک چھوٹا سا قبیلہ آباد تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں پانی بہہ رہا تھا۔ اور اس کا نام ذات المنار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد موجود تھے۔ قوم حزام کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ہمارے قبیلے کا ایک آدمی ہے جس کی دو بیویاں ہیں اور یہ دونوں ماں باپ کی طرف سے سگی بہنیں ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو غصہ میں آگئے اور فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس شخص کو لایا گیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟

اس شخص نے کہا: یہ دونوں میری بیویاں ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ان کے مابین کوئی رشتہ ہے؟

اس شخص نے جواب دیا: یہ دونوں آپس میں بہنیں ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کس دین کے پیروکار ہو، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟

اس نے جواب دیا: کیوں نہیں، میں مسلمان ہوں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے اسلام میں ایسا کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن حکیم) میں ارشاد فرمایا:

"وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ" (النساء: ۲۳)

"(حرام ہوئیں تم پر) دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو گزرا"

اس شخص نے کہا: مجھ تو اس کا کوئی علم نہیں۔ نہ ہی میں جانتا ہوں کہ یہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور فرمایا: خدا کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے۔ تم پر ایسا کرنا حرام ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لو ورنہ تم کو قتل کر دوں گا۔

اس شخص نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ مجھ پر سختی سے حکم نافذ کرنا چاہتے ہیں۔؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: پھر تو میں اس دین میں کوئی بھلائی نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اس دین میں داخل ہونے سے قبل تو میں اس سے بے نیاز تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے قریب آؤ۔ وہ شخص قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر درے لگائے اور فرمایا: اے اللہ تعالیٰ اور اپنے آپ کے دشمن! دین اسلام کو عیب لگاتا ہے۔ جب دین اسلام ہی وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور رسولوں کے لئے چنا ہے۔ اور پھر اپنی مخلوق کے لئے اس دین کو بہترین دین قرار دیا ہے۔ بربادی کو اپنے گلے میں نہ ڈال بلکہ دونوں عورتوں میں سے ایک کو چن لے ورنہ افتراء کی حد لگا کر تجھ کو کوڑے لگانے کا حکم جاری کروں گا۔ اس شخص نے کہا: میں ان دونوں میں سے کس کو اختیار کروں جب کہ میں دونوں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ ہاں اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ قرعہ ڈالیں۔ جس کا نام قرعہ میں نکل آئے گا میں اس کو اپنے پاس رکھ لوں گا اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قرعہ ڈالا تو جس کا نام نکلا اس کو اس مرد کے ساتھ رہنے دیا اور دوسری کو حکم دیا کہ وہ اب اس کے نکاح میں نہیں رہی۔

پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اے قبیلہ حزام کے شخص! میری بات غور سے سن لے۔ جو شخص ہمارے دین میں داخل ہو جائے پر اس سے رجوع کرنا چاہے تو ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ لہٰذا دین اسلام چھوڑنے سے اجتناب کرتے رہنا اگر آئندہ مجھ کو اس کے متعلق خبر ملی کہ جس عورت کو تجھ سے الگ کیا ہے تو دوبارہ اس کے پاس گیا ہے تو یاد رکھنا میں تجھ کو سنگسار کر دوں گا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی راستے میں مصروفیات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوبارہ سفر پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ بنی مرہ کے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے وہاں اس قوم نے کچھ لوگوں کو بطور سزا دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان لوگوں کا کیا مسئلہ ہے۔؟ ان کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔؟

لوگوں نے عرض کی: ان کے ذمہ ٹیکس ہے جو یہ ادا نہیں کرتے اس وجہ سے ان کو یہ سزا دی جا رہی ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹیکس کے ادا کرنے متعلق یہ کیا کہتے ہیں؟

لوگوں نے بتایا: یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس اس قدر مال نہیں کہ یہ ٹیکس ادا کر سکیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو جس چیز کی یہ طاقت نہیں رکھتے اس کی ان کو سزا نہ دو۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لا تعذبوا الناس فی الدنیا یعذبکم اللہ یوم القیامۃ''

(دنیا میں لوگوں کو وہ عذاب نہ دو جو وہ بروز قیامت تمہیں دے گا)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑنے کا حکم دیا اور آپ رضی اللہ عنہ آگے تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ وادی قریٰ میں پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ چشمے کے پاس ایک بوڑھا شخص رہتا ہے اور اس کے ہمراہ اس کا ایک دوست بھی ہے جس کو یہ بوڑھا پسند

کرتا ہے۔اس بوڑھے کے دوست نے اس بوڑھے سے کہا اگر تو اپنی بیوی میں مجھ کو شریک کر لے اور حصہ دار بنا لے تو میں تیرے اونٹ وغیرہ کو چرایا کروں گا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایک دن اور ایک رات عورت پر میرا حق ہوگا اور ایک رات اور ایک دن عورت پر تیرا حق ہوگا۔اس پر بوڑھے شخص نے کہا: ٹھیک ہے جو تو کرنا چاہتا ہے وہ کر میں اس پر راضی ہوں۔

جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں کو میرے پاس حاضر کرو۔

جب وہ بوڑھا اور اس کا نوجوان دوست حاضر ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کرے تم ہلاک ہو جاؤ۔ کس دین کی پیروی کرتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھ کو کوئی خبر ملی ہے۔

ان دونوں نے کہا: کیسی خبر ملی ہے۔؟

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان کے متعلق سنا تھا وہ ان کو بتا دیا۔

بوڑھے نے کہا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ نے بالکل صحیح سنا ہے۔معاملہ اسی طرح کا ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں کو پتہ نہیں کہ اسلام میں یہ سب کچھ حرام ہے۔

انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھے آدمی سے فرمایا: تم کو اس قدر بری اور قبیح حرکت کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟

بوڑھے نے کہا: میں عمر رسیدہ بوڑھا آدمی ہوں مجھ کو کسی پر بھروسہ اور یقین نہیں تھا اس لئے میں نے اس نوجوان سے کہا کہ تم میری طرف سے جانوروں کو چارہ پانی دو گے اس کے بدلے میں میں اور تو کچھ تم کو دے نہیں سکتا البتہ میری بیوی میں تمہارا بھی حصہ ہوگا۔

اے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ! اب جب مجھ کو اس کا علم ہو چکا ہے تو ایسا کرنا حرام ہے تو آئندہ ایسا کام ہرگز نہیں کروں گا۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے بیوی کا ہاتھ تھام لے اور اس کو لے جا کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس عورت کے قریب جانے سے اجتناب کرنا اگر مجھ کو اس کے متعلق خبر ملی کہ تو اس کے قریب گیا ہے تو یاد رکھنا میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شام کے ابتدائی علاقوں میں پہنچ گئے۔حضرت اسلم بن برقان رضی اللہ عنہ جو کہ سیدنا فارق اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام تھے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔جب ملک شام کے علاقے نظر آنے لگے تو ہم نے مسلمانوں کے چند گھوڑے آتے ہوئے دیکھے۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو سے فرمایا: جلدی کرو اور جا کر دیکھو کہ یہ شہسوار کون ہیں۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جلدی سے گئے اور ان کے قریب جا پہنچے۔ دیکھا کہ یہ یمنی گھوڑوں پر سوار مسلمان تھے جن ہو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر لینے کے لئے بھیجا تھا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہوں نے سلام کیا اور پوچھا: اے نوجوان! کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر (مدینہ) سے آرہا ہوں۔

انہوں نے پوچھا: مدینے والوں کے متعلق بتاؤ وہ کس حال میں ہیں؟

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ سب خیریت سے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا: امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمیں آگاہ کریں کہ آپ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں یا نہیں؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم یمنی عربی ہیں۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہم کو بھیجا ہے کہ ہم امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق معلومات لے آئیں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورت حال آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو میرے پاس لے آؤ۔

وہ یمنی ہمارے پاس آئے انہوں نے سلام کیا اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ ادھر آؤ۔ میں یہاں ہوں۔ تم لوگ کیا چاہتے ہو۔؟

انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ہماری آنکھیں آپ رضی اللہ عنہ کی منتظر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی راہ تکتے تکتے ہمیں آنکھیں تھک چکی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جلدی تشریف لائیں شائد آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ بیت المقدس فتح فرمادے۔

سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس میں استقبال

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کا وہ فوجی دستے جس کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور جب اس فوجی دستے کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کا لشکر سامنے سے نظر آئے تو انہوں نے زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔ اے مسلمانو! امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے آنے کی خوشخبری ہو۔ اے مسلمانوں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے آنے کی خوشخبری ہو۔ یہ سننا تھا کہ مسلمانوں کے دل بیتاب ہوگئے اور ہر شخص امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا استقبال کرنے کے لئے اپنی سواریوں پر سوار ہونے کے لئے دوڑ پڑا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ہر شخص کو قسم دے کر حکم دیتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کے چند افراد کو ساتھ لیا اور چل پڑے اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے پاس جا پہنچے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ وہ اسلحہ سے لیس تیر کمان کندھے پر لٹکائے ہوئے اونٹنی پر سوار ہو کر آرہے ہیں۔ اور اونٹی پر سوت کی جھول رکھی ہوئی تھی جب کہ لگام

بالوں کی بنی ہوئی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو رک گئے اور اونٹنی بٹھائی اور پیدل چلنے لگے۔ دوسری طرف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ بھی رک گئے اونٹنی بٹھائی اور پیدل چلنے لگے۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے (جب قریب ہوئے تو) مصافحہ کے لئے بازو پھیلا دیئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی مصافحہ کے لئے ہاتھ پھیلائے مصافحہ کیا بعد میں ایک دوسرے کے گلے ملے اور ایک دوسرے کو سلام کیا۔ اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے سلام کیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مصافحہ، معانقہ سلام دعا کے بعد اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے اور آگے کی جانب بڑھنے لگے۔ گزشتہ دنوں کے متعلق باہم گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے جہاں پڑاؤ کیا ہوا تھا حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد اہل اسلام کو خطبہ ارشاد فرمایا اور بہت عمدہ خطبہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خطاب

الحمد لله الحميد المجيد القوى الشديد الفعال لما يريد ثم قال أن الله تعالى قد أكرمنا بالإسلام وهدانا بمحمد عليه أفضل الصلاة والسلام وازاح عنا الضلالة وجمعنا بها الفرقة والف بين قلوبنا من بعد البغضاء فاحمدوه على هذه النعمة تستوجبوا منه المزيد فقد قال الله تعالى " لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ " (ابراھیم) ثم قرأ " مَنْ يَهْدِ اللهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا " قال فلما تلا عمر ذلك قام قس من النصارى كان حاضرا بين يديه فقال أن الله لا يضل أحدا فلما كررها قال عمر انظروا أن عاد إلى قوله فاضربوا عنقه فعرف القس ما قال عمر فأمسك ومضى عمر فى خطبته فقال

أما بعد فانى أوصيكم بتقوى الله عز وجل الذى يبقى ويفنى كل شىء سواه الذى بطاعته ينفع أولياءه وبمعصيته يفنى أعداءه أيها الناس أدوا زكاة أموالكم طيبة بها قلوبكم وأنفسكم لا تريدون بها جزاء من مخلوق ولا شكورا أفهموا ما توعظون به فإن الكيس من احرز دينه وأن السعيد من اتعظ بغيره إلا أن شر الأمور مبتدعاتها وعليكم بالسنة سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم فالزموها فإن الاقتصاد فى السنة خير من الاجتهاد فى البدعة والزموا القرآن فإن فيه الشفاء والثواب أيها الناس إنه قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم كقيامى فيكم وقال الزموا أصحابى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يظهر الكذب حتى يشهد من لم يستشهد ويحلف من لم يحلف فمن أراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة وتعوذوا من الشيطان ولا يخلون أحد منكم بامرأة فانهن من حبائل الشيطان ومن سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن والصلاة الصلاة

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جو حمد کے لائق ہے اور عظمت والا ہے، جو غالب ہے اور طاقت والا ہے۔ جس چیز کا بھی ارادہ فرمائے اس کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے صدقے ہم کو عزت عطا فرمائی، سیدنا محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں ہدایت کے راستے پر چلایا، ہمیں گمراہیوں کی گھاٹیوں سے نکالا، قبائل تفرقہ بازی مٹا کر ہمیں اکٹھا کیا، غیض وغضب نکال کر ہمارے دلوں میں الفت ومحبت پیدا کردی۔ پس اے مسلمانو! اللہ وحدہ لاشریک کی ذات اس نعمت کبریٰ پر اس کی حمد بیان کرو اور ان احسانات میں مزید اضافے کی دعا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقینا میرا عذاب شدید ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی: ''جسے ہدایت بخشے اللہ تعالیٰ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جنہیں گمراہ کردے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں''

نصاریٰ میں سے ایک راہب کھڑا ہو گیا گویا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر تھا اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا پس جب اس نے بار ہا مرتبہ کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھو جو اپنے قول سے لوٹے (یعنی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے) تو اس کی گردن مار دو۔ تو راہب سمجھ گیا جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرما رہے تھے۔ تو وہ رک گیا اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ جاری رکھا فرمایا:

ازیں بعد! میں تم کو تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک سے ڈرو۔ اور اس سے جس کو ہمیشہ کے لئے بقا ہے اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ وہ ذات جس کی اطاعت کی جائے تو اپنا دوست بنا کر اس بندے کو نطع عطا فرماتا ہے۔ اور اگر اس کی نافرمانی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دشمن کو فنا کر دیتا ہے۔

اے لوگو! اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو تا کہ اس سے تمہارے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہو مگر تمہارے نفس اس کے بدلے میں مخلوق سے جزا طلب نہ کریں۔ اور نہ ہی دوسروں کو اپنا شکریہ ادا کرنے پر برانگیختہ کریں۔ جو نصائح تم کو دی جارہی ہیں ان کو خوب اچھی طرح سمجھو۔ کیونکہ دانا وہی شخص ہے جو اپنے دین کو محفوظ کر لے اور خوش نصیب وہی شخص ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ خبردار! غور سے سن لو! بدترین امور، دین میں نئی نئی چیزوں کو ایجاد کرنا ہے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت سنتوں کو مضبوطی سے تھام لو۔ اس کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ سنت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ بدعات میں اجتہاد کرنے سے بہتر ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت اپنے پر لازم کرلو کیونکہ اس میں شفاء بھی ہے اور ثواب بھی ہے۔

اے لوگو! جس طرح میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: ''میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کو مضبوطی سے تمام لو پھر اس کے بعد ان لوگوں کی سنت جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملے (تابعین) پھر ان لوگوں کی جو ان سے ملیں (تبع تابعین) پھر جھوٹ ظاہر ہو گا یہاں تک کہ جس سے تم میں سے جو جنت کے درمیان میں جانے کے خواہشمند ہے وہ جماعت کو لازم پکڑ لے۔ اور شیطان سے پناہ طلب کرتے رہو۔ تم میں کوئی بھی غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ وہ شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں۔ جس شخص کو اپنی نیکیاں اچھی لگتی ہوں۔ اور اپنی برائیاں برم معلوم ہوں تو وہی شخص مومن ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کو لازم کرلو۔ نماز کو لازم کرلو۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی بریفنگ

جب آپ رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو بیٹھ گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یرموک کی جنگ میں رومیوں سے ہونے والی لڑائی کا واقعہ سنانا شروع کر دیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کبھی تو رونے لگتے اور کبھی خاموش ہو جاتے۔ اسی طرح گفتگو جاری تھی کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان

لوگوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ وہ اذان دیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شام کے ملک کے کسی شہر میں تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے آ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا۔

جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ سے اذان پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور مبارک یاد دلانے کا سوال کر رہے ہیں۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات سن کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جس طرح امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا حکم ہو۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا حکم سننے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھنا شروع کر دی۔

جب آپ رضی اللہ عنہ نے ''اللہ اکبر'' کہا تو لوگوں کے دل ہل گئے اور جسم تھر تھر کانپنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ''أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله'' کہا تو لوگوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ لوگوں کے غم فراق میں یہ حالت ہو گئی کہ قریب تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے لوگوں کے دل پھٹ جاتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے کر فارغ ہوئے تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کی:

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! مسلمانوں کے سردار اور شام کے دیگر فوجی۔ پرندوں کے گوشت اور عمدہ کھانے کھاتے ہیں اگر کمزور مسلمانوں کو یہ چیزیں نہیں مل سکتیں اور نہ ہی ہمارے کمزور مسلمانوں کے پاس اس قدر سرمایہ ہے کہ قسم قسم کے کھانے خرید سکیں۔ جب کہ تمام لوگوں کو فنا ہونا ہے اور اسی مٹی میں جانا ہے۔ یہی ہمارا ٹھکانہ ہے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے شہروں کے ریٹ سستے ہیں اسی قیمت میں جس میں ہم لوگ ایک مدت تک گزارا کر سکتے ہیں یہ چیزیں جن کا ذکر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں مل جاتی ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: پھر تو تم خوب مزے سے پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اس وقت یہاں سے واپس نہ جاؤں گا یہاں تک کہ میرے سامنے ان کی تفصیل نہ بیان کر دو۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہروں اور دیہاتوں میں رہنے والے کمزور لوگوں کے لئے بجٹ لکھ دیتا ہوں پھر

جس مسلمان کو جس قدر ضرورت ہوگی اس بجٹ میں سے ہر گھر کے لئے گندم، جو، شہد اور زیتون وغیرہ ادا کر دیا کرو گے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کمزور، تھوڑے سرمایہ دار مسلمانوں سے فرمایا: میں تمہارے لئے جو فہرست تیار کی ہے۔ تمہارے سردار تم کو یہ سب کچھ دیا کریں گے۔ اور یہ سب کچھ اس کے علاوہ ہوگا جو بیت المال سے تمہارے لئے بھیجا کروں گا۔ اگر کوئی سردار تم سے یہ چیزیں روکے تو اس کی مجھ کو اطلاع دینا۔ اس کے بعد میں اس سردار کو فوراً معزول کر دوں گا۔

بیت المقدس جاتے وقت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لباس

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سارے امور سرانجام دینے کے بعد بیت المقدس شہر کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہونے لگے و اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اون کا بنا ہوا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ کچھ پیوند چمڑے سے لگائے گئے تھے۔

پیوند لگا لباس

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو باوثوق حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اون کا بنا ہوا لباس پہنا ہوا تھا اور اس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

مسلمانوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر اونٹنی کے بدلے آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور اس پیوند لگے لباس کی جگہ سفید لباس پہن لیں تو بہت اچھا ہوگا۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی بات سنی تو جس طرح انہوں نے کہا ویسا ہی کر دیا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں وہ سفید لباس مصر کا بنا ہوا تھا جس کی قیمت پندرہ ہزار کے برابر تھے۔ لباس پہننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک رومال کندھے پر رکھا جو نہ تو نیا تھا اور نہ زیادہ پرانا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ رومال پیش کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے تاتاری نسل کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جب سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی حرکتیں دیکھیں تو اتر گئے اور فرمایا: میری یہ خطا معاف کر دو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف فرمائے گا۔ تکبر اور خوش پسندی کی وجہ سے قریب تھا کہ امیر المومنین ہلاکت کا شکار ہو جاتا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر'' (مسند احمد حدیث نمبر ۴۱۶)

(جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔)

قریب تھا کہ تمہارا یہ سفید لباس اور چاک و چوبند گھوڑا مجھ کو ہلاک کر دیتا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سفید لباس اتار کر دوبارہ پیوند لگا اونی لباس زیب تن فرمالیا۔

علامہ واقدی کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن شام میں ہم سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے پاس بیٹھے تھے اور بیت المقدس کی فتوحات پر گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت عبادہ بن عوف دینوری رحمۃ اللہ علیہ ان فتوحات کے بارے میں بتا رہے تھے۔ حضرت عبادہ بن عوف دینوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بڑے بڑے صاحب فضل بزرگوں میں ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کلام کو مقفّی انداز میں بیان کرتے تھے۔ جس وقت جب آپ رحمۃ اللہ علیہ گفتگو کرتے کرتے یہاں تک پہنچے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پیوند لگے کپڑے دوبارہ پہن لئے تو کہنے لگا اب میں جو بیان کرنے والا ہوں شائد اس میں تسامح ہو جائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ رحمۃ اللہ علیہ بیان کریں اور سچ بیان کرنے میں نہ ڈریں۔ حقیقت چھپانا دوزخ کی طرف لے جاتا ہے:

وأن الصدق أمانة والكذب خيانة

اور سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔

حضرت عبادہ بن عوف دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس وقت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سفید لباس اتار دیا اور اس کی جگہ اونی لباس جس کو پیوند لگے ہوئے تھے پہننے کو ترجیح دی تو آپ رضی اللہ عنہ کے اس فقیرانہ حالت کو پسند کرنے پر پوری دنیا آپ رضی اللہ عنہ کے اس زہد وفقر کی طرف دیکھ کر تعجب کرنے لگی۔

دنیا نے اس وقت قسم قسم کے لباس پہن کر دکھائے، اپنی خواہشات کے زیورات، اپنی اپنی تمناؤں میں لپیٹ لپیٹ کردہ لباس فاخرہ سامنے رکھنا شروع کئے۔ اپنی خواہشات کا سامان آئینے میں رکھ کر آپ کی طرف پیش کرنے لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مجاہدہ کے زوال کی طلب لئے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بے نقاب ہو کر کھڑی ہوئی۔ اپنے خوبصورت حسین وجمیل ملبوسات اور بناؤ سنگھار لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے زہد کی برابری کے لئے خراماں خراماں آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آنے لگی۔

جب سب کچھ محض وصال کے حصول کا ذریعہ تھا جس کو دنیا نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ عصمت وپاکدامنی کے ہاتھ اس کی عریان طاقب سے پیچھے کر لئے۔ جس وقت دنیا نے اپنی خواہشات اور قرب کی جالیں کو پھیلا دیں حالانکہ آپ نے اس کی خواہشات اپنی خواہشات میں شریک کرنے کے لئے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تو اس نے کہا:

اے عمر! تو نے تو مجھ سے منہ موڑ لیا؟ حالانکہ آپ کو امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے میری ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ سلطنت اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب شاہانہ لباس، عمدہ قسم کے مشروبات، رعایا کے ساتھ ظلم وستم کا لحاظ رکھا جائے۔ ان کے بغیر تو مملکت کا قیام مشکل ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو دھتکارتے ہوئے فرمایا: دور ہو جا مجھ سے، دفع ہو جا۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو تیری تمناؤں کے جال کے قیدی ہو جائیں۔ اور نہ تو مجھ کو اپنی زیب وزینت دکھا دکھا کر اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔ کیا تجھ کو

معلوم نہیں کہ تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے میں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ پھر مجھ کو تیرا مشاہدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سن لے! میں نے اپنے آپ کو دین اسلام کے دعوت کے لئے خاص کر لیا ہے تا کہ روم و عجم کو فتح کر کے ان میں دین اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے سکوں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے جہاد کرتے ہوئے اس کے چہرے کی تواضع اور اللہ تعالیٰ اس کے فرمان مبارک کی تصدیق کر دی۔

''وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ'' (الحج:۷۸)

(اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ یہ گفتگو بہت پسند آئی جس کو میں نے اس کتاب میں لکھ دیا اس جگہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک بھی یاد آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إن من البيان لسحرا'' (مشکوٰۃ، کتاب الآداب، حدیث ۴۵۷۱)

(بعض باتوں میں جادو ہوتا ہے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ٹیلہ تھا آپ رضی اللہ عنہ جن اس ٹیلے پر چڑھنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں سے ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے یرموک کی جنگ میں حاصل ہونے والے ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ ان کے چہروں پر مٹی ڈالی جائے اور ان کے کپڑے پھاڑ دیئے جائیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔

جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی طرف دیکھا تو ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند کیا اور دعا کی:

''اللهم افتح لنا فتحا يسيرا واجعل لنا من لدنك سلطانا نصيرا''

''اے اللہ! ہمارے لئے اس شہر کی فتح آسان فرما اور ہم کو دشمن پر غلبہ کی طاقت عطا فرما''

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا زمین پر ہی بیٹھ جانا

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ آگے تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کے قبائل اور جھنڈے اٹھانے والوں نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس جگہ ٹھیرے جہاں سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ٹھہرے تھے۔ اس جگہ آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں سے بنا ہوا خیمہ لگایا گیا بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور چار رکعت نماز ادا کی۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری پر مسلمانوں کے تکبیر و تہلیل کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ جب بیت المقدس کے باشندوں نے مسلمانوں کی آوازوں کی گونج سنی تو ان کے بڑے پادری ریوپ نے کہا: عربوں کی طرف سے معلوم کر کہ وہ بغیر وجہ کے کیوں نعرے بلند کر رہے ہیں۔ پادری کے اپنے لوگوں کو کہا کہ جاؤ اور پتہ کرو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عربی زبان جاننے والا ایک شخص آیا اور کہا: اے عرب کی جماعت: اب بتاؤ کہ تم کو کیا ہو گیا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا: مدینہ منورہ سے ہماری امیر المومنین رضی اللہ عنہ تشریف لا چکے ہیں۔ مسلمان ان کے آنے کی خوشی میں نعرہ لگا رہے ہیں۔ اس شخص نے مسلمانوں کا جواب دنا تو فوراً پوپ کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ مسلمانوں کے امیر مدینہ منورہ سے تشریف لا چکے ہیں۔ یہ سن کر پوپ زمین کو گھور گھوڑ کر دیکھنے لگا اور اس نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ صبح کو تی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کو بتاؤ کہ میں آ گیا ہوں۔

بیت المقدس والوں کو امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیت المقدس والوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو آواز دی اور کہا:

اے بیت المقدس کے باشندو! ہمارے امیر المومنین رضی اللہ عنہ تشریف لا چکے ہیں۔ اپنے قول وقرار کے مطابق اب تمہارا کیا خیال ہے؟ پوپ کو اس کی اطلاع دی گئی کہ مسلمانوں کے امیر المومنین تشریف لا چکے ہیں۔ تو وہ اپنے کنیسہ سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنے ہوئے باہر آیا، چھوٹے بڑے درجے کے پادری اور راہب اس کے ساتھ تھے۔ پوپ کے سامنے انہوں نے سلیب اٹھا رکھی تھی جس کو عید کے دنوں کے علاوہ وہ کبھی نکالا نہیں کرتے تھے۔ بیت المقدس کا والی بھی اس کے ساتھ چلنے لگا اور اس نے پوپ سے کہا: اے ہمارے مقدس باپ! اگر آپ نے ان کو اچھی طرح پہچان لیا تو بہتر ورنہ وہ کبھی ہم پر فتح حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس کے بعد آپ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دینا پھر یا تو ہم ان عربوں کا کام تمام کر دیں گے یا وہ ہم کو قتل کر دیں گے۔

پوپ نے جواب میں کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔

اس نے بعد پوپ نے کہا: اے عرب شیخ اب بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے امیر المومنین رضی اللہ عنہ تشریف لا چکے ہیں۔ ان کے اوپر اور کوئی امیر نہیں ہے۔ تم اپنے وعدہ کے مطابق اب نکلو اور ان سے امان حاصل کرنے لئے جزیہ ادا کرنے کا معاہدہ کر لو۔

پوپ نے کہا: اے نوجوان! اگر تمہارے امیر جس کے اوپر تمہارا کوئی امیر نہیں ہے تشریف لا چکے ہیں۔ تو انہیں ہمارے قریب بھیج دیں تا کہ ہم ان کی صفات کو پہچان لیں۔ اگر تمہارے امیر وہی ہیں جن کی صفات انجیل میں موجود ہیں تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ اور ان کی ذمہ داری میں آتے ہوئے جزیہ کا اقرار کر لیں گے۔ اگر آپ کے امیر وہ نہ ہوئے جن کی صفات انجیل مقدس میں پائی جاتی ہیں۔ تو پھر جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو وہ تمام باتوں سے آگاہ کیا جو پوپ سے ہوئی تھیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی چلنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ تنہا ان کے پاس جا رہے ہیں؟ حالانکہ اس پیوند لگے لباس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس

کوئی جنگی ہتھیار بھی نہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو تنہا دیکھ کر غداری اور فریب کاری کا مظاہرہ نہ کریں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیت مقدسہ تلاوت کی:

''قُلْ لَنْ یُصِیبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلَانَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ''(التوبہ:۵۱)

''تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا اور ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔''

بیت المقدس کی فتح

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اونٹنی لانے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اونٹنی لائے تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو گئے۔ اس وقت آپ کے بدن جو لباس تھا اس پر اسی (۸۰) پیوند لگے ہوئے تھے کے علاوہ کوئی اور لباس نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر سوتی کپڑا رکھا تھا۔ جس نے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ

شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچے تو پوپ اور بیت المقدس کے والی کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! یہ ہمارے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ انجیل مقدس میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:۔ پوپ نے جب یہ سنا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف گھور گھور کر غور سے دیکھنے لگا پھر زوردار آواز میں چلایا اور کہا: یہی ہیں! اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی وہ امیر ہیں جن کی صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور انہی کے ہاتھوں ہمارا شہر (بیت المقدس) فتح ہو گا۔ پوپ نے بیت المقدس کے باشندوں کو مخاطب کر کے کہا: تمہارا ناس ہو۔ جلدی سے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ذمہ اور امان میں رہنے کا عہد کر لو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابی ہیں۔

بیت المقدس کے باشندے دربار فاروقی میں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب روم والوں نے پوپ کی گفتگو سنی تو فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ چونکہ کافی عرصہ سے وہ محاصرہ میں تھے اور وہ محاصرہ کی وجہ سے کافی تنگ بھی ہو چکے تھے۔ انہوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے، جوق در جوق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہد و پیمان کی درخواست کرنے لگے۔ اور ساتھ ہی جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اسی جگہ اونٹنی کے پالان پر سجدہ شکر ادا کیا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نیچے تشریف لائے اور فرمایا:

''اپنے شہر کو لوٹ جاؤ۔ تمہارے لئے عہد وامان کا اعلان کرتے ہیں۔ کیونکہ تم لوگوں نے خود ہی اس کا سوال کیا ہے اور

ساتھ جزیہ ادا کرنے کا اقرار بھی کر لیا ہے۔''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگ یہ سن کر اپنے شہر کی طرف واپس چلے گئے اور دروازے بند نہ کئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے پاس واپس تشریف لائے اور ان کے پاس رات گزاری۔ دوسرا دن اتوار کا تھا آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جمعہ تک وہیں مقیم رہے۔ مشرق کی طرف آپ رضی اللہ عنہ نے محراب بناتے ہوئے خط کھینچا اور اس جگہ وہ مسجد ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یعنی مسجد عمر رضی اللہ عنہ۔

رومیوں کا غداری کا ارادہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ دوسری طرف رومیوں نے غداری کرنے کا ارادہ کیا۔

ابوالجعید جو رومیوں کے ساتھ پہلی ہی بڑی عمدہ سے فریب کاری کر چکا تھا بیت المقدس کے کچھ لوگوں اس سے کہنے لگے۔ ان عربوں کے ساتھ غداری کرنے کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھ رہے ہوں تو اس وقت ان کے پاس نہ تو کوئی جنگی ہتھیار ہوتا ہے اور نہ کوئی ایسی چیز جس سے وہ حملے سے دفاع کر سکیں۔

ابوالجعید نے کہا: اے لوگو! ایسا ہرگز نہ کرنا ان کے ساتھ اس طرح غداری مت کرنا۔ ورنہ میں ان کو تمہارے ارادوں سے خبردار کر دوں گا۔ لوگوں نے کہا: پھر ہم کیا کریں؟

ابوالجعید کا رومیوں کو مشورہ

ابوالجعید نے کہا: اہل عرب کے سامنے دنیا کی زیب وزینت اور مال ومتاع لا کر رکھ دو اس لئے کہ کوئی شخص بھی ان چیزوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا۔ اگر انہوں نے ان چیزوں کو طلب کیا تو سمجھ لینا کہ تمہاری غداری کامیاب ہو گئی اور یہی تو تم لوگوں کا ارادہ ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالجعید کی گفتگو کے بعد بیت المقدس کے باشندوں نے اپنی اپنی طاقت وحیثیت کے مطابق ہر قسم کا مال ومتاع دنیا اور ہر قسم کی زیب وزینت کا سامان لا کر ہر چھوٹے بڑے راستے میں قطاروں کی شکل میں رکھ دیا۔ مسلمان جب بھی آتے جاتے اس کی طرف دیکھتے تو تعجب کا اظہار کرتے لیکن ان میں سے کوئی شخص بھی ان کی مائل نہ ہوا۔ اور نہ ہی ان کو ہاتھ لگانے میں کوئی دلچسپی لی۔ مسلمان جب بھی اس دنیا کے مال ومتاع کو دیکھتے تو یہی کہتے:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے یہ سب کچھ رکھنے والی قوم کے شہروں کا ہم کو وارث بنا دیا اگر اس مال ومتاع دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی حیثیت ووقعت ہوتی تو کوئی کافر پانی کا قطرہ بھی حاصل نہ کر پاتا۔

حضرت عوف بن سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہی: اللہ تعالیٰ کی قسم! کسی مسلمان نے بھی اس سامان کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور نہ کسی نے ان کو چھونے کی خواہش کا اظہار کیا۔

مسلمانوں کی صفات تورات، انجیل میں

ابوالجعید نے کہا: یہی وہ قوم ہے جس کی صفتیں تورات، انجیل میں موجود ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ حق پر رہیں گے اور اس وقت

تک ان کے قریب کوئی نہ جاسکے گا جب تک یہ قوم اپنے اس فعل پر کاربند رہے۔

بیت المقدس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قیام

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دس دن بیت المقدس میں قیام کیا۔

حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جس وقت بیت المقدس کے باشندوں کے ساتھ صلح کی اور پھر وہاں دس دنا قیام فرمایا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس وقت میں فلسطین کے ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور اسلام قبول کرلیا۔کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہی: یہ واقعہ اس طرح ہوا ہے کہ میرا باپ ان احکام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے کو جاننے والوں میں سب سے عالم تھا۔ میرے والد کو مجھ سے بہت زیادہ پیار تھا۔ اور وہ مجھ پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ کو ہر وہ علم سکھایا جو وہ خود جانتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھ کو بلایا اور کہا:

اے میرے بیٹے! تم جانتے ہو کہ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے تجھ کو تعلیم کردیا ہے اس میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا اس لئے کہ مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں بعض جھوٹے دعوی کرنے والے لوگ ظاہر ہوں گے اور تو ان کی پیروی نہ کرنے لگ جانا۔ دیکھو میرے پاس یہ دو ورق ہیں جو تم بھی دیکھ رہے ہو۔

اے میرے بیٹے! ان (اوراق) سے روگردانی کرنا نہ ہی ان میں اس وقت تک دیکھنا جب تک تو اس نبی کی بعثت کی خبر نہ سن لے جس کو اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں مبعوث فرمائے گا۔ ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو تو ان کی پیروی کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہوگئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کو دفن کردیا۔ اور ان کے وفات کے بعد سب سے زیادہ محبوب مجھ کو وہ دو ورق تھے میں نے ان کو کھولا اور پڑھا تو ان میں لکھا تھا۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله خاتم النبيين لا نبي بعده مولده بمكة ودار هجرته طيبة ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب أمته الحامدون الذين يحمدون الله على كل حال ألسنتهم رطبة بالتهليل والتكبير وهم منصورون على كل من عاداهم من أعدائهم أجمعين يغسلون وجوههم ويسترون اوساطهم أناجيلهم في صدورهم تراحمهم بينهم تراحم الأنبياء بين الأمم وهم أول من يدخل الجنة يوم القيامة من الأمم

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ان کی ولادت کی جگہ مکہ میں ہے اور ان کے ہجرت کرجانے کی جگہ طیبہ میں ہے۔ وہ نہ تو بداخلاق ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ ادھر ادھر کی چھوڑنے والے۔ ان کی امت اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہوگی۔ ہر حال میں ان کی زبانیں تکبیر وتہلیل سے تر رہیں گی۔ اپنے تمام مخالفتوں پر فتح یاب ہوں گے۔

اپنے چہروں کو دھوئیں گے اور درمیانے جسم کو ڈھانپ کر رکھیں گے۔ ان کے دل پاکیزہ ہوں گے۔ آپس میں اس طرح نرمی و رحمت سے پیش آئیں گے۔ جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے ساتھ قیامت کے دن سب سے پہلے وہی جنت میں جائیں گے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے یہ سب کچھ پڑھا تو دل میں سوچا کہ میرے باپ نے اس سے بہتر اور کوئی چیز مجھ کو نہیں سکھائی۔ فرماتے ہیں: ان کی وفات کے بعد میں انتظار کرنے لگا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اس کے بعد مجھ کو خبر ملی کہ ان صفات کے حامل ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ وہی نبی ہیں۔ جن کی صفات میں نے ان دو ورقوں میں پڑھی ہیں۔ پھر میں مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرتا رہا۔ آخر مجھ کو خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ چھوڑ کر یثرب تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالات سے مکمل باخبر رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ سے غزوات کا سلسلہ شروع کیا اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا۔

جب مجھ کو ان حالات کا علم ہوا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ لیکن مجھ کو اطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ میں نے دل میں سوچا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن کا میں انتظار کر رہا ہوں شاید وہ یہ نہ ہوں بلکہ کوئی اور ہوں۔

کعب احبار فرماتے ہیں: میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ فرشتے گروہ در گروہ زمین پر اتر رہے ہیں۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں اپنی قوم کے پاس آیا تو مجھ کو اطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نام کے صحابی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اسی دوران مجھ کو یہ اطلاع ملی کہ انہوں نے شام کے ملک کی طرف اپنے لشکر روانہ کئے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھ یہ اطلاع ملی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے ہیں۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ ''عمر'' نام کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اب حقائق کی تحقیق کر کے ہی اس دین میں داخل ہونا چاہیے۔ میں یہ سوچ کر اپنے علاقے میں ہی رکا رہا۔

جب مجھ کو اطلاع ملی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لائے اور بیت المقدس والوں سے صلح ہو گئی ہے تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ان کے ایفائے عہد کو دیکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے ان کو غلبہ عطا فرمایا اس کو دیکھا تو میں نے سوچا یہی لوگ اس امی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے دین اسلام قبول کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔

کعب احبار فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ اچانک مسلمانوں میں سے ایک شخص کی آواز مجھ کو سنائی دی وہ کہہ رہا تھا۔

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى

أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولاً'' (النساء:۴۷)

''اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا ہے قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی ہفتہ والوں پر اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کر رہے گا۔''

کعب الاحبار کا ایمان لانا

حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں یہ آیت کریمہ سنی تو اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھ کو خدشہ لاحق ہوگیا کہ کہیں صبح ہونے سے پہلے میری چکل نہ بگڑ جائے۔ اس صبح سے زیادہ میرے نزدیک کوئی چیز پیاری نہ تھی۔ صبح ہوتے ہی میں اپنے علاقے سے نکلا اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو مجھ کو اطلاع دی گئی کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں قیام پذیر ہیں۔ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں بیت المقدس پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: کون ہو؟

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: میرا نام کعب الاحبار ہے۔ اور میں دین اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ میں نازل شدہ آسمانی کتابوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی صفات پائی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی ہیں:

''إني ما خلقت خلقا أكرم علي من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ولولاه ما خلقت جنة ولا نارا ولا سماء ولا ارضا وأمته خير الأمم ودينه خير الأديان بعثته آخر الزمان أمته مرحومة وهو نبي الرحمة وهو النبي الأمي التهامي القرشي الرحيم بالمؤمنين الشديد على الكافرين سريرته مثل علانيته وقوله لا يخالف فعله القريب والبعيد عنده سواء أصحابه متراحمون متواصلون.''

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے زیادہ میرے نزدیک کوئی میری مخلوق میں سے پسندیدہ نہیں۔ اگر اس کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو نہ جنت کو پیدا کرتا، نہ دوزخ، نہ آسمان پیدا کرتا نہ زمین، یہ امت تمام امتوں میں بہتر اور ان کا دین تمام دینوں سے عمدہ و بہتر ہوگا۔ میں ان میں آخری رسول (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرماؤں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہوگی۔ وہ رحمت والے نبی ہوں گے۔ وہ امی نبی ہوں گے۔ تہامی، قرشی ہوں گے۔ اور ایمان والوں پر رحمت فرمانے والے ہوں گے۔ کفار پر سختی فرمانے والے ہوں گے۔ ان کا باطن، ظاہر کی طرح ہوگا۔ ان کا قول ان کے فعل کے خلاف نہ ہوگا۔ قریب و بعید ان کے نزدیک یکساں ہوگا۔ ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں نرم دل اور صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''الحمد لله الذي أعزنا وأكرمنا وشرفنا ورحمنا برحمته التي وسعت كل شيء وهدانا بمحمد صلى

اللہ علیہ وسلم"

"تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں جس نے ہم کو عزت دی اور شرف و بزرگی عطا فرمائی اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کیا جو رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ اور ہم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت عطا فرمائی۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو تم دین اسلام میں داخل ہونا پسند کرو گے؟

کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے جو کتاب آپ لوگوں کی طرف نازل کی ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بھی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

"وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ"

(البقرہ: ۱۳۲، ۱۳۳)

(اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان۔ بلکہ تم ان میں خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا، میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباؤ واجداد ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں)

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی:

"مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا" (آل عمران: ۶۷)

(ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

"أفغير دين الله يبغون وله أسلم" (آل عمران: ۸۳)

(تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا:

"وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ" (آل عمران: ۸۵)

(اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

"قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا" (الانعام:١٦١)

(تم فرماؤ! میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ" (الحج:٧٨)

(اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگلی کتابوں میں)

حضرت کعب الاحباب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں یہ قرآن کریم کی آیات سنیں تو میں نے کہا؛

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ!

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی مصروفیات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار کے اسلام لانے پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ مدینہ منورہ جانا پسند کرو گے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کر سکو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت سے فیوض و برکات حاصل کر سکو۔

حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں۔اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میں ایسا ضرور کروں گا۔

اسلامی لشکروں کی مزید پیش قدمیاں

بیت المقدس کے باشندوں نے جب جزئی ادا کرنے کا اقرار کر لیا اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے لشکر لے کر مقام جابیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر قیام فرمایا اور ایک فہرست تیار کی جس مین لشکر والوں کے نام لکھے گئے تھے۔ اس کے بعد مال غنیمت اور جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا تھا اس میں سے پانچواں حصہ نکالا اس کے بعد شام کے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حوران سے حلب تک اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ جات پر مشتمل تھا۔ جس پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا؛ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حلب کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ اور فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ حلب کو تمہارے ہاتھوں پر فتح نہ کر دے اس وقت تک آپ رضی اللہ عنہ ان سے جنگ جاری رکھیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قیساریہ والوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ قیساریہ تمہارے ہاتھوں سے فتح نہیں کرا دیتا۔

فوج کا اکثریتی حصہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوج کا زیادہ حصہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سمیت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بھیجا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف روانہ فرمایا۔

حمص کے چیف جسٹس

پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ کو حمص کے عہدہ قضا (چیف جسٹس) پر مامور فرمایا۔

سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ واپسی

ان تمام امور کو سرانجام دینے کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لیا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

اہل مدینہ کے خدشات

دوسری طرف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تاخیر سے مدینہ کے باسیوں نے یہ گمان کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شام کی عمدہ چیزیں، عمدہ پھل، سستے داموں دیکھ کر وہیں رک جائیں گے کیونکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بیت المقدس انبیاء کرام علیہم السلام کا شہر ہے اور مقدس سرزمین ہے اور یہی وہ جگہ ہے روز محشر تمام کو جمع کیا جائے گا۔

اہل مدینہ کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا انتظار

مدینہ منورہ کے باشندے ہر روز گردنیں اٹھا اٹھا کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی راہیں تک رہے تھے۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو اہل مدینہ کے دلوں کو تسکین حاصل ہوئی۔ جب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ آتے دیکھا تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے۔ مرحبا کہتے ہوئے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ اور بیت المقدس کی فتح پر مبارک بادیں دینے لگے۔

مدینہ منورہ میں آمد پر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کیا اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کعب الاحبار کو دو ورقوں میں جو کچھ تھا بتانے کا حکم

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: اے کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ! تم نے جو ان دو ورقوں میں دیکھا تھا وہ مسلمانوں کو بھی سناؤ۔ تا کہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو احمد بن حسین بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جو ابوسفیان حربی کے نام سے معروف ہیں بیان کیا۔ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ابوجعفر بن احمد بن عبید ناسخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ ان سے عبداللہ بن اسلم زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن یحییٰ زرقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ یہ وہی روایت کرنے والے ہیں جن کا ذکر کتاب کے اوائل میں گزر چکا ہے۔ یہ احادیث مختلف طرق سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور تمام کا مفہوم قریب قریب ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کتاب کی تالیف میں اگر کوئی کمی بیشی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اس سے اپنی امان میں رکھے اس لئے کہ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو چھپی ہوئی اور ظاہر ہر چیز کو جاننے والا ہے میں نے فتح الشام لکھتے وقت صرف اور صرف سچی خبروں پر ہی اعتماد کیا ہے۔ اور میں نے جو کوئی حدیث بھی ذکر کی ہے وہ حق کے قاعدہ کے مطابق ہے تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور آپ رضی اللہ عنہم کے جہاد کے تذکرتے ہوئے ہوئے اہل سنت سے خارج ہونے والے خوارج کا منہ کالا کرسکوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اگر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شامل حال نہ ہوتی تو دین اسلام کا جھنڈا ہر طرف نہ لہراتا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تو اللہ تعالیٰ سے بے اختیار دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار رحمتوں کو نزول فرمائے جنہوں نے جہاد کا حق ادا کر دیا تھا۔ اور اس معاملے میں ذرا برابر بھی کوتاہی نہیں برتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ'' (الاحزاب: ۲۳)

(تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کا امیر بنا کر حلب، انطاکیہ، مفرق اور ان کے مضافات کے علاقوں کی طرف روانہ فرمایا؛ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف روانہ کیا اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کے ساحلی علاقوں کی طرف بھیجا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی قیساریہ کی طرف پیش قدمی

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر قیساریہ کے مقام میں اترے۔ یہ علاقہ لوگوں کی کثرت کے سبب لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہرقل بادشاہ کا بیٹا اس علاقے کا گورنر تھا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جب اس علاقے میں پہنچے تو اس وقت قسطنطین کے ساتھ اسی ہزار فوج تھی۔ جو رومی، عربی عیسائی، اور قبیلہ دوسی کے لوگوں پر مشتمل تھی۔

ہرقل کے بیٹے قسطنطین کو جب سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پڑاؤ ڈالنے کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے باپ ہرقل سے مدد مانگی۔ بیٹے کا پیغام ملتے ہی ہرقل نے مرعش کے گورنر اور بیس ہزار فوج اس کی مدد کے لئے روانہ کردی۔ جس میں دوسی بہادر بھی شامل تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف اسلحہ، زادراہ اور اس کے علاوہ دیگر ضروری ساز و سامان کی فروانی نظر آنے لگی۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو محسوس کیا کہ اب شائد ان میں رومیوں کا مقابلہ کی ہمت وطاقت نہ رہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا اس میں یہ تحریر تھا۔

سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من یزید بن أبی سفیان العامل علی بعض الشام إلی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

إنی نازلت أهل قیساریة وهی مدینة آهلة بالخلق کثیرة الجند ولیس إلیها سبیل وأن قسطنطین قد استنجد بأبیه وقد انجده بصاحب مرعش وعشرین ألفا والمراکب ترد علیه کل یوم بالعلوفة والزاد وارید النجدة والسلام

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یزید بن ابی سفیان شام کے بعض حصہ کے امیر کی طرف سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام۔

میں اپنی فوج کے ساتھ قیساریہ میں پڑاؤ ڈال چکا ہوں۔ قیساریہ میں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بہت بڑی فوج موجود ہے جس کا مقابلہ کرنا ذرا مشکل نظر آتا ہے۔ قسطنطین نے اپنے والد سے مدد مانگی تو اس نے مرعش کے گورنر اور بیس ہزار فوج مدد کے لئے روانہ کردی ہے۔ ہر روز اسلحہ اور دیگر ساز و سامان کی کثرت ہو رہی ہے۔ جو کافی پریشانی کا باعث ہے۔ اس لئے میں آپ رضی اللہ عنہ سے امدادی دستہ بھیجنے کا سوال کرتا ہوں۔ والسلام

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے خط لکھا اور حضرت سالم بن حمید نخعی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ خط لے کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا۔ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا خط سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پیش کر دیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خط کس کی طرف سے لائے ہو۔ حضرت سالم بن حمید نخعی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خط اول تا آخر پڑھا کہ معلوم کریں اس میں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو کس طرح کی مشکل درپیش ہے۔ اسی دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خط حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ یہ (حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا خط ہے جو) قیساریہ میں امداد کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے متعلق غمزدہ نہ ہوں اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے لئے امداد بھیج دیں اور ساتھ ان کے خط کا جواب بھی ارسال فرما دیں۔

حلب اور اس کے قلعوں کی فتح کا بیان

سیدنا یزید بن ابی سفیان کو امداد کی روانگی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حلب، انطاکیہ اور ان کے مضافاتی علاقوں کی طرف روانہ کیا تو اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیس ہزار کا لشکر تھا اور حضرت عمرو بن عاص اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس دس ہزار کا لشکر تھا۔ (سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے خط روانہ کیا)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی امداد کرنے کا خط موصول ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے تین ہزار سپاہی حضرت حرب بن عدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب تین ہزار کا لشکر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے روانہ کیا تو اب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس سترہ ہزار سپاہی باقی رہ گئے۔ جن میں سے اکثر یمن کے رہنے والے تھے۔

انطاکیہ کے گردونواح والوں کی مسلمانوں سے صلح

اہل قنسرین اور عواصم (انطاکیہ کے مضافاتی علاقے) کے باشندوں نے پندرہ ہزار مثقال سونے اور اسی مقدار میں چاندی، ایک ہزار ریشمی جوڑی اور پانچ سو وسق انجیر و زیتون دے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ جب صلح مکمل ہوگئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر ان شہروں میں گئے۔ مسلمانوں کی امان میں رہنے اور چند دیگر شرائط ان کو لکھ کر دے دیں۔

انطاکیہ کے مضافات میں مسجد کی تعمیر کی بنیاد

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے دیگر سردار شہر میں داخل ہوئے اور وہاں ایک مسجد کی تعمیر کی بنیاد رکھی۔

اہل حلب کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع

حلب کے باشندوں کو جب قنسرین والوں کی صلح اور عربوں کی پیش قدمی کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بہت بے تاب ہوگئے۔ حلب میں دو شہزادے بادشاہ تھے جو سگے بھائی تھے۔ دنوں بھائی ایک قلعہ میں رہتے تھے۔ یہ قلعہ حلب شہر کے احاطے میں

نہیں تھا بلکہ شہر سے الگ تھا۔

دونوں سرداروں میں سے ایک کا نام یوقنا اور دوسرے کا نام یوحنا تھا۔ ان کا والد اس شہر کا گورنر تھا۔ جس کی ملکیت میں اس علاقے کہ عمدہ قابل کاشت زمینیں اور مضافات کے علاقے تھے۔ ایک طرف پہاڑوں اور دوسرے طرف فرات کی حدود پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نے حلب شہر پر کئی سال بادشاہت کی، کسی نے بھی اس کے ساتھ جنگ وقتال نہ کیا۔ یہاں تک کہ ہرقل بادشاہ کو بھی ان سے جنگ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی۔ اور وہ بھی حلب کے بادشاہ سے ڈرا کرتا تھا۔ اور اس کی عزت واحترام کیا کرتا تھا۔ ہرقل کے گورنرز اس سے اس قدر خوف زدہ رہتے تھے کہ اپنے ملکوں کی سلامتی کے اور ان کی حفاظت کے حلب کے بادشاہ کے ساتھ لڑنے سے کتراتے تھے۔

روم کے دور دراز کے علاقوں میں خوف وہراس

حلب کے بادشاہ نے روم کے بڑے بڑے اور دور دراز کے شہروں کو اس قدر ڈرا دھمکا رکھا تھا کہ کسی کو اس کے خلاف نکلنے کی جرأت نہ تھی۔ کیونکہ یہ بہت زیادہ چالاک اور ہوشیار تھا۔ سیاسی تدبر اور فہم وفراست کا مالک تھا۔

جب حلب کا بادشاہ انطاکیہ کے مضافات میں آیا تو اپنے لئے حلب شہر میں قلعہ تعمیر کروایا اور عمارتیں بنوائیں، شہر کی فصیل بنوائیں اور رعایا کے لئے قلعہ میں رہنے کا بندوبست کیا گیا۔

حلب بادشاہ کے بہادر بیٹے

جب حلب کا یہ بادشاہ مر گیا تو اس کا بڑا بیٹا جس کا نام یوقنا تھا وہ بہادر، طاقت ور، مال ودولت کی کثرت والا، بے خطر جنگی اقدامات کرنے والا، جنگ کی چکی میں بے خوف کود پڑنے والا، اور کام کا ایسا دھنی کہ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتا تو پھر اس کو اس ارادے سے کوئی ٹال نہ سکتا تھا۔ حلب کے بادشاہ کا دوسرا بیٹا جس کا نام یوحنا تھا وہ دین کی طرف رغبت رکھنے والا، دیناتی امور سے دور رہتا اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے تھا اور وہ اپنے دور کا بہت بڑا عالم تھا۔ جب یوحنا کو اطلاع ملی کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حلب کی پیش قدمی کرنے والے ہیں تو اس نے اپنے بڑے بھائی یوقنا سے کہا: مسلمانوں کی پیش قدمی کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟

یوقنا کے ناپاک عزائم

یوقنا نے کہا کہ میرا عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے اور میں کسی صورت میں بھی ان سے ٹلنے والا نہیں ہوں اور نہ ان کو اپنے ملک میں داخل ہونے دوں گا۔ اور عربوں سے ایسی جنگ کروں گا کہ ان کو پتہ چل جائے گا کہ میں شام کے دوسرے سرداروں کی طرح نہیں ہوں۔ جن سے عرب پہلے لڑ چکے ہیں یا جن سرداروں نے عربوں سے بغیر لڑائی کے صلح کر لی ہے۔

یوحنا کا یوقنا کو مشورہ

یوحنا جو کہ انجیل کا عالم تھا اور مزامیر بھی پڑھا ہوا تھا۔ تو ہر وقت کینساؤں، گرجا گھروں اور صومعوں کو آباد کرنے کی فکر

میں رہتا تھا۔ اور پادریوں، راہبوں کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ وہ پادریوں، راہبوں کے قیام وطعام اور ان کی دیگر آرائش کا انتظام کرتا رہتا تھا۔

جب دونوں بھائیوں کو اسلامی لشکر کے آنے کی اطلاع ملی کہ مسلمان عواصم اور قنسرین کو صلح کر کے فتح کر چکے ہیں اور اب مسلمان ان شہروں میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ اطلاع بھی ملی کہ ان کے گھوڑے فرات عواصم اور بقاع تک جا پہنچے ہیں۔ یوحنا نے بڑے بھائی یوقنا سے کہا: میں رات کو تنہائی میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہم آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں مشاورت کریں گے۔ اس طرح جو حقیقت میرے دل میں ہے وہ میں تجھ کو بتا سکوں گا۔

یوقنا نے چھوٹے بھائی کی بات مان لی اور کہا ٹھیک ہے۔

رات ہوئی تو دونوں بھائی اپنے باپ کے اس گھر میں جو قلعے میں واقع تھے اکٹھے ہوئے اور بیٹھ کر مشاورت شروع کی۔ یوقنا نے کہا: اے بھائی: کیا تم نے ان بھوک اور ننگے جسم عربوں کے حالات کو دیکھا ہے کہ وہ ہماری طرف پیش قدمی کر رہے ہیں؟ اور تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ شام والوں کے ساتھ انہوں نے کس طرح قتل وغارت گری کی ہے اور ان سے ان کے اموال پر قبضہ کر لے ان کے شہروں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ شام کے جن شہروں میں گئے ہیں ان کو فتح کر کے ان شہروں کے مالک بن گئے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ ہماری طرف پیش قدمی کریں اور ہم سے ٹکرائیں آپ مجھ کو مشورہ دیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

یوحنا نے کہا: میں تجھ کو مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ نصیحت بھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہون۔ اگر آپ نے میری نصیحت کو قبول کر لیا تو کبھی رسوائی نہ ہوگی اور نہ آپ کسی پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔

یوحنا نے کہا: عمر میں اگرچہ آپ مجھ سے بڑے ہیں اور میں آپ سے چھوٹا ہوں۔ مگر علم کے لحاظ سے میں آپ پر فوقیت رکھتا ہوں۔ یوحنا نے کہا: مسیح وقربان کی قسم! اگر آپ نے میری رائے پر عمل کیا تو آپ کا معاملہ آسان ہو جائے گا اور اس طرح آپ کا مال اور جان بھی محفوظ ہو جائے گی۔ یوقنا نے کہا: اے بھائی! بات اسی طرح ہے میں تم کو اپنا خیر خواہ خیال کرتا ہوں آپ بتائیں آپ کا کیا مشورہ ہے؟ یوحنا نے کا کہا: میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ عربوں کے پاس اپنا قاصد روانہ کریں اور جو وہ مانگتے ہیں اس کو قبول کر لیں اور ان سے صلح کی درخواست کریں اور ایک معلوم مدت تک ان سے صلح کر لیں جن تک وہ غالب رہیں گے ان کو کچھ نہ کچھ دے دیا کریں۔

یوقنا کا یوحنا کا مشورہ ماننے سے انکار

یوقنا نے جب اپنے بھائی کی رائے سنی تو آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا: مسیح تمہارا چہرہ بگاڑ دے! میرا یہ خیال نہیں تکا کہ تم اس قدر بزدل ہو گے تیری ماں نے تو تم کو پادری ہی جنا ہے نہ کہ کوئی بادشاہ، جنگجو یا کوئی بہادر! مسور کی دالیں، زیتون کا تیل، گندم کھا کھا کر پادریوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ نہ تو گوشت کھاتے ہیں اور نہ ہی دیگر نعمتوں کے متعلق ان کو کوئی علم ہوتا ہے ان کو کیا معلوم کہ جنگی امور کیسے نپٹانے پڑتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کو معلوم ہے کہ کس طرح لڑائی میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

یوقنا نے کہا: میں ایک بادشاہ کا بیٹا ہوں۔ میرے اور عربوں کے مابین جنگ کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ تو نے آج تک کسی بادشاہ کو بزدل نہیں دیکھا ہوگا۔ مسیح کرے تو ہلاک ہو، بغیر جنگ وقتال ہم اپنا ملک اور اس کی قیادت کس طرح ان کے سپرد کردیں۔

یوحنا کا کھکھلانا

یوحنا نے جب یوقنا کی باتیں سنیں تو کھلکھلا کر ہنسنے لگا اور کہنے لگا، بھائی جان! مسیح کی قسم! آپ کی موت بالکل قریب محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ سرکشی پر اتر آئے ہیں جو خون بہانے کو پسند کررہے ہیں۔ اس طرح تم اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت کے گڑھے میں ڈال رہے ہو۔ میرا خیال کے مطابق جو لشکر ہرقل نے یرموک اور دوسرے علاقوں میں بھیجا تھا اس سے آپ کا لشکر بڑا نہیں ہے۔

یوقنا غصہ سے پاگل ہوگیا

یوقنا نے جب یوحنا کی گفتگو سنی تو اس کو اور بھی زیادہ غصہ آیا اور یوقنا نے کہا: بھائی، عربوں کی تعریف میں تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ ہرقل کی بے جا طاقت اور جماعت کی طرح مجھ کو خیال مت کرو۔ میں ان کی طرح ہوں اور نہ ہی مجھ کو ان پر قیاس کرو۔

ایک بات یادرکھنا! جن شہروں کا تو نے ذکر کیا ہے عربوں نے جنگ کے ذریعے ان کو فتح کیا ہے یا صلح کے ذریعے ان فتح کیا ہے۔ ان لوگوں نے بغیر جنگ وقتال کے اپنے شہر عربوں کے حوالے نہیں کئے۔ بلکہ وہ اس کی پوری کوشش کرتے رہے۔ میں نے اپنے پاس جنگ کا اتنا سامان اکٹھا کررکھا ہے کہ اس کے ذریعے میں دشمن کو ختم کرکے رکھ دوں گا۔ اور میں سپاہیوں کی بہت بڑی تعداد عربوں کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کررکھی ہے۔

اگر صلیب کی مدد میرے شامل حال رہی اور میں مسیح کی نظروں میں کامیاب ہوتا رہا تو دیکھنا میں ان عربوں کو ہانکتا ہوا حجاز تک لے جاؤں گا۔ اس کے بعد شکست خورد بادشاہوں کا منہ کالا کرکے ہرقل کے پاس لے جاؤں گا کہ ان میں اتنی جرأت کہاں تھی جو یہ عربوں سے مقابلہ کرتے۔

اگر مجھ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو میں قلعہ میں پناہ گزیں ہوجاؤں گا اور قلعہ میں ہی زندگی گزاردوں گا کیونکہ میں نے اس قلعہ میں کھانے، پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی چیزوں کو جمع کرلیا ہے کو کافی عرصہ تک میرے لئے کافی ہوں گی۔ اس کے بعد میں اپنے مرنے تک اس قلعہ میں عزت کے ساتھ زندہ رہوں گا۔ میں بغیر کسی وجہ کے عربوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔ اور نہ اپنا مال ومتاع جزیہ کے طور پر ان کو پیش کروں گا۔

یوقنا نے یوحنا کو کہا: اے بھائی! اب عربوں کے متعلق میرے ساتھ کوئی بات نہ کرنا۔ اور نہ ان سے صلح کے متعلق کوئی بات کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ عربوں سے پہلے مجھ کو تیرے ساتھ دوہاتھ کرنا پڑیں۔

یوقنا کے دل میں شیطان کی حکمرانی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یوقنا کے دل میں شیطان بری طرح سرایت کرچکا ہے اور اس کو مسلسل جنگ پر ہی ابھار

رہا تھا۔ جب یوحنا نے یوقنا بڑے بھائی کی گفتگو سنی تو کہا: تمہارے ساتھ گفتگو کرنا اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ تم میری رائے پر عمل نہ کرو گے۔ یہ کہا اور غصے بھرا ہوا یوحنا چل پڑا۔

یوقنا کی جنگ کی تیاری

صبح ہوئی تو یوقنا نے ارمن اور عربی عیسائی سپاہیوں کا لشکر اکٹھا کیا اور ان کے پاس آیا اور ان میں سے جس کو ضرورت تھی اس کو اسلحہ دیا اور ان کو دیگر مال و متاع اور زادراہ دیا۔ یوقنا نے اس کے بعد عربوں کی جماعت کو حقارت کو بیان کیا اور کہا:

عرب لوگ تو بالکل تھوڑے سے ہیں۔ اور ہم ان کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ ان کی جماعت کا ایک حصہ تو قیساریہ کی طرف جا چکا ہے اور کچھ مصر میں ہے یوں عربوں کا لشکر تقسیم ہو چکا ہے۔

یوقنا کی اسلامی لشکر کے خلاف پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے پہلے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حلب کے شہر کی جانب پیش قدمی فرماتے، حلب کے بادشاہ یوقنا نے جنگ کا پختہ عزم کر لیا۔ اس کے بعد یوقنا نے اپنی قوم سے ''کراس'' نام کے سردار کو طلب کیا اور ایک ہزار سپاہی اس کی قیادت میں دے کر ملک کے حفاظت کی ذمہ دار اس کے حوالے کر دی اور خود اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف چل پڑا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ افواج میں سے بارہ ہزار مسلحہ تھے جب کہ باقی غیر مسلح تھے۔ یوقنا جھنڈا لئے صلیب کا نشان آگے آگے لئے مسلسل پیش قدمی کر رہا تھا۔ ایک صلیب سونے کی بنی ہوئی تھی۔ یوقنا کے اردگرد سونے کا حاشیہ لگا ہوا لباس پہنے ہوئے ایک ہزار غلام تھے۔

حضرت ابن ثعلبہ کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہی: قنسرین کی فتح کے بعد حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ قنسرین میں تھے جب ان کو سیدنا مر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط ملا کہ قیساریہ میں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے لشکر کا کچھ حصہ روانہ کر دیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی تین ہزار کا سپاہی اسلحہ سے لیس قیساریہ کی طرف روانہ کر دئے بعدا ان آپ رضی اللہ عنہ نے حلب کی قلعہ کی طرف توجہ دی۔

کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ جن کا تعلق بنی ضمرہ سے تھا کو بلایا جو انتہائی تجربہ کار اور بہترین جنگجو تھے۔ جب یہ ضمری بہادر میدانِ جنگ میں نکلتے تو ان کے سامنے لشکر کا تھوڑا یا زیادہ ہونے کوئی معنی نہ رکھتا تھا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار سپاہیوں پر ان کو امیر مقرر کیا اور فرمایا: اے کعب! حلب کی طرف جاؤ۔ اگر تو ان مقابلہ کر سکو تو بجا ورنہ جنگ نہ کرنا۔ ان کے لشکر کے بارے میں معلومات حاصل کرو میں تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر حلب کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسری طرف یوقنا پیش قدمی کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ مسلمانوں کی جاسوسی کرنے کے لئے اس نے چند آدمی روانہ کر رکھے تھے ان جاسوسوں نے یوقنا کو بتایا کہ مسلمانوں کو لشکر ہماری طرف آرہا ہے۔

یوقنا نے جاسوسوں سے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟

جاسوس نے بتایا کہ ایک ہزار ہیں۔ جو صبح سے چھ میل دور پڑاؤ ڈال چکے ہیں۔

یوقنا نے اپنی آدھی فوج کمین گاہ میں متعین کی اور باقی بہادروں اور قوم کے سرداروں کو لے کر مسلمانوں کے مقابل ہوا۔ جس وقت لشکر مسلمانوں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ نہر کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔ مسلمان اپنے گھوڑوں کو پانی پلانے اور وضو کرنے میں مصروف تھے کہ اچانک یوقنا کا لشکر نمودار ہوا۔ صلیب کا نشان ان کے آگے آگے تھا۔ مسلمان مجاہدین ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

حضرت کعب بن ضمری رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سب سے آگے آگے تھے۔ یوقنا کے لشکر کے پاس جا کر اندازہ لگایا کہ ان کی تعداد پانچ ہزار ہے۔

یوقنا نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ تو کمین گاہ میں تھا جب کہ باقی حصہ وہ لے کر مسلمانوں کے مقابل میں آدھمکا۔

مسلمانوں کی آزمائش

جب حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا کے لشکر کو قریب سے جا کر ملاحظہ کیا تو واپس لوٹے اور فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگارو! میں نے دشمن کا لشکر دیکھ کر اندازہ لگایا ہے کہ ان کی تعداد پانچ ہزار ہے۔ ہم کو ان سے بہت بڑی مقدار میں مال غنیمت ہاتھ لگ سکتا ہے۔ کیا تم میں سے ہر ایک پانچ افراد کو قتل کرے گا۔؟

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ کیوں نہیں! خدا کی قسم! ہم ضرور ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس کے بعد مسلمان شاداں و بشاشاں گروہ در گروہ آگے بڑھنے لگے۔

دوسری طرف یوقنا نے اپنے ساتھیوں، سپاہیوں، غلام اور قوم کے سرداروں کو زور دار آواز دے کر کہا: مسلمانوں پر حملہ کردو۔ یوقنا کا حکم پاتے ہی اس کے سپاہیوں نے یکبارگی مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ دوسری جانب سے مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔ اس کے بعد دونوں لشکر اس طرح ملے کہ جنگ کی چکی پورے زور سے گھومنے لگی۔ دونوں طرف سے خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ مسلمانوں نے کامیابی اور مال غنیمت کا پکا عزم کر رکھا تھا۔ کہ اچانک ان کی کمین گاہ میں چھپے ہوئے فوجی نکل آئے اور انہوں نے آتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت مسعود بن عون لخمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر روانہ کیا تھا میں بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ خاص طور پر جب یوقنا اور مسلمانوں کا لشکر آمنے سامنے ہوا فرماتے ہیں میں اس وقت جنگ میں شریک تھا، ہم جنگ میں برسر پیکار تھے ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہمارے پیچھے کمین گاہ میں یوقنا کا نصف لشکر چھپا ہوا ہے۔ اچانک گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آنے لگیں اور انہوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا۔ یہ سب کچھ اس وقت جب ہم یقینی طور پر دشمن پر غلبہ حاصل کر چکے تھے مگر اب ہمیں اپنی ہلاکت یقینی نظر آنے لگی۔ کیونکہ ہم ان کے درمیان

محصور ہوکر رہ گئے تھے۔ اور وہاں سے نکلنے کا ہمارے لئے کوئی راستہ نہ تھا۔ اب ہم نے جنگ کرنا ہی لازمی سمجھا۔

مسلمانوں کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک حصہ تو ہزیمت زدہ ہوکر ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش کرنے لگا دوسرا کمین گاہ سے نکلنے والے دشمنوں سے برسر پیکار ہوگیا اور تیسرا حصہ یوقنا اور اس کے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا۔ جن میں حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حضرت مسعود بن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس دن لڑنے والے لشکر کو اجر عظیم سے نوازے انہوں نے بہت سخت لڑائی کی اور ان کو بہت بڑی آزمائش کا مقابلہ کرنا پڑا۔ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے جنگ کی۔ ایک ہی جگہ سو آدمی قتل کئے گئے۔ کمین گاہ سے نکلنے والوں کا ردعمل بہت ہی شدید تھا۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی وجہ سے کافی رنجیدہ خاطر تھے۔ اپنے ہاتھوں میں جھنڈا لئے لشکر کا چکر لگاتے ہوئے ان الفاظ کو بلند کر رہے تھے۔

"یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل معاشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعۃ ویأتی النصر وأنتم الأعلون"

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت! مسلمانوں کے لشکر پر نازل ہو، اے مسلمانو! ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ یہی امتحان کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور آئے گی اور تم ہی غالب ہوگے)

پس مسلمان اس نعرے پر جمع ہوگئے اور اس دفعہ مسلمان بہت زیادہ زخمی ہوئے۔ ایک سو ستر مسلمانوں نے شہادت کا مرتبہ پایا۔ جن میں یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ حضرت عباد بن عاصم النخعی، حضرت زفر بن ام راضی، حضرت حازم ابن شہاب القری، حضرت سہل بن اشیم، حضرت رفاعۃ بن محصن، حضرت غانم بن بردا اور حضرت سہیل بن مفلح رضی اللہ عنہم یہ یوم سلاسل اور جنگ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تے اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل رہے تھے۔

حضرت مسعود بن عون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم کو ان کے شہید ہونے پر بہت افسوس ہوا اور ان کے جسم پر چالیس زخم تھے اور وہ سارے کے سارے سینے پر تھے ان کی پیٹھ پر کوئی زخم نہیں تھا۔

اس معرکہ میں مسلمانوں کے چالیس سرداروں نے شہادت پائی کیونکہ ان میں سے ہر یک مشرکین کی بہت بڑی تعداد کو موت کی وادی میں دھکیلا تھا۔ مشرکین نے جب مسلمانوں کے اس قدر آدمیوں کے شہید ہونے اور اس طرح زخمی ہونے اور قابل رحم حالت ہونے کے باوجود ثابت قدمی کو دیکھا تو مشرکین ہزیمت کھانے لگے۔

یوقنا برابر اپنے لشکر والوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ خدا کرے کہ تم ہلاک ہوجاؤ! کس لئے بھاگنے لگے ہو؟ عرب تو مکھیوں کی طرح ہیں جن کو اڑا دیا گیا تو اڑ جائیں گے ورنہ اگر چھوڑ دیا تو وہ لالچ وحرص کی وجہ مزید دلیر ہوجائیں گے۔

سیدنا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جھنڈے کے سایے میں شہید ہونے والوں کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ غم کی شدت سے نڈھال ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اترے اور زرہ کے اوپر ایک اور زرہ پہنی۔ کمر بند باندھا اور گھوڑے کے منہ اور سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کو تھپکی دی اس کے بعد گھوڑے کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ یہ گھوڑے بہت سے مواقع پر اور جہاد کے میدانوں

میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھوڑے کا نام "ھطال" رکھا ہوا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو تھپکی دیتے ہوئے فرمایا:

اے ہطال! انجام کے اعتبار سے آج کا دن تیرے لئے عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر اور میدان جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کر۔ یہ کہا اور گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی وجہ سے پریشان تھے۔ اور جھنڈا ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا انتظار کرنے یا کسی اور مدد کی امید لگائے ہوئے تھے مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا کہیں دور دور تک نشان تک نہ تھا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا کعب بن ضمرہ کے پاس نہ پہنچنا

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی وجہ یہ بنی تھی کہ حلب کے باشندوں میں سے چند لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس بروقت نہ پہنچ پائے۔

جب یوقنا اپنے لشکر کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں نکلا تو حلب کے اکابرین اور دوسی قبیلہ کے لوگوں نے ایک دوسرے سے مشاورت کی اور کہنے لگے: "اے قوم! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ نصاریٰ کے دین والوں نے ان عربوں کے ماتحت رہنا قبول کرلیا ہے۔ اور ان کے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان میں سے بعض تو اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے ان کی امان میں آگئے ہیں اور بعض نے ان سے لڑنے کے بعد ان کا دین قبول کرلیا ہے یا ان کے ذمہ میں آگئے ہیں۔

عربوں سے مقابلہ کرنے والوں نے منہ کی کھائی

جس نے بھی عربوں سے لڑنے کی ہمت کی اس نے منہ کی کھائی اور نقصان ہی اٹھایا۔

اب تمہاری کیا رائے ہے کہ ہم بھی مسلمانوں کے امیر کے پاس جا کر ان سے صلح کی درخواست کریں تا کہ ہم اپنا شہر ان کی ذمہ داری میں دے دیں اور ان کی امان میں آجائیں وہ جو چاہیں ہم سے فدیہ کے طور پر لے لیں۔ اگر مسلمانوں نے یوقنا کو شکست دے کر کامیابی حاصل کرلی تو ہم قتل وغارت گری سے محفوظ ہو جائیں گے اور اس طرح ہمارے اموال اور ہماری جانیں بھی محفوظ ہو جائیں گے اور ہم میں سے کسی کو تکلیف اٹھانا بھی نہ پڑے گی۔ اگر یوقنا نے مسلمانوں سے صلح کرلی تو ہم اس سے پہلے صلح کرنے والے ہو جائیں گے۔ اگر یوقنا مسلمانوں کے مقابلے میں کامیاب ہو گیا تو ہم یوقنا کو مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی صلح کے متعلق کچھ نہ بتائیں گے۔ تمام لوگوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا تھا۔

حلب کے باشندوں میں سے تین سردار نکلے اور یوقنا سے بچتے ہوئے کسی غیر معروف راستے سے ہوتے ہوئے مسلمانوں کے امیر کے پاس جا پہنچے۔ انہوں نے "الغوث، الغوث" کی آوازیں لگانا شروع کر دیں۔

عرب جانتے تھے کہ لفظ الغوث رومی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی الامان ہے۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جس شخص سے یہ آواز سن لو تو اس کو قتل کرنے میں جلدی سے کام نہ لینا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کے متعلق

سوال کرے گا۔ اس کے علاوہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کرنے سے برأت کا اظہار کیا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے جب رومیوں کی پکار سنی تو چونکہ مسلمان اب اس لفظ کا معنی اور مفہوم سمجھتے تھے اس لئے حلب سے آنے والوں کے پاس آئے اور ان کو امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔

اہل حلب کی مسلمانوں سے خفیہ صلح کا احوال

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صلح کی بات کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی جانوں کی امان طلب کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی گمان ہے کہ یہ حلب کے رہنے والے ہیں۔

امیر لشکر اسلامی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی امید

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو اللہ تعالیٰ سے یہی امید تھی کہ ایک دن یہ لوگ ضرور صلح کا مطالبہ کریں گے اب اگر تو انہوں نے صلح کا سوال کیا ہے تو میں ان سے صلح کرلوں گا اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور یوقنا کے مابین ہونے والی لڑائی کی مطلقاً کوئی خبر نہ تھی۔

مسلمانوں کی خوبیاں

جب اہل حلب صلح کی درخواست لے کر مسلمانوں کے پاس آئے تو اس وقت ہر طرف لشکر کے سامنے مشعلیں روشن کر کے روشنی کی گئی تھی۔ بعض مسلمان تو نماز میں مشغول تھے جب کہ بعض قرآن کریم کی تلاوت میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حلب والے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

یہی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں کی غیبی مدد کی جاتی ہے۔

ترجمان نے اہل حلب کی باتیں سنی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ وہ آپس میں یہ سرگوشیاں کر رہے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایسی قوم ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے انعامات وعنایات کی بارش فرمائی ہے۔ ہمارے پیش نظر صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ دشمنوں سے لڑنے وقت ہم جزع فزع نہیں کرتے۔

ترجمان نے یہ سب کچھ سن کر ان رومیوں کو بتایا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے کہا: ہم حلب کے باشندے ہیں۔ اور ہمارا تعلق تاجروں، رئیسوں اور عام طبقہ کے لوگوں سے ہے، ہم آپ کے پاس صلح کی درخواست لے کر آئے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ صلح کس طرح کرسکتا ہوں؟ جب کہ مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ تمہارے بادشاہ یوقنا نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے قلعہ بھی بنایا ہوا ہے اور اس میں اتنا زیادہ مال ومتاع جمع کر رکھا ہے کہ کئی سالوں تک اس کے لئے کافی رہے گا۔ اس کے علاوہ اس نے ہمارے مقابلے

کے لیے لشکر بھی تیار کیا ہوا ہے۔ جب کہ تم ہو کہ صلح کے ہمارے پاس آ گئے ہو۔

انہوں نے بتایا کہ اے امیر لشکر اسلامی! ہمارے ساتھی آپ کے ساتھ جنگ کے لئے نکل چکے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کب؟

انہوں نے بتایا کہ آج صبح ہی وہ نکلے ہیں۔ ہم ان کی روانگی کے بعد غیر معروف راستوں سے ہوتے ہوئے آپ کے پاس یہاں آئے ہیں۔ ہمارے خیال میں یوقنا ضرور جنگ کرے گا کیونکہ اس کے سر پر سرکشی سوار ہے۔ اور وہ کسی صورت بھی صلح کرنے پر راضی نہ ہوگا۔

بلکہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور وہ شرک کے انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سنا کہ یوقنا جنگ کے ارادے سے نکل چکا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بھیجے ہوئے دستے کے متعلق خوف زدہ ہو گئے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے "لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم" پڑھا۔ اور فرمایا: کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے "أنا للہ وأنا إلیہ راجعون" اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے زمین کی طرف سر کو جھکا لیا اور انتہائی غم و افسردگی کا اظہار کرنے لگے۔

حلب کے اکابرین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مسلمانوں کے امیر سے صلح کے متعلق بات کرو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب انہوں نے صلح کی بات کی تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکتے ہوئے فرمایا: ہم تمہارے ساتھ ہرگز صلح نہیں کریں گے۔

یہ سن کر حلب کے اکابرین کو اپنی جانوں کے متعلق خطرہ پیدا ہو گیا۔ حلب والوں نے کہا: ہمارے پاس حلب کے تاجر اور عوام آئے تھے انہوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ ہم آپ سے صلح کر لیں۔ تو ہم اپنے شہر کی سرزمین آپ کے لئے خالی کر دیں گے۔ اور دوسرے علاقوں کو فتح کرنے میں بھی آپ کی مدد کریں گے۔ اس کے علاوہ آپ کے زیر سایہ رہیں گے۔

اے امیر لشکر اسلامی! اگر آپ نے انکار کر دیا تو یہ لوگ متنفر ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اور دور دراز کے علاقوں میں چلے جائیں گے۔ اگر ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ صلح نہیں کرتے تو کوئی بھی اآپ کے پاس باقی نہ رہے گا۔

ترجمان نے ان کی گفتگو سنی تو یہ ساری گفتگو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بتا دی تو آپ رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر حلب والوں میں سے سرخ رنگ والا آدمی آگے بڑھا جو اہل حلب میں سے دانشور اور دانا معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ عربی فصیح انداز میں بولتا تھا اس نے کہا:

اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام پر جو کچھ نازل کیا ان میں چند ایک علم کی باتیں بیان کرتا ہوں۔ آپ ذرا سن لیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اگر تو واقعی بات حقیقت پر مبنی ہوئی اور نازل شدہ علوم میں سے ہوئی تو ہم اس کو سنیں گے اور حقیقت نہ ہوئی تو ہم تیری بات ہرگز نہیں سنیں گے۔ اور نہ ہی اس پر عمل کریں گے۔ اس کا نام

دحداح بتایا جاتا تھا۔

اس نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمایا: ''میں کائنات والوں کا پالنے والا ہوں، رحم کرنے والا ہوں، میں نے رحمت کو پیدا فرمایا اور اہل ایمان کے دلوں میں اس کو رکھ دیا۔ حسن سلوک سے پیش آنے والوں پر جو شخص رحم نہیں کرے گا میں بھی اس پر رحم نہیں کروں گا۔ جو شخص حد سے بڑھے گا میں اس کو ضرور اس کا بدلہ دوں گا۔ جو دوسروں کو معاف فرمائے گا میں اس کو معاف کر دوں گا۔ جو میری طلب میں نکلا وہ مجھ کو پالے گا۔ اور جو شخص کسی مظلوم کو امان دے گا قیامت کے دن میں اس کو امان دوں گا۔ میں اس کے رزق میں اضافہ کر دوں گا اور میں اس کی عمر میں برکت رکھ دوں گا۔ اس کے اہل میں کثرت پیدا کر دوں گا اور دشمن کے خلاف اس کی مدد کروں گا جس نے احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کیا تو یقیناً اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔

اے امیر لشکر اسلامی! ہم مظلوم، خوفزدہ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں اور ہماری رعایا کو امن دیجئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دحداح کی گفتگو سن کر رونے لگے پھر آپ نے قرآن حکیم کی آیت تلاوت کی

''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ'' (البقرہ: ۱۹۵)

(بے شک بھلائی کرنے والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رحمت کا پیکر بنا کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس نے ہماری طرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے اردگرد بیٹھنے والے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے جن میں سردار، مہاجرین، اور انصار شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اسی کی طرف سے ہدایت عطا کرنے پر یہ لوگ میرے ساتھ صلح کی غرض سے آئے ہیں۔ ان میں تاجر، عوام اور جاگیردار تمام لوگ ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں ان پر احسان کرتے ہوئے ان سے صلح کر لینی چاہیے۔ اس طرح ان کے دلوں میں صفائی پیدا ہوگی اور اس کے علاوہ جب ہم ان کے شہروں میں جائیں گے تو کھانے پینے کی چیزیں اور دیگر سامان ہمیں دیں گے۔ ہمارے دشمن کے ارادوں سے ہم کو خبردار کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سنا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر لشکر اسلامی کی اصلاح فرمائے۔ دیکھئے ان لوگوں کا شہر بادشاہ کے قلعہ کے قریب ہے ہم اس قوم کی طرف سے بے خوف نہیں رہ سکتے۔ یہ لوگ ہمارے حالات معلوم کر کے اپنے

بادشاہ کو بتائیں گے۔ یہ لوگ محض مکروفریب کا جال بچھانے کے لئے ہمارے پاس آئے ہیں۔ کیونکہ آپ نے بھی سنا کہ ان کا سردار یوقنا ہمارے ساتھ جنگ کے لئے نکل آیا ہے تو ان لوگوں سے کیسے صلح کر سکتے ہیں۔

یہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ دھوکے کا ارتکاب کر چکے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تمہارا خیال اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہے۔ اور وہ ہم کو دشمنوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جو اچھی بات کرے یا خاموشی اختیار کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں میں ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھلائی کی خاطر چند شرائط پر صلح کرتا ہوں۔ جن شرائط پر ان سے صلح ہو گی۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ان سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ صلح میں اتنا ہی مال دو جتنا مال قنسرین کے باشندوں نے دیا تھا۔

انہوں نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! قنسرین کے باشندگان تو بہت امیر اور مال و دولت والے ہیں اور ان کی آبادی بھی بہت زیادہ ہے، جب کہ ہمارے شہر والے تو یوقنا کے ساتھ چلے گئے ہیں۔ اور مال واسباب اور غلہ وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارا شہر اب خالی رہ گیا ہے۔ کچھ مال تو یوقنا نے اپنے قلعے میں رکھوا دیا ہے۔ اب کمزور اور ضعیف لوگ ہی شہر میں موجود ہیں جن کے پاس مال و دولت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔

ہم آپ رضی اللہ عنہ سے نرمی اور عدل وانصاف کا سوال کرتے ہیں

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر اپنی صلح میں کس قدر مال ومتاع دے سکتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم قنسرین والوں نے جس قدر مال دیا اس کا نصف دے سکتے ہیں۔

حلب کے باشندگان سے صلح

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں اس کو قبول کرتا ہوں لیکن یہ شرط بھی ہو گی کہ جب ہم تمہارے شہر میں پڑاؤ ڈالیں گے تو تم لوگ خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کا ساز وسامان ہمیں پہنچاتے رہو گے۔ ہمارے لشکر میں بھی تمہاری خرید وفروخت ہوتی رہے گی۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق کوئی خبر بھی تمہارے پاس ہو تو ہم سے ہرگز نہیں چھپاؤ گے۔ ہمارے لشکر میں کوئی جاسوس نہیں چھوڑو گے۔ تمہارا سردار یوقنا جب شکست کھا کر واپس جائے تو تم لوگ اس کو قتل نہیں پہنچنے دو گے بلکہ اس کو سامنے سے روکو گے۔

انہوں نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! باقی شرائط تو ہم کو منظور ہیں آخر شرط کہ ہم اپنے سردار کو قلعہ تک پہنچنے سے روکیں گے۔ ہم اس کام کی طاقت وجرأت نہیں رکھتے۔ اور جس کام کی طاقت ہم میں نہیں اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جو لشکر ہے اور وہ اس کے محافظ ہیں ان کا مقابلہ کرنے کی ہم میں جرأت وہمت نہیں ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا میں آخری شرط کو اٹھا لیتا ہوں۔ تم لوگ اپنے سردار کو قلعے تک پہنچنے کے لئے کچھ نہیں کرو گے۔ اس کے علاوہ دیگر شرائط میں تم پر اللہ تعالیٰ کا عہد وپیمان ہو گا۔ تم پختہ ایمان کے ساتھ اس بات کا اقرار

کرو کہ ان شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی نہیں کرو گے اور اس معاہدہ کی ہر شرط کو پورا کرو گے تب تم سے یہ معاہدہ صلح ہوگی۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کے اقرار کے بعد ان کے ایمان کے مطابق ان سے حلف لیا۔ اہل حلب نے حلفیہ بیان دیا اور اپنے شہریوں، بیٹوں، خواتین، غلاموں، اہل وعیال کے سارے افراد الغرض چوپایوں کے متعلق بھی صلح کر لی۔

ان لوگوں کے حلف دینے کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں نے حلف دے دیا ہے اور ہم تمہارا قول وقرار اور تمہاری قسموں کو قبول کر چکے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی یا سردار کے متعلق ہمیں معلومات باہم نہیں پہنچائیں۔ تو یاد رکھنا وہ واجب القتل ہوگا۔ اور اس کا مال واولاد ہمارے لئے حلال ہوں گے۔ جس وقت تم لوگوں نے شرائط توڑ دیں تو اس کے بعد تمہارا کوئی عہد باقی نہ رہے گا اور نہ ہی تمہاری ہم پر کوئی ذمہ داری ہوگی۔ ہر سال مقررہ کردہ جزیہ تم کو ادا کرنا ہوگا۔ حضرت سعید بن عامر تنوخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جو شرائط مقرر کی اور جن شرائط پر ان سے عہد لیا۔ حلب کے باشندگان نے ان شرائط پر اظہار رضامندی ظاہر کی۔ ان سے عہد و پیمان لینے کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کے نام لکھے اور اس کے بعد یہ لوگ اپنے شہروں کی طرف جانے کا ارادہ کرنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایک ساتھی تمہارے ساتھ روانہ کرتا ہوں تاکہ وہ تمہارے شہر تک تمہیں چھوڑ کر آئے کیونکہ تمہارے اپنے شہروں میں امن وامان سے پہنچنے تک تمہاری حفاظت کرنا اب ہماری ذمہ داری ہے۔

وحداح نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! ہم اسی راستے سے واپس جائیں گے جہاں سے ہم لوگ اپنے سردار سے بچتے ہوئے آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو روانہ نہ کریں۔ اس کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ساری رات حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق سوچتے ہوئے بے قراری میں گزار دی۔

حلب کے باشندوں کی صلح کا راز فاش ہوگیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حلب کے باشندے صلح کرنے کے بعد اسی رات، تاریکی میں واپس لوٹے۔ ان کے حلب پہنچنے سے پہلے صبح کی روشنی پھوٹ چکی تھی۔ جس وقت وہ لوگ حلب پہنچے تو یوقنا کے ایک سردار نے ان کو واپس آتے ہوئے دیکھ لیا۔ یوقنا کا سردار ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہیں۔ اور کیا کر کے آرہے ہو؟

ان لوگوں نے خیال کیا کہ شائد کوشہر کا باشندہ ہے اس لئے انہوں نے اس کو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونے والی صلح کے متعلق سب کچھ اس کو بتا دیا۔ سردار نے سنا تو معاملہ نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

جب یہ لوگ حلب شہر میں داخل ہوئے تو تمام لوگوں نے ان سے صلح کے متعلق پوچھا تو ان لوگوں نے ساری صورتحال سے ان کو آگاہ کر دیا۔ حلب کے باشندگان اس صلح پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

یوقنا کو صلح کی خبر

سردار جب اس وفد سے صلح کے متعلق خبر سن چکا تو وہ فورا یوقنا کے لشکر کی طرف چل دیا، جب وہاں پہنچا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ اس نے مسلمانوں کو گھیر رکھا تھا۔ یوقنا کو یقین ہو چلا تھا کہ جیت اس

کی ہوں۔

صبح ہوئی تو سردار یوقنا کے پاس گیا اور اس کو کہا:

اے سردار! کیا آپ اپنے اوپر آنے والی مصیبت سے بے خبر ہیں؟

یوقنا نے کہا: اے کم بخت! کیا ہوا؟

سردار نے کہا: شہر والوں کی خبر لو! انہوں نے عربوں کے ساتھ صلح کر لی ہے۔ جلد ہی عرب لوگ تمہارے قلعے، مال ومتاع اور تمہاری رعایا کے مالک ہوں گے۔

یوقنا نے جب یہ سنا تو اس کو اپنے قلعہ کی فکر دامن گیر ہوئی۔ کہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں عرب کے لوگ قلعے پر قبضہ نہ کر لیں۔ فوراً ہی یوقنا اپنے قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور جنگ کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر یقینی کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ اس جنگ میں دو سو مسلمان شہید ہو چکے تھے۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کا دلبرداشتہ ہونا

حضرت کعب بن ضمرہ اب دل برداشتہ ہو چکے تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس دن میں لشکر کا سپہ سالار تھا۔ جنگ کے دوران لشکر والوں کو ثابت قدمی پر برانگیختہ کر رہا تھا۔ میں مسلمانوں کی ہمت بندھا رہا تھا۔ اور ان کی طرف آنے والے لوگوں کو ان سے دور کر رہا تھا۔ فرماتے ایک دفعہ یوں ہوا کہ میں لڑتے لڑتے دشمن کے چنگل میں جا پھنسا پھر اچانک میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس لوٹ آیا۔ اس وقت بھی مجھ کو اللہ تعالیٰ سے کشادگی کی امید تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کی طرف میں گردن اٹھا اٹھا کر دیکھتا مگر کچھ نظر نہ آتا۔

ایک دن اور رات کی ہولناکیاں جاری رہی تھیں اس دوران میں دوسرے دن کی صبح دونوں لشکروں کی لڑائی کے لئے تیار تھے۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم اگر کسی ایک شخص نے بھی نماز ادا کی ہو یا کچھ کھایا پیا ہو۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اسی کشمکش میں تھا اور بار بار قنسرین کے راستے کی طرف دیکھتا تھا کہ اب اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آتا ہے اب نظر آتا ہے، مگر جھنڈا نظر نہ آیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ یوقنا کے لشکر میں بے چینی پائی جاتی ہے اور ہر طرف سے شور وغل بلند ہو رہا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ یا تو حلب کے باشندے ان کی امداد کو آ گئے ہیں۔ یا ہرقل کی طرف سے ان کے پاس امداد پہنچ گئی ہے۔ میں نے یہ دیکھتے ہی ''لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم'' پڑھا۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم! میں نے ابھی کلمہ پڑھا ہی تھا کہ اگلے ہی لمحے دشمنوں کے لشکر میں عجیب قسم کی اضطراری حالت تھی کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل واپس پلٹ رہے تھے۔ میں یہی صورتحال دیکھ کر دعا کر رہا تھا۔

الحمد للہ حمد الشاکرین

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے اس کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خیال کیا کہ کسی آسمانی چیخ نے ان کو خوفزدہ کر دیا ہے اور وہ بھاگ گئے ہیں۔ یا غزوہ بدر کی طرح آسمان سے فرشتے ہماری امداد کو اتر آئے ہیں۔

یوقنا بھاگ گیا

دیکھتے ہی دیکھتے یوقنا اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ارادہ کیا کہ دشمن کا پیچھا کروں مگر پیچھے سے مجھ کو مسلمانوں نے بلا لیا۔ اور کہا: اے کعب! کہاں جا رہے ہو؟ کیا ہمرا صبر ابھی رنگ نہیں لایا۔ واپس آ جاؤ۔ تھکاوٹ دور کرنے دو۔

ہم اپنے فرائض کے ادا کرنے کا وقت دیں اور ہمارے گھوڑوں کو بھی تھوڑی دیر ستا لینے دیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت یہی تھی کہ دشمن بھاگ جائے سو وہ بھاگ گیا۔

ساتھیوں کی آواز سن کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ مسلمانوں نے پانی پیا، وضو کیا، اور شہید ہونے والوں کی نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس کے بعد کھانا کھایا اور آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ اسلامی لشکر کا آ کر مل جانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن ضمرہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ساتھ جو کچھ بیتتی رہی اس سے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خبر ملنے میں بہت دیر ہو گئی تھی۔ حلب کے باشندے (صلح کے بعد) جب واپس چلے تو اسی صبح سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی بیقراری

اے ابوسلیمان! تیرا بھائی، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے متعلق بہت غمزدہ ہے۔ حلب کے باشندوں کے ساتھ ہماری صلح ہو چکی ہے اس کے بارے میں ہم کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ لیکن حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق میرے دل میں عجب قسم کی بے قراری پائی جاتی ہے۔ کہ کہیں وہ شہید نہ کر دئے گئے ہوں۔ کیونکہ جو لوگ صلح کرنے کے لئے آئے تھے انہوں نے بتایا کہ یوقنا اپنے لشکر سمیت ان کے مقابلے کے لئے جا چکا تھا۔ اب جب کہ ان کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی تو شک پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو چکے ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ساری رات مسلمان کے غم میں ایک پل بھی نہیں سویا ہمیں حکم دیں آئندہ آپ کیا کاروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔؟

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: کوچ کرنے کا ارادہ ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے کوچ کرنے کے حکم کے بعد مسلمان حلب کی طرف کوچ کر گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

اسلامی لشکر کے آگے آگے جب کہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے عقب میں تھے۔

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ تمام لوگ سو رہے ہیں اور ایک شخص پہرہ دے رہا ہے۔

خدا کی قسم! یہ تو اسلام کا جھنڈا ہے

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اس حال میں کہ جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر لہرا رہا تھا۔ پہرہ دار نے جب دور سے جھنڈا دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں دشمن تو نہیں آ رہا وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا: اے دین اسلام کے مددگارو! لشکر! لشکر!

پہرے دار کی آواز سنتے ہی مسلمان شیروں کی طرح چنگھاڑتے ہوئے اٹھے اور گھوڑوں کی ننگی پشتوں پر سوار ہو کر دکھائی دینے والے جھنڈے کی طرف دوڑ پڑے انہوں نے جب قریب آ کر غور سے دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا کی قسم! یہ تو اسلام کا جھنڈا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب ان کو دیکھا تو گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور آنے والوں کو سلام کیا۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی باقی لشکر لے کر آ پہنچے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ میں شہداء کی لاشوں کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی ساری خوشی ختم ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا ''لا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظيم أنا لله وأنا إليه راجعون'' سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے کعب! تمہارے ساتھی کس طرح شہید ہوئے؟ اور ان کو کس نے شہید کیا؟ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یوقنا سے لڑائی میں میرے یہ ساتھی شہید ہوئے ہیں۔ جو اپنی فوج لے کر ہمارے مقابلے میں آیا تھا۔ ہم اس سے اتنا لڑے کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ ہمارے بازو شل ہو گئے تھے اور ان میں حرکت کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ ہم اس رات سو گئے۔ جب صبح کو بیدار ہوئے تو اچانک چیخ و پکار کی آوازیں سنیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے یوقنا اور اس کا لشکر بغیر جنگ کئے بھاگ کھڑا ہوا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جو اسباب پیدا کرنے والی ہے۔ کاش ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان شہداء کے سامنے خود شہید ہو جاتا۔ اور یہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے شہید نہ ہوتے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد لاشوں کی تدفین کا حکم دیا: تمام شہداء کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شہداء کو ان ہی کپڑوں میں دفن کر دیا جن کپڑوں میں وہ خون میں لت پت تھے۔

شہداء کی تدفین کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يحشر الله الشهداء الذين قتلوا في سبيل الله يوم القيامة ودماؤهم على أجسادهم اللون لون الدم والريح ريح المسك والنور يتلألا عليهم ويدخلون الجنة

(قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جو اس کی راہ میں لڑتے ہوئے مارے گئے اس طرح اٹھائے گا اور جمع فرمائے گا کہ وہ خون سے لت پت ہوں گے اور ان کے جسم خون سے رنگین ہوں گے اور ان کے بدنوں

سے مشک کی سی خوشبو آرہی ہوگی۔ ان کے چہروں پر نور چمک رہا ہوگا۔ اور وہ اسی حالت میں جنت میں داخل ہو جائیں گے)

جب شہداء کو ان کے قبروں میں دفن کر چکے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن یوقنا اپنی قوم کی طرف واپس جاچکا ہے اگر اس کو حلب کے باشندگان سے ہماری صلح کی خبر ہوگئی تو وہ ان پر سختی کرے گا اور تم جلدی سے ان کے پاس پہنچو کیونکہ اب وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

حلب کے باشندگان پر یوقنا کا ظلم وستم

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے لشکر لے کر حلب کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حلب کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے یوقنا کے سپاہیوں کو دیکھا کہ انہوں نے حلب کا محاصرہ کر رکھا ہے اور یوقنا ان کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے۔

یوقنا نے اہلِ حلب سے کہا: اے بدبختو! تم نے عربوں کے ساتھ صلح کر لی ہے اور تم ان کے مددگار بن گئے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم نے ان سے صلح اس لئے کی ہے وہ امداد یافتہ قوم ہیں۔

یوقنا نے کہا: اے بدبخت قوم! مسیح علیہ السلام تم سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ مسیح علیہ السلام کی قسم! میں تمہارے آخری شخص کو قتل کر دوں گا اگر جان پیاری ہے تو میرے ساتھ نکلو اور مسلمانوں کے ساتھ لڑو اور ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دو۔

یوقنا نے کہا: مجھ کو جلد از جلد جواب دو کہ کون ہے جو سب سے پہلے میری اطاعت کے لئے نکلتا ہے۔ تاکہ میں اپنا کام شروع کروں۔ یوقنا کی یہ دھمکی آمیز گفتگو سن کر کسی نے بھی اس کی اطاعت نہ کی، چنانچہ وہ آگ بگولہ ہو گیا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کو پکڑ پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ تاکہ میں ان کو قتل کر کے عبرت کا نشان بنادوں۔ مجھ کو فلاں سردار نے بتایا ہے جو عربوں سے صلح کرنے والے گروہ سے ملا تھا۔ کہ فلاں فلاں شخص اس وفد میں شامل تھا جنہوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہے۔ ذرا ان لوگوں کو میرے سامنے لاؤ۔ یوقنا کا حکم سنتے ہی غلام حلب کے باشندگان کی طرف ٹوٹ پڑے اور ان کو زبردستی گرفتار کرنے لگے اور ان کے گھروں کے دروازوں اور صحنوں میں ہی ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

یوحنا جو یوقنا کا چھوٹا بھائی تھا وہ قلعے میں بیٹھا ہوا تھا اس نے حلب کے باشندوں کی آہ و بکا سنی تو قلعے میں سے اپنے بھائی یوقنا کی طرف دیکھا کہ کس بے دردی سے حلب کے باشندوں کو قتل کر رہا ہے اور اس وقت تک وہ تین سو افراد کو قتل کر چکا تھا۔ یوحنا یہ دیکھتے ہی چیختا ہوا یوقنا کے پاس آیا اور کہا:

اے بھائی! ایسا نہ کرو ورنہ مسیح تجھ پر ناراض ہو جائے گا۔ مسیح علیہ السلام نے تو دشمنوں کو قتل کرنے سے روکا ہے یہ تو اپنے ہیں ان کا قتل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔؟

یوقنا نے یوحنا سے کہا: انہوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور یہ ان کے مددگار بن گئے ہیں۔

یوحنا نے کہا: اگر یہ بات ہے تو مسیح علیہ السلام کی قسم! عرب تجھ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے وہ تجھ سے ان کا قصاص ضرور لیں گے۔

یوقنا نے کہا: کون ہے جو مجھ سے قصاص لے سکتا ہے؟

یوحنا نے کہا: جس طرح تو نے ان بے گناہوں کو قتل کیا ہے مسیح علیہ السلام اسی طرح تجھ کو قتل کر دیں گے۔

یوقنا نے کہا: مجھ کو محسوس ہوتا ہے کہ تو نے ہی ان کو صلح پر ابرانگیختہ کیا ہے اور تو نے ہی بغاوت کرنے والوں میں پہل کی ہے۔ یہ کہ کر یوقنا اپنے بھائی یوحنا کی طرف لپکا اور اس کو پکڑ لیا۔ اور اس کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ اس کے بعد تلوار کو نیام سے نکال کر یوحنا پر سونت لی۔

یوحنا کا اسلام قبول کرنا

یوحنا نے جب دیکھا کہ اس کے بھائی نے اس پر تلوار سونت لی ہے تو وہ جان گیا کہ اب وہ ضرور اس کو قتل کر دے گا تو یوحنا نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا:

''اللهم أشهد علی إنی مسلم وإنی مخالف لدين هؤلاء القوم وأنا أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله''

اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیشک میں مسلمان ہوں میں اس دین مسیح کی مخالفت کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

یوحنا نے اس کے بعد اپنے بھائی یوقنا سے کہا: اب جو تیری مرضی آئے وہ کر لے اگر تو نے مجھ کو قتل کر دیا تو یا میں سیدھا نعتوں والی جنت میں جاؤں گا۔

یوحنا کا اسلام قبول کرنا یوقنا پر اہل حب کی طرف سے پہنچے والی غم سے بھی زیادگراں گزرا۔ مسلمانوں سے اس کی پہلے ہی دشمنی تھی۔ اس لئے یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا پر حملہ کر دیا اور اس کو تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

یوحنا کو قتل کرنے کے بعد وہ شہریوں کی طرف متوجہ ہوا اور شہروں کا قتل عام شروع کر دیا۔ حلب کے باشندے اس سے استغاثہ طلب کرتے رہے اور اس سے رحم کی اپیل کرتے رہے۔

حلب کے باشندگان کا قتل عام

یوقنا حلب کے باشندگان کو مسلسل قتل کرتا رہا یہاں تک کہ حلب کے باشندوں کو زندگی سے ناامیدی کا یقین ہو گیا۔ شوروغوغا کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور شہر کے اطراف میں بھاگ دوڑ اور آہ وبکا کی آواز آنے لگیں۔

اچانک حلب والوں کی امداد کے لئے مسلمانوں کا لشکر آ گیا جس کی امداد ونصرت نے ان کی ناامیدی کو امیدوں میں تبدیل کر دیا۔ مسلمانوں کو حلب کے حالات کا اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ حلب شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل کو بلند کیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر میں آگے آگے تھے۔ انہوں نے جب حلب کے باشندوں کی آہ وبکاسنی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے امیر لشکر اسلامی! آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی صلح اور ذمہ داری میں آنے والے ہلاک ہو گئے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے بعد اپنے گھوڑسواروں اور تیراندازوں کے درمیان چکر لگاتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے کہ

اے مددگاروں کی جماعت! تمہاری صلح میں آنے والے مشکل میں ہیں ان کو اس مشکل سے نکالو۔

یوقنا کا قلعہ کی بھاگ جانا

یوقنا نے مسلمانوں کی اچانک آمد کو دیکھا تو قلعہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی قوم کے بڑے بڑے سردار بھی اس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت محصن بن عترہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے حملہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حلب کے باشندگان کے لئے کشادگی کی راہیں کھول دیں۔ جو شخص قلعے میں پہنچ گیا وہ تو اپنے جان بچانے میں کامیاب ہو گیا اور جو باقی بچ گ ئے ادھر ادھر بھاگنے لگے یا مقابلے میں آئے تو ہم نے ان کو قتل کر دیا۔

حضرت محصن بن عترہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یوقنا نے حلب کے باشندگان میں سے تین سو کو قتل کیا تھا۔ جب ہم نے یوقنا کے لشکر پر حملہ کیا تو ان کے تین ہزار لوگوں کو جہنم رسید کر دیا۔ شاید ان کے قتل ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہو۔

یہ عجیب وغریب قصہ تھا جس سے مسلمانوں نے خوشی کا اظہار بھی کیا۔

جب قتل وغارت گری ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے حلب والوں پر کشادگی کر دی تو انہوں نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یوحنا کے قتل ہونے کی خبر دی اور سارا واقعہ ان کو سنا دیا۔

یوقنا کا قلعہ میں پناہ لے لینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس وقت یوقنا نے حلب میں مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا تو اپنے سرداروں اور لشکر سمیت قلعہ کی طرف بھاگ نکلا، قلعہ میں پہنچ کر اس نے جلدی سے ہتھیار سنبھالنے کا حکم دیا، دیواروں پر منجنیقیں نصب کی گئیں اور تیر اندازوں کو مقرر کر دیا گیا، اس نے اپنے دفاع کا بہت اچھا انتظام کر لیا۔

یوقنا کے سردار ساتھی اہل حلب کی قید میں

حلب کے باشندوں نے چالیس سردار قیدی مسلمانوں کے پاس پیش کئے، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے ان کو کس لئے قید کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ قیدی یوقنا کے لشکر کے سردار ہیں جو ہمیں قتل کرنے کے لئے آئے تھے۔ ہم ان کو آپ سے چھپا نہیں سکتے کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی صلح میں یہ شامل ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان قیدی سرداروں کو اسلام قبول کرنے کی پیش کش کی۔ ان میں صرف سات افراد نے اسلام قبول کیا۔ جب کہ باقی سرداروں نے انکار کر دیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حلب کے باشندوں کو مخاطب کر کے فرمایا: تم لوگوں نے اپنی صلح کا حق ادا کر دیا ہے عنقریب تم لوگ دیکھو گے کہ ہمارا کردار اور رویہ کیسا ہے۔ تمہارے لئے وہی احکام ہوں گے جو ہم پر لاگو ہوتے ہیں اور ہم پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور ہم ہی وہی ہوں گے جو تم پر لاگو ہوں گے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا سردار یوقنا قلعہ میں پناہ لے چکا ہے۔ کیا تم کوئی اس کا شگاف یا چور دروازہ

بلکہ وہ جانتے ہو تو ہماری اس کی طرف رہنمائی کرو تا کہ ہم ان سے لڑائی کریں اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح نصیب کی تو ہم مال غنیمت کے طور پر تمہارے شہر سے ہم کو ملے گا وہ تم کو ہی دے دیں گے۔

لوگوں نے کہا: امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ کی قسم ہم کو کسی شگاف یا چور دروازے کے متعلق کوئی علم نہیں رکھتے۔ اس [illegible] یوقنا نے پہلے سے ہی تمام راستے جو قلعہ کی طرف جاتے تھے بند کر دیئے تھے ہم کو اس کے متعلق کوئی پتہ نہیں ہے۔ ہاں اگر [illegible] قتل نہ ہوتے تو وہ آپ کو راستہ بتا سکتے تھے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یوحنا کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

لوگوں نے کہا: یوحنا کے بارے میں بتایا اور ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی بتایا کہ یوحنا اور اس کے بھائی کے مابین [illegible] باتیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ یوحنا نے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہم [illegible] نے اس کی صرف یہی بات سنی۔ اس کے علاوہ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اس نے کہا تھا:

اللهم إني أشهد أن لا إله إلا أنت وأن عيسى عبدك ورسولك ومحمدا عبدك ورسولك ختمت به الأنبياء وجعلته سيد المرسلين ولا دين أعلى من دينه

''اے میرے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں بے شک عیسیٰ علیہ السلام تیرے بندے اور رسول ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ ان ہی پر تو نے نبوت کو ختم کر دیا ہے اور ان کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر فائز کیا ہے۔ ان کے دین سے اعلیٰ کوئی اور دین نہیں ہے۔''

اس کے بعد یوحنا نے اپنے بھائی یوقنا سے کہا: اب تو جو کرنا چاہتا وہ کر لے۔

جب یوحنا نے اسلام قبول کیا تو اس کے بھائی نے اس کو قتل کر دیا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یوحنا کو کس مقام پر قتل کیا گیا؟

لوگوں نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت ساتھ لی اور یوحنا کے قتل ہونے کی جگہ پر آئے۔ اس کا سر تن سے جدا تھا اور دھڑ ایک طرف پڑا تھا۔ اس کے جسم سے اس قدر نور نکل رہا تھا گویا کہ چودھویں کا چاند چمک رہا ہے۔ وہ آسمان کی طرف انگلی کا اشارہ کئے ہوئے تھا۔ یوحنا خود شہید ہو گیا مگر انگلی آسمان کی طرف بلند رہی۔

یوحنا کی تکفین و تدفین

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو کفن دیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی اور مقام ابراہیم پر ان کو دفن کر دیا۔[1]

یوحنا کی تکفین و تدفین کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ آپ کو نیک فال فرمائے۔ اگر حلب کے باشندے ہمارے ساتھ صلح کر کے ہماری جماعت

[1] یہ مقام ابراہیم وہ نہیں جو کعبۃ اللہ میں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہاں کسی جگہ کا نام مقام ابراہیم ہو جس جگہ یوحنا کو دفن کر دیا گیا ہو۔

میں شامل ہو چکے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ ان کو حکم دیں کہ وہ قلعہ کے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ بتائیں۔
حلب کے باشندوں نے اس شخص سے کہا: ہم لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن اللہ کی قسم! ہم کو قلعہ کے اندر جانے کے راستے کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔
ہم لوگ آپ کے ساتھ غداری کا دھوکہ بازی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لئے آپ اس معاملہ میں اطمینان رکھیں۔ ہماری طرف سے آپ کے ساتھ کوئی وعدہ خلافی نہیں ہوگی۔
حلب کے باشندوں کی گفتگو سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صاحب رائے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پوچھا۔ قلعہ کے اندر پہنچنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے اس کے متعلق اگر تمہارے ذہنوں میں کوئی تدبیر ہے تو وہ بتاؤ۔ تاکہ قلعہ کے اندر جانے کا لائحہ عمل بنایا جائے۔
سیدنا ابوعبیدہ بن جراح امیر لشکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنتے ہی قبلہ غسان کا یونس بن عمرہ نامی ایک شخص جو شام کے مختلف علاقوں، پہاڑوں اور تند و تیز راستوں یہاں تک کہ پورے شام کے علاقوں اور راستوں کو بخوبی جانتا تھا وہ کھڑا ہوا اور عرض کی:
میں چونکہ شام کے علاقوں اور راستوں کو بخوبی جانتا ہوں اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ اگر میری رائے سماعت فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مسلمانوں کے اچھے خیر خواہ ہو اس لئے بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟
یونس بن عمرو نے کہا: آپ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ روم کے اکثر علاقوں کو فتح کر کے کفر و شرک کے حامیوں کو کیفر کردار تک پہنچا چکے ہو۔ اب جو علاقے باقی ہیں۔ دروں، تند و تیز پتھریلے راستوں اور مشکل گھاٹیوں اور ویران و بیابان جنگلات کا آپ کو سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ بھی وہاں کے لوگ چونکہ روم کے اکثر علاقوں کے فتح ہو جانے کے متعلق سن چکے ہیں۔ اس لئے وہ خوف و ہراس کا شکار ہیں۔ اور ان کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ وہ آپ لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ ان میں اتنی طاقت نہیں رہی کہ آپ لوگوں کے مقابلے میں زیادہ دیر ٹھہر سکیں۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ اس قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور اس کے مضافات میں اپنی افواج کو بھیج دیں اور اس کے مضافاتی علاقوں پر چھاپے مارتے رہیں۔ مجھ کو یقین ہے کہ قلعہ والوں کے پاس کھانے پینے کا اتنا ہی سامان ہے کہ وہ بہت تھوڑا عرصہ ہی گزار پائیں گے۔ اس کے بعد بھوک کے مارے خود ہی دروازہ کھول دیں گے۔
سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یونس بن عمرو غسانی کی باتیں سنیں تو مسکرا دیئے اور فرمایا خدا کی قسم! میں بھی یہی رائے دینے والا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میرا مشورہ یہ بھی ہے کہ ہم کو قلعہ پر حملہ کر دینا چاہیے ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہم کو فتح نصیب فرمائے۔ فرماتے ہیں کہ اگر ہم زیادہ عرصہ یہاں رکے رہے تو مجھ کو خدشہ ہے کہ روم کے لشکر ہمارے تعاقب میں نہ آ نکلیں۔ اس طرح تو ہم قلعہ والوں اور رومیوں کے درمیان گھر کر رہ جائیں گے۔
سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو سلیمان! آپ جب بھی مشورہ دیتے ہیں عمدہ اور اچھا ہی مشورہ دیتے ہیں۔ اور جب بھی کوئی بات کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد قلعہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ گھوڑوں پر سوار پیدل ہو گئے اور انہوں نے انہوں نے ستر چھپانے کے علاوہ باقی کپڑے اتار دیئے۔ غلام اور سردار تمام مل کر آگے بڑھے، قبائل ایک دوسرے پر فخر کرتے ہوئے اپنے اپنے مخصوص الفاظ دہرا رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو جنگ پر برانگیختہ کر رہے تھے۔ اپنے اپنے نسب بیان کرتے ہوئے قلعہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔

اسلامی لشکر کا قلعہ کا ناکام محاصرہ

حضرت مسروق بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! قلعے کے محاصرہ والے دن سے زیادہ سخت دن ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہم لوگ چکی کی طرح میدان جنگ میں گھوم رہے تھے۔ واقعی وہ دن انتہائی پریشان کن تھے۔ یمنی بہادر سب سے آگے آگے تھے۔ ربیعہ، مضر کے سردار بھی ان کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو آوازیں لگاتے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھ رہے تھے قلعہ کا کوئی راستہ نہ تھا جس کے ذریعے اندر داخل ہوا جا سکے۔ اس کے باوجود یہ لوگ قلعے میں گھسنا چاہتے تھے۔ جیسے ہی مسلمان قلعہ کے قریب پہنچے ہر طرف سے منجنیقوں کے ذریعے ان پر پتھروں کی برسات ہونے لگی۔

مسروق بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور میرے ساتھی سب سے زیادہ قلعے کے قریب پہنچ ہوئے تھے جب مسلسل پتھر برسنے لگے تو ہم خوفزدہ ہو کر واپس لوٹے۔ ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ آج کوئی زندہ نہیں بچ پائے گا۔ اس دفعہ مسلمانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سے مسلمان ان پتھروں کی زد میں آکر شہید ہو گئے۔

جن لوگوں نے شہادت پائی ان میں یہ اصحاب شامل تھے۔

حضرت عامر بن اصلع ربعی، حضرت مالک بن خزعل الربعی، حضرت حسان بن حنظلۃ، حضرت مروان بن عبداللہ، حضرت سلیمان بن فارغ عامری، حضرت عطاف بن سالم الکلابی اور حضرت سراقۃ بن مسلم بن عوف العدوی رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ یمن والے کے قبیلہ آل عامر اور بنی کلاب کے لوگ بھی شامل تھے۔ ساتھ بنو عبداللہ کے افراد میں سے بھی تھے۔

حضرت مرزوق بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قلعے کا محاصرہ کرنے کے کئی سال بعد بھی ہم نے بہت سے لوگوں کو لنگڑا ہو کر چلتے دیکھا۔ مسلمانوں کی اس ہزیمت کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے شہر سے باہر جھنڈا نصب کیا اور مسلمانوں کو پکارنے لگے۔ بہت سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! آج تم لوگ دھوکے میں آکر لڑے ہو۔ جاؤ اپنے شہداء کو دفن کرو اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرو۔

امیر لشکر اسلامی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی مسلمانوں نے امیر کے حکم کی تعمیل کی۔

یوقنا اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کی ہزیمت پر خوشیاں منائیں۔ یوقنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج کے بعد مسلمان کبھی اس قلعے کے قریب آنے کی ہمت نہ کریں گے۔ اگر انہوں نے اسی طرح محاصرہ جاری رکھا تو عنقریب ایک چال چلوں گا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دوں گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلیمان دینوری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آپ کا شمار ثقہ راویوں میں

سے ہوتا ہے جو شام کی فتوحات اور دیگر جنگوں کے حالات وواقعات باثوق لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن سلیمان رحمۃاللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ کو عمرو رحمۃاللہ علیہ نے بتایا: یوقنا نے مسلمانوں کے ساتھ چال چلنے کے غرض سے دو ہزار سرداروں اور بہادروں کا انتخاب کیا اور ان سے کہا: جلدی سے اسلامی لشکر کی طرف جانے کی تیاری کرو۔ ان کو ہر طرف سے گھیرتے ہوئے ادھر ادھر کا چکر لگاتے رہو۔ جب رات کو یہ مشعلیں بجھا دیں تو اچانک ان پر حملہ کردو۔ اس مقصد کے لئے یوقنا نے ایک سردار کی ذمہ داری لگائی اور اس کی زیر کمان دو ہزار بہادر کردیئے۔

رات کے وقت یوقنا کے یہ ساتھی قلعے سے اترے اور مسلمانوں کے اردگرد چکر لگانے لگے، گھومتے گھماتے یہ لوگ ایسی جگہ پہنچے جہاں مشعلیں بجھی ہوئی تھیں۔ اس جگہ یمن کے بدوی مثلاً قبیلہ بنو کلاب، قبیلہ مراد کے لوگ تھے اور ان کے غلام موجود تھے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس رات یوقنا کے بھیجے ہوئے لوگوں نے حملہ کیا اس رات ہم لوگ اپنی تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بالکل مطمئن ہو کر سو رہے تھے۔ ہمارے پہرے دار بھی بالکل بے پرواہ تھے۔ ہم کو اس وقت ہوش آیا جب رومیوں نے اچانک ہم پر حملہ کردیا تھا۔ رومی ایسے ایسے الفاظ کہتے ہوئے حملہ کر رہے تھے جو ہم کو سمجھ نہ آ رہے تھے۔ ہم کو کوئی علم نہ ہوا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

رومیوں نے بڑی شدت سے تلوار زنی کی اور اس مہم میں وہی شخص جان بچا سکا جو اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور نجات کی راہ تلاش کرتے ہوئے بھاگ نکلا۔ اس کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ اور اب اس نے اس مصیبت سے نجات کس طرح پائی ہے۔ رومیوں نے جب مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کردیا تو مسلمانوں نے پکارنا شروع کردیا کہ بھاگو بھاگو رب کعبہ کی قسم! دشمن نے حملہ کردیا ہے بھاگ نکلو۔

مسلمانوں نے جلدی سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خیمے کا رخ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پکارا۔

اے امیر! یوقنا نے ہم پر حملہ کردیا ہے۔ اور وہ سب کچھ لوٹ کر لے گیا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے اردگرد گھومنے لگے۔ رومی سردار نے جس وقت دیکھا کہ عرب تو ان کے مقابلے کے لئے تیار ہو چکے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے بلایا اور کہا:

جس نے جو جو اٹھایا ہے اس کو وہیں چھوڑ دے اور اپنی اپنی جان بچائے۔

رومیوں نے مختلف قبیلوں سے پچاس مسلمانوں کو قیدی بنالیا جن میں سے اکثر قبیلہ ربیعہ اور مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ان کو لے کر قلعہ کی طرف دوڑنے لگے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کیا۔ اور رومیوں پر حملہ کرتے ہوئے ان کے سو افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کو جہنم رسید کردیا۔ یوقنا کے ساتھی جب قلعہ کے قریب پہنچے تو ان کے لئے دروازوں کو کھول دیا گیا جس سے وہ جلدی جلدی قلعہ کے اندر چلے گئے۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت

یوقنا نے صبح ہوتے ہی ان مسلمان قیدیوں کو بلایا جن ہو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور ان کو قلعے کی ایسی جگہ پر کھڑا کیا گیا

جہاں سے اسلامی لشکر ان کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا اور ان کی آوازیں بھی اسلامی لشکر سن سکتا تھا۔ وہ تمام کے تمام "لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ" کا ورد کر رہے تھے۔ اس دوران ان سب کو شہید کر دیا گیا۔

جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی شہادت کو دیکھا تو پورے لشکر میں اعلان کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر شخص پر قسم ہے کہ کسی دوسرے شخص پر بھروسہ نہ کرے۔ بلکہ اپنی حفاظت خود کرے اور نہ ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرے۔

پورے لشکر میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے دشمنوں سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

دوسرے طرف یوقنا ایک مرتبہ تو چال چلنے میں کامیاب ہو گیا اس کے بعد مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے اس نے دوسری چال چلنے کے متعلق سوچنے لگا۔ کیونکہ محاصرہ اسی طرح قائم تھا۔ اس کے باوجود یوقنا کے جاسوس مسلسل دن رات مسلمانوں کی خبروں کے متعلق یوقنا کو آگاہ کر رہے تھے۔ ان جاسوسوں میں سب سے زیادہ عرب نژاد نصرانی پیش پیش تھے، کیونکہ وہ بڑے اچھے انداز میں رومی زبان بولنا جانتے تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو اکثر دھوکہ دے جاتے۔

مسلمانوں کا وادی بطنان کی طرف جانا اور یوقنا کی سرکشی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن یوقنا اپنے قلعے میں بیٹھا تھا اس کی قوم کے سردار اس کے اردگرد موجود تھے۔ ان کے لئے ان دنوں کافی پریشانی بنی ہوئی تھی۔ کیونکہ ایک طرف تو محاصرے کی وجہ سے کافی پریشانی تھی دوسری طرف حلب کے باشندوں کی طرف سے بھی پریشان تھے۔ کیونکہ حلب کے باشندے جب بھی یوقنا کے کسی ساتھی کو دیکھتے تو اس کو گرفتار کر لیتے۔ اور ان کو مسلمانوں کے حوالے کر دیتے۔

یوقنا اور اس کے ساتھی اس مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے اچانک ان کے پاس ایک جاسوس آیا وہ ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے سردار! اگر تو آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو یہی دھوکہ دینے کا وقت ہے۔

یوقنا نے پوچھا وہ کس طرح؟ اور تمہارے پاس کیا خبر ہے؟

اس نے کہا: مسلمانوں کی ایک جماعت وادی بطنان کی طرف جا رہی ہے کیونکہ وادی بطنان کے باشندوں کی مسلمانوں سے صلح ہو چکی ہے اور مسلمانوں کی خوراک اور غلہ وغیرہ کا ذمہ بھی وادی بطنان والوں نے لے لیا ہے۔ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت غلہ لینے کے لئے وادی بطنان کی طرف جا رہی ہے۔

جاسوس نے کہا: میں نے ان کو دیکھا ہے ان کے ساتھ اونٹ اور خچر وغیرہ ہیں۔ اور ان کی تعداد بہت قلیل ہے جن کے ہاتھوں میں صرف نیزہ ہیں جن کو وہ لہرا رہے ہیں۔ اور وہ اس وادی کی طرف خراماں خراماں جا رہے ہیں۔ اور ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جاسوس کی باتیں سن کر یوقنا نے ایک ہزار فوجیوں کا لشکر تیار کیا اور ان کو ہدایت دی کہ وہ جلدی سے تیاری کر لیں پھر ان کو کہا: تم کو مسیح علیہ السلام کی قسم! مسلمانوں کے لئے تمام راستے تنگ کر کے رکھ دو۔ کہ وہ کہیں بھی نہ جا سکیں۔

وہ رات ہوتے ہی لشکر لے کر روانہ ہوئے تو ان کے لئے قلعہ کے دروازے کھولے گئے۔ جس جاسوس نے اطلاع دی تھی

وہ آگے آگے تھا۔ مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ دستہ ایک جنگل میں جا پہنچا۔ گھنے درختوں سے ہوتا ہوا وہ آگے کی جانب جا رہا تھا کہ اچانک ان کو ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی گائیں لے کر شہر کی طرف جا رہا تھا۔ جب وہ لشکر جو یوقنا نے بھیجا تھا چرواہے کے پاس پہنچا تو انہوں نے چرواہے سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ یہاں سے عربوں کو تو جاتے ہوئے نہیں دیکھا؟

اس چرواہے نے کہا: دیکھا تھا۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا جب تقریباً سو شہسواروں پر مشتمل ایک قافلہ جس کے ساتھ اونٹ اور خچر تھے اس وادی کی طرف جا رہا تھا۔ جنہوں نے عربوں سے مصالحت کر لی ہے۔ اور ان کی خوراک وغیرہ بھی اپنے ذمے لے لی ہے۔ لیکن ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں۔ اس لئے ہم ان کی صلح میں ابھی تک نہیں آئے۔

اس سردار نے کہا: اس وادی والوں سے تو بعد میں نپٹ لیں گے پہلے ان کی تو خبر لیں۔ مسیح علیہ السلام کی قسم جلدی سے بتاؤ کہ وہ عرب لوگ کس طرف گئے تھے۔؟

چرواہے نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس طرف گئے تھے۔

سردار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عربوں کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ اس نے چرواہے سے یہ تو نہ پوچھا کہ وہ کس شہر کا رہنے والا ہے۔

یوقنا کے لشکر کا مسلمانوں پر حملہ

وہ لشکر جو یوقنا نے بھیجا تھا مسلسل اسی راستے پر چلتا رہا۔ صبح ہونے کے قریب تھی ک انہوں نے مسلمانوں کے گھوڑ سواروں کو دیکھا۔ اس وقت مسلمانوں کے امیر لشکر حضرت مناوش رضی اللہ عنہ تھے۔ جب حضرت مناوش رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر ان کو فرمایا:

اے بنو عرب! وہ دیکھو رومی سپاہی ہماری طرف آ رہے ہیں، ہمت سے کام لو اور جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ، ہر قسم کی سختی پر صبر کرنا تا کہ جنت کی راہیں تمہارے لئے آسان ہو جائیں۔

اس کے بعد مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور رومیوں نے بھی مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان خوب ثابت قدمی اور بہادری سے لڑے اور مقابلہ کیا۔ لیکن جب حضرت مناوش، حضرت غطریف بن ثابت، حضرت منیع بن ثابت، حضرت منیع بن عاصم اور حضرت کہلان بن مرہ رضی اللہ عنہم اور آپ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تیس مسلمانوں نے شہادت کا جام پی لیا اور ان سب کا تعلق قبیلے طے سے تھا تو باقی مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور وہ بھاگ نکلے، مال واسباب وہیں چھوڑ دیا۔

رومیوں نے مسلمانوں کے تمام مال واسباب اور اونٹ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ اونٹوں پر لدا ہوا سامان اتار لیں اور اونٹوں کو ہلاک کریں۔ اس کے علاوہ باقی جانوروں کو اپنے ساتھ لے کر چلو کیونکہ اب یہ ہماری ملک میں ہیں۔ اور جلدی جلدی عربوں کے آنکھوں سے اوجھل ہو جاؤ کیونکہ جب ان کو اس کی خبر ملی تو وہ ہواؤں کی طرح اڑتے ہوئے آئیں گے پھر تم کو شکست کھا کر بھاگنا پڑے گا۔ رات کی تاریکی ہونے سے پہلے ہی قلعہ کی طرف نکل چلو۔

لشکر والوں نے سردار کے حکم پر تعمیل کرتے ہوئے اونٹوں کو ہلاک کر دیا اور باقی جانوروں کو اکٹھا کیا، مال و دولت کو لے کر

پہاڑ کی دوسری طرف نکل کھڑے ہوئے۔ اور دن کا بقیہ حصہ گزرنے کا انتظار کرنے لگے تاکہ جتنی جلدی ہو سکے وہ قلعہ کی طرف نکل جائیں۔ انہوں نے وادی دیدیان میں قیام کیا تھا۔

حضرت عوف بن صباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے چچا حضرت مناوش رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہماری جماعت بہت تھوڑی تھی۔ اچانک رومی گھوڑ سواروں نے ہم پر حملہ کر دیا اور جب ہم نے رومیوں کو بہت زیادہ تعداد میں دیکھا اور ساتھ ہی ساتھ ان کی بہادری و جرأت کو دیکھا اور اپنی تعداد کی کمی کو دیکھا تو ہم کو اپنی جانوں کی فکر لاحق ہوئی۔ پس ہم مسلمانوں کے لشکر کی طرف بھاگ نکلے۔ جب ہم مسلمانوں کے پاس پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہم کو دیکھ کر فرمایا: کیا ہوا؟ تمہارے پیچھے کون لگا ہوا ہے؟

ہم سہمے ہوئے تھے اور ہمارے جسم تھکاوٹ سے چور چور تھے۔ ہماری زبانوں سے صرف یہی جملے نکل سکے، جنگ، نیزے، حضرت مناوش اور بہت سارے ساتھی شہید ہو گئے۔ اور رومیوں نے ہمارا مال و اسباب اور جانور لوٹ لئے۔

مسلمانوں کی ہزیمت

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی شخص نے تمہارے ساتھ مکاری کی ہے۔ رومیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح محصور کر دیا ہے کہ وہ قلعے سے باہر نکلنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے۔

انہوں نے کہا: ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ ایک طاقتور سردار لشکر کی قیادت کر رہا تھا اور ہماری جانب آیا، اس کے ساتھ اچھی خاصی فوج تھی۔ تمام لوگ اسلحہ سے لیس تھے گھوڑوں پر سوار تھے جنگی تیاری کئے ہوئے تھے۔ ہم ان کی صحیح تعداد کے بارے میں تو اچھی طرح نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ وہ کون لوگ تھے؟ اچانک انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اس وقت ہم لوگ مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور ہمارے لشکر کے امیر کو شہید کر دیا گیا اور سارا مال و متاع لوٹ لیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتقام

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ سب کچھ سنا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے ابوسلیمان! تم جیسا بہادر شخص ہی اس معاملہ کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس کے بعد تمہاری ذات پر بھروسہ ہے اور میرے تمام معاملات اب تمہارے حوالے ہیں۔

جاؤ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ جتنے فوجی آپ کو ضرورت ہوں وہ ساتھ لے لو اور دیکھو کس طرف سے ہمارے ساتھ فریب کاری کی گئی ہے؟ جلدی سے ان کا تعاقب کرو شائد اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں مسلمانوں کا انتقال لے لے۔ ایک بات یاد رکھنا کہ وادی بطنان والے ہماری صلح میں ہیں۔ ہم ان کے ساتھ کیا ہوا عہد نہیں توڑیں گے۔ نہ اپنی بات سے رجوع کریں گے۔ جب تک وادی بطنان والے خود ہمارے ساتھ مکاری نہ کریں تو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اب جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جلدی سے خیمہ میں گئے اور اسلحہ پہنا، گھوڑے کی ننگی پشت پر

سوار ہو کر تن تنہا چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بلایا ارفرمایا: اے ابو سلیمان! کدھر جا رہے ہو؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں جانے کا آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے چند ایک کو اپنے ساتھ لے جاؤ جس کو چاہو ساتھ لے لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اکیلا ہی اس کام کے لئے کافی ہوں۔ مجھ کو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا، اے ابو سلیمان! اکیلے کس طرح جاؤ گے جب کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! اگر دشمن کی تعداد ایک ہزار یا دو ہزار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے میں اکیلا ان سے مقابلہ کروں گا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ درست ہے۔ تم واقعی بہادر ہو اور ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن پھر بھی اپنے ساتھ کچھ ساتھی لے جاؤ۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عمل کرتے ہوئے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور ان جیسے بہادر ساتھی اپنے ساتھ لے لئے، یہ چھوٹا سا دستہ روانہ ہوا اور جلد ہی جائے وقوعہ پر پہنچ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی لاشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔ اور وادی بطنان کے لوگ ان کے گرد جمع ہو کر اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے خوفزدہ تھے کہ نہ جانے مسلمانوں ان سے کیا مطالبہ کریں گے اور وہ زار و قطار رو رہے تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی برق رفتاری کے ساتھ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ سب کے سب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ہمارے ساتھیوں کو کس نے شہید کیا ہے اور وہ لوگ کہاں ہیں؟

ان لوگوں نے جواب دیا: ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے قتل کرنے سے بالکل بری اور بے خبر ہیں۔ ہم تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح میں آ چکے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان تمام لوگوں سے قسم لی۔ ان تمام لوگوں نے جب یہ قسم دے دی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے قتل سے بالکل لاعلم ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا پھر ہمارے ساتھیوں کو کس نے قتل کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: یوقنا نے اپنے قلعہ سے ایک سردار ایک ہزار سپاہیوں کے ہمراہ بھیجا۔ جن لوگوں کا شمار بہادروں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ قلعہ میں چند جاسوس ایسے ہیں جو گھڑی گھڑی کی خبر یوقنا تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی باتیں سنیں تو پوچھا کہ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں۔ ان لوگوں نے بتایا کہ وہ فلاں راستے پر گئے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی نشاندہی کرنے کے پوچھا کہ تم لوگ تو قسم اٹھا چکے ہو کہ حملہ آوروں کے متعلق تم کو کوئی خبر نہیں ہے تو پھر تم لوگ نشاندہی کس بات کی کر رہے ہو؟

ان لوگوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ یہ حلب کا رہنے والا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے اس نے ہم کو سب کچھ بتایا ہے۔ اگر اس شخص سے ملاقات نہ ہوتی تو ہمیں واقعی ان حملہ کرنے والوں کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کی تلوار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رومیوں پر حملہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ حملہ کرنے والے اسی راستے کی طرف گئے ہیں۔؟

اس نے کہا: ہاں۔ میں نے اسی پہاڑ کی طرف ان کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوئے ان کو فرمایا: دشمن نے یہی سوچا ہوا کہ مقتولین کے ساتھی انتقام لینے کے ضرور ان کا پیچھا کریں گے اس لئے وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے نکل گئے تاکہ رات کی تاریکی میں چھاتے ہی قلعی کی طرف چلے جائیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نوجواں ان کے تعاقب کے لئے اٹھ کھڑے ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے معاہدین میں سے ایک شخص کو ساتھ لیا جو گردونواح کے راستوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ جب وہ کافی دور نکل گئے اور اجنبی سے راستے پر پہنچے تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ بھی ہے جہاں سے وہ لوگ قلعہ کی طرف جاتے ہوں۔

اس نے کہا: ہاں اور راستے بھی ہیں۔ مگر آپ یہیں رک جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ضرور آپ لوگوں کو کامیاب کرے گا۔ اس شخص کی گفتگو سن کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی وہیں رک۔ ابھی رات کا کچھ حصہ ہی گزرا ہوگا کہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آنے لگیں۔ ان کا سردار آگے آگے تھا اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ سردار اپنے ساتھیوں کو ڈانٹ کر جلدی چلنے پر برانگیختہ کررہا تھا۔ جب وہ لوگ قریب آگئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی شیروں کی طرح چنگھاڑتے ہوئے نکلے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس سردار کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہی یوقنا ہوگا تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے دوٹکڑے کردیئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بہت زبردست لڑا کی لڑی۔ اس معرکے میں صرف وہی شخص جان بچا سکا جس کی زندگی اللہ تعالیٰ نے ابھی باقی رکھی تھی۔ جلد ہی تمام رومی مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور جو زندہ بچے، انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کردیا۔

رومی کا سردار کا سر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومی سردار کا سر نیزے پر لٹکائے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کردیا۔ تین سو سے زیادہ قیدی تھے جب کہ سات سو کے قریب مرنے والوں کے سر تھے۔ مسلمانوں نے قیدیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ جن انہوں نے انکار کیا اور کہا اس کے عوض ہم اپنا فدیہ دیں گے۔ لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قلعے کے سامنے لیجا کر سب کی گردنیں اڑا دینے کا حکم دیا تاکہ قلعے میں محصور دشمن اپنے ساتھیوں کا حال دیکھ کر خوفزدہ اور ہیبت زدہ ہوجائے۔ لہٰذا ان تمام کی قلعے کے سامنے جا کر گردنیں اڑا دی گئیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ہم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے مگر معاملہ تو اس کے برعکس ہورہا ہے۔ وہ لوگ ہماری غفلت کے انتظار میں ہیں اور پھر مکاری کرتے ہوئے حملے کررہے ہیں۔ دیکھو کس طرح انہوں نے ہمارے ساتھیوں، اونٹوں، چوپایوں کو

ہلاک کر دیا۔ اب ہم کو قلعے کی طرف جانے والے ہر راستے پر پہرہ دینا ہوگا۔ قلعے میں محصور دشمنوں میں سے کوئی بھی قلعے سے باہر نہ نکلنے پائے۔ ہم دشمن کے تمام راستے تنگ کر دیں گے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! تم واقعی ان معاملات میں صاحب بصیرت ہو۔

حلب کے قلعہ کے محاصرہ میں سختی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صبح ہوتے ہی نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، حضرت ضرار بن ازو، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، حضرت قیس بن ہبیرہ اور حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کو قلعے کے اردگرد مختلف جگہوں پر مقرر کر دیا۔ اور ان کی مرضی کے مطابق سپاہی ان کے ہمراہ کر دیئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قلعہ کی جانب آنے جانے والے ہر آدمی پر کڑی نظر رکھو۔ اگر کسی پر شک گزرے تو اس کو فوراً گرفتار کر لو۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے کافی وقت گزار دیا۔ محاصرہ جب طویل ہونے لگا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو وہاں سے کوچ کر جانے کا حکم دیا۔ آپ کا خیال یہ تھا کہ قلعے سے کچھ دور جا کر ڈیرہ لگا لیا۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا کرنے سے دشمن کی طرف سے غفلت پائی جائے اور ہم اس غفلت کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر حلب شہر سے کچھ دور ایک وادی کی طرف نکل گئے جس کو ''نیرب'' کہا جاتا تھا۔ ایسا کرنے کہ وجہ صرف یہی تھی کہ کسی طرح یوقنا تک رسائی ممکن ہوجائے۔ دوسری طرف یوقنا بھی نہ تو قلعے سے باہر نکلا اور نہ اس نے قلعے کے دروازے کھولے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی پریشانی

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کافی فکر مند ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوسلیمان! یوقنا کے بھیجے ہوئے جاسوس رہ وقت ہماری خبریں لیتے رہتے ہیں اور یوقنا کو اس سے ہر وقت آگاہ کر رہے ہیں۔

حضرت ابوسلیمان! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جاؤ اور لشکر کے اردگرد چکر لگاؤ اور لوگوں کو دیکھا، شائد کوئی جاسوس مخبری کرتا ہوا آپ کو مل جائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی لشکر کی طرف تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ وہ ادھر ادھر چکر لگائیں اور مشکوک افراد کو گرفتار کریں۔

کہا جاتا ہے کہ اسی دوران سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نظر ایک نصرانی عربی پر پڑی جو اپنا چغہ الٹ پلٹ رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف غور سے دیکھا تو اس کے بارے میں شک ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دے کر بلایا اور پوچھا۔

اے عربی بھائی! کن لوگوں سے تمہارا تعلق ہے؟ اس نے کہا: یمنی ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پوچھا: تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس سوال کر اس نے اپنے قبیلے کی بجائے کسی دوسرے قبیلے کا نام لینا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے

اس کی زبان پر حق کو جاری کر دیا اور اس نے کہا: قبیلہ غسان سے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اس کا جواب سنا تو فوراً اس کو گرفتار کر لیا۔ اور فرمایا اے امیر لشکر اسلامی! مجھ اس شخص کے متعلق شک ہے۔ کیونکہ کبھی میں نے اس شخص کو اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ اس نے بتایا کہ یہ یہ غسانی ہے اور مسلمان ہے لیکن مجھ کو یقین ہے کہ یہ صلیب کو پوجنے والا ہے۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ اے ابو سلیمان! اس سے امتحان لو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کس طرح اس کا امتحان لیا جائے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے قرآن اور نماز کے متعلق سوال کرو اس کو آزماؤ۔ مسلمان ہے یا مسلمان نہیں کوئی اور ہے۔ اگر صحیح جواب دے دے تو سمجھ لینا کہ یہ مسلمان ہے ورنہ یہ کافر ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: دو رکعت نماز پڑھو اور اونچی آواز میں قرأت کرو۔ وہ شخص سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کوئی بات نہ سمجھ پایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! ہماری مخالفت کرتا ہے؟ پھر اس کو سچ سچ بتانے کا حکم دیا۔ اس نے اقرار کر لیا کہ وہ واقعی مسلمانوں کا مخالف ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو اکیلا ہے؟

اس نے جواب دیا: نہیں، بلکہ ہم تین ساتھی ہیں۔ ایک تو میں ہوں۔ جب کہ دوسرے دو قلعہ کی طرف جا چکے ہیں۔ تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کے حالات سے یوقنا کو خبردار کریں۔ میں تمہارے بارے مزید خبریں معلوم کرنے کے مقصد کے لئے رک گیا ہوں۔ اس لئے میں ان کے پیچھے نہیں گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس جاسوس سے فرمایا: دو باتوں میں سے ایک بات کا انتخاب کر لو۔ قتل یا اسلام۔ اس کے بعد کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس غسانی نے پڑھا: ''أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله'' اور مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ واپس حلب تشریف لائے اور قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے چار مہینے گزر گئے۔ ایک روایت کے مطابق پانچ مہینے گزر گئے۔ دربار خلافت میں سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی خبر نہ گئی تھی اس لئے اسلامی لشکر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا۔ اس میں یہ تحریر تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا امیر لشکر اسلامی سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله عمر إلى عامله أبي عبيدة سلام عليك

فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو واصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم واعلم يا أبا عبيدة أن

بانقطاع كتابك وابطاء خبرك يكثر قلقي ويضني جسدي على إخوان المسلمين ومالي ليل ولا نهار إلا وقلبي عندكم ومعكم فإذا لم يأت منك خبر ولا رسول فإن عقلي طائر وفكري حائر وكأنك لا تكتب الي إلا بالفتح أو الغنيمة واعلم يا أبا عبيدة أنني وأن غائبا عنكم فإن همتي عندكم وإني داع لكم وقلقي عليكم كقلق الوالدة الشفوقة على ولدها فإذا قرأت كتابي هذا فكن للاسلام والمسلمين عضدا والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے اپنے عامل سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف آپ پر سلامتی ہو۔
میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! آپ کی طرف سے خط وکتابت کا سلسلہ منقطع ہونے اور طویل ہونے کی وجہ سے میں فکر مند ہوں۔ میرا جسم ہر وقت مسلمان بھائیوں کے متعلق میں مضطرب رہتا ہوں۔ کوئی رات یا دن ایسا نہیں۔ جب میرا دل تمہاری یاد سے غافل رہا ہے۔ جب تمہاری طرف سے خط یا پیغام یہاں نہیں پہنچا تو میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے ہیں۔ میں یہی خیال کرتا ہوں کہ تم فتح اور غنیمت کے ملنے پر میری طرف سے خط لکھ رہے ہو گے۔
اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! یاد رکھو۔ اگرچہ میں اس وقت تم لوگوں سے دور ہوں لیکن میرا دل تمہارے ساتھ ہے اور میں ہر ہر لمحہ تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میرا دل تمہارے بارے میں ہمیشہ بے قرار رہتا ہے۔ جس طرح شفقت کرنے والی ماں اپنے بچے کے متعلق بے قرار رہتی ہے۔ جس وقت میرا خط پڑھو تو سارے مسلمانوں کو میری طرف سے سلام پیش کرنا۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فوراً خط روانہ کر دیا۔ جب یہ خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ملا تو انہوں نے یہ خط سارے لشکر والوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا:
اے مسلمانوں کی جماعت! امیر المومنین رضی اللہ عنہ تمہارے لئے دعا کر رہے ہیں۔ اور تمہاے افعال سے راضی ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔

بعد ازاں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف خط کا جواب لکھا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف امیر لشکر اسلامی کا جوابی خط

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى ابي عبد الله أمير المؤمنين عمر بن الخطاب من عامله بالشام أبي عبيدة سلام عليك

وإني أحمد الله تعالى وأصلي على نبيه وبعد يا أمير المؤمنين فإن الله تعالى له الحمد قد فتح على أيدينا قنسرين وقد شننا الغارة على العواصم وقد فتح الله علينا مدينة حلب صلحا وقد عصت علينا قلعتها وبها خلق كثير مع بطريقها يوقنا وقد كادنا مرارا وذكر له ما جرى له مع أخيه يوحنا وأنه قتل منا رجالا ورزقهم الله الشهادة على يديه ثم إنه ذكر له من قتل والله تعالى من ورائه بالمرصاد وقد أردنا الحيلة عليه فلم نقدر وأردت الرحيل عنه وعن محاصرته إلى البلاد التي بين حلب وانطاكية وأنا منتظر جوابك والسلام عليك وعلى جميع المسلمين

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

حضرت ابوعبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف، آپ رضی اللہ عنہ کی شام میں عامل حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے، آپ رضی اللہ عنہ پر سلامتی ہو۔

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس پر درود و سلام پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد، اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قنسرین کو ہمارے ہاتھوں فتح کرایا ہے اور اس کے علاوہ عواصم بھی فتح ہو چکا ہے اس کے علاوہ شہر حلب صلح سے فتح ہوا ہے لیکن حلب کا قلعہ اس کا معاملہ انتہائی سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ قلعے میں حلب کا حاکم یوقنا بہت سارے ساتھیوں کے ہمراہ محصور ہے۔ ہمارے ساتھ کئی دفعہ مکاری بھی کر چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا کے بھائی یوحنا رضی اللہ عنہ کا واقعہ تحریر کیا اور لکھا کہ یوقنا نے وقتاً فوقتاً غداری کی ہے اور ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یوقنا کے ہاتھوں ان کو شہادت عطا فرمائی۔ بہر حال اب میں نے حیلہ اختیار کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے کہ حلب اور محاصرے سے رجوع کر کے حلب اور انطاکیہ کے درمیان کسی وادی کی طرف کوچ کر جاؤں۔ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے سپرد کر کے ان کو روانہ کر دیا۔

وہ دونوں مقام عتیقہ کے راستے چلتے ہوئے سرزمین جفاء سے ہوتے ہوئے تیاء کے ایک قریبی علاقے میں پہنچے جس کا نام صکاصکہ تھا جو عرب کے علاقوں میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے حضرت جعدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ خیر کرے۔ اس شہسوار کو دیکھو جو اس جگہ اور ایسی حالت میں ہماری طرف آ رہا ہے جب کہ ہمیں سے بھی امداد کی کوئی امید نہیں ہے۔

حضرت جعدہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ ہم کو کسی شہسوار سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہاں کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جو ہمارے زیر فرمان نہ ہو اور جس میں ہماری شریعت کا کوئی پیروکار نہ ہو۔

جب وہ شخص ان کے پاس پہنچا تو اس نے دونوں کو سلام کیا اور پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟

ان دونوں نے فرمایا: ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے قاصد ہیں اور دربار خلافت میں جا رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس شخص سے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا میں ہلال بن بدر طائی ہوں۔

ان دونوں نے سوال کیا: جنگی آلات آپ کے ہاتھوں میں جنگلی آلات ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

اس نے کہا: میں سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم سے اپنے قبیلے کے افراد اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شام کے علاقے میں جارہا ہوں۔ جب تم لوگوں کو اس وادی میں دیکھا تو تمہاری طرف چل دیا۔ میرے ساتھی میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ یہ کہا اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔ یہ دونوں حضرات بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور آگے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد راستے سے اونٹ اور گھوڑے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہلال بن بدر اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے حالات سے آگاہ کیا۔ جس کو سن کر تمام لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ بن جبیر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ پہنچے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اس کے بعد ان کے سامنے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط پیش کیا۔ سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا خوش ہوئے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور دعا کی:

''اللھم ! کف الناس شر کل ذی شر''

(اے اللہ! ہر شرراتی کے شر سے مسلمانوں کی کفایت فرما)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے 'الصلوٰۃ جامعۃ'۔ جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط پڑھنا شروع کیا۔ اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرموت اور یمن کے مختلف علاقوں، مثلاً ہمدان، مدان، سبا اور مارب کے لوگ آئے اور جہاد کے لئے شام کی طرف جانے کی اجازت طلب کی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دے، تمہاری تعداد کتنی ہے۔؟

لوگوں نے جواب دیا: ہماری تعداد چار سو زیادہ ہے۔ جن میں سے کچھ تو گھوڑوں پر سوار ہیں اور کچھ اونٹنیوں پر سوار ہیں اور کچھ تو پیدل ہیں۔ اگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے سواریوں کا انتظام کر دیں تو ہم دشمنوں تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پیدل افراد کی تعداد کتنی ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیا: ایک سو چالیس افراد ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غلام ہیں یا عرب ہیں؟

ان لوگوں نے جواب دیا: عرب بھی ہیں اور غلام بھی۔ مگر غلام ایسے ہیں جن کو ان کے مالکوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی اجازت دے رکھی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے بیٹے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: صدقہ میں آئی ہوئی ستر اونٹنیاں لے آؤ تا کہ یہ لوگ باری باری ان پر سواریاں کر سکیں۔ اس کے علاوہ ان کے لئے زادراہ بھی لے آؤ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلدی سے گئے اور ستر اونٹنیاں لے آئے اور ان کے حوالے کر دیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم کرے۔ اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے جاؤ۔

اور دشمن سے لڑنے کے لئے جلدی سے اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤ۔
اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اس میں تحریر تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام خط

أما بعد فقد ورد علی کتابك مع رسلك فسرنی ما سمعت من الفتح والنصر علی اعدائکم ومن قتل من الشهداء وأما ما ذكرته من انصرافك إلی البلاد التی بین حلب وانطاکیة وتترك القلعة ومن فیها فهذا رأی غیر صواب تترك رجلا قد دنوت من دیاره وملکت مدینته ثم ترحل فیبلغ إلی جمیع النواحی إنك لم تقدر علیه ولم تصل إلیه فیضعف ذکرك ویعلو ذکره ویطمع من یطمع ویجترئ علیك أجناد الروم خاصتهم وعامتهم وترجع إلیه الجواسیس وتکاتب ملوکها فی أمرك فإیاك أن تبرح عن مجاهدته حتی یقتله الله او یسلم إلیك أن شاء الله تعالی أو یحکم الله وهو خیر الحاکمین وبث الخیل فی السهل والوعر والضیق والسعة وأکناف الجبال والأودیة وشن الغارات فی حدود المفازات ومن صالحکم منهم فاقبل صلحه ومن سالمك فسالمه والله خلیفتی علیك وعلی المسلمین وقد انفذت کتابی إلیك ومعه عصبة من حضرموت وغیرهم وأهل مشایخ الیمن ممن وهب نفسه لله تعالی ورغب فی الجهاد فی سبیل الله وهم عرب وموال فرسان ورجال والمدد یأتیك متواترا أن شاء الله تعالی والسلام

ازیں بعد! آپ کا خط اور قاصد میرے پاس پہنچ گئے، فتح ونصرت اور مسلمان شہداء کے متعلق سن کر مجھ کو خوشی محسوس ہوئی۔ آپ کا حلب اور انطاکیہ کے درمیان کسی وادی کی طرف نکلنا اور قلعے کا محاصرہ چھوڑے کا ذکر کرنا یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ جب آپ اس شہر کے قریب پہنچے اس کے مالک بن گئے پھر اگر اس کو چھوڑ کر گردونواح میں چلے گئے تو وہ رومی یہی سمجھیں گے کہ ان پر اس شہر کو فتح کرنے کی طاقت نہیں ہے اس طرح تم لوگوں کو کمزوری اور قلعے میں محصور لوگوں کی بہادری کے چرچے ہونے لگیں گے۔ اس کے علاوہ ہر لالچ کرنے والا، لالچ کرنے لگے گا۔ اور روم کا ہر خاص وعام بھی تم لوگوں کے خلاف جرأت کا مظاہرہ کرنے لگے گا۔

اس طرح تو جاسوس کو بھی تمہاری طرف چھوڑا جائے گا، ایوان ملوک میں تمہارے خلاف پروپیگنڈہ ہونے لگیں گے۔ اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تمہارے ہاتھوں قتل نہ کرادے یا قلعے کی ملکیت تمہارے سپرد نہ کردے یا اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ نہ فرمادے۔ تم اپنی جدوجہد جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

تم لوگ قلعہ کی طرف جانے والے ہر تنگ وآسان راستوں، گھاٹیوں، پہاڑوں اور وادیوں پر پہرے لگادو

۔اور قلعے کا محاصرہ جاری رکھو۔ جو شخص بھی تم سے صلح کرنے کی خواہش کا اظہار کرے تم بھی اس سے صلح کر لو اور جو سلامتی کی راہ اختیار کرے تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے سارے مسلمان ساتھیوں کی حفاظت فرمائے۔ میں آپ کی طرف خط روانہ کر رہا ہوں اس کے ساتھ حضرت موت اور یمن کے مختلف علاقوں سے ہوئے ایک دستے کو بھی روانہ کر رہا ہوں۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ان میں عربی بھی ہیں، غلام بھی ہیں، پیدل بھی ہیں، سوار بھی ہیں سب شامل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی متواتر میری طرف سے کمک آتی رہے گی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

آپ رضی اللہ عنہ نے خط مکمل فرمایا اور خط حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد جہاد کے لئے آنے والے اور یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔

سفر کے دوران لوگوں نے ان دونوں حضرات (حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ بن جبیر رضی اللہ عنہما) سے شام کے ملک اور فتوحات کے حالات جاننے کے لئے مختلف سوال کئے۔ رومیوں کے شکست کھانے کے متعلق سوال کئے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے اس وقت اسلامی لشکر کے پڑاؤ کے متعلق سوال کیا تو حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے کہا:

مسلمانوں نے اس وقت حلب کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ قلعے میں روم کے بڑے سرداروں میں شمار ہونے والا ایک سردار محصور ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی محصور ہیں۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

ان لوگوں نے پوچھا: اے عبداللہ ابن قرط رضی اللہ عنہ! قلعے میں محصوز لوگ دیگر لوگوں کی طرح ہمارے ساتھ صلح کیوں نہیں کر لیتے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔

یوقنا کی بہادری کا اعتراف

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عرب کی جماعت! یرموک کے واقعہ کے بعد ہم نے یوقنا سے زیادہ بہادر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ہمارے بہت سے لوگ اس نے شہید کر دیئے ہیں۔ اور وہ موقع ملتے ہی لشکر کے کسی جانب سے حملہ کر کے قتل و غارت گری کر کے اپنے قلعہ کی طرف فرار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات رات کی تاریکی میں پہرے لگوا دیتا کہ کوئی شخص بھی کھانے پینے کا سامان لائے تو حملہ کر کے اس کی سواری اور مال و متاع چھین لیتا ہے۔ پھر اسی طرح قلعے میں بھاگ جاتا ہے۔

ہم کو اس کی مکاری کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس لئے مسلمان اس کا محاصرہ تو کئے ہوئے ہیں مگر ہر وقت خوف و ہراس ان پر مسلط رہتا ہے۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو لوگ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن رہے تھے ان میں ملوک کندہ کے بنی طریق کا ایک غلام بھی تھا جو یہ ساری باتیں سن اور سمجھ رہا تھا۔

اس غلام کو دامس کہا جاتا تھا جب کہ اس کی کنیت ابوالھول تھی۔ اس کا نام اور اس کی کنیت دونوں مشہور تھے۔ سیاہ رنگ ایسا تھا کہ وہ چمکتا تھا قد اس قدر لمبا گویا تناور کھجور کا درخت ہو۔ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین پر گھسیٹتے اور اگر دراز قد اونٹ پر سوار ہوتے تو اس کے پاؤں اونٹ کے گھٹنوں تک جا پہنچتے۔ آپ شہسواری اور بہادری میں مشہور تھے۔ کندہ کے شہروں اور حضر موت کی وادیوں میں، پہاڑوں اور گردونواح کے رہنے والوں میں ان کی بہادری کے خوب تذکرے تھے۔ بدوی لوگ اس کے مقابلہ کرنے سے خوف کھایا کرتے تھے۔ شہروں میں اگر کسی کا مال لیتا تو کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوتی کہ کون آیا اور کدھر کو گیا؟ اگر دوڑنا شروع کر دیتا تو تیز رفتار گھوڑا بھی اس کو نہ پہنچ پاتا۔ مختصر یہ کہ جب محفلوں میں اس کا ذکر ہوتا تو اس کی بہادری، بلند ہمتی اور طاقت پر لوگ تعجب کا اظہار کرتے۔

دامس ابوالھول نے جب حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے یوقنا اور مسلمانوں کے متعلق سنا تو قریب تھا کہ وہ غیض وغضب کی وجہ سے پھٹ پڑتا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن قرط سے کہا: اے عربی بھائی! مبارک ہو، خدا کی قسم! میں ایسی جدوجہد کروں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں انہیں رسوا کر دے گا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے جب حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی جوشیلی گفتگو سنی تو حقارت کی نظر سے ان کی طرف دیکھا اور کہا:

اے سیاہ فام جوڑے کی اولاد! تو نے تو ایسی بات کہہ دی جس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ایسی چیز طلب کرنے لگا ہے جس کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ تیرا ناس ہو، کیا تو نہیں جانتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ کتنے ہی مسلمان شہسوار اور بہادر قسم کے جوان اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ بارہا دفعہ اس سے لڑائی بھی ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود یوقنا ختم کرنے کی کسی میں طاقت پیدا نہیں ہو سکی۔ جب تو اپنی غلامی کی طرف کو دیکھ تو کس طرح یہ سب کچھ کر لے گا۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو غصے میں آ کر کہا۔

اے عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر بھائی چارے کا رشتہ نہ ہوتا تو رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل میں تیرے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دیتا۔ میرے ان ساتھیوں سے میرے متعلق دریافت کر کے دیکھو۔ اس کے بعد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح اور کس انداز میں میرے تذکرے کرتے ہیں۔ عقلیں حیران رہ جائیں گی۔ سینے تنگ ہو جائیں گے۔ کتنے ہی لشکر میرے سامنے آئے اور میں نے ان کا تنہا مقابلہ کیا اور کتنی بار جماعتوں کو میں نے منتشر کر دیا۔ محافل میں میری وجہ سے ہل چل مچ جاتی ہے۔ کسی ہمسائے نے مجھ کو کبھی تکلیف دینے کی ہمت نہیں کی۔ آج تک کسی جگہ مجھ کو عار اور شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں ایسا نوجوان ہوں جو جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ تو کرتا ہے مگر فرار کی راہ اختیار نہیں کرتا۔ یہ کہتے ہی حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کو چھوڑا اور آگے بڑھ گئے اور لشکر کے آگے آگے چلنے لگے۔

لشکر میں شامل افراد کی دامس کی جرأت و بہادری کی گواہی

لشکر میں جانے والے افراد نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عربی بھائی! آپ رضی اللہ عنہ نرمی اختیار کریں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص سے گفتگو کی ہے جو واقعی دوری کو بہت نزدیک محسوس کرتا ہا۔ اور سخت مشکلات کو بھی آسان بنادیتا ہے۔ یہ شخص بہادری، جرأت اور شجاعت میں یکتائے روزگار ہے۔ اور لوگوں کے اس کے مقابلے میں جانے جرأت نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے بہادر اس سے خوفزدہ ہوتے تھے۔ اگر جنگ کو نکل جائے تو یہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ابتداء کون کرے گا۔ بلکہ یہ خود ہی مارنے میں پہل کردیتا ہے۔ جو ایک دفعہ اس کے مقابلہ میں آ گیا اس کو فرار ہونے کا موقع نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کی گفتگو سنی تو ان لوگوں سے کہا: تم لوگوں نے تو اس کی صفات کو بیان کرنے میں اطناب سے کام لیا ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں مسلمانوں کے لئے بھلائی اور کشادگی پیدا کرے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگ اسی طرح گفتگو کرتے ہوئے جلدی جلدی آگے بڑھنے لگے۔ آخر کار شہر حلب میں حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ قلعہ کے اردگرد محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

یمن اور حضرموت کے قبائل کی حلب آمد

اسلامی لشکر جب حلب شہر میں داخل ہوا تو محاصرہ کرنے والوں کے سامنے جا پہنچا تو انہوں نے اپنی جنگی زیب وزینب کا اظہار کیا۔ ہاتھوں میں تلواریں سونت لیں، نیزے بلند کر لئے۔ نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل کی آوازیں بلند کرنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگے۔ دوسری طرف جب محاصرہ کرنے والوں نے نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل کی آوازیں سنیں تو ہر طرف سے اس کا جواب دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کا استقبال کرتے ہوئے ان کو سلام کیا۔

ان لوگوں نے سلام کا جواب سلام سے دیا اور اس ہر گروہ اپنے اپنے قبیلوں اور ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔

یوقنا کا حملہ اور حضرت دامس رضی اللہ عنہ

اگرچہ یوحنا سب سے سخت محاصرے میں گھا جب بھی اس کو موقع ملتا تو وہ مسلمانوں پر حملہ کردیتا۔ وہ کھل کر لڑائی نہ کرتا تھا۔ دن کو وہ تو بالکل لڑائی کی جسارت نہ کرسکتا تھا۔ اس کا اکثر حملہ اس وقت ہوتا جب لوگ ادھر ادھر دکھائی نہ دیتے۔ کملک کے آنے والے لشکر نے جب پڑاؤ ڈالا تو اسی رات قبیلہ طئ شنیس، بہان، کندہ اور حضرموت نے جب سخت محاصرہ اور مسلمانوں کا خوف وہراس دیکھا تو حضرت دامس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کی قسم! تم لوگوں نے بہت سخت محاصرہ کر رکھا ہے۔ ساتھیوں نے جواب دیا: کیوں نہ کریں؟

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے کہا؛ دشمن تو قلعے کے اندر محصور ہے اور تم لوگ کشادہ زمین میں ہو، وہ تمہارے مقابلے میں تو کوئی آدمی بھی نہیں تو یہ خوف وہراس آپ پر کس لئے چھایا ہوا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ابوالھول رضی اللہ عنہ! قلعے میں محصور قائد ایک سردار ہے جو نہایت ہوشیار اور چالاک ہے۔ ہر ہر لمحہ ہماری غفلت کے انتظار میں رہتا ہے۔ اور موقع ملتے ہی ہم پر حملہ کردیتا ہے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک آہ وبکا کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ یہ آوازیں مسلمانوں کے لشکر سے آرہی تھی۔ شور بلند ہونا شروع ہوا تو حضرت دامس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، ہاتھ میں تلوار اٹھائی، کندھے پر ڈھال رکھی اور جس طرف سے یہ آوازیں آرہی تھیں اس جانب چل دیئے جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ

یوقنا اپنے پانچ سو ساتھیوں سمیت مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ یوقنا کے ساتھ ایسے افراد تھے جو شیروں کی طرح پچھاڑ رہے تھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے لشکر کو درہم برہم کر دیا۔

حضرت دامس ؓ نے جب یہ حالات دیکھے تو رومیوں کے درمیان جا گھسے اور یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔

انا ابو الهول واسمي دامس	اكر في جمعهم مداعس
ليث هزبر بطل ممارس	مدمر كل عدو ناكس

(میں ابوالھول ہوں اور میرا نام دامس ہے میں ان کی جمعیت پر حملہ کرتا ہوں۔ میں شیر ہوں، بہادر ہوں کہ دشمن کی صفوں کو تہہ و تیغ کر دوں گا۔)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت دامس بن ابوالھول ؓ نے شعر پڑھتے ہوئے تلوار اٹھائی اور خوب بہادری کے جوہر دکھائے۔ آپ ؓ کے ساتھ بنی طریق کے بہادر شہسوار کی ایک جماعت بھی تھی۔

یوقنا نے جب ملاحظہ کیا کہ اس کے پیچھے تو غضب کا قہر نازل ہو چکا ہے۔ اس کے دو ساتھی قتل بھی ہو چکے ہیں اور حضرت دامس ؓ مسلسل ان پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھتے ہی قلعہ کی طرف بھاگ گیا۔

حضرت دامس ؓ نے بھی اس کا تعاقب کیا اور آگے بڑھتے رہے۔ قبیلہ کندہ کے لوگ بھی آپ ؓ کے ساتھ تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جب ان کو یوقنا کے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا تو آواز دے کر فرمایا: میری طرف سے تم کو قسم ہے اس قدر تاریک رات میں کوئی شخص بھی دشمن کا تعاقب نہ کرے۔

امیر لشکر اسلامی کا حکم سنتے ہی لوگوں نے کہا: اے ابوالھول! امیر نے ہم پر قسم ڈال دی ہے۔ اب لوٹنا واجب ہے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے واپس لوٹ جاؤ۔ حضرت دامس ؓ نے سواری کا رخ موڑتے ہوئے اپنے خیمے کی طرف لوٹ آئے۔ آپ ؓ کے ساتھی بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ قبیلہ کندہ سخت جدوجہد کرنے کے سبب بلاء حسنہ میں مبتلا ہوا تھا۔

صبح لوگ نماز کے لئے جمع ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امراء المسلمین کے علاوہ تمام لوگ ادھر ادھر چلے گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اور آپ ؓ کے امراء کے درمیان گزشتہ رات ہونے والے معرکہ کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ آپ کا مقام و مرتبہ بلند کرے۔ میں نے کندہ والوں کو بلاء حسنہ میں مبتلا دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی بہادری اور ثابت قدمی بھی دیکھی۔ انہوں نے اس وقت تک ثابت قدمی کا مظاہرہ کیے رکھا جب تک کفر کے حامیوں کو بھگا نہ دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے ابو سلیمان! آپ ؓ نے بالکل صحیح کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! قبیلہ کندہ کے لوگ نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے ہیں اور میں نے ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ دامس ؓ بہت بہادر شخص اور نہایت جری اور دلیر انسان ہے۔ کندہ کے رؤساء میں سے ایک شخص نے جب یہ سنا تو وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے سامنے کھڑا ہو گیا جس کا نام سراقہ بن مرداس بن مکرب تھا اس نے کہا:

جس شخص کا آپ نے نام لیا وہ واقعی ایک بہادر شخص ہے جو بڑے بڑے بہادروں پر چھا جاتا ہے۔کل شام جب کمک میں اانے والے لشکر میں بنی ظریف کا غلام ہے۔اس کو گروہ کے گروہ بھی بچھاڑ نہیں سکتے۔اور نہ کوئی غارت گری اس کو کسی مصیبت میں ڈال سکتی ہے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم سراقہ بن مرداس کا اپنے غلام کے متعلق گفتگو سن رہے ہو۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہوسکتا ہے یہ اپنی بات میں سچا ہو۔میں بھی دامس رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت اور اس کے علاوہ اس کی بہت زیادہ تعریفیں سن چکا ہو۔نعمان بن عشیرہ مہری نے مجھ کو بتایا کہ دامس نے اکیلے سمندر کے ساحل پر ان کے ستر افراد پر غارت گری کی تھی۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی بہادری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ جس نے یہ خبر دی وہ بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جس قبیلہ پر غارت گری ہوئی تھی۔ غارت گری کرنے والا یہی دامس رضی اللہ عنہ تھا۔جس نے اس قوم کی کسی زیادتی کا انتقام لینے کا فیصلہ کیا تھا اور وہ لوگ اس کے شر سے خوفزدہ تھے۔ان لوگوں نے اپنا مال ومتاع فدیہ کے طور پر دے کر پہاڑوں کی طرف نقل مکانی کر گئے۔اور وہ لوگ دامس سے ڈر کر سمندر کے ساحل پر قیام پذیر ہو گئے۔دامس ہر وقت ان کی خبر لیتا رہتا اور ان کے قیام کرنے کی جگہ کے بارے میں معلوم کرتا رہتا۔جب ان لوگوں کے سمندر کے ساحل پر قیام پذیر ہونے کی اس کو خبر ملی تو دامس اپنے قبیلے کے پاس آیا اور اس قوم سے انتقام لینے کی فریاد کی لیکن کسی نے بھی اس بات نہ سنی اور کوئی بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوا۔

دامس پہاڑی راستوں میں سے ہر آسان اور مشکل راستے سے اچھی طرح واقف تھا۔

جب دامس قوم کی طرف سے بالکل مایوس ہو گیا تو وہ اپنے خیمے میں گیا، کپڑوں کی گٹھڑی کندھے پر رکھی اور چل پڑا۔لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور اپنے ساتھ کیا لے کر جا رہا ہے۔

دامس نے کہا: اے میری قوم! میں تو بنی شعر پر حملہ کرنے کے ارادے سے جا رہا ہوں تا کہ میں ان سے انتقام لے کر اپنے او پر سے عار اور شرمندگی کو دور کر سکوں۔

قوم کے بزرگوں نے یہ سنا تو کہا: ہم نے ہر کام ہی عیب دیکھا ہے۔کیا تو جانتا ہے کہ بنی شعر کے ستر افراد ہیں۔؟ تو اکیلا ان ستر آدمیوں سے انتقام کس طرح لے پائے گا؟ ہم لوگوں نے تو ابھی تک کوئی ایسا نہیں دیکھا جو ایک آدمی ستر آدمیوں کا مقابلہ کر سکے۔ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تو حملے کا نام لے کر جا رہا ہے۔لیکن تیرا ارادہ ''جواذ'' کے ہاں جانے کا ہو۔

جواد، حضارمہ کے بنی حیاس قبیلہ کی لونڈی تھی اور حضرت موت کے قریب ہی ایک گاؤں میں رہتی تھی جس گاؤں کا نام اسفل تھا۔دامس اس سے عشق ومحبت کرتا تھا۔جنگ وجدال وغیرہ میں جو بھی گھوڑے، اونٹ اور مال ومتاع وغیرہ اس کو ملتا وہ سب مال ومتاع اس کو دے دیتا۔مال ودولت کی فراوانی اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔تھوڑا بہت مال دے کر راضی نہ ہوتا تھا اور نہ زیادہ مال دے کر اس کا دل سیراب ہوتا تھا۔

اسی لئے اس بار بھی لوگوں نے ایسا ہی خیال کیا کہ بنی شعر سے انتقام لینے کا نام لے کر یہ سامان کی گٹھڑی اٹھائے اپنی اسی

معشوقہ کو ملنے جا رہا ہے۔

دامس نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہارا خیال باطل ہے۔ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میں جو کرنا چاہتا ہوں وہ سچ ہے اور وہ یقین پر مبنی ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قوم کے بزرگوں نے یہ سنا تو دامس کو چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا۔ دامس قوم کی چراگاہ میں گیا اور وہاں سے سواری کے لئے اونٹنی پڑی، تلوار اور ڈھال ہاتھوں میں لے کر کپڑوں کی گٹھڑی اپنے نیچے رکھی اور ایک رات لگاتار کر سفر طے کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری وقت آیا تو وہ جنگل کی ایک طرف مڑا اور وہاں پہنچ کر اپنی اونٹنی کو بٹھایا، سامان وغیرہ اتار کر اونٹنی کی مہار اس کی ٹانگوں سے باندھ دیا تاکہ وہ ادھر ادھر چرتی پھرتی رہے۔ اور خود کو پتھروں میں چھپا لیا اس لئے کہ قوم اس کے قریب ہی تھی۔ اور گھومتے گھماتے اس طرف نہ آ جائیں۔ اس لئے وہ اگلا سارا دن ان پتھروں میں چھپا رہا۔

جب دوسرا دن کی رات تاریکی نے ہر طرف اپنی چادر پھلائی تو اس نے اونٹنی بٹھائی کپڑے وغیرہ لے کر اس اونٹنی پر سوار ہوا اور قوم کی طرف چل پڑا۔ جب قبیلے کی آگ جلتی ہوئی نظر آنے لگی تو اس نے اونٹنی کو ایک طرف موڑ دیا اور قبیلے کے سامنے پہاڑی کی اونچی جگہ چڑھ گیا۔ جس جگہ گھنے درخت تھے۔ وہاں پہنچ کر اس نے اونٹنی کو بٹھایا پھر ایک درخت سے باندھ دیا تاکہ وہ بلبلائے تو اس کی آواز قبیلے تک نہ پہنچ پائے۔ اس کے بعد اس نے کپڑوں سے بندھی ہوئی گٹھڑی کھولی او اس سے کپڑے نکالے۔ اس کے بعد ایک درخت کی طرف بڑھا اور انسانی قد کے برابر سیدھی لکڑی توڑ کر لایا۔ لکڑی پتھروں کے درمیان نسب کر کے اس پر تہبند اور دیگر کپڑے ڈال دیئے۔ اس طرح اس نے چالیس لکڑیاں کھڑی کر دیں۔ خود سرخ اور خوانی لباس پہن لی۔

یہ سارے کام مکمل کرنے کے بعد وہ بلندی سے نیچے اترا اور قبیلے کے اردگرد گھومنے لگا، کوئی تدبیر سوچنے لگا کہ کس طرح ان کے ساتھ مکاری اختیار کی جائے۔ رات کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا صبح تک جیسے ویسے انتظار کرتا رہا صبح ہوتے ہی ساحل کی طرف چل پڑا اور قبیلے کے پاس پہنچ کر آوازیں لگانے لگا تمہاری موت آ پہنچی ہے۔ میں ابوالھول ہوں تمہاری صبح تمہارے لئے وعیدیں لے کر طلوع ہو چکی ہے۔ اب بر و بحر تمہاری ہلاکت کے انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آواز لگائی۔ اے آل ظرفی! اے آل کنہد! انتقام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

بنی ظریف پر دامس کا حملہ کرنا

دامس کی آوازیں سن کر قوم میں ہلچل مچ گئی۔ قوم کے مرد آپے سے باہر ہو گئے۔ عورتوں نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ لوگ ڈر کے مارے گھروں سے نکلے اور بھاگ نکلے۔ جب لوگ بھاگنے لگے تو دامس نے ان کا پیچھا کیا جب لوگوں نے دامس کو دیکھا کہ وہ اکیلا ہے تو ایک دوسرے کو جوش دلاتے ہوئے اس کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ دامس چونکہ اکیلا تھا اور اس کے پیچھے اس کا کوئی حامی نظر نہ آیا، تو لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حملہ کر دیا۔ دامس بھی ان پر حملہ آور ہو گیا اور ایک ایک کر کے قتل کرنے لگا۔

قوم کے لوگوں نے جب اس کی بہادری اور طاقت، بلند ہمتی اور دامس کی ثابت قدمی ملاحظہ کی۔ تو انہوں نے اونچی جگہ پر چڑھنے کا عزم کر لیا۔ تاکہ پیچھے سے آ کر اس پر حملہ کیا جائے۔ دامس نے جس وقت ان کے ارادہ کو دیکھا تو جان لیا کہ وہ تو اس

طرف جا رہے ہیں جس جگہ اس نے ان کو دھوکہ دینے کے لئے کپڑے اور لکڑیوں کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ اس کو خوف لاحق ہوا کہ وہ لوگ اس کی چال سے خبردار نہ ہو جائیں۔ پس وہ جلدی جلدی سے اس بلندی کی طرف چڑھنے لگے۔

دامس ان سے پہلے ہی بلندی پر چڑھا اور ان کے آگے آگے جا کر کھڑا ہو گیا اور لکڑیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

اے اہل کندہ! اے آل ظرفی! لوگوں کا دفاع کرو۔ وہ لوگ تمہاری طرف آ رہے ہیں۔ تم لوگ ان پر ہرگز حملہ نہ کرنا بلکہ تمہاری طرف سے میں اکیلا ہی ان کو کافی ہوں۔ اگر تم لوگ مجھ کو مغلوب دیکھو تو پھر تم بھی حملہ کر دینا۔

بنی شعر نے مدمقابل انسانی شکل میں کھڑی کی گئی لکڑیاں دیکھیں تو گھور گھور کر ان کو دیکھنے لگے۔ صبح کی سفیدی میں انہوں نے جب کپڑوں کو دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ بنو کندہ اور آل ظریف کے لوگ ہیں۔ یہ دیکھتے ہی وہ سمندر کے ساحل کی طرف دوڑے۔

دامس نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو آوازیں دیں۔ اے لوگو! اپنی جگہ کھڑے رہو۔ میں تم کو قتمس دیتا ہوں! اپنے قبیلے کی طرف سے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ لیکن بنو مہرہ نے ایک نہ سنی اور اپنی ایڑیوں کے بل بھاگ نکلے۔ کسی نے اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا، کسی نے آل اولاد کو، کسی نے اپنی باندیوں کو اور جتنا سامان وہ اٹھا سکتے تھے اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

دامس بنو مہرہ کے قبیلے کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہاں صرف غلام، بچے اور بوڑھے اور کمزور ہی باقی رہ گئے تھے۔

دامس نے اونٹ اکٹھے کرنے کا حکم دیا، وہاں جو سامان موجود تھا اس کو اونٹوں پر لادا اور اس کے بعد فریب کے لئے تیار کی ہوئی لکڑیوں کے پاس آیا۔ وہاں سے کپڑے وغیرہ اتارے اور سب کچھ لے کر واپس اپنی قوم کے پاس آ گیا۔ لوگوں نے جب اس کا کارنامہ دیکھا تو وہ حیران و ششدر رہ گئے۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زبانی دامس کی بہادری کی داستان سنی تو سراقب بن مرداس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دامس کو میرے پاس بلا کر لے آؤ تاکہ میں بھی دیکھوں اور اس کی باتیں از خود سنوں۔ سراقہ بن مرداس امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت دامس کو بلا کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم ہی دامس رضی اللہ عنہ ہو؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں میں ہی دامس ہوں۔ اللہ تعالیٰ امیر کا مقام و مرتبہ بلند کرے۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ تمہارے بارے میں عجیب و غریب واقعے سننے کو ملے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم واقعی اس کے اہل ہو کیونکہ تم نہایت جری محسوس ہوتے ہو۔ لیکن یاد رکھو! تم ہمیشہ آسان راستوں والے شہروں میں لڑتے رہے ہو۔ پہاڑوں اور قلعوں میں دشمن کے ساتھ تمہارا واسطہ نہیں پڑا۔ مجھ کو جو واقعہ سنایا گیا ہے اس میں تم نے واقعی دلیری اور جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بہر حال اب یوقنا سردار کے متعلق ذرا ہوشیاری سے کام لینا اور خود پر نرمی برتنا۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ امیر کی شان میں اضافہ فرمائے۔ میں نے بنو مہرہ کے لوگوں سے لڑائی کی ہے اور

ان کا ساز وسامان وغیرہ بھی حاصل کیا۔ اس جگہ کتنی دشوار گزار گھاٹیاں، پہاڑ اور پتھریلے راستے تھے۔ تو کیا یہ قلعہ اس پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کافی باریک بین لگتے ہو۔ بتاؤ اس قلعے کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے؟

دامس رضی اللہ عنہ کا خواب فتح کی علامت ہے

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جب میں لشکر کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف آرہا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیسا خواب دیکھا تھا آپ نے؟ اللہ تعالیٰ تجھ کو بھلائی دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ میں اپنی قوم کے ساتھ کسی معرکے میں جارہا تھا۔ میں اپنی قوم سے کافی پیچھے رہ گیا اس لئے ان کے ساتھ ملنے کے لئے جلدی جلدی چلنے لگا۔ اسی دوران جب میں قوم کے لوگوں سے ملا تو وہ حیرانگی کے ساتھ وہاں کھڑے ہوئے تھے۔ وہ نہ آگے جارہے تھے اور نہ پیچھے مڑ رہے تھے۔

میں نے قوم کے لوگوں سے کہا: ہمارے راستے کی طرف حائل ہونے والے پہاڑ کی طرف دیکھ ہو کیا؟ اس میں سے آگے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

میں نے ان لوگوں سے کہا: پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ میں شگاف نظر آیا ہے۔ وہاں سے نکل چلو۔

لوگوں نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اس میں بھی نکلنے کی کوئی جگہ ہی نہیں۔

میں نے پوچھا: وہ کس لئے؟

لوگوں نے کہا: کیونکہ اس شگاف میں ایک اژدہا بیٹھا ہے جو شخص بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی افراد اور گروہوں کو اس نے ہلاک کر دیا تھا۔

دامس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اگر تم سب مل کر حملہ کر دو تو پھر بھی تم اس کو قتل نہیں کرسکو گے؟

لوگوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی اس کام کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کی سانسوں کے ساتھ آگ نکل رہی ہوے۔

دامس کہتے ہیں میں نے کہا: سانپ کے ایک طرف سے کوئی راستہ تلاش کرلو۔

لوگوں نے کہا : ہم سے یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ سانپ اتنا جسیم ہے کہ پورے شگاف کو اس نے پر کیا ہوا ہے۔

دامس کہتے ہیں۔ میں نے قوم کو چھوڑا اور کوئی راستہ تلاش کرنے کی جستجو کرنے لگا۔ میں نے بہت تنگ گزر راستہ دیکھا تو اس میں پھنستا پھنستا بڑی مشکل سے اس اژدہے کے پیچھے جا پہنچا اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر میں اپنی قوم کے پاس گیا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ نہایت جدوجہد اور کوشش کے بعد میری قوم اپنی منزل مقصود تک پہنچی۔ لیکن دشمن سے بالکل محفوظ رہی۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں خواب سے بیدار ہوا تو بہت کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے دامس رضی اللہ عنہ! تو نے بہت عمدہ خواب دیکھا ہے۔ تیرا خواب تو مسلمانوں کے لئے خوشخبری وبشارت ہے۔ اور دشمنوں کے لئے رسوائی اور ذلت کا سامان ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے دامس رضی اللہ عنہ! اپنی جگہ جا کر بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں اعلان

کرادیا اور جب تمام لوگ اکٹھے ہو گئے، سرداران قوم اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، فتح ونصرت آگئی ہے۔ ہم بہت جلد کامیابی حاصل کرلیں گے اور بہت جلد کفر نیست ونابود ہو جائے گا۔

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اپنے بھائی دامس رضی اللہ عنہ کا خواب سنو۔ اس میں عبرت حاصل کرنے والے کے لئے عبرت ہے اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلم سرداروں نے بڑی توجہ سے یہ خط سماعت کیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام ہوں۔ اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تمام تعریفیں۔ اس نے اپنی کتاب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا دشمنوں پر غلبہ رہے گا۔ اور مسلمان اپنی مراد میں کامیاب وکامران رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی منت

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے منت رنذر مانی ہے کہ اگر اس قلعے کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اپنی طاقت کے مطابق خیر خواہی میں کثرت کروں گا۔

اب میرے دل میں یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ میں اس قلعے کو اور اس قلعے میں موجود ہر چیز پر ضرور فتح حاصل کرلوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تمام طاقتیں اور قوتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بہت بلند واعلیٰ ہے۔

اس غلام کے خواب نے مجھ کو فتح ونصرت کی خوشخبری دی ہے۔

بعدازاں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے گھٹنے کو حرکت دیتے ہوئے فرمایا: اے دامس! اپنے بھائیوں کو اپنا خواب سنائیں۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہا: میں نے خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اول تا آخر ساری خواب سنادیا۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا خواب لوگوں نے سنا تو مسلمانوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر لشکر اسلامی! ہم نے دامس کا خواب سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا ہے مگر اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ تنگ اور تاریک راستوں اور گھاٹیوں کے درمیان جس بلند وبالا پہاڑ کا تم نے تذکرہ سنا وہ دین اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اژدہا جس کو لوگوں نے دیکھا پھر اس پر حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا حملہ کر کے اس کو مار دینا۔ وہ ایک اچھی چیز ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کے لئے کامیابی اور کشادگی کا راستہ کھول دے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خواب کی تعبیر سن ہر لوگ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اور عرض کی:

اے امیر لشکر اسلامی! اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ ظاہری طور پر اور باطنی طور پر ہر حال میں پرہیزگاری کا مظاہرہ کرو۔ اس کے بعد دشمنوں کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے تدبیر سوچو۔ اور مشکلات پر صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے!

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم خیموں کی طرف جاؤ اور اپنی جنگی آلات کو تیار کرو۔ اور تم کو مزید اب کسی اسلحہ کی ضرورت نہیں ہے۔ صبح ہوتے ہی دشمن پر حملہ کر دوں گا۔ اگر کوئی رائے میرے سامنے پیش کی گئی تو الگ بات ہے، اس صورت میں حملہ موخر بھی کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ میں اہل الرائے کی رائے اور مشورہ کے مقابلہ میں اپنے اجتہاد پر عمل نہیں کرتا۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی لوگوں نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ آپ کو خیرخواہی کی توفیق عطا فرمائے اور دشمنوں پر غلبہ عطا فرمائے۔ بے شک وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے جو چاہے کرسکتا ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم کے بعد تمام لوگ اپنے خیموں میں چلے گئے، اس کے بعد کوئی تو اپنی تلوار تیز کرنے میں مصروف ہے تو کوئی جنگ آلات کو صاف کرنے میں لگا ہے۔ کوئی اپنی زرہ کو درست کرنے میں مصروف ہے اور کوئی تیر کمان تیار کرنے لگا۔ یوں باقی دن اسی طرح تیاریوں میں گزر گیا۔

جیسے ہی صبح ہوئی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ جب وہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے خوش نصیب نوجوان! اس قلعے کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے؟ تمہارے خیال میں ہمیں کون سا حیلہ اختیار کرنا چاہئے۔؟

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! قلعہ اس قدر اونچا اور مشکل ترین ہے کہ گروہ کے گروہ بھی عاجز آجائیں گے۔ اور قاصد بھی محصور لوگوں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

جنگ کے خوف سے محصور لوگوں کے دلوں میں ذرا برابر بھی تنگی نہیں آئے گی۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے غور فکر کر کے ایک حیلہ سوچا ہے۔ جو بہت جلد میں آپ پر ظاہر کروں گا یا محصور لوگوں کو بہت بڑی مشکل میں ڈال دوں گا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میرے حیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم کو فتح سے سرفراز فرمائے گا۔ اور محصور لوگوں کے حالات بدل جائیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی سے اس شہر اور قلعہ کے مالک بن جائیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے دامس رضی اللہ عنہ! وہ کون سی حیلہ سازی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر لشکر اسلامی! شر اور تکلیف دینے والی باتوں کو کس طرح صیغہ راز میں رکھنا چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جو اپنے راز کی حفاظت کرتا ہے وہ کامیابی حاصل کرتا ہے۔

کہا گیا ہے: سب سے پہلے یہ جملہ دامس رضی اللہ عنہ کے بولا تھا جو عد میں لوگوں کے لئے مثال بن گیا: "ومن کتم سرہ کانت الخیرۃ فیما لدیہ" (جو اپنے راز کو چھپالیتا ہے گویا کامیابی اس کے قدم چومتے تھے)

مسلمانوں کی حیلہ سازی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو کس چیز کی ضرورت ہے اور تم کس چیز پر اعتماد کر سکتے ہو؟

دامس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اپنے لشکر کے جملہ سپاہیوں کو ساتھ لے کر قلعے کے سامنے پڑاؤ ڈالیں تا کہ ان کے دل میں خوف ودہشت پیدا ہو۔ اس کے بعد میں اپنی چال کی ابتداء کروں گا۔ مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تمام طاقتیں اور قوتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اعلیٰ عظیم ہے)

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب لشکر نے قلعے کے سامنے پڑاؤ ڈالا تو نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند ہونا شروع ہونے لگے۔ اسلحہ کی نمائش کر کے دشمنوں کے دلوں میں خوف و ہراس پھیلانے لگے۔

یوقنا اور اس کے ساتھیوں میں خوف و ہراس

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محصور لوگوں نے جس وقت اسلامی لشکر کو دیکھا تو وہ ڈر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس قدر رعب ودبدبہ ڈال دیا کہ ان کے قلعے میں ہلچل پیدا ہونے لگی۔ محصور لوگوں کے اکابرین نے مل کر مشورہ کیا کہ اب کیا کاروائی کی جائے؟ بعض لوگوں نے کہا: ہم کو مقابلے کے لئے نکلنا چاہئے۔ بعض لوگوں نے کہا: ہم کو قلعہ کے اندر بیٹھے رہ کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ مسلمان کسی طرح بھی ان پر قابو نہیں آسکتے تھے۔ لہٰذا تمام لوگوں کی متفقہ پالیسی یہی قرار پائی کہ ہم کو قلعہ کے اندر رہتے ہوئے جنگ کو جاری رکھنا چاہیے۔ اس لئے رومی قلعہ کی دیواروں اور برجوں پر چڑھ گئے اور پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ اس طرح کرتے ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر گئی۔ دوسری طرف دامس رضی اللہ عنہ بھی اپنی حیلہ سازی میں مصروف عمل تھا۔ یوں اسی طرح پینتالیس دن گزر گئے۔ اس کے بعد حضرت دامس رضی اللہ عنہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیر! میں نے یہ حیلہ استعمال کیا مگر میرے ہاتھ ابھی تک کوئی کامیابی نہیں آئی۔ ایک اور حیلہ ہے جس کے متعلق میں غور و خوض کرتا ہوں۔ اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ضرور دشمن کے خلاف مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔

ایک کے بعد دوسری تدبیر

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تدبیر تمہارے ذہن میں ہے۔

دامس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تیس سپاہی میری قیادت میں دیں اور ان کو حکم دیں کہ وہ میری اطاعت کریں اور جس کام کا میں ان کو حکم دوں وہ اس پر بغیر کسی اعتراض کے عمل کریں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابھی ایسا کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تیس بہادر سپاہیوں کو بلایا جب وہ سپاہی آگئے تو ان کو حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دے دیا۔ اور ان سے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں دامس رضی اللہ عنہ کو تمہارا سردار بناتا ہوں اور تم کو حکم دیتا ہوں کہ ان کی اطاعت کرنا اور ان کا ہر حکم خوشی خوشی سے قبول کرنا۔

میں نے ان کو اس لئے ان کو سردار نہیں بنایا ہے کہ اس کا حسب ونسب تم لوگوں میں سے اعلیٰ ہے یا وہ بہادری اور جنگی

مہارت کا حامل ہونے میں تم لوگوں سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔تم میں سے کوئی بھی شخص یہ بات ہرگز نہ کہے کہ میں نے دامس رضی اللہ عنہ کو تم پر سردار بنا کر تم کو حقیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جنگی تدابیر کے پیش نظر نہ ہوتیں تو سب سے پہلے تم میں سے میں خود اس کے ساتھ چلتا۔ مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ضرور فتح عطا فرمائے گا۔ پس تم سب اس کے ساتھ جاؤ۔

امیر لشکر اسلامی کا حکم سنتے ہی سب نے نے کہا: ہم کو اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہم لوگوں سے زیادہ مقام و مرتبہ والے ہیں۔ اور ہماری خیر خواہی طلب کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا پہلا حکم ہی ہمارے دلوں میں اثر کر چکا ہے۔ ہم ضرور ان کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے اور اگر آپ کسی دوسرے کو بھی ہمارا سردار مقرر کر دیں تو پھر بھی ہم آپ کی اطاعت کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی حفاظت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اطاعت و فرمانبرداری اور حکم کی تعمیل سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ جس کو ہمارا سردار مقرر فرمائیں اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

سپاہیوں کی گفتگو اور امیر لشکر اسلامی کی خوشی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب اپنے سپاہیوں کی گفتگو سنی تو خوش ہو گئے اور ان پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ان کو دعائے خیر سے نوازا۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! میرے دل میں امید پیدا ہو رہی ہے کہ اس نیک غلام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ ضرور ہمیں اس قلعہ میں فتح فرمائے گا۔ کیونکہ یہ شخص نہایت باریک بین اور اچھی بصیرت کا حامل ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اس شخص پر اعتماد کرو اور تم اس بات سے اچھی طرح واقف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو مسلمانوں کے عرب سرداروں اور معزز قبیلوں پر سردار متعین کیا تھا۔

اس کے بعد سیدنا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دامس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے دامس رضی اللہ عنہ! اب آپ رضی اللہ عنہ کا کیا خیال ہے؟

دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اسی وقت آپ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر یہاں سے ایک فرسخ کے فاصلے پر جا کر پڑاؤ ڈالیں۔ پڑاؤ ڈالنے کے بعد آپ لشکر والوں کو حکم دیں کہ کوئی شخص بھی ادھر نہ جائے اور جتنا بھی ہو سکے خود کو ان لوگوں سے چھپا کر رکھیں۔ یا جن افراد پر آپ رضی اللہ عنہ کو اعتماد ہو ان کو نصیحت کریں کہ وہ ہمارے حالات معلوم کرنے کے لئے ادھر ادھر پھرتے رہیں۔ لیکن کسی کو ان کے اور ہمارے معاملے کے متعلق کوئی خبر نہ ہونی چاہیے۔ ہاں ایک اور اہم ترین بات وہ یہ کہ جو جاسوس جو ہماری نقل و حرکت کے لئے متعین ہوں ان کے پاس خنجر کے سوا کوئی ہتھیار نہ ہو۔ جس وقت وہ جاسوس ہمارا دشمن پر حملہ کرنا دیکھیں تو فوراً آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دیں۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ آملیں گے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے محسوس فرمالیا کہ دامس انتہائی ذہین اور اچھی رائے اور عمدہ بصیرت کا حامل ہے۔ پھر دامس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ رضی اللہ عنہ کے زیر فرمان تھے اور ان کو فرمایا:

اے عرب کے شہسوارو! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی برکتوں سے نوازے۔ لشکر کے کوچ کرنے سے قبل ہی ہم نکلتے ہیں اور ہم اس وادی میں کہیں جا کر چھپ جاتے ہیں۔ تاکہ رومی ہم کو دیکھ نہ پائیں۔ جب لشکر کوچ کرنے کا وقت ہوگا تو رومی قلعے کے اوپر سے ضرور اس کو دیکھیں گے۔ اب تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ تلوار، ڈھال اور خنجر کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ رکھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو فوراً چلنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر کی روانگی

جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو دامس رضی اللہ عنہ نے اپنا جنگی لباس پہنا اور کپڑے کے نیچے خنجر رکھ لیا اس کے بعد اپنی جماعت کے ساتھ جلد ہی لشکر سے جدا ہو گئے۔ اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے پہاڑ کی ایک غار میں جا پہنچے۔ حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور خود دروازے پر بیٹھ گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالھول دامس رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق مخصوص افراد کو تربیت دینے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لشکر جب روانہ ہونے لگا تو رومی قلعے کی دیواروں پر چڑھ کر دیکھنے لگے۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ مسلمان کوچ کر رہے ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اور مسلمانوں پر طرح طرح سے آوازیں کسنے لگے۔ محصورین اپنے سردار یوقنا کے پاس گئے اور اس کو کہنے لگے: اے سردار دروازے کھولنے کا حکم دیں۔ تاکہ ہم لوگ عربوں کا تعاقب کریں، شائد کہ کسی کو قتل کر سکیں اور کسی کو قیدی بنا سکیں یوقنا نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ اسی طرح سارا دن گزر گیا یہاں تک کہ عشاء کا وقت آ گیا۔

رومیوں کی گرفتاری

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے کون ہے جو قلعہ کے پاس جا کر کوئی خبر لے آئے کیونکہ تم میں سے کوئی جب کسی رومی کو پکڑ لے گا تو ہم اس سے قلعہ کے اندر کے حالات معلوم کر لیں گے لیکن دامس کو کسی شخص کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو دامس نے کہا:

میں جانتا ہوں کہ ایسے معاملہ میں ہر شخص جان کے معاملہ میں بخل سے کام لیتا ہے اور موت کو پسند کرنے والا نہیں ہوتا۔ میں تمہاری طرف سے کفایت کرتا ہوں۔ خود پر نظر ڈالو کہ کس طرح چھپا رہے ہو؟ دامس رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اپنی جگہ چھوڑا اور کچھ دیر کے لئے غائب ہو گئے۔ پھر اچانک رومی کافر کو ساتھ لئے ہوئے واپس آئے اور کہا:

اس کو پکڑو اور قلعہ کے اندرونی حالات کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کرو۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا مگر اس کی کوئی بات نہ سمجھ سکے۔ کیونکہ وہ رومی زبان میں بات کر رہا تھا۔

دامس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں پھر کچھ دیر کے لئے غائب ہو گئے اور مزید تین رومیوں کو پکڑ کر لے آئے لیکن ان میں سے کسی کی بات آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بات سمجھ نہ پائے۔

دامس نے کہا: ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسی گھٹیا زبان ہے۔ یہ کہا اور ان چاروں کو رسیوں سے باندھ دیا اور دوبارہ

چلے گئے اس دفعہ آدھی رات گزر گئی مگر دامس رضی اللہ عنہ واپس نہ پلٹے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو شدید خطرہ محسوس ہونے لگا اور ان کے ذہنوں میں عجیب و غریب سوالات جنم لینے لگے۔

ایک نے کہا: میرے گمان میں ہے کہ اگرچہ دامس رضی اللہ عنہ ذہین اور ہوشیار آدمی ہے لیکن یا تو وہ شہید ہو گئے یا پھر گرفتار کر لئے گئے۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے رہے۔ ابھی مسلمان لشکر میں واپس جانے کے متعلق سوچ ہی رہے تھی کہ حضرت دامس رضی اللہ عنہ ایک رومی آدمی کو گرفتار کئے ہوئے واپس آئے۔ تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی آمد پر کھڑے ہو گئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور تاخیر کا سبب پوچھا اور کہا: اے دامس رضی اللہ عنہ! آپ کے دیر کرنے کی وجہ سے دلوں میں مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں۔ ہم تو اس سلسلہ میں کافی بے قرار ہو گئے تھے۔

دامس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تم سے الگ ہوا تو قلعے کی طرف چلا گیا وہاں پہنچ کر میں ایک جانب چھپ کر بیٹھ گیا رومی فوجی قلعہ کی دیوار پر چلتے پھرتے محسوس ہوتے تھے۔ رومی اپنی اپنی زبان میں گفتگو کر رہے تھے جس کو میں قطعاً سمجھ نہ سکا۔ لیکن میں وہیں چھپا رہا اور اس انتظار میں ہے کہ کہیں سے کوئی عربی بولنے والا یا سمجھنے والا مل جائے لیکن ایسا کوئی شخص نہ مل سکا۔ جو عربی میں بات چیت کرسکتا ہو، میں اس سے مایوس ہو کر واپس آنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک زوردار چیخ سنائی دی جو دیوار کے اوپر سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ میں جلدی سے اس آواز کی طرف دوڑ کر گیا کہ دیکھوں تو سہی کہ کیا معاملہ ہے؟ جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی گرا ہوا تھا جس نے قلعے کی دیوار سے خود کو گرایا تھا۔ میں نے اس شخص کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے آیا ، دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے اس سے معلوم کرو کہ یہ کون ہے؟

جب آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس کے قریب گئے اور اس سے گفتگو کی لیکن اس شخص کی طرف سے کی جانے والی کسی بات کو نہ سمجھ سکے۔ دامس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے کہ یہ شخص اپنی قوم سے بھاگ کر اپنی قوم سے نکلا تھا لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس کی بات سمجھنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ایسا شخص نہیں۔ پھر جلدی سے حضرت دامس رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور کچھ ہی دیر کے بعد ایک اور رومی کو پکڑ کر لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن میں اپنا عمامہ ڈالا ہوا تھا۔ اور اس کو کھینچتے ہوئے لا رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو ان سے کہا کہ اس سے پوچھیں کہ یہ حلب شہر کا رہنے والا ہے کا قلعہ میں محصور لوگوں میں سے ہے۔؟

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا: بتاؤ کہ تم رومیوں سے ہو یا عرب کے عیسائیوں میں سے ہو؟

اس شخص نے کہا: میں عرب نصاریٰ میں سے ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کو قلعے کے اندر کی کوئی خبر ہے یا کوئی ایسا راستہ بتا جس کے ذریعے اندر جایا جانا ممکن ہو۔ اگر تم یہ بتادو تو ہم تم کو آزاد کر دیں گے اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔

اس شخص نے کہا: مسیح علیہ السلام کی قسم! اول تو مجھ کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ اور نہ ہی میں کسی ایسے راستے کو جانتا ہوں۔ اور اگر میں جانتا بھی ہوتا تو مسیح علیہ السلام کی قسم میں تمہاری رہنمائی ہرگز نہ کروں گا۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو اس کی ہٹ دھرمی پر غصہ آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں سے پوچھا کہ ان میں سے کوئی ایسا

شخص تو نہیں ہے جو ہماری امان میں آچکے ہیں۔ کیونکہ حلب شہر والوں اور ہمارے درمیان مصالحت ہو چکی ہے۔

اس نے کہا: ان میں سے کوئی بھی ان لوگوں میں سے نہیں جو امان حاصل کر چکے ہیں، بلکہ یہ سارے کے سارے قلعہ کے متعلقہ ہیں۔ میں ان سب کو جانتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اس عربی نصرانی سے کہا: اس شخص سے پوچھا کہ اس شخص نے قلعہ کی دیوار سے اپنے آپ کو کیوں گرایا؟ اس کی آخر وجہ ہی کیا تھی۔

نصرانی نے جب اس سے پوچھا اور حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ حلب والوں کی طرف سے تمہارے ساتھ صلح کا یوقنا کو بہت غصہ ہے وہ حلب والوں کو مختلف قسم کی دھمکیاں دیتا رہتا۔ جس وقت اسلامی لشکر نے کوچ کیا تو اس نے شہر کے معززین، سرداروں کو قلعے میں اکٹھے ہونے کا جمع کیا۔ اس نے کہا کہ یہ بھی ان سرداروں میں سے تھا۔ یوقنا نے ان سے اس قدر مال طلب کیا جس کے ادا کرنے کی ان میں طاقت نہیں تھی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ معاملہ سنگین ہو گیا ہے اور اس سے نجات کی کوئی سبیل نہیں تو وہ وہاں سے بھاگا اور دیوار سے چھلانگ لگا دی۔ اس کا کہنا تھا کہ مجھ کو انجام کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ (گرتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا) اس نے کہا اس کے بعد مجھ کو کوئی ہوش نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے قبضہ میں ہوں۔ اس نے کہا میرا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کو آپ پناہ دے چکے ہیں۔ اگر تمہارا تعلق عرب کے لشکر سے ہے تو میں تمہاری ذمہ داری اور امان میں ہو۔ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ اور اگر تمہارا تعلق اہل عرب سے نہیں تو جتنا مال چاہتے ہو مجھ سے فدیہ لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو۔ اگر سزا ہی لینا ہوتی تو میں قلعہ سے نہ بھاگتا۔

نصرانی جو ترجمانی کا کام کر رہا تھا اس نے یہ ساری باتیں حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو بتا دیں۔

یہ تمام گفتگو سن کر حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے کہو کہ ہم عرب والے ہیں اور ہم تم کو کچھ نہیں کہیں گے۔ تم کو خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا حلبی کو وہ منظر دکھا دے جو وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو ایک ایک طرف علیحدہ کر کے ہر ایک کو قتل کر دیا۔ اور حلب کے باشندے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یہ تمام لوگ کچھ دیر تو رات کی تاریکی میں کھڑے رہے پھر حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے تھیلے سے بکرے کی کھال نکالی اور اپنی پشت پر ڈال لی۔ اس کے بعد ایک بوسیدہ ہڈی نکالی اور کہا:

"بسم الله استعينوا بالله وتوكلوا عليه واخفوا نفوسكم وقدموا الحزم في اموركم فاني معول على فتح هذه القلعة أن شاء الله تعالیٰ"

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس سے مدد طلب کرو۔ اور اس پر بھروسہ رکھو، نیز بالکل تیار ہو جاؤ، قلعہ فتح کرنے کی جو تدبیر میرے ذہن میں ہے اس کو اب عملی جامہ پہنانے والا ہوں۔ ان شاء اللہ

دامس رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو برکتوں سے نوازے آپ چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد تمام

ساتھی قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

دامس رضی اللہ عنہ نے دو ساتھیوں کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ اطلاع دینے کے لئے روانہ کیا کہ صبح طلوع ہوتے ہی شہسواروں کو قلعے کی طرف روانہ کر دیں۔ دونوں ساتھی یہ پیغام لے کر چلے گئے۔

دامس رضی اللہ عنہ اپنی پشت پر کھال ڈالے ہوئے جانوروں کی طرح ہاتھ پاؤں کی چار ٹانگیں بناتے ہوئے چلنے لگے۔ جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ دامس رضی اللہ عنہ جب کوئی آہٹ محسوس کرتے تو ہڈی نکال کر اسے کھانا شروع کر دیتے۔ جس طرح کوئی کتا ہڈی چباتا ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی خود کو پتھروں میں کہیں چھپا لیتے۔ اسی طرح کرتے کرتے یہ تمام کے تمام لوگ قلعے کی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔

پہرے داروں کی آوازیں اوپر سے سنائی دے رہی تھیں۔ اور پہرہ بہت سخت نوعیت کا تھا۔

دامس رضی اللہ عنہ دیوار کے پاس پاس ادھر ادھر گھومتے رہے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے کوئی آہٹ یا آواز محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ جب اچھی طرح معلوم کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اس جگہ کے پہرے دار سوئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس جگہ کی دیوار دوسری جگہ کی دو دیوار سے قدر کم اونچی تھی۔

دامس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ اس دیوار کی بناوٹ اور بلندی کو اچھی طرح جانتے ہو۔ دوسری طرف سخت پہرہ اور رومیوں کا بیدار رہنا بھی تم نے دیکھ لیا ہے۔ تمہارے خیال کے مطابق اب ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ کہ ہم دیوار کو عبور کر کے قلعہ کے اندر چلے جائیں گے؟ ان سب نے جواب دیا: امیر لشکر اسلامی نے آپ کو ہم پر امیر مقرر کیا ہے آپ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ ہم لوگ تو آپ کے سامنے حاضر ہیں (جو حکم دیں اس پر عمل کریں گے) آپ مسلمانوں کی خیر خواہی میں حریص ہیں اس لئے اپنی سوچی ہوئی تدبیر کے مطابق عمل کریں اس میں ذرا برابر بھی تاخیر سے کام نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! بغیر کسی فائدہ کے حاصل کئے ہمارا واپس لوٹ جانا اس سے بہتر ہے کہ ہم شہید کر دیئے جائیں۔ اور ہماری روح ہمارا ساتھ چھوڑ دے۔ ہم لوگ تلواروں کے سائے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسلام کی سربلندی کے لئے مر مٹنے کے لئے تیار ہیں۔ دامس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دشمنوں پر فتح کی امید پکی کرتے ہوئے کہا: اگر تو تمہارا یہی ارادہ ہے تو اس جگہ اکٹھے ہو جاؤ۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سمیت قلعہ کے اندر جانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس وقت حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی ساتھیوں کی کل تعداد اٹھائیس تھی کیونکہ دو ساتھیوں کو حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا تھا تاکہ وہ آپ رضی اللہ عنہ تک یہ پیغام پہنچائیں کہ صبح ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہ لشکر روانہ کر دیں۔ حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص قلعہ کو عبور کرنے کی صلاحیت وطاقت رکھتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے جواب دیا: ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اے ابوالھول! ہم دیوار کس طرح عبور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے کوئی ایسی سیڑھی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم اس قدر بلند دیوار تک پہنچ پائیں۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم یہیں ٹھہرو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں میں سے سات طاقتور شیروں کی طرح افراد کا

انتخاب کیا اور ان پر سات افراد جتنا وزن ڈال دیا جائے تو ان پر یہ وزن گراں نہ گزرے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے اور ان میں سے ایک سے فرمایا: جس طرح میں بیٹھا ہوں تم بھی اسی طرح دیوار کا سہارا لیتے ہوئے میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ اس نے ایسا ہی کیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دوسرے کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح کرتے کرتے ایک دوسرے کے اوپر دیوار کا سہارا لیتے ہوئے بیٹھتے گئے یہاں تک کہ جب آٹھوں افراد اس طرح بیٹھ گئے تو حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے سب سے اوپر والے شخص کو کھڑے ہونے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ دیوار کا سہار لئے رکھے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس کے بعد تیسرا، پھر چوتھا، پھر پانچواں اس کے بعد چھٹا اسی طرح تمام کے تمام کھڑے ہو گئے اور دیوار کا سہارا لیے رکھا۔ جب حضرت دامس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو سب سے اوپر والا شخص دیوار کی بلندی تک پہنچ چکا تھا۔

وہ جلدی سے دیوار پر چڑھ گئے۔ اس جگہ انہوں نے ایک پہرے دار کو جو نشے میں دھت پڑا سو رہا تھا۔ انہوں نے اس پہرے دار کے ہاتھ پاؤں جکڑ دیئے اور اس کو نیچے گرا دیا۔ اس کا نیچے گرنا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں ے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور اس کے اعضاء ادھر ادھر چھپا دیئے اس کے بعد انہوں نے مزید دو پہرے داروں کو دیکھا کہ وہ بھی نشے میں مست سو رہے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو بھی خنجر سے ذبح کر کے پھینک دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا عمامہ دیوار سے نیچے لٹکایا اور ایک ساتھی کو اوپر کھینچ لیا۔ اس کے بعد حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے ان کو رسی دی اور انہوں نے ایک ایک کر کے سارے ساتھیوں کو دیوار عبور کروا دی۔ سب سے آخر میں حضرت ابو الھول دامس رضی اللہ عنہ نے دیوار عبور کی۔ ابو الھول دامس رضی اللہ عنہ نے دیوار عبور کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا؛ تم لوگ یہیں ٹھہرو میں قلعے کی خبر لاتا ہوں۔ اور باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرتا ہوں۔

یہ کہ کر حضرت دامس رضی اللہ عنہ قلعہ کے درمیان یوقنا کے گھر تک جا پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یوقنا اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور ان کے آگے شراب کے جام رکھے ہوئے ہیں۔ یوقنا ان تمام کے درمیان میں سونے سے کشید کئے ہوئے ریشمی کپڑوں کے بنے ہوئے بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ قیمتی موتیوں، جواہرات سے مرصع لباس پہن رکھا تھا۔ باقی لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے، کستوری وغیرہ کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ اس قدر زیادہ تعداد میں ہیں کہ ہم مل کر بھی ان پر حملہ کر دیں تب بھی ان پر غلبہ حاصل نہیں کر پائیں گے۔ ضروری ہے کہ ان کو اس وقت اسی حالت میں چھوڑ دیں اور سحری کے وقت ہم مل کر یوقنا اور اس کی قوم پر ہلہ بول دیں اور لڑنا شروع کر دیں اگر ہم کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارے ہاتھوں ذلیل ورسوا کر دیا تو ہماری خواہش اور تمنا بھی یہی ہے۔ جس میں ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ بصورت دیگر اگر ہم فتح حاصل نہیں کر سکتے چونکہ صبح کا وقت ہو چکا ہوگا اور ہمارے دو ساتھی بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر یہ اطلاع دے چکے ہوں گے اس لئے ادھر سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف بھیج دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

دامس رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا: ہم کسی معاملے میں بھی آپ کی مخالفت نہیں کر سکتے ہم اس قلعہ میں آپ کے ساتھ ہیں ویسے بھی ہم کو صدق جہاد اور عزم وحوصلہ اور شدید قوت کا مظاہرہ کر کے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ یہیں ٹھہرو میں کوشش کرتا ہوں۔ شائد اللہ تعالیٰ دروازہ کھولنے کا کوئی سبب بنادے۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا قلعہ کا دروازہ کھول دینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قلعہ کے دو دروازے تھے اور ان کے درمیان ایک دہلیز تھی۔ دروازے پر مقرر دونوں پہردارے سوئے ہوئے تھے جب کہ باقی بھی ان کے پاس نیند میں خراٹے لے رہے تھے۔
جب حضرت دامس رضی اللہ عنہ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازے بند ہیں اور پہرے دار نیند کی وادی میں کھوئے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کو ذبح کر دیا۔ اس کے بعد دونوں دروازے کھول دیئے۔ پھر ان دونوں دروازوں کو وہیں چھوڑا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آگئے۔ صبح کا وقت تقریبا ہو ہی چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: مبارک ہو! میں نے دونوں دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور اس کے پر مقرر پہرہ داروں کو قتل کر دیا ہے۔ تم لوگ جلدی جلدی دروازوں کے پاس پہنچو اور وہیں اکٹھے رہنا۔ باقی رہا یوقنا کی قوم کا مسئلہ تو دیکھا کس طرح وہ ہماری تلواروں کا شکار بنتے ہیں۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا یوقنا پر حملہ کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے پانچ ساتھیوں کو بھیجا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دیں کہ دامس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی یوقنا کے گھر کی طرف چل دیئے ہیں۔ جب وہ یوقنا کے گھر کے قریب پہنچے تو انہوں نے زوردار آواز لگائی۔ آواز قلعے کے گردونواح میں گونجنے لگی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ جلد ہی دروازے کے پاس پہنچے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے رومیوں کے سپاہی نکلنے لگے۔ رومی آپس میں سرگوشی کرنے لگے کہ مسلمانوں کا یہ حیلہ کس طرح پورا ہو گیا؟

یوقنا سامنے آیا اور اس نے حکم دیا کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ اس وقت مسلمانوں نے بیک زبان ہو کر نعرہ تکبیر ''اللہ اکبر'' بلند کیا تو رومیوں کو ایسا لگا جیسے قلعہ مسلمانوں سے بھرا ہوا ہے۔
حضرت ابن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس دن حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور خوب بہادری سے لڑائی کی۔ مسلمان بہادر شیر کی طرح اپنی جوانمردی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ لیکن اس دن سب سے زیادہ طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرنے والے حضرت دامس رضی اللہ عنہ تھے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو ان کے جسم پر تہتر زخم تھے اور سارے کے سارے زخم جسم کے سامنے تھے۔
اس وقت لڑائی انتہائی سخت قسم کی ہو رہی تھی۔ ہم بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے کی طرف سے رومیوں کو دور کر رہے تھے۔
ہمارے چار ساتھی اس دن شہید ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔
حضرت اوس بن عامر حذنی، ان کا تعلق بنو حذام سے تھا۔ حضرت ابو حامد بن سراقہ حمیری، حضرت فارع بن مسیب تمیمی اور حضرت فزارہ بن مراد عوفی رضی اللہ عنہم۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دامس رضی اللہ عنہ کی امداد کو آنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت نوفل بن سالم رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے اپنے دادا حضرت خویلم بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بتایا کہ قلعہ حلب والے دن وہ بھی حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ پہلے جو ہمارے ساتھی شہید ہوئے تھے پھر ملاعب بن مقدم بن عدوہ حضرمی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ ملاعب بن عدوہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ حدیبیہ اور غزوہ تبوک میں بھی شامل تھے۔ اسکے علاوہ حضرت مرارہ بن ربیہ عامر اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت ہمارے اوپر جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹے وہ ہم ہی جانتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم صرف بیس ساتھی باقی بچے، پانچ ہزار رومی جوش انتقام میں آہنی دیوار بنے ہوئے ہمارے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت خویلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے کہ اچانک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر لے کر قلعہ میں داخل ہوئے اس وقت ہم لوگ انتہائی مشکل حالت میں مبتلا تھے۔ زور کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر قلعہ میں داخل ہوئے تب رومیوں کا زور ٹوٹا اور وہ ادھر ادھر ہو گئے۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ہمراہ دیکھا تو ہمارے دلوں سے رومیوں کی شدت کے اثرات زائل ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کیا۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے بہادروں نے رومیوں کی گردنیں اڑادیں اور وہ رومیوں کو کاٹتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ اب ان میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت وطاقت نہیں رہی تو انہوں نے ہتھیار ڈال کر ''الغوث الغوث'' (پناہ پناہ) پکارنا شروع کر دیا۔ جب رومیوں نے اپنے ہاتھ جنگ سے کھینچ لئے تو مسلمانوں نے بھی جنگ بندی کر دی۔ اسی دوران حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ باقی لشکر لے کر قلعہ میں تشریف لائے۔ مسلمانوں نے ان کو دیکھا تو بتایا کہ رومی امان طلب کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے آنے تک یا کوئی حکم بھیجنے تک جنگ بند کر دی ہے یہ سن کر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں نے موافقت یا ہدایت کی راہ اختیار کی ہے۔ یہ کتنی اچھی اطلاع ہے۔

حلب کے قلعہ کا فتح ہونا اور یوقنا کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد رومی مرد و عورتوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ تمام کے تمام حاضر ہو گئے تو آپ نے ان پر اسلام کی دعوت پیش کی اور اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ حلب کا سردار یوقنا اور اس کی قوم کے سردار تھے۔

راوی کہتے ہیں: ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کا مال ومتاع، ساز و سامان ان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد دیگر کام کاج کرنے والوں کے خون معاف کر دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کسی کو قیدی نہ بنایا۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے وعدہ لیا کہ وہ حلب شہر والوں کی طرح ان کی مصالحت میں آ چکے ہیں۔ اب آپ بھی جزیہ

ادا کرو گے اس کے بعد ان کو قلعے سے باہر نکال دیا۔

جب ان لوگوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا تو مسلمانوں نے قلعہ میں سے سونا، چاندی اور سونے چاندی کے بنے ہوئے برتن نکالے۔ جن کی تعداد بے شمار تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سارا مال غنیمت اکٹھا کیا اور اس کا خمس بیت المال کے لئے الگ کر کے باقی مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

دامس رضی اللہ عنہ کی بہادری کی شہرت

حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی بہادی، حیلہ بازی، تدبیر، فہم وفراست اور عجیب وغریب کارنامے لوگوں میں مشہور ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ زخمی ہو گئے تھے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا علاج کیا اور آپ بہت جلد صحت یاب ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو مال غنیمت سے دو حصے عطا کئے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے امراء اور اکابرین کو بلایا اور ان سے آئندہ کے لائحہ عمل کے متعلق مشورہ کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو لائق عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قلعہ والوں پر مسلمانوں کو فتح یاب کیا۔ اب اس کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس کے بارے میں ہم خوف زدہ ہوں۔ تو کیا اب ہم نے انطاکیہ کا قصد کرنا ہے۔ کیونکہ وہی جگہ دارالحکومت اور تخت نشینی کا مرکز ہے۔ اور ہرقل کی باقی ماندہ رومی فوج اس کے ساتھ وہیں پر مقیم ہے۔ تمہارا اس کے متعلق کیا مشورہ ہے؟

یوقنا کے ایمان لانے کا عجیب واقعہ

جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے تھے) یوقنا بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا، وہ فصیح عربی زبان میں بات کرنے لگا اس نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی اور دشمنوں پر آپ کو فتح عطا کی۔ آپ کا دین ہی دین قویم ہے۔ آپ کا راستہ سیدھا راستہ ہے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ انجیل مقدس میں مشہور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیا کرتے تھے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریم اور یتیم بھی تھے جن کے والدین وفات پا گئے تھے تو ان کے دادا نے ان کی پرورش کی، دادا کے بعد ان کے چچا نے ان کی کفالت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ اسی طرح ہوا ہے یا نہیں؟

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل اسی طرح ہے۔ مگر اے یوقنا! تو تو یہ سب جانتا تھا پھر بھی کل تک تیرا جنگ کا ارادہ تھا۔ اور تیری خواہش تھی کہ ہمارے لشکر کو توڑ دے۔ اور تو نے ہر قسم کے راستے روکے۔ آج تو اس طرح اقرار کر رہا ہے ؟ اس کے علاوہ مجھ کو یہ خبر بھی پہنچی تھی کہ تم کو عربی زبان بولنا نہیں آتی تھی۔ لیکن اب تجھ کو عربی زبان کس نے سکھادی؟

یوقنا نے کہا: ''لا إله إلا الله ومحمد رسول الله'' اے امیر لشکر اسلامی! آپ یقیناً تعجب میں مبتلا ہوں گے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: ہاں مجھ کو اس پر تعجب ہے۔

یوقنا نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! میں کل ہی آپ لوگوں کے متعلق غور وفکر کر رہا تھا کہ آپ لوگ کس طرح ہمارے قلعہ کے اندر پہنچ گئے۔ اور ہم پر فتح حاصل کر لی جب کہ ہماری قوم بھی آپ کے لشکر سے کمزور نہ تھی۔ میرے دل میں یہی وسوسہ جاری تھا کہ مجھ کو نیند آ گئی۔ اس کے بعد میں نے ایک بابرکت ہستی کی زیارت کی جن کے چہرے کی چمک چاند سے زیادہ تھیں اور جن کی خوشبو کستوری وعنبر سے زیادہ تھی۔ ان کے ہاتھ میں ایک جماعت بھی تھی۔ میں نے لوگوں سے اس مبارک ہستی کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے کہا: یہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ سچے نبی ﷺ ہیں تو میں اپنے رب سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو عربی زبان بولنا سکھا دے۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

اے یوقنا! میں ہی وہ محمد ﷺ ہوں جن کی بشارت مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ میرے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس بات کا اقرار کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔ یوقنا کہتے ہیں: میں آگے بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کو تھاما اور بوسہ دیا آپ ﷺ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہ اسی رات کی بات ہے جب بیدار ہوا تو عربی میں گفتگو کرنا سیکھ چکا تھا۔

یوحنا کا کتب خانہ

اس وقت میں اپنے بھائی یوحنا کے کتب خانہ میں گیا اور بعض کتابوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی صفات موجود پائیں۔ جب میں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا تو بعینہ وہی صفات جو میں نے خواب میں دیکھی تھیں وہی صفات کتب میں بھی موجود تھیں۔ اور یہ بھی پڑھا کہ مخلوق میں سب سے لائق بغض کے لائق یہودی قوم ہوگی۔ کیا اسی طرح ہے یا نہیں؟

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے ہی ہے۔ یہودی سب سے زیادہ شدت طلب قوم ہے۔ جو ہر وقت ہماری جستجو میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے ان پر کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان چہروں کے مالک بنے اور ان کے بہادروں کو مار دیا۔ یوقنا نے کہا: میں نے آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے جملہ اوصاف کی خبریں موجود تھیں۔ ان میں یہ بھی لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ساتھیوں، دیگر مسلمانوں، یتیموں اور مسکینوں کے متعلق وصیت فرمائے گا۔ کیا اسی طرح ہے؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں بالکل اسی طرح ہے۔ اپنے ساتھیوں کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یوں وصیت فرمائی۔

''وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ'' (الشعراء:۲۱۵)

(اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے)

یتیموں کے متعلق یوں ارشاد فرمایا:

''فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ'' (الضحیٰ:۹،۱۰)

(تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو)

یوقنا نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟

"وَوَجَدَكَ ضَالاًّ فَهَدٰی" (الضحیٰ:۷)

(اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی)

جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے ہاں بہت کریم ہیں پھر وصف ضلالت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوب کرنے کا کیا مطلب ہے؟

آیت "وَوَجَدَكَ ضَالاًّ فَهَدٰی" کی تفسیر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے فرمایا: اس آیت کا معنی یہ ہے:

"وجدناك ضالا فی تیه صحبتنا فهديناك إلى مشاهدتنا وايضا سهل لك الوصول إلى سبل المكاشفة ووفقك للوقوف فی مقام المشاهدة ووجدك ضالا فی بحار الطلب على مركب العطب فهداك إلى سواحل الحق وقربك إلى ظل حقائق الصدق لتكون بقلبك مائلا عن الأغيار"

(ہم نے آپ کو اپنی محبت کی وادی میں گم پایا تو اپنے مشاہدہ کی طرف آپ کی رہنمائی کی اور مکاشفہ کے راستوں کی طرف پہنچنے میں آپ کے لئے آسانی پیدا کردی۔ اور مقام مشاہدہ میں ثابت قدم رہنے میں آپ کو توفیق دی۔ ہم نے اآپ کو اپنی جستجو کے سمندر میں تلاش کی کشتی میں سرگرداں پایا تو حق کے کناروں کی طرف آپ کی رہنمائی کی اور سچائی کے حقائق کے سائے کی طرف اآپ کو قرب عطا فرمایا تا کہ آپ کا دل غیروں کی محبت سے [illegible] ہوجائے۔

اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے

"تهيم فی قيعان الإختيار متمنيا ساعات الوصول والتلاق وليس لك منا خبر ولا معك منا أثر ألحنا لك لوائح الرضاء كشفنا لك عن واضح القضا أما علمت"

(اپنے حقیقی محبوب سے ملاقات ووصال کی گھڑیوں کے شوق میں آپ کو فکرمند پایا، اب تک نہ تو تمہارے پاس کوئی خبر پہنچی تھی۔ اور نہ کوئی ایسی علامت تھی جو آپ کو محبوب حقیقی تک پہنچا دے، تب ہم نے اپنی رضا کے راستوں کو آپ پر واضح کر کے کھول دیا اور پھر ان کشادہ راستوں پر آپ کو چلایا)

اے یوقنا! کیا تو نہیں جانتا کہ مومن کے نزدیک علم سے بڑھ کر اور کوئی خزانہ بہتر نہیں۔ حکمت سے بڑھ کر کوئی بہتر سرمایہ نہیں، دین سے بڑھ کر کوئی حسب، عقل سے بڑھ کر کوئی زیور، تقویٰ سے بڑھ کر کوئی معزز، نفسانی خواہشات کے چھوڑنے سے بڑھ کر کوئی زیادہ شرافت و بزرگی، صبر سے بڑھ کر کوئی زیادہ نیکی، تکبر سے بڑھ کر کوئی زیادہ برائی، نرمی سے بڑھ کر کوئی زیادہ واضح دلیل، طمع ولالچ سے بڑھ کر کوئی ذلیل وحقیر چیز، مال کے حصول کی طلب سے بڑھ کر کوئی بدترین بے نیازی، صحت وتندرستی سے بڑھ کر کوئی زیادہ اچھی اور بہتر زندگی، عفت وپاکدامنی سے زیادہ کوئی بہتر لباس، خشوع وخضوع سے بڑھ کر کوئی زیادہ عبادت، قناعت سے افضل کوئی زہر، خاموشی سے زیادہ محافظ اور موت سے زیادہ کوئی پوشید چیز قریب نہیں ہے۔

یوقنا کی خوشی

یوقنا نے جب حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو ان کے چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا اور یوقنا نے کہا: یہی وہ سب کچھ ہے جو میں نے اپنے بھائی یوحنا کی کتابوں مین پڑھا ہے۔ اور یہ ساری باتیں تورات، انجیل میں بھی مذکور ہیں۔

یوحنا کا سجدہ کرنا

یہ کہتے ہوئے یوحنا سجدے میں گر گیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا، زمین کو چوما اور کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہیں جس نے مجھ کو دین اسلام کی طرف ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آج سے میرے دل میں اس دین کی محبت پختہ ہو چکی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ یہی دین، دین قویم ہے۔ اب سے میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایسے ہی لڑوں گا جس طرح آج سے پہلے شیطان کی اطاعت میں لڑتا رہا ہوں۔

یوقنا کا یوحنا کی یاد میں رونا

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس وقت تک دین اسلام کی مدد کرتا رہوں گا جب تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے نہ جا ملوں۔ یہ کہا اور یوقنا نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ خاص کر اس غلطی پر کہ اس نے اپنے بھائی یوحنا کو قتل کر دیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے متعلق فرمایا:

''لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ'' (یوسف: ۹۲)

(آج تم پر کچھ ملامت نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے)

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا یوقنا کو تسلی دینا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے فرمایا: تمہارا بھائی یوحنا جنت میں حوروں کے ساتھ مقام علیین میں ہے۔ تم نے بھی اسلام قبول کر کے اپنے سابقہ گناہوں سے پاکی پالی ہے گویا کہ ابھی تیری ماں نے تجھ کو جنم دیا ہے۔ یوقنا نے جب یہ سنا تو زاروقطار رونے لگے اور کہا: میں تمام مسلمانوں کو گواہ بناتا ہوں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلوں گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا خاطر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑوں گا۔ تو اس کام کا ثواب میرے بھائی یوحنا کے نامہ اعمال میں بھیجوں گا۔ اے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑوں گا۔ اور ماضی میں کئے ہوئے اعمال معاف کرانے کی کوشش کروں گا۔

اسلامی لشکر کی قلعہ عزاز کی طرف پیش قدمی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم لوگ آئندہ کے لئے کاروائی کرنے کا مشورہ کر رہے تھ۔ اب تم ہی بتاؤ کہ کس طرف کوچ کرنا چاہیے۔؟

یوقنا نے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ عزاز کا قلعہ مضبوط اور مستحکم ہے۔ اس کی فوج بھی نہایت بہادر اور دلیر ہے۔ اس کے علاوہ مال وزر کی بھی فراوانی ہے۔ وہاں کا والی میرا چچازاد بھائی ہے۔ جس کا نام دراس بن جوفناس ہے۔ وہ

بہت طاقتور اور بلند ہمتی کا مالک ہے۔ اور وہ نیزہ بازی، تلوار زنی میں انفرادی قوت رکھتا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اس کے شہر کو چھوڑ دیا اور انطاکیہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو وہ حلب اور قنسرین میں غارت گری کرے اور ان لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے صلح میں آنے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتیں دے گا۔

یوقنا کی زبان پر حق جاری

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری زبان پر حق وصواب کو جاری کر دیا۔ مگر بتاؤ کہ تمہارے خیال میں اس کے لئے ہم کو کیا اقدامات اٹھانا ہوں گے۔

یوقنا نے کہا: میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا ہوں آپ ایک سو گھوڑ سوار جنہوں نے رومی لباس پہنا ہوا ہو میرے ساتھ روانہ کر دیں اور ان کی قیادت میرے حوالے کر دیں۔ میں بطور سپہ سالار ان کے آگے آگے چلوں گا، پھر آپ اپنے ساتھیوں میں سے جس کو چاہیں ایک ہزار شہسوار جو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوں، میرے پیچھے پیچھے روانہ کر دیں۔ میں ایک سو شہسواروں کے ساتھ ایک فرسخ کے قریب رہتے ہوئے یوں بھاگوں گا گویا کہ ان سے خوفزدہ ہوں۔ پھر میں ان سے پہلے اپنے ساتھیوں سمیت عزاز شہر کے قریب پہنچ کر زور دار آوازیں لگاؤں گا جب اس شہر کا والی دراس میری طرف دیکھے گا تو وہ لازمی ہمارے پاس آئے گا۔ جب وہ ہماری حیرانگی اور ہمارا خوفزدہ ہونا دیکھے گا تو دریافت کرے گا تو میں اس کو باؤں گا کہ میں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اسلام قبول کر چکا تھا جب کہ اب میں ان سے بھاگ آیا ہوں تو عرب والے میرا پیچھا کرتے ہوئے میرے پیچھے آرہے ہیں۔ جب دراس میری کہانی سنے گا تو مجھ کو شہر میں لے جائے گا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا ترتیب دیا ہوا ایک ہزار کا لشکر بھی قریب ہی کسی وادی میں پڑاؤ ڈال چکا ہوگا۔ جب آدھی رات کا وقت ہوگا تو ہم لوگ شہر کے درمیان میں نکل کر دشمنوں پر حملہ بول دیں گے۔ ادھر نماز فجر کے وقت ایک ہزار لشکر بھی شہر کی جانب پہنچ چکا ہوگا۔ اس طرح ہم لوگ اس شہر میں غالب آسکتے ہیں۔

یوقنا کی تدبیر پر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خوشی

یوقنا کی تدبیر سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے روشن ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

ان دونوں نے جواب دیا: اگر یہ شخص ہمارے ساتھ غداری کر کے مرتد نہ ہو جائے تو اس کی رائے تو عمدہ ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا:

"إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ"

(بے شک تمہارے رب کی نظر میں کچھ غائب نہیں)

یوقنا نے کہا: ایک وقت وہ بھی تھا جب میرے دل میں صلیبوں اور تصویروں کی بہت تعظیم تھی۔ اب میں اس دین کو چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کر چکا ہوں۔ اس لئے اب میرے دل میں رحمن جل جلالہ کی محبت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جہاد ہی سب سے افضل ہے

یوقنا نے کہا: جہاد ہی سب سے افضل ہے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اگر حقیقت نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور وہی میری باتوں پر گواہ ہے۔ یوقنا نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے بندے اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جن کو میں نے خواب میں دیکھا۔ اگر تم لوگ میری باتوں پر گمان کرتے ہو تو مجھ کو چھوڑ دو اور اس کام کے لئے ہرگز مجھ کو منتخب نہ کرو اور جو میرا مشورہ ہے اس پر خود ہی عمل کر کے دیکھ لو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ (یوقنا) اگر تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو تو پھر ان کے ساتھ کبھی بھی غداری نہ کرنا۔ تم جو کام بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے کہا: صدق دل سے ہی تم نجات حاصل کر سکو گے۔ کیونکہ ہمارا دین صدق پر ہی مبنی ہے۔ تم بھی اپنے مسلمانوں بھائیوں کی اتباع کرو۔

اے عبداللہ! جان لو کہ سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ جو کچھ بھی ملے اس پر قناعت کرتے ہوئے گزر بسر کرتا ہے۔ اس کا لباس وہ جو ستر ڈھانپ لے، اس کا مسکن وہ ہو رات گزارنے کے لئے کافی ہو۔ ملک و حکومت اور امات کا کھو جانا اس کو ذرہ بھر بھی غمزدہ نہیں کر سکتا۔ تو بھی جو ملک و حکومت کھو بیٹھا ہے وہ سب فنا ہونے والی ہے۔ اب جس کی طلب کر رہا ہے وہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس لئے کہ دنیاوی نعمتیں محض فنا ہونے والی ہیں، جب کہ اخروی نعمتیں باقی رہنے والی ہیں۔ اور اس میں بھلائیاں ہی بھلائیں ہیں۔ اے عبداللہ! یاد رکھنا آج سے تم شرک وغیرہ کی گندگی سے پاکیزگی حاصل کر چکے ہو۔ اور اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے جب کہ کافر کے لئے جنت ہے۔ اہل ایمان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ قبر ہے، تنہائی اس کی مجلس ہے، عبرت حاصل کرنا اس کے غور و فکر کا مرکز ہے۔ قرآن اس کی گفتگو ہے۔ اس کا رب اس سے انس و محبت رکھتا ہے۔ ذکر اس کا مونس و غمخوار ہے۔ زہد اس کا قرین ہے، حزن و ملال اس کی شان ہے، حیا اس کا شعار ہے، بھو اس کی سیر شکمی ہے، حکمت اس کی گفتگو ہے۔ مٹی اس کا بستر ہے، عبادت اس کا معاش ہے، جنت اس کا گھر ہے، تقویٰ اس کا راز ہے، خاموشی اس کی غنیمت ہے، صبر اس کا معتمد ہے، عقل اس کی دلیل ہے۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ بھی یاد رکھنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

"عجبت لمن ليله غافل وليس بمغفول عنه ومؤمل دنيا والموت يطلبه وبان قصرا والقبر مسكنه"

(یعنی مجھ کو تین قسم کے افراد پر تعجب ہے، پہلا غافل شخص ہے حالانکہ اس سے غفلت اختیار نہیں کی جاتی۔ دوسرا دنیا کا طلب گار ہے حالانکہ موت اس کی طلبگار ہے، تیسرا محلات تعمیر کرنے والا حالانکہ اس کا ٹھکانہ تو قبر ہے۔

چار چیزیں چار چیزیں

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من أعطى أربعا أعطى أربعا"

(جس کو چار چیزیں عطا ہوئیں اس کو مزید چار چیزیں عطا کی گئیں)

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اس فرمان کی تفسیر قرآن میں ہے۔
ان چاروں چیزوں میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، تو جس کو ذکر عطا کیا گیا تو اس کو یہ مقام عطا ہا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ'' (البقرہ: ۱۵۲)

(تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا)

جس کو دعا عطا کی گئی اس کو شرف قبولیت بھی عطا کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ'' (المومن: ۶۰)

(اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا)

جس کو شکر عطا کیا گی اس کو شکر کی زیادتی عطا کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ'' ابراہیم: ۷)

(اگر تم احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا)

اور جس کو استغفار کی توفیق عطا ہوئی اس کو مغفرت بھی عطا کی گئی جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

''اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا'' (نوح: ۱۰)

(اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے عامر بن زید یشکری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں مجھ سے یونس بن بن عبدالاعلیٰ نے بیان کیا۔ فرمایا شہر بن حوشب نے اپنے دادا زید بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں بھی شام کی فتوحات میں اسلامی لشکر میں موجود تھا۔ خاص کر قنسرین اور حلب کے فتح کے وقت میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔

اہل روم کی بڑی تعداد کا اسلام قبول کرنا

اس وقت رومیوں کی بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کرلیا مگر میں نے عبداللہ کے علاوہ کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو اعتقاد کے لحاظ سے ان سے زیادہ مخلص اور پختہ ت ہو۔ اور اجتہاد کا ان سے زیادہ کامل اور قوی ہو اور نیت کے لحاظ سے ان سے زیادہ مخلص ہو۔ جہاد کے لحاظ سے ان سے زیادہ عمدہ بصیرت کا حامل ہو اور رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ان سے زیادہ جنگی مہارت رکھنے والا ہو، آپ نے حلب کے قلعہ کی فتح کے بعد ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے۔ جو ابنائے جنس کی قدرت میں بھی نہ تھے۔ انہوں نے اپنے رب کو راضی کرلیا اور رات دن عبادت الٰہی میں مستغرق رہنے میں کبھی ان کو سوتا ہوا نہیں دیکھا اور نہ کبھی کسی مسلمان کا خون بہایا۔ (اللہ تعالیٰ ان تمام پر راضی ہو)

عزاز کی فتح کا بیان

حضرت عبداللہ (یوقنا) کی عزاز قلعہ کی طرف روانگی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسلامی لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وعظ ونصیحت فرما چکے تو سوسپاہیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ، عبداللہ کی قیادت میں مقرر فرمایا اور تمام فوجیوں کو رومی لباس پہننے کا حکم دیا۔ سپاہیوں کا انتخاب اس طرح کیا کہ ہر قبیلے سے دس دس افراد کا انتخاب کیا گیا۔ قبائل کے نام یہ ہیں۔

قبیلہ طیء، فہر، خزاعۃ، سنبس، نمیر، الحضارمۃ، حمیر، باہلۃ، تمیم اور مراد شامل تھے۔ پھر ان میں سے ہر دس دس سپاہیوں پر ایک سردار کو مقرر کیا پس قبیلہ طی کا امیر حضرت خزعل بن عاصم کو، قبیلہ فہر کا سردار فہر بن مزاحم کو، قبیلہ خزاعہ کا حضرت سالم بن عدی کو، قبیلہ سنبس کا حضرت مسروق بن سنان کو، قبیلہ نمیر کا حضرت اسد بن حازم کو، قبیلہ حضارمہ کا حضرت ماجد بن عمیر کو، قبیلہ حمیر کا حضرت ذوالکلاح حمیری کو، قبیلہ باہلہ کا سیف بن قادح کو، قبیلہ تمیم کا سعد بن حسن کو اور قبیلہ مراد کا امیر حضرت مالک بن فیاض رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔

پس جب آپ رضی اللہ عنہ اس کام سے فارغ ہوئے تو ان سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جان لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ میں تم کو اس شخص کے ساتھ روانہ کر رہا ہوں جس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقف کر دی ہے اور تم میں سے ہر ایک گروہ پر ایک امیر مقرر کیا ہے اور تم سب پر اس شخص کو امیر مقرر کیا ہے۔ پس غور سے سنو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر اس کی اطاعت کرو۔

جب تمام سپاہیوں نے رومی لباس پہن لیا، گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت عبداللہ کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے اس کے اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب یہ چھوٹا سا فوجی دستہ ایک فرسخ کی مسافت طے کر لیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک اور لشکر ترتیب دیا جو گھوڑوں پر سوار ہو کر چوک وچوبند ہو کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم عبداللہ کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو وہ صالح بندہ کیا کرتا ہے۔ جب تم قلعہ کے قریب پہنچ جاؤ تو کسی کمین گاہ میں چھپ جانا اور صبح کے وقت کا انتظار کرنا، صبح ہوتے ہی اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے نکل کھڑے ہونا۔ جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو نیکی کی توفیق دے اور تم کو ہدایت کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہو گئے۔ اور دن کا بقیہ سارا حصہ سفر کرتے رہے۔ جب رات کی تاریکی

چھانے لگی تو آپ رضی اللہ عنہ قلعہ کے قریب پہنچ چکے تھے آپ رضی اللہ عنہ بمعہ لشکر کسی کمین گاہ میں چھپ گئے، آپ رضی اللہ عنہ جہاں چھپنے ایک طرح کے یہ مکان ہی تھے جیسے کوئی گاؤں ہو اور اس کے رہنے والے نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اس کمین گاہ والے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے سے روانہ ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) کی گرفتاری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے سلیمان بن عبداللہ یشکری نے بیان کیا فرمایا مجھ سے شدید بن مازن نے اپنے دادا حضرت خزعل بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت کیا فرماتے ہیں میں یوقنا کے دستے میں موجود تھا جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہمیں ان کے ساتھ روانہ کیا، فرماتے ہیں: جب ہم عزاز کی طرف روانہ ہوئے تو یوقنا نے ہم سے کہا: اے عرب نے شہوارو! ہم اپنے دشمن کی طرف روانہ ہو رہے ہیں پس تم میں سے کوئی بھی گفتگو نہ کرے کیونکہ تمہاری زبان اہل روم پر پوشیدہ نیں ہے۔ اور تمہاری طرف سے مترجم ہوں۔ اور اپنے کام میں پختہ ہو جائے پس جب مجھ کو دیکھو کہ صاحب قلعہ سے مل رہا ہوں تو تم سب اللہ تعالیٰ کے نام پکارتے رہو۔ پس اب چلو اور ان کے پاس ہمارے متعلق کوئی خبر نہیں ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے سلیمان بن عبداللہ یشکری نے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ سے عبدالرحمن مازی نے بیان کیا اور وہ ان افراد میں سے ہیں جنہوں نے شام کی فتوحات کو لکھا ہے فرماتے ہیں مجھ سے اکوع بن عباد مازنی نے بیان کیا فرماتے ہیں میں حضرت مالک بن اشتر کے ساتھ اس ایک ہزار سپاہیوں میں تھا۔ جب ہم یوقنا حلب کے سردار کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہم اس بستی میں پہنچ گئے۔ اور ہم صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے اور ہم لشکر لے کر بستی کے مغرب کی جانب اس میں داخل ہوئے۔ تو مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہوں نے قلعہ کا قصد کیا اور ہم سے کچھ دیر کے لئے غائب ہو گئے اور جب واپس لوٹے تو ان کے ساتھ ایک شخص تھا جو عرب نصاریٰ میں سے تھا۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو آپ فرمایا: یہ آدمی جو کہتا ہے اس کو غور سے سنو۔ ہم نے اس سے پوچھا توں کون ہے ہے؟ اس نے کہا میں غسان قبیلہ سے جوں جبلہ بن ایہم کے چچا کے بیٹوں سے ہوں۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام طارق بن شیبان ہے۔ تو اس سے فرمایا: اے طاق تجھ کو عرب کے ذمہ کے حق کی قسم ہمارے دشمنوں کے متعلق جو تیرے پاس خبریں ہیں ان میں سے ہم سے کوئی چیز بھی نہ چھپائے گا۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں اس میں سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں رکھوں گا۔ لیکن تم دشمنوں کے آنے سے پہلے پہلے اپنے آپ کو بچاؤ۔ حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ فرمایا وہ کیسے؟ اس نے کہا: کیونکہ صبح ہی تمہارے پاس سے ہمارے پاس جاسوس آیا جو ہم میں سے تھا اس کا نام عصمہ بن عرفجہ تھا اور جو کچھ تم نے حیلہ سازی کی تھی اس نے سن لی اور جب یوقنا نے عزاز کے گورنر کا قصد کیا تو جاسوس نے جو کچھ تم سے سنا تھا وہ ایک کاغذ پر لکھا اور اس کو اپنے بالوں کے نیچے چھپا لیا اور وہ تمہارے ساتھ تھا اس نے عزاز کے گورنر کو یہ پہنچا دیا۔ جب عزاز کے گورنر نے اس کو پڑھا تو اس نے مجھ راندات لوقا بن شاش کی طرف بھیجا جس نے تم پر چڑھائی کر دی پس میں اس کی طرف یہ مکتوب لے کر گیا اور وہ پانچ سو شہسواروں کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے گویا تم وہ آیا ہی چاہتا ہے پس تم اس سے اپنا آپ بچاؤ۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رہا حضرت عبداللہ (یوقنا) کے ساتھ معاملہ تو وہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور قلعہ کے قریب پہنچے تو عزاز کا گورنر بذات خود اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ سے باہر آیا (اس وقت اس کو کسی مخبر کے ذریعے عبداللہ (یوقنا) کی ساری چال کے بارے میں علم ہو چکا تھا) اس گورنر کے ہمراہ تین ہزار گھوڑ سوار، ایک ہزار نصرانی عربی بھی تھے۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا تو اس وقت عبداللہ (یوقنا) کو کوئی علم نہ تھا کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔ گورنر عزاز عبداللہ (یوقنا) کے استقبال کے لئے اپنے سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگا۔ قریب پہنچا تو یوں محسوس کرایا کہ وہ رکاب کو ادب سے ہاتھ لگانے لگا ہے۔ جب کہ اس کے ہاتھوں میں تیز دھار چھری تھی۔ جس سے اس نے جلدی سے گھوڑے کی لگام کاٹ دی اور حضرت عبداللہ (یوقنا9 کو زور سے اپنی طرف کھینچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جھٹکا لگنے کے سبب گھوڑے کے سر کی جانب جھک گئے۔ دوسری طرف چار ہزار رومیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں پر دھاوا بول دیا اور مسلمانوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا کہ تمام کے تمام کو گرفتار کر لیا اور تمام کے مشکیں باندھ دی گئیں۔ عزاز کے گورنر دراس نے حضرت عبداللہ کے منہ پر تھوکا اور کہا: صلیب و مسیح تجھ پر ضرور ناراض ہوگا کیونکہ تم نے مسیح علیہ السلام کے دین کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ مسیح کی قسم میں ہر حال میں تجھ کو ہرقل بادشاہ کے دربار میں لے جاؤں گا وہ تجھ کو انطاکیہ کے دروازے پر سولی پر لٹکائے گا پھر وہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی گردنیں کاٹ دے دا۔ پھر عزاز کا گورنر ان کو قلعہ کے اندر لے گیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر مہربانیوں میں سے ہے کہ جاسوس نے عزاز کے گورنر کو جو خط لکھا اس میں حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بارے کوئی چیز نہ لکھی۔ فرماتے ہیں جب مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے عربی نصرانی کی گفتگو سنی تو اپنے ساتھیوں کو جگایا اور جو عرب نصرانی تھا اس کو باندھ دیا اور کھڑے ہو کر راوندات کے گورنر کا انتظار کرنے لگے جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو انہوں نے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات نہ کی حتی کہ وہ جنگی حکمت عملی کے تحت چھپ گئے اور ان پر ظاہر نہ ہوئے پس دونوں میں سے ہر ایک نے رومی زبان میں بات کی اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ اور ان میں سے کوئی بھی الگ نہ ہوا اور اپنے جھنڈے اور صلیبوں کو بلند کیا جیسا وہ کرتے تھے۔ پھر حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے نصرانی عربی سے کہا: دین اسلام اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے میں آنے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ تیرے وہ گناہ جو تو نے حالت کفر میں کئے دین اسلام قبول کرنے سے وہ ختم ہو جائیں گے اور تو ہمارے بھائیوں میں شمار ہوگا۔ تو اس نے کہا: اگر میرا دل اور میں تمہارے نزدیک عمدہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ اس دین میں داخل ہونے کی توفیق نہ دے۔ ماور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اس گروہ سے ہوں جو اس سے پہلے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر ایمان لا چکا ہوں اور ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن رکھا ہے۔ اور حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو ہمارے دین سے پھر جائے ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ اس نے حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ سے کہا: یقیناً آپ اپنی بات میں سچے ہیں۔ لیکن یہ حدیث منسوخ ہے جو کہے "لا الہ الا اللہ" بے شک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" (الفرقان: ۷۰)

(مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں)اور کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحشی کی توبہ قبول کری جس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ پس جب غسانی نے یہ سنا تو وہ خوش ہوگیا اور کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''

اور اس وقت اے مالک! اللہ عالیٰ کی قسم میرا دل بہت خوش ہے۔ اللہ تعالیٰ کسریٰ کو آپ کے ہاتھوں گرفتار کروائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو روز قیامت نعمتوں سے نوازے۔ فرماتے ہیں: حضرت مالک رضی اللہ عنہ اس کے ایمان لانے سے بہت خوش ہوئے۔ اور اس کو کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو توفیق دی اور تیرے ایمان پر تجھ کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ پھر اس سے فرمایا: اے عبداللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ معاف کر دیں جو کچھ مجھ سے آپ کے متعلق ہوا ہے۔ پس کہا: اے امیر! اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم عزاز کے گورنر کی طرف جاؤ اور اس کو خوشخبری دو راوندات کے گورنروں کی اس کی امداد کے لئے آنے کی۔ اس نے کہا ان شاء اللہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اگر آپ کو میرے معاملہ میں شک ہو تو میرے ساتھ کسی ایسے شخص کو روانہ کر دیں جس پر آپ کو یقین ہو۔ یہاں تک وہ سن لے جو کچھ میں کہتا ہون۔ پس آدھی رات گزر گئی اور پہرہ بہت سخت تھا۔ اور قلعہ کا دروازہ بند تھا۔ اور میں نے ان سے قلعہ کے دیوار کے نیچے سے بات کی۔ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بیٹے کو بھیجا جس کو راشد بن قیس کہتے تھے اور اس کو وصیت کی کہ وہ جاگتا رہے اور وہ اکٹھے چل پڑے اور قلعہ کے پاس جا پہنچے۔ تو ان دونوں نے بہت سخت پہرہ پایا اور قلعہ کے وسط میں شور وغل کر رہے تھے۔

تو طارق نے حضرت مالک کے چچا کے بیٹے سے کہا: کیا کیا ہے اور مجھ کو میرے باپ کے حق کی قسم یہ لڑائی اور غارت گری ہو رہی ہے۔ ان دونوں نے غور کیا تو وہی کچھ تھا جو طارق نے کہا تھا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ اس کا سبب یہ تھا کہ عزاز کے گورنر کا بیٹا نوجوان اور بہادر تھا اس کا نام لاوان تھا۔ اور اس کے والد کا نام دراس تھے ایک دفعہ اس نے اس کو یوقنا کی طرف کچھ ہدایا اور تحائف دے کر بھیجا اور ان دونوں کے مابین قرابت /رشتہ داری تھی۔ اور وہ اس کے پاس ایک ماہ اس کے خاص مکان میں عزت واحترام کے ساتھ ٹھہرا تھا۔ اور وہ اس کے پاس کئی مرتبہ گیا تھا عید صلیب کے مواقع پر اور ان اجتماعات میں جو اس کے ہاں منعقد ہوتے تھے۔ خاص کر جب اس کو سردار بنایا گیا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے یوقنا کی بیٹی کو دیکھا اور وہ اس کے پاس رہا اور اس کا حسن وجمال اس کے دل میں سما گیا اور اس کے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی۔ تو اس نے اس معاملے کو چھپائے رکھا اور واپس عزاز کے پاس لوٹ آیا اور اس نے اپنا حال اپنے والدہ کے سامنے رکھا اور اس کے علاوہ اس کے باپ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کے دلوں میں اس کی محبت بہت زیادہ تھی۔ تو اس کو اس کی ماں نے کہا کہ میں اس کا تذکرہ تیرے باپ سے کروں گی اور یقینا تیرا باپ تیرے نکاح کا پیغام یوقنا کی طرف بھیجے گا۔ اور تیری اس سے شادی ہو جائے گی۔ اس نے اس کے حصول اور اس کی طلب میں بہت سا مال خرچ کیا اور اس کا دل اس نوجوان لڑکی کی محبت میں مشغول رہا۔ اسی اثنا میں عرب ان کے شہروں میں آئے اور وہ اس سے برسر پیکار ہو گئے۔ جب یوقنا اس کے والد نے گرفتار کر لیا اور اس کا

معاملہ اس کے والد کے ہاتھ میں آ گیا اور جب حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تو دراس ان تمام کو لے کر اپنے بیٹے لاوان کے گھر لایا اور اس کو ان کی نگرانی پر متعین کیا۔

عبداللہ (یوقنا) کی دینی معرفت

جب لاوان کے گھر میں قیدیوں کو رکھا گیا تو لاوان نے دل میں سوچا کہ مجھ کو اپنے دین کی قسم! عبداللہ میرے والد سے زیادہ دینی احکام کی معرفت رکھنے والا ہے اگر اس نے اسلام کی حقانیت اور سچائی کو نہ دیکھا ہوتا تو وہ کسی صورت میں بھی اسلام کو قبول نہ کرتا۔ اور کبھی بھی دینِ مسیح کو خیر باد نہ کہتا۔

یہ حقیقت ہے کہ عربوں کے دین میں حقانیت ہے کیونکہ یہ کمزور ہونے کے باوجود ملک شام کے اکثر علاقوں پر غالب آ چکے ہیں اور ویسے بھی میں اس عبداللہ کی بیٹی سے چونکہ محبت کرتا ہوں تو میرے خیال میں ان سے ایک عہد لے کر ان کو رہا کر دوں۔ اور ان کا دین بھی قبول کر لوں گا۔ اور اس کی بیٹی سے شادی بھی کر لوں گا۔ اس کا یہی ایک طریقہ ہے جس پر عمل کر کے میں اپنے مطلب کی چیز لینے میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی

لاوان کے دل میں جب یہ بات بیٹھ گئی تو وہ حضرت عبداللہ (یوقنا) کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہا: چچا جان، ایک شرط پر میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو رہا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں اور اپنی ملکیت کی تمام چیزیں آپ کے سپرد کر دوں گا۔ جب کہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اپنے گھر والوں کی جدائی کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں بھی اسلام کے نورانیت سے اپنے سینے کو منور کر لوں گا۔ ویسے بھی آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہے کہ عربوں کا دین صحیح دین ہے۔ میری شرط یہ ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دیں گے تو اس کا مہر آپ اور آپ کے ساتھیوں کی رہائی مقرر کرتا ہوں۔

عبداللہ نے کہا: اے بیٹا! اگر تو اس ارادے اور نیت سے ہمارے دین میں داخل ہونا چاہتا ہے کہ میری بیٹی سے شادی کرے گا تو یہ تیرا وہم ہے کیونکہ تو صرف دنیا کی غرض سے اسلام کو قبول کرے گا بلکہ تجھ کو چاہئے کہ اس نیت سے اسلام قبول کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور اس طرح دینِ اسلام قبول کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ تجھ کو اجر عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تیری خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ اس طرح تو دنیا اور آخرت کی عزتیں بھی حاصل کر لے گا۔

لاوان نے جب یہ سنا تو " اشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله " کا اقرار کر لیا اور حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد لاوان رحمۃ اللہ علیہ نے اب تمام مجاہدین کو اسلحہ بھی دیا اور ان سے کہا:

تم لوگ آنے والے وقت کا انتظار کرو میں ابھی اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں وہ اس وقت نشے میں مست ہوگا میں اس کا کام تمام کر دیتا ہوں اس طرح ان شاء اللہ تم آسانی کے ساتھ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

عبداللہ (یوقنا) کی بیٹی کا نکاح اور حق مہر

حضرت عبداللہ نے اپنے سو ساتھیوں سے کہا: تم لوگ گواہ ہو جاؤ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا ہے اور اس کا مہر ہماری آزادی ہے۔

عزاز کے گورنر کا قتل

لاون نے اس کو آپ کی طرف سے قبول کر لیا۔ اور قبول کرنے کے بعد اپنے والد کے گھر میں گیا اور دیکھا کہ اس کے باپ کا سر اس کے تن سے جدا ہے اور اس کی بہنیں اور اس کی ماں اس کے پاس بیٹھی ہے۔

لاوان نے پوچھا: میرے والد کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ہم لوگوں نے تو یہ کام کیا ہے۔

لاوان نے کہا: آپ لوگوں نے یہ کام کیوں کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ کیونکہ ہم نے تیرے اور یوقنا (حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان ہونے والی بات چیت سن لی تھی اس کے بعد ہم نے سوچا کہ تیری طرف سے یہ کام ہم کر دیتی ہیں۔ کیونکہ ہم کو خدشہ لاحق ہوا کہ لوگوں کو اگر یہ معلوم ہو گیا کہ تم کیا کرنے والے ہو اور تیری چال و تدبیر کے متعلق کسی خبر تیرے والد کو ہو گئی تو وہ تجھ کو ضرور قتل کر دے گا۔ اس لئے تیرے آنے سے قبل ہی ہم نے اس کو قتل کر دیا۔

قلعہ عزاز کی فتح

لاوان نے جب ان کی باتیں سنیں تو خوش ہوا اور واپس آ کر حضرت عبداللہ (یوقنا) کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ لاوان اور دیگر ساتھیوں کو لے کر گھر سے نکلے قلعہ کے صحن میں آ گئے اور زور زور سے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل کو بلند کرنے لگے۔ اور بشر و نذیر سراج منیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود و سلام پیش کرنے لگے۔ جب ان کی آوازیں قلعے کے چار دیواراری میں گونجنے لگیں تو رومی بھی جنگ کے لئے باہر نکل آئے۔ اسی دوران حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی۔ کہ قلعہ کے اندر ہل چل پیدا ہو گئی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اس قلعہ کے قریب پہنچے، حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لاوان کو دروازہ کھولنے کے متعلق کہا تو اس نے چپکے سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہیں حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھے تو ہر طرف نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل کی گونج قلعہ میں سنائی دینے لگی۔ قلعہ کے باشندگان نے جب اسلامی لشکر کو دیکھا تو اسلحہ ڈال دیا اور ''الامان الامان'' پکارے لگے۔ اور خود ہی اپنی گرفتاری دے دی۔ آنے والے لشکر نے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کو لاوان کے متعلق بتایا تو انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو قیس بن عقبہ نے بیان کیا کہ حضرت صفوان حضرت عمرو بن عبد الرحمن کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں؛ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جو شام کی فتوحات میں موجود تھے۔ قلعہ عزاز کی فتح کس طرح ہوئی اور گورنر عزاز دراس کے قتل کے متعلق میرا ذہن مطمئن نہیں ہے۔ اس لئے آپ ہی مجھ کو صحیح واقعہ سنا دیں۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب جنگ ختم ہوگئی اور حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں اور مال واسباب، سونا، چاندی اور دیگر قیمتی برتن الغرض تمام مال واسباب پر قبضہ کرلیا تو ان کو قلعہ سے باہر لے جانے کا حکم دیا۔ اور اس کی نگرانی حضرت قیس سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے کی۔ اور یہ ان میں سے تھے جو وہاں موجود تھے اور اس کو اس کا حصہ دیا گیا اور انہوں نے اپنا حصہ واپس کردیا اور اسی طرح حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ یہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں موجود تھے اور جب قلعہ کو خالی کرلیا گیا تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ گورنر اور اس کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کو مرا ہوا پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس لعین کو کس نے قتل کیا ہے؟

لاوان نے بتایا؛ اس کو میرے بڑے بھائی لوقا نے قتل کیا ہے۔ آپ نے لاوان کو حکم دیا کہ وہ اس کو میرے سامنے حاضر کرے، جب لوقا آیا تو آپ نے اس سے پوچھا: تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے؟ حالانکہ یہ تیرا باپ تھا۔ میں نے تو کبھی نہیں سنا کہ کسی رومی نے اپنی باپ کو قتل کردیا ہو۔ تو ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ کام کیا ہے۔

لوقا نے کہا: آپ کی دین کی محبت نے مجھ کو ایسا کرنے پر برانگیختہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ قلعہ بزرگ راہبوں کے بیعت میں تھا اور وہ ہم پر انجیل پڑھا کرتا تھا اور ہم کو روم کے علم کی تعلیم دیتا تھا۔ اور میں کچھ دن اس کی بیعت میں رہا اور میں اور وہ اور ہمارے پاس کوئی اور آدمی نہ تھا اور اس کا نام ابومنذر تھا تو میں نے اس سے کہا اے ابومنذر میں شام کے شہروں کی طرف دیکھتا ہوں کہ کس طرح عرب ان میں پھیل رہے ہیں اور اس کے اکثر حصہ کے مالک ہوگیا ہے اور ہمارے بادشاہ کے لشکروں کو شکست دے رہے ہیں؟ اور ہم یہ خیال بھی نہ کرسکتے تھے کہ عرب اس پر قدرت رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ قوموں میں ان سے زیادہ کمزور کوئی قوم نہیں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کمزوری کے باوجود ان کی مدد کی۔ تو کیا آپ روم کے علم میں اس کے متعلق کچھ پڑھ چکے ہیں۔ یا اس نبی ملاحم اور یونانیوں کی ملاح ہے۔ تو اس نے کہا: اے بیٹے! جی ہاں میں نے اس کے متعلق پڑھ رکھا ہے۔ اور ہم نے اس امر کے واقعہ ہونے سے قبل اس کے متعلق ہرقل بادشاہ کو بھی آگاہ کیا ہے۔ اور اس کے پاس تمام بادشاہ سردار اور بطریق جمع ہوئے ہیں اور ان کو خبردار کردیا تھا کہ جو تخت تمہارے نیچے ہے اس پر بھی عرب قابض ہوجائیں گے۔ اور ہم تک یہ بات اس قوم کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پہنچی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا اور میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور عنقریب یہ ملک میری امت کو ملے گا جو اس میں سے میرے لئے لپیٹ دیا گیا تھا۔

لوقا نے کہا: میں نے اس سے کہا: اے ہمارے بڑے باپ! آپ اس قوم کے نبی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

اس نے کہا: اے بیٹے! ہماری کتب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجاز میں مبعوث فرمائے گا اور اس کی بشارت

حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور میں نہیں جانتا کہ وہ یہ ہیں یا یہ نہیں ہیں؟

تو میں نے جان لیا کہ وہ مجھ سے کوئی معاملہ چھپا رہا ہے اس ڈر سے کہ میں اس کے اس راز کو افشا کر دوں گا۔ تو میں نے اس راز جو اس نے صبح کو مجھے بتایا تھا کو چھپائے رکھا۔

جب میں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو قیدی دیکھا۔

میں نے یوقنا سے کہا تو نے اپنے بھائی یوحنا کو قتل کر دیا تھا اور عربوں کی مخالفت کی اور ان سے جنگ کی۔ پھر تو نے ان کی دین کی طرف رجوع کر لیا اور یہ نہیں مگر یہ کہ اس نے جان لیا کہ حق عربوں کے ساتھ ہے۔

تو میں نے اپنے آپ سے کہا: تو کھڑا اور اپنے باپ کو قتل کر دے اور یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دے۔ اور ان تمام کے دین میں شامل ہو جا اس دین میں کوئی شک نہیں ہے۔

تو جب میرا باپ شراب پینے کے بعد سو گیا اور اس کو شراب کا نشہ چڑھا ہوا تھا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور میں آیا اور یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا اور میں نے اپنے بھائی کو ان کی پاس پایا جو مجھ سے سبقت لے چکا تھا۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ایک نوجوان تو نے یہ کس لئے کیا؟

اس نے کہا: تمہارے دین کی محبت میں اور اس نے کہا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو قبول کرے اور تجھ توفیق عطا فرمائے۔

پھر حضرت مالک رضی اللہ عنہ قلعہ سے نکلے اور حضرت سعید بن عمرو غنویٰ رضی اللہ عنہ کو اس کا والی مقرر کیا اور ان کے ساتھ سو افراد کو کر دیا وہ سو افراد جو حضرت عبداللہ (یوقنا) کے ہمراہ تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ راوندات کے گورنر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان پر سلام پیش کیا انہوں نے اس کا انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی گردنیں اڑا دیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالمالک بن محمد نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد حضرت حسان بن کعب سے روایت کی، انہوں نے واحد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عزاز کا قلعہ اس طرح فتح ہوا جس طرح ابھی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دراس کے متعلق جو مشہور ہے کہ اس کو اس کی بیٹیوں اور بیوی نے قتل کیا، یہ قول صحیح نہیں ہے۔ بہر حال اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے جس وقت عزاز سے واپسی کا ارادہ کیا، عزاز کے باشندوں کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا جن میں ایک ہزار فوجی مرد اور دو سو پینتالیس بوڑھے اور پادری، دو ہزار عورتیں، بچیاں اور ایک سو اسی کنواری لڑکیاں بھی تھیں۔

ان میں روشن چہرے والا بارعب شخصیت کا مالک ایک پادری بھی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پادری کو فرمایا: اے بوڑھے! معلوم ہوتا ہے کہ تو اہل کتاب کے اکابرین میں سے ہے۔ پھر تو نے حق بات کو ان سے کیوں چھپائے رکھا؟

پادری نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں حق بات ان سے اسی لئے چھپائے رکھی کہ مجھ کو ان رومیوں سے خطرہ تھا کہ یہ مجھ کو

کہیں قتل نہ کردیں اس لئے کہ بے عقل لوگوں پر حق بات بھاری ہوتی ہے۔ اس حق بات کی وجہ سے ہی تو ان رومیوں نے میرے بیٹوں اور بہن کو قتل کردیا تھا اب آپ ہی بتائیں کہ میں حق بات ان پر کس طرح ظاہر کرسکتا تھا۔؟

حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے دین میں داخل ہونا پسند کرو گے؟ اس نے جواب دیا اس وقت تک آپ کا دین قبول نہیں کروں گا جب تک میں آپ سے چند سوالات نہ کرلوں۔ جن کا تذکرہ انجیل میں موجود ہے۔

حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

وہ ابھی سوال کرنے کا ارادہ ہی کررہا تھا کہ قلعہ کے اندر سے چیخ وپکار کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ اور لوگ خوف سے بھاگ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس طرف متوجہ ہوئے کہ حالات معلوم کئے جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ذہن میں خیال آیا کہ شاید رومیوں نے ہمارے ساتھ غداری کردی ہے۔ اس کے بعد قلعہ میں موجود مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: اے امیر! حفاظتی اقدامات کیجئے۔ کیونکہ منبج اور بزاعہ کی طرف سے گرد وغبار اٹھتا ہوا نظر آرہا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ آنے والے کون ہیں؟

یہ سننا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور چند ساتھیوں کو ہمراہ لیا اور حالات کا جائزہ لینے لئے اس طرف نکل کھڑے ہوئے۔ جب اڑتی ہوئی دھول سے چہرے نظر آنے لگے تو پتہ چلا کہ یہ مسلمان شہسوار ہیں۔ جو مال واسباب اور رومی قیدی جو بندھے ہوئے تھے ان کو لینے آرہے ہیں۔ ان کی قیادت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کررہے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کو منبج اور بزاعہ کی طرف روانہ کیا تھا اور اب وہیں سے یہ واپس آرہے ہیں۔ دونوں امیروں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے قلعہ عزاز کے متعلق دریافت کیا۔

حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے بتایا: اللہ تعالیٰ نے عزاز قلعہ میں ہمیں فتح نصیب کی ہے۔ اسی طرح رومیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ (یوقنا) کے متعلق بھی بتایا۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بتایا کہ میں ابھی واپسی کا ارادہ کررہا ہوں۔ اس پادری کے سوالات نے روک لیا ہے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہما نے اس پادری سے فرمایا: پوچھو کیا سوال ہے تمہارا؟

اس نے پادری نے پوچھا: آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح قلم کو پیدا فرمایا، ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے عرش وکرسی کو پیدا فرمایا، ایک روایت مین ہے کہ وقت اور زمان کو پیدا فرمایا، ایک روایت میں ہے کہ عدد وحساب کو پیدا فرمایا ایک روایت مین ۃے کہ سب سے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا وہ ایک جوہر تھا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق اس کی طرف نظر فرمائی تو وہ جوہر پانی کی شکل اختیار کرگیا پھر اللہ تعالیٰ نے یاقوت سے عرش کو پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کان عرشہ علی الماء'' (ہود:۷)

(اور اس کا عرش پانی پر تھا)

پھر اس دھویں سے آسمان کو پیدا فرمایا، اس کے بعد زمین پیدا فرمائی، ایک روایت مین ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا تاکہ مخلوق اس سے نفع حاصل کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور اور ظلمت کو پیدا فرمایا پھر جب ان کو اپنی ربوبیت کا اقرار کرنے کا حکم دیا تو ظلمت نے انکار کر دیا اور نور نے اقرار کر لیا۔ اس لئے نور سے رضامندی فرماتے ہوئے اس سے جنت بنائی اور ظلمت پر غضب کرتے ہوئے اس سے دوزخ کو پیدا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام روحیں اپنے مستقر ہی کی طرف لوٹتی ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے ایک نقطہ پیدا فرمایا پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ اپنی ہیئت تبدیل کر گیا اور ''الف'' کی شکل میں آ گیا اسی کو کتاب اللہ کا مبداء بنایا گیا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی کتاب کو ایک نقطہ سے جمع فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نقطہ (نطفہ) سے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ پھر اس مخلوق کو اپنی قدرت سے موت کی وادی سے گزارتے ہوئے اور صور پھونکنے سے ان کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

پادری نے جب یہ ساری گفتگو سنی تو بے اختیار اس کی زبان سے نکلا:

''أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله''

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہ ہے وہ علم جو انبیاء کرام علیہم السلام سے منقول ہے۔

عزاز کے باشندوں نے جب اپنے معزز پادری کو دیکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے تو ان کی اکثریت نے بھی اسلام کو قبول کر لیا اور بہت تھوڑی لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے سابقہ دین پر رہنے کو ترجیح دی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عامر بن یحییٰ نے بیان کیا فرماتے ہیں حضرت اسد بن مسلم سے روایت ہے انہوں نے حضرت دارم بن عیاش رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: جب عزاز کے باشندوں نے اپنے پادری کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تو حضرت فضل بن عباس، حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ عنہم نے حلب کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ (یوقنا) نے کہا:

''میں اب اس قابل نہیں رہا کہ میں مسلمانوں کو اپنا منہ دکھا سکوں کیونکہ میں نے انہیں ایک جنگی چال اختیار کر کے قلعہ عزاز کا ارادہ کیا تھا لیکن بدقسمتی سے میں اپنی جنگی چال میں ناکام رہا۔ پس اب میں حلب کی بجائے انطاکیہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ایسا کرنے میں مجھ کو کامیابی عطا فرمائے۔ اور دشمنوں کے خلاف میری مدد کرے۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) کی انطاکیہ روانگی

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

''ليس لك من الأمر شيء''

(یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں)

تو عبداللہ نے کہا: دین اسلام کی قسم! میں واپس کسی صورت بھی نہیں جاؤں گا۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا

سے سرخرو فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچازاد بھائیوں کے دو سو افراد اپنے ہمراہ لئے اور یہ ایسے افراد تھے جن کے دلوں میں ایمان کی قوت اچھی طرح پختہ ہو چکی تھی۔ ان کے اہل و عیال اس وقت حلب میں ہی تھے۔ آپ نے ان ساتھیوں کو ہمراہ لیا اور انطاکیہ کا رخ کیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ انطاکیہ کے مضافاتی علاقوں کے پاس پہنچے تو آپ صرف اپنے چار ساتھیوں کو اپنے ساتھ رکھا اور باقی ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ خود کو کہیں روک لیں۔ پھر وہ اس طرح بھاگتے ہوئے مجھ سے آملیں گویا کہ عربوں کے ڈر سے بھاگ رہے ہوں۔ اس طرح میں اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے کے بعد چار ساتھیوں کو لے کر حارم کے راستے پر چل پڑا۔ جب کہ باقی ساتھی ارناخ کے راستوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ روانگی سے پہلے ان کو تاکید کی گئی کہ ہماری اگلی ملاقات انطاکیہ میں ہو گی۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر سمعان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہاں گھوڑ سوار اور دوسرے کچھ لوگ لوگ راستوں کی حفاظت پر متعین ہیں۔ جس وقت انہوں نے دیکھا کہ تو جلدی سے آپ کے پاس آئے اور اس طرف آنے کی وجہ دریافت کی حضرت عبداللہ نے جواب دیا۔ میں حلب کا گورنر ہوں اور عربوں سے بچ کر بھاگ آیا ہوں۔

ان نگرانوں اور محافظوں کے افسر نے ایک جماعت حضرت عبداللہ (یوقنا) اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ بھیجی۔ اور ان کو حکم دیا کہ ان کو ہرقل بادشاہ کے پاس لے جائیں۔ لہٰذا وہ آپ کے ہمراہ چل پڑے اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے آئے۔ اس وقت انہوں نے ہرقل کو ''کنیسۃ القتیان'' میں (دین مسیحی کے مطابق) نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ کچھ دیر انتظار کیا جب ہرقل اپنی عبادت سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کو اس کے پاس حاضر کیا گیا۔

محافظوں نے ہرقل کو بتایا کہ۔ اے بادشاہ! آپ کے سامنے کھڑے اس سردار جو کہ دیر سمعان کے قریب اپنے ساتھیوں کے ساتھ پایا گیا کا کہنا ہے کہ وہ حلب کا گورنر ہے۔

ہرقل بادشاہ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ تم یہاں کس طرح پہنچے ہو۔ مجھ کو خبر ملی تھی کہ تم نے عربوں کا دین قبول کر لیا ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے بادشاہ! یقیناً آپ نے صحیح ہی سنا تھا۔ اس وقت میں نے انہیں دھوکا دینے لئے اس طرح کیا تھا۔ تاکہ کسی طرح ان کے شر سے نجات حاصل کر سکوں۔ اور اب میں ان کی بدکرداری اور گندی بو سے چھٹکارا حاصل کر چکا ہوں۔ وہ اس طرح کہ میں عربوں سے یہ کہا کہ قلعہ عزاز کا محاصرہ میرے سپرد کر دو تو اس کی فتح تمہارے لئے ممکن بنا دوں گا اور دراس گورنر کو قتل کر دوں گا۔ اس لئے ان کے سرداروں میں شمار ہونے والے دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لیا اور عربوں سے کہا: جب میں قلعہ کی طرف روانہ ہو جاؤں تو اپنے ایک ہزار فوجی میرے پیچھے ہی روانہ کر دینا۔ یہاں تک کہ جب میں قلعہ کے اندر داخل ہو جاؤں گا تو ان پر کسی طرح بھی غالب آ کر انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ گورنر دراس کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے میری ایک نہ سنی اور جلد بازی سے کام لیا، جاسوس کی بات پر ہی اعتماد کر لیا۔ جب کہ میری بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ مجھ کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب عرب قوم پہنچی تو دونوں فوجیں اسی قتل و غارت گری میں مبتلا تھیں کہ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر چپکے سے

نکلا اور آپ کی طرف آ گیا۔

اگر مجھ کو اپنے دین سے محبت نہ ہوتی تو میں اپنے بھائی یوحنا کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں قتل نہ کرتا۔ اس کے علاوہ اپنے قلعے کی حفاظت کے لئے ایک سال تک جنگ میں مصروف نہ رہتا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) کا ہرقل کو اعتماد میں لے لینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہرقل بادشاہ میں موجود حاضرین میں جو سردار تھے انہوں نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا: اے بادشاہ! یوقنا نے صحیح کہا ہے۔ بہت جلد آپ کو ان کے افعال واعمال اور صلیب کی خاطر ان کے جذبہ کا اندازہ ہو جائے گا۔ ہرقل نے سرداروں کی تصدیق پر اثبات میں سر ہلایا۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔ اس کے بعد بادشاہ نے آپ کی آؤ بھگت کی اور اپنا شاہانہ لباس بھی پہنایا۔ یہاں تک کہ اپنا کمر بند اور خود بھی ان کے حوالے کر دیا اور کہا:

حلب شہر اگر ہاتھوں سے جاتا رہا تو کوئی بات نہیں، اس کے بدلے میں تم کو میں انطاکیہ کی سپہ سالاری دیتا ہوں۔ اس طرح ہرقل نے آپ کو ان علاقوں کا گورنر بنا دیا۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) نے جب بادشاہ کو دھوکے میں پھنسالیا تو بظاہر اس کو دعائیں دیں۔ اسی دوران لوہے کے پل پر متعین محافظوں میں سے ایک محافظ آیا اور بادشاہ کو بتایا کہ قلعہ حلب کے دو سو باشندے آئے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ یوقنا کے چچا زاد کے خاندان سے ان کا تعلق ہے۔ اس وقت وہ عربوں سے بچتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔ جب ہرقل بادشاہ نے یہ سنا تو حضرت عبداللہ (یوقنا) سے کہا: اے سردار جاؤ اور ان لوگوں سے حالات کا جائزہ لیں کیونکہ وہ تمہارے ہی چچا زاد ہیں۔ پس تم ہی ان سے سامنا کرو تا کہ وہ تمہاری فوج کے سپاہی بن جائیں اور اگر وہ تمہارے رشتہ داروں میں سے نہیں ہیں تو ان کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو اور پھر میں چاہوں گا ان کے ساتھ سلوک کروں گا۔

ہرقل کی حضرت عبداللہ (یوقنا) کو ہدایت

ہرقل نے کہا: ایک بات یاد رکھنا کہ کہیں وہ عربوں کے ایجنٹ نہ ہوں جو کہ عیسائیت سے اسلام کی طرف پھر گئے جیسا کہ سیجر، حماۃ، رستن، جوسیہ، بعلبک، دمشق اور حوران کے لوگ بھی ان کے دین میں داخل ہو چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے کہا: اے بادشا! آپ اطمینان رکھیں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور آپ کے ساتھ چند ایک درباری سپاہی بھی تھے۔ پھر جب لوہے کی پل پر پہنچے تو آپ نے آ لے والے دو سو سواروں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ نے ان کی طرف دیکھا تو آپ نے ان کو مرحبا (خوش آمدید) کہا انہوں نے جب آپ کی جاہ وحشمت اور بادشاہی چال کو دیکھا تو اپنی سواریوں سے اتر کر آگے بڑھے اور رکاب کو بوسہ دیا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) سے پوچھا عربوں سے کس طرح تم کو نجات ملی؟

انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ عربوں کے سردار کی ماتحتی میں منبج اور بزاعہ کی طرف گئے جب وہان سے حلب کی طرف

لوٹے تو دیکھا کہ قلعہ عزاز کے وہ مالک بن چکے ہیں تو ہم لوگوں نے اسی رات ان کو چھوڑا اور اب یہاں آ گئے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بادشاہ کے درباری بھی یہ گفتگو سن رہے تھے جب ان کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ کو ساری صورت حال بنا دی گئی۔ حضرت عبداللہ جس وقت بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو اس نے آپ کی تواضع کی اور رہائش کے اپنے شاہی محل کے قریب ہی ایک مکان کا انتظام کیا اور چند افراد آپ کی خدمت کے متعین کر دیئے گئے۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے کہا: اے بادشاہ وقت! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس دنیا کو جب کہ اس کے طالب کو کتوں سے تشبیہ دی ہے۔ جو کہ ہر آن اس دنیا کی طلب میں رہتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے ایک خوبصورت پرندہ دیکھا جو ہر طرح سے بھلا اور عمدہ محسوس ہوتا تھا جب آپ نے اس کی کھال اتاری تو اس کا باطن اس قدر قبیح اور برا تھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز قبیح نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب میں کہا: میں دنیا ہوں کہ جس کا ظاہر تو بہت عمدہ اور دلکش ہے اور اس کا باطن بہت زیادہ قبیح ہے۔

اے بادشاہ! میرے بات کرنے کا مقصد آپ کو معلوم ہے کہ حاسدین ہر جگہ ہوتے ہیں۔ فطری بات ہے کہ جب کسی کو کوئی اعلیٰ منصب ملتا ہے تو اس کے حاسدین ضرور نکل آتے ہیں۔ مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں مجھ سے حسد کرنے والے بھی آپ کو میری شکایتیں نہ کریں۔ اور میرے بارے میں ایسے بہتان نہ لگاتے پھریں جو میں نے کئے بھی نہ ہوں۔ اگر آپ کو میرے اس منصب کے متعلق کوئی اعتراض ہو تو آپ اپنا عطا کردہ یہ منصب واپس لے سکتے ہیں اور کسی اور یہ منصب دے دیں کیونکہ اس سے تو میں بیزاری اختیار کرنا پسند کروں گا۔

اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر رونا شروع کر دیا۔

ہرقل نے کہا: میں نے تجھ کو اس منصب پر اسی لئے فائز کیا ہے کہ میں دل کی گہرائیوں سے تجھ پر اعتماد کرتا ہوں۔ تو اب جس شخص نے بھی تیرے خلاف کوئی بات کی تو میں اس کو تیرے حوالے کر دوں گا پھر تو جو چاہے گا اس سے وہی سلوک کرنا۔

بادشاہ کے اس طرح کے اعتماد کے اظہار پر حضرت عبداللہ (یوقنا) نے شکریہ ادا کیا۔ اور جس علاقے کا آپ کو گورنر بنایا گیا تھا وہاں جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

بادشاہ کی بیٹی زیتونہ کا بادشاہ کو پیغام

ابھی یہ اٹھنے ہی نہ پائے تھے کہ مرعش سے چند سواروں کا ایک گروہ بطور قاصد آیا۔ اور کہنے لگا ہمیں بادشاہ کی بیٹی زیتونہ نے بھیجا ہے وہ عربوں سے بہت خوفزدہ ہے اور چاہتی ہے کہ میں بادشاہ کے پاس پہنچ جاؤں تا کہ یہ دیکھ سکوں کہ عربوں کے ساتھ بادشاہ نے کیا معاملہ کیا ہے اس مقصد کے لئے اگر بادشاہ کچھ فوج بھیج دے جو آ کر مجھ کو لے جائے تو یہ بہت مناسب ہو گا۔

زیتونہ کو لانے کے لئے عبداللہ (یوقنا) کا انتخاب

بادشاہ نے کہا اس کام کے لئے سردار یوقنا سے زیادہ اور کوئی بہتر نہیں ہے یہی اس کام کا اہل ہے۔ یوقنا نے زمین کو بوسہ دیا ور کہا جناب کا حکم میں نے سنا اور بخوشی قبول کیا۔ بادشاہ نے ان کو دو ہزار اور دو سو اپنے خاص آدمی دیئے جو قبیلہ مذبحہ اور قبیلہ

قیاصرہ سے متعلق تھے۔ اور یوقنا ان کو لے کر روانہ ہو گیا۔ صلیب سر پر بلند تھی کوتل گھوڑے ہمراہ تھے اور پیدل لوگ زیوروں، حریر و دیباج کے لباسوں، سنہری تاروں سے جڑی ہوئی موتیوں کی لڑیوں سے سجے ہوئے آراستہ و پیراستہ برابر کوشش کرتے ہوئے آگے کی جانب رواں دواں تھے۔ یہاں تک کہ مرعش میں پہنچے، زیتونہ جو بادشاہ کی چھوٹی بیٹی تھی اور جس کو بادشاہ نے یہاں کی حکومت اور ریاست حوالے کر کے نوسطیر بن حارس کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی۔ جو نہایت بہادر آدمی تھا۔ اور اس کی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے اس کا نام سیف نصرانیہ (نصرانیوں کی تلوار) مشہور ہو گیا تھا۔ یرموک کی جنگ میں اس کو ایک زخم لگا جس کی وجہ سے یہ دنیا کے کوچ کر کے زیتونہ کو جدائی کا صدمہ دے گیا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) کی مسلمان لشکر کی تلاش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یوقنا زیتونہ کو لے کر انطاکیہ کی طرف ایک عام راستے سے جو سب سے بڑی شاہراہ تھی اس خیال سے چلے کہ ممکن ہے اس سڑک پر کوئی مسلمانوں کا جاسوس یا معاہد مل جائے اور میں اس کے ہاتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تک اس بات کی اطلاع بھیج دوں کہ میں بادشاہ کے پاس انطاکیہ میں رہائش پذیر ہوں۔ جب

حضرت عبداللہ (یوقنا) اور جبلہ بن ایہم کی ملاقات

آپ مرج الدیباج کے پڑاؤ میں پہنچے تو آدھی رات گزر چکی تھی۔ اچانک رومیوں کے گھوڑے چونکنے ہوئے اور ان کا ہراول دستہ پلٹ کر ڈرتا ہوا آپ کے پاس بھاگا ہوا آیا اور آپ نے تم کو کیا ہو گیا ہے؟ ہراول دستے والوں عرض کی: اے سردار! یہاں پڑاؤ کے میدان میں ایک بہت بڑا لشکر مقیم ہے۔ ہم اس کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں، جب غور سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ عرب ہیں۔ اور وہ سارا کے سارا لشکر سو رہا ہے۔ اور اس کے جانور دانہ اور چارہ وغیرہ کھا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں وہ یقیناً مسلمان ہیں۔

آپ کو یہ سن کر دل میں خوشی ہوئی۔ اور فرمایا اسلحہ سے مسلح ہو جاؤ۔ اور احتیاط سے کام لو اور اپنے بھائیوں کی نگہداشت کرو۔ دین کی مدد کرنے کے لئے دشمن سے مقابلہ کے لئے ڈٹ جاؤ۔ بادشاہ کی عزت (لڑکی) پر مر مٹو اس کو دشمن کے قبضہ میں نہ جانے دو۔ اپنے مالک کی نعمتوں کا حق ادا کرو اور ایک دفادار لشکر بن جاؤ۔ جب لڑائی ہونے لگے تو ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کرو اور حتی المقدور ان کے قتل سے گریز کرنا کیونکہ عرب کا سردار اور ان کے ساتھی ایک ضرور بادشاہ کے سر چڑھ آئیں گے۔ اگر انہوں نے تم میں سے کسی کو گرفتار کر لیا تو تمہارے پاس اپنے آپ کو چھڑوانے کے لئے فدیہ ہوگا۔ میں حکیم فرفناس کی کتاب میں دیکھ چکا ہوں کہ اس کا کہنا ہے کہ جو شخص کام کے انجام پر نظر رکھے وہ امان میں رہے گا۔ اور جو بلا سوچے سمجھے کام کرے گا وہ نقصان میں جائے گا۔ اور جو اکثر بے وفائی کرے گا وہ ایک دن ضرور بے وفائی کا شکار ہوگا بس اب تم برکت اور اعانت مسیح علیہ السلام پر چلے جاؤ۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باگیں ڈھیلی ہو گئیں، نیزے تن گئے اور اس لشکر نے مرج الدیباج کے پڑاؤ کا رخ کیا۔ سوتے ہوئے لشکر کے پاسبانوں نے جب آہٹ محسوس کی تو اپنے لشکر کو جگا دیا اور کہا کہ گھوڑوں کے سموں کی آوازیں سن رہے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری طرف کون پیش قدمی کر رہا ہے۔ سویا ہوا لشکر بیدار ہو گیا اور حضرت عبداللہ (یوقنا) کے لشکر کا

استقبال کرنے لگا۔ کہ ہم عیسیٰ بن مریم اور صلیب مکر کے تابع لوگ ہیں تم کون ہو؟ قبل اس کے کہ ہماری تلواریں تمہارے سروں کی تواضع کے لئے اٹھیں ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یوقنا نے یہ سن کر فرمایا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہ ہم ملک ہرقل کی فوج جبلہ بن ایہم غسانی کے تابع ہیں۔ اور اس وقت اس کے بیٹے ایہم غسانی کے زیر فرمان ہیں۔ آپ یہ سن کر گھوڑے سے پاپیادہ ہو گئے اور اس کو سلام کیا، نصرانی عربوں نے رومیوں کو سلام کیا اور آپس میں ملے۔

ایہم بن جبلہ نے آپ سے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: مرعش سے بادشاہ کی صاحبزادی کو لے کر آ رہا ہوں۔ اور تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا میں عمق سے رسد لینے کے لئے گیا تھا جب رسد لے کر واپس ہونے لگا تو مرج وابق میں مسلمانوں کا ایک دستہ جس کے ساتھ غالباً دو سو افراد ہوں گے بہت زیادہ ساز و سامان کے ساتھ مل گیا۔ جب ہم اس کے قریب پہنچ گئے تو وہ لڑائی کے ارادے سے ہم پر جھپٹا۔ اس دستے کا سالار انتہائی ہوشیار اور چالاک تھا اس نے آناً فاناً حملہ کر دیا۔ وہ جری اور ڈکارنے والا شیر تھا کہ جلتی ہوئی آگ بھی اس پر کوئی اثر نہ کرتی تھی۔ وہ ہماری جانب بڑا اور ذرا سی دیر میں ہمارے بہادروں اور شہسواروں کو خون میں غلطان کر دیا۔ ہماری جمعیت اگرچہ دو ہزار تھی اور وہ کل دو سو تھے اور ہم بڑے بڑے بہادر اور نامی گرامی شہسوار بھی تھے۔ جو شعلہ جوالہ کی طرح اِدھر اُدھر گھوم جاتے تھے۔ اور نیز باز سوار بھی مگر وہ بہادر ہم میں ایسا کام کر رہا تھا جیسے آگ خشک لکڑیوں سے جنگ کرتی ہے۔ جنگ زوروں پر تھی اور نائرہ حرب و ضرب مشتعل ہو رہا تھا وہ حملہ کر رہے تھے اور ہم ان پر حملہ کرتے جاتے تھے۔ آخر ہم نے ان سب کو اس کے بعد کہ ان کے ایک ایک سوار نے ہمارے کئی کئی سواروں کو قتل کر دیا تھا گرفتار کر لیا اور محض ان کا وہ سردار ہی ایسا باقی بچا جو ہماری قید میں نہیں تھا ہم نے بہت کوشش کی کہ اس کو قید کر لیں مگر ہمارے کسی بہادر کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس کو گرفتار کر سکے۔ اور نہ کسی طاقت ور کو طاقت ہوئی کہ وہ اس کے پاس جا سکے۔ وہ برابر حملہ کرتا رہا آخر کار ہم نے اس کے گھوڑے کو گرانے کی کوشش کی اور اس مار کر اس کے گھوڑے کو مار دیا۔ جب گھوڑا چکرا کر گرا اور وہ سوار گھوڑے سے نیچے آیا تو ہم نے ہجوم کر کے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اس کو بھی گرفتار کر لیا۔ جب اس کا حسب و نسب پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ محمد ﷺ کا صحابی ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہے۔ اب ہم ان قیدیوں کو لے کر ہرقل کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ تا کہ ان کے متعلق اس سے اس کی رائے کو معلوم کر سکیں کہ ان کا اب کیا کیا جائے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دھڑکنے لگا۔ سخت پریشانی لاحق ہوئی مگر ضبط سے کام لیا اور دل کو تسلی دی اور بظاہر خوشی و سرور کا لہجہ بنا کر ان سے کہنے لگے اپنے دین کی قسم! تو نے اس نوجوان کو پکڑ کر نہایت فخر یہ اور بہت عمدہ کام کیا ہے میں نے اس کے متعلق سنا ہے کہ وہ شام میں بڑے بڑے بہادروں کو بچھاڑ چکا ہے اور بڑے بڑے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔ اس کے بعد یہ انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے شرید بن عاصم نے بیان کیا؛ کہ شروان بن مجزل از قادم ابن بشیر از زائد بن معمر روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم سے بشار نے بیان کی کہ انہوں نے حضرت صالح از عبداللہ از ان کے دادا مسروق روایت کیا ہے۔ مولف کتاب فرماتے ہیں۔ اور مجھ سے یہ حدیث عباد بن عاصم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی

ہے فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے عزاز کا قلعہ فتح کر لیا تو حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عمرو غنوی رضی اللہ عنہ کو اس شہر کا حاکم مقرر فرمایا اس کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مال غنیمت لے کر حلب میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مسلمانوں کی سلامتی اور قلعہ عزاز کی فتح کی مبارک باد پیش کی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ (یوقنا) کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ساری صورتحال سے آپ کو آگاہ کیا وہ واپس کیوں نہیں آئے اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت وہ انطاکیہ جا چکے ہیں تا کہ ایک نئی چال سے روم کے مرکز کو شکست دے سکیں۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی کہ ''اے اللہ! حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خاص نصرت عطا فرما اور کی بخشش فرما'' اس کے علاوہ یہ کہا کہ'' عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وہ کام کر گیا ہے جس کا ہمارے ذہنوں میں تصور بھی نہیں تھا۔ اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں فتوحات کی خبر دینے کے لئے ایک خط تحریر فرمایا اس میں یہ لکھا تھا۔

امیر لشکر اسلامی کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من ابی عبیدۃ عامر بن الجراح إلی أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب سلام علیك

فانی أحمد اللہ الذی لا إلہ إلا ہو وأصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم أما بعد فإن اللہ سبحانہ لہ المنۃ علینا التی یستوجب بہا الحمد من جمیع المسلمین إذ فتح علینا مستصعب قلاع الکفر وحصونہ وأذل لنا ملوکہم وأورثنا ارضہم ودیارہم وأن سبحانہ قد فتح علینا قلعۃ حلب وأردفہا بحصن عزاز وأن البطریق یوقنا صاحب حلب قد أسلم وحسن اسلامہ وقد صار عونا للمسلمین علی الکافرین من بعد ما قاسینا منہ ما اللہ عالم بہ فاللہ یجازیہ فلقد نصر اللہ بہ الدین ونصح للمسلمین وأباد المشرکین وقد دخل انطاکیۃ یدبر حیلۃ علی کلب الروم وقد ألقی بنفسہ إلی الہلاك فی طاعۃ اللہ ورسولہ ولقد کتبت ہذا الکتاب ونحن معولون علی المسیر إلی أنطاکیۃ نقصد طاغیۃ الروم فما بقی حصن سواہ لأعدائنا قریبا منا ونحن طامعون فی أخذہ وأخذ سریرہ وکنوزہ کما وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزودنا بالدعاء منك فإنہ سلاح المؤمنین ودمار الکافرین والسلام علیك وعلی من معك من المسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

ابو عبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام۔ آپ پر سلامتی ہو۔

پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کے محبوب

ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔

از یں بعد: پاک ہے وہ ذات جس نے ہم پر اپنا عظیم احسان فرمایا، تمام مسلمانوں پر اس کی حمد بیان کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے ہمیں ملک شام کی فتوحات سے نوازا ہے اور کفار کے قلعوں ار محلات کو نیست ونابود فرما دیا ہے، اس طرح ان کی سرزمین کا ہم کو وارث بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حلب کی فتح عطا فرمائی اور اس کے بعد عزاز کی فتح بھی عطا فرمائی۔ حلب کے حاکم یوقنا نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا گویا حق ادا کردیا ہے۔ مسلمانوں کے حق میں وہ مددگار ثابت ہوا ہے اور دشمنوں کے لئے ایک آفت بن گیا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ ہی نیتوں کو جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ نے اس کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی اور ہمارے لئے اس کو خیر خواہ بنایا اور کفار کے لئے باعث ذلت بنایا ہے۔ اس وقت وہ رومیوں کو نئی چال میں پھنسانے کے لئے انطاکیہ میں داخل ہو چکا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا ہے۔

میں نے آپ کو یہ خط اس وقت لکھا جب ہم لوگ بھی انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے والے ہیں۔ ہمارا مقصد اب روم کے مرکز انطاکیہ کی طرف کوچ کرنا ہے۔ اور انطاکیہ کے علاوہ اب کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جو ہمارے قریب لگتا ہو اس لئے اس کو اپنے قبضہ میں کرنا ضروری ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا تھا۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہمارے لئے مزید عافرمائیں، کیونکہ آپ کی دعا تو مسلمانوں کے لئے اسلحہ کا کام دیتی ہے۔ جب کہ کافرون کے لئے رسوائی کا کام دیتے ہی۔

آپ پر اور آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) الگ کیا اور حضرت ربا رضی اللہ عنہ بن خانم یشکری رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا، اور دو سو محافظ سپاہی بھی ان کے ہمراہ کردیئے جن میں حضرت قتادہ، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عبداللہ بن بشار، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور ان ہی جیسے دوسرے رسول کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ان مجاہدین نے مال غنیمت لیا اور رسول کریم ﷺ کے شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی انطاکیہ روانگی

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور دو سو سپاہی ان کے زیر فرمان دیتے ہوئے حکم دیا کہ وہ مختلف علاقوں میں کاروائیاں شروع کردیں۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ یہ حکم سنتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور روانہ ہوگئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی طرح مسلسل سفر کرتے رہے۔ معاہدین اس سلسلہ میں آپ کی رہنمائی کرتے رہے۔ یہاں تک

کہ آپ مرج دابق پہنچ گ ئے اس وقت سحری کا وقت ہو چکا تھا، معاہد نے کہا: اپنی سواریوں کو یہیں ٹھہرا دیں اور باقی دن اسی جگہ آرام کریں۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نصرانیوں کے ہتھے چڑھ گئے

کہتے ہیں جب اگلا دن سحری کا وقت آیا تو ان مجاہدین کو ہوش آیا جب جبلہ بن ایہم غسانی سر پر پہنچ چکا تھا۔اس کے حملہ کرنے سے شوروغل کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی جاگے۔آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سو سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو گئے جب کہ باقی سو ساتھی ان نصرانیوں کے ہتھے چڑھ گئے ان مجاہدین کو ان لوگوں نے گھوڑوں پر سوار ہونے کا موقع ہی نہ دیا۔کہ اچانک دشمن کے حملہ کرنے سے گھوڑے بھاگ گئے اتنے میں جبلہ کی فوج پہنچ گئی اس کے بعد جس طرح ممکن ہوسکا مسلمان مجاہدین نے ان سے مقابلہ کیا۔نصرانی گھوڑوں پر سواروں نے پیدل مجاہدین کو گھیر لیا اور ان سب کو گرفتار کرلیا ۔دوسری طرح حضرت ضرار نے آوازیں لگا لگا کر باقی سو ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا:

اے عرب کے نوجوانو! ہماری غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن نے حملہ کردیا ہے۔اے مجاہدین! دشمن بھی تمہاری طرح عربی ہیں۔یہی وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہے۔پس ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔اور میدان جنگ چھوڑ کر ہرگز نہ بھاگنا۔تم تو اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الجنة تحت ظلال السیوف"

جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ"

(بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے)

حضرت میسرہ بن عامر جو مرج وابق میں حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت ربیعہ بن معمر بن ابی عوف بھی ہمارے ہمراہ تھے۔اور وہ ابن عمر بن ربیعہ شاعر تھے اور یہ عرب کے فصحاء میں سے تھے۔ان کا کلام ہمیشہ مسجع اور مقفی ہوتا تھا۔اور نہاتیت عمدہ گفتگو سے یہ اپنے کلام کو ترتیب دیا کرتے تھے۔ہم ان کا کلام، ان کی گفتگو اور ان کی تقریر غور سے سنا کرتے تھے۔جن انہوں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔تو ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے نوجوانان ربیعہ ومضر صبر کرو صبر کرو، جب تک دنیا کی مکروہات پر صبر نہیں کیا جاتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی قسم جنت میں داخل نہیں ہوا جاسکتا۔

وللہ فی عرض السموات جنۃ ولکنھا محفوفۃ بالمکارہ

اللہ تعالیٰ کی عرض سموات میں جنت ہے، لیکن وہ محفوظ بالمحنت ہے۔

اس میں جتنے درجات ہیں سب سے اعلیٰ درجہ شہادت ہے مگر وہ معلق بہ رضائے عالم الغیب والشہادت ہے۔یہ جہاد قائم

ہو گیا اور ایک دم سب کو گھیر لیا کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نہیں ہو اور دربار رسالت کے آدابی نہیں ہو؟ پھر کس لئے ثبات ونصرت ورحمت رب سے مایوس ہو گئے ہو۔ اور کیوں اتنے اپنی جانوں پر کنجوس ہو گئے ہو۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو اپنی ثابت قدمی اور استقلال سے خوش کرو۔ اور اپنی نیتوں کی صفائی سے اپنے ارادوں کو مسحور کرو۔ پیٹھ دے کر بھاگنے سے اجتناب کرو۔ ورنہ جبار کے غضب کا انتظار کرو۔ یاد رکھو! نصرت وثبات دو منصور لشکر ہیں۔ اور یہی دونوں فاتح لشکر ہیں۔ جو شخص آخرت کی طلب کرے گا اس کو ان شاء اللہ وہی گھر ملے گا۔ نیتیں صاف کرلو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرو۔ بلکہ حملہ کرو تا کہ نتیجہ قتال کو پہنچ اور نیزے سیدھے کرو تا کہ حوروں کے وصال کو پہنچو، کفار کے سینے توڑ دو اور لڑلڑ کر ان کے منہ موڑ دو۔ صبر پر اعتماد کرو اور کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ کفار کی ان کی جہالت کی موافقت کرنے سے بچو۔ اور ان کے راستے پر گامزن ہونے سے اپنے گھوڑے کو مہمیز کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (النور: ۵۵)

(وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کئے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنائے ان کو جو ان سے پہلے تھے)

حضرت سمرہ بن غانم نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ گفتگو سن کر ہمارے دل بڑھ گئے اور ہم نے نصرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے۔ اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے

إلا فاحملوا نحو اللئام الكواذب	لتروا سيوفا من دماء الكتائب
وردوا عن الدين المعظم فى الورى	وأرضوا إله العرش رب المواهب
فمن كان منكم يبتغى عتق ربه	من النار فى يوم الجزا والمآرب
فيحمل هذا اليوم حملة ضيغم	ويرضى رسولا فى الورى غير كاذب

"خبردار نالائقوں جھوٹوں پر حملہ کردو تا کہ تمہاری تلواریں اس لشکر کے خون سے اپنی پیاس بجھالیں، اپنے دین معظم کی طرف سے دنیا میں انہیں ہٹا دو اور عرش والے پروردگار کو راضی کرلو۔ جو شخص تم سے دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے قیامت اور روز جزا کے دن آج شیر کی طرح حملہ کرے اور ایسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرے جو دنیا میں سچے تھے"

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی گرفتاری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تھے ہم لوگوں نے اپنی جانوں سے ناامیدی کا یقین کرلیا تھا، تلواریں نیاموں سے نکال کر اور نیزوں سے بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے لگے اس کے بعد سخت ترین جنگ ہوئی کہ توبہ توبہ۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تو دشمن کا اس طرح کام تمام کر رہے تھے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو ختم کرتی

ہے۔ جبلہ نے جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کو دیکھا تو وہ بھی تعجب کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ اپنی تلواروں ان کے گھوڑوں کو ہلاک کردو۔

اس کی قوم نے ایسا ہی کیا اور گھوڑے کی پشت پر تلوار کا حملہ کیا جس سے گھوڑا پیچھے کی طرف گر پڑا۔ پھر جونہی آپ رضی اللہ عنہ پیچھے کی جانب جھکے دشمن نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرلیا۔ اسی طرح آپ کے باقی ساتھیوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار ہونے کے بعد ان مجاہدین کو ہرقل بادشاہ کے پاس انطاکیہ روانہ کردیا گیا۔ اور ان کی حضرت عبداللہ (یوقنا) کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ اور اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور تحقیق مجھ سے معمر بن رواحہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قاسم نے روایت کی ہے از خزامہ بن عمرو روایت کیا ہے اور حضرت ابوالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفیہ رضی اللہ عنہ بھی اس جنگ میں موجود اس وقت موجود تھے جب حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے۔ اور جب رات ہوئی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف بھاگ نکلے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ جاؤ۔ راستہ میں اچانک شیر نکل آگیا آپ رضی اللہ عنہ نے شیر کو دیکھا تو فرمایا: اے ابوالحارث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ اور میرے ساتھ ایسے ایسے حالات ہوگیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے کہنے کی دیر تھی کہ شیر دم ہلاتا ہوا میرے قریب آیا اور اپنا سر اس طرح جھکا لیا جیسے کوئی شخص گناہوں کی وجہ سے شرمندہ ہو۔

اس کے شیر ڈکارا اور اپنے سے سے اشارہ کیا گویا وہ چلنے کو کہہ رہا تھا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی اس کے ساتھ چل دیا اور وہ میرے پہلو کی جانب چلتا رہا اور مجھ کو اس شہر کی قریب پہنچا دیا جو ہماری صلح کو قبول کرچکا تھا۔ جب میں اس جگہ پہنچ گیا تو وہ شیر مجھ کو وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جب اسلامی لشکر میں پہنچے تو اپنے ساتھیوں کے قید ہونے کے متعلق ان کو سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جب یہ خبر مسلمانوں نے سنی تو ان پر بہت گراں گزری۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رونے لگے اور ''لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم'' پڑھنا شروع کردیا۔

حضرت خولہ بنت ازدو رضی اللہ عنہا نے جب بھائی کی گرفتاری کے متعلق سنا تو انہوں نے ''أنا للہ وأنا إلیہ راجعون'' پڑھا اور کہا: اے ماں جائے! صد افسوس! مجھ کو پتہ چلا کہ تجھ کو لوہے کی سلاخوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ یا لوہے کی بنی کوٹھڑی میں قید کردیا گیا ہے یا کسی جنگل میں پھینک دیا ہے یا سرخ خون سے تجھ کو رنگ دیا ہے۔

تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

إلا مخبر بعد الفراق یخبرنا   فمن ذا الذی یا قوم اشغلکم عنا
فلو کنت ادری إنه آخر اللقا   لکنا وقفنا للوداع وودعنا

إلا يا غراب البين هل أنت مخبری ... فهل بقدوم الغائبين تبشرنا
لقد كانت الايام تزهو لقربهم ... وكنا بهم نزهو وكانوا كما كنا
إلا قاتل النوى ما أمره ... واقبحه ماذا يريد النوى منا
ذكرت ليالى الجمع كنا سوية ... ففرقتنا ريب الزمان وشتتنا
لئن رجعوا يوما إلى دار عزهم ... لئمنا خفافا للمطايا وقبلنا
ولم انس إذ قالوا ضرار مقيد ... تركناه فی دار العدو ويمنا
فما هذه الايام إلا معارة ... وما نحن إلا مثل لفظ بلا معنی
أری القلب لا يختار فی الناس غيرهم ... إذ ما ذكرهم ذاكر قلبی المضنی
سلام علی الأحباب فی كل ساعة ... وأن بعدوا عنا وأن منعوا منا

''کیا کوئی خبر دینے والا ہمیں خراق کے بعد خبر دینے والا نہیں رہا، تجھ کو اے قوم! ہم سے کس نے باز رکھا، اگر مجھ کو یہ خبر ہوتی کہ یہ آخری ملاقات ہے تو میں رخصت کرنے کے لئے کھڑی ہوتی اور رخصت کرتی، اے درمیانی کوے کیا تو مجھ کو خبر دے گا اور کیا غائبوں کے آنے کی خوشخبری بخشے گا، وہ بھی دن تھے کہ وہ پاس رہ کے اپنا دیدار کرایا کرتے تھے اور ہم ان کے رخ تاباں کو دیکھا کرتے تھے۔ اور وہ ہماری طرح سے رہا کرتے تھے۔ اکثر راتوں میں ہم جمع ہو کے باتیں کیا کرتے تھے۔ اب حوادث زمانہ نے ہم کو جدا کر دیا اور پریشان حال کر دیا۔ اگر وہ کسی دن اپنی عزت کے ساتھ گھر کی طرف لوٹیں تو میں ان کے گھوڑے کے ناپ سننے اور استقبال کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں۔ میں نہیں بھولی جب لوگوں نے کہا ضرار مقید ہیں، ہم نے ان کو دشمن کے گھر میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے۔ یہ دن غم واندوہ ہی کے ہیں اور ہم اس وقت تک ایسے ہیں جیسے بلا معنی کے الفاظ میں اپنے دل کو دیکھ رہی ہوں کہ ان کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے تو میرا دل ان کو پکارتا ہے۔ احباب پر ہر وقت سلام پہنچے۔ اگرچہ وہ ہم سے دور ہو گئے اور ملتے نہیں۔''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو واصل بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی ہے انہوں نے فرمایا: عرب کی وہ تمام عورتیں جن کے خویش واقارب حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ قید ہو گئے تھے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے پاس اکٹھی ہوئیں اور اپنے یگانوں کو یاد کر کے رونے لگیں۔ ان خواتین میں حضرت مزروعہ بنت عملوق بھی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کے لوگوں میں زیادہ فصیحہ تھیں۔ ان کے بیٹے حضرت صابر بن اوس رضی اللہ عنہ بھی چونکہ گرفتار ہو گئے تھے اس لئے یہ انہیں پکارتی جاتی تھیں اور کہتی تھیں۔

أيا ولدی قد زاد قلبی تلهبا ... وقد أحرقت منی الخدود المدامع
وقد أضرمت نار المصيبة شعلة ... وقد حميت منی الحشا والأضالع
وأسأل عنك الركب كی يخبرونی ... بحالك كيما تستكن المدامع

فلم يكن فيهم مخبر عنك صادقا ولا منهم من قال إنك راجع

فيا ولدي مذ غبت كدرت عيشتي فقلبي مصدوع وطرفي دامع

وفكري مقسوم وعقلي موله ودمعي مسفوح وداري بلاقع

فإن تك حيا صمت لله حجة وأن تكن الأخرى فما العبد صانع

(اے میرے بیٹے! میرے دل میں آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور میرے چہرے کو میرے آنسوؤں کی حرارت نے جلا دیا ہے۔ مصیبت کی آگ نے لپیٹیں اٹھا رکھی ہیں اور میری انتڑیوں اور پسلیوں میں انہوں نے سوزش پیدا کر دی ہے، میں نے سواروں سے سوال کیا کہ وہ مجھ کو تمہارے حالات بتائیں تا کہ بہنے والے آنسوؤں کچھ تسکین پا سکیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو تمہاری سچی خبر سے مجھ کو آگاہ کرتا۔ اور نہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا کہ وہ آ رہے ہیں۔ اے میرے بیٹے! جب سے تم غائب ہوئے ہو میرا عیش مکدر ہو گیا ہے دل پھٹ گیا ہے اور آنکھیں جاری ہیں فکر بٹ گئی ہے۔ عقل بے خود و پریشان ہے۔ آنسوؤں میں خون ملا ہوا آتا ہے۔ اور گھر چٹیل زمین ہے اگر تم زندہ ہو تو میں اللہ کے لئے بطور دلیل کے روزہ رکھوں گی اور کوئی دوسری بات ہے تو یہ گرمی جانے والی نہیں ہے۔)

حضرت سلمٰی بنت سعید رضی اللہ عنہا جو نہایت عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں نے ان عورتوں سے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اسی کام کا حکم دیا ہے کہ اس طرح رویا کرو۔ یاد رکھو! تم ہو صبر کا حکم دیا ہے اور اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے کیا نے تم اللہ تعالیٰ فرمان نہیں سنا:

"الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ" (البقرہ:۱۵۷)

(جو کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں ہم صرف اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر ان کے رب کی طرح طرح کی نوازشیں اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں)

اے عرب کی بہوو، بیٹیو! صبر کرو اجر و ثواب پاؤ گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری مصیبتوں کے بدلے میں ثواب ہے اور جو تم اپنے نزدیک رنج والم سمجھ رہی ہو در اصل تمہارے لئے پند و نصیحت ہے۔ مسلم خواتین یہ سن کر خاموش ہو گئیں اور رونا ختم کر دیا اور آپس میں ایک دوسرے سے تعزیت کرنے لگیں۔

مدینہ میں فتح کی خوشخبری سننے کے لئے مسلمانوں کا جوش وخروش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط حضرت رباح بن غانم یشکری کے ساتھ پہنچا تو مدینہ منورہ میں شور برپا ہو گیا۔ لوگ مسجد نبوی میں جمع ہونے لگے تا کہ حلب اور اس کے محاصرہ کی لڑائی اور فتح کا ذکر سن سکیں۔

حضرت رباح بن غانم رضی اللہ عنہ جب مسجد نبوی میں پہنچے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر گئے اور سلام

عرض کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر سلام پیش کیا اور اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے و آپ نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر لوگوں کو سنایا تو ہر طرف نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند ہونے لگے۔ اور بشیر و نذیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کیا جانے لگا۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ خمس اپنی تحویل میں لے لیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جواب میں خط لکھا کہ تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اب تم کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ خط حضرت رباح بن غانم رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور ان کو روانہ کر دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو حضرت مازن بن عبدربہ خبر دی کہ حضرت مالک بن اسید اپنے دادا مروان بن جریر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: جب یہ جواب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ملا تو آپ رضی اللہ عنہ اسی دن انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ اور جبلہ بن ایہم لعنۃ اللہ کا معاملہ اس طرح ہوا کہ جب یہ انطاکیہ کی طرف چلنے لگے تو انہوں نے پہلے اپنے آگے آگے ایک شخص کو روانہ کر دیا کہ وہ ہرقل کو جا کر یہ اطلاع دے کہ اس کی بیٹی یوقنا، ایہم بن جبلہ کے ہمراہ دو سو مسلمان قیدیوں کو صحیح سلامت لے کر آ رہے ہیں۔ ہرقل کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے شہر کو آراستہ کرنے، گرجا کو سجانے اور اس فرش وفروش کرنے، فقراء اور مساکین کو خیرات کرنے کا حکم دیا۔ اس کا بھتیجا فورین، رومیوں کی فوج لے کر نہایت ٹھاٹ باٹھ اور زیب وزینت سے ان کے استقبال کے لئے چلا۔ رعایا نے فاخرہ لباس پہنا اور شہر سے باہر نکل آئی۔ انطاکیہ کے رہنے والوں میں سے ہر ایک شہر سے باہر آ گیا۔ یہ دن بھی ایک مجمع عام کا دن تھا۔ یعنی کسی تقریب جیسے عید وغیرہ یا بادشاہ کی حضوری کا دن تھا جس میں لوگ اکثر اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی کو دیکھتے ہی تمام امراء، رؤساء اور اعیان سلطنت پا پیادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی مشکیں کسی ہوئی تھیں شہر میں داخل ہوئے۔ رومیوں نے ان کو گالیاں دینا اور سب وشتم کرنا اور ان پر تھوکنا شروع کر دیا۔ ایہم بن جبلہ کی فوج کے سرداران کے اردگرد تھے۔ بادشاہ کی لڑکی اپنے باپ کے محل میں داخل ہوئی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایہم بن جبلہ اور یوقنا بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے، تعظیم کے لئے زمین کی طرف جھک گئے۔ بادشاہ نے ان کو ان کی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو خلعت عطا کی اور اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے متعلق حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے سامنے حاضر کئے گئے۔ ان حضرات کو ہتھ کڑیاں لگائی ہوئی تھیں۔ اور ان کو اسی حیثیت

میں بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ ان کے کھڑا ہوتے ہی خداموں اور دربانوں نے چلا چلا کر کہا کہ بادشاہ کی تعظیم کو سجدہ کرو۔ مگر انہوں نے ان کے کہنے کی طرف ذرا بھر بھی توجہ نہ کی اور جوں کے توں کھڑے رہے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے مصاحب نے جب یہ دیکھا کہ یہ بادشاہ کو سجدہ نہیں کرتے تو اس نے ان سے کہا تم بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لئے کہ ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں ہے کہ مخلوق کو سجدہ کریں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس سے ہم کو منع فرمایا ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت سہل بن برقان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سائب بن حازم از حکم بن مازن روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہرقل کے سامنے کھڑے ہوئے تو ہرقل نے ان کو بغیر ترجمان کے مخاطب کرتے ہوئے کہا اور بادشاہ نے ارادہ کیا کہ بغیر ترجمان اور حجاب کے ان سے بات کرے جیسا کہ اس نے بات کی تھی جب نبی کریم ﷺ نے اس کی جانب اپنے خط بھیجا تھا تو ہرقل کو یہ معلوم تھا کہ نبی ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تو اس نے اپنے مصاحبین، رؤسا اور افسروں کو جمع کر کے یہ کہا تھا کہ یہ وہی نبی مبعوث ہوئے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ یہ وقت کے حاکم ہوں گے اور ان کی امت بہترین امت ہوگی۔ اور یاد رکھو! ان کا دین بدلا نہیں جائے گا۔ اور ان کا مذہب یقیناً دنیا کے تمام مذاہب پر غالب آجائے گا یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔ یہ کہہ کر اس نے ان سے کہا کہ وہ جزیہ ادا کریں تاکہ وہ ان کو جزیہ دینے لگے۔ یہ سن کر وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور ہرقل کی ایک نہ سنی تھی۔ اب جب کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے چاہا کہ میں اپنے رؤسا اور مصاحبین اور افسروں کو آگاہ کروں جن لوگوں نے اس وقت میری ایک نہ سنی تھی۔ اور بغیر کسی مترجم اور بغیر کسی واسطے کے ان کی گفتگو بھی سناؤں اور اپنے اس گزشتہ کلام کی حقیقت ان کے سامنے واضح کروں اس کا مقصد محض اپنی فوج کی اصلاح اور ان سے معاملات کی بہبودی کی بہتری تھی۔ چنانچہ اس نے خود ہی بلاواسطہ ترجمان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: میں علم کے متعلق تم سے چند سوال کروں گا ان کا تم میں سے کون جواب دے گا۔

ہرقل بادشاہ کے سوالات اور قیس بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے جوابات

ہرقل نے حضرت ضرار اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہا اس علم کے متعلق جو میں تجھ سے سوال کرنے لگا ہوں کون جواب دے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت قیس بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے تمام حالات، غزوات کا مشاہدہ کیا تھا۔ جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے کہا:

اے بادشاہ! جو آپ کہنا چاہتے ہیں کہیے۔

ہرقل نے کہا: ابتدائے نبوت میں آپ کے نبی ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی۔؟

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی سوال ایک دفعہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے مکہ معظمہ کے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن ہشام تھا کیا تھا میں بھی اس وقت موجود تھا اس نے کہا تھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کبھی شہد کی مکھیوں جیسی آواز آتی ہے پھر یہ آواز منقطع ہو جاتی ہے اور میں جو کچھ اس سے معلوم کرتا ہوں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔ اور وحی کا یہ طریقہ مجھ پر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سخت جاڑے کے دنوں میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو اس کے منقطع ہونے کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی ابتدائی وحی سچے خواب تھے جب آپ ﷺ کوئی خواب دیکھتے تو وہ صبح وہ اسی طرح ظاہر ہوتا جس طرح آپ ﷺ نے دیکھا تھا۔ ان کے بعد آپ ﷺ کو خلوت سے محبت ہو گئی اور تنہا وعلیحدگی حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں کئی راتیں گزار دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ ﷺ سے کہا: پڑھئے! آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں (یا میں کیسے پڑھوں) آپ ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں جب میں نے یہ کہا تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا اور اس زور دے بھینچا (دبایا) کہ مجھ کو تکلیف محسوس ہوئی پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیئے! میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں (میں کیسے پڑھوں) اس نے اسی طرح مجھ کو پکڑا اور دبایا جس سے مجھ کو تکلیف محسوس ہوئی اور پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے! میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور دبایا اور مجھ اس سے تکلیف محسوس ہوئی اور اس نے کہا:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" (العلق: ۱ تا ۵)

آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب) کو پیدا فرمایا، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے، اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔

آپ ﷺ وہاں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹ آئے اس حال میں کہ آپ ﷺ خوفزدہ تھے۔ اور ان سے فرمایا: مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دل میں جو خوف پیدا ہو گیا تھا وہ جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو تمام قصہ سنایا اور فرمایا: مجھ کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا ہے انہوں نے کہا: آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، یتیم کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقراء کو کھانا کھلاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ محتاجوں کا خیال رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔

اس کے بعد حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے یہ پوری حدیث بیان کی اور اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں انہی دنوں میں دفعہ جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور دیکھا تو زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر وہی فرشتہ بیٹھا جو غار حرا میں مجھ سے ملا تھا۔ میں اس کے رعب سے ڈر گیا اور واپس لوٹ آیا

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا: مجھ کو کپڑا اوڑھا دو، مجھ کو کپڑا اوڑھا دو۔

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل فرمائی

"یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ○قُمْ فَاَنْذِرْ" (المدثر:۱،۲)

(اے چادر اوڑھنے والے! اٹھیں اور لوگوں کو ڈرائیں)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد فرمایا: ایک دن میں مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے دروازے پر اونٹ کو بٹھایا اور اس کا پیر باندھا مسجد میں آیا اور کہا: السلام علیکم! اس نے کہا آپ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ روشن دہرے والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! میں چند مشکل اور بہت بھاری سوال لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ اگر آپ پر گراں نہ گزرے تو آپ سے سوال کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

اس نے کہا آپ کے رب کی اور آپ کے پہلوں کی قسم! کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا بھیجا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم فرمایا ہے۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: میں آپ کو اللہ رب ذوالجلال کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ایک مہینے کے روزے رکھیں۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر ہمارے فقراء میں تقسیم کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ میں ایک قوم کا قاصد ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنو سعد، بنی بکر سے تعلق ہے۔ میری قوم میرے پیچھے آ رہی ہے۔

ہرقل نے کہا: تم کو اپنے دین کی قسم! کیا تم نے ان سے معجزات بھی دیکھیں ہیں۔؟

حضرت قیس بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسفر تھا کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل قریب آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا: آپ نے جو فرمایا ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر آپ ﷺ گواہ کس کو پیش فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت سے جا کر کہہ دو کہ نبی کریم ﷺ نے اس درخت بلایا ہے۔ وہ جنگل کے ایک کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ آپ کے بلاتے ہی وہ زمین پھاڑتا ہوا اور خط کرتا ہوا آپ ﷺ کی طرف چل پڑا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس سے گواہی طلب کی اور اس نے اقرار کیا۔ اور کہا: آپ ﷺ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

ہرقل نے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا پایا ہے کہ آخری نبی ﷺ کی امت کا اگر کوئی شخص ایک گناہ کرے گا تو اس کے اعمال نامہ میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ایک نیکی کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہماری کتاب میں یہی لکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا (الانعام: ۱۶۰)

(جو کوئی ایک نیکی لایا اس کے لئے ایسی ہی دس نیکیاں ہیں، اور جو ایک برائی لایا وہ اتنی ہی سزا پائے گا۔)

ہرقل نے کہا: جس نبی ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے وہ تو قیامت میں اور دنیا میں لوگوں پر گواہ ہوں گے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے نبی ﷺ وہی تو ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کتاب عزیز میں فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا"

(اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا سراج منیر بنا کر بھیجا ہے)

رہی یہ بات کہ عالم آخرت کی گواہی تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔

"وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" (النساء: ۴۱)

(اور ہم تم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔)

ہرقل نے کہا: ان کی صفات میں سے ایک یہ صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ حکم دے گا کہ وہ ان کے پاس زندگی میں جائیں۔ اور ان کی حیات طیبہ میں اور وصال کے بعد ان پر درود بھیجیں۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ بھی ایک صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً"
(الاحزاب:٥٦)

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور سلام جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے)

ہرقل نے کہا: جس نبی کی صفت حضرت مسیح علیہ السلام نے بیان کی ہے وہ تو آسمان پر تشریف لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے گفتگو فرمائے گا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ صفت بھی ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرماتا ہے:

"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى" (الاسراء:١)

(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص کو رات کے چھوٹے سے حصہ میں سیر اکرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں اس وقت پوپ بھی بیٹھا ہوا تھا جو دین نصاریٰ کی اصل اور جڑ تھا وہ سن کے بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

اے بادشاہ! جس کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے وہ نبی تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا بلکہ یہ تو ایک جھوٹی تاویل ہے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رومی کتے! تو جھوٹا ہے اور یہ تیری ملعون داڑھی بھی جھوٹی ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور میں ان کے متعلق خبر دی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہترین دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ قرآن کریم اور تمام کتابیں جو انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی دلیلیں اور شہادتیں موجود ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی محمد بن عبدالمطلب مکی ہیں مگر کفر نے تمہاری معرفت پر ایک پردہ ڈال دیا ہے کہ تم ان کو پہچانتے نہیں۔

ہرقل نے کہا: تم نے مجلس کے آداب کے خلاف کیا ہے کہ ہمارے دین کی باتوں میں قطع کلام کر دیا تم کون شخص ہو؟

حضرت قیس بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے کارنامے مشہور ہیں۔

بادشاہ نے کہا: وہی ہیں جن کے متعلق میں سنتا رہا ہوں کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہیں تو کبھی ننگے (جنگی لباس کے علاوہ) ہو کر جنگ کرتے ہیں اور کبھی لباس (جنگی لباس) پہن کر۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔

بادشاہ یہ سن کر خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

پوپ کا سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی زبان کاٹنے کا حکم

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جب پوپ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی قطع کلامی سنی تو اس کو غصہ آ گیا مگر اس نے کسی قدر تبسم کے ساتھ اس کو چھپانا چاہا مگر اس کا غصہ چھپ نہ سکا۔ آخر سخت غصہ میں بھرا ہوا بادشاہ کے دربار سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مصاحبین، فوجی افسران اور والیان ملک وغیرہ جتنے بھی یہاں بیٹھے تھے یہ دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں بھی پوپ کا غصہ دیکھ کر غصہ آ گیا بادشاہ نے جب ان کا غصہ دیکھا تو اس کو جان کے لالے پڑ گئے اور اس کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں امراء وسلاطین اس کو قتل نہ کر دیں۔ اس لئے اس نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو۔ اور اس کا نشان بھی باقی نہ رہنے دو۔ یہ سنتے ہی چاروں طرف سے تلواریں چلنے لگیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر گہرے زخم آئے مگر سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت، اللہ تعالیٰ کو آپ رضی اللہ عنہ کی زندہ رہنا منظور تھا اس لئے کوئی مہلک زخم نہ آیا۔ پوپ کا دل یہ دیکھ کر ٹھنڈا ہو گیا اس کی آتش غضب پر پانی پڑا اور اس نے کہا کہ اس کی زبان نکال لو۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لئے حکمت عملی

حضرت یوقنا نے جب یہ دیکھا تو آپ نے اپنے دل میں کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس لعین کو نہیں چھوڑوں گا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر زیادتیاں نہ کر سکے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کو چوما اور بادشاہ کی نعمتوں اور بادشاہت کے متعلق دعا کی اور کہا: اے بادشاہ! یہ بہتر نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا ان کو صبح تک مہلت دیں۔ اگر یہ کل تک زندہ رہا تو ہم اس کو شہر کے دروازے پر کھڑا کر کے صلیب پر لٹکائیں گے تاکہ رومیوں کے دل جو اس کی گفتگو سے مجروح ہوئے ہیں ان کو تسلی ہو جائے۔ اور اس شخص نے رومیوں کے آباؤ واجداد بیٹوں اور بھائیوں کو جو قتل کیا ہے اور اس کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ورم پڑ گئے ہیں ان کو بھی مندمل کیا جا سکے۔ اس کے بعد اس کی اہانت اور قتل کی خبر مسلمانوں میں بھی پہنچے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یوقنا کی گفتگو کا اس وقت مقصد یہ تھا کہ اس موقع پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی جان چھوٹ جائے۔ اور کل تک اس قوم کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور بادشاہ اس کو چھوڑ دے گا۔ بادشاہ نے ان کی رائے کو سنا اور کہا اس کو کل تک تم ہی رکھو۔ یہ انہیں لے کر اپنے مکان میں آئے۔ ان کی مرہم پٹی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کے کسی عضو کا کوئی رگ وپٹھی نہیں کٹا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے لطف واحسان کا معاملہ ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادے نے زخموں پر ٹانکے لگائے اور دوا لگائی اور کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے حضرت یوقنا اور اس کے صاحبزادے کو دیکھا تو چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ بادشاہ کے ساتھ کوئی چال چلنے کے لئے یہاں مقیم ہیں۔ اس لئے آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ شاید یہ مرتد ہو گیا ہے۔ آپ ان سے کہنے لگے اگر تم دونوں کافر ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو میرے لئے مسخر فرما دیا ہے کہ میرا علاج معالجہ کرو اور اگر تم دونوں مؤمن ہو تو مرحبا اللہ تعالیٰ تم دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ممکن ہے تم دونوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ میری پریشانی کو

حجاز میں اس ضعیفہ جو دھاڑیں مار مار کر روتی تھیں سے ملا کر دور کر دے۔ اور جو رات دن میرے لئے اور میری بہن خولہ کے لئے جو لشکر میں دعائیں کرتی تھیں اور وہ میرے ان آنے والے واقعات کو جانتی تھیں، کیونکہ ان کے احباب میں میں ہی اکیلا رہ گیا تھا ۔ ہمارے لشکر میں میری ایک بہن ہے جس کو میرے حالات کی اب تک خبر نہیں۔ اگر ممکن ہو سکے تو تم میرا اس کو سلام پہنچا دینا۔ اور میری حالت کی اس کو اطلاع دے دیا۔ کافروں سے میری گفتگو کس طرح ہو سکتی ہے۔ میری بہن میری ماں کو خبر کر دے گی۔ اور ان کو میرا حال لکھ کر بھیج دیں گی۔ جب کچھ دیر آپ نے رات میں استراحت فرمائی تو پھر فرمایا تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم میں جو کچھ کہوں تم لکھتے رہو۔ ابن یوقنا نے حرف بحرف ان کے یہ اشعار لکھے۔

ألا أيها الشخصان بالله بلغا   سلامى إلى أهلى بمكة والحجر
بلقيتما ما عشتما ألف نعمة   بعز وإقبال يدوم مع النصر
ولا ضاع عند الله ما تصنعانه   فقد خف عنى ما وجدت من الضر
بصنعكما لى نلت خيرا وراحة   كذلك فعل الخير بين الورى يجرى
وما بى وأيم الله موتى وإنما   تركت عجوزا فى المهامة والقفر
ضعيفة حال ما لها من جلادة   على نائبات الحادثات التى تجرى
تعودها حب القفار مقيمة   على الشيح والقيصوم والنبت والزهر
وكنت لها ركنا تعد رحاله   وأكرمها جهدى وأن مسنى فقرى
وأطعمها من صيد كفى أرانبا   من الوحش واليربوع والظبى والصقر
من الضب والغزلان والبهت بعد   مع البقر والوحش المقيمات فى البر
وأحمى حماها أن تضام ولم أزل   لها ناصرا فى موقف الخير والشر
وإنى أردت الله لا شىء غيره   وجاهدت فى جيش الملاعين بالسمر
وأرضيت خير الخلق أعنى محمدا   لعلى أنال الفوز فى موقف الحشر
فمن خاف يوم الحشر أرضى الهه   وقاتل عباد الصليب بنى الكفر
كذا جلت يوم الحرب فى كل كافر   وجندلته بالطعن فى الكر والفر
تقول وقد حان الفراق لحينه   ألا يا أخى ما لى على البين من صبر
ألا يا أخى هذا الفراق فمن لنا   حسن رجوع قادم منك بالبشر
إذا سافر الانسان عن أرض أهله   فاما رجوع أو هلاك مدى الدهر
إلا بلغاها عن أخيها تحية   وقولا غريب مات فى قبضة الكفر
جريح طريح بالسيوف مشرح   على نصرة الإسلام والطاهر الطهر

إلا يا حمامات الأراك تحملي   رسالة صب لا يفيق من السكر
حمائم نجد بلغي قول شائق   إلى عسكر الإسلام والسادة الغر
وقولي ضرار في القيود مكبل   بعيد عن الأوطان في بلد وعر
حمائم نجد اسمعي قول مفرد   غريب كئيب وهو في ذلة الأسر
وأن سألت عني الأحبة خبري   بأن دموعي كالسحاب وكالقطر
حمائم نجد خبري الأخت انني   قتلت بحد المرهفات من البتر
حمائم نجد عددي عند موطني   وقولي ضرار قد يحن إلى الوكر
وقولي لهم إني أسير مقيد   له علة بين الجوانح والصدر
له من عداد العمر عشر وسبعة   وواحدة عند الحساب بلا نكر
وفي خده خال محته مدامع   على فقد أوطان وكسر بلا جبر
مضى سائرا يبغي الجهاد تطوعا   فوافاه أبناء اللئام على غدر
إلا فادفناني بارك الله فيكما   إلا واكتبا هذا الغريب على قبري
إلا يا حمامات الحطيم وزمزم   إلا خبرا أمي ودلا على أمري
عسى تسمح الايام منا بزورة   لقلب غريب لا يرام من الفكر

''اے دو شخصو! آگاہ رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے میرا سلام پہنچا دو میرے گھر والوں اور حطیم کعبہ کو جب تک تم دونوں زندہ رہو ہزار نعمتیں میسر ہوتی ہیں، بزرگی اور اقبال کے ساتھ ہمیشہ رہے نصرت، جو کچھ تم دونوں نے نیکی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضائع نہیں ہوئی۔ اور جو میں نے تکلیف اٹھائی تھی وہ اب کم ہے۔ میرے ساتھ جو تم دونوں نے نیکی کی ہے اس کی وجہ سے مجھ کو راحت اور آرام ملا ہے۔ اسی طرح نیک کام خلائق کے درمیان یاد رکھا جاتا ہے۔ میری خواہش صرف یہ ہے کہ میں بیت اللہ میں مروں اور یہ صرف اس لئے میری تمنا ہے کہ میں ایک ضعیفہ کو بیابان اور بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑ آیا تھا۔ اور وہ تدبیریں جن میں مضبوطی نہیں خام ہیں۔ اوپر ان مصیبتوں سے جو آتی ہیں۔ عادت رکھنے والی زمین بے آب و گیاہ میں قیام کرنے والی ہیں۔ اور رہنے والی ہیں مسیخ (گھاس کا نام ہے) قیصو، عشب اور زہر پر، میں ان کا ایک خدمت گزار تھا اور ان کی رضا مندی چاہتا رہتا تھا۔ اور اگرچہ میں فقیر تھا مگر حتی المقدور ان کی خدمت کرتا تھا۔ اور میں انہیں اپنے ہاتھ کا شکار کھلاتا تھا جس میں خرگوش، وحشی موشی صحرائی، سوسمار، خشک کیا ہوا گوشت ہوتا تھا، ہرن کے بچے، بنق (ایک قسم کا آٹا ہے جو درخت سے نکلتا ہے) کے ساتھ اور اس کے بعد نیل گاؤ، جنگل کے رہنے والے جانور، اگر کھڑی ہو جاتی تھیں تو میں ان کا خیال رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ بدی اور تنگی کی جگہوں میں، میں ان کا مددگار رہتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے ملعونوں کے لشکر میں نیزوں سے جہاد کیا ہے اور میں نے بہترین خلائق یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کو راضی کیا ہے۔ شاید کہ میں محشر میں خلاصی پالوں۔ جو قیامت

کے دن سے ڈرے گا اس سے اس کا معبود خوش ہوگا اور صلیب کے بندوں کافروں کو ہلاک فرمائے گا۔ اسی طرح میری بہن نے ہر کافر کے مقابلے میں جہاد کیا، حملہ اور بھاگ میں وہ نیزہ بازی سے علیحدہ نہیں ہوئیں۔ وہ کہتی تھیں کہ وقت سے پہلے جدائی آ گئی، میرے بھائی یاد رکھو! مجھ سے جدائی پر صبر نہیں ہوسکتا۔ اے بھائی! اس جدائی اور فراق کو یاد رکھو۔ ہمارا ایسا کون شخص ہے؟ جو تمہاری خوش خبری لے کر آیا کرے گا۔ جب آدمی اپنے گھر بار سے سفر کرتا ہے پس یا تو وہ ہلاک ہوجاتا ہے یا زمانہ کی موافقت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آگاہ ہو تم دونوں اس کے بھائی کی طرف سے اسے دعا پہنچاؤ اور کہو کہ غریب اور بے کس کافروں کے قبضہ میں ہو کر مر گیا۔ افتادہ یا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اسلام اور پاکباز لوگوں کی نصرت دہی میں۔ اے کبوتر! اٹھاؤ اور لے جاؤ ایسے عاشق کا خط جو نشہ سے بھی آرام نہیں پاتا۔ اونچی زمین کے اڑنے والے کبوتر وشائق کا کلام پہنچادو۔ اسلام کے لشکر اور مسلمانوں کے رؤسا کی طرف اور کہہ دو کہ ضرار قید میں ہتھکڑیاں پہنے بیٹھا ہے۔ وطن سے دور اور دشوار جگہ میں ہے۔ بلند زمین کے کبوتر ایک تنہا اور بے کس کی بات سن لے جو وطن سے دور اور ذلت کی قید میں ہے۔ اگر تجھ سے میرے احباب پوچھیں تو کہہ دینا کہ آنسو بارش اور مینہ کی طرح برس رہے ہیں۔ اے بلند زمین کے کبوتر! میرے وطن میں خوش آوازی سے بولی بولنا اور یہ کہنا کہ ضرار قید میں آہ و نالہ کرتا ہے بلند زمین کے کبوتر! اگر تر ہمارے خیموں میں جائے تو کہہ دینا کہ دشواری کا زمانہ آسانی پر اسی طرح رہتا ہے۔ ان سے یہ بھی کہہ دینا قیدی بے قراری کی گرمی میں ہے۔ اس کے پہلو اور سینہ کے درمیان میں بیماری ہے اس کی عمر کے اٹھارہ سال گزرے ہیں جو بلاغور وفکر کے معلوم ہوتے ہیں اس کے رخسار پر ایک تل تھا آنسوؤں نے اس کو مٹادیا۔ جو اس کی جدائی، دوری تباہی اور گھر سے جدا ہونے پر جاری ہوئے تھے۔ جہاد کی خوشی میں نیکی کے لئے گھر سے روانہ ہوا تھا غدر کر کے اس پر ملعون لوگ پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے۔ مجھ کو تم دونوں دفن کردو اور میر قبر پر لکھ دو کہ یہ ایک بے کس مسافر تھا۔ حطیم اور زمزم کے کبوتر خبردار ہوجا۔ میرے حال کی میری ماں کو خبر دے دے۔ شاہد زمانہ موافقت کر جائے اور ایک بار قبر بے کس کی زیارت ہوجائے، زیارت بدحالی کی حالت میں نہیں ہوا کرتی۔"

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب یوقنا کے بیٹے نے ان اشعار کو تحریر کیا تو حضرت یوقنا نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے اپنی وہ تدبیر جو آپ کرنے والے تھے تحریر کی اور اس خط اور ان اشعار کو ایک معتمد شخص کے ہاتھوں روانہ کر دیا۔

مولف کتاب علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن دوران دوسی نے بیان کیا ہے کہ ہم اس سرزمین پر موجود تھے جس کو بلاط کہا جاتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت معن بن اوس مخزومی رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر رہا تھا اچانک وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک رومی شخص کو لے کر آیا اور بتایا کہ یہ شخص اپنے آپ کو قاصد بتاتا ہے اور آپ نے فرمایا کیا تو قاصد ہے؟ اس نے کہا: ہاں میرے پاس آپ نے نام ایک خط ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کس کا؟ اس نے کہا یوقنا کا اور ایک اور شخص کا جو انطاکیہ میں قید ہے۔ اور جس کو لوگ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں خط لے کر مسلمانوں کو سنائے۔ مسلمان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے اشعار سن کر بہت روئے۔

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے امین الامۃ! مجھ کو میرے بھائی کے اشعار سنا دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بعض اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ تمام اشعار سنا نہیں پائے تھے کہ حضرت خولہ بن ازور رضی اللہ عنہا نے کہا: ''أنا للہ وأنا إليه راجعون ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلی العظیم'' اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ان شاء اللہ اپنے بھائی کا انتقام ضرور لوں گی۔ لوگوں نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے اشعار یاد کر لئے اور ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادہ رنج و ملال تھا۔

انطاکیہ کی فتح

اسلامی لشکر کی انطاکیہ کی جانب پیش قدمی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے عبدالملک بن محمد نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے والد حساب بن کعب سے از عبدالواحد بن عون از موسیٰ بن عمراب یشکری از حضرت عامر بن یحییٰ از اسد بن مسلم رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت دارم بن عیاش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: مسلمان اسی طرح مختلف علاقوں کو فتح کرتے ہوئے مسلسل آگے کی طرف بڑھ رہے تھے جن میں راوندات کا قلعہ بھی فتح ہوا اس کے علاوہ قورص اور باسوط بھی شامل ہیں۔ اسی طرح فتوحات کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کو لے کر لوہے کے پل تک پہنچ گئے۔ ہرقل بادشاہ کو مسلمانوں کے لوہے کے پل پر پہنچنے کی خبر ملی تو اس کے دل میں مسلمانوں کا خوف پیدا ہو گیا۔ اس نے اپنے فوج کے امراء کو جنگی تیاری کا حکم دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ فوراً لوہے کے پل پر مامور محافظوں کے پاس پہنچ جائیں۔ اور وہاں ملوک شام کے خیمے لگا دیں۔

ہرقل نے لشکر کا سپہ سالار حضرت عبداللہ (یوقنا) کو مقرر کر دیا

اس کے بعد ہرقل نے بیت الخزانہ کھولا اور فوج میں اسلحہ کی تقسیم شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) کو خاص توجہ کا مرکز بنایا۔ اور ان سے کہا: اے بہادر سردار! میں اس فوج کی کمانڈ تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اب معاملہ تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اس کے بعد اس نے بیت القیسان میں رکھا صلیب کا نشان نکالا اور آپ کے حوالے کر دیا۔ صلیب یا یہ نشان وہ صرف اپنے عظمت والے دنوں میں ہی نکالا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہرقل بادشاہ نے آپ کی طرف متوجہ کو کہا: اے سردار! صلیب کو اپنے سامنے رکھو اور اس کی طرف سے ملنے والی نصرت و امداد پر اعتماد و بھروسہ رکھو۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) نے وہ صلیب لے کر اپنے بیٹے کو دی اور اس کو آگے رکھنے کا حکم دیا۔ آپ کے بیٹے نے وہ صلیب لے لی اور آگے آگے لے کر چلا۔ ہرقل بادشاہ "کنیسۃ القیسان" میں چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کے درباری بھی تھے اور اس نے کنیسہ میں جا کر نصرت کی نماز پڑھی۔

مسلمان قیدیوں کو بچانے کے لئے حضرت عبداللہ (یوقنا) کا کردار

سارے معاملات نپٹانے کے بعد ہرقل بادشاہ نے دو سو قیدی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے کو حاضر کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کے سر قلم کر دیئے جائیں۔

بادشاہ کا یہ حکم سنتے ہی حضرت عبداللہ (یوقنا) آگے بڑھے اور بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا: اے عظیم المرتبت

بادشاہ! آپ کو عہدۂ خلافت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اس لئے نہیں ملا کہ جلد بازی سے کام لیں۔ بلکہ تحمل و سنجیدگی کا دامن تھامیں۔ آپ اس وقت جلد بازی میں فیصلہ کر رہے ہیں۔

عقل ایک خوبصورت عطیہ ہے

دسیقور حکیم کا کہنا ہے: ''عقل ایک نہایت ہی خوبصورت عطیہ ہے اور صاحب عقل ایک نبیل شخص، کیونکہ صاحب عقل ہی دوسرے لوگوں میں عزت دار کہلاتا ہے۔ اور عوام الناس کے لئے گویا منارۂ نور ہوتا ہے۔''

پس اے بادشاہ سلامت! عرب فوج اس وقت ایک بڑی تعداد میں ہمارے مقابلے میں آ چکی ہے۔ اور لوہے کے پل تک پہنچ چکی ہے ان کے ساتھ جنگ کرنا اب ہمارے لئے ضروری ہو چکا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ میدان جنگ کا دائرہ کس کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ اگر آپ نے ان مسلمان قیدیوں کے بارے میں قتل کا فیصلہ کر دیا تو ہمارا جو بھی سپاہی ان کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ اس کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پس میری رائے کے مطابق آپ کو چاہئے کہ مسلمان قیدیوں کے معاملے میں تاخیر کریں۔ اور کسی اور کام کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اگر انہوں نے ہمارے کسی بھی سپاہی، مددگار جاسوس کو گرفتار کر لیا تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اپنے سپاہی کے بدلے اس کو قتل کر دیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ ان کو اس وقت تک جب تک ہم یہ نہ دیکھ لیں کہ ہمارا کام کس طرح رہے گا اور یہ نازل ہوئے والی مصیبت کیسے ٹلے گی۔ جوں کی توں حالت کو رہنے دیں اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اگر ہمارے ساتھیوں جرنیلوں یا کرنلوں میں سے کوئی گرفتار ہو گیا تو ہم ان کو ان کے بدلے میں رہا کرالیں گے۔

ارباب اقتدار لوگوں نے حضرت عبداللہ (یوقنا) کے مشورے کی تائید کی۔

انہوں نے کہا: بادشاہ سلامت! یوقنا نے بہت اچھی بات کہی ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ قیدیوں کو اس کنیسہ میں بھیج دو کیوں کہ ان کے لئے وہی جگہ زیادہ موزوں ہے۔ اور عورتوں اور خوبرو لڑکیوں کو حکم دیا کہ وہ زیب و زینت سے آراستہ ہو کر قیدیوں کے سامنے جائیں۔ کیونکہ جب وہ قیدی ان حسیناؤں کا حسن و جمال اور خوشگوار خوشبو سے لطف اندوز ہوں گے تو وہ ان کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ عیسائیت کو قبول کر لیں اس طرح سے مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ کمزوری پیدا ہو جائے گی۔

بادشاہ نے ان کو حاضر ہونے کے لئے کہا: جب وہ گرجا کے صحن میں اکٹھے ہو گئے تو ان کے پادریوں کے بلند آواز سے انجیل پڑھنا شروع کر دی۔ اگر بتیاں جلا دی گئیں۔ صندل وعود کی دھونی سے ماحول کو خوشگوار کر دیا گیا اور زیب و زینت اور حسن و جمال کا خوب مظاہرہ کیا گیا۔

دوسری طرف مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل کو بلند کیا اور بشیر و نذیر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پیش کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی طرف سے چہرے پھیر لئے۔ اور کہا:

اللہ تعالیٰ کے ان نافرمانوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ لوگ گمراہی اور ضلالت میں بہت دور جا چکے ہیں اور یہ لوگ شرک کی

دیتے ہیں کہ ہم نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی شریک ہے۔

یمن کے قیدی صحابی بزرگ کا خطبہ

ان قیدی صحابہ کرام میں یمن کے ایک صحابی بزرگ بھی تھے جو یمن کے علماء اور فصحاء میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے تورات کتب قدیمہ بھی پڑھ رکھی تھیں۔ اور اس کے علاوہ ان کو سابقہ کتب پر بھی عبور تھا۔ ماضی کی تاریخ پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ اس فصیح و بلیغ یمن کے باشندے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے ان کا نام حضرت عامر بن ... تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اشعار بھی کہتے تھے اور نثر میں بھی بہت عمدہ گفتگو کرتے تھے۔

انہوں نے جب کنیسہ اور کنیسہ والوں کے کفریہ احوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صلیبوں کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا اور مورتیوں کو سجدہ کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے بلند آواز میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کا اعلان کیا اور کہا:

> الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله كذب العادلون عن الله أصحاب الشيطان ولا إله إلا الله الواحد الرحمن الذي ليس له أب محسوب وانه فرد صمد لا إلى شيء منسوب ليس له ضد ولا ند ولا عدد أوجد الموجودات وصور المخلوقات وخلق الكائنات ودبر الأرض والسموات أول لا افتتاح لوجوده وآخر لا عدم لشهوده لا يموت ولا يفنى ولا يزول ولا يهرم لا شريك له ولا وزير له ولا صاحبة له ولا مشير له ليس كمثله شيء وهو السميع البصير
>
> ”اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ شیطان کا گروہ جھوٹا ہے۔ ایک رحمٰن جل جلالہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو عدد میں محسوب نہیں اور وہ یکتا ہے۔ اس کی یکتائی اضافی نہیں (بلکہ حقیقی) ہے اس کی کوئی ضد نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ اس کی کوئی مقدار اور تعداد نہیں۔ اس نے تمام موجودات کو وجود عطا فرمایا۔ اور مصنوعات کو صورت عطا فرمائی۔ اور مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ ساری کائنات کے کاموں کی تدبیر وہی فرماتا ہے۔ اس کے لئے نہ موت ہے اور نہ فنا ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ وزیر ہے اور نہ اس کی بیوی ہے اور نہ کوئی مشیر ہے اس کا کوئی مثل نہیں ہے اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

فرماتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر اہل کنیسہ اضطراب کا شکار ہو گئے۔ اور ان میں ہل چل مچ گئی۔ پادری ان کی طرف غصے سے ان کے ساتھ لوٹ پڑے۔ لیکن بادشاہ کے درباریوں نے ان پادریوں کو اشارہ کیا کہ ان کو چھوڑ دو اور ان سے دور رہو۔

پادری کی گفتگو

اس کے بعد ہرقل بادشان نے آپ سے کہا: اے عربی بھائی! آپ کا نام کیا ہے؟
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بادشاہ! تم کو میرے نام سے کیا غرض ہے؟ میں تمہاری جنس سے نہیں ہوں، کہ تم میری خبر لو۔
سردار نے کا: اے ہمارے بادشاہ! اس نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔ نہ یہ ہماری جنس سے ہے اور ن اس کو کوئی علم ہے اور نہ یہ کسی چیز کو جانتا ہے اور یہ حکمت ودانائی سے بالکل کورا ہے آپ کو اس سے سوال کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ شخص بادیہ نشین، ان پڑھ، گنوار ہے۔ اور آپ کو صحرانشینوں کے بارے میں تو پتہ ہی ہے کہ علم وحکمت نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہوتی اور وہ شریر لوگ ہوتے ہیں۔ حکمت ودانش تو ہمارے شہروں میں ہے۔ ہمارے حکمرانوں میں حکمت ودانش کی شہرت پائی جاتی ہے۔ حکمت وفلسفہ کا چشمہ یونانیوں سے ہی تو پھوٹا ہے اور سریانیوں کے سینوں نے اس کو اپنے اندر سمولیا ہے۔ ان عربوں کے لئے حکمت کہاں سے آنا تھی؟ یہ تو صرف ہماری کی وراثت ہے۔ انہوں ن علوم کو کہاں سے حاصل کرنا تھا۔ اور کہاں سے وہ علم حاصل کرسکتے تھے؟ کیونکہ تمام تر فضیلتیں تو ہمارے علماء پر موجود ہیں۔ عدل ودانائی ہمارے ملوک میں ہی تو رہی ہے۔
ہم میں سے جو بادشاہ ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں: اسکندر بادشاہ، بطلیموس، ارمویل، جرجیس، واسطالیس، فیثاغورس اور ارماذ، الاوطاطاغورس، اسی نے زمانے کے بادشاہوں کو خبردار کیا تھا کہ اس کی خاطر ایک بچہ کی پیدائش ہونی ہے جو رب سے ہم کلام ہوگا اس لڑکے کی بڑی شان وعظمت ہوگی۔ اور اس کے ہاتھ سے فیلاطون ہلاک ہوگا۔
اسی طرح ہم میں سے جو فلاسفہ اور حکمت ودانائی کے پیکر ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ قنطس حکیم، ارمینوا یہ رومۃ کبریٰ کا بانی ہے۔ اور اس ی کے نام پر اس ملک کا نام رکھا گیا ہے۔ سیطانیوس اسی نے سب سے پہلے وہ کتاب لکھی جس میں زمین کا نقشہ بنایا گیا اور پہاڑوں، سمندروں اور نباتات اور حیوانات کی تصاویر بنائی گئی ہیں۔ اور زمین کی ہر اقلیم کے باشندوں کے رنگ اور ان کے اوصاف کو بیان کیا گیا ہے۔ اور جس اقلیم میں جو معدنیات سونا، چاندی وغیرہ جواہرات پائے جاتے ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور پوری روئے زمین کے چشموں کے نام کو بیان کیا گیا ہے تمام روئے زمین کے پہاڑوں، وادیوں، ندی نالوں، گھاٹیوں اور آبادیوں اور دنیا بھر کے عجائبات کو اس کتاب میں لکھا گیا ہے۔
علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بطریق (سردار) نے یہ گفتگو ہرقل بادشاہ کی موجودگی میں کی اور عربوں پر طعن کرتے ہوئے کی اور اس کا مقصد جبلہ بن ایہم کو بھی سنانا مقصود تھا جو وہاں موجود تھا۔ دراصل بطریق (سردار) اور جبلہ بن ایہم دونوں کے مابین عداوت کا سبب یہ بنا کہ بطریق نے ایک بہت بڑا گرجا گھر بنوایا اور وہ ہر سال اس مرکزی گرجا گھر میں عید کی تقریب کا انعقاد کیا کرتا تھا۔ روم کے لوگ اس گرجا گھر اکٹھے ہوتے اور مختلف شہروں سے مال واسباب اور نذریں اور نیازیں اکٹھی ہوتی تھیں۔ اور لوگ کافی تعداد میں مویشی اور شمعیں اور دوسری چیزیں اس بطریق کے پیش کرتے تھے۔ اور یہ تمام اشیاء بطریق کی رائج کردہ ان رسومات کے بدلے میں ہوتا تھا۔
ہرقل بادشاہ نے جب جبلہ بن ایہم کو یہ ملک دیا اور وہ اس سرزمین پر غالب ہوگیا تو بطریق کے اس دیر (گرجا گھر) پر

جو آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔ قبضہ کرلیا اور اس نے اس کے نزدیک ایک شہر آباد کر دیا جو اس کے نام پر جبلہ شہر کہلاتا تھا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی پادری کے جواب میں گفتگو

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے سلیمان بن عامر نے بیان کیا۔ حضرت منصور جونی سے روایت ہے فرماتے ہیں: حجاج بن جریج نے کہا مجھ کو حضرت یحیٰی بن عمارہ ابن ابی الحسن نے خبر دی: فرماتے ہیں: جب حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے بطریق (سردار) کی گفتگو سنی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی باتیں سن کر مسکرا دیئے اور تبسم فرماتے ہوئے فرمانے لگے:

اے بطریق (سردار)! تو نے ایک ایسی قوم کی مدح کر ڈالی ہے جس کے لئے فضل و کمال اور علم و دانش کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے۔ ان میں نہ تو کوئی فاضل ہے اور نہ ہی کوئی شریف اور نجیب ہے۔ اور نہ کوئی بادشاہ ہے جو حقیقی بزرگ و برتر کو ایک ماننے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ وحدہ جس کا کوئی شریک و عدیل نہیں ہے۔

اے سردار سن لے! فضیلت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم بیٹے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ خلیل جو بیت الحرام کے معمار ہیں، وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہ زمزم کا کنواں جن کی عظیم نشانی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل جن کی نشانیاں شعائر اور یادگاریں مقام ابراہیم "المشعر الحرام" ہیں۔

اے بطریق: یہ بھی سن لے کہ بڑے بڑے مقتداء اور سردار عرب ہی سے ہوئے ہیں اور دنیا میں قدیم النسل اور بہادر لوگ یہی عرب ہیں جو زمین کے طول و عرض کے مالک رہے ہیں۔ ان میں سے بہادر خود دار اور بڑے لشکروں والا بادشاہ اسکندر اول ہوا ہے جس نے پوری دنیا پر بادشاہی کی ہے اور جس نے نہ صرف خشکی پر بلکہ بحر ظلمات میں بھی گھوڑے دوڑا دیئے تھے۔ اس تمام روئے کے لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے۔ اور مشرق سے مغرب تک تمام علاقہ اپنا مددگار اور اپنی فوج قرار دے دیا تھا۔ وہ اسکندر ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہے اور ان میں سے شداد بن عاد، شدید بن عاد، عمرو ذوالمنار، لقمان بن عاد، ھدھار، عروذ والاذعار، ہزار بن سکسک، عادیل بن عیان (یہ جب بات کرتا تھا تو حکمت و دانش کے موتی بکھیرتا تھا)، مناسب بن یشجب (یہ ہم میں پہلا تاجدار تھا) پھر اس کے بعد اس کی ولی عہد حمیر تاج و تخت کا مالک قرار پایا پھر تبع اور بھی تاجور تھا پھر مالک بن حمیر، پھر عاد، عامر بن حمیرہ تو سلاطین اور ملوک کا سلسلہ تھا۔

اسی طرح ہم عربوں میں سے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ہم اہل عرب میں سے اللہ تعالیٰ کے معظم حضرت حنظلہ بن صفوان جن کو اہل الرس کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اور ہم میں نفیلہ بن عبدالمذ ان جسر بن حشرم جن کو پانچ سو سال کی عمر عطا کی گئی۔ انہوں نے ہی کارخانے، فیکٹریاں بنائیں اور زمین سے خزانے دریافت کر کے نکالے اور لشکروں کی قیادت کرتے تھ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی حنظلہ بن صفوان کے علم کا وارث بنایا گیا۔ اور پھر سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں مبعوث فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہماری فضیلت اور شرف کو چار چاند لگا دیئے اور ہماری قدر و منزلت کو بلند فرمایا۔ کیونکہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں سے ہیں۔ یہ ہمارے لئے افتخار و بزرگی کی وجہ ہے تو ہم سیادت والے ہوئے

ورتم غلام ہوئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بندہ یعنی حضرت رفاعہ بن زہیر بن زیاد بن عبیدہ بن سریہ الجرہمی رضی اللہ عنہ عربوں کی تاریخ اور ان کے نسبوں سے خوب واقف اور اس کا بہت بڑا عالم تھا اور عرب بادشاہوں کی پوری تاریخ کو جانتا تھا۔ اس نے حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت حنظلہ بن صفوان علیہم السلام کی کتب (صحائف) کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ جس وقت حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے فلیطس بادشاہ کے سامنے یہ گفتگو کی تو بطریق نے ارادہ کیا کہ وہ آپ پر ایک سوال کر کے آپ کو عاجز کردے تو بطریق نے کہا:

بلند ہمتوں اور ذکاوت والی طبیعتوں سے ہی قلوب کی عقل روحانی کی بادنسیم تک رسائی ممکن ہے ورنہ بلند ہمتی اور پاکیزہ فطرت کے بغیر روشن عالم میں ترقی نگاہوں سے غائب پوشیدہ صورتوں کا ایسا علم جو تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا ہو، ممکن ہی نہیں ہے۔ اور عقلوں اور ذہنوں میں جو میل کچیل سے مصفی ہوں۔ افکار نورانیہ جو اخلاقی کدورتوں سے اور وساوس میں گھرے ہوئے ہوں۔ وہ جسمانی جنجال سے پاک صاف اور آزاد ہو تو پھر ہی اس صاف ستھرے ماحول اور گدلاہٹ سے جدائی کے وقت ارواح کی ابدان کے ساتھ وہ انحلال اور اضمحلال سے بری زندگی کا بسر ہونا میسر اور ممکن ہوسکتا ہے اور ایسے عالم میں ہی عناصر باہم خلق اور خلق کی عمدگی سے متصف ہوتے ہیں۔ صفائی سے صفائی حاصل ہوتی چلی جاتی ہے اور کدورتیں دور ہوجاتی ہیں۔

حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے پادری کی گفتگو سنی تو فرمایا:

اے پادری! تم نے صحیح ہی تو کہا ہے۔

پادری نے کہا: وہ کیسے؟

حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دل علام الغیوب کی طرف کیسے مائل ہوں گے۔ اور رائے کی درستگی کو صحیح رائے والا کیسے پاس سکتا ہے؟ یا اس طرح کہہ لیں کہ دل کدورت سے کس طرح صفائی حاصل کر سکتے ہیں؟ جب کہ دلوں میں کفر و شرک کی گندگی اور نجاست جمی ہوئی ہو۔ واضح ہے کہ کفر و شرک سے تہذیب کے بغیر قلوب واذہان کی صفائی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اور ذہن اسرار و رموز کی گہرائیوں تک کیسے رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ وہ دھوکے اور غرور کے حجابات میں چھپے ہوئے ہوں۔ کیونکہ فکر و نظر کا ارتقاء اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب قلوب واذہان کو وسعت، پاکیزگی اور کفر و شرک کی آلودگیوں سے صاف ستھری فضا میسر ہو۔

بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے پادری! میرا یہ کلام ایک عرب کا کلام ہے جن کے بارے میں تیرا کہنا یہ ہے کہ حکمت ودانائی عربوں کے اخلاق و عادات سے مماثلت نہیں رکھتی۔ وہ تو محض گنوار ہوتے ہیں اور حکمت ودانائی کی باتیں عربوں کے بازاروں میں ناپید ہوتی ہیں۔

اور اے پادری! یمن کا ایک بادشاہ جس کا نام سیف بن ذی یزن تھا۔ اس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے سات سو سال پہلے بشارت دی تھی۔ اور وہ علوم وغواض اور گہرائیوں کو بیان کرتا تھا اور نظم ونثر اصناف کلام میں نہایت عمدہ کلام

کرتا تھا۔ اس زبان سے دانائی اور حکمت کی باتیں صادر ہوتی تھیں۔ اور اس اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر میں خوب مزین و آراستہ کلام سے حمد وثنا کے موتی بکھیرا کرتا تھا۔ اسی طرح ہمارے فصحاء میں سے ایک نہایت فصیح الکلام شخص قیس بن ساعدہ الایادی بھی ہوا ہے۔ جس کے کلام کے چند اشعار نمونہ کے طور پر پیش خدمت میں جو فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہکار ہیں۔

إلا انتا من معشر سبقت لهم ایاد من الحسنی فعوفوا من الجهل

ولم ینظروا یوما إلی ذات محرم ولا عرفوا إلا التقیة فی الفعل

وفینا من التوحید والفعل شاهد عرفناه والتوحید یعرف بالعقل

نعاین ما فوق السماء جمیعها معاینة الاشخاص بالجوهر المجلی

ونعلم ما کنا ومن أین بدؤنا وما نحن بالتصویر فی عالم الشکل

وأنا وأن کنا علی مرکن الثری فاروا حنا فی عالم النور تستجلی

وما صعدت کی تستریح وإنما حقیقة مشول وجلت عن المثل

”خبردار ہو جاؤ! ہم وہ قوم ہیں جن کو جہالت کی بیماری سے پاک رکھا گیا ہے اور ان کے سابقہ احسانات نیکی کے کارنامے مشہور ہیں، اور ہمارا تعلق ایسی قوم سے ہے جنہوں نے کبھی کسی غیر عورت کی طرف برائی کی نظر سے نہیں دیکھا اور ہماری قوم کی پرہیزگاری کے کام مشہور ہیں۔ اور ہم میں توحید کا عقیدہ موجود ہا ہے اور عقل گواہ ہے اور ہم نے عقل کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو ایک جانا اور مانا ہے اور توحید کی معرفت عقل سے ہوتی ہے اور وہ الحمد للہ ہم میں موجود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم توحید کو ماننے والے ہیں، ہم مافوق السماء کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح عام لوگ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ ہم کو اپنی ذات اور اپنی ابتداء کے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے۔ اور ہم محض ایک تصویر کی شکل کے حامل نہیں ہیں۔ ہم اس سرزمین پر ہیں، ہماری روحیں تو عالم نور میں نور ہدایت کے طلب گار ہیں، عالم نور میں اس لئے (ہماری ارواح) پہنچی ہیں کہ اس کی خبر حاصل کریں۔ اور ہماری ان روحوں نے عالم عقل میں اس نور کو محسوس کیا۔ اب وہ ارواح دنیا میں ٹھکانہ بنانے پر راضی نہیں ہیں۔ انہوں نے حقیقی ذات کو اختیار کر لیا ہے جو ہر مثل سے پاک ذات ہے۔“

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید نے فرمایا: ہم سے نبیہ بن ابی عبداللہ بن عیسیٰ نے حدیث بیان کی انہوں نے حضرت لقیہ بن ہند سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن ربیعہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے جب وہ رومیوں کی قید سے رہا ہو کر آئے دریافت کیا: کہ ”اے چچا! بطریق آپ کی گفتگو کو کس طرح سمجھ رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! اس لعین سے بڑا فصیح کلام والا اعربی میں نے کوئی نہیں دیکھا اور اس سے میں نے اس بارے سوال کیا تو اس نے کہا: تم کو کیا معلوم نہیں ہے کہ شاہان روم اور وہاں کے سردار یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ملک اس وقت تک درست طور پر قائم نہیں رہ سکتا جب کہ وہ عرب کے کلام پر پوری طرح دسترس حاصل نہ کر لیں۔ کیونکہ وہ حجاز کے ہمسایہ میں رہتے ہیں۔ اور اپنے ہمسایہ کی زبان اور ان کی تہذیب و ثقافت کا جاننا ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جب بطریق کے ساتھ اپنے گفتگو کی روئیداد سنائی تو بہت سے لوگوں نے اس کو تحریر کر لیا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے سے گفتگو

حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ کا ایک جاہل بیٹا تھا اور وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قید ہو گیا تھا اور اس کا دل کفر کی طرف مائل تھا اس کا باپ اس کو بد دعا دیا کرتا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کنیسۃ القسیسین میں داخل ہوئے اور حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بترک (پادری) کے ساتھ گفتگو ہوئی اور وہ اس کے بحث و مباحثہ میں مشغول تھے تو ان کا لڑا عامر گرجا گھر اور اس کی زیب و زینت کو اور وہاں لٹکی ہوئی صلیبوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور رومی عورتوں کے حسن و جمال اور ان کی زیب و آرائش کو دیکھ دیکھ کر گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ شیطان نے اس کو اپنے مکر میں پھنسا لیا اور وہ لہو و لعب اور عیش و عشرت کا وسوسہ اور خیال اس کے دل میں ڈال چکا تھا۔ اس نے برملا صلیبوں اور گرجا گھر میں بنی ہوئی مورتیوں کو چومنا شروع کر دیا اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے کے جرم کا ارتکاب کرنے لگا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیٹے کی حرکت دیکھ کر رو پڑے

اس کے باپ حضرت رفاعہ نے جب اس کی طرف دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور روتے ہوئے کہا:

تیرے لئے بربادی ہو۔ کیا تو ایمان لانے کے بعد کفر کر رہا ہے؟ اے تیرا ستیاناس ہو کیا تو رحمن کے دروازے سے دھتکار دیا گیا ہے۔ اے تجھ پر افسوس! کیا تو اس شہنشاہ سے کفر کر رہا ہے جو سب کو دینے والا ہے، دانا ہے، اے اللہ کے دھتکارے ہوئے شخص! اے بدبخت تو نے قدرت والے اور سب کے نگہبان کے دربار سے رخ پھیر لیا ہے۔ اور تو کفر کر رہا ہے؟ یاد رکھ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور اس جہاں سے ہر ذی روح نے جانا ہے لیکن بدبخت اس دنیا سے تیرے جانے پر تجھ پر کوئی رونے والی بات نہیں ہے۔ تجھ پر رونا تو یہ ہے کہ جب تو آخرت میں ہم سے جدا ہوگا کیونکہ وہاں تیرا راستہ اور ہوگا اور میرا راستہ اور ہوگا کیونکہ تو شیطان کے راستے پر چل پڑا ہے اور شیطانوں کے ساتھ ہی تو دوزخ جائے گا اور تیرا حشر ان کافر راہبوں اور مشرک پادریوں کے ساتھ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور تو دوزخ کے چھٹے طبقے میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں جاؤں گا۔ جہاں خوبصورت حوریں ہیں اور وہ نعمتیں ہیں جو کبھی فنا نہیں ہوں گی۔

اے بیٹے! تو دنیا کا طلب گار نہ بن۔ اے میرے بیٹے! فنا ہو جانے والی چیزوں کی تمنا کو اخروی نعمتوں پر ترجیح دینے والا نہ ہو جا۔ ہائے افسوس! بیٹے نے اپنے باپ کو کتنا شرمندہ کر دیا۔؟

میں تیری ان مشرکانہ حرکتوں کی وجہ سے اپنے پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منہ دکھانے اور اس پاک ذات کے دربار میں کھڑا ہونے کے قابل بھی نہیں رہا۔

تو حیا کر اپنے باپ کو ذلیل نہ کر۔

اے بیٹے! اپنے باپ کے سفید بالوں کا حیا کر لے کیونکہ تو نے ظاہر و باطن کا علم رکھنے والی ذات کے ساتھ کفر کر کے اپنے باپ کے سفید بالوں کا سارا بھرم اور اس بوڑھے باپ کی ساری عزت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے۔

اے بیٹے! میری آرزو اور امید تیرے بارے میں نا کام ہوگئی ہے اور اس پر پانی پھر گیا ہے۔

اے بیٹے! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے بغیر تیرا دل کیونکر اور کس طرح خوش ہو سکتا ہے؟ جب کہ کل قیامت کے روز تجھ کو آپ ﷺ ہی شفاعت کی ضرورت اور طلب ہوگی۔

"اے بیٹے! دنیا کی زندگی نے تجھ کو دھوکے میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو سب باتوں کا علم رکھنے والا ہے کفر کا ارتکاب کرنے والا ہو گیا ہے۔

اے بیٹے! تو بد بختوں میں شامل ہو گیا ہے اس سے پہلے تو خوش بختی اور نعمتوں میں تھا۔

اے بیٹے! کیا تو عذاب سے نہیں ڈرتا جب تجھ کو پل صراط سے گزرنا ہوگا۔

کیا تجھ کو احمد مصطفیٰ ﷺ سے حیا نہیں آتی جب کہ قیامت کے دن اور حساب کے وقت تجھ کو آپ ﷺ کی شفاعت کی ضرورت ہے۔ اور تیرا باپ تیرے کفر کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔

قیامت کے دن جب وہ بے نیاز ذات تجھ کو بلائے گا اور فرمائے گا اے بندے تو نے میرے ساتھ کفر کیا تو تیرے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی جہاں تو بھاگ کر جا سکے گا۔ اور اے بیٹے! تیرا باپ بدترین زندگی گزارنے کو باقی رہ گیا ہے۔ اے بیٹے تجھ کو میں اپنی شفقتوں اور مہربانیوں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو تیرے باپ نے تجھ پر تیرے دودھ پینے کی عمر میں اور اس کے بعد بچپن کے زمانہ میں تیرے ساتھ کیں کہ تو اپنی پرانی حالت پر واپس آ جا اور کفر کو چھوڑ دے۔

اے بیٹے! تو اس کریم ذات کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتا جس نے تجھ کو اپنے رحمت کی وسیع چادر میں چھپائے رکھا ہے۔

سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کا جواب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کو آپ کے بیٹے نے کہا: آپ کے بیٹے پر اب دروازہ بند ہو چکا ہے۔ آپ پردہ لٹکا لیں۔

سردار کے حکم سے اس کی بیڑیاں کھول دی گئیں۔ اور اس کے بعد اس کو آب عمودیہ میں غوطہ دیا گیا اور پادریوں نے اس کو دیر (گرجا گھر) کا طواف کرایا اور راہبوں اور پوپوں نے ساری مذہبی رسومات ادا کیں۔ سرداروں اور شاہان روم کی طرف سے اس کو خلعت پہنائی گئی اور اس طرح انہوں نے مختلف مراحل سے گزار کر حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے لڑکے کو نصرانی اور عیسائی کر دیا۔

بادشاہ کی طرف سے اس کو سواری کے لئے خاص گھوڑا دیا گیا۔ اور ایک خدمت گار لونڈی اور رہائش گاہ دی گئی اور اس کو جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھیوں کے ساتھ ملا دیا گیا

اس کے بعد سردار نے باقی اصحاب رسول ﷺ سے کہا: اے عرب کی جماعت! تم کو کیا چیز روکتی ہے کہ تم عیسائیت کو قبول نہیں کرتے؟ جیسا کہ تمہارے ساتھی نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے۔ اگر تم عیسائیت کو قبول کر لو تو تم ہو دنیا کی نعمتیں اور ہر قسم ک

سہولتیں دی جائیں گی اور روم کے بادشاہ ہرقل تم سے خوش ہوگا۔ اور اس کی خوشنودی تم کو حاصل ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ہمارے دین کا حق ہونا ہمیں عیسائیت اور کفر کو اختیار کرنے سے روکتا ہے۔ اور ہمارے ایمان کی پختگی اور کامل یقین ہم کو کفر میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم ایسے نہیں ہیں کہ ایمان کے بدلے میں کفر کو اختیار کرلیں اگرچہ ہم کو قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے گ۔ ہم اس پر صبر کریں گے مگر کفر اختیار نہیں کریں گے۔

سردار نے کہا: تم لوگوں کو مسیح علیہ السلام نے اپنے دروازے سے دھتکار دیا ہے۔ اور اس نے تم کو اپنی بارگاہ سے دور کر دیا ہے۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اس عیسائی بطریق کو فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم میں سے کون اس کی بارگاہ میں راندہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! بیشک حضرت مسیح علیہ السلام تم لوگوں سے بیزار ہیں اور تم لوگ ان کے دشمن ہو اور ان پر جھوٹے الزامات لگانے والے ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارے خلاف مقدمہ لڑیں گے، کیونکہ آپ علیہ السلام وہ کریم ہستی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف مبعوث فرمایا پس تم نے ان کی مخالفت کی اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو بدل دیا اور تم نے سمجھا ہی نہیں کہ وہ تمہارے لئے کیا احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے۔

ہمارے نزدیک تم اپنی نادانی اور بے علمی کی وجہ سے گمراہ ہو اور تم مسیح علیہ السلام کی مخالفت کر کے اور ان کی طرف جھوٹ منسوب کر کے ان کی ذات پر ظلم کرنے والے لوگ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"والکافرون هم الظالمون"

اور کافر ہی ظالم ہیں

ہرقل نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اے شیخ! کلام کو مختصر کریں طول نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال سے بخوبی آگاہ ہے مناظرہ کی بہت گنجائش ہے نہ ہم آپ کو اپنا سمجھتے ہیں اور نہ آپ ہمیں اپنا سمجھتے ہو۔

اس کے بعد کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے خلیفہ اور سردار پیوند لگا لباس پہنتے ہیں جب کہ ہمارا مال اور خزانہ اس قدر ان کے پاس پہنچا ہے جو حساب و کتاب سے باہر ہے۔ اگر وہ شاہانہ لباس پہنیں اور اس میں تکلفات کو پیدا کریں تو ان کو کیا چیز منع کر سکتی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آخرت کی طلب اور اپنے کریم مولا کا خوف ان کو ایسی آرائش کرنے سے منع کرتا ہے۔

ہرقل نے کہا: ان کا دار الخلافۃ (دربار شاہی) کیسا ہے۔؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کچی مٹی کا بنا ہوا ہے۔

اس نے کہا: ان کے مصاحب اور دربان کون لوگ ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مساکین اور فقراء مسلمان۔ اس نے کہا دربار میں فرش کیسا ہے؟ اور کس چیز کا بچھا رہتا ہے:

آپ نے فرمایا: عدل وانصاف کا۔

اس نے کہا: آپ کا تخت کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا: عقل ویقین کا بنا ہوا ہے۔

اس نے کہا: ان کے ملک کی ضروریات کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: زہد وتقویٰ

اس نے کہا: ان کا خزانہ کتنا ہے؟

آپ نے فرمایا: رب العالمین پر توکل جس قدر ہو سکے۔

اس نے کہا: ان کے لشکر میں کون کون لوگ شامل ہیں؟

آپ نے فرمایا: دلیر مسلمان، شہسوار مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔

اے بادشاہ! کچھ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ جب آپ روم کے سلاطین کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور ان کے افسروں اور سرداروں کو ناکوں چنے چبوا دیئے اور وہ خوب ذلیل وخوار ہو گئے۔ تو پھر آپ اب کیوں عمدہ لباس زیب تن نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: تم لوگ ظاہری زیب وزینت چاہتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ جو زمین وآسمانوں کا رب ہے کی خوشنودی اور رضا چاہتا ہوں۔ آپ نے جب یہ فرمایا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کے منادی کرنے والے نے آواز دے کر لوگوں کو متوجہ کیا۔ اور خوشخبری دی۔

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج:۴۱)

(وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے)

فرمایا: اس کے بعد ہرقل نے حکم دیا کہ قیدیوں کو کنیسہ میں رکھا جائے، یہ کہا اور وہ لشکر کی طرف چلا گیا تا کہ خیموں کو دیکھے کہ کس طرح لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ لشکر میں آیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے اردگرد فوجی افسروں کے ڈیرہ جات لگائے گئے ہیں اور ہر ڈیرے اور خیمے کے مقابلہ میں لکڑی کا ایک ایک کنیسہ جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا لگایا گیا ہے۔ گھنٹے اور ناقوس ان کے دروازوں پر آویزاں ہیں اور ان کی خوب زیب وزینت کی گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ لکڑی کے کنیسے جن میں یہ رومی ناقس بجایا کرتے تھے اور فخر کیا کرتے تھے۔ بنے بنائے موجود رہتے تھے۔ اور سفر کے دوران لشکروں میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تمام لشکر کا چکر لگایا اور اس کا معائنہ کر کے ارادہ کیا کہ وہ انطاکیہ شہر چلا جائے۔ مگر اسی وقت چند گھوڑے سرپٹ دوڑائے ہوئے اس کے پاس چند سوار آئے اور اخوان الریاست اور درباریوں نے ان سے پوچھا کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عرب لوہے کے پل تک آ گئے ہیں۔ اور اس پر ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔

بادشاہ کو سلطنت کے زوال کا اسی وقت یقین ہو گیا تھا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بادشاہ کو سلطنت کے زوال کا اسی وقت یقین ہو گیا تھا۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری سلطنت اور بادشاہت ختم ہو چکی ہے اس کا قائم رہنا مشکل ہے۔ اس نے ان سواروں کو کہا تین سو بہادر سپاہی اس پر متعین ہیں۔ پھر اس پر عربوں کا قبضہ کس طرح ہو گیا۔ انہوں نے کہا: اے بادشاہ! برج پر جو سردار متعین ہے اسی نے تو یہ پل ان کے حوالے کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر احسان

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن اتفاق سے یہ ہوا کہ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ احسان فرمایا کہ بادشاہ کا دربان لشکر میں گشت کرنے اور برجوں جو فوج متعین تھی ان کو تاکید کرنے کے لئے روزانہ آیا کرتا تھا ایک دن جب وہ آیا تو دیکھا کہ تمام سپاہی نشے سے مخمور مست سو رہے ہیں اور دفاع سے بالکل غافل ہیں۔ اس نے اس فوج کے دستہ کے سردار کو متنبہ کیا اور ان پچاس پچاس کوڑے مار دیئے اور فوج کے کرنل یا سردار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر بادشاہ کے ڈر سے اس سے باز رہا اور حزم واحتیاط کے پیش نظر ان کو چھوڑ دیا اور اس کی خبر بادشاہ کو آ کر دی۔ فوج کے افسروں کے دل میں یہ کینہ بیٹھ گیا مگر وہ خاموش رہے۔

حضرت عبداللہ اور پل پر مامور سپاہیوں کے مابین گفتگو

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ جب کسی دن اس نیت سے تشریف لائے کہ اس پل کے متعلق کوئی حیلہ اور داؤ سوچا جائے تو آپ کو پتہ چلا کہ افسر بادشاہ کے فلاں مصاحب سے ناراض ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ حضرت یوقنا نے اصرار کیا اور فرمایا کہ تم مجھ کو اس بھید سے آگاہ کر دو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں اپنی طرف سے امان دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں امان دیتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم یہ پل عربوں کے سپرد کر دیں گے اور آپ کو جب ان کی بات کی مکمل تصدیق ہو گئی تو آپ نے فرمایا تم اس کے بدلے میں کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اس کے بدلے مسلمان سے امان لینا چاہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کا امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کو خط

آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کے سردار کے پاس خط لکھ دوں گا کہ وہ تم کو امان دے دیں گے اور میری رائے ہے کہ تم ان کا دین بھی قبول کر لو تو بہت بہتر رہے گا انہوں نے کہا آپ ان کے دین میں داخل ہوئے پھر ان کے دین کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: واللہ میں نے ایسا نہیں کیا نہ میں ان کے دین سے پھرا ہوا نہ اس کو چھوڑا ہے میں تو بس ایک حیلے کے تحت یہاں موجود ہوں تاکہ کسی حیلے سے انطاکیہ ان کے حوالے کر دوں۔

جب ان کو یہ یقین ہو گیا کہ آپ مسلمان ہیں اور آپ سچ فرما رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ پل ہم مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔ جب اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا تو انہوں نے اپنی اس رائے اور مشورہ کو خفیہ رکھا اور جب مسلمان آگے

بڑھے تو اس فوج کا افسر چپکے سے مسلمانوں کے سردار کے پاس گیا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کا خط دیا اور اپنے اور فوج کے لئے امان طلب کی۔

مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ بغیر جنگ کئے یہ پل مل رہا ہے انہوں نے خوشی خوشی امان دے دی اور مسلمانوں کا لشکر آگے بڑھا اور اس پر متعین فوج نے پل کے اس دروازے کو ان کے لئے کھول دیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے۔

جب یہ خبر ہرقل کے پاس چند سوار لے کر گئے تو اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور خود اپنے خیمہ میں چلا گیا۔

مسلمان انطاکیہ پر حملہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یاسر بن عبد الرحمن نے ہم سے بیان کیا، فرماتے ہیں حضرت منازل بن نزاف صیدانی سے روایت ہے اور وہ ان لوگوں کو جانتے تھے جو شام کی فتح میں شامل تھے فرماتے ہیں مجھ کو یہ بات پہنچی کہ جب مسلمان انطاکیہ کی حدود میں پہنچ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جرح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم رومی کتوں کی سرزمین انطاکیہ میں پہنچ گئے ہیں۔ چند گھڑیوں میں بادشاہ کا لشکر ہمارے مقابلے میں پہنچے والا ہے۔ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

"وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ" (الانفال: ٦٠)

(اور تیاری رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت و طاقت)

آپ اب اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیں تا کہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمانی کا مظاہرہ کریں اور ایک ایک سردار کو فوج دے کر پے در پے روانہ کرتے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ کو جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ آپ کے زیر فرمان تین ہزار فوج دی جو مہاجرین و انصار پر مشتمل تھی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو بطور ہراول دستے کے روانہ کیا۔ اس کے بعد حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ کو دو ہزار سواروں پر امیر مقرر کر کے ان کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کے پیچھے تیسرا نشان حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور تین ہزار شہسوار ان کے زیر فرمان کر کے ان کو روانہ کیا۔ چوتھا علم حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور ان کو بھی تین ہزار لشکر دے کر روانہ کیا۔ پانچوں نشان یعنی رایۃ العقاب جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا جب کہ آپ نے ان کو الیہ کی مہم پر روانہ فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ علم لیا اور اپنے لشکر زحف کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ کچھ دور جا چکے تو سب کے آخر میں باقی لشکر کو لے کر حضرت ابو عبیدہ بن حراح رضی اللہ عنہ خود چلے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں دیگر حضرات کے ساتھ یہ افراد بھی تھے۔

حضرت عمرو بن معد یکرب زبیدی، حضرت ذوالکلاع حمیری، حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابان بن عثمان ابن عفان، حضرت فضل بن عباس، حضرت ابو سفیان صخر بن حرب، حضرت راشد بن ضمرۃ، حضرت سعید بن رافع اور حضرت زید ابن عمرو رضی اللہ عنہم اور ان ہی جیسے سادات کرام اور ان کے پیچھے خواتین تھیں جن کے احباب قید میں تھے جیسے حضرت

خولہ بنت ازور، حضرت عفیرہ بنت غفار، حضرت مزروعہ بن عملوق، حضرت ام ابان بنت عتبہ رضی اللہ عنہن۔ مگر ان سب میں غمگین حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کے فراق میں اشعار کہنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قید کا ایک نہایت اندوہناک اور غمگین تھیں آپ رضی اللہ عنہا کہہ رہی تھیں۔

ابعد أخی یلذ الغمض عینی ... فکیف ینام مقروح الجفون
سأبکی ما حییت علی شقیق ... أعز علی من عینی الیمین
فلو إنی لحقت به قتیلا ... لهان علی إذ هو غیر هون
وکنت إلی السلو أری طریقا ... وأعلق منه بالحبل المتین
وأنا معشر من مات منا ... فلیس یموت موت المستکین
وإنی أن یقال مضی ضرار ... لباکیة بمنسجم هتون
وقالوا کم بکاؤک قلت مهلا ... أما أبکی وقد قطعوا وتینی

''کیا میرے بھائی کے بعد آنکھ سونے کی لذت محسوس کرے گی۔ بھلا چشم زخم والا کہیں ہوسکتا ہے جب تک میں جیوں گی بھائی کو روتی رہوں گی اس سے زیادہ مجھ آنکھیں عزیز نہیں ہیں۔ اگر میں قتل ہو کر ان سے مل جاتی تو یہ مجھ پر اس زندہ رہنے سے آسان ہوتا۔ میں ہمیشہ خوشی کے ساتھ راستہ کی طرف دیکھا کرتی تھی اور مضبوط رسی کے ساتھ ان کی وجہ سے چنگل مارا کرتی تھی۔ ہم اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو کوئی ہم سے میں سے مرجاتا ہے وہ مسکین کی موت کبھی نہیں مرتا۔ اب کہا جاتا ہے کہ ضرار گزر گئے اور میں رو رہی ہوں اور آنکھوں سے بارش برس رہی ہے۔ مجھ سے انہوں نے کہا: کب تک روئے گی میں نے کہا: ٹھہرو جب میرے دل کی رگ کاٹ ڈالی گئی تو میں رونا بند کردوں گی''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر روانہ ہوگئے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ رومی اپنے خیموں میں تھے کہ اچانک ان کو عربوں رضی اللہ عنہ کے لشکر کے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ رومی جلدی جلدی اٹھے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنی صفوں کو ترتیب دے کر کھڑے ہوگئے۔ سب سے پہلے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا پرچم لہلہاتا ہوا دکھائی دیا ان کے بعد حضرت مسیب بن نخبۃ الفرازی رضی اللہ عنہ پہنچے۔ ان کے بعد حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سب سے آخر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنی فوج لے کر تشریف لائے۔ اور ہر سپہ سالار نے ایک ایک جگہ اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔

ہرقل کا اپنی فوج سے خطاب

روم کے بادشاہ ہرقل نے جب مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے خیموں سمیت یہاں ڈیرے ڈال چکے ہیں۔ تو

اس نے اپنی فوج کی نگرانی کے لئے اپنے بڑے سپہ سالار نسطاروس بن رومیل کو چھوڑا اور خود کنیسۃ القیسان (پادریوں والے گرجا) میں آیا۔

اس نے اپنے ملک کے عہدیداروں، فوج کے افسروں، سلطنت کے ذمہ داروں اور مصاحبین کو جمع کیا اور ان کے سامنے ایک مقرر کی حیثیت سے کھڑا ہو گیا اور کہا

"دین نصاریٰ کے حاملو! اور ماء معمودیہ کے فرزندو! میں نے جس چیز سے تم کو پہلے ہی ڈرایا اور متنبہ کیا تھا یعنی سرزمین سوریہ سے تمہاری مملکت کے زوال اور تمہاری عزت وآبرو کے یہاں سے رخصت ہو جانے کے متعلق پس وہ چیز سامنے آ گئی اور وہ خطرہ جس سے میں نے تم کو اس سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا آخر وہ پہنچ ہی گیا۔ میں نے آج کے دن کے لئے ہی تم کو ڈرایا تھا مگر افسوس کہ تم نے میری ایک نہ سنی الٹا میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ اور یہ ٹھان کی کہ اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ یہ قوم تمہارے وطن مالوف اور اس چمن بے خزاں میں گھس آئی ہے۔ جس کی خوشبو تمہارے عزت کے تاج کے لئے ضروری ہے اور تم کو چاہیے کہ اب تم اپنے حریم، مال اور اپنی جانوں کے لئے دل کھول کر لڑو۔ اور جہاد و کوشش میں بزدلی کو اپنے پاس تک نہ آنے دو۔ میں نے تمہارے واسطے حتی المقدور کوشش کی، تمہارے دین اور تمہارے ملک کے لئے بے شمار پیسہ۔ مال، خزانہ اور آدمی تک تلف کرا دیئے مگر میری ایک نہ چلی اور میری ہر کوشش رائیگاں گئی اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اب اگر تم نے بزدلی دکھائی اور سستی یا کاہلی سے کام لیا یا جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اپنے عزیز وطن کو اغیار سے صاف کرنے کی پوری کوشش اور سعی نہ کی تو عربوں کو تلواروں کے باڑوں پر رکھ کر موت کے دروازے تک نہ پہنچا دیا تو یاد رکھنا تمہیں نہایت ذلت، نکبت کا سامنا کرنا پڑے گا اور ایسی پسپائی اٹھانی پڑے گی کہ تم پھر کبھی سنبھل نہ سکو گے۔ کہاں ہیں تمہارے وہ اسلاف جن کا تم نام لیا کرتے ہو۔ وہ اپنی زندگی نہایت حشمت وجاہ وجلال سے گزار گئے۔ اور آہ آج ان کے گھروں میں ان ملعون عربوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور ان کے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا ہے۔ صومعہ اور کنیساؤں کو برباد کر دیا ہے۔ ان کے دیروں کو کھود کر ان کا کھنڈر بنا ڈالا ہے۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل، تمہاری عورتوں کو لونڈیاں اور بچوں کو غلام بنا لیا ہے۔ تمہارے قلعوں کے مالک، شہروں پر قابض اور تمہارے ملکوں پر مسلط ہو گئے اور تم ابھی خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہو۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اور جو گزرنا تھا وہ گزر گیا۔ اب پانی سر سے گزرنا چاہتا ہے۔ بیدار ہو جاؤ اور اپنے حریف سے ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ تم سے پہلے بہت سی قومیں اپنے وطن عزیز اور گھربار کی وحفاظت کے لئے میدان میں آ چکی ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی خواتین کی غیرت پر حرف نہیں آنے دیا۔

میری حکمت اور دانائی کا تقاضا یہ تھا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے اور عربوں کے مابین مصالحت کا جال بن لو مگر چونکہ تمہارے جہالت کے اندھیرے نے تمہاری حکمت کو پہلے ہی بجھا دیا تھا اس لئے تم نے اس کا انکار کر دیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ ایک سبز پتھر کا کتبہ افیانوس کے شاگرد طیماون کی قبر کے اوپر سے پایا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ حکمت ودانائی عالم بالا کے لئے بمنزلہ ایک سیڑھی کے ہے جو شخص اس کو کھو دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حکمت قلوب کی زندگی، ذہنوں کا خزانہ، نفوس کا تزکیہ اور عقلوں کا نور ہے۔ جو شخص حکیم اور دانا نہیں ہے وہ ہمیشہ کا بیمار ہے اور جو شخص کام کا انجام

جانتا ہے اور اونچ نیچ ضرور دیکھتا ہے۔ اور جو شخص اونچ نیچ دیکھتا ہے اور کسی چیز پر نظر غائر ڈالتا ہے وہ اس کی حقیقت اور اپنے خالق کو پہچان لیتا ہے۔ اور جو شخص حقیقت اور خالق کو پہچان لیتا ہے وہ نیک کام کرتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے اس کا ذہن اور عقل ترقی کر جاتی ہے اور جس شخص کی عقل ترقی کر جاتی ہے اس کی روح پاک ہو جاتی ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی سازش

بادشاہ کی تقریر سن کر جبلہ بن ایہم غسانی کھڑا ہوا اور کہا: اے روم کے جلیل القدر بادشاہ! ان عربوں کی جنگ ان کے خلیفہ عمر کے مدینہ میں ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آل غسانی میں سے اس کی طرف ایک آدمی بھیج دوں تا کہ وہ ان کو چپکے سے قتل کر دے، جب یہ لوگ اس کے قتل کی خبر سنیں گے تو وہ شام کو چھوڑ کر یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ ہرقل نے کہا: یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس طرح کسی کی موت آسکتی ہے۔ کیونکہ موت کے اوقات متعینہ ہیں اور سانس کے اعداد مقرر ہیں، ہاں یہ ایک دل کو خوش کرنے والی بات ہے۔ جو سننے کے وقت کانوں کو بھی اچھی معلوم ہوتی ہے اس لئے یہ کر گزرو۔

رومیوں کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے نصرانی کو روانہ کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جبلہ نے اپنی قوم میں سے ایک شخص جس کا نام واثق بن مسافر تھا کو اس کام کے لئے چنا جو لڑائی میں نہایت دلیر اور جری آدمی تھا۔ اس سے کہا کہ تو یثرب چلا جا ممکن ہے کہ تو مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر تو نے اس کام کو سرانجام دے دیا تو میں تجھ کو جتنا مال اور ملک کہے گا دوں گا۔

واثق بن مسافر غسانی مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا اور رات کے وقت ایک دن مدینہ منورہ پہنچا صبح ہوئی خلیفہ اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ دعا کی اور مجاہدین شام کے خبر لینے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ واثق بن مسافر آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی جا کے ابن وحدان انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ میں ایک درخت کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے خود کو چھپا لیا۔

نصرانی کا اسلام قبول کرنا

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئے اور جب دھوپ تیز ہوئی اور زمین گرم ہونے لگی تو آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر تن تنہا اس باغ میں آ گئے اور ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ (اتفاق سے وہی درخت تھا جس پر وہ نصرانی چڑھ کے بیٹھا ہوا تھا) آپ رضی اللہ عنہ کو سوتا ہوا دیکھ کر اس نصرانی نے نیچے اترنے کا ارادہ کیا اور خنجر نکال لیا۔ اسی وقت جنگل میں سے ایک شیر نکل کے باغ کی طرف جھومتا ہوا ادھر ادھر دیکھتا ہوا کسی کی ملاقات کی تمنا و آرزو میں آہ و نالہ کرتا ہا آتا دکھائی دیا اور وہ شیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اردگرد گھومنے لگا پھر آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں بیٹھ کے آپ رضی اللہ عنہ کے تلووں کو چاٹنے لگا اور جب تک آپ رضی اللہ عنہ بیدار نہ ہوئے اس وقت تک وہ برابر آپ کی حفاظت کرتا رہا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو وہ شیر جنگل کو

چلا گیا۔

یہ نصرانی عربی درخت سے اتر آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ نے انصاف کیا اور آپ مامون ہو گئے اور بے خوف ہو گئے اللہ تعالیٰ کی قسم کائنات آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کرتی ہے۔ درندے آپ رضی اللہ عنہ کا پہرہ دیتے ہیں فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور جن آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرتے ہیں اس کے بعد آپ کو وہ تمام واقعہ سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر اسلام قبول کر لیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قصہ کو مسلمانوں کے انطاکیہ کی طرف خروج سے قبل کا ہے۔

مجھ سے ابو محمد نے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ کو میرے والد نے خبر دی فرماتے ہیں کہ حضرت حسان از سدی از یحییٰ واقدی از شہر بن عباس بیروتی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے انطاکیہ میں پڑاؤ کے وقت ہوا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ ہرقل اپنی قوم کو کنیسہ القیسان میں نصیحت کر کے ان سے اس بات کا حلف لے کر کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے ہم کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ تو اس کی قوم اس کے ساتھ لشکر میں آئی اور صلیبیں بلند کیں۔ پادری اور بشپ انجیلیں پڑھنے لگے، اہل کفر میں ایک شور بدتمیزی برپا ہوا۔ شور و غوغا کی آوازیں بلند ہوئیں اور لڑائی کے لئے رومی آمادہ ہو گئے۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسلامی فوج کی صفوں کو ترتیب دیا۔ ہر سپہ سالار اپنی اپنی جگہ مستعد، چاک و چوبند ہو کے کھڑا ہو گیا۔ جھنڈے اور نشانات جگہ جگہ دکھائی دینے لگے۔ مسلمانوں کے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل سے فضاؤں میں گونج پیدا ہوئی۔ اور ہر طرف سے کلمہ طیبہ کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو اسی ترتیب سے کھڑا کیا جس تریب سے یہاں آئے تھے۔ حضرت ربیعہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو نہایت فصیح اور مقفی کلام کیا کرتے تھے جیسا کہ ہم اس کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ فرمایا کہ اے ربیعہ! اسلام کے مجاہدوں کے دلوں کی طرف اپنے وعظ و نصیحت کے تیر چلاؤ اور مشرکین کے قتال پر مسلمانوں کو خوب برانگیختہ کرو۔ حضرت ربیعہ بن عمر رضی اللہ عنہ شاعر تھے آگے بڑھے اور آپ کی آواز بلند تھی صفوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اس طرح فرمایا:

''لوگو! آخر یہ توقف کب تک؟ بس اب حملے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دیکھو ارواح کی طوطیوں نے کالبد کے پنجروں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خوشی خوشی اپنے مالک کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ اپنے منادی کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی ادھر کی جانب چل پڑی ہیں۔ اور ہمیں نطق عبارت سے اشارہ کی زبان سے کہتی ہوئی چلی جا رہی ہیں کہ جب تمہارے مؤید اور مددگار نے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے پھر اس کے خرچ کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہو۔ کیا فانی زندگی کی محبت اور نفس ادنی اور ذلیل کی الفت میں ہمیشہ یہیں رہو گے؟ یہ تمہارے اوقات، تمہاری تائید اور نصرت میں ہیں۔ تمہاری ہمتیں طلب زینت دنیا سے یکسوئی حاصل کرنے والی ہیں۔ اور مواعظ صادقہ کلام حق کے ساتھ ہمیشہ مقید رہا کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو گے خواہ چاروں طرف سے بند بروج کے اندر کیوں نہ ہو موت تمہارا کبھی پیچھا نہیں چھوڑ سکتی وہ آ کر رہے گی۔ یہ ہماری سعادت ہے کہ ستارے

اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں۔ اور یہ ہمارے امیدوں کے درخت تائید کے پھل لانے والے ہیں۔ تمام اچھے کام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ جب محبت کے ستارے ان کی امیدوں کے آسمان میں نکلے۔ عشق کی صبح صادق ان کی تمناؤں کے افلاک میں ہوئی اور معرفت کے آفتاب نے ان کے عشق کے مشرق میں طلوع کیا اور جب انہوں نے متفق ہو کر حملے کا ارادہ کیا۔ اپنے نفوس کی رضامندی باری میں آگے بڑھایا۔ ایک نے دوسرے پر سبقت کی اور نرمی نہ برتی تو اپنی طینتوں کی صفائی اور نیتوں کی بہتری کے لئے اس آیت کے تحت پکار لئے گئے۔

"مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا" (الاحزاب: ۲۳)

اہل ایمان میں بعض وہ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا۔

انطاکیہ کی جنگ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت زید بن اسماعیل سائغ نے بیان کیا۔ فرمایا حضرت جعفر بن عون از عیاش بن ابی ابان روایت کے فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں: جنگ انطاکیہ کے موقع پر میں بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھا۔ اس وقت حضرت ربیعہ بن معمر رضی اللہ عنہ مسجع کلام کے ذریعے ہم کو وعظ کیا۔

روم کے لشکر سے سب سے پہلے نسطاروس بن روبیل جو رومی پہلوان تھا میدان جنگ میں نکلا۔ اس کا جسم اس طرح تھا گویا کہ لوہے کا برج ہو اور میدان میں نکل کر اس نے مبارزت طلب کی۔

مسلمانوں کی طرف سے قبیلہ بنی طریف کے گلام فاتح قلعہ حلب حضرت دامس ابوالھول رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، جنگ کے شرارے خوب بھڑکنے لگے تو اچانک حضرت دامس رضی اللہ عنہ کا گھوڑا پیچھے کی طرف لڑکھڑایا جس سے آپ رضی اللہ عنہ اس کی پشت پر سے نیچے گر پڑے۔ دوسری طرف نسطاروس نے فوراً آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بری طرح کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں لے گیا جہاں انہوں نے نسطاروس کے خیمے میں ان کو باندھ دیا اور نسطاروس دوبار میدان میں آیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مشابہت اور دامس کی رہائی

اس مرتبہ مسلمانوں کی طرف سے حضرت ضحاک بن حسان طائی رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں آئے۔ شکل وشباہت میں آپ رضی اللہ عنہ بالکل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ میدان میں گئے تو ایک رومی جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خلاف کئی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا زوردار آواز میں کہنے لگا:

یہی وہ مسلمان شہسوار ہے جس نے ہمارے ملک شام کے کئی شہروں کو فتح کیا۔

اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ جنگ انطاکیہ میں شامل ہر رومی آپ کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ یہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشرکین شہسوار بڑھ بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگے اور اس قدر مدہوش ہو گئے کہ خیموں کی رسیاں توڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ نسطاروس کا خیمہ بھی گر گیا۔ اور اس کی رسیاں ٹوٹ گئیں۔ پہرے داروں کو اپنی جانوں کا خوف

لاحق ہو گیا کہ اگر اسی وقت نسطاروس خیمے میں آ گیا تو ایسی حالت دیکھ کر بہت بری سزا دے گا۔ ان کے ساتھ کوئی ایسا مددگار بھی نہیں تھا جو ان کو خیمہ نصب کرنے میں مدد دے سکے کیونکہ لشکر روم میں شامل ہر شخص نسطاروس اور اس کے مدمقابل کے درمیان زور آزمائی کے جوہر دیکھنے میں لگا ہوا تھا۔ پہرے داروں میں سے دو اس بات پر متفق ہو گئے کہ حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ان سے مدد لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگے۔ ہم تجھ کو ان رسیوں سے آزاد کر دیتے ہیں مگر یہ شرط ہے کہ اس خیمے کو دوبارہ لگوانے میں ہماری مدد کرو گے مزید یہ کہ جب ہمارا سردار نسطاروس آئے گا تو ہم تیری سفارش کریں گے ہم کو امید ہے کہ وہ تجھ کو آزاد کر دے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

انہوں نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی رسیاں کھول دیں۔ رسیاں کھولنے کی دیر تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو ایک ایک ہاتھ سے دبوچ لیا اور ایک دوسرے سے ٹکرانا شروع کر دیا یہاں تک کہ دونوں کو وہیں قتل کر دیا۔ دونوں کو جہنم رسید کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ تیسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بھی ان دونوں کے ساتھ جہنم کی وادی میں دھکیل دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وہاں نے وہاں رکھا ہوا صندوق کھولا اس میں نسطاروس کا رکھا ہوا لباس پہنا اور ایک عمدہ گھوڑا لیا، عمدہ قسم کی تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ رومی آدمی کی سی وضع قطع بنا کر نصرانی عربوں کی جماعت میں پہنچ گئے اور جبلہ بن ایہم کے چچا زاد بھائی حازم بن عبدیغوث کے ایک جانب جا کر کھڑے ہو گئے۔ حازم بن یغوث نصرانی عربوں کی جماعت کا نمائندگی کرنے کے لئے سب سے آگے کھڑا ہوا تھا۔ جب کہ جبلہ بن ایہم، اس کا بیٹا اور باقی چچا زاد بھائی بادشاہ کے خیمہ کے پاس تھے۔

نسطاروس ہکا بکا رہ گیا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ضحاک بن حسان رضی اللہ عنہ اور نسطاروس کے درمیان لڑائی جاری تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے میں ابھی تک کامیابی حاصل نہ کر سکا تھا۔ دونوں تھکن سے چور چور ہو گئے تو میدان جنگ چھوڑ کر اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ نسطاروس بھی اپنے خیمے کی طرف لوٹا تا کہ کچھ دیر آرام کر سکے۔ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کا خیمہ زمین پر گرا ہوا ہے، پہرے دار بھی ہلاک ہوئے پڑے ہیں۔ اور حضرت دامس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اس نے جان لیا کہ یہ سارا کیا دھرا اسی کا ہے۔ چنانچہ یہ شکایت کئے ہوئے نسطاروس ہرقل بادشاہ کے پاس گیا اور ساری صورت حال سے اس کو آگاہ کیا۔

بادشاہ نے کہا: مسیح علیہ السلام کی قسم! یہ عرب لوگ تو بالکل جن معلوم ہوتے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی کارگزاری کا واقعہ سنتے ہی رومیوں میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ بادشاہ نے کہا: وہ ابھی تک ہمارے لشکر میں ہی ہو گا کیونکہ لشکر سے باہر نکلتے ہوئے ابھی تک اس کو کسی نے دیکھا نہیں۔ خاص کر نصرانی عربوں کی جماعت میں ہو گا کیونکہ یہ اسی کی جنس سے ہے۔

دوسری طرف حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں کی ہل چل کو محسوس کیا تو جان گئے کہ یہ افراتفری انہی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کو نیام سے نکال لیا اور نصرانی جماعت کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حازم بن عبداللہ یغوث پر ایک

ہی تلوار کا وار کیا اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

نصرانی آپ کی اتنی بڑی جرأت وہمت دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ ان کے ہوش اڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں کے لشکر میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکا تو نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل سے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔ حضرت دامس رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رومیوں کے ساتھ چال کے بارے میں ان کو آگاہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی جرأت وبہادری کی داستان سنی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حازم بن یغوث کے قتل کی خبر جب جبلہ بن ایہم کو پہنچی تو اس کو شدید غصہ آیا۔ بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا: اے بادشاہ! صبر کرنے کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا ہے۔ ان عربوں پر حملہ کر دینا نہایت ضروری ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ خود کو بہادر خیال کرنے لگے ہیں۔ اور یہ اپنی اوقات کو نظر انداز کر چکے ہیں۔

روم کے بادشاہ ہرقل ابھی حملہ کرنے کا حکم دینے ہی والا تھا کہ اچانک رومیوں کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔

اس نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے کون ہے؟

انہوں نے بتایا: اے بادشاہ! مدائن، رومۃ الکبریٰ، فلنطانوس ابن ارمونیا گورنر آپ کی مدد کے لئے اپنا لشکر لایا ہے۔ رومۃ الکبریٰ فلنطانوس کے دادا ارمونیا کے نام سے ہی مشہور ہو گیا تھا اس کے نام پر اس شہر کا نام رکھا گیا۔

رومۃ الکبریٰ کی سلطنت

رومۃ الکبریٰ محل نما ایک بہت بڑا گھر تھا جس کو ابوسرفیا کہا جاتا تھا۔ اس کے اوپر ایک تصویر بنی ہوئی تھی جس کو سونے سے بنایا گیا تھا۔

اس محل کے سات دروازے تھے جو سونے سے بنائے گئے تھے۔ ہر دروازے پر ایک گول گنبد یا جس چیز نے احاطہ کیا ہوا ہوا۔ بنا ہوا تھا۔ جس پر ایک شخص کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔ اس شخص کے ہاتھ میں سونے کی بنی ہوئی چند تختیاں تھیں۔ جسے وہ ہر سال سورج کے مقابل کھڑا کر دیتے تھے۔ پھر اس محل کا کاہن اس تختی کو دیکھ کر اس تختی کے ساتھ مخصوص ایک صوبے کے آئندہ حالات کی پیشین گوئی کر لیتا تھا۔ کل سات تختیاں تھیں جن میں سے ہر ایک تختی ایک صوبے کے ساتھ خاص تھی۔ اسی طرح ساتوں دروازوں کا حال تھا۔ اہل رومۃ الکبریٰ اس علم کی وجہ سے، جس کو اس کے متقدمین حکماء نے وضع کیا تھا۔ ساری دنیا کے حالات معلوم کر لیتے تھے۔

ان ساتوں مجسموں کے درمیان ایک گنبد نما قبہ تھا جس کو پیتل سے بنے ہوئے آٹھ ستونوں سے قائم کیا گیا تھا۔ ان ستونوں کا سیاہی اور سفیدی مائل ایک دیوار نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ پھر اس دیوار میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کے اوپر پتھر کی بنی ہوئی ایک صورت تھی۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے؟ ایک سیاہ پتھر ہی معلوم ہوتا تھا۔ سرزمین مشرق ومغرب میں جس وقت زیتون کی فصل کا وقت آتا تو اس صورت سے ایک ہولناک آواز سنائی دیتی۔ اس آواز کی گرج اس قدر زیادہ ہوتی کہ قریب ہوتا کہ دل پھٹ جائیں۔ پھر جب اگلے دن صبح ہوتی تو آسمان سے ''ذرازیر'' نامی پرندے آتے دکھائی دیتے۔ ہر پرندہ زیتون کے تین

دانے اٹھائے ہوتا۔ایک اس کی چونچ میں جب کہ دو اس کے پنجوں میں ہوتے۔وہ پرندے زیتون کے دانوں کو اس مورتی کے سر پر پھینکنا شروع کر دیتے۔معاملہ اسی طرح جاری رہتا یہاں تک کہ وہ محل زیتون سے بھر جاتا۔

مقفل مکان

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومۃ الجندل کے باشندے زیتون کے ان دانوں کو اکٹھا کرتے اور اس کا تیل نکالتے ،پھر سارا سال اسی کو استعمال میں لاتے۔اس بڑے محل کے اندر ایک مکان تھا جو ہمیشہ بند رہتا تھا۔جب یہ مکان تعمیر ہوا تھا اس وقت سے کبھی بھی اس مکان کو کھولا نہیں گیا۔فلنطانوس نے جس وقت ہرقل بادشاہ کی مدد کے لئے انطاکیہ جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لشکر کے لئے زادراہ کی ضرورت محسوس کی ،چنانچہ وہ مقفل مکان کے پاس آیا اور خیال کیا کہ شائد اس میں خزانہ ہو اس کو کھولنے کا ارادہ کیا۔قوم کے صاحب مرتبہ لوگوں اور اس مکان کے متولی جو اس قوم کا بزرگ آدمی تھا نے عرض کیا:

اے بادشاہ سلامت! تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان سات سو سال سے بند پڑا ہے جب کہ ظہور مسیح علیہ السلام سے ایک سو ستر سال قبل سے آپ کے اجداد میں سے کوئی بھی اس کو کھولنے کے طرف نہیں آیا۔اور نہ ہی اس کنیسہ کے کسی متولی نے اس مکان کو کھولنے کی جسارت کی۔

ہاں! یہ وصیت ضرور آتی ہے کہ اس مکان کو بالکل نہ کھولا جائے ،حکماء،بادشاہوں نے جو اس کے بند کئے رکھنے کی وصیت کر کے کسی نہ کسی حکمت کا ضرور اشارہ کیا ہوگا۔

آپ بھی اس حکمت کو سامنے رکھتے ہوئے اس مکان کو بند ہی رہنے دیں اور نہ کھولیں تو بہتر رہے گا۔اس شہر اور محل کی بنیاد آپ کے اجداد میں سے رسیوی بن قطاوس نے رکھی تھی۔ہمیں ملنے والی اطلاع کے مطابق انہوں نے تین سو ستر سال تک امورِ سلطنت انجام دیئے اس کے بعد انہوں نے تمہارے دادا کو اس کا متولی بنایا اور اس کو وصیت کی کہ جیسا کہ آپ کے والد نے بھی آپ کو وصیت کی تھی۔اقتدار منتقل ہوتا رہا یہاں کہ اب آپ کی حکومت ہے اور آپ کے اقتدار کے زمانہ کو بھی سو سال ہونے کو ہیں۔پس ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے آباؤ و اجداد کے اس راز کو کھولنے سے اجتناب ہی کریں تو بہتر ہے۔

مقفل مکان کو جب کھولا گیا تو کون سے راز سے پردہ اٹھا؟؟؟

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فلنطانوس مکان کے کھولنے پر اصرار کرتا رہا۔بالآخر مکان کو کھولا گیا اور اس میں سوائے بیت المقدس اور ملک شام کے شہروں کی تصاویر، بادشاہوں کی لکھی ہوئی صفات اور تعداد کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی۔مکان کے آخر میں ہرقل بادشاہ کی تصویر بنی ہوئی تھی جو یونانی زبان میں لکھی ہوئی ایک تختی کا گویا مطالعہ کر رہا تھا۔تختی پر یہ عبارت درج تھی:

اے علم کے طالب! کثرت قرأت تجھ پر لازم ہے۔اس لئے جو زیادہ مطالعہ کرے گا تو اس کے علم کے نکات اس طالب علم کی سماعت میں پختہ ہو جاتے ہیں۔کثر تکرار سے علم پختہ کرنے ،پھر اس کو آگے منتقل کرنے کا ملکہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ تمام علوم عقل و قیاس ہی سے مستخرج ہوتے ہیں۔عقل و قیاس جیسی نعمت کثرت ریاضت سے حاصل ہوتی ہے۔علم اپنے انجام کار کر لپیٹے ہوئے ہے۔تدبیر علم کی جگہ ہے ،علم عقل کی جگہ اور یہی عقل اشکال علوم کے لئے مہتمم ہے۔

حکمت واسرار خفیہ میں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے صفحہ ہستی پر جس وقت ظلمت کا دوردورہ ہوگا، گمراہی روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہوگی۔ اس وقت مکہ (تہامہ) کی سرزمین سے ایک ہدایت کے نور کا چراغ روشن ہوگا۔ اس کی وجہ سے حسن وادراک پر جہالت کے چھائے ہوئے ظلمت کدے چھٹ جائیں گے۔ اور وہ اپنے دین کی دعوت سے کون ومکان کے بنانے والے کی وحدانیت کی طرف دعوت دیں گے۔ وہ حسین وجمیل ہوں گے۔ باطل ادیان اور ملوک تمام کے تمام اپنا اپنا وجود ختم کر بیٹھیں گے۔ اور وہ تمام کے تمام مغلوب ہوجائیں گے۔ پہاڑ بھی ان کی دعوت پر سرنگوں ہوجائیں گے۔ ایک وقت وہ بھی ہوگا جب ہر کثیف چیز پر اس کے نور کا غلبہ ہوجائے گا اور وہ نور، روحانی علم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) منتقل ہوجائے گا۔

آپ کے بعد ایک دبلا پتلا شخص آپ ﷺ کی مسند پر متمکن ہوگا۔ اس کا دل صدق کے نور سے منور ہوگا۔ وہ ملت کو استحکام دے گا اور آپ کی شریعت کی تصدیق کرے گا۔ اس وقت شام کا ملک ہلاکت کا شکار ہوجائے گا پھر سیاہ آنکھ والا ایک شخص قیصر بادشاہ کے اقتدار کا خاتمہ کرے گا۔ وہ شخص درمیانے قد کا نہایت رعب ودبدبہ والا ہوگا۔ لیکن عدل وانصاف اس کی صفت ہوگی۔ حق اس کا شیوہ ہوگا۔ پیوند لگا لباس زیب تن کرے گا۔ اور درہ اس کی تلوار ہوگی۔ وہ خلافت کے ایام میں بڑے بڑے ممالک پر قابض ہوجائے گا۔ ان واقعات کا آغاز اس وقت ہوگا جب اس مکان کو کھولا جائے جس نے نعمتوں والی چیز کو گھیر رکھا ہے۔

لائق تحسین ہے وہ شخص؟

مبارک کا مستحق ہے وہ شخص جس کے دل میں حکمت پختہ ہوگئی۔ جس کے دل ودماغ اور عقل میں ہدایت کے نور کا چراغ روشن ہوگیا۔ جس نے حق کی اتباع کرتے ہوئے اس کی معرفت کو پالیا۔ اور جس نے باطل سے روگردانی کرتے ہوئے باطل کی مخالفت کی۔

فلنطانوس کا ورطۂ حیرت میں مبتلا ہوجانا

فلنطانوس نے جب تختی پر لکھی عبارت کا مطالعہ کیا تو ورطۂ حیرت میں مبتلا ہوگیا۔ محل کے متولی عطماؤس سے کہا: اے مہربان باپ! تمہارے خیال کے مطابق اس تحریر میں کیا حکمت پوشیدہ ہوسکتی ہے؟

اس نے کہا: اے بادشاہ سلامت! بزرگوں کی وضع کردہ حکمتوں کے متعلق میں بھلا کیا کچھ کہہ سکتا ہوں؟ کیونکہ حکماء کی باتوں میں اس قدر گہرائی ہوتی ہے کہ عقل کا نور سے ہی اس کی گہرائی تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

مقفل مکان کے متولی کی گفتگو

جہاں تک میری عقل کام کرسکتی ہے اس کے مطابق اب ہرقل بادشاہ کے اقتدار کا وقت ختم ہوچکا ہے۔ سوریا کی سرزمین میں اس کی ریاستیں ختم ہوچکی ہیں۔ اور اس وقت بادشاہ روم کی سرزمین اسطور یعنی قسطنطنیہ مین منتقل ہوچکا ہے۔ اس کی خبر مہرابیس حکیم نے اپنی کتاب کس کا نام ''اسلاؤس'' (حکمت کے جواہر) ہے میں دے رکھی ہے۔ جس کا نچوڑ یہ ہے کہ

''اس یتیم کا نور، جو تمام بالیدگیوں سے پاک ہے، فاران کی چوٹیوں سے ظاہر ہوگا۔ اس کی حکمت کے نور سے لوگوں کے ذہن پاک ہوں گے۔ اس کے قوت عزم سے آسمان جہالت پر چھائی ظلمت ختم ہو جائے گی۔ وہ اپنی عمدہ اور لطیف دعوت کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے اس کے بعد ان کی قیادت کرتے ہوئے آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد ان کا ایک صحابہ جو صاحب ہیبت وجلال اور عقل کا تاج سر پر سجائے ہوگا۔ وہ ساری روئے زمین کو فتح کر ڈالے گا۔ اور بڑے بڑے بادشاہوں کو ذلت کی گہری وادیوں میں دھکیل دے گا۔ عدل اس کا بچھونا ہوگا پیوند لگے کپڑے زیب تن کرتا ہوا۔ اس کے دور میں صلیب کو توڑ دیا جائے گا۔ کینساؤں کو گرا دے گا۔ اس کے وقت میں قربانی کے ذبح خانے ختم ہو جائیں گے۔ ماء معمودیہ انڈیل دیا جائے گا۔ اس کی جلال سے نجات کی ایک ہی صورت ہوگی کہ اس شریعت اور صاحب شریعت کی پیروی کی جائے۔

فلنطانوس کے عزائم

فلنطانوس مقفل مکان کے متولی کی گفتگو سنتا رہا اور اس کے دل میں چھپا تا رہا۔

فلنطانوس نے کہا: میں ان عربوں کو ضرور دیکھوں گا، چونکہ ہرقل بادشاہ کا خط اس کو مل چکا تھا کہ اس کی مدد کے لئے فوج روانہ کرے۔ اس لئے میں اس کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ دین نصاریٰ کی مدد کرنا مجھ پر لازم ہے۔ اگر ذرہ برابر بھی تاخیر کی تو مسیح علیہ السلام مجھ کو اپنی رحمت اور عنایت سے محروم کر دیں گے۔

فلنطانوس کی ہرقل کی مدد کو روانگی

اس کے بعد فلنطانوس نے اپنی قوم میں سے تیس ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا۔ سارے کے سارے سپاہی کرجیہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ فلنطانوس نے اپنا والی اپنے بیٹے استنلیوس کو مقرر کیا۔ اس کے بعد بیت الحکمت کو کھولا اور اسکندر رومی کے جھنڈے نکالے، جو سونے اور قیمتی موتیوں سے بنائے گئے تھے۔ ان جھنڈوں کو اس دن پھیلا گیا جب بالیوس کی سرزمین فتح ہوئی تھی۔ ان جھنڈوں کو سال میں صرف ایک بار ہی پھیلا جاتا تھا یعنی عید صلیب اور شعانتیں کے دن۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فلنطانوس نے جھنڈ بلند کیا اور انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ باؤس کے دروازے پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، بادشاہ ہرقل سوار ہو کر فلنطانوس کی ملاقات کو گیا۔ فلنطانوس کا خیمہ ہرقل بادشاہ کے خیمہ کے سامنے لگایا گیا۔

انطاکیہ کی فوج میں خوشی کا سماں

فلنطانوس کے آنے سے رومیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ ان کی مدد کو ایک بڑی فوج آ پہنچی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے گردونواح میں ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ مسلمان ان کو دیکھ کر مارے حسرت وحیرت کے خوفزدہ ہونے لگے۔ کیونکہ مسلمانوں رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ فلنطانوس کی آمد کی خبر مل چکی تھی۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کی دعا

مسلمانوں نے یہ یہ صورت حال دیکھی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے یوں دعا کی:

''اللهم أن أعداءك يستنصرون علينا بكثرة عددهم وتزايد مددهم فشتت كلمتهم ودمر جيوشهم وزلزل أقدامهم وعسر ايامهم واجعل كلمتنا العليا وكلمتهم السفلى وانصرنا كنصر نبيك في يوم الأحزاب اللهم رد كيدهم في نحرهم وانصرنا عليهم''

اے اللہ! تیرے دشمن ہمارے خلاف مدد کے لئے بڑی تعداد میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور ان کی مدد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہذا تو ان کے گروہ کو نیست و نابود فرما دے۔ اور ان کے لشکر کو ان کے انجام تک پہنچا دے۔ اور ان کے قدم اکھاڑ دے اور ان کے دلوں کو سخت فرما دے۔ اور ہمارے جھنڈے سر بلند فرما دے اور ان کے جھنڈوں کو سرنگوں کر دے۔ غزوہ احزاب کے دن جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد فرمائی اسی طرح ہماری بھی مدد فرما۔ اے اللہ! ان کے فریب کو ان ہی کی طرف لوٹا دے۔ اور ان کے خلاف ہماری امداد فرما۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل اسلام نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا پر آمین کہی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن علاء نے بیان کیا؛ فرماتے ہیں حضرت ابو یوسف کندی از ابو جعفر دارمی از ربیع بن انس از جعفر بن میسرہ روایت ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میری چچا جان نے فرمایا: جب رومۃ الجندی کا والی اپنا لشکر لے کر انطاکیہ پہنچا تو ایک دفعہ تو مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے حوصلوں کو سلامت رکھا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ دے کر فرمایا:

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ! رومی اپنے دین کی حفاظت کے لئے ساحل سمندر سے مدد مانگ رہے ہیں۔ تم اپنا لشکر لے کر ساحل پر پہنچ جاؤ اور غارت گری کرو لیکن واضح رہے کہ مسلمانوں کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار فوجیوں کا لشکر کیا اور جبلہ اور لاذقیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں کے باشندوں کا مال و متاع سلب کر لیا اور باب جبلہ پر جبلہ بن ایہم کا چچا زاد بھائی عنان بن جوہم غسانی ملا۔ اس کے ساتھ گندم اور جو سے لدی ایک ہزار سواریاں تھیں جو روم کے لشکر کے لئے لے کر جا رہا تھا۔ یہ غلہ طرابلس، عکا، صور، صیدا اور قیساریہ سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ جس کو قسطنطین نے اپنے والد ہرقل کے لئے روانہ کیا تھا۔ شہر جبلہ پہنچ پر یہ غلہ عنان بن جوہم کے حوالے کیا تا کہ وہ یہ غلہ بادشاہ تک پہنچا دے۔ لیکن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا اور یہ سب کچھ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سارا مال لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آ گئے۔ جب مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔

ہرقل بادشاہ نے مسلمانوں کے نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل کو سنا تو صورتحال کو معلوم کیا، جب اس کو صورت حال کا پتہ چلا تو وہ سن کر

آگ بگولہ ہوگیا کیونکہ اسی غلہ کے ساتھ ہی تو اس کے رومی لشکر نے گزر بسر کرنا تھی۔

ہرقل نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہا:

ہمارے اور عربوں کے مابین اب جنگ ہی فیصلہ کرے گی۔ اس کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا اپنی مدد ونصرت سے سرفراز کرے گا۔

رومیوں کے لشکر کی حملہ کرنے کی تیاری

اس کے بعد ہرقل نے اپنے لشکر کو حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اور خود سوار ہو کر ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ ہرقل کے ساتھ رومۃ الجندل کا والی فلنطانوس، مرعش کا حاکم، قلعہ اسکبادینس کا حاکم، طرطوس کا حاکم، مصیصہ کا حاکم، قونیہ کا حاکم، ماصر کا حاکم، اقصرا کا حاکم، قیساریہ کا حاکم، قوماط کا حاکم، اُنطر امنہ کا حاکم، طبرزند کا حاکم اور جبلہ بن ایہم سب کھڑے تھے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ (یوقنا) رومی لشکر کی صفوں کو ترتیب دینے لگے۔ دوسری طرف وم میں جس وقت لشکر کے سارے سردار اور بادشاہ کھڑے ہو چکے تو رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلنطانوس ہرقل بادشاہ کے پاس گیا اور جنگ میں جانے کے لئے گھوڑے کی زین پر ہی بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کیا اور اجازت مانگتے ہوئے کہا:

اے بادشاہ سلامت! اپنی سلطنت کو چھوڑ کر دو سو فرسخ کا سفر کر کے اس لئے آیا ہوں کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو راضی کر سکوں اس لئے تمہاری قیادت میں ہی عربوں سے لڑ کر دین مسیح کی خدمت بجالانا چاہتا ہوں۔ آپ کا لشکر تو کئی مرتبہ ان سے جنگ کر چکا ہے اب میری آرزو ہے کہ آج کا دن ان ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جماعت'' کا مقابلہ میرے ساتھ ہو۔ تا کہ اپنے اور آپ کے دل میں جو بھڑاس دبی ہوئی ہے اس کو نکال سکوں۔

ہرقل کی رومۃ الکبریٰ کے حاکم روکنے کی جھوٹی خواہش

بادشاہ ہرقل نے فلنطانوس کا دل رکھنے کے لئے کہا: اپنی جگہ پر قائم رہو میدان میں جنگ میں جا کر اپنی عزت اور منزلت اور جاہ ومنصب کو گدلا نہ کرو۔ تم سلطنت کے امور کو سرانجام دینے میں مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہو اس لئے کسی اور کو نکلنے دو۔ عرب قوم سے ابھی تک ہم اس قدر عاجز نہیں آئے کہ تمہارے جیسا جلیل القدر بادشاہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کرے۔

فلنطانوس کا جواب

ہرقل کی بات سن کر فلنطانوس نے کہا: اے بادشاہ سلامت آپ کس جاہ ومنصب کی بات کرتے ہیں؟ ان عربوں نے ہماری عزت چھوٹی ہی کہاں ہے؟ جس کا پاس کرتے ہوئے ابھی تک ہم صبر سے کام لیتے رہیں؟ بلکہ انہوں نے تو ہماری عزتوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے اور ہمارے دین مسیحی کو ذلیل کر دیا ہے۔ اب ہمارے ہر بچے اور جوان پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔

اے بادشاہ سلامت! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو دنیا کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو دنیا اس کے بدلے میں اس کو اسی محبت کی وادی میں گھما گھما کر غلو کی گہرائیوں میں دھکیل دیتی ہے۔ جب وہ شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے دل کے صفحہ پر

جہالت کا ایک داغ بن جاتا ہے جو اس کو خیر کے طلب کرنے سے روکتا ہے اور جو شخص اپنے خالق کی اطاعت میں جلدی کرتا ہے اور نفسانی خواہشات کو ترک کردیتا ہے تو وہ دائرہ قدس کے انس کے محلہ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

وہ قدیم، ازلی، ابدی ذات جب لوگوں کو دیکھتی ہے کہ وہ دنیا کی فانی چیزوں کو طلب کرنے میں لگے ہوئے ہیں تو کمزور سے کمزور امتوں کو بھی ان کو غالب کردیتی ہے۔ جیسا کہ تمہارے ساتھ ہوا ہے۔ تم لوگوں نے بھی غفلت کی چادر اوڑھے رکھی اور اب مغلوب ہو کر رہ گئے ہو۔ انہوں نے تمہارے ہی گھروں سے تم کو نکال باہر کیا ہے اور تم کو تمہارے ہی وطن سے کوچ کرنے پر مجبور کردیا ہے۔

یہ نوبت تب ہی تو آئی ہے کہ تم لوگ خواہشات کی وادیوں میں ڈوبے رہے ہو۔ نفس کو راضی کرنے میں مگن رہے ہو۔ ناحق فیصلے کر کے اپنے آپ کو ہلاکتوں میں دھکیلتے رہے ہو۔ اور رعایا پر ظلم و زیادتی تمہارا مشغلہ رہا ہے۔ جب کہ ایسا کرنا حق کے خلاف ہے۔ لوگوں کو مال تم نے سلب کیا، فساد انگیزیاں تم نے پھیلائیں۔ کثرت زنا اور خواہشات کی پیروی میں تم حد سے تجاوز کرتے رہے۔ یہی وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج حضرت مسیح علیہ السلام بھی تمہاری مدد نہیں کررہے۔ اور تم اسی طرح برائی کے مدار میں گھوم رہے ہو۔

فلنطاسوس کی باتیں انطاکیہ والوں پر گراں گزرتی رہیں

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہرقل بادشاہ کا ایک قریب مصاحب کھڑا یہ گفتگو سن رہا تھا جس کا نام سروند تھا اس نے فلنطانوس کی بات کاٹتے ہوئے اونچی آواز میں کہا: اے بادشاہ! اپنے کلام سے بادشاہ سلامت کے دل کو اذیت نہ دے۔ اور اتنا بوجھ نہ ڈال جس کو اٹھانے کی اس وقت طاقت نہیں ہے۔ آپ سے پہلے بادشاہ سلامت خود بھی اس سے بڑھ کر درد انگیز گفتگو کر چکے ہیں۔

ہرقل کے مصاحب کے بات کاٹنے اور بدتمیزی کو دیکھ کر فلنطانوس کو بہت غصہ آیا مگر دل ہی میں اس کو چھپا لیا۔ جب رات کا وقت ہوا اور رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو فلنطانوس نے اپنے خاص درباریوں اور خاص لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا:

کیا تم یہ برداشت کر سکتے ہو کہ ہرقل بادشاہ کا عام درباری میری بات کاٹے اور مجھ سے بدتمیزی کرے۔؟ اور بڑے بڑے بادشاہوں کے سامنے مجھ کو زجر و توبیخ کرے؟ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا گھرانہ ہرقل بادشاہ کے گھرانہ سے اعلیٰ و افضل ہے۔ میرا نسب بھی اس کے نسب سے معزز ہے، میری سلطنت بھی اس کی سلطنت سے بہتر ہے۔

حکیم قسیس، جو کہ اپنے شہر کا نامور حکیم مانا جاتا تھا ہر جگہ اس کی حکمت کی شہرت تھی اس کا کہنا ہے:

اے مخاطب! جو شخص تجھ کو حقیر سمجھے اس کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھا کیونکہ تو اس کی نظروں میں گھٹیا شمار کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں میں بھی اپنی عزت نفس برقرار رکھ کیونکہ عزت نفس ہی بڑے بڑے بادشاہ کے جاہ و منصب کا مقابلہ کرتی ہے۔ غیر مستحق کو نیکی کا مستحق شمار نہ کرو کیونکہ تجھ کو اس کی طرف سے برائی ہی پہنچے گی کیونکہ احسان، کسی صاحب عزت سے ہی صادر ہوتا ہے۔ لیکن اگر نااہل پر احسان کیا جائے تو وہ صاحب عزت بھی بے وقوف اور ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ نااہل کو نصیحت کرنے سے

بھی بچو۔ کیونکہ نصیحت کر کے تو اس کی خیرخواہی کا طالب ہوگا جب کہ وہ خواہش نفس کو پورا کرتے ہوئے تجھ کو اذیت دینے کی خواہش کرتا رہے گا۔

فلنطانوس کا ہرقل کی فوج سے دلبرداشتہ ہونا

فلنطانوس نے کہا: ہم لوگ دو سو فرسخ کا فاصلے طے کر ایک مخص کے ملک کو بچانے کے لئے اس کے پاس آئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا تھا؟ عقل کا نور ہی حس وادراک کا جوہر ہے جو جہالت کی اتباع کرنے سے روکتا ہے؟

آج کے واقعے سے بہر حال میرا نفس مجھ کو ملامت کر رہا ہے کیونکہ عزت، محل جلیل اور مقام نبیل ہے جب کہ ذلت ہلاکت کا باعث ہے۔

فلنطانوس کا اسلام قبول کرنے کا ارادہ

میں تو اس وقت ان عربوں کے پاس جا رہا ہوں اور ان کی ملت اختیار کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہوں کیونکہ وہ ملت حق کو واضح کرنے والی اور صدق کی تائید کرنے والی ہے جو شخص اس ملت کا تابع ہو جاتا ہے اس کو آخرت کی بڑی ہولنا کیوں سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ میرا تو یہی ارادہ ہے اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟

ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ سلامت! اپنا دین، اپنا ملک، اپنی عزت وجاہ ومنصب چھوڑ کر عربوں کا دین اختیار کرنے پر آپ کا دل کس طرح آمادہ ہوا۔ ان کے دین میں نہ تو کوئی فضیلت ہے اور نہ حکمت اور نہ خفیہ اسرار کی کوئی حقیقت ہے۔

حکمت بالغہ کا حقیقی مستقر

فلنطانوس نے کہا: حکمت بالغہ کا حقیقی مستقر تو اسی دین میں ہے اور ان کے قائد کی برکت سے ان کے ایمان منور ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس نبی ﷺ کی حکمت ربانیہ کے مقناطیس نے ان کے اتباع کرنے والوں کی عقلوں کے جوہر کو اپنی اتباع اور شریعت کی اقتداء کرنے کی طرف جذب کر لیا ہے تو جو شخص عالم علیین کی ملاقات کا یقین رکھتا ہے تو وہ جہالت کی صفحۂ ہستی پر ایک لمحہ بھی قرار نہیں پکڑ سکے گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ظلمت کدوں کو نور ہی منور کرتا ہے۔ اور زندگی کی انتہاء موت ہے۔

درباریوں کا فلنطانوس کی رائے سے اتفاق

جب بادشاہ فلنطانوس کے درباریوں اس کی گفتگو سنی تو انہوں نے عرض کیا:

اے بادشاہ سلامت! ہم آپ کو ایسی دائمی عزت کے حاصل کرنے سے نہیں روک سکتے جو ہمیں بھی ذلت ومغلوب زندگی سے نکال دے۔ اگر آپ ہمارے لئے ایسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جو بقا کی طرف لے جاتا ہے تو اس بدبختی کے گڑھے سے نکل کر اتباع حق اور باطل کی نفی کو اختیار کیجئے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جو حکم دیں ہم سر تسلیم خم کریں گے۔

فلنطانوس نے کہا: تو پھر اس بات پر قائم رہنا کل رات ہم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر یہ ظاہر کریں گے کہ گویا کہ لشکر پر پہرہ دینے کے لئے چکر لگا رہے ہیں۔ پھر اچانک عربوں کے لشکر کی طرف چلے جائیں گے۔ درباریوں نے فلنطانوس کی رائے سے

اتفاق کرلیا۔

یہ کہہ کر وہ لوگ منتشر ہو گئے فلنطانوس نے اپنا مال واسباب درست کر کے اس کام کو سرانجام دینے کا ارادہ کرلیا جس کو ابھی بیان کیا گیا ہے۔

فلنطانوس کی یوحنا سے گفتگو

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جب فلنطانوس نے اسلامی لشکر میں جانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ (یوقنا ہرقل بادشاہ کے پاس کوئی خاص پیغام لے کر آئے ہوئے تھے۔ جن انہوں نے اٹھنے کے اجازت مانگی اور جانے کا ارادہ کیا تو فلنطانوس نے پوچھا۔ بادشاہ کے دربار میں کس درجہ کے حاجب ہو۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے جواب دیا: میں حلب کا حاکم یوقنا ہوں۔

فلنطانوس نے کہا: تو پھر اپنے شہر کو چھوڑ کر کیوں آئے ہو؟

آپ نے جواب دیا: عربوں نے اس پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے سارا واقعہ سنا کہ کس طرح اپنا دین چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا تھا اور پھر دوبارہ رومیوں کے ساتھ جا ملے۔ فلنطانوس نے دوبارہ پوچھا عربوں کی کوئی خاص بات کو تجھ کو پسند آئی ہو۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے جواب دیا: اے بادشاہ! میں نے عربوں کا دین اختیار کیا ان کے معاملات دیکھے اور ان کے راز بھی مجھ پر واضح ہوئے لیکن میں نے اس قوم کو دیکھا کہ باطل کی طرف کان لگانا ان کو کسی صورت گوارا نہیں۔ اور حق سے اعراض کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سرا سارا دن جہاد کرنے میں گزارنے کے باوجود ان کی راتیں بیداری میں بسر ہوتی ہیں، ذکر الٰہی کے علاوہ کسی کام کو پسند ہی نہیں کرتے۔ ظالم سے مظلوم کو انصاف دلاتے ہیں، ان کے سرمایہ دار، فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور امراء مساکین کا سا لباس پہنتے ہیں۔ شاہ وگدا سب برابر ہیں۔

فلنطانوس نے کہا: جب شاہ وگدا ان کے نزدیک برابر ہیں۔ اس کا تجربہ بھی تجھ کو ہو چکا تو پھر ابھی تک تو ان میں شامل کیوں نہیں ہوا؟ حضرت یوقنا نے کہا: میرے دین کی بقا اور اپنی قوم کی صحبت نے مجھ کو اس چیز سے روک رکھا ہے۔ میں ان سے کسی صورت جدا نہیں ہو سکتا۔ فلنطانوس نے کہا: پاکیزہ نفوس جب حق کا مشاہدہ کرلیتے ہیں تو پھر حق ان کو ذلت بھری زندگی سے خلاصی دلا کر کامل یقین میں جذب کرتے ہوئے اعلیٰ علیین کی طرف جانے میں مدد دیتا ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ (یوقنا) وہاں سے نکل کر چل دیے لیکن ان کے دل میں فلنطانوس کی باتیں راسخ ہو چکی تھیں۔

آپ نے سوچا: اللہ تعالیٰ کی قسم! فلنطانوس نے جو کچھ کہا ہے وہ اس کے دل پر نقش ہو چکا ہے۔ اور اس کی گفتگو ہی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اس کی عقل دین اسلام کی حقانیت کو قبول کر چکی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی روح اسی بے چینی میں رہے کہ رات گزر گئی۔ جب دوسرا دن آیا اور گزر گیا رات نے چاروں طرف اپنے پر پھیلا دیے تو آپ فلنطانوس کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بھی سوار ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔

جب آپ فلنطانوس کے سامنے پہنچے تو اس نے کہا: اللہ کے کس حجاب نے ظالموں کو متقین کے راستے کی اتباع کرنے سے روک رکھا ہے۔؟ جو شخص حق کا طالب ہوتا ہے اس کے لئے حق تو واضح ہو جاتا ہے اور جو باطل کا طالب ہو تو حق اس سے ہمیشہ چھپا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) نے پوچھا: اے بادشاہ! آپ جس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟

بادشاہ نے کہا: اگر تم بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتے تو عربوں کی ملت چھوڑ کر دوبارہ رومی ملت اختیار کبھی نہ کرتے۔ تم تو نعمتوں کے حاصل کرنے طلب رکھتے تھے مگر تم زوال کی وادیوں میں جا گرے ہو۔ اور اب اسی میں سرگرداں ہو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ اور چپ چاپ وہاں سے آگے نکل گئے۔ جاسوسوں کو ہدایت کی کہ اس کے متعلق مسلسل خبریں اکٹھی کرتے رہیں۔

یوقنا اور فلنطانس کی دوبارہ ملاقات

فلنطانوس نے جس راستے سے مسلمانوں کے لشکر کی طرف جانا تھا۔ حضرت عبداللہ پہلے ہی وہاں جا پہنچے۔ فلنطانوس جب سوار ہو کر اپنے خیمے سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ اس کا چچا زاد بھائی چار ہزار کا لشکر لے کر اس کے ساتھ جانے کو تیار کھڑا ہے۔ سب نے پکا ارادہ کر لیا تھا وہ یکمشت مسلمانوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اور اپنی جاہ وجلال کو ایک طرف رکھتے ہوئے دین نصرانیہ کو خیر باد کہہ دیا۔ مسلمانوں کے لشکر کے قریب ہی پہنچے تھے کہ حضرت عبداللہ (یوقنا) اپنے دو ساتھیوں سمیت اچانک ظاہر ہوئے اور آپ نے فلنطانوس سے پوچھا:

اے بادشاہ! عربوں پر غارت گری کرنے کا ارادہ ہے۔

بادشاہ نے کہا: قدیم ازلی ذات کی قسم! میں عربوں کے دین میں شامل ہونے کا ارادہ لے کر نکلا ہوں اور اب سے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ رہوں گا۔ جو شخص دنیا کو فنا کی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ آخرت کے لئے نیک اعمال کرنے لگتا ہے۔ اے یوقنا! تجھ کو کس چیز نے ابھی تک روکا ہوا ہے؟

حضرت یوقنا نے جواب دیا: اے بادشاہ! آپ نے حق وصداقت پر یقین کر کے گمراہی کے راستے سے ہدایت کی طرف نجات پالی ہے۔ اس کے بعد حضرت یوقنا نے ساری صورت حال سے بادشاہ کو آگاہ کر دیا کہ اس کا ارادہ رومیوں سے چال چلنے کا ہے اس لئے وہ رومیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

بادشاہ فلنطانوس نے حضرت عبداللہ کے ماتھے کا بوسہ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی جنگی تدابیر سے خوش ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: تم یہ کام کس طرح سرانجام دو گے۔ جب کہ تمہارے ساتھ بہت تھوڑے سے افراد ہیں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بادشاہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرے خیمے میں ہیں۔ لیکن وہ بیس ہزار رومیوں کی گرفت میں ہیں۔ میرے خیال میں آپ مسلمانوں کے پاس جانے میں جلدی نہ کریں بلکہ ابھی واپس لوٹ جائیں البتہ ہم کسی آدمی کے ذریعے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جو اس لشکر کے امیر ہیں کی طرف پیغام بھیج کر اپنی چال سے ان کو آگاہ کر دیتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ (یوقنا) کی جنگی تدبیر

حضرت عبداللہ نے کہا: ہماری چال یہ ہوگی کہ صبح ہوتے ہی جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو آپ اپنا لشکر لے کر ہرقل بادشاہ کے ارد گرد کھڑے ہو جانا۔ میں انطا کیہ شہر جاؤں گا اور مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے ان کو اسلحہ دے دوں گا۔ رومی لشکر جب عربوں پر حملہ کرنے کے لئے نکلے گا تو آپ اپنے لشکر کے ساتھ مل کر ہرقل بادشاہ کی سواری کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے گرفتار کر لینا۔ آپ اسی کام میں لگے ہوں گے تو دوسری طرف سے میں بھی شہر سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل آاؤں گا پھر ان شاء اللہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ اس فتح کے بعد اگر آپ اپنے دارالحکومت واپس جانا چاہیں گے تو آپ کی مرضی۔ یہ ساری باتیں ہمارے درمیان راز رہیں گی۔ آپ اپنے لشکر کی کمان اپنے چچا زاد بھائیوں میں کسی قابل اعتماد شخص کے سپرد کر دیں۔

فلنطانوس نے کہا: میں اپنے دارالحکومت اور دنیاوی بادشاہت کو پھر کیا کروں گا۔ میں تو فتح ہو جانے کے بعد اور دین اسلام کی جب سربلندی ہو جائے گی تو سیدھا مکہ مکرمہ جا کر حج بیت اللہ کروں گا۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی حاضری دوں گا اور بیت المقدس جا کر سکونت اختیار کر لوں گا۔ اور جب تک زندگی ہوگی وہیں رہوں گا۔

اب ہمارا پیغام لے کر مسلمانوں کے لشکر کے امیر کے پاس کون جائے گا؟

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے پاس کئی جاسوس موجود ہیں۔ جو ہماری ذمہ داری میں رہتے ہیں مجھ کو یقین ہے کہ وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کریں گے۔

حضرت عبداللہ ضمری کی عبداللہ ار فلنطانوس سے ملاقات

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دونوں کے مابین یہ گفتگو ابھی جاری تھی کہ رات کے اندھیرے میں ایک بزرگ ان کو اپنی طرف آتے دکھائی دیئے، جب حضرت عبداللہ (یوقنا) نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ اور ان کے پاس کھڑے باقی افراد کو سلام کیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ سے کہنے لگے۔ امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر سے نوازے۔ انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ نے جو رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ سے بات چیت کی ہے یہ تمام باتیں بتا دیں ہیں اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ اور جو کام کرنے کا آپ ارادہ کر چکے ہیں اس کے متعلق بھی بتا دیا ہے۔

رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کی خوشخبری

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رومۃ الکبریٰ کے والی کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کی خوشخبری بھی دی ہے۔ انطاکیہ کے متعلق اب تم یقین کر لو کہ وہ فتح ہو چکا ہے۔ روم کی عزت خاک میں مل چکی ہے۔ اور اس کے حاکم ہرقل کے اقتدار کا سورج اب غروب ہو چکا ہے۔

فلنطانوس کا کلمہ پڑھنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فلنطانوس نے جب اپنے متعلق یہ خوشخبری سنی تو اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس کی زبان سے بے ساختی جاری ہوا۔

''الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام والایمان''

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اسلام اور ایمان کی ہدایت عطا فرمائی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں انطاکیہ کی فتح کی خوشخبری دینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس طرح ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یا أبا عبیدۃ ابشر برضوان اللہ و رحمتہ وغدا تفتح أنطاکیۃ صلحا وأن صاحب رومیۃ المدائن الکبری قد جری من أمرہ کیت وکیت ھو یوقنا صاحب حلب وھما بالقرب منک فأنفذ إلیھما بنجاز الأمر''

(اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت کی مبارک ہو۔ کل انطاکیہ صلح پر فتح ہوگا۔ رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ یہ یہ کام کر گے گا۔ رومۃ الکبریٰ کا والی اور عبداللہ حلب کا گورنر تمہارے مددگار ہیں۔ پس معاملہ انہی کے حوالے کر دو۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خواب سنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا خواب سنایا۔ انہوں نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پیغام دے دے کران کی طرف بھیج دیا جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا ہے۔

فلنطانوس نے جب حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کا پیغام سنا تو اس کا بدن کانپنے لگا اس نے انگ انگ میں تڑپ سی پیدا ہوگئی اور بے اختیار اس کی زبان سے یہ کلمات جاری ہو گئے۔

''أشھد أن لا إلہ إلا اللہ وأشھد أن محمدا رسول اللہ وأشھد أن ھذا الدین ھو الحق الیقین''

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین، دین حق ہے)

اس کے بعد یہ دونوں واپس آئے اور رومی لشکر کا چکر لگانے میں مصروف ہو گئے گویا کہ یہ پہرہ دے رہے ہیں۔

رومیوں کے ناپاک عزائم

حضرت عبداللہ اور فلنطانوس دونوں جیسا کہ ابھی ذکر گزر چکا ہے۔ ہرقل بادشاہ کو نیست و نابود کرنے کا پکا ارادہ کر چکے تھے ۔ اور ایسے ہی چکر لگا رہے تھے کہ ایک حاجب (بادشاہ کا درباری) جس کے آگے مشعلیں روشن تھیں۔ آرہا تھا اس کے ساتھ حضرت ضرار بن ازور اور حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہما سمیت دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جو انطاکیہ سے آرہے تھے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم قیدی بنے ہوئے تھے۔ رومیوں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اگلی صبح کو ان تمام کو قتل کر کے ان کے سر مسلمانوں کی طرف پھینک دیئے جائیں۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے یہ صورت حال دیکھی تو ایک دفعہ تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حاجب سے کہا: اے لائق صد احترام حاجب! تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ کل ہمارے اور عربوں کے لشکر کے مابین جنگ ہونے والی ہے۔ اگرتن نے ان کے قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو ان کی طرف پھینک دیا تو وہ بھی ہمارے ایک ایک سپاہی کو پکڑیں گے اور ان کا حشر بھی ایسا ہی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو اور اس کام میں جلدی بازی نہ دکھاؤ۔ قیدیوں کو میرے پاس رہنے دو اور بادشاہ کے پاس جا کر درخواست کرو کہ جب تک ہمارے اور عربوں کے درمیان کو نتیجہ سامنے نہیں آجاتا اس وقت تک ان قیدیوں کے بارے میں رائے کو موخر کردیں۔

چنانچہ رومی قیدیوں کو حضرت عبداللہ (یوقنا) کے پاس چھوڑ کر ہرقل بادشاہ کے پاس گیا اور اور جو باتیں حضرت عبداللہ (یوقنا) نے کہیں تھی بادشاہ کے سامنے پیش کردیں۔

ہرقل بادشاہ نے جب حضرت عبداللہ (یوقنا) کی حکمت عملی سنی تو اس کو تسلیم کیا۔ اور ان کے قتل کرنے کے ارادہ کو موخر کر کے حکم دیا کہ ان قیدیوں کے حضرت عبداللہ (یوقنا) کے پاس ہی رہنے دو۔

حاب واپس آیا اور حضرت عبداللہ (یوقنا) سے کہا: بادشاہ سلامت کا حکم ہے کہ "تم ان قیدیوں کی نگرانی کرو اور ان کا معاملہ اب تمہارے ہاتھوں میں ہے)

مسلمان قیدی حضرت عبداللہ کی نگرانی میں

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے مسلمان قیدیوں کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے خیمے میں لے گئے۔ چونکہ آپ کا ارادہ تو یہ تھا کہ انطاکیہ پہنچ کر ان قیدیوں کے ذریعے انطاکیہ شہر پر قبضہ کرلیں۔ لیکن اس وقت ان کو یہاں طلب کرلیا گیا۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور ان کو لے جا کر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی زنجیریں کھول دیں اور سب کو اسلحہ فراہم کردیا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کردیا اور یہ بھی بتادیا کہ رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ کس طرح ہرقل کو گرفتار کریں گے۔

سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کل ہم اس طرح جہاد کا حق ادا کریں گے کہ اس سے اپنے خالق و مالک کی حاصل کرلیں گے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو رومی فوج کی قید میں رہتے ہوئے اور اپنی چچا زاد سے جدا ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے تھے۔ اب آپ رضی اللہ عنہ کے زخم بھی ٹھیک ہو چکے تھے۔

ہرقل بادشاہ کا اپنی جگہ کسی اور کھڑا کرنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابو محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعید بن ابی مریم از حضرت یحییٰ بن ایوب

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: مسلمان قیدیوں کو انطاکیہ سے نکال کر لانے کا حکم ہرقل بادشاہ نے نہیں دیا تھا بلکہ ایک ''تالیس بن رینوس'' نامی شخص نے دیا تھا۔ جو بادشاہ کا خاص درباری تھا۔ اس نے ہرقل بادشاہ کا تاج اور کمر بند پہنا ہوا تھا۔ اور یہ شخص وصورت میں ہرقل کی طرح ہی تھا۔ ہرقل بادشاہ نے اس کو بلایا اور کہا کل چونکہ ہماری اور عربوں کی جنگ ہے اس لئے تم میری جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اور میں مسلمانوں کو اپنی چال میں پھنسانے کی غرض سے ان کے پیچھے کمین گاہ میں جارہا ہوں۔

ہرقل کا خواب

کیونکہ ہرقل بادشاہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے اترا ہے اور اس نے بادشاہ کو اس کے تخت سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا ہے اس کے سر سے تاج اتار کر اپنے سر پر سجالیا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا:

اے روم کے بادشاہ! روم کے ملک سے تیرے اقتدار کے زوال کا وقت آچکا ہے۔ شقاق ونفاق کے ظلمت کدے چھٹ گئے ہیں اور وفاق اور رواداری کا دور دورہ ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے رومی لشکر کی طرف منہ کر کے پھونک ماری اور ہر طرف آگ کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔ ہرقل اسی خوف اور رعب کی سی حالت میں بیدار ہوا تو اس کے دل میں اس خواب کی تعبیر نقش ہوگئی کہ واقعی اب اس کے اقتدار کے زوال کا وقت آگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ عرب لوگ اس تک آپہنچیں ۔ ہرقل نے اپنا تمام خزانہ اور دیگر تحائف جن کے ضائع ہونے کا ڈر تھا اس نے سب کچھ اٹھالیا اور کشتیوں میں رکھوادیا تھا۔ رعایا میں سے کسی کو بھی اس کے بارے میں کوئی خبر نہ تھی کہ آنے والے وقت میں اس نے کیا کرنا ہے۔ ہرقل نے زادراہ اور دیگر ضروری اشیاء بھی اپنے ساتھ رکھ لیں۔ خواب دیکھنے کے بعد اسی رات اس نے اپنے اہل وعیال کو کشتیوں میں سوار کرادیا تھا۔ ہرقل نے اپنے اہل وعیال کا کوئی فرد بھی وہاں نہ رہنے دیا۔ اس کے کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے تالیس بن رینوس کو بلایا اور اس کو گھوڑے پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ جب وہ سوار ہوگیا تو ہرقل نے اس کو مسلمان قیدیوں کے لانے اور قتل کرنے کا حکم دیا۔ جب مسلمانوں کو لایا گیا تو ان کو حضرت عبداللہ (یوقنا) کے حوالے کردیا گیا۔ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔

ہرقل کے اسلام قبول کرنے کا سبب

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے یاسر نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان بن عبدالواحد از صفوان بن بشر از عروہ بن مذعور از محمد بن علی از عدی از شعبہ از قتادہ از ابو الصدیق الناجی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن سعد سے مروی ہے فرماتے ہیں: ہرقل بادشاہ جب انطاکیہ سے فرار ہوا تو وہ اس وقت مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کا واقعہ یوں ہا کہ اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں کافی عرصہ سے سرد کے درد میں مبتلا ہوں۔ سر درد کی تکلیف اس قدر سخت ہے کہ ایک لحہ بھی سکون نہیں آتا۔ آپ میرے لئے کوئی نسخہ تجویز کر کے بتادیں تاکہ میں اس دوا سے سکون حاصل کرسکوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک ٹوپی بھیجی۔ ہرقل نے جب وہ ٹوپی سر پر رکھی تو فوراً اس کے سر کا درد ختم ہوگیا۔ جب ٹوپی اتاری تو دوبارہ سر کا درد لوٹ آیا۔

ہرقل بادشاہ کا تعجب

ہرقل بادشاہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا، بادشاہ نے ٹوپی چاک کرنے کا حکم دیا، جب ٹوپی کو کھولا گیا تو دیکھا کہ اس میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' مرقوم تھی۔ ہرقل نے جب دیکھا تو کہنے لگا: یہ نام کتنا برکت والا ہے اور عزت والا ہے۔ کہ اس برکت سے مجھ کو شفا ملی ہے۔

ٹوپی کا کمال

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ ٹوپی اسی طرح روایت کے طور پر منتقل ہوتی ہوئی وادی عمودیہ کے پاس پہنچی۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اس کی طرف سردرد کی شکایت کی تو عمودیہ کے والی نے وہی ٹوپی بھجوادی۔ معتصم نے جب وہ ٹوپی سر پر رکھی تو درد جاتا رہا۔ اس نے بھی ٹوپی کو کھولنے کا حکم دیا۔ جب ٹوپی کو کھولا گیا تو اس میں رقعہ تھا جس پر لکھا تھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم''

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تالیس بن رینوس کے ساتھ اس طرح ہوا کہ جب صبح ہوئی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور صفوں کو درست کرنے لگا۔ جب وہ صفوں کو درست کر چکا تو رومی سردار اس کو ہرقل تصور کرتے ہوئے اس کے پاس جمع ہوئے۔ کسی شخص کو ذرا برابر بھی شک نہ ہوا کہ یہ کون ہے؟ فلنطانوس بھی اپنا لشکر لے کر اس کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی بھی اسلحہ تانے اس کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔

اسلامی لشکر کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حملہ کیا۔ اس کے بعد حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ان کے بعد حضرت ذوالکلاح حمیری رضی اللہ عنہ نے اسی طرح دوسرے افراد نے بھی حملہ کر دیا۔ رضی اللہ عنہم

جنگ کے شرارے

دونوں لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہوئے، جنگ کے شرارے خوب بھڑکنے لگے تو حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں کو لے رومی لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دوسری طرف حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ انہوں نے تو جہاد کا حق ادا کر دیا، کسی بھی رومی کو قتل کرتے تو زور سے آواز دیتے:

''یہ ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو قید کرنے کا بدلہ ہے''

اس کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور نصرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو جنگ میں بہادری پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمانے لگے:

اے لوگو! اپنے قیدیوں کا بدلہ لو اور حملہ کر دو۔ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور یاد رکھو کہ جنگ کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ حور و قصور زیب و زینت کئے تمہاری طرف دیکھ رہی ہیں۔ جنت کے محلات ظاہر ہو چکے ہیں۔ پس اپنا بدلہ لو اگر شہید ہو گئے تو جنت کی ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے زور سے آواز دی: اے عرب کے جوانمردو! تم میں کون ہے جو جنت کی حوروں سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ جان کی قربانی دینا ان کے مہر ہیں۔ کون ہے جو جنتی دلہنوں کے ساتھ ان سے خدمت لینے کا خواہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ'' (الرحمن:۷۶)

(تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر)

کی طرف رغبت کا خواہاں کون ہے؟

بدر و حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کرنے والے کہاں ہیں؟ جن دلوں پر غفلت اور ناپاکی کے پردے اٹھ چکے ہیں وہ لوگ کہاں ہیں؟

اے لوگو! ان لوگوں کی موافقت کرو جن کی ساری کوششیں ہمیشہ کے گھر کے حصول کے لئے ہیں۔ پس تم بھی اس محبوب حقیقی کے در اقدس پر جبین نیاز جھکا دو جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقام و مراتب کے عطا کرنے کا وعدہ فرما رکھا ہے تاکہ وہ حسن افعال میں مزید اضافہ کریں۔ اس کے بعد جب ان کے سامنے سے سارے حجابات اٹھ جائیں جن کی بنیاد نور ہے، جن کی عمارت رحمت ہے، جن کی دیواریں سونے کی ہیں، جن پر لیپ (پلستر) کستوری کا ہے، اس کا پانی زندگی ہے، جو ہرات کے موتیوں سے بنے پتھر، کافور اور عنبر کی مٹی سے وہ محلات بنائے گئے ہیں۔ ان کی چاردیواری بزرگی اور لطف کی ہے اور پردے فضل و کرم کے ہیں ان کے درخت ''لا إله إلا الله'' کے، ٹہنیاں ''محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اور پھل ''سبحان الله، والحمد لله عرضها السموات والارض'' کے جب کہ چھت عرش رحمن کی۔ جب ان کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے تو وہ ان محلات میں رہنے کا شوق کرنے لگے۔ پھر ان سے کہا گیا: اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے جانوں کے نذرانے پیش کئے بغیر ان محلات کا حصول ممکن نہیں ہے۔ جب وہ لوگ یہ مرحلہ بھی طے کر جائیں گے تب ان کو احسان کا لباس پہنایا جائے گا، غفران کے تاج ان کے سروں پر سجایا جائے گا۔ سر مکنون کے ظلم سے ان کے تاجوں پر یہ آیت لکھی ہوگی۔

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ'' (آل عمران:۱۶۹)

(اور جو اللہ کی راہ میں مارے جارہے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ برابر حملہ کر رہے تھے اور دشمنوں کی ہلاکت کی وادی میں دھکیل رہے تھے۔ کہ اچانک ایک گھوڑ سوار لشکر کو تہ تیغ کرتا ہوا شہسواروں کی صفوں کو چیرتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہر حملے پر یہی الفاظ تھے:

''یہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو قیدی کرنے کا بدلہ ہے''

جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے غور کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ نے انہیں آواز دی: پیاری بہن، بنت ازور! اللہ تعالیٰ قسم! میں تمہارا بھائی، یہاں ہوں۔ بھائی کی آواز سنتے ہی وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور سلام کیا۔

آپ نے فرمایا:

یہ وقت سلام وکلام کا نہیں ہے بلکہ اہل کفر سے لڑنا، ہمارے کلما کرنے سے بہتر و افضل ہے۔ اپنا کندھا میرے کندھے سے ملاؤ۔ اپنا نیزہ میرے نیزے سے ملاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر۔ اگر ہم میں سے کوئی شہید ہو گیا تو ہماری آئندہ ملاقات بشیر ونذیر نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر پر ہوگی۔

جنگ اسی طرح اپنے عروج پر تھی۔ یکایک رومی لشکر میں ہلچل پھیل گئی اور ان کے گھوڑے شکست کھاتے ہوئے پیچھے کو بھاگنے لگے۔

تالیس بن رینوس پر حملہ

رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ جنگ اپنے زوروں پر ہے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور تالیس بن رینوس پر حملہ کر دیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ ہر شخص کا یہی گمان تھا کہ تالیس دراصل ہرقل ہی ہے۔ تو ایک شخص نے جب اس کو گرفتار ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری کہ بادشاہ فلنطانوس نے غداری کر دی ہے اور ہرقل بادشاہ کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس شخص کی آواز کا سننا تھا کہ رومیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے وہاں شدید قتل و غارت گری شروع کر دی۔ اجنادین اور ہردوک کی جنگوں کے علاوہ کبھی ایسی قتل و غارت گری دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ نصرانی عربوں کے بارہ ہزار سپاہی اس روز جہنم کی وادی میں پہنچے۔ جبلہ بن ایہم کو تلاش کیا گیا لیکن اس کے بارے میں کہیں کوئی اتہ پتہ نہ ملا۔

جبلہ بن ایہم کی فراری

پتہ چلا کہ وہ اور اس کے فوج کے اکابرین ہرقل بادشاہ کے ہمراہ کشتیوں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے ہیں۔ جبلہ کے ساتھ اس کی قوم کے سرداروں کے علاوہ پانچ سو افراد بھی شامل تھے۔ جن میں اس کے چچا کا بیٹا قرظلہ، عروہ بن واثق، مرہف بن واثق، ہجام بن سالم اور شیبان بن مرہ بھی تھے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ لوگ فرار ہو کر ایک جزیرے میں آباد ہو گئے اور آج کی فرنگی نسل ان ہی سے آگے چلی ہے۔

رومیوں کے خیموں پر مسلمانوں کا قبضہ

رومی لشکر کی ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے ان کے خیموں پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے ریشم کے کپڑے، مال واسباب، خزانہ سب کچھ اٹھا لیا۔ تیس ہزار رومی گرفتار ہوئے، جب کہ ان کے مرنے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی۔ نصرانی عرب فرار ہوئے تو کچھ دروں کی طرف بھاگے اور کچھ قیساریہ میں قسطنطین بن ہرقل کی پناہ میں جا پہنچے۔ جب جنگ ختم ہوئی اور اس کے شعلے ٹھنڈے

ہو گئے تو ان کا مال واسباب اور جنگی قیدی الغرض رومیوں سے ملنے والی ہر چیز حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر کی گئی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اس کے بعد مسلمان ایک دوسرے سے معلوم کیا۔ حضرت قلنطانوس، حضرت عبداللہ، حضرت ضرار رضی اللہ عنہم تشریف لائے، انہوں نے سلام کیا سب لوگ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، جس وقت قلنطانوس تشریف لائے تو مسلمانوں نے کھڑے ہو کر ان کا خیر مقدم کیا۔

اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه''

(جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی تکریم کرو)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قلنطانوس نے جب مسلمانوں کی عاجزی، حسن سیرت اور عبادت کی کثرت کو دیکھا تو کہنے لگے: (یہی وہ قوم ہے جس کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی)

اس کے بعد حضرت قلنطانوس کی قوم کے باقی افراد نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ اور جب تک تمام ممالک فتح نہ ہو گئے ہر معرکے کے جہاد میں شامل رہے۔

قلنطانوس کی حج کو روانگی

جیسے ہی جنگ کا اختتام ہوا قلنطانوس فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کی اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے قلنطانوس کی طرف دیکھا تو کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اور تمام مسلمانوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ اس کے بعد وہ بیت المقدس چلے گئے۔ دار فانی سے کوچ کرنے تک وہ بیت المقدس میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب رومی شکست کھا گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے انطاکیہ کا رخ کیا جو قلعہ نما شہر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

''اللهم اجعل لنا إلى فتحها من سبيل وافتح لنا فتحا مبينا''

(اے اللہ! انطاکیہ کو فتح کرنے کا کوئی ایسا سبب پیدا فرما جس سے اس کو فتح کرنا ہمارے لئے آسان ہو جائے)

انطاکیہ کے باشندوں سے صلح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انطاکیہ پر جو سردار حکمران تھا اس کا نام صلیب بن مرقس تھا۔ جو پرلے درجے کا جاہل و گنوار تھا۔ اس نے قلعہ کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں، پادریوں نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا:

آپ عربوں کے پاس تشریف لے جائیں اور اپنی استطاعت کے مطابق معاوضہ دے کر ان سے صلح کرلیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سونے کے تین لاکھ مثقال پر اہل انطاکیہ سے صلح ہوئی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ لکھ کر اس پوپ سے فرمایا: حلف اٹھاؤ کہ تم لوگ کبھی بھی ہمارے ساتھ غداری نہیں کرو گے۔ اس لئے کہ تمہارا شہر بڑے بڑے پہاڑوں اور گھاٹیوں میں ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس سے حلف کون لے گا؟

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ عبداللہ (یوقنا) حلف لے گا۔

پوپ کی قسم

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ نے پادری کا ہاتھ تھاما اور اس کے سر پر رکھا پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر رکھا اور فرمایا: چالیس مرتبہ کہو۔

''اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی قسم!، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میں غداری کروں تو گویا اپنی زنار کاٹ ڈالوں، صلیب توڑ ڈالوں، صلیبی اور پادری مجھ پر لعنت کریں۔ میں دین نصاریٰ سے دست بردار ہوا اور ماء معمودیہ میں اونٹ ذبح کیا۔ یہودیوں کے نومولود بچوں کے پیشاب سے اس کو ناپاک کیا۔ ہر شخص جو دین نصاریٰ کا حامی ہے۔ اس کے قتل کا ذمہ دار میں ٹھہرا۔ اگر میں نے حلف توڑا تو گویا میں نے حضرت مریم علیہا السلام کا لباس چاک کر کے اپنے سر کا رومال بنایا۔ پادریوں کو ذبح کر ڈالا اور ان کے خون سے دلہنوں کے کپڑے رنگے۔ اگر ایسا کروں تو گویا میں نے مریم علیہا السلام پر اپنے ساتھ بدکاری کرنے کی تہمت لگائی۔ ذبح خانوں میں یہودیوں کی حائضہ لڑکیوں کو داخل کروں، جرجیس کے کینساؤں میں رکھے قندیل انڈیل دوں، مقام کالوس میں حضرت عزیز علیہ السلام پر زبان درازی کروں، یہودیوں کو ایسی حائضہ عورت سے شادی کروں جو کبھی ایام طہر نہ پا سکے، جمعہ کے دن اپنے کپڑے دھوؤں، کینساؤں کو منہدم کر دوں۔ عید اور جمعہ میرے لئے حلال ہوں۔ لاہوت کی عبادت کروں، اور ناسوت کا انکار کروں، شعانین کے دن اونٹ کا گوشت کھاؤں، اور اگر ایسا کروں تو ماہ رمضان میں پیاس کی حالت میں روزہ رکھو، پادریوں کا گوشت کھاؤں، یہودیون کے کپڑوں میں نماز پڑھوں اگر میں حلف توڑوں تو گویا اس بات کا اقرار کروں کہ حضت عیسیٰ علیہ السلام چمڑہ رنگنے کا کام کرتے تھے۔

پوپ نے ان تمام باتوں پر قسم اٹھائی کہ اگر ہم غداری کریں تو مذکورہ باتوں کا اقرار کرنے کے مرتکب ہوں گے۔

شہر انطاکیہ میں مسلمانوں کا داخلہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب پوپ نے حلف اٹھالیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انطاکیہ کے شہر میں داخل ہوئے۔

یہ پانچ شعبان ۱۷ ہجری کا دن تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے وہی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جو پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ آپ کے دائیں جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب کہ بائیں طرف حضرت میسرہ بن

مسروق عبسی رضی اللہ عنہ تے ۔قراء حضرات سورت فتح کی تلاوت کرتے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے۔ چلتے چلتے جب جنان کے دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک خط (لکیر) کھینچا اور اس مقام پر مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ مسجد آج بھی موجود ہے۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام خط

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے انطاکیہ کی آب وہوا کو دیکھا کہ وہ خوشگوار تھی۔ اس میں طرح طرح کی نعمتیں اور پانی کی وافر مقدار میں موجود تھی۔ مسلمان وہاں بہت خوش ہوئے اور خواہش کرنے لگے کہ کاش ایک ماہ تک اس علاقے میں قیام کریں تاکہ یہاں کی آب وہوا سے راحت وسکون حاصل ہو۔ لیکن سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صرف تین دن وہاں قیام کرنے کی اجازت دی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا اس میں تحریر تھا۔

سلام عليك وإني أحمد الله إليك الذي لا إله إلا هو واصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وأشكره على ما فتح علينا ورزقنا من الغنيمة والنصر وأعلمك يا أمير المؤمنين أن الله عزوجل قد فتح على المسلمين كرسي النصرانية مدينة انطاكية وكسر الله عسكرها ونصرنا الله عليهم وهرب هرقل في البحر وإني لم أقم بها لطيب هوائها وإني خشيت على المسلمين أن يغلب حب الدنيا على قلوبهم فيقطعهم عن طاعة ربهم وإني معول على المسير إلى حلب وإني منتظر أمرك فإن أمرتني أن اسير إلى داخل الدروب فعلت وأن أمرتني بالمقام أقمت واعلم يا أمير المؤمنين أن العرب قد نظرت إلى بنات الروم فدعتهم أنفسهم إلى التزوج فمنعتهم من ذلك وإني أخشى عليهم الفتنة إلا من عصمه الله فعجل الي بأمرك والسلام عليك وعلى جميع المسلمين

آپ پر سلامتی ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو فتح کی سعادت سے نوازا ہے اور ہم کو غنیمتیں اور اپنی خاص نصرت عطا فرمائی ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ قوم کی سلطنت اور انطاکیہ کی فتح سے ہم کو مشرف فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لشکر کو نیست ونابود فرمایا ہے۔

انطاکیہ آب وہوا چونکہ بہت خوشگوار ہے اس لئے خوف ہے کہ کہیں دنیا کی محبت ان کے دلوں میں غالب نہ آجائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے کہیں منقطع نہ ہوجائیں۔ میں نے مسلمانوں کو اس شہر میں زیادہ دیر قیام نہیں کرنے دیا۔ میرا ارادہ تو حلب کی طرف جانے کا ہے لیکن آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ اگر آپ مجھ کو دروں میں داخل ہونے کا حکم دیں تو میں اس کا قصد کروں گا اور انطاکیہ میں قیام کرنے کا حکم دیں گے تو انطاکیہ میں رہوں گا۔ آپ پر یہ واضح ہو کہ بعض عربوں نے روم کی لڑکیوں کو دیکھا تو ان سے شادی

کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن میں نے ان کو منع کر دیا تا کہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر فتنے سے محفوظ فرمائے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جلدی اپنا حکم ارشاد فرمائیں۔ میری طرف سے آپ پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے وہ خط لپیٹا اور اس پر مہر لگائی اس کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے جو میرا یہ خط امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جائے۔

حضرت زید بن موجب رضی اللہ عنہ جو حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، جلدی سے کھڑے ہوئے اور عرض کی:

اے امیر لشکر اسلامی! میں حاضر ہوں۔ ان شاء اللہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا خط امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے زید! تم تو اپنی جان کے بھی مالک نہیں اس لئے کہ تم غلام ہو۔ اگر میرا یہ کام کرنا ہے تو پہلے اپنے آقا سے اجازت تو لے لو۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ کی آزادی

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ جلدی سے حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام بوسہ دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے روک دیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نہایت زاہد و متقی تھے۔ دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی۔ آخرت کی فکر میں رہتے تھے۔ ایک تلوار، نیزہ، گھوڑا اور اونٹ، تھوڑا سا ساز و سامان اور ایک مصحف آپ کی ملکیت تھا۔ اس کے علاوہ آپ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔ مال غنیمت کا حصہ جب آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو ضرورت کے مطابق رکھ لیتے باقی اپنے عزیز و اقارب اور قوم کے لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ اگر کوئی چیز بچ جاتی تو مسلمان فقراء، مہاجرین و انصار میں تقسیم کرنے کے لئے امیر المومنین رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہاتھوں کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا تو آپ نے منع کرتے ہوئے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے میرے آقا! مجھ کو مسلمانوں کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے فتح و نصرت کی خوشخبری لے کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم مسلمانوں کی طرف سے خوشخبری لے کر جانا چاہتے ہو تو بھلا اس میں میں تم کو کیوں روکوں گا؟ کیونکہ اگر میں نے تم ہو منع کر دیا تو میں خود گنہ گار ہوں گا۔ جاؤ آج سے تم آزاد ہو، مجھ کو امید ہے کہ تم کو آزاد کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے گا۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ آزادی کا سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ رضی اللہ عنہ کے خط کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آزادی کی نعمت عطا فرما دی ہے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یمن کی اونٹنی طلب کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوئے اور قریبی راستوں سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جب

آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی زور زور سے آوازیں آ رہی ہیں۔ اور مدینہ منورہ کے باشندگان بے چینی سے بقیع اور قباء کی جانب جا رہے ہیں۔ حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے دل میں عجیب وغریب سوالات جنم لے رہے تھے۔ اس لئے میں صورتحال کو معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف چل دیئے۔ ایک دفعہ تو میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ شائد مسلمان کسی جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھ کر پہنچانا اور سلام کیا۔ اس نے مجھ کو پہچان لیا۔

مجھ سے پوچھا: زید ہونا۔

میں نے جواب دیا: جی ہاں زید ہوں۔

اس نے کہا: اللہ اکبر۔ اے زید! پیچھے کے کیا حالات ہیں؟

میں نے کہا: خوشخبری، غنیمت اور فتح کی۔

اس کے بعد میں نے پوچھا: امیر المومنین رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ فرمایا ہے؟

انہوں نے کہا؛ امیر المومنین رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے تشریف لے کر جا رہے ہیں۔ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی آپ کے ہمراہ ہیں اسی وجہ سے لوگوں کا ہجوم ہے۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس کو ایک طرف باندھ دیا۔ اور تیزی سے چلتا ہا حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے تھے جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کا غلام اونٹنی کی مہار پکڑے پیچھے پیچھے تھا۔ اونٹنی کے اوپر سوت کا بنا ہوا کجاوا رکھا ہوا تھا۔ جس میں زادراہ اور دیگر ضروری سامان تھا۔ ساتھ ہی ایک گٹھڑی بھی رکھی تھی۔ دیگر اونٹنیاں آپ رضی اللہ عنہ کے آگے آگے تھے یں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب حضرت علی المرتضیٰ اور آپ رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ مہاجرین وانصار آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ آنے والوں کو مدینہ منورہ کے متعلق نصائح فرما رہے تھے۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سامنے پہنچا تو آواز دے کر عرض کی: السلام علیک یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میں حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ کا غلام زید بن موہب ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو بھی خوشخبری سننا نصیب فرمائے۔ کیسی خوشخبری لائے ہو۔؟

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: گورنر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں انطاکیہ کی فتح نصیب فرمائی ہے۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جن انطاکیہ کے بارے میں سنا کہ اللہ تعالیٰ کے فتح نصیب فرمائی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ خداوندی میں سجدہ کیا اور اپنے رخسار مبارک پر مٹی لگانے لگے، جب آپ رضی اللہ عنہ نے سر انور کو اٹھایا تو چہرے پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: تیری اس نعمت کے حصول پر تیری بارگاہ میں حمد وشکر ادا کرتا ہون۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے زید رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے۔ لاؤ مجھ کو وہ خط دو۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ نے وہ خط امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ خط پڑھتے ہی آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ کو کس چیز نے رلا دیا؟

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی کارگزاری اور غلط رائے پر رو رہا ہوں۔ جن انہوں نے مسلمانوں کے متعلق قائم کررکھی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک نفس امارہ تو برائی کی طرف ہی مائل کرتا ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے وہ خط حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیا پھر انہوں نے مسلمانوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے رونے سے جب سکون پایا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر خوشی کے اثرات دکھائی دینے لگے۔

امیر المومنین نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

اے زید! انطاکیہ پہنچ کر وہاں کے انگور اور دوسری نعمتیں استعمال کرنا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

حضرت زید فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے امیر المومنین ٹھیک ہے اور آج کل اس کا موسم بھی ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا امیر لشکر اسلامی کے نام خط

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھے اور کاغذ دوات منگوائی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام خط تحریر کیا۔ خط میں یہ تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ عمر إلی عامله بالشام أبی عبیدة عامر ابن الجراح سلام علیك

وإنی أحمد اللہ الذی لا إله إلا ہو وأصلی علی نبیه وأشکرہ علی ما وہب من النصر للمسلمین وجعل العاقبة للمتقین ولم یزل بنا لطیفا معینا وأما قولك لم نقم بانطاکیة لطیبها فإن اللہ عزوجل لم یحرم الطیبات علی المؤمنین الذین یعملون الصالحات فقال "یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً" (المؤمنون) وقال "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَاشْکُرُوا لِلّٰهِ" (البقرة) الآیة فکان یجب علیك أن تریح المسلمین من تعبهم وتدعهم یرغدون فی مطعمهم ویریحون أبدانهم من نصب القتال مع من کفر باللہ وأما قولك إنك منتظر أمری فالذی آمرك به أن تدخل وراء العدو وتفتح الدروب فإنك الشاهد وأنا الغائب وقد یری الشاهد ما لا یراہ الغائب وأنت بحضرة عدوك وعیونك تأتیك بالأخبار فإن رأیت أن دخولك إلی الدروب بالمسلمین صواب فابعث إلیهم بالسرایة وادخل معهم إلی بلادهم وضیق علیهم المسالك ومن طلب منك الصلح فصالحهم وف لهم بما تقدر وأما قولك أن العرب أبصرت نساء الروم فرغبت فی التزوج فمن أحب ذلك فدعه أن لم یکن له أهل بالحجاز ومن أراد أن یشتری الأماء فدعه فإن ذلك أصون لفروجهم

واعف لنفوسهم وما تحتاج أن أوصيك في أمر فلنطانوس صاحب رومية اوسع عليه في النفقة وعلى من معه فإنه قد فارق أهله وملكه وأمره ونهيه والسلام عليك وعلى جميع المسلمين

اللہ تعالیٰ نے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف۔ آپ پر سلامتی ہو۔

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی کامل رحمتیں نازل ہوں۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص نوازشوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے متقین کے لئے اچھی عاقبت تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہر ہر لحظہ ہمارے شامل حال رہتا ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ انطاکیہ کی آب وہوا چونکہ خوشگوار تھی اور نعمتیں بھی وافر مقدار میں تھیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت کے لاحق ہونے کا خدشہ ہے اس لئے وہاں قیام نہیں کیا۔ جب کہ اعمال صالحہ کرنے والے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ خوشگوار نعمتیں حرام نہیں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً

(اے پیغمبر! پاکیزی چیزیں کھاؤ، اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں)

پھر فرمایا:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ''

(اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو)

اس لئے تم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کو تھکاوٹ دور کرنے کا وقت دو تا کہ وہ وہاں تر وتازہ نعمتیں کھائیں پئیں، شب وروز کفار کے ساتھ جنگ کر کر کے جو انہیں تھکاوٹ ہوئی ہے ان کے بدن بھی ان سے راحت حاصل کر لیں گے۔ تمہارا یہ کہنا کہ ''آئندہ کے لئے لائحہ عمل کے بارے میں آپ کے حکم کا انتظار ہے'' تو میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں چاہے دشمن کا تعاقب کرو یا دروں میں فوج بھیجو کیونکہ تم وہاں موجود ہو اور میں غائب ہوں۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ شاہد (حاضر وموجود) جو چیز ملاحظہ کرتا ہے، غائب وہ نہیں کر سکتا۔ جاسوسوں کی مدد سے حالات معلوم کرتے رہو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ دروں میں داخل ہونا مسلمانوں کے لئے مناسب ہے تو ان علاقوں میں لشکر کشی کرو اور رومیوں کے لئے تمام راستے مسدود کر دو۔ اگر رومی صلح کے خواہش مند ہوں تو ان سے صلح کر لو اور بقدر طاقت جزیہ وصول کر کے ان کے ساتھ وفاداری کرو۔ تمہارا یہ

کہنا کہ بعض مسلمانوں نے رومی لڑکیوں سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے تو جس شخص کا حجاز مقدس میں کوئی اس کو اختیار ہے اسی طرح کرنے سے ان کی عزت محفوظ رہے گی اور ان کے ذل برائی کی طرف بھی مائل نہ ہوں گے۔

رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا بہر حال اس کے اور اس کے ساتھیوں پر نان ونفقہ کا خاص خیال رکھنا کیونکہ وہ اپنے اہل وعیال اور ملک واقتدار سب کچھ چھوڑ چکے ہیں۔

اور آپ پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خط لپیٹا اور حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے، جاؤ! اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو بھی اپنے اجر میں شامل رکھنا۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ نے خط لیا اور جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ پیچھے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رکنے کا حکم دیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو! عمر (رضی اللہ عنہ) تم کو کچھ دینا چاہتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور گٹھڑی سے ایک صاع کھجوریں اور ایک صاع ستو نکال کو ان کو دیتے ہوئے فرمایا:

(اے زید! اس سے زیادہ دینے سے مجھ کو معذور سمجھو کیونکہ عمر اس قدر ہی دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ کے سر پر بوسہ دیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کرنے لگے:

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میری یہ اوقات نہیں ہے، کیا آپ مجھ کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ میرے سر کا بوسہ دیں؟ آپ تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد چالیس مکمل فرمائی تھی۔ یہ سننا تھا کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گواہی سے میری مغفرت فرما دے گا حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو میں نے یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

"اللھم احملہ علیھا بالسلامۃ واطولہ البعید وسھل لہ القریب إنك علی کل شیء قدیر"

(اے اللہ! زید کو سلامتی کے ساتھ اس کی منزل مقصود تک پہنچا اس کی مسافت کی دوری کو لپیٹ دے اور اس کا راستہ آسان فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے)

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی دعا سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی۔ میں جانتا تھا کہ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور مقبول ہوتی ہے، آپ کی دعا رد نہیں ہوگی۔ کیونکہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوشاں رہتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں وہاں سے روانہ ہوا تو زمین پر میرے نیچے سے گویا لپٹتی ہوئی گزرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تیسرے دن میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ اس وقت انطاکیہ سے کوچ کر کے حازم تشریف

لا چکے تھے۔

رومیوں کے متعدد قلعے صلح سے فتح

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں زور زور سے آوازیں آرہی تھیں۔

فرماتے ہیں: میں نے یمن کے ایک شخص سے دریافت کیا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟

یمنی نے جواب دیا: مسلمانوں کو جو فتح نصیب ہوئی تھی اس پر یہ لوگ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرات کی نہر کے کنارے آباد علاقوں میں تشریف لے گئے اور ان پر حملہ کر دیا اس کے بعد منبج، بزاعہ اور بالس کے باشندوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور وہ لوگ اپنا مال واسباب لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اس طرح وہ علاقے بھی فتح ہو گئے۔

منبج، بزاعہ اور بالس اور قلعہ نجم کے ساتھ محرم الحرام کے درمیانی عشرے ۱۸ ہجری کو صلح ہوئی۔ اور ایک لاکھ پچاس ہزار دینار کی ادائیگی کے بعد یہ صلح قرار پائی تھی۔ ان علاقوں کے حاکم جرفناس کو گرفتار کر کے اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ اپنا مال، غلام اور گھوڑے وغیرہ لے کر یہاں سے چلا جائے گا۔

مختلف قلعہ جات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بطور گورنر تقرر

منبج شہر کا گورنر حضرت عباد بن رافع تمیمی رضی اللہ عنہ، قلعہ نجم کا گورنر حضرت نجم بن مفرج، بزاعہ کا گورنر حضرت اوس بن خالد ربعی رضی اللہ عنہ اور بالس کا گورنر حضرت باور بن عوف حمیری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ بالس میں شرق کی طرف ان کے نام پر ایک قلعہ تعمیر کرایا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان علاقوں سے مال ومتاع لے کر اسی دن واپس لائے تھے جس دن حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط لے کر آئے تھے۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ اور جن علاقوں کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا ان علاقوں سے لایا گیا مال غنیمت بھی موجود تھا۔ میں نے اونٹنی کو بٹھایا اور آپ حضرات رضی اللہ عنہما کو سلام کیا۔ اس کے بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ اور جو کچھ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا وہ آپ کے گوش گزار کر دیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط لے کر اس کو کھولا اور مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا جب مسلمانوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط سن لیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے دروں میں لشکر کشی کا معاملہ میرے حوالے کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم یہاں موجود ہو اور میں غائب ہوں۔ لیکن میں تو تمہارے مشورے اور رائے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ تمہاری اس بات میں کیا رائے ہے؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ تو کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی مگر اس مرتبہ بھی کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہی الفاظ دہرائے کہ مجھ کو مشورہ دو تا کہ میں آئندہ کے لائحہ کے بارے میں فیصلہ کروں لیکن اس بار بھی کسی نے کوئی رائے دی۔

مرج القبائل کے دروں میں داخل ہو کر جنگ کا بیان

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خطاب

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! یہ ملک شام ہے جس کے تم مالک بن چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص تم ہی لوگوں کو اس ملک کا وارث بنایا ہے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کر کے یہاں سے نکال دیا ہے۔۔اب تم ہی اس سرزمین اور ان شہروں کے وارث و مالک ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پس تم کیا مشورہ دیتے ہو کہ دشمن کے تعاقب میں ان دروں میں داخل ہو جائیں؟

امیر لشکر اسلامی کی گفتگو سن کر کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ خاموشی کس لئے چھائی ہوئی ہے؟ کیا تم لوگ بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھانے کے بعد اب بزدلی کا شکار ہو چکے ہو؟ یا عیش وعشرت کے بعد اب کوتاہی تمہارے اندر آ چکی ہے؟ یا جس قدر تم نیکیاں کر چکے ہو اس پر تم نے بھروسہ کر لیا ہے۔ اور اب تمہارے نامہ اعمال میں کوئی گناہ باقی نہیں رہا ہے؟ یا یہی نیکیاں تم کو کافی ہو جائیں گی۔؟

اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو اللہ تعالیٰ جہاد پر تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور یہی جہاد دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر چیز ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا جواب دیا وہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

اے امیر لشکر اسلامی! ہم لوگ مصائب وآلام یا عیش وعشرت کی وجہ سے جزع فزع کرتے ہوئے خاموش نہیں تھے۔ بلکہ ایک دوسرے کے جلال اور ادب واحترام ہمیں بولنے سے روک رہا تھا۔ آپ پر واضح ہو کہ ہم لوگ جہاد کو تجارت نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں۔ ہم لوگ تو آپ کے سامنے حاضر ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ہے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جس قسم کا حکم ہوگا میری طرف سے اس کی تعمیل ہوگی۔

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی اور اپنی رائے پیش کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر لشکر اسلامی! روم کی قوم کا تعاقب چھوڑ کر ہمارا یہاں بیٹھے رہنا ہماری سستی اور کمزوری ہے۔ جب کہ ان کا تعاقب کرنے میں ہماری غنیمت ہے۔ مدد تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اے امیر لشکر اسلامی! اگر آپ ہر درے کی جانب فوج روانہ کر دیں تو اس میں دشمن کی کمزوری اور مسلمانوں کی آنکھوں کے ٹھنڈک اور قرار ہوگا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مشورہ سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دعا خیر دیتے ہوئے فرمایا:

اے ابو سلیمان خالد بن ولید! میرے خیال میں میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے مقرر کرنا کیسا رہے گا اس لئے کہ سب سے پہلے مشورہ بھی ان ہی طرف سے دیا گیا تھا۔ مین ان کی زیر کمان فوج دے کر دروں کی طرف روانہ کرتا ہوں تا کہ یہ وہاں جا کر آبادیوں کے حالات معلوم کریں پھر واپس آ کر ہمیں شہروں کے بارے میں اطلاع دیں پھر جو کام ہم مناسب خیال کریں گے۔ اس کی طرف پیش قدمی کریں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی رائے بہت عمدہ ہے۔

اہل اسلام کا دروں کی جانب پیش قدمی کرنا

بعد از اس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تین ہزار مجاہدین کا لشکر منتخب کیا اور حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دیا اور ایک ہزار افواج پر مشتمل غلاموں کا لشکر ترتیب دیا۔ ہر قبیلے کا ایک سردار بطور نگران مقرر کیا۔ غلاموں کے لشکر کی قیادت حضرت دامس ابوالھول رضی اللہ عنہ کو دی۔ یہ لشکر ترتیب دینے کے بعد اپنا اپنا اسلحہ تیار کیا اور فوراً ہی دونوں لشکر ایک جماعت کی طرح اکٹھے ہو گئے۔ اس تمام لشکر کا امیر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے ابوالھول! اپنی جماعت کے آگے آگے چلنا اور کسی کام میں بھی میسرہ کی مخالفت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ نیک فال شخصیت ہیں۔

امیر لشکر کا حکم سن کر حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر! میں آپ کے حکم کے مطابق ہی ان کی اطاعت کروں گا۔

لوگوں نے جب لشکر کشی کا ارادہ کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر لشکر اسلامی! لشکر کے ساتھ ایک راہبر بھیج دیں جو راستوں سے بھی اچھی طرح آگاہ ہو اور دشمنوں سے بھی خبردار ہو۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حلب کے دو معاہدین جو مسلمانوں کے خیر خواہ تھے ان کو طلب فرمایا: ان میں سے چار افراد کا انتخاب کیا اور لشکر کے ساتھ بھیجتے ہوئے فرمایا: ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، آپ نے ان چاروں کا فدیہ بھی معاف کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ان معاہدین سے پوچھا: کس درے کی طرف جائیں تو مسلمانوں کے لئے دشمن کا پیچھا کرنا آسان ہوگا؟

سب نے بالاتفاق کہا: قورص کے شہر کے بڑے دروں میں داخل ہونا بہتر خیال کیا۔

معاہدین نے کہا: اے امیر! یہ درے ان علاقوں کی طرح نہیں ہیں۔ جن کو آپ فتح کرتے آئے ہیں بلکہ ان علاقوں میں شدید سردی، گھنے درخت، باجا گھاٹیاں، پتھریلے راستے ہیں۔ ان علاقوں میں تنگ راستے، خاردار جھاڑیاں اور خوفناک راہیں بھی ہیں۔

یمن کے باشندوں کی گفتگو سن کر امیر لشکر نے کہا: آپ لوگ ہمارے آگے چلو اور راستہ بتاؤ۔ پھر دیکھنا ہم کس طرح ان

راستوں کا مقابلہ کریں گے کہ تم ورطۂ حیرت میں ڈوب جاؤ گے۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ اور راہبر آگے آگے چلنے لگے اور حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے الوداع ہونے کے بعد ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

جب اسلامی لشکر الوداع ہو رہا تھا تو اس وقت نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت بلند ہونے لگی۔لوگ خیر وسلامتی کی دعائیں دیتے ہوئے لشکر کو الوداع کرنے لگے۔

حضرت عطاء بن جعدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ مسلسل سفر کرتے رہے، رہبر ہمارے آگے آگے چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم ''حند اس'' کی وادیوں سے گزرتے ہوئے نہر ساجور پر جا پہنچے۔اس کے بعد ساجور سے گزرتے ہوئے بالآخر شہر قورص میں پہنچ گئے وہاں پڑاؤ کیا اور وہیں راتیں گزاری۔صبح ہوتے ہی ہم دروں میں داخل ہو گئے۔ہم نے دیکھا کہ زمین تو کافی کشادہ تھی لیکن بے شمار گھنے درخت تھے، چشموں سے پانی جاری تھا۔اور راستے اتنے تنگ تھی کہ گھوڑوں کے لئے چلنا دشوار ہو رہا تھا۔جب ہم اس جگہ پہنچے تو ایک دفعہ تو ہم پر وحشت سی طاری ہو گئی کیونکہ ہم نے کبھی ایسے راستے نہیں دیکھے تھے۔

فرماتے ہیں میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر مسافت لمبی ہو گئی اور ادھر دشمن بھی آنکلا تو وہ مسلمانوں پر لامحالہ غالب آجائیں گے۔الغرض راہبر آگے آگے چلتے جا رہے تھے یہاں تک کہ ایک بلند وبالا پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ہم سب پیدل ہو کر گھوڑوں کو ساتھ لئے چل رہے تھے۔حضرت عطاء بن جعدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چلتے چلتے ہماری جوتیاں ٹوٹ گئیں اور پیروں سے خون نکلنے لگا۔تین دن تک مسلسل ہم لوگ سفر میں رہے۔راہبر ہر دفعہ یہی کہہ دیتے کہ مسلمانوں بیدار رہنا اگر دشمن نے اچانک تم لوگوں پر حملہ کر دیا تو وہ تم کو ہلاک کر دے گا۔جب چوتھا دن ہوا تو ہم لوگ ایک وسیع زمین میں داخل ہوئے، جس وقت ہم لوگ روم کے شہروں میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت گرمی تھی اس وقت گرم کپڑے تو نہ لا سکے لیکن اس جگہ پہنچے تو اب ہمیں سخت سردی کا سامنا کرنا پڑا۔ہم نے دیکھا کہ پہاڑ پر دائیں بائیں طرف برف باری ہو رہی تھی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت دامس رضی اللہ عنہ سردی کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔تو کسی نے کہا:

اے ابوالھول! آپ کیوں کانپ رہے ہیں؟

ابوالھول نے جواب دیا: میرے پاس ایک کپڑے کے علاوہ اور کوئی گرم کپڑا نہیں ہے۔اس لئے سردی برداشت نہیں ہو رہی۔حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر انہوں نے اپنے پاس سے گرم کپڑا دے دیا۔حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑا پہنا تو کہیں جا کر ان کا جسم گرم ہوا تو انہوں نے دعا دی:

''کساك الله من ثیاب الجنة''

(اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا لباس پہنائے)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان چلتے چلتے ایک وسیع وعریض جگہ پر پہنچ گئے جہاں پانی وافر مقدار میں موجود تھا۔جب کہ اس جگہ درخت کم مقدار میں تھے۔مسلمانوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا اور ادھر ادھر گھومنے لگے لیکن اس جگہ ان کو کوئی آدمی

دکھائی نہ دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رومی قوم نے مسلمانوں کے خوف سے اپنے شہروں سے نکل کر کہیں دور جا کر بسیرا کر لیا تھا۔

مسلمانوں کے خوف سے بستی والے کہیں چھپ گئے

پانچویں دن جب وہ ادھر ادھر گھوم رہے تھے تو اچانک ایک بستی نظر آئی۔ مسلمانوں نے اس بستی کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ رہنے والا تو کوئی نہیں ہے البتہ مرغیوں اور بکریوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ مسلمان جب اس علاقے میں داخل ہوئے تو نہ تو کوئے روکنے والا ملا اور نہ کوئی دفاع کرنے والا نظر آیا۔ پتہ چلا کہ یہاں کے لوگ مسلمانوں کے خوف سے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور کہیں چھپ گئے ہیں۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کا انتباہ

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے آواز دے کر فرمایا: مسلمانو! ہوشیار رہنا اگر چہ رومی لوگ ڈر کر اپنے علاقے چھوڑ گئے ہیں پھر بھی تم احتیاط کرنا تم پر ضروری ہے۔ مسلمان اس بستی میں داخل ہوئے اور اس میں موجود غلہ، قیمتی اثاثہ اور دیگر سامان نکال لائے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالھول کو دیکھا کہ وہ اپنے کندھے پر تین کپڑے اور ایک کمبل اٹھائے ہوئے آ رہے تھے۔ تو میں نے ابوالھول سے کہا:

اے ابوالھول! یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا: اس شدید سردی سے بچنے کی تیاری کر رہا ہوں جس کو میں کبھی نہ بھول سکوں گا۔

اسلامی لشکر کا مرج القبائل میں پڑاؤ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں نے اس علاقے میں جس قدر غلہ، دیگر سامان تھا سب کا سب اٹھا لیا اور دوبارہ رخت سفر باندھ لیا۔ پھر ایک وسیع چراگاہ میں جا پہنچے جس کو مرج القبائل کا نام دیا جاتا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں کو چرن کے لئے دائیں بائیں کھلا چھوڑ دیا اور اسلامی لشکر نے اس چراگاہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ مسلمانوں کو واپس حلب کی طرف لوٹ جانا چاہیے کیونکہ امیر لشکر کا حکم بھی یہی تھا کہ وہ زیادہ دور نہ جائیں۔ کیونکہ دشمن کا کوئی بھروسہ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہی سوچ رہے تھے اور گھوڑے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے اور مسلمان کا لشکر بھی دشمن سے بے خوف تھا کہ اچانک ایک ساتھی کسی کافر کو گھسیٹتے ہوئے لا رہے ہیں۔

جب وہ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اس کو کیا ہوا ہے؟ اور اس کو کہاں سے پکڑ کر لائے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: اے امیر! میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک شخص کو میں نے دیکھا جو کبھی تو ظاہر ہوتا اور کبھی چھپ کر بیٹھ جاتا تھا۔ میں جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کو پکڑ لیا اور اب آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے اہل معاہد میں سے جو راہبروں میں سے تھے ایک کو بلایا اور فرمایا: اس سے پوچھو کہ یہ کبھی چھپتا اور

کبھی ظاہر ہوتا تھا اس کی وجہ کیا ہے؟

راہبر نے اس سے مخاطب ہوا اور کافی دیر باتیں کرتا رہا تمام مسلمان خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے اور کوئی کچھ نہ بولتا تھا آخر کافی دیر ہوگئی اور معاہدی نے بات کو لمبا کر کے کسی طرح بھی ختم نہ کیا تو حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کم بخت! آخر یہ کچھ کہتا بھی ہے کہ نہیں؟

اس نے کہا: اے امیر: یہ شخص کہتا ہے ہرقل بادشاہ جب کشتی پر سوار ہو کر انطاکیہ سے نکلا تھا تو قسطنطین پہنچا، وہاں سے خوف کے مارے ہوئے رومی اس کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ انطاکیہ والوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی ہے اس طرح انطاکیہ بھی فتح ہو چکا ہے اس کی فوج بھی قتل ہو چکی ہے۔

بادشاہ کا انطاکیہ کو الوداعی سلام

جب بادشاہ کو انطاکیہ کی خبر ملی تو وہ روتا ہوا گریہ کرتا ہوا دوبارہ کشتی میں سوار ہو گیا اور کہا:

''السلام عليك يا أرض سوريا إلى يوم اللقاء''

(اے سوریا کی سرزمین! قیامت تک کے لئے تجھ کو سلام۔)

اور آپ کے پاس سردار، محافظ اور دوسرے لوگ جمع ہو گئے، بادشاہ نے ان سے کہا: مجھ کو خوف ہے کہ کہیں ہمیں تلاش کرتے کرتے مسلمان یہاں نہ آجائیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے تیس ہزار کا لشکر تیار کیا اور تین افراد کو ان کا نگران بنایا اور حکم دیا کہ وہ دروں کی حفاظت کریں۔

معاہد کی یہ باتیں سن پر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ ہمارے اور ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

اس نے جواب دیا: دو فرسخ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے اتنا سنا تو نہ تو اس کے بعد کوئی بات کی اور نہ کسی کا جواب دیا بلکہ زمین کی طرف اپنا سر جھکا لیا۔

آل سہم کے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ایک شخص جن کا شمار بہادر لوگوں میں ہوتا تھا اور وہ دوران جنگ اپنے پاس لوہے کا ایک عمود رکھتے تھے۔ اور اسی عمود کے ساتھ کو ہلاک کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ پیدائشی طور پر نہایت کمزور تھے۔ انہوں نے عرض کی: اس شخص کی بات سن کر آپ نے اس طرح سر کو جھکا لیا ہے جس طرح گھوڑے کی لگام کھینچی جائے تو وہ اپنا سر زمین کی طرف جھکا لیتا ہے۔ جب کہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہین کہ ہماری قوم کا ایک فرد ایک ہزار رومیوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے کسی ڈر اور خوف کی وجہ سے سر کو نہیں جھکایا بلکہ مجھ کو مسلمانوں کے بارے میں خدشہ ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہ لشکر اس وقت میرے جھنڈے کے نیچے روانہ ہوا ہے اور یہ پہلا نشان ہے جس کے تحت اسلامی لشکر دروں میں روانہ ہوا ہے، اگر خدانخواستہ مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ مجھ کو ملامت کریں گے۔ اور ہر راعی اپنے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ تو میں بھی تو جواب دہ ہوں۔

مسلمانوں کی امیر کی گفتگو سنی تو عرض کی: اے امیر! اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم موت کو کسی خاطر میں نہیں لاتے اور نہ ہی موت سے ہم کو کوئی ڈر اور پریشانی ہے۔ کیونکہ ہم اپنی جانوں کا اللہ تعالیٰ سے جنت کے بدلے سودا کر چکے ہیں۔ تو جو شخص دارفنا سے دار بقا کی طرف منتقل ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ وہ کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔

مسلمانوں کے عزم کو دیکھ کر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے رائے طلب کی: اے لوگو! تمہاری کیا رائے ہے کہ ہمیں اسی جگہ رہتے ہوئے دشمن سے لڑنا چاہئے یا ان کی طرف کوچ کر چلیں؟

مسلمانوں نے معاہدین سے کہا: اس شخص سے دریافت کرو اگر دشمن کے قریبی علاقے اس علاقے کی نسبت زیادہ وسیع ہیں تو ہم وہاں کوچ کر جاتے ہیں۔ معاہد نے پوچھا تو اس کافر نے بتایا کہ عمودیہ کے شہر کے بعد کوئی علاقہ ایسا وسیع وعریض نہیں جس قدر یہ علاقہ وسیع ہے، جہاں تم لوگوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ اگر تم لوگوں نے واقعی لڑنے کا پکا ارادہ کر رکھا ہے تو اسی جگہ ٹھہرے رہو۔ کافر نے کہا: جہاں تک میری رائے ہے وہ یہ ہے کہ دشمن کے یہاں آنے سے قبل تم اپنے ملک میں واپس چلے جاؤ تو یہ بہتر ہوگا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے اس کافر پر اسلام پیش کیا، جب اس نے انکار کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیں۔

رومیوں کی لشکر کی آمد

ابھی یہ سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کا لشکر اچانک دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اور اس نے مسلمانوں کے بالکل سامنے پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ رومی لشکر ٹڈیوں کی طرح ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ رات کی تاریکی چھا گئی مشعلیں روشن ہو گئیں۔

صبح ہوئی تو سیدنا میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے کھڑے ہوئے اور مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! آج کا دن ایسا ہے کہ اس کے بعد دوسرا دن بھی آنے والا ہے۔ اچھی طرح آگاہ رہو کہ مجھ کو جو جھنڈا دے کر بھیجا گیا وہ پہلا جھنڈا ہے جس کے تحت اسلامی لشکر دروں میں داخل ہوا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں پر تم کو شرف وفضیلت عطا کی۔ اور رومیوں نے اس چیز کے حصول کے لئے تمہارے سامنے پڑاؤ ڈال دیا ہے جو ان کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان شہروں کا تم کو مالک بنا دیا ہے، اب یہ سردی کے موسم میں شدید سردی جس میں تم ٹھٹھر رہے ہو اور تمہارے بھائیوں نے تم سے کئی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ یہ بھی جان لو کہ دنیا تو دارفنا ہے جب کہ آخرت ہی ہمیشہ کا گھر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

"الجنة تحت ظلال السیوف"

بیشک جنت تلواروں کے سایہ میں ہے

تم اپنی تعداد کے کم ہونے اور دشمن کی تعداد کے زیادہ ہونے کو نہ دیکھو۔

پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ " (البقرة:۲۴۹)

(بارہا کم جماعت غالب آئی زیادہ گروہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے)

تو مسلمانوں نے کہا: اے میسرہ! تم اللہ تعالیٰ سے برکت طلب کرتے ہوئے سوار ہو جاؤ، آگے بڑھیں اور ان سے مقابلہ کے لئے چلیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔۔۔ دشمن کے خلاف نصرت وتائید الٰہی کی ہم کو مکمل امید ہے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا جواب سن کر خوش ہوئے اور ان کو اسلحہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان نے جلدی جلدی تیاری کی اور حاضر ہو گئے۔ غلاموں کا لشکر عربوں سے الگ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا کیونکہ غلاموں کے لشکر کے سردار حضرت دامس رضی اللہ عنہ تھے اور وہ آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے متعین کئے گئے تھے۔ یہ لوگ دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد ونصرت کی دعائیں بھی مانگ رہے تھے۔

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو وصیت کرتے ہوئے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا۔ میمنہ پر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو، میسرہ پر حضرت سعد بن ابوسعید حنفی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ غلاموں کا لشکر حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے تھا جب باقی لشکر آگے کھڑا ہو گیا۔

دوسری طرف رومیوں نے بھی صفوں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ انہوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے میں دس ہزار سپاہیوں کو متعین کیا۔ اور صلیب آگے کی طرف نکال کر رکھنے کا حکم دیا گیا۔ دونوں طرف سے صفوں کو ترتیب دے دیا گیا تو رومیوں کی طرف سے ایک نصرانی نکلا اور مسلمانوں کے قریب جا کر کہا: ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے اتنے بڑے ملک روم کو اپنی ملکیت میں لینے کے بعد بھی تم سے صبر نہیں ہوا اور اب ان پہاڑوں کا رخ کر لیا ہے۔؟

سن لو! تمہاری موت ہی تم لوگوں کو ان پہاڑوں میں کھینچ لائی ہے۔ دیکھو! ہمارے تیس ہزار نڈر بہادروں نے صلیب کی قسم کھا رکھی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی میدان جنگ سے فرار کی راہ اختیار نہیں کرے گا۔ جب تک کہ وہ مر نہ جائے۔ اگر تم لوگوں کو اپنی زندگی عزیز ہے تو خود ہی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو اور قیدی بن جاؤ، پھر ہرقل بادشاہ تمہارے متعلق جو فیصلہ کرنا چاہے گا وہی کرے گا۔

حضرت ابوالھول رضی اللہ عنہ کا نصرانی عربی کو جواب

حضرت ابوالھول دامس رضی اللہ عنہ اپنا علم (جھنڈا) اٹھائے ہوئے اس کی جانب آگے بڑھے اور فرمایا: تیری یہ بات "ظالم کو اس کا ظلم بھلائی کرنے سے ہمیشہ روکتا رہتا ہے" بالکل صحیح ہے۔ لیکن تیرا یہ کہنا کہ "اگر زندگی عزیز ہے تو اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر کے قیدی بن جاؤ" یہ بات تو نے ظلم اور بغیر تجربہ کے کہی ہے۔

میں عربوں کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔ ان کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے، نہ ہی میرا کوئی مرتبہ اور قدر و قیمت ہے۔ ذرا میرا قریب آ! میں تجھ کو کس طرح زمین پر پچھاڑ کر تیرے خون سے زمین کو رنگین کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہی حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اس کو اس زور سے نیزہ مارا کہ رومی سپاہی دیکھتے ہی دیکھتے گھوڑے سے زمین پر آ گیا۔

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اس کے گھوڑے کے گرنے کے بعد اس کے ارد گرد چکر لگایا۔ پھر اپنا جھنڈا بلند کیا اور نعرہ لگانے لگے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی ہے۔ ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔

رومیوں نے جب حضرت ابوالھول رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ کس طرح انہوں نے ان کے بہادر ساتھی کو جہنم کی وادی میں پہنچا دیا ہے تو وہ غصے میں آ گئے۔ اس کے بعد ایک اور رومی مقابلے کو آیا آپ نے اس کے قریب آنے سے پہلے ہی اس زور سے نیزے کا وار کیا کہ وہ اس کے سینے سے گزرتا ہوا دوسرے جانب نکل کر پار ہو گیا۔

جب غلام کی بہادری کا یہ عالم ہے تو مالک کی جرأت و بہادری کیسی ہو گی؟

جب رومیوں نے حضرت ابوالھول کی بہادری کو دیکھا تو کہنے لگے: یہ بہادر عربوں کا غلام ہے، جب غلام کی جرأت و بہادری کا یہ عالم ہے تو ان کے مالک عربوں کی جرأت و بہادری کیسی ہو گی؟ اس کے بعد کسی رومی کو مقابلے میں آنے کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔

حضرت ابوالھول رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کوئی رومی مقابلے کو آنے کے تیار نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ خود آگے بڑھے اور رومیوں کے قلب پر حملہ کر دیا۔ اور ایک رومی کو جہنم کی وادی میں دھکیلتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوالھول دامس رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے قلب پر حملہ کیا تو ایک صف میں دس ہزار رومی سپاہی متعین تھے۔ انہوں نے اچانک حضرت دامس رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو اپنے شکنجے میں لے لیا۔ دوسری طرف غلاموں کی جماعت نے جب یہ منظر دیکھا تو انہوں نے بھی حملہ کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے باقی لشکر نے حملہ کر دیا۔

یوں دونوں فریقوں میں شدید جنگ چھڑ گئی۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ غلاموں کے اس لشکر پر خاص لطف و کرم فرمائے! یہ لوگ تو بلاء حسنہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو عینِ ہلاکت کے وقت پہنچ کر رومیوں کے چنگل سے نجات دلا دی۔ غلام جس وقت حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے تو ان کی زبانوں پر یہ کلمات جاری تھے۔

نحن عبید العباد اللہ وضربنا مثل الحریق فی سبیل اللہ ونقتل من کفر باللہ

(ہم اللہ تعالیٰ کے بندے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جلانے والی تیز آگ کی طرح لڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرے گا اس کو قتل کر دیں گے۔)

دونوں لشکروں کے مابین جنگ بندی

کہتے ہیں: جنگ اسی طرح جوبن پر تھی یہاں تک کہ سورج نصف النہار پر پہنچ کر جنگ کے نظارے کرنے لگا۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو گرمی کی شدت بڑھنے لگی تو دونوں جماعت ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئیں۔ مسلمانوں کو اس وقت اپنی کامیابی کا پکا یقین ہو چکا تھا۔ اور مشرکین کو اپنی ہلاکت و بربادی کا۔ بہت سارے لوگ ہلاک ہو چکے تھے۔ رومی فوج کے تقریب سات سو فوجی گرفتار ہوئے جب کہ ایک ہزار سے زیادہ قتل ہوئے۔

جب دونوں گروہ میدان چھوڑ کر اپنے اپنے خیموں کی طرف لوٹے تو دیکھا کہ حضرت ابوالھول دامس رضی اللہ عنہ کا کہیں کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ مسلمانوں نے ان کو بہت تلاش کیا مگر آپ کہیں نہ ملے۔

دامس کی گمشدگی اور مسلمانوں میں بیقراری

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ابوالھول شہید ہو گئے یا قید ہو گئے تو یہ ہم پر بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ہمیں کو حضرت ابوالھول کے گم ہونے کی وجہ سے مصیبت پہنچی ہے اس کی شکایت کروں گا۔ مسلمانوں کے دس سپاہی گرفتار ہوئے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو حضرت دامس رضی اللہ عنہ کی خبر لائے گا؟ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ رومیوں نے اچانک حملہ کر دیا۔، اس دفعہ رومیوں کا حملہ بہت شدید تھا۔ ایک مسلمان کے مقابلے میں دس دس، بیس بیس، یہاں تک کہ پچاس پچاس رومی ظاہر ہوئے۔ مسلمانوں کو شہید کر رہے اور بعض کو قیدی بنا رہے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد چار ہزار اور رومیوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ جنگ دوبارہ اپنے عروج کی جانب بڑھنے لگی، نیزے اور تلواریں بڑھ چڑھ کر اپنا اپنا کام کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے انہوں نے تو جہاد کا حق ہی ادا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑھ چڑھ کر رومیوں پر حملہ کرتے اور مسلمانوں کو یوں کہہ کہہ کر برانگیختہ کرتے تھے: ''اے لوگو! آخرت کے گھر کی جانب دیکھتے ہوئے موت کو یاد کرو اور جان لو کہ آج کے دن شہادت حاصل کرنا ہے۔ اور شہادت اپنے اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جانے سے بہتر ہے۔ اے لوگو! موت کی طرف موت کی طرف ایسے بڑھو جس طرح مہربان ماں اپنے بچے کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے آگے بڑھتی ہے۔ اے مسلمانو! واپسی کا خیال دل سے نکال دو۔ اگر مسلمانوں کو ہماری وجہ سے کوئی تکلیف پہنچی تو یقیناً یہ ہماری کمزوری ہوگی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکارا: اے لوگو! اپنی میان کو توڑ ڈالو اسی میں تمہاری نجات پوشیدہ ہے۔

حضرت زید بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر لشکر کا حکم سنتے ہی سب نے اپنی تلواروں کی میانون کو توڑ دیا اور رومیوں نے جس وقت ہماری طرف دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی میانون کو توڑ دیا۔ اس واقعہ کے بعد اس جنگ کے دو نام مشہور ہو گئے'' واقعہ مرج القبال'' اور'' واقعہ الحطمہ '' کیونکہ اس دن میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔

کہا جاتا ہے: جنگ کے شرارے دہکنے لگے یہاں تک کہ کسی نے کہا: جب تک تلواریں ٹوٹ نہیں جاتیں جنگ یوں ہی جاری رہے گی۔

مسلمانوں کی دعائیں اور کافروں کے کفریہ کلمات

مسلمان بارگاہِ خداوندی میں گڑگڑا کر دعائیں کرنے لگے دوسری طرف کفار، کفریہ کلمات بکنے میں مصروف تھے۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی دعائیں کیں۔ غلاموں کا لشکر اپنی جان ہتھیلیوں پر رکھ کر بڑی شدت سے برسرِ پیکار تھا۔ اس دن عربوں کا شعار'' النصر النصر'' تھا۔ اور غلام'' یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' پکار رہے تھے۔

ابوالهول دامس رضی اللہ عنہ کی واپسی

حضرت ابن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری دل میں مسلمان بھائیوں کے بارے میں بہت عجیب وغریب بے چینی پائی جانے لگی تھی۔ میں رومیوں کے لشکر میں گھس کر لڑ رہا تھا کہ اچانک رومیوں کی ایک طرف سے شور وغل کی آوازیں آنے لگیں۔ وہاں پر کچھ لوگ بے دریغ قتل وغارت گری میں مصروف تھے۔ یہ آوازیں رومی لشکر کے درمیان سے آ رہی تھی۔ اور آہ وبکا کی آوازیں اسی طرح بلند ہو رہی تھیں۔ میں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

لا إله إلا الله محمد رسول الله

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

میں نے سوچا کہ یہ آوازیں تو فرشتوں کی ہیں۔ اس لئے میں ان کی جانب بڑھا۔ جب دیکھا تو وہ حضرت ابوالہول دامس رضی اللہ عنہ کی آواز تھی۔ جو اپنی ڈھال کے سائے میں بڑی بہادری سے دشمن سے برسر پیکار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قید ہونے والے دس ساتھی بھی تھے۔

یہ لوگ برابر قتل وغارت گری کر رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ رومیوں کو ادھر ادھر منتشر کر دیا۔

کہتے ہیں میں نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کے اشعار سنے جو وہ پڑھ رہے تھے۔

يوثقني الاعداء في الحديد	وناصري وسيدي المبيد
مهلك عاد وبني ثمود	أغاثني بعونه الشديد
محمد الطاهر الرشيد	فحل عني القيد والحديد
ذاك رسول الملك المجيد	صلى عليه الناصر الحميد

میرے مددگار، سردار کی قسم! دشمن نے مجھ کو بیریوں میں جکڑ کر قید کر لیا، عاد اور بنی ثمود کو ہلاک کرنے والے کی قسم! بے شک اس نے اپنی غالب مدد سے میری تائید فرمائی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو طاہر ہیں اور ہدایت کی راہ دکھانے والے ہیں، انہوں نے مجھ کو قید اور لوہے کی بیڑیوں سے نجات دلائی، یہی رسول، بادشاہ ہیں، بزرگی والے ہیں، مدد کرنے والے ہیں، حمد کے لائق ذات کی کامل رحمت کا ان پر نزول ہو۔)

روای کا بیان ہے: مسلمانوں نے جب دیکھا کہ حضرت دامس رضی اللہ عنہ رومیوں کو تہہ تیغ کر رہے ہیں تو انہوں نے مل کر حملہ کر دیا اور رومیوں کو ادھر ادھر منتشر کر دیا۔ حضرت دامس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی خون میں اس طرح رنگے ہوئے تھے گویا کہ خون کے دریا میں غوطہ لگا کر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مسلمانوں کے پچاس سے ایک یا دو زیادہ سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا جب کہ رومیوں کے قتل ہونے والوں کی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد ان مقتولین کے علاوہ تھی جن کو حضرت دامس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کے لشکر کے درمیان میں جا کر قتل کیا تھا۔

حضرت ابوالھول رضی اللہ عنہ کی رہائی کا واقعہ

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوالھول دامس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو گھوڑے سے اترے اور آپ کا استقبال کرنا چاہا مگر حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دیتے ہوئے ایسا کرنے سے روک دیا۔ دونوں لشکر جب الگ ہوئے تو حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی کا بوسہ دیتے ہوئے پوچھا: آپ کہاں رہ گئے تھے؟

حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جب دونوں جماعتوں کا پہلا معرکہ ہوا تو رومیوں نے مل کر مجھ پر حملہ کر دیا اور میرے گھوڑے کو ہلاک کر دیا۔ جب میں گھوڑے سے نیچے گرا تو رومیوں نے جلدی سے مجھ کو گرفتار کر لیا۔ اور زنجیروں سے مجھ کو جکڑ دیا۔ اور یہی حال میرے ساتھیوں کا کیا۔ ہم لوگ زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ جب رات کی تاریکی ہر سو پھیل گئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لا بأس عليك يا دامس اعلم أن منزلتي عند الله عظيمة''

(اے دامس! تجھ پر کوئی کچھ نہیں ہے۔ یاد رکھ! اللہ کے نزدیک تیرا بڑا مقام ہے)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زنجیروں کو کھول دیا اور مجھ کو اس سے چھٹکارا دلایا۔ میرے ساتھیوں کے ساتھ بھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کی فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ابشروا بنصر الله فأنا نبيكم محمد رسول الله

(نصرت الٰہی کی خوشخبری ہو۔ میں تمہارا نبی ''محمد اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں''

اکے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

أقرئ عني ميسرة السلام وقل له جزاك الله خيرا

(میرا میسرہ کو سلام دینا اور کہنا اللہ تعالیٰ تجھ جو اچھی جزا عطا فرمائے)

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے فتح و نصرت کی دعا کی۔

ہم پر جو پہرہ دار تھے وہ سارے دن کی تھکن سے چور چور تھے اس لئے وہ سو گئے تھے۔ ان کی تلواریں ایک طرف رکھی ہوئی تھیں، ہم نے ان کی تلواریں اور ان کی ڈھالیں اٹھالیں اور ان کو وہیں ڈھیر کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی پھر ہم نے جس کو قتل کرنا تھا اس کو قتل کیا اور صحیح سلامت واپس لوٹ آئے۔ ہمارے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا۔

مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور بشارت سنی تو نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل بلند کیا اور بشیر و نذیر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پیش کرنے لگے۔

ہرقل کی رسوائی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر روم کا ایک سردار جس کا نام جارس تھا۔ جب اس نے اپنے لشکر کی ناکامی و نامرادی کو

دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا:

تمہاری کمزوری نے ہرقل بادشاہ کو رسوا کر دیا ہے۔ اب بھی اگر تم لوگوں نے پختہ عزم اور شدت کا مظاہرہ نہ کیا تو میں خود تم کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اپنے سردار کی گفتگو سن کر رومیوں نے قسمیں اٹھائیں کہ میدان جنگ چھوڑ کر وہ ہزیمت کا شکار نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ ان کی فوج کا آخری سپاہی ہلاک نہ ہو جائے۔ جب رومی فوجیوں نے یہ عہد و پیمان کر لیا تو جارس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ پہاڑوں کی بلندیوں پر مشعلیں روشن کریں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ گردونواح میں موجود شہریوں کو پکڑ پکڑ کر لائیں اور ان کو پہاڑوں پر کھڑا کر دو۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومی جو گردونواح میں آباد تھے اکٹھے ہو کر پہاڑ پر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ لیکن مسلمان اتنی بڑی تعداد کو بھی کسی خاطر میں نہ لائے۔ صبح ہوتے ہی حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی، یہ نماز ان دروں میں پہلی مرتبہ پڑھائی گئی تھی۔ اور حضرت میسرہ کا جھنڈا، یہ پہلا جھنڈا تھا جس کے زیر سایہ مسلمان ان دروں میں داخل ہوئے تھے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے خطاب

نماز سے فارغ ہو کر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے خطاب کیا: اور فرمایا:

اے لوگو! اچھی طرح ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ مصائب کے نازل ہونے کے وقت صبر واستقلال سے کام لو۔ یہی ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ کیونکہ ہم دشمنوں کی لپیٹ میں آ چکے ہیں۔ اور دشمن ہمارے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے ہی لڑیں گے۔ امیر لشکر! حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ لشکر لے کر زیادہ دور نہ جانا جب کہ اس وقت ہم لوگ ان سے سات دن کی دوری پر ہیں۔ امیر لشکر کو ہماری اس جنگ کے متعلق گمان بھی نہ ہو گا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ کا مطلب کیا ہے؟ اگر تو آپ رضی اللہ عنہ کی مراد ہم کو جنگ پر ابھارنا ہے تو یاد رکھیے کہ یہ لوگ پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے مشتاق ہیں اور اس اشتیاق میں ہمارا حال اس پیاسے شخص سے زیادہ ہے جو ٹھنڈے پانی کی طلب میں سرگرداں ہو۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ کو اطلاع

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ساتھی کو روانہ کر دینا چاہیے اور آپ کو اپنے حالات کی اطلاع دینی چاہئے۔ کیونکہ رومی لشکر کی تعداد دن بدن زیادہ ہو رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے مزید کمک آ جائے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی رائے بہت عمدہ ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ آئے ہوئے چار معاہدین میں سے ایک کو بلایا اور اس کو ہر طرح کی بھلائی سے پیش آنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا: اپنے کسی ساتھی کو لے جاؤ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اطلاع دو کہ رومیوں نے گردونواح کے دیہاتوں اور شہروں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمارے مقابلے میں لا کھڑا کیا ہے۔ اور مزید جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ بھی بتا دینا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معاہد نے ایک مسلمان ساتھی کو ہمراہ لیا اور روانہ ہو گیا۔ مسلسل سفر کرتے کرتے جب حلب شہر میں مسلمانوں کے پاس دونوں کے پاس دونوں کے جسم تھکن سے چور چور ہو چکے تھے۔ وہاں پہنچے ہی گر پڑے۔ ان کے چہروں پر پانی چھڑکا گیا تب ان ہو ذرا ہوش آیا۔ جب ان کے ہوش و حواس بحال ہوئے تو ان سے پوچھا گیا۔ تم کو کیا ہوا ہے؟ کیا اسلامی لشکر ہلاکت کا شکار ہو گیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ بلکہ رومیوں نے ہر طرف سے اس لشکر کو گھیر لیا ہے۔ اس نے دونوں نے مسلمانوں کو جنگ کی ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں نے اپنی میانیں توڑ دی ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ ابوالھول کس طرح گرفتار ہوئے اور کس طرح رہا ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی بے قراری

امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب ان دونوں کی باتیں سنیں تو بے قرار ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں پہنچے۔ وہ اپنی ذرہ کو درست کر رہے تھے۔ امیر لشکر کو اپنے خیمے میں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: اے امیر لشکر! خیر تو ہے؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ تھاما اور ان دونوں افراد کے پاس لائے اور ان کو فرمایا: جو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ سب کچھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتاؤ۔

انہوں نے دروں میں اسلامی لشکر کی ساری صورتحال سے آپ کو آگاہ کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہے۔ ہم کبھی رسوا نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام تعریفوں کے لائق ہے اس نے ہم کو ہر قسم کی مشکلات پر صبر سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا" (آل عمران: ۲۰۰)

(اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو، اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو)

اور فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِینَ" (البقرہ: ۱۵۳)

(بے شک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے)

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے ذرا بھر بھی بخل سے کام نہیں لوں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم سے نجات عطا فرما دے۔ اور مجھ شہادت حاصل کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرما دے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جلدی سے خیمے میں گئے اور جنگی لباس پہنا، برکت والی ٹوپی سر پر سجائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں کے درمیان آ کھڑے ہوئے۔

اہل اسلام کا سیدنا خالد بن ولید کی قیادت میں حضرت میسرہ کی امداد کو جانا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جوق در جوق اکٹھا ہونا شروع ہو گئے۔ اگر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کو اگر نہ روکتے تو سارے ہی دروں کی طرف چل پڑتے۔

امیر لشکر اسلامی رضی اللہ عنہ نے تین ہزار شہسواروں کو منتخب کر کے ان کو روانہ کر دیا۔ اور ان کے پیچھے مزید دو ہزار لشکر روانہ کر دیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے احمد بن ہشام نے بیان کیا۔ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کے لئے نکلے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے دعا کی:

اللهم اجعل لنا إليهم سبيلا واطولنا البعيد ويسر لنا كل صعب شديد

(اے اللہ! ہمارے بھائیوں کی طرف جانے والا راستہ آسان فرمادے مسافت کی دوری کو لپیٹ دے اور ہر قسم کی مشکلات کو آسان فرمادے)

اور آپ رضی اللہ عنہ دروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ رومیوں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا تھا اور ہر روز شدید ترین جنگ ہوتی۔ صبح ہوتے ہی جنگ شروع ہو جاتی اور سورج کے غروب ہونے تک جنگ جاری رہتی۔ پھر دونوں لشکر پیچھے ہٹ جاتے۔ آئے دن رومیوں کے تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مسلمان مسلسل جنگ کی وجہ سے اب تھک چکے تھے۔ اور کئی ساتھی زخمی بھی ہو چکے تھے۔ لیکن مسلمانوں میں کمزوری نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ مسلمان ایسی قوم تھی گویا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کی موت ان دے دور پردے کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن راشد زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو خبر دی کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دروں میں داخل ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سجدہ میں سر رکھ کر بڑا لمبا سجدہ کیا اور دعا کی:

''اللهم إني أسألك بمن جعلت اسمه مع اسمك وعرفت فضله لانبيائك ورسلك إلا طويت لهم البعيد وسهلت لهم كل صعب شديد والحقتهم باصحابهم يا قريب يا مجيب''

(اے اللہ! میں تجھ سے اس ہستی کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جس کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا اور جس کی فضلت وبزرگی سے انبیاء ورسل کو متعارف کرایا کہ ان کے لئے مسافت کی دوری کو لپیٹ کر مختصر کر دے۔ اور پہنچے والی ہر قسم کی تکلیفیں ان کے لئے آسان فرمادے۔ اے قریب!، اے دعاؤں کو قبول کرنے والے! ان کو ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دے۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا انتظار

فرماتے ہیں: حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ ولید انصاری فرماتے ہیں: حضرت ثابت بن عجلان بن عامر انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مرج القبائل کے واقعہ میں، میں بھی حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ جس دن مسلمانوں کے میانوں کو توڑ ڈالا تھا اور جس دن رومی گردونواح سے لوگوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کے سامنے لائے گئے۔ صبح ہوتے ہی ہماری جنگ شروع ہو جاتی اور شام کے وقت ہی ہم کو آرام کرنے کا وقت میسر آتا تھا۔ حضرت عامر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنگ روزانہ اسی طرح جاری تھی۔ پھر ایک دن اچانک رومی سردار میدان میں آیا۔ اس نے دو زرہیں ایک دوسرے کے اوپر نیچے پہن رکھی تھیں۔ لوہے کے بنے ہوئے بازو بند پہنے ہوئے سر پر ایک خود لگا رکھا تھا جس سے چمک پیدا ہو رہی تھی۔ جواہرات سے بنا ہوا صلیب کا ایک نشان لگا رکھا تھا۔ ہاتھ میں اونٹ کے پاؤں کی طرح لوہے کا عمود پکڑے ہوئے دونوں صفوں کے مابین چکر لگانے لگا۔ اور اپنا مقابل طلب کرنے لگا۔ یہ سردار رومیوں کی تین صفوں پر متعین سرداروں میں سے تھا۔ اس نے نہ سمجھ آنے والی رومی زبان میں کچھ بڑبڑایا۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے ترجمان میں سے ایک کو بلایا اور پوچھا کہ بتاؤ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

ترجمان نے بتایا: یہ کہتا ہے کہ وہ بہادر شہسوار ہے اور تمہارے کسی بہادر شخص کو مقابلے کے لئے طلب کرتا ہے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ نخعی قبیلے کا ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے بھی رومیوں کی طرح زرہ پہن رکھی تھی اور کپڑے بھی انہی کے کپڑوں جیسے زیب تن کر رکھے تھے۔ مسلمانوں نے خیال کیا کوئی نصرانی ہے جس نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا ہے۔ جب یہ مجاہد سردار کے پاس پہنچا تو سردار نے رومی زبان میں بات کی اور خیال کیا کہ وہ بھی اس کی بات کو سمجھ رہے ہوں۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ اس کی کسی بات کو سمجھ نہیں پا رہے۔ تو سردار نے حملہ کر دیا۔ اور بڑی زور سے عمود سے وار کیا۔ نخعی نے اپنی زرہ پر عمود کا وار روکنے کی کوشش کی۔ اس سے یہ مسلم شہسوار بچ تو گیا مگر وہ عمود گھوڑے کے سر پر لگا جس سے گھوڑا ابد کا اور وہ نیچے گر گئے۔ اب نخعی مجاہد پیدل ہو گئے۔ دوسری طرف حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے نخعی بھائی واپس آجا۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ نخعی نوجوان واپس لوٹا تو رومی نے تعاقب کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا۔ آپ چونکہ پیدل تھے اور وہ سردار گھوڑے پر سوار تھا۔ اس لئے سردار کی پوری کوشش کی کہ کسی طرح ان تک پہنچ کر ان کو قتل کر دے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہ جو ایک طرف کھڑے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے چلا کر رومی سردار کو ڈانٹا جس سے وہ دہشت زدہ ہو گیا اور اس نخعی نوجوان کا تعاقب چھوڑ دیا اور اسطرح نخعی نوجوان واپس مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔

حضرت ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کا حملہ اور رومی سردار کی ہلاکت

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے اس رومی سردار پر حملہ کر دیا اور اس سردار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ پر جوابی حملہ کر دیا۔ دونوں کے مابین کافی دیر تک جنگ جاری رہی۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ جب بھی حملہ کرتے تو اس کو کوئی بھی نقصان نہ ہوتا کیونکہ اس نے خود کو زرہوں اور بازو بند میں چھپا رکھا تھا۔ جب کہ سردار عمود سے وار کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال پر اس کو روک لیتے تھے۔ بھاری عمود اٹھانے کی وجہ سے سردار کافی تھک چکا گیا تھا لیکن وہ بدستور لڑائی جاری رکھے ہوئے تھا اس سے پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔

دونوں کے مابین لڑائی تھی جو ختم ہونے کا نام بھی نہیں لے رہی تھی۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے سردار کو داڑھی کے نیچے تلوار کا ایک ایسا وار کیا جس سے اس کی گردن اڑا کر رکھ دی۔

سردار کا سرتن سے جدا ہو کر ایک طرف جا گرا۔ اس کا گھوڑا رومی لشکر کی طرف بھاگنا ہی چاہتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا۔ رومی سردار کا اسلحہ اتارا اور مسلمانوں کی طرف واپس آ گئے۔ سردار کی ہلاکت سے رومیوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی کیوں کہ ہرقل کے ہاں اس رومی سردار کی بہت بڑی عزت تھی۔ اور ہرقل اس کو قابل فخر سمجھتا تھا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد ایک اور سردار میدان میں آیا اور کہنے لگا: یہ بادشاہ ہرقل کا بہت قریبی ساتھی تھا۔ جس کو تم نے ہلاک کر دیا۔ اب اس کے قاتل کو باہر نکالو۔ کیونکہ انتقام لینا یہ بہت ضروری ہو گیا ہے۔ اس کو باہر نکالو یا تو میں اس کو قتل کر کے بدلہ لے لوں یا ہرقل بادشاہ کے دربار میں اس کو روانہ کر دوں پھر وہ جو چاہے اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ وہ مقتول سردار کے سر کے پاس گیا اور زار و قطار رونے لگا اور فصیح عربی زبان میں کہنے لگا: اے عربو! تم لوگوں نے ظلم و بغاوت کی انتہا کرتے ہوئے اس کو ہلاک کر دیا۔ اس سردار کے قاتل کو میرے سامنے لاؤ تا کہ اس کے خون سے انتقام کی پیاس بجھا لوں۔ حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رومی کی للکار سن کر فوراً نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو روک دیا کیونکہ وہ پہلے ہی تھک چکے تھے۔ اس لئے فرمایا کہ کچھ آرام کر لیں۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ خود ہی میدان جنگ میں آنے کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

اے امیر! اس نے مقابلے کے لئے مجھ کو بلایا ہے جب کہ مقابلے کے آپ جا رہے ہیں۔ اس طرح تو میں کمزور سمجھا جاؤں گا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! تمہاری کمزور کو ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ تم کو آرام دینے کی غرض سے منع کیا ہے۔ میں تم کو شفقت کی بنا پر روک رہا ہوں تا کہ تم آرام کر سکو۔

سیدنا ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ دنیا کی تھکاوٹ کو دور کرنے کی غرض سے شفقت فرما رہے ہیں لیکن دوزخ کی آگ کی تپش سے مجھ پر شفقت نہیں فرماتے۔ اس زندگی کی قسم! جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاری ہے۔ میری علاوہ کوئی اس کے مقابلے میں میدان میں نہیں جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ مقتول سردار کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور میدان جنگ میں جا کھڑے ہوئے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلحہ بھی تبدیل نہیں کیا تھا وہی تلوار اور ڈھال آپ کے پاس تھی۔ اور مقابلے میں جا پہنچے۔

رومی سردار نے جب اپنے ساتھی سردار کا گھوڑا دیکھا تو پہچان لیا کہ یہی ہمارے سردار کا قاتل ہے۔ اس لئے بغیر کسی تاخیر کے اس نے حملہ کر دیا۔ دوسری طرف حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا۔ سردار کا حملہ اس طرح شدید تھا جس طرح بلندی سے گرنے والا پہاڑ ہوتا ہے۔

پلک جھپکتے ہی وہ سردار آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کو گھوڑے کی زین سے جدا کر کے گرفتار کر لیا۔ گرفتار کرنے کے بعد وہ سردار آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کے پاس لے گیا اور کہا: لوہے کی بیڑیوں میں اس کو جکڑ دو اور پیغام رسانی کے لئے استعمال

ہونے والے گھوڑے پر سوار کرا کر اس کو ہرقل بادشاہ کی خدمت میں لے جاؤ۔

امیر لشکر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کا میدان جنگ میں جانا

روای کا کہنا ہے: رومیوں کے سردار نے جو حکم دیا اس کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ کے پاس لے جایا گیا۔ رومی سردار دوبارہ میدان جنگ میں آیا اور اپنی کارگزاری پر فخر کرنا شروع کر دیا۔ تین مسلمانوں نے اس کی طرف جانے کا عزم ظاہر کیا مگر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کو جانے سے روک دیا اور فرمایا:

اس لعین کے مقابل میرے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ اس کے بعد حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنا جھنڈا ان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: جھنڈا لے لو اور اسلامی لشکر کی حفاظت کرو تاکہ میں رومی سردار کے مقابلے کے جا سکوں۔ اگر واپس لوٹ آیا تو بہتر، اور اگر میں شہید ہو گیا تو میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں نکلے۔ آپ کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

قد علم المهيمن الجبار بأن قلبي قد كوى بالنار

على الفتى القائم بالاسحار سيعلم العلج اخو الاشرار

أني منه آخذ بالثار

(اللہ تعالیٰ جبار نے جان لیا ہ کہ آگ سے میرا دل داغ دیا گیا ہے۔ اس نوجوان پر جلد ہی بات قائم ہو جائے گی۔ رومی سردار اپنے شریر بھائیوں سمیت جلد ہی جان جائے گا کہ عالم آخرت کس کے لئے ہے اور میرا معبود بدلہ لینے والا ہے)

فرماتے ہیں: دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور دونوں حریف گھوڑے دوڑانے لگے، کبھی ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے اور کبھی دور ہو جاتے۔ یہ معاملہ کافی نازک ہوتا چلا گیا۔ گھوڑوں کے دوڑنے کے سبب اڑنے والی گرد و غبار میں کبھی تو ایک دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے اور کبھی دیکھائی دینے لگتے۔ پھر دونوں آمنے سامنے ہوئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ رومی سردار نے کہا: تمہارے دین کی قسم! تمہارے پیچھے کوئی دکھائی دینے والا نشان کیسا ہے؟

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی بلکہ فرمایا:

''وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ'' (ابراہیم:۲۰)

(اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں)

رومی سردار نے پھر کہا: مجھ کو اپنے دین کی قسم! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ یہ جھوٹی قسم کھا رہا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اور یہ سوچتے ہوئے کہ شائد اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نزول ہو گیا ہے۔ پیچھے کی طرف توجہ کی تاکہ اس لعین سردار کی بات کی تحقیق کر لیں۔ اس نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ار آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنا چاہا۔

اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا: واقعی وہ نشان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کا نشان تھا۔ جو آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے لشکر کے پاس پہنچے تو مسلمانوں نے یک زبان ہو کر "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ نعرہ تکبیر کی ہیبت تھی کہ رومی سردار کے ہاتھ کی گرفت کمزور ہو گئی اور وہ بھی اس جانب متوجہ ہوا تا کہ معلوم کر سکے کہ اسلامی لشکر کی کیا صورت حال ہے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے رومی سردار کے ہاتھ کو مضبوطی سے قابو میں کر کے اس کو اٹھا کر نیچے دے مارنے کی کوشش کی، لیکن چونکہ وہ زین کے ساتھ ہی گھوڑے پر بندھا ہوا تھا۔ اس لئے اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف کھینچا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بار بار کوشش کرنے باوجود جب آپ ناکام رہے تو سردار نے تلوار کو تھاما اور آپ پر وار کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا وار اس انداز میں روکا کہ اسی کے بازو پہ اس زور سے تلوار لگی کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ سردار کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ آہ و بکا کرتا ہوا اپنے لشکر کی جانب بھاگ نکلا۔ اس کے غلاموں نے بڑھ کر اس کو سہارا دیا اور خیمے میں لے جا کر زخموں پر لوہا گرم کر کے داغا تا کہ خون نہ بہے۔ سردار جب فرار ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید، حضرت میسرہ رضی اللہ عنہما سے ملے اور ایک دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے ہونے والی جنگ کے واقعات بتانا شروع کئے اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا سنا تو بے غمزدہ ہوئے اور ان کی رہائی کے لئے دعا کی اور فرمایا:

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے۔ خدا کی قسم ! خالد ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ یا یہ کہ ان شاء اللہ عبداللہ کو خلاص دی دے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باقی دن اسی طرح قیام کیا۔ دوسرے دن کی صبح ہوتے ہی رومی لشکر کا ایک پادری آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور اس نے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کر دیا اور فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ہماری قوم کا سردار آپ لوگوں سے صلح کی درخواست کی۔ اور کہا وہ تمہارے قیدی کو رہا بھی کر دے گا اور جتنا بھی مال وزر چاہئے۔ تم کو دے دے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان علاقوں کو چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں تمہاری شرط منظور ہے۔ رہا ہمارے ساتھی کا معاملہ جو تمہاری قید میں ہے۔ تو اس کو تم نے رہا نہ کیا تو ہم زبردستی اس کو رہا کروا لیں گے۔

اس نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے امیر ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں میں ہی اس لشکر کا امیر ہوں۔

پادری نے کہا: آج کے دن اور رات کے لئے لڑائی کو موخر کر دیں تا ہم ہم آپس میں مزید صلاح مشورہ کر لیں اور ہمارے سردار کے ہاتھ کی تکلیف بھی دور ہو جائے پھر آپ جو چاہیں گے وہی ہم کریں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے تمہاری یہ شرط بھی منظور ہے۔ اس کے بعد پادری واپس چلا گیا۔

اس کے بعد میدان جنگ کی آگ کچھ ٹھنڈی ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اسلامی لشکر اسی طرح رومیوں کے سامنے کھڑا رہا۔

دوسری طرف رومی سپاہیوں نے رات ہوتے ہی خوب روشنی کی اور رات کے پہلے حصے میں ہی اپنا ساز وسامان اٹھا کر اپنے علاقوں کی طرف بھاگ نکلے۔ صبح ہوئی تو مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنے مدمقابل کا انتظار کرنے لگے لیکن جب کوئی جواب نہ آیا تو پتہ چلا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ چکے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی بات کا بہت افسوس ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے تعاقب اارادہ کیا لیکن حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو روک دیا اور کہا: روم کے یہ شہر نہایت تند و تیز پہاڑوں میں واقع ہیں۔ اب ہمارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس واپس حلب چلے جائیں۔

مرج القبائل کی فتح اور مسلمانوں کی حلب واپسی

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رومیوں کے جو مال واسباب چھوڑ تھا مسلمانوں نے اس کو اکٹھا کیا اور فاتحین کی خوشی سے واپس روانہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا بے حد افسوس تھا۔ مسلمانوں کا یہ لشکر حلب پہنچا، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کا استقبال کیا اور ان کے صحیح وسلامتی کے ساتھ واپس آنے پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے جنگی حالات سنانے شروع کئے اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا بھی بتایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا سنا تو بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ اور دعا کی:

"اللھم اجعل لہ من أمرہ فرجا ومخرجا"

(اے اللہ! حضرت عبداللہ کے لئے کشادگی اور ان کی رہائی کا سبب بنادے)

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کی خبر دی اور وہاں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والا واقعات سے آگاہ کیا۔ اور خط لکھ دیا۔

ہرقل کے نام امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط

امیر المومنین رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس خط پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی سلامتی کی خبر سن کر بہت خوشی کا اظہار کیا لیکن جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا علم ہوا تو بہت رنج وغم کا اظہار کیا کیونکہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت پیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ہرقل کے نام حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی رہائی کا خط لکھوں۔ اگر میری بات مان گیا تو بہتر ورنہ اسلامی لشکر اس کی طرف روانہ کروں گا پھر مجبوراً اس کو حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو رہا کرنا ہی پڑے گا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ہرقل کے نام خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا وصلی اللہ علی نبیہ محمد المؤید

من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين

أما بعد فإذا وصل اليك كتابى هذا فابعث الى بالاسير الذى عندك وهو عبد الله بن حذافة فإن فعلت ذلك رجوت لك الهداية وإن أبيت بعثت اليك رجالا وأى رجال رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله والسلام على من أتبع الهدى

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کی نہ بیوی ہے اور نہ اس کی اولاد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب امیر المومنی کی طرف سے۔

ازیں بعد جب میرا یہ خط آپ تک پہنچے تو ہمارا وہ ساتھی جو اس وقت تیری قید میں ہے یعنی حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اس کو فورا! رہا کر کے میرے پاس بھیج دے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو مجھ کو تیری طرف سے ہدایت کی امید ہوگی اور اگر تو نے ہمارے بھائی کو رہا کرنے سے انکار کر دیا تو میں ایسے افراد پر مشتمل لشکر تیرے طرف بھیجوں گا جن تجارت اور خرید وفروخت بھی اللہ تعالیٰ سے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرتا ہے اور انجام سے ڈرتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خط لپیٹا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اس کو ہرقل بادشاہ کے پاس پہنچا دیں۔

جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے خط لانے والے سے پوچھا:

یہ خط کس کی طرف سے ہے؟

خط لانے والے نے جواب دیا: عرب کے امیر، امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔

ہرقل نے جب خط پڑھا تو اس کو پتہ چلا کہ یہ خط امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے آیا ہے۔

اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ہرقل سے گفتگو

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بادشاہ کے بلانے پر جب میں اس کے دربار میں گیا تو تاج اس نے سر پر سجایا ہوا تھا اور مختلف ریاستوں کے سردار اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: میں اندر داخل ہوا اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا

بادشاہ نے پوچھا: کون ہو؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قبیلہ قریش سے ایک مسلمان ہوں۔

ہرقل نے کہا: کیا تم اپنے نبی کے اہل خانہ سے ہو؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ کے چچا زاد بھائیوں کے اہل خانہ سے ہوں۔

ہرقل نے کہا: اگر ہمارا دین قبول کرلو تو میں ان سرداروں میں سے کسی سردار کی بیٹی سے تمہاری شادی کردوں گا۔ اور تم ہو اپنے خاص ساتھیوں میں شمار کروں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ مجھ کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

ہرقل نے کہا: اگر ہمارا دین قبول کرلو تو تم کو اتنا مال دوں گا، اتنے غلام، اتنی لونڈیاں دوں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہرقل نے یہ کہنے کے بعد جواہرات سے بھرا ہوا ایک تھیلا منگوایا اور میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ہمارے دین کی اتباع کرلو تو یہ سب کچھ تمہارا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اگر تم اپنے اور اپنے ماتحت سارے ممالک کی بادشاہی اور اپنی ملکیت کی تمام چیزیں بھی مجھ کو دے دو تو بھی میں تمہارا دین قبول نہیں کرسکتا۔

ہرقل نے کہا: اگر اب بھی تو نے میرا دین قبول نہ کیا تو میں تم کو بری طرح قتل کردوں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پھر بھی ایسا نہیں کروں گا۔ اگر تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردو اور آگ میں جلادو پھر بھی میں اپنے دین سے نہیں پھروں گا۔ اب جو کرنا ہے کرلے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے طرف سے منہ توڑ جواب سن کر بادشاہ کو غصہ آگیا۔

ہرقل نے کہا: اگر اس صلیب کے سامنے سربسجود ہوجا تب بھی میں تم کو چھوڑ دوں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد ہرقل بادشاہ نے کہا: خنزیر کا گوشت کھا۔ تب بھی تجھ کو رہا کردوں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔

ہرقل نے کا: شراب کا ایک گھونٹ ہی پی لے تب بھی تجھ کو رہا کردوں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! میں کبھی نہیں پی سکتا۔

بادشاہ آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا: مجھ کو اپنے دین کی قسم! میں زبردستی تجھ کو خنزیر کا گوشت کھلاؤں گا اور شراب بھی پلاؤں گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس نے مجھ کو ایک کمرے میں بند کردیا اور میرے سامنے خنزیر کا گوشت اور شراب رکھوا کر کہا۔ بھوک پیاس کی وجہ سے جب مجبور ہوجاؤ تب کھا پی لینا۔

بادشاہ نے یہ کہتے ہی کمرے کے دروازے کو بند کردیا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عامر بن سہل رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت یوسف بن عمران سے روایت ہے انہوں نے حضرت سفیان بن خالد سے اور انہوں نے باوثوق افراد سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہرقل بادشاہ جب

انطاکیہ کی شکست کے بعد مر گیا تھا کیونکہ مسلمانوں کا رعب و دبدبہ اس کے دل میں اس قدر گھر کر گیا تھا کہ ہرقل روز بروز کمزور ہوتا گیا اور اسی خوف سے مر گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر مرا تھا۔ اور جس بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی والا معاملہ کیا تھا۔ وہ اس ہرقل کا بیٹا نسطیوس تھا۔ لوگوں نے اس کو بھی ہرقل کے لقب سے مشہور کر دیا تھا۔

جب چار دن قید میں رہتے ہوئے گزر گئے تو بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور دربانوں سے حضرت عبداللہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا: اس نے تو کوئی چیز کھائی ہے نہ پی ہے۔ گوشت اور شراب اسی طرح پڑے ہیں۔ اور قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک وزیر نے بادشاہ سے کہا:

اے بادشاہ سلامت! معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی قوم کا کوئی شریف آدمی ہے جو کسی صورت میں بھی ذلت گوارا نہیں کرتا۔ آپ اس کے ساتھ وہی سلوک کریں جو ہمارے قیدیوں کے ساتھ مسلمان کرتے ہیں۔ جب وزیر کی گفتگو سنی تو بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا۔

گوشت سے ساتھ آپ نے کیا کیا؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ایسے ہی پڑا ہے جس رکھا گیا تھا۔

بادشاہ نے پوچھا: گوشت کھانے سے تجھ کو کس چیز نے منع کیا ہے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوف نے۔ جب کہ تین دن کی بھوک پیاس کی حالت گزارنے کے بعد خنزیر کا گوشت کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ مگر میں نے صرف اس لئے نہیں کھایا کہ اس سے کہیں کفار خوش نہ ہو جائیں اور مجھ کو میرے ایمان کی کمزوری کا طعنہ نہ دیں۔ اس لئے میں نے گوشت نہیں کھایا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رہائی

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد بادشاہ نے دوبارہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا۔ اور نہ جانے اس پر خط کا کیا اثر ہوا کہ اس نے بہت سا مال، کپڑے میرے اور نہایت عمدہ اور قیمتی موتی لؤلؤ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر میرے حوالے کر دیئے۔

اس کے بعد چند شہسواروں کو میرے ساتھ کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ دروں سے باہر تک مجھ کو پہنچا آئیں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ رہائی کے بعد سیدھے حلب شہر مسلمانوں کے پاس پہنچے۔ جب مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ملاقات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ دربار خلافت میں

جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو سلامتی کے ساتھ واپس آنے پر مبارک باد دی۔

قیمتی موتی تحفہ اور تاجروں کا مشورہ

سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے ہرقل کے ساتھ ہونے تمام روئیداد سے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا اور بادشاہ کی طرف جو بطور تحفہ موتی آپ کو دیا گیا تھا وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے موتی لیا اور تاجروں کو بلا کر پوچھا اس کی قیمت کا اندازہ لگاؤ۔ اور بتاؤ کہ کون ہے جو اس کو خریدے گا؟

تاجروں نے کہا: امیر المومنین رضی اللہ عنہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے برکت دے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کو کیوں فروخت کرتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں نے یہ موتی میرے لئے حلال جان لیا ہے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس وقت اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز کے علاقے میں موجود ہیں۔ ارو جو ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں اور باپوں کی پشتوں میں ہیں۔؟ میں مہاجرین وانصار کو کیا جواب دوں گا؟

عمر اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ قیامت کے دن تمام کے مطالبات کا جواب دے سکے۔

اس کے بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے وہ موتی فروخت کر دیا اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن بیت المال میں جمع کر دی۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے حضرت عمر بن سالم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن غانم از حضرت ابوبکر بن عمر از حضرت عداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ تمام نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب انطاکیہ فتح کرلیا اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کا لشکر بھی واپس آگیا جس طرح کہ ابھی ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پانچ ہزار فوج کو لے کر قیساریہ کی طرف تشریف لے گئے تھے ان کے لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عمرو بن ربیعہ، حضرت بلال بن حمامہ اور حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

شام کے ساحل کے ساتھ قیساریہ کی فتح کا بیان

قیساریہ کی سردی

حضرت سبیع بن ضمرہ حرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا جب آپ رضی اللہ عنہ قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم ملک شام کی ایک بستی میں داخل ہوئے۔ اس بستی میں بہت سخت سردی تھی۔ ہم لوگوں نے جگہ جگہ انگوروں کی بیلیں دیکھیں۔

فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ گاؤں کے ایک گھر میں انگور کی ایک بیل لگی تھی اور اس پر بڑے بڑے انگوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس سے انگور توڑے اور کھانے شروع کر دیئے۔ انگور کھاتے ہی ہم کو بہت زیادہ سردی لگنے لگی۔

فرماتے ہیں: میں نے کہا: اس گاؤں والوں کا ناس ہو، یہ کیسی جگہ ہے؟ کہ ان کا علاقہ بھی سرد، انگور بھی سرد، پانی بھی ٹھنڈا۔

فرماتے ہیں علاقے میں اس شدت کی سردی تھی کہ مجھ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔

مسلمانوں کو دھوکے سے شراب پلانا اور شراب کی حد جاری ہونا

حضرت سبیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسی دوران اس علاقے کا ایک رہائشی میرے قریب سے گزرا۔ اس نے میری حالت کو دیکھا تو کہنے لگا: اے عربی بھائی! انگور کھانے کی وجہ سے اگر سردی زیادہ لگ رہی ہے تو یہ پانی پی لو گے تو اس کے بعد سردی نہیں لگے۔ فرماتے ہیں: اس کے بعد اس نے مٹکے کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں پانی ہے، جب کہ اس میں پانی نہیں بلکہ شراب تھی۔ اور ہم کو معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے؟ پس میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے شراب پی لی۔ شراب پینے کے بعد ہم لوگوں پر جب اس کا نشہ طاری ہوا تو ہمارے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور نہ معلوم ہمارے منہ سے کیسے کیسے الفاظ نکلنے لگے۔

جب ہماری اس حالت کی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور ہماری اس حرکت سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خط کے جواب میں لکھا کہ ان پر حد جاری کی جائے جیسا کہ حد جاری کرنے کا حکم ہے۔ اور ساتھ لکھا کہ حد جاری کرتے وقت کسی ملامت کرنے والے کی مومت کو خاطر میں نہ لانا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو بلایا اور شراب کی حد جاری فرماتے ہوئے کوڑے لگوائے۔

شراب کی طرف رہنمائی کرنے والی رومی کی شامت

حضرت سبیع بن ضمرہ حرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مجھ کو کوڑے لگے تو اس کی بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے دل میں کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! شراب پینے کا سبب بننے والے کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کو ضرور قتل کر دوں گا۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے ہم لوگوں نے شراب پی اور اب کوڑوں کی سزا بھگتنا پڑی۔ فرماتے ہیں: میں نے تلوار اٹھائی اور اس شخص کی تلاش میں گاؤں کی گلیوں میں داخل ہو گیا۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی تو میں اس کے قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا اس نے میری نیت کو بھانپ لیا اور اس کو جان کے لالے پڑ گئے وہ جان بچانے کے بھاگنے لگا اور کہنے لگا: اس میں میرا کا قصور ہے؟

فرماتے ہیں: میں نے کہا: تو نے ہی شراب پینے کی طرف ہماری رہنمائی کی تھی جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنی اور اس کی وجہ ہم کو سزا دی گئی۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! مجھ کو کوئی علم نہیں تھا کہ شراب تم پر حرام ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا کہ کس طرح اس شخص کو قتل کرنے کے لئے بھاگ رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا۔

اے سبیع! اس شخص کو قتل نہ کرنا کیونکہ یہ ذمی ہے اور ذمی کو قتل کرنا ناجائز ہے۔

حضرت سبیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر کا حکم سنتے ہی میں اس کے قتل کرنے سے رک گیا۔ اس طرح اس شخص کی خلاصی ہوئی۔ اس کے بعد وہی شخص میرے پاس انجیر، اخروٹ اور میوے لایا اور کہا: یہ چیزیں کھاؤ تو سردی سے بچ جاؤ گے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے وہ چیزیں کھائیں تو وہ نہ صرف مزیدار تھیں بلکہ مفید بھی تھیں۔ میں نے اس سے کہا: اے بدبخت! پہلے ہی یہی چیزیں لا دیتا تو کم از کم ہمیں کوڑوں سے سزا تو بچ جاتا۔

نخل نامی وادی میں مسلمانوں کا پڑاؤ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس گاؤں سے کوچ کرنے کا حکم دیا اور ایک جگہ پڑاؤ کیا جس کا نام نخل بتایا جاتا ہے۔ ہرقل کے بیٹے قسطنطین کو اسلامی لشکر کے متعلق اطلاع مل گئی تھی۔ اس سے پہلے اس کے باپ کا شکست خوردہ لشکر بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

قسطنطین کا لشکر مجموعی طور پر اسی ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ قسطنطین نے ایک نصرانی جاسوس کو بلا کر کہا: عربوں کے لشکر میں جاؤ اور ان کے متعلق معلومات اکٹھی کرو۔ وہ شخص مسلمانوں کے پاس آیا۔ یمن کے کچھ لوگوں آگ جلا رکھی تھی۔ اور وہ آگ کے اردگرد بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے۔ وہ جاسوس بھی قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان کی باتوں کو سننے لگا۔ جب اس نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو اپنے ہی دامن میں الجھ کر گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان پر سچ جاری کر دیا کیونکہ جب وہ گرا تو اس کی زبان سے نکلا "باسم صلیب"

یمن کے باشندوں نے اس کے منہ سے یہ کلمہ سنا تو جان گئے کہ یہ نصرانی عرب ہے۔ جو جاسوسی کے لئے یہاں بیٹھا تھا۔

اس لئے وہ جلدی سے کھڑے ہوئے اور اس جاسوس کو گرفتار کرلیا۔ اور وہیں اس کا کام تمام کردیا۔

لشکر میں اچانک چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہ آوازیں سن کر فرمانے لگے:

یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟

بتایا گیا کہ یمنی لوگوں نے ایک جاسوس کو پکڑ کر قتل کردیا ہے۔ اور یہ آوازیں بھی وہیں سے آرہی ہیں۔

یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور ان کو بلا کر فرمایا:

کس چیز نے تم کو جاسوس کے قتل پر ابھارا تھا؟ کیا اس کو گرفتار کر کے میرے پاس نہیں لا سکتے تھے۔ تاکہ ہم اس سے رومیوں کے متعلق کوئی خبر معلوم کرسکتے کہ رومیوں نے ہمارے مقابلے میں کتنی فوج اکٹھی کررکھی ہے اور اس کے علاوہ ہوسکتا تھا کہ وہ مسلمان ہوجاتا اور ہماری طرف سے ہی جاسوسی کرنے لگتا۔ دلوں کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جس کو چاہے جس طرح چاہے تبدیل کردے۔

اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پورے لشکر میں اعلان کروادیا کہ کوئی بھی اجنبی شخص یا جاسوس دکھائی دے تو اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

قسطنطین کو جب جاسوس کی واپس کی کوئی خبر نہ ملی تو اس کو معلوم ہوگیا کہ جاسوس کو قتل کردیا گیا ہے اس لئے اس نے ایک اور جاسوس بلایا اور اس کو مسلمانوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کے متعلق کوئی خبر لائے۔ دوسرا جاسوس ادھر ادھر پھرتا رہا اور معلومات اکٹھی کرتا رہا اس کے بعد اس نے جاکر قسطنطین کو بتایا کہ اسلامی لشکر پانچ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور یہ بھی بتایا کہ ہر سپاہی پچھاڑ دینے والے یا اچک لینے والے باز کی طرح ہے اور بتایا کہ وہ لوگ موت غنیمت اور زندگی کو دھوکہ سمجھتے ہیں۔

جاسوس کی باتیں جب قسطنطین نے سنیں تو کہا: مسیح وقربان کی قسم! میں عربوں کے ساتھ ہر صورت جنگ کروں گا یا تو میں ان کو ہلاک کرا اپنی مراد کو پالوں گا یا خود ہلاکت کا شکار ہوکر صبر کروں گا۔

اس کے بعد قسطنطین نے اپنا لشکر ترتیب دیا دس ہزار بہادر سپاہیوں پر مشتمل ایک فوجی دستے کی ایک یونٹ بنائی۔ اور ''بکلاکون'' سردار کو اس کا امیر مقرر کیا۔

لشکر کے تیار کئے جانے بعد سردار سے کہا: ہمارے طرف سے سب سے پہلے تم اپنے زیر فرمان لشکر کو لے کر جاؤ اور عربوں سے مقابلہ کرو۔ قسطنطین نے پھر ایک اور صلیب تیار کر کے دمشق کے والی جرجیس بن باکور کو بلایا اور صلیب اس کے حوالے کر کے دس ہزار کا لشکر اس کے زیر فرمان دے کر کہا کہ یہ لشکر لے جاؤ اور اپنے ساتھی بکلاکون کے پیچھے جاؤ۔ جرجیس نے اپنا لشکر لیا اور بکلاکون کے پیچھے پیچھے ہولیا۔

جب دوسرا دن آیا تو قسطنطین نے باقی لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور وہ بھی مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے قیساریہ کی حفاظت پر اپنے چچا زاد بھائی قسطاس کو دس ہزار کا لشکر دیا اور حکم دیا کہ وہ یہیں قیساریہ میں رہے۔ اور امور مملکت کی سربراہی عارضی طور پر اس کے حوالے کردی۔

حضرت بشار بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ مقام بخل پر بھی پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اچانک ایک سردار دس ہزار کا لشکر لے کر آتا ہوا دکھائی دیا۔ ہمارے قریب ہی انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ ایک دفعہ تو ہمارے دلوں میں یہ کھٹکا لگا کہ دشمن کی تعداد دس ہزار ہے۔ پھر ہم کو خوشی ہوئی کہ ہماری تعداد پانچ ہزار ہے اور دشمن دس ہزار یوں ایک کا مقابلہ دو سے ہوگا۔ اسی دن ایک اور سردار لشکر لے کر آدھمکا اس کی تعداد بھی دس ہزار تھی۔

رومیوں کی آمد پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے خطاب

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مسلمانو! یاد رکھو! جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے، اس کو دشمن کی تعداد کا زیادہ ہونا دل میں خیال تک نہیں لانا چاہیے۔ اور نہ اس بات کا خوف محسوس کرنا چاہئے کہ دشمن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جہاد اجر وثواب کے اعتبار سے اعلیٰ ہے اور مقام ومرتبہ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وشرف کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے والے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی چیز ایسے نہیں جو باعث فخر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے ہی تو حقیقی زندگی ملتی ہے۔ جو جنت میں بھی اعلیٰ اور ارفع مقام کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ سے ہی احسانات، انعامات الٰہی تک رسائی ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ“

(اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں، شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا)

پس سنو! اگر تم لوگ جاسوس کے قتل کرنے میں جلدی بازی سے کام نہ لیتے تو ہم اس سے لشکر کی آمد اور اس کی تعداد کے متعلق معلومات حاصل کر لیتے۔ اس طرح ہمیں کوئی خوف لاحق نہ ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔

بعدازاں! آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر میں موجود صاحب رائے لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا: تمہارے خیال کے مطابق ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری رائے کے مطابق تو ہمیں امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجودہ صورت حال لکھ کر بھیجنی چاہیے تاکہ وہ ہماری امداد کے لئے مزید کمک کا انتظام کر دیں۔ کیونکہ رومی لشکر کی تعداد زیادہ ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس کون جائے گا؟ تاکہ آپ رضی اللہ عنہ ہماری مدد کے لئے اسی طرح لشکر روانہ کریں جس طرح حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے لئے قنسرین میں محاصرہ کے دوران بھیجا تھا۔ جو یہ کام سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر وثواب سے نوازے گا۔

فلسطین میں معرکے

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں، میں نے عرض کی: اے عمرو! امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجنے کی بجائے آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور ہمیں دشمن کی طرف پیش قدمی کا حکم دیں۔ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی جب کہ ہماری تعداد بہت تھوڑی تھی اسی طرح آج بھی اللہ تعالیٰ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد ضرور فرمائے گا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو دشمن کے خلاف جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ مسلمان اپنا اسلحہ تان کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل بلند کرنے لگے۔

راوی بیان کرتے ہیں: مسلمانوں کے بلند و بالا نعرے سن کر پہاڑ، تند و تیز راستے، چٹانیں، پتھر اور درخت بھی تکبیر وتہلیل کے نعروں کا جواب دینے لگے۔ روئے زمین کی ہر چیز کی گویا زبان مل گئی اور کہنے لگی۔

اے میرے اللہ! ہم نے تیری توحید بیان کرنے والوں کی آوازیں سنیں، یہ شرک کرنے والے نہیں اور نہ ہی بدمذہبی اختیار کرنے والے ہیں۔ ہم نے تیری تمجید وتحمید بیان کرنے والے کے چہرے دیکھے ہیں۔

اے میرے مولا! تیرے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز مقدس نہیں، تیرے شکر کی ادائیگی کا کون ہے جو حق ادا کرے۔؟

یہ سن کر درندوں اور دیگر جانوروں کو بھی وجد آ گیا۔ اور وہ بھی اپنے پروردگار کی عطاؤں پر اس کا شکر ادا کرنے لگے۔ عالم غیب سے آواز آئی: ''اے ان چرندو پرند کو پیدا کرنے والے! ان کو رزق عطا کرنے والے، اور رزق کی تلاش کرنے کے اسباب مہیا کرنے والے! ان کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ بھوکے ہوتے ہیں لیکن شام اس حال میں کرتے ہیں کہ وہ خوب سیر ہوتے ہیں۔ سات زمینوں کی تہہ میں بھی اگر کوئی کیڑا وغیرہ حرکت کرے تو تیری نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا اگر کسی بندے کا رزق اس قدر مشکل راہوں میں ہو کہ جہاں اندھیری رات میں مسافت طے کر کے حاصل کرنا ممکن ہے تو اس کا حصول بندے کے لئے ممکن بنا دیتا ہے۔ اے ہمارے رب! روئے زمین میں بسنے والے توحید پرستوں کی آوازوں کو ہم نے سنا، ہم نے ان کی زبانوں سے وہ آیات سنیں جن کی ہمیں معرفت بھی نہیں تھی۔ اور نہ ہی اس سے پہلے کبھی سننے میں آئی تھیں۔

اے قادر مطلق! ہم تیری عطاؤں کو کبھی بھلا نہیں سکتے۔ تو پاک ہے، اے وہ ذات! جس کے فضل واحسانات بے حد و بے حساب ہیں۔ تو ہر شرک کرنے والے کے شرک سے پاک ہے۔

ہاتف غیب سے آواز آئی: ''پہاڑوں، زمین کی تہوں میں بسنے والی مخلوقات اور دریاؤں میں رہنے والی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔''

راوی کا بیان ہے: رومیوں نے جب یہ غیبی آوازیں سنیں تو وہ حواس باختہ ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مسلمانوں کے جواب میں ساری زمین راستے حتیٰ کہ ہر چیز جواب دینے لگی ہے۔ اس سے ان کے دلوں میں ایک خوف سا بیٹھ

گیا۔ ہرقل کے بیٹے قسطنطین جب اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلے میں آیا۔ اس وقت جو اس نے سنا اور دیکھا تھا اس لحاظ سے اب مسلمانوں کی تعداد زیادہ محسوس ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں نے جب مسلمانوں کی زیادہ تعداد دیکھی تو کہنے لگا:

"مجھ کو اپنے دین کی قسم! جب میں اس لشکر کے مقابلے میں آیا تھا اس وقت تو ان کی تعداد اس قدر زیادہ نہ تھی بلکہ پانچ ہزار سے زائد نہ تھی جب اس کہ ان کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ یقیناً ان کی غیبی امداد کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ فرشتے ہی ہیں جو جوق در جوق مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل ہو چکے ہیں۔ میرا باپ بہت صاحب بصیرت تھا خاص کر عربوں کے معاملے میں تو وہ کافی صاحب بصیرت و صاحب قوت تھا۔ اور وہ بھی ان کے بارے میں پریشان ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں میر الشکر اس کے لشکر سے بڑا بھی نہیں ہے۔ جو باہان ارمنی دس لاکھ فوج لے کر یرموک کے میدان میں گیا تھا اور شکست سے دوچار ہو کر واپس بھاگ اور بالآخر قتل ہو گیا۔ مجھ تو ان کے مقابلے میں آنے سے اب ندامت و پشیمانی ہو رہی ہے۔ اس وقت ان عربوں کے ساتھ مکر و فریب سے ہی پیش آنا ہو گا۔

پس ہرقل کے بیٹے نے اسی وقت ایک پادری کو بلایا جو اس کے ہاں قابل قدر اور بزرگ شمار ہوتا تھا۔ یہ پادری قیساریہ میں رہتا تھا۔ دینِ نصاریٰ کے جید علماء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

ہرقل کے بیٹے نے کہا: اے پادری! عربوں کے پاس جاؤ اور نہایت عمدگی سے بات کرنا۔ ان سے کہنا: ہرقل کا بیٹا تم میں سے جو فصیح انداز میں بات کرتا ہے اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ایسا شخص ہمارے پاس بھیج دیں جس کا تعلق عرب کے کسی معزز قبیلہ سے ہو۔

قسطنطین کا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب پادری مسلمانوں کے پاس جانے کے لئے نکلا تو اس وقت اس نے سیاہ ریشمی لباس اور سر پر بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ سبز خچر پر سوار تھا۔ ہاتھ میں جواہرات سے بنی ہوئی صلیب لئے ہوئے مسلمانوں کے پاس آیا۔ اور اتنے فاصلے پر آ کر رک گیا جہاں سے مسلمان اس کی آواز سن سکیں۔ اس نے کہا:

اے عربوں کی جماعت! میں قسطنطین ہرقل کے بیٹے کا قاصد ہوں۔ میں اس کا پیغام لے کر تمہارے پاس حاضر ہوں۔ بادشاہ سلامت کہتے ہیں: کسی فصیح اللسان، جرأت مند آدمی کو ہماری طرف بھیجو۔ یقین رکھو۔ اللہ کی قسم! بادشاہ تمہارے ساتھ صلح کا ارادہ رکھتا ہے۔ جنگ و قتال کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اور بادشاہ اپنے دین کا عالم اور مملکت کے امور چلانے میں صاحب بصیرت ہے۔ خون ریزی، فساد وغیرہ سے اس کو نفرت ہے۔ پس تم بھی ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی روا نہ رکھو۔ کیونکہ باغی ہمیشہ غیض و غضب کا مستحق رہا جب کہ مظلوم کی ہمیشہ مدد کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

"ظالم کے علاوہ کسی سے قتال نہ کرو۔"

بادشاہ سلامت کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے تم بھی اپنا کوئی ایسا آدمی بھیجو جو فصیح اللسان اور جرأت مند ہو۔

یہ کہنے کے بعد پادری خاموش ہو گیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پاری کی گفتگو سنی تو مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! تم لوگوں نے بھی ساری باتیں سن لی ہیں۔ اب تم میں سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے کون ہے جو رومی بادشاہ کے پاس جا کر گفتگو کرے گا۔؟''

حضرت بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن آگے بڑھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ انتہائی سیاہ تھا یہاں تک کہ سیاہی کی چمک پیدا ہوتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ لمبے قد کے مالک تھے۔ آنکھیں عقیق پتھر کی طرح چمکدار تھی۔ اور کافی بلند آواز کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اے عمرو رضی اللہ عنہ! میں بادشاہ سے گفتگو کرنے کے لئے جاؤں گا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بلال! تم تو پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں نڈھال ہو۔ اس کے علاوہ تمہارا تعلق بھی حبش کے خاندان سے ہے۔ عرب سے نہیں۔ اور یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ عربوں کا کلام نہایت عمدہ۔ مقفی اور فصاحب سے بھرا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بطور قاصد جانا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے عمرو رضی اللہ عنہ! آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! مجھ کو ہی بھیجیں۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے بہت بڑی قسم دے دی ہے۔ اس لئے اب اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور جاؤ۔ ہرقل کے بیٹے سے گفتگو کرتے ہوئے کسی قسم کا خوف دل میں نہ آنے دینا۔ فصیح عربی زبان میں بات کرنے کا اہتمام کرنا اور شرائع اسلام کی عظمت و مقام و منزلت کا خوب اظہار کرنا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان شاء اللہ آپ مجھ کو ایسا ہی پائیں گے۔

راوی کا بیان ہے: حضرت بلال رضی اللہ عنہ رومیوں کے لشکر کی طرف نکلے۔ بہادر قسم کے ڈیل ڈول والے شخص کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے چوڑے اور قد لمبا تھا۔ جب کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کی طرف آنکھ بر کر دیکھتا تو وہ خوفزدہ ہو جاتا تھا۔ اس دن آپ رضی اللہ عنہ نے شام کی بنی ہوئی قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اون سے بنا ہوا عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا تلوار لٹکائے ہاتھوں میں عصا لئے جب آپ رضی اللہ عنہ بادشاہ کے پاس جانے کے لئے چلے تو پادری نے دیکھا تو ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

لشکر میں عرب قوم کے معزز موجود ہیں لیکن انہوں نے اپنا غلام بھیج کر ہمیں یہ باور کرایا ہے کہ ہم لوگ ان کی نظروں میں انتہائی گھٹیا ہیں۔

پادری نے کہا: اے غلام! اپنے سردار کے پاس واپس جا اور ان سے کہو کہ بادشاہ تمہارے امیر کو طلب کرتا ہے تاکہ وہ آئے اور بات چیت کرے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بلال ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موذن ہوں۔ تمہارے بادشاہ سے جوابات دینے سے عاجز نہیں آؤں گا۔

پادری بولا: یہیں ٹھہرو میں بادشاہ سے بات کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہی پادری بادشاہ کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ عربوں نے تمہارے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے ایک غلام کو بھیجا ہے۔ اس سے تو ان کا مقصد تمہاری سراسر توہین اور گھٹیا پن ظاہر کرنا ہے۔ ہرقل کے بیٹے بادشاہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ ان کو واپس بھیج دے اور ان سے کہے کہ بادشاہ نے صرت تمہارے امیر کو بھی بات چیت کے لئے بلایا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا پیغام سن کر فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں تمہارے بادشاہ کے کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں ہوں۔ مگر بادشاہ نے پھر وہی پیغام بھیجا کہ نصاریٰ قوم کا بادشاہ اسی لائق رہ گیا ہے کہ تمہارے کسی غلام سے بات چیت کرے؟

موذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی واپسی

ترجمان نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ بادشاہ سلامت کا کہنا ہے کہ ہم کسی غلام سے بات چیت نہیں کریں گے۔ تم اپنے امیر کا کسی اور اولوالعزم شخص کو بھیجو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس جواب سے بہت افسردہ خاطر ہوئے اور واپس تشریف لائے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ساری صورتحال رکھ دی۔

امیر لشکر حضرت عمرو بن عاص کا بادشاہ سے مذاکرت کو جانا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واپس آنے کے بعد حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں خود مذاکرات کے لئے بادشاہ کے پاس جا رہا ہوں۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرو رضی اللہ عنہ! آپ تو جا رہے ہیں لیکن مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے کس کو مقرر کر رہے ہیں؟

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف و کرم فرمانے والا ہے، وہی اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہے۔ تم ہی یہ جھنڈا تھام لو اور میرے بعد قوم کی نگہبانی کرو۔ اگر تو رومیوں نے غداری کر دی تو اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔

امیر کا حکم سن کر حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھام لیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی جگہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رومی قوم سے بات چیت کے لئے نکلے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے زرہ کے اوپر اون کا لباس پہن رکھا تھا، سر پر یمنی زرد عمامہ سجایا ہوا تھا۔ جس کا شملہ ایک طرف چھوڑا گیا تھا۔ جب کہ سہراب کی طرح درمیان سے دوسرے شملہ سے دستار مضبوط کر رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے اور نیزہ ہاتھوں میں لئے اسلامی لشکر سے باہر نکلے۔ ترجمان کے پاس پہنچے تو ترجمان نے دیکھا تو ہنسنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نصرانی! تو کس بات پر ہنس رہا ہے؟

اس نے جواب دیا: آپ رضی اللہ عنہ کے لباس اور اسلحہ اٹھانے پر۔ آپ نے اس قدر اہتمام کیوں کیا؟ جب کہ ہمارا لڑنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلحہ اٹھانا عربوں کا شعار ہے۔ اسلحہ عربوں کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ میں نے اسلحہ اس لئے اپنے ساتھ کہ اگر تم لوگوں نے غداری کی تو کم از کم اپنی طرف سے دفاع تو کر سکوں گا۔

ترجمان بولا: غداری اور فریب کرنا عربوں کا شیوہ ہے۔ ہمارا نہیں۔ اس لئے ہماری طرف سے اطمینان میں رہیں۔ اس کے بعد ترجمان بادشاہ کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ لشکر کے امیر آچکے ہیں۔ اور انہوں نے جنگی لباس پہنا ہوا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر مسکرا دیا اور کہا کہ ان سے کہیں کہ آگے آجائیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے آپ کی آمد سے پہلے ہی اپنی جگہ درست کرنی شروع کر دی۔ دائیں بائیں پادریوں کو بٹھایا اور دربانوں کو اپنے سامنے بٹھایا۔ ترجمان آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے عربی بھائی! بادشاہ سلامت نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے آئیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہی رومی فوجیوں کے قریب سے گزرتے گئے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی وضع قطع دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ بادشاہ کے خیمے کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اترے اور پیدل چلنے لگے۔ دربان آپ رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چلنے لگا جب بادشاہ کے سامنے پہنچے تو بادشاہ نے قریب آکر آپ رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی وجاہت اور وضع قطع کو دیکھنے لگا۔ اور بادشاہ آپ رضی اللہ عنہ سے کافی متاثر ہوا اور کہا:

"اے عرب قوم کے امیر! تیری آمد عمدہ ہو۔

اس کے بعد بادشاہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بساط تمہاری بساط سے کہیں پاکیزہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو بچھونا اور ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ تمہارے یہ تخت اور یہ زمین ہمارے نزدیک برابر ہیں۔ اس لئے میں تو اس کو ہی پسند کروں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ اپنا نیزہ سامنے جب کہ تلوار بائیں ران پر رکھ لی۔

سیدنا عمرو بن عاص اور بادشاہ کے مابین گفتگو

ہرقل کے بیٹے نے کہا: آپ کا نام؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا نام عمرو ہے اور میں عربوں کے معزز قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔

ہرقل کے بیٹے نے کہا: تمہارا تعلق ایک باعزت قبیلے سے ہے تو ہم بھی رومی ہونے کی حیثیت سے معزز ہیں۔ اس طرح ہمارے تمہارے درمیان قرابت اور رشتہ داری متصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان نسب بھی متصل ہے اور جن لوگوں کے نسب متصل ہوں تو ان کے لئے یہ بات کیسے جائز ہوگی کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کریں؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے نسب تو باپوں سے معتبر ہوتے ہیں۔ اور ہمارا نسب اعلیٰ ہے کیونکہ ہمارا تعلق دین اسلام سے ہے اور وہی دین سب سے اعلیٰ ہے۔ اگر تم ہمارے بھائی بھی ہوتے تب بھی اختلاف دین کی وجہ سے ایسے بھائی کا قتل کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دین کا اختلاف نسب منقطع ہو جاتا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ نسب متصل ہیں تو وہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ ہم عرب ہیں اور تم رومی ہو۔

بادشاہ نے کہا: اے عمرو! کیا حضرت آدم علیہ السلام ہمارے باپ نہیں؟ پھر حضرت نوح علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر عیصو بن

اسحاق اور حضرت اسحاق، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بھائی تھے۔ یہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ تو وہ جب بھائی بھائی ہیں تو اب یہ کسی کے لئے مناسب نہیں کہ ایک دوسرے پر ظلم کرے بلکہ ضروری ہے کہ ہمدردی اور صلح صفائی کا سلوک کیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری یہ بات تو صحیح ہے کہ ہم اور عیصو ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں کیونکہ ہم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تم عیصو کی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے حام پر جب غصہ کیا تھا تو ساری زمین ان میں تقسیم کر دی تھی۔ جب کہ آپ جانتے تھے کہ حام کی اولاد اس تقسیم سے راضی نہیں تھی۔ اس لئے عرصہ دراز تک ان کی آپس میں جنگیں ہوتی رہیں۔ آج جس زمین پر تم لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ تمہاری نہیں بلکہ تم سے پہلے قوم عمالقہ کی تھی۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تین بیٹوں، حام، سام اور یافث کے درمیان زمین کو تقسیم کر دیا تھا زمین کی تقسیم اس طرح کی کہ سام کو شامل کے ملک کی سرزمین ملی جو ایک طرف یمن اور دوسری طرف حضرموت اور ایک طرف غسان تک تھی۔ عرب کے لوگ سارے کے سارے سام کی اولاد سے ہیں اور وہ قحطان، طسم، جدلیں اور عملاق ہیں اور ان کا کسی نہ کسی طرح سے ابو العمالقہ سے تعلق جا بنتا ہے۔ جو کہ اسی سرزمین کے رہنے والے تھے۔ اس لئے کہ ان کو عربی زبان اچھی طرح بولنا آتی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے حام کو مغربی ممالک اور ساحل کی سرزمین دی اور یافث کو مشرق و مغرب کے درمیان کی زمین دی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ'' (الاعراف: ۱۲۸)

(بیشک زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وارث بنائے)

اور ہم چاہتے ہیں کہ اسی تقسیم کی تاریخ دوبارہ دہرائی جائے اور ہم لوگ تمہاری ملکیت میں موجود عمارتوں، نہروں کے بدلے خاردار درخت، پتھر اور اجڑے ہوئے سنسان شہر حوالے کریں۔

ہرقل کے بیٹے نے آپ رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو جان گیا کہ یہ شخص کوئی مکر و فریب کرنے کا ماہر ہے۔

ہرقل کے بیٹے نے کہا: آپ کی بات بالکل درست ہے لیکن اب تو زمینوں کی تقسیم ہو چکی، اب اگر تم لوگ یہ زمینیں ہم سے چھیننا چاہو گے تو تمہاری طرف سے ظلم ہوگا۔ مجھ کو معلوم ہے کہ ملک شام کی طرف رخ کرنے اور اپنے شہروں کو چھوڑنے پر تم ایک عظیم جدوجہد کر رہے ہو۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم یہ تسلیم کر چکے ہو کہ یہ ایک عظیم جدوجہد ہے جس نے ہمیں اس کام پر برانگیختہ کیا ہے تو سن لو! جب ہم جو کی روٹیاں اور چنے کھایا کرتے تھے جب کہ ہم نے تم لوگوں کو عمدہ کھانے کھاتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی خواہش کی۔ اب ہم لوگ اس وقت تک اس سرزمین کو نہیں چھوڑیں گے جب تک یہ علاقے تم لوگوں سے چھین کر اپنی ملکیت میں نہ بنالیں۔ اور تمہیں اپنے غلام نہ بنالیں۔ ان درختوں کے سائے پھل دار درخت اور سرسبز و شاداب علاقے جب تک ہم لوگ حاصل نہ کرلیں۔ جدوجہد جاری رہے گی۔ زندگی کی عیش و عشرت جو اس ملک شام میں ہم لوگ محسوس کر چکے ہیں۔ اگر تم لوگوں نے

ہم کو اس سے روکنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہمارے پاس ایسے ایسے بہادر لوگ موجود ہیں۔ جن کو جنگ کرنے کا شوق ہے جتنا تم کو زندگی کا۔ وہ جنگ وقتال کو اسی طرح پسند کرتے ہیں۔ جس طرح تم لوگ زندگی کو۔

یہ سنتے ہی بادشاہ حواس باختہ ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کر اپنی قوم کی طرف دیکھا اور کہا یہ عربی بالکل صحیح کہہ رہا ہے۔ کنیساؤں، قربان، مسیح اور صلیب کی قسم! ان کے مقابلے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عاص کی رومیوں کو دعوتِ اسلام

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہرقل کے بیٹے کے حواس باختہ ہونے اور اپنی قوم سے گفتگو کرنے کے وقت میرے دل میں خیال آیا کہ رومیوں کو نصیحت کرنے کا یہی وقت ہے۔ پس میں نے کہا: اے روم کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواہش کے مطابق بالکل تمہارے قریب کر دیا ہے۔ اگر تم لوگ اپنے شہروں میں ہی رہنا چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو۔ ہمارے قول کی تصدیق کر لو کیونکہ دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین ہے۔

بادشاہ بولا: اے عمرو رضی اللہ عنہ! ہم اپنے دین کو کبھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ اسی دین پر ہی ہمارے آباؤ واجداد کا انتقال ہوا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ ٹھیک ہے اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے فدیہ ادا کرو لیکن اس صورت میں تم گھٹیا لوگوں کی سی زندگی گزارنی پڑے گی۔

ہرقل کے بیٹے نے کہا: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے روم کی قوم ہی میری نافرمان ہو جائے گی کیونکہ ایک مرتبہ میرے والد ہرقل نے ایسا کرنے کا سوچا تھا تو رومی لوگ اس کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔ اس لئے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جتنا ہو سکتا ہے میں نے تم کو ڈرایا ہے لیکن اب تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تمہاری نجات کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن تم لوگوں نے اسی طرح نافرمانی کی ہے جس طرح عیصو نے اپنی والدہ کی کی تھی۔ اور اپنے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام سے رشتہ داری ختم کر دی تھی۔ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ ہمارے درمیان نسب متصل ہے اور قرابت داری ہے۔ جب کہ تم لوگوں سے اور تمہاری قرابت داری سے بیزاری اختیار کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تم انکار کرتے ہو، تم لوگ عیصو بن اسحاق کی اولاد ہو جب کہ ہم لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اچھے نسبوں میں منتقل کئے رکھا ہے۔ اور اچھی پشتوں میں محفوظ رکھا ہے۔ لوگوں میں بہترین قوم کا تاج حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قوم ہے۔ انہوں نے عربی زبان سیکھی، حضرت اسحاق علیہ السلام بھی اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان ہی بولا کرتے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد یہی عرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں میں بہترین لوگ بنی کنانہ کے ہیں۔ پھر کنانہ میں قریش معزز ہیں اور قریش میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں بنو عبدالمطلب سب سے افضل اور بہترین ہیں۔ پھر بنو عبدالمطلب میں ہمارے پیارے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نبوت عطا فرمایا اور جبریل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح لے کر آیا کرتے تھے۔ اگر تم روئے زمین کا چپہ چپہ چھان مارو تو پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہترین کسی کو نہ پاؤ گے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنتے ہی رومی گھبرا گئے۔ ان کے دل دہل گئے۔ بادشاہ کا دل بھی ہیبت زدہ ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ساری گفتگو سن کر ہرقل کا بیٹا کہنے لگا: آپ نے بالکل صحیح کہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اچھے گھرانوں میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

ہرقل کے بیٹے نے کہا: اے عمرو! تمہارا کوئی اور ساتھی بھی ہے جو اس طرح ہر سوال کے فوری جواب دے۔؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے پاس ایسے ایسے افراد موجود ہیں کہ تیری خواہش کے مطابق اگر میں ان کو لے آؤں تو وہ میری ان سب باتوں کی تصدیق کریں گے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہوئے اپنے جگہ سے کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے پاس واپس آ گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو صحیح وسلامت واپس تشریف لانے پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش بیان کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے یوں ہی باتیں کرتے ہوئے رات گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور فوراً دشمن کے مقابلے کو نکلنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان جلدی جلدی تیار ہوئے اسلحہ تیار کیا گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صفیں بنا کر جنگ کے لئے کھڑے ہو گئے۔

قیساریہ کی جنگ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے حضرت عروہ بن زید نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ حضرمیین کے آزاد کردہ غلام نے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ بن عمران اور حضرت ابن الصباح رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جنگ قیساریہ کے دن صبح ہوتے ہی ہرقل کے بیٹے نے لشکر کو تین صفوں میں ترتیب دیا۔ تیراندازوں کو آگے آگے رکھا میسرہ ومیمنہ کو ان کے پیچھے برابر رکھا۔ اور خود ہاتھ میں صلیب اٹھائے لشکر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں کی صف بندی کو دیکھا تو مسلمانوں کی صفوں کو ترتیب دینا شروع کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ کا پختہ یقین کر لیا۔ مسلمانوں کو جنگ میں نمایاں کارنامے دکھانے کے لئے جنگ پر ابھارنے لگے اور تمام مسلمانوں کو ایک ہی صف میں مرتب کیا۔ دائیں جانب تیراندازوں کو رکھا اور اس کے ساتھ حضرت شرحبیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی کو متعین کیا۔ اپنی بائیں طرف حضرت صابوب بن جبابیہ لیثی رحمۃ اللہ علیہ کو متعین کیا۔ حضرت صابوب کا شمار عمدہ مسلمان جنگجوؤں میں ہوتا تھا۔ اسی صف بندی کے دوران ہی رومیوں کی طرف سے ایک شخص میدان جنگ میں آیا اور اپنے لشکر کے میمنہ سے میسرہ اور پھر میسرہ سے میمنہ کی طرف اور وہاں سے قلب لشکر تک اپنے نیزے سے ایک خط کھینچتا چلا گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے سامنے آیا اور وہاں پر اپنا نیزہ گاڑھ کر تیر کمان میں چڑھایا اور مسلمانوں کے میمنہ کی طرف تیر چلا دیا۔ جس سے

ایک مسلمان سپاہی زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد میسرہ کی طرف رخ کیا اور ایک تیر چلایا جس سے ایک اور مسلمان اس تیر کا شکار ہو کر شہید ہو گیا۔ امیر لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس رومی کی یہ حرکت دیکھی تو فرمایا: اس لعین کی طرف دیکھو یہ کیا حرکت کر رہا ہے۔؟ کون ہے جو اس کے مقابلے میں جائے اور مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ کرے۔

راوی کہتے ہیں: ایک ثقفی نوجوان جنہوں نے بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا ہاتھ میں عربی تیر کمان لئے اس کے مقابلے میں آیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ بدن پر سوائے بوسیدہ پوستین کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو ناتجربہ کار سمجھتے ہوئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سوائے تیر کمان کے کوئی اسلحہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے زرہ بھی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ اس نے آپ کو ناتجربہ کار سمجھتے ہوئے تیر کمان میں چڑھایا اور آپ کی طرف چلا دیا۔ تیر آپ رضی اللہ عنہ کے سینے میں لگتے ہی آپ کی پوستین میں الجھ کر رہ گیا اور آپ اس سے محفوظ رہے۔ رومی لعین اپنے زمانے کا تجربہ کار تیر انداز تھا اس کا نشانہ بھی کبھی خطا نہ ہوتا تھا اس لئے اس نے دوبارہ اپنی اس خطا پر غصہ کرتے ہوئے فوراً دوسرا تیر اکمان میں چڑھایا۔

اس سے پہلے کہ وہ تیر چلاتا اس مسلمان نوجوان نے جلدی سے تیر چلا دیا تیر بہت چھوٹا تھا کہ دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا۔ اس لئے رومی نے کوبھی تیر کا احساس نہ ہوا کہ اس کی طرف تیر چھوڑا گیا ہے کہ نہیں۔ لیکن وہ ابھی سنبھلنے ہی نہ پایا تھا کہ تیر اس کے حلق پیوست ہو گیا اور تیر لگنے کی دیر تھی کہ اس کو چکر آیا اور وہ گھوڑے سے زمین پر آ گرا۔ اور اسی وقت ہلاک کی وادی میں چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جلدی سے اس کے پاس گئے اس کے گھوڑے کو اپنے قبضہ میں کیا اور اس کا سارا جنگی سامان اتارا اور خوشی خوشی مسلمانوں کی طرف آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی نے آپ کا استقبال کیا لیکن آپ نے خوشی کی وجہ سے اس کا جواب بھی نہ دیا۔ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سارا سامان لے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس رومی کا سامان آپ ہی کے حوالے کر دیا۔

رومی فوج نے جب اس ثقفی نوجوان کی بہادری اور اپنے ساتھی کی ہلاکت کا منظر دیکھا تو آپے سے باہر ہو گئے اور آسمان کی طرف اشارے کرنے لگے۔ ہم لوگوں نے ان کو اشاروں سے سمجھا گویا وہ کہہ رہے تھے کہ فرشتے ہی تمہاری مدد کر رہے ہیں۔

ہرقل کے بیٹے نے جب اپنے اس ساتھی کی ہلاکت کا منظر دیکھا تو اس کو بہت صدمہ پہنچا۔ اس نے اپنی قوم کے ایک سردار کو بلا کر حکم دیا کہ ان عربوں کے مقابلے میں جاؤ اور دین نصاریٰ کی پاسبانی کا حق ادا کرو۔ وہ سردار سبز رنگ کے لباس میں ملبوس۔ زرہ پہنے، خود سر پر رکھے گلے میں سونے کی صلیب لٹکائے میدان میں نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک غلام بھی تھا۔ جس نے اس کی تلوار اور ڈھال کو اٹھا رکھا تھا۔ وہ سردار دونوں لشکروں کی صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے مقابل کو طلب کرنے لگا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عرب کی جماعت! اس شخص کے مقابلے میں کون جائے گا؟ تاکہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کر سکے۔

امیر لشکر کا حکم سنتے ہی ایک نوجوان آگے بڑھا اور کہا: میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ

نوجوان عزم مصمم لئے اس سردار کی طرف نکلا۔ پہلے دونوں شہسوار کچھ دیر گھوڑے دوڑاتے رہے پھر تلوارزنی شروع ہوئی۔ دونوں برابر تلواروں کے وار کرتے تھے بالآخر وہ سردار سبقت لے گیا۔تلوار آپ رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر لگی، ڈھال چونکہ اونٹ کے چمڑے کی تھی اس لئے تلوار اس ڈھال کو دو حصوں میں کرتے ہوئی آگے نکل گئی۔لیکن آپ رضی اللہ عنہ بالکل محفوظ رہے۔رومی نے فورا دوسرا وار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو بڑی کاری کی ضرب لگائی جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے۔زخمی ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہ واپس پلٹ آئے۔ لشکر کے پاس پہنچے تو ایک آدمی نے زور سے کہا: جو شخص اپنی جان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہبہ کردے وہ دشمن کے مقابلے سے واپس کبھی نہیں آتا۔آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔میری اس قدر شدید زخمی ہونے نے تجھ کو کفایت نہیں کیا؟ اگر ایسی حالت میں میں خود کو ہلاکت میں ڈال دیتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو ملامت کرتا۔اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے زخم پر مرہم پٹی کی گئی لیکن اس شخص کی بات کا زخم بہت گہرا لگا۔آپ رضی اللہ عنہ دوبارہ اسی رومی سردار کے مقابل جانے لگے تو اسی شخص نے آواز دی اور کہا: اے بھائی واپس آجاؤ اور میری زرہ لے لو اور اپنی حفاظت کرو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا تیری لوہے کی زرہ سے زیادہ فائدہ مند ہے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے اور رومی کی طرف بڑھے۔

يقول لى عند الخروج للقا دونك هذا الترس فاجعله وقا

من علج سؤ قد بغى وقد طغى أقسمت بالله يمينا صادقا

لأتركن البيض فوق المرتقى وأدخل الجنة دار الملتقى

(بغاوت اور سرکشی کرنے والے بدمذہب کے مقابلے میں جاتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا کہ ڈھال اپنے ساتھ لے کو اور دشمن سے حفاظت کرو۔لیکن میں نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا رکھی ہے، کہ اب میں اپنے سر پر خود کبھی نہیں رکھوں گا اور جنت جو ملتقیٰ کا گھر ہے میں داخل ہوجاؤں گا)

آپ رضی اللہ عنہ رومی سردار کے مقابلے میں پہنچے اور پہنچتے ہی اس کے کندھے پر زوردار وار کیا اور وہیں اس کو ڈھیر کردیا۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے لشکر کا رخ کیا اور چند رومیوں کو جہنم کی وادی میں دھکیلا اور خود شہادت کے منصب پر فائز ہوگئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہی وہ شخص ہے جس نے اپنی جان جنت کے بدلے میں بیچ دی۔

''اللهم أعطه ما تمنى''

(اے اللہ! اس کی آرزو کے مطابق اس کو عطا فرما)

قیدمون کا سردار

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہرقل بادشاہ نے قیساریہ کی حفاظت کے لئے جس وقت اپنے بیٹے قسطنطین کو لشکر کی قیادت دے کر بھیجا تھا اس وقت قیدمون نام کا ایک سردار بھی اس کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ سردار اپنے زمانے کا مانا ہوا بہادر جنگجو تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیدمون، قسطنطین رشتے میں ماموں لگتا تھا جو اہل فارس، تر، جرامقہ کے لشکر کے ہمراہ بھی کئی جنگیں لڑ چکا تھا۔

قیدمون کوکئی زبانوں پر عبور بھی تھا جب اس نے جب اس نے رومی ساتھی کی ہلاکت دیکھی تو اس سے برداشت نہ کرسکا اور قسطنطین سے کہنے لگا: عربون کے مقابلے میں میرا نکلنا اب ضروری ہو چکا ہے۔

یہ کہا اور زبردستی ہی میدان میں جا نکلا اور اپنے مدمقابل کو طلب کرنے لگا۔ مسلمانوں نے جب اس کی طرف دیکھا تو اس کو معلوم ہوا گویا پہاڑ کا پتھر بلندی سے نیچے گرا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا جسم مضبوط پتھر کی طرح تھا۔ وہ خوب ڈیل ڈول کا مالک تھا۔ اس نے ایسا لباس پہن رکھا تھا جس پر جواہرات لگے ہوئے تھے۔ اور ان سے اچھی خاص چمک پیدا ہوا کرتی تھی۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا تو ''لا إله إلا الله'' پڑھنے لگے۔

قیدمون دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو کر رومی زبان میں کچھ کہنے لگا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنا مدمقابل طلب کرتا ہے۔ مسلمانوں نے چونکہ اس کا قیمتی لباس اور جنگی آلات دیکھ لئے تھے اس لئے ہر شخص اس کی جانب بڑھنے کی خواہش کا اظہار کرنے لگا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے قیمتی لباس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا ثواب تمہارے لئے افضل و بہتر ہے۔ اس لئے اس کے ساز و سامان کی طرف لے کر کوئی شخص اس کے مقابل میں نہ جائے کیونکہ یہی لالچ اس کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں بلکہ اس چیز کی طلب کرتے ہوئے مرے گا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله و رسوله و من كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه'' (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۵۲، مسلم شریف، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شمار ہوگی۔ اور جس کسی نے ہجرت دنیا کے حصول کی غرض سے کی یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے کی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی)

راوی کا کہنا ہے: ایک یمنی نوجوان آگے بڑھا اور اس کے مقابلے کو نکلا۔ اس کی والدہ اور اس کی بہن بھی شام کے ملک میں اس کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ اس کی بہن نے کہا: بھائی جان! جلدی سے رومی سردار کے مقابلے میں جاؤ اور اس کا مقابلہ کرو تاکہ اس کے بعد ہم لوگ بھی ملک شام کی عمدہ قسم کی چیزیں کھاسکیں۔

اس کے بھائی نے جواب دیا: میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کے مقابلے کو جا رہا ہوں۔ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

أن الشهداء عند ربهم يرزقون

(یقیناً شہداء کو اپنے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے)

اس کی بہن نے اس سے کہا: شہداء کو رزق کس طرح دیا جاتا ہے جب کہ وہ تو مر چکے ہوتے ہیں؟

اس نے بھائی نے جواب دیا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

أن الله تعالیٰ یجعل ارواحهم فی حواصل طیور الجنة فتأکل تلک الطیور من ثمار الجنة وتشرب من أنهارها فتغذوا أرواحهم فی حواصل تلک الطیور فهو الرزق الذی جعله الله لهم

(بے شک اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ارواح، جنت کے پرندوں کے پوٹوں میں مقرر کر دیں ہیں۔ وہ پرندے جنت کے پھل کھاتے ہیں اور جنت کی نہروں سے پانی پیتے ہیں۔ اس طرح شہداء کی ارواح بھی ان پرندوں کے پوٹوں میں ہونے کی وجہ سے وہاں سے غذا حاصل کرتی رہتی ہیں۔ یہی وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمایا ہے)

قیساریہ کے جنگ کے دوران وہ یمنی نوجوان اپنی ماں اور اپنی بہن کو الوداع کرنے کے بعد کہنے لگا:

نجتمع علی حوض رسول الله صلی الله علیه وسلم

''ہماری ملاقات اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوض کوثر ہوگی''

بعدازاں وہ نوجوان اپنے ہاتھوں میں نیزہ لئے نکلا اور نیزہ بھی ایسا تھا جس پر جگہ جگہ جوڑ لگے ہوئے تھے۔ ایسے گھوڑے پر سوار تھا جو دوغلا اور ناتجربہ کار تھا۔

جب یہ نوجوان سردار کے مقابلے کو گیا تو جاتے ہی نیزے کا وار کر دیا۔ سردار کی زرہ میں نیزہ لگا اور اس میں پیوست ہو گیا لیکن سردار کو اس نیزہ سے کچھ نہ ہوا۔ نوجوان نے نیزہ نکالنے کی بڑی کوشش کی مگر وہ کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی۔ دوسری طرف سردار نے تلوار مار کر نیزے کو توڑ دیا۔ اس کے بعد دوسرا وار نوجوان کے سر پر مارا جس سے تلوار اس نوجوان کو چیرتی ہوئی آگے نکل گئی اور نوجوان کی روح اس کے قفس عنصری سے پرواز کر کے اعلیٰ علیین میں چلی گئی۔ یوں نوجوان گھوڑے سے زمین پر آ گیا۔

سردار خوشی خوشی اس نوجوان کی نعش کے ارد گرد چکر لگانے لگا اور دوبارہ اپنا مدمقابل طلب کرنے کے لئے آواز دینے لگا۔

ابن قثم رضی اللہ عنہ اس کے مقابل ہوئے مگر وہ بھی شہادت کے منصب پر فائز ہو گئے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور قیدمون کا مقابلہ

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر ملاحظہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہو سکا اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ مسلمان ہلاک ہو رہے ہیں اور تم یہاں کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ایک جھنڈا لیئے میدان جنگ میں نکلے۔ یہ وہ جھنڈا تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام آپ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہوئے عطا کیا تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو سردار کے مقابلے میں جاتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے اللہ کے بندے! جھنڈا یہیں گاڑھ دو تا کہ لڑنے میں جھنڈا رکاوٹ نہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ جھنڈا وہیں گاڑھ دیا اور قیدمون کے مقابلے کے لئے میدا جنگ میں جا پہنچے۔

مسلمان حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی غیبی امداد کے لئے دعائیں مانگنے لگے۔

قیدمون نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی صحت دیکھی تو از راہ حقارت ہنسنے لگا۔ اس لعنتی کی آواز بھی کافی اونچی اور گرجدار تھی۔ اس کا

جسم فربہ قسم کا تھا جب کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ زیادہ روزے رکھنے اور راتوں کے قیام کی وجہ سے نہایت کمزور جسم کے مالک تھے۔ دونوں طرف سے ایک دوسرے پر حملہ شروع ہوا پھر تلواریں چلنے لگیں۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے تلوار چلنے میں سبقت کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کی زرہ میں الجھ گئی۔ اس کے بعد قیدمون نے تلوار کا وار کیا۔ بہرحال دونوں مقابل ایک دوسرے کا وار لگنے سے بچ گئے۔

بعد از اں دونوں نے گھوڑے دوڑائے۔ حضرت سعید بن روح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس دن شدت کی سردی تھی۔ اور بادل بھی چھائے ہوئے تھے۔ دونوں کے درمیان اسی طرح لڑائی جاری تھی کہ اچانک بارش برسنے لگی۔ بارش بھی ایسی گویا کسی نے اوپر سے مشکیزے کا منہ ہی کھول دیا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دونوں شہسوار گھوڑوں سے اترے اور کیچڑ میں ہی ایک دوسرے کو پچھاڑنے میں جدوجہد کرنے لگے۔ قیدمون نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر نیچے گرایا۔ آپ رضی اللہ عنہ پشت کے بل نیچے گرے قیدمون فوراً آپ رضی اللہ عنہ کے سینے پر بیٹھ گیا۔ قریب تھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو ذبح کر دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زبان سے پکارا

"یاغیاث المستغیثین"

(اے فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والے)

طلحہ بن خویلد کے روپ میں اللہ کی امداد اور قیدمون کی ہلاکت

ابھی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ ادا کئے ہی تھے کہ اچانک رومیوں کی فوج سے ایک شخص نکلا۔ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر سردار قیدمون اور حضرت شرحبیل کی طرف بڑھنے لگا۔ قیدمون نے تو یہ خیال کیا کہ وہ اس کی مدد کو آ رہا ہے لیکن جب وہ شخص قریب پہنچا تو اس نے سردار کو پاؤں سے پکڑا اور پیچھے کو کھینچ لیا۔ یوں وہ سردار حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے سینے سے ایک طرف ہٹ گیا اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے بندے! غیاث المستغیثین کی طرف سے مدد آ پہنچی ہے۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اس کی بات اور اس کی گفتگو پر تعجب کرنے لگے۔ کہ آنے والا شخص جنگ کے لئے بالکل تیار تھا۔ اس نے بعد آنے والے شخص نے تلوار سونتی اور سردار کے سر پر زور سے وار کیا اور اس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا پڑا۔ اس کے بعد آنے والے شخص نے کہا: اے اللہ کے بندے! اپنا سامان اٹھالو۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے بندہ! اللہ کی قسم! مجھ کو تمہارے معاملے نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ میں نے تجھ کو رومیوں کے لشکر سے آتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس نے کہا: میں طلحہ بن خویلد ہوں۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا کہ آسمان کی طرف سے میری طرف وحی آتی ہے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرتے ہیں: میں نے اس سے کہا: اے بھائی! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ" (الاعراف:۵۶)

(بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوں کے قریب ہے)

طلحہ بن خویلد کی توبہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اور ہر چیز پر حاوی ہے جو شخص توبہ کرتا ہے گناہوں سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''التوبة تمحو ما قبلها''

(توبہ گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے)

ابن خویلد! کیا تم کو معلوم نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ'' (الاعراف:۱۵۶)

(اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے)

نازل ہوا تو تمام مخلوق لالچ کرنے لگی یہاں تک کہ ابلیس نے بھی لالچ کی۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی

''فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ'' (الاعراف:۱۵۶)

(تو عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں)

یہودی لالچ کرتے ہوئے کہنے لگے: ہم بھی صدقہ اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی:

''وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ'' (الاعراف:۱۵۶)

(اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں)

تو یہودیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ صحیفوں، تورات پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اس سے مراد:

''أنها خاصة بأمة محمد صلى الله عليه وسلم''

کہ میری رحمت امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ'' (الاعراف:۱۶۷)

(وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والی کی)

طلحہ بن خویلد نے کہا: میں اب کس منہ سے اسلام قبول کروں۔ یہ کہتے ہی ابن خویلد اپنا منہ دوسری جانب کر کے جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اس کو روک کر فرمایا:

اے طلحہ! میں تم کو اس طرح جاتے ہوئے نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ آپ میرے ساتھ مسلمانون کے لشکر میں آؤ۔

طلحہ نے کہا: مجھ کو جس چیز ابھی تک ایسا کرنے سے روکے رکھا ہے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سخت روئی ہے۔ اکا ر دیہ

بہت سخت ہے اور مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کر دیں۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے طلحہ! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس وقت ہمارے لشکر میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا لشکر ہے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طلحہ میرے ساتھ چل دیا۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ اے شرحبیل رضی اللہ عنہ! یہ شخص آپ کے ساتھ کون ہے؟ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت بھلائی کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی شخص بھی طلحہ کو پہچان نہ سکا۔ کیونکہ اس نے عمامے کے ایک پلے سے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہی طلحہ بن خویلد ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

لوگوں نے پوچھا: اس نے توبہ کر لی ہے؟

طلحہ نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی ہے۔

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد طلحہ کو لے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے طلحہ کو سلام کیا اس کے منہ سے کپڑا ہٹا کر اس کو خوش آمدید کہا:

طلحہ بن خویلد کے نبوت کا دعویٰ کرنے کا واقعہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے حسان بن عمر ربعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: طلحہ بن خویلد نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی اس سے جنگ ہوئی۔ اس نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو قتل کر چکے ہیں۔ طلحہ نے سوچا چونکہ میں بھی نبوت کا دعویٰ کر چکا ہوں۔ اس وجہ سے اس کے دل میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ رات رات وہ اپنی بیوی کو ساتھ لئے شام کے ملک چلا گیا وہاں نے اس آل کلب کے ایک شخص سے اس کے ساتھ رہنے کی درخواست پیش کی۔ اس شخص نے اپنے گھر میں طلحہ اور اس کی بیوی کو رہنے کی اجازت دے دی۔ وہ شخص مسلمان تھا۔ طلحہ ایک عرصہ تک اس شخص کے گھر میں رہا۔ پھر جب اس کو اس کے متعلق علم ہوا تو طلحہ نے سارے حالات وواقعات میں بیان کر دیئے۔ اور بتایا کہ وہ کس طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا اور کس طرح اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

آل کلب کے اس شخص کو اس پر بہت زیادہ غصہ آیا اور اس کو اسی وقت اپنے گھر سے نکال دیا۔ طلحہ شام کے ملک ہیں اقامت پذیر رہا۔ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا جب اس نے سنا۔ تو اس نے خبریں معلوم کرنا شروع کیں کہ ان کے بعد اب کون خلیفہ بنے گا؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔

طلحہ نے کہا: آپ انتہائی سخت زبان اور سخت دل ہیں۔

الغرض اس کو ہر وقت یہ خوف دامن گیر رہتا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں اس کو کہیں دیکھ لیا تو وہ ضرور اس کو قتل کر دیں گے۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ قیساریہ چلا جاتا ہوں پھر وہاں سے سمندر کے کسی جزیرے میں جا کر آباد

ہو جاؤں گا۔

لیکن جب اس نے ہرقل کے بیٹے کا لشکر دیکھا جو مسلمانوں سے جنگ کرنے کی غرض سے روانہ ہو چکا تھا تو وہ بھی دل میں سوچنے لگا: میں بھی اس لشکر کے ساتھ جاتا ہوں اور کہیں نہ کہیں ان رومیوں کے ساتھ فریب کاری کا مظاہرہ کر کے اپنے سابقہ گناہوں کی صفائی کروں گا تا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول ممکن ہو سکے۔

طلحہ کہتے ہیں: جب میں نے دیکھا کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ رومی سردار کی زد میں ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں تو یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکا۔ تو وہ فوراً رومی لشکر سے نکلا اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو سردار کے چنگل سے نجات دلا کر رومی سردار کو موت کی وادی میں سلا دیا۔ جب طلحہ بن خویلد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے سامنے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی توبہ کی قبولیت کی مبارک باد پیش کی۔

طلحہ کہتے ہیں: مجھ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ڈر ہے کہ کہیں انہوں نے مجھ کو ملک شام میں دیکھ لیا تو قتل نہ کر دیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو ایک حل بتاتا ہوں جس سے تم دنیا اور آخرت میں بے خوف ہو جاؤ گے۔

طلحہ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تمہاری کہانی لکھ کر مسلمانوں کی شہادت بھی شامل کر دوں گا تم وہ خط لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور توبہ کا اظہار کرتے ہوئے وہ خط آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ اس طرح وہ بھی تمہارا توبہ نامہ قبول کر لیں گے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ تم کو کسی معرکے کے لئے بھیج دیں اس طرح تم اپنی گزشتہ غلطیوں سے چھٹکارا پا جاؤ گے۔

طلحہ بن خویلد کا دربار خلافت میں جانا

طلحہ بن خویلد نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے طلحہ کے سارے حالات تحریر کر کے اس کو بھیج دیا۔ طلحہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر اللہ تعالیٰ اس شہر کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے کی جانب چل دیا۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو پتہ چلا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ طلحہ اسی وقت مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔ مکہ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خانہ کعبہ کے غلاف سے لپٹ گیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اس گھر کے رب کی قسم! میں توبہ کرتا ہوں جو کچھ مجھ سے ہوتا رہا۔ میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟

انہوں نے جواب عرض کیا: طلحہ بن خویلد!

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے نفرت کرتے ہوئے اس سے فرمایا: بدبخت شخص اگر آج میں تم کو معاف کر دوں تو کل اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دوں گا۔

طلحہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت عکاشہ کو تو میرے ہاتھوں سے سعادت مند بنا دیا لیکن میں ان کے سبب بد بخت ہو گیا۔ لیکن مجھ کو امید ہے کہ جو کام میں نے کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے گا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تو ایسا کون سا کام کر دیا ہے؟

طلحہ بن خویلد نے جلدی سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا خط کھول کر دکھایا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ساری تحریر پڑھی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مبارک ہو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میرے مدینے تک جانے تک میرے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہو۔ اس لئے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں ہی رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو طلحہ بن خویلد کو اہل فارس سے لڑنے کے لئے روانہ کر دیا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اپنی گفتگو کی طرف واپس آتے ہیں: جب قیدمون ہلاک ہو گیا اور حضرت شرجبیل رضی اللہ عنہ نے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ بارش بہت تیز ہو چکی تھی اس لئے جنگ بند کرنا پڑی۔ مسلمانوں کو اس وقت بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑھا کیونکہ نہ کوئی گھر تھا نہ خیمہ۔ سردی بہت شدید تھی۔ سردی اور بارش سے بچنے کے لئے وہ جابیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر کچھ سکون پایا۔

رومیوں کا میدان جنگ سے بھاگ نکلنا

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوئے کہ جب قیدمون ہلاک ہو گیا تو ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے دل میں رعب اور خوف بیٹھ گیا کیونکہ قیدمون بذات خود ایک سردار تھا اور اس سلطنت کا خاص رکن اور قوت بازو خیال کیا جاتا تھا۔ اس کی ہلاکت کے بعد ہرقل کا بیٹا قسطنطین اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے لگا کہ ہم کو قیساریہ واپس جانا چاہئے۔

ابن ہرقل نے کہا: اے روم کی جماعت! تم لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یرموک کی جنگ میں رومی فوج عربوں کے مقابلے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کر سکی۔ اور میرے والد بھی ان عربوں کے خوف سے قسطنطنیہ آ گئے تھے۔ اس وقت عرب لوگ، چونکہ ساحل کے علاوہ پورے ملک شام میں قبضہ کر چکے ہیں۔ اب مجھ کو ڈر ہے کہ ہمیں ہم سے پہلے وہ قیساریہ پہنچ کر قیساریہ پر بھی قبضہ نہ کر لیں۔ اس لئے اس جگہ ٹھہرے رہنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔

تمام رومیوں نے ہرقل کے بیٹے قسطنطین کی بات سے اتفاق کیا۔

رات کی تاریکی کے ظاہر ہوتے ہی بارش کے دوران ہی قسطنطین اپنا لشکر لے کر وہاں سے بھاگ نکلا۔

حضرت سعید بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ تمام حالات و واقعات مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت تھے۔ چوتھے دن بارش رکی۔ سورج نکلا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ جابیہ سے نکل کر رومیوں کے مقابلے کے آگے بڑھے تو ہم کو ان کا کوئی نام و نشان تک نظر نہ آیا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم کو سورج کے طلوع ہونے کی اس قدر خوشی نہیں ہوئی تھی جس قدر خوشی رومیوں کے بھاگ جانے کی ہوئی۔

ہرقل کے بیٹے کی ہزیمت کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا

سیدنا عمرو بن عاص کا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کے نام خوشخبری کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عمرو بن العاص السهمي إلى أمير جيوش المسلمين أبي عبيدة عامر بن الجراح سلام عليك و رحمة الله و بركاته أما بعد فيا صاحب رسول الله صلى الله عليه و سلم فإن فلسطين بن هرقل قد أخرج إلى لقائنا ثمانين ألفا من الروم وكان لقاؤنا معهم على موضع ى قال له نخل و أخذ شرحبيل ابن حسنة وكان الذى ملك اسره قيدمون ابن خالة هرقل ثم خلصه الله على يد طلحة بن خويلد الاسدى وقتل قيدمون ابن خاله هرقل ثم وجهته بكتاب إلى عمر بن الخطاب وقد انهزم عدو الله فلسطين و أنا منتظر جوابك و السلام عليك وعلى من معك من المسلمين و رحمة الله و بركاته

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

عمرو بن عاص سہمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مسلمانوں کے لشکروں کے امیر حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام۔ آپ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔

ازیں بعد: اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور امیر لشکر! آپ پر واضح ہو کہ قسطنطین بن ہرقل اسی ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلے میں آیا نخل نامی علاقے میں ہمارا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ گرفتار ہو گئے تھے۔ طلحہ بن خویلد کے ہاتھوں آپ کو رہائی عطا ہوئی۔ قیدمون جہنم رسید ہو گیا میں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں طلحہ کو بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ اب ہرقل کا بیٹا بھاگ چکا ہے۔ آئندہ ہم نے کیا کاروائی کرنے ہے اس کے بارے میں آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرمائے اور مسلمانوں میں سے جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ان پر بھی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ خط لکھنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خط کو لپیٹا اور حضرت جابر بن سعید حضرمی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور آپ کو امیر لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ حضرت جابر بن سعید رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے خط امیر لشکر اسلامی کے سپرد کیا آپ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو مسلمانوں کی سلامتی کی خبر ملنے پر خوش ہوئے اور اسی وقت جواب میں خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إذا قرأت كتابي فانزل على قيسارية وأنا في اثر الكتاب معول على السير إلى صور وعكاء وطرابلس والسلام

ازیں بعد! جب میرا خط آپ کو ملے تو اس کے ساتھ ہی قیساریہ پر پڑاؤ ڈال دو اور میں بھی صور، عکاء اور طرابلس کی جانب پیش قدمی کر رہا ہوں۔ والسلام

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر حضرت جابر بن سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور ان کو واپس حضرت عمرو بن عاص کی خدمت میں روانہ کر دیں۔

صور، عکاء طرابلس شام اور قیساریہ کی فتح کا بیان

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہرقل کے بیٹے کی شکست کے بارے میں اطلاع ملتے ہی مسلمانوں کو ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ (حلب کے سابقہ گورنر) عرض کرنے لگے:

اے امیر! اللہ تعالیٰ نے اس وقت مشرکین کو ذلت ورسوائی کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے جھنڈے کو بلند کر دیا۔ میری خواہش یہ ہے کہ آپ ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے مجھ کو اس طرح روانہ کر دیں۔ ہوسکتا ہے۔ میں اس قوم کو اپنی کسی چال میں پھنسا کر کامیابی حاصل کرلوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبداللہ! اگر تم خیال کرتے ہو کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا قرب پالو گے تو ٹھیک ہے۔ بس جاؤ۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ساحل سمندر کی جانب پیش قدمی

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ جلدی سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وہی سپاہی تھے جو حلب میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے یہاں آنے کے بعد اسلام لے آئے تھے۔ ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ ان کے علاوہ بعض لشکر اسلام میں بھی شامل ہو چکے تھے۔ جو تین ہزار سے زائد ہی تھے۔

ہرقل کا بیٹا شکست کھانے کے بعد قیساریہ چلا گیا تھا۔ اہل طرابلس نے شہر کی حفاظت کے لئے مدد طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا تو اس نے تین ہزار شہسوار منتخب کر کے قیساریہ سے روانہ کر دیئے۔ لشکر نے قیساریہ کے قریب کسی چراگاہ مین پڑاؤ ڈالا تا کہ گھوڑے گھاس پھونس چرلیں۔

اسی دوران حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے کر وہاں پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ فلنطانوس بھی تھے۔ آپ بیت المقدس اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کے ارادہ سے وہاں سے گزرے۔

اس وقت آپ نے اور آپ کی فوج نے رومی لباس پہنا ہوا تھا۔ طرابلس کے باشندوں کی طرف جانے والے لشکر کا امیر ''جرفاس'' نام کا ایک رومی سردار تھا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو دیکھا تو حالات معلوم کرنے کے لئے خود ہی چل پڑا۔ جب قریب پہنچا تو سلام کیا۔ خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟

جواب دیا۔ عربوں کے تسلط کے وقت ہم لوگ ان سے پناہ لے چکے تھے۔ تا کہ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ ہمارا یہی خیال تھا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوں گے لیکن بعد میں ہم کو معلوم ہوا کہ وہ تو ظالم ہیں اور بے دین ہیں۔ پس ہم لوگ وہاں سے بھاگ آئے تا کہ اپنا دین تو محفوظ کرلیں۔

ہم لوگ حلب، قنسرین، عزاز، دارم اور انطاکیہ کے رہنے والے ہیں۔ اور اس وقت ہرقل بادشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ ہے۔

جرفاس نے جب ان کی گفتگو سنی تو مایوس ہوا اور کہا: ہمارے پاس آؤ تا کہ کچھ دیر آرام کرلو، رات دن کی مسافت نے آپ کو تھکا دیا ہوگا۔ اس کے علاوہ تم عربوں سے خوفزدہ بھی ہو۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے فرمایا: تم اس وقت کہاں جارہے ہو؟

اس نے کہا: ہم طرابلس کی جانب جارہے ہیں۔ ہم کو قسطنطین بادشاہ نے ان کی طرف بھیجا ہے۔

آپ نے فرمایا: تم لوگ اچھی طرح ہوشیاری سے کام لینا ہم نے مسلمانوں کے امیر ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے کے عزم بالجزم کر چکے تھے۔

جرفاس کہنے لگا: ہمارا خوف ہو یا ہماری دولت۔ اب ہم کو اس کا کیا فائدہ؟ سب کچھ تو ختم ہو چکا ہے۔ ہماری ذلت کے دن آگئے ہیں۔ صلیب کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ بھی کسی قسم کی مدد کرنے کو تیار نہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ (یوقنا) جرفاس کے کہنے پر کچھ دیر کے ٹھہر گئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ اور آپ کے لشکر کی خاطر مدارت کی، عمدہ کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں۔ آپ کے لشکر نے کھانا وغیرہ کھایا۔ اس کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی آگے جانے کے لئے سواریوں پر سوار ہوئے تو جرفاس بھی آپ کو الوداع کہنے لئے گھوڑے پر سوار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کی نگہداشت کرو۔ اور ان کو فاخرہ لباس پہناؤ کیونکہ تمہارے اس طرح کرنے سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب بیٹھ جائے گا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت نوفل بن عبداللہ حضرت جریر بن بکاء رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: جریر بن بکاء رحمۃ اللہ علیہ شام کی فتوحات کے متعلق بہت زیادہ معلومات رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ (یوقنا) جب ساحل کے علاقوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی حیلہ سازی کا پختہ یقین ہو چکا تھا۔ کیونکہ وہاں کے ایک گاؤں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اس گاؤں میں حضرت حدث بن سیم رضی اللہ عنہ کو نگران بنا کر بھیجا ہوا تھا۔ مسلمان اس مقام پر اونٹ وغیرہ چرایا کرتے تھے۔ اس کی آبادی تقریباً دوس گھرانوں پر مشہور تھے۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) وہاں پہنچے تو سب کو گرفتار کر لیا اور ان کی مشکیں باندھ دیں اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ساحل سمندر چلے گئے۔ رات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے گرفتار مسلمانوں کو بتایا کہ یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ میں دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہوں اور اس لئے تمہارے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہوں۔ بلکہ میرا رومیوں سے ایک تدبیر کا انداز ہے۔ میرے اس فعل سے ساحل پر آبادی یہ سوچیں گے کہ میں مسلمانوں سے غداری کر چکا ہوں اور اس لئے میں نے تم کو گرفتار کر رکھا ہے۔

یہ سن کو مسلمانوں کو کچھ سکون ہوا۔ انہوں نے کہا: اگر تو آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کی سربلندی کا ارادہ رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے مقصد میں ضرور کامیاب فرمائے گا۔

جرفاس کی فوج پر حضرت عبداللہ (یوقنا) کا حملہ

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چند ایک سپاہی ان کی نگہداشت کے لئے متعین کر دیئے۔ جرفاس جب یہاں سے گزرا تو اس کو بھی یقین ہو گیا کہ واقعی عبداللہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں سے غداری کر چکا ہے کیونکہ مسلمانوں اور ان کا مال و اسباب اور مال مویشی سب کچھ عبداللہ کے ساتھیوں نے قبضہ میں لے لیا تھا۔ جب حضرت عبداللہ (یوقنا) اور آپ کے ساتھیوں کو

دیکھا کہ جرفاس اپنا لشکر لئے ساحل کی طرف آرہا ہے۔ تو آپ نے ان کا تعاقب کیا اور طرابلس کے راستے پر پہنچے اور کمین گاہ میں جا چھپے، پھر رات تک وہیں بیٹھے رہے۔ جرفاس نے اسلحہ خانہ کھول کر سپاہیوں میں اسلحہ تقسیم کیا اور طرابلس کے راستے پر چلنے لگے۔

جب وہ لوگ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو آپ کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا اور ان کو اسلحہ تیار کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ انہوں نے جرفاس کے تمام سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے علاوہ آپ نے شہسواروں کو ادھر ادھر بھیج دیا تا کہ کوئی رومی بھاگ نہ سکے۔

جب تمام رومی گرفتار ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حدث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑنے کا ارادہ کیا لیکن حدث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میری رائے کے مطابق آپ ہم کو اسی حال میں چھوڑ دیں۔ کیونکہ جب آپ ساحل پر حملہ کریں گے تو لوگوں کو آپ کی چال کا شک بھی نہ ہوگا۔ اور آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں! یہ سب سے اچھی اور عمدہ رائے ہے۔

اس کے حضرت عبداللہ (یوقنا) نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا: ''سب قیدیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں'' اس کے بعد دو ہزار سپاہی فلنطانوس کی زیر قیادت پہرے کے لئے مقرر فرمائے۔ قیدیوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ آپ نے حدث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: جونہی میرا پیغام پہنچے فوراً حملہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) رضی اللہ عنہ کا طرابلس کے باشندوں کو دھوکہ دینا

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی اس کام سے فارغ ہونے کے بعد قیساریہ کی آنے والے لشکر کا لباس پہن کر رومیوں کی وضع قطع اختیار کر لی، طرابلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیکھنے والے کو یہی محسوس ہوتا تھا کہ قسطنطین کا بھیجا ہوا لشکر ہی ہے جو طرابلس جا رہا ہے۔ ادھر طرابلس میں بھی قسطنطین بادشاہ کا پیغام پہنچ چکا تھا کہ اس نے مدد کے لئے لشکر روانہ کر دیا ہے۔ مزید یہ بھی بتایا کہ لشکر تین ہزار فوجیوں پر مشتمل ہے۔ جس کی قیادت جرفاس کر رہا ہے۔

طرابلس پہنچے تو حضرت عبداللہ (یوقنا) اپنے ساتھیوں سمیت شہر میں داخل ہو گئے۔ سب نے آپ لوگوں کا والہانہ استقبال کیا۔ جب لشکر والوں نے شہر میں داخل ہو کر دارالامارات میں قیام کیا تو طرابلس کے مشائخ، سردار اور قدر و منزلت والے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سب کو جمع ہوتے دیکھا تو ساتھیوں کو حکم دیا کہ فوراً سب کو گرفتار کر لو۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب کو گرفتار کر لیا گیا۔

سیدنا عبداللہ (یوقنا) کا طرابلس کے باشندوں سے خطاب

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ خطیب کی حیثیت سے کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے:

''اے طرابلس کے باشندو! اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی مدد اور نصرت فرمائی۔ تمہاری طرح ہم لوگ بھی ظلمت و گمراہی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ صلیب کے سامنے سجدہ کرتے۔ تصاویر کی تعظیم کرتے۔ اس طرح قربان کو بھی قابل تعظیم بنائے رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی کا تصور ذہنوں میں سما رکھا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ماننے کے قائل تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عربوں کو ہماری مدد کے لئے روانہ کر کے ہم کو ہدایت کی راہ دکھائی۔ اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہم لوگ بھی عربوں کے دین میں شامل ہو گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں جن کا ذکر تورات میں کیا، نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ان کے آنے کی بشارت دی تھی۔ یقیناً دین اسلام ہی حق ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ہر بات حق ہے۔ عرب قوم، صدق کی پیروی کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہی۔ اور اللہ تعالیٰ کو بیوی، بیٹا سے منزہ ہونے کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اسی چیز کا حکم انبیاء اور رسول بھی دیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اپنا دین چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کر لو۔ یا جزیہ ادا دینے کا اقرار کر لو۔ اگر تم یہ سب کچھ نہیں کرو گے تو تم کو غلام بنا کر عربوں کے پاس بھیج دوں گا۔ میرے بس میں تو بس یہی ہے۔ والسلام

طرابلس کے باشندوں نے حضرت عبداللہ (یوقنا) کی گفتگو سنی وت جان گئے کہ اب وہ ان کے قبضے میں آ چکے ہیں ان کے قبضہ سے کسی صورت بھی چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے کہا: اے سردار! تم جو حکم بھی دو ہمیں وہ منظور ہے۔

اس کے بعد طرابلس کے باشندوں میں سے بعض نے تو اسلام کو قبول کر لیا جب کہ بعض نے جزیہ دینے کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے یہاں عدل وانصاف قائم کیا۔ پھر حکم دیا کہ کمین گاہ میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کی رسیاں کھول دو۔ اس کے بعد ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو دوبارہ ان سب کو قید اور گرفتار کر لیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو قتل کر دیا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حدث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ وہ طرابلس کی فتح کی خبر امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھی سنا دیں۔ حضرت حدث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ خط لے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خط کھولا اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے تجھ اور اپنے چچازاد بھائی کو بنی احمر کی طرف روانہ کیا تھا، طرابلس میں آپ کو کس نے پہنچا دیا؟

ان لوگوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہم کو کھینچ کر لے گئے۔ وہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ (یوقنا) نے رومیوں کو دکھانے کے لئے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم سب کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورا واقعہ امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو گوش گزار کر دیا جس کو سن کر امیر لشکر اسلامی ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اللھم ثبتھم وایدھم بنصرك"

(اے اللہ! ان کو ثابت قدمی عطا فرما اور اپنی خاص مدد کے ساتھ ان کی تائید فرما)

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے عامر بن اوس نے بیان کیا: فرماتے ہیں مجھ کو ابن سالم نے خبر دی۔ فرمایا: مجھ کو موسیٰ بن مالک نے بیان کی فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ہرقل کے بیٹے کے ساتھ جنگ کے دوران جب بارش

شروع ہوگئی۔ جس کی وجہ سے جنگ بندی کرنا پڑی۔ جب بادل چھٹ گئے تو اہل ہرقل اور اس کا لشکر فرار ہو کر قیساریہ کی طرف چلا گیا۔ ساحل پر آباد کسی شخص کو معلوم نہ ہوسکا کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چند دن ہی گزرنے نہ پائے تھے کہ پچاس سے زیادہ بحری بیڑے بندرگاہ کے قریب منڈلاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب کچھ دیکھ کر کچھ نہ کہا: جب بندرہ گاہ پہنچ کر وہ لوگ شہر میں آئے تو حضرت عبداللہ (یوقنا) نے ان لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا تا کہ صورت حال کو معلوم کیا جاسکے۔ جب وہ لوگ حاضر کئے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟

ان لوگوں نے جواب دیا: ہم جزیرہ قبرص اور جزیرہ اقریطش سے آرہے ہیں۔ مزید یہ بتایا کہ ہمارے پاس فوج، اسلحہ، دیگر ساز و سامان ہے جو قسطنطین بادشاہ کی مدد کے لئے جارہے ہیں۔

اہل قبرص، اہل جزیرہ اقریطش کی گرفتاری

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے جب یہ سب کچھ سنا تو بڑی خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ سلام کیا اور فرمایا: میں بھی تمہارے ساتھ بادشاہ کے پاس جاؤں گا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ضیافت کدہ میں آنے کی دعوت دی۔ اور بحری بیڑوں کی نگہداشت کے لئے چند ایک سپاہی روانہ کردیئے۔ آپ نے ان کے سامنے دسترخوان بچھایا اور رنگ برنگے کھانے پیش کئے۔

جب یہ لوگ کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھی ہی اسلحہ، کھانے پینے کا سامان اور دیگر استعمال کی چیزیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کروں۔ لیکن اس کے لئے تم کو تین دن یہاں ٹھہرنا ہوگا۔

ان لوگوں نے کہا: ہم لوگ بہت جلدی میں ہیں۔ ہم ڈر رہے کہ ہم نے دیر کردی تو بادشاہ ہم سے ناراض ہوگا۔ اس لئے ہم لوگ معذرت خواہ ہیں۔ ابھی ہم کو جانا ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو قائل کرلیا۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنا ساز و سامان اور اسلحہ وغیرہ اتار کر شہر میں رکھوا لو تا کہ اس کی طرف سے میرا دل مطمئن رہے۔ ان لوگوں نے بیڑے جو بندرگاہ میں کھڑے تھے ان سے سارا ساز و سامان اتار کر شہر میں رکھوا دیا۔ جب بیڑوں میں تین سپاہیوں کے علاوہ سب کچھ اتار لیا گیا۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) کی تدبیر بھی جب کامیابی سے ہمکنار ہوگئی تو آپ نے سب کچھ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ رات ہوتے ہی طرابلس کی ذمہ داری اپنے چچا کے بیٹے حرث بن سلیم اور فلنطانوس کے سپرد کردی۔ اور بحری بیڑے لے کر قیساریہ کی جانب جانے کے لئے روانہ ہوگئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ایک ہزار سپاہیوں کا لشکر لے کر وہاں پہنچ گئے۔ سورج اس وقت غروب ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) نے آپ کو دیکھتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔ طرابلس شہر کی ذمہ داری انہی کے حوالے کی پھر بتایا کہ کس طرح انہوں نے رومیوں کو اپنی چال میں پھنسایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ اب ان کا کیا ارادہ ہے۔ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اپنے امداد و نصرت سے نوازے۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) کا شہر صور کا رخ کرنا

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے رات ہوتے ہی اپنی فوج ساتھ لی اور روانہ ہو گئے۔ صور شہر میں قسطنطین کا متعین کردہ سردار ارمول بن نشطہ تھا۔ چار ہزار فوج کے ساتھ وہاں کا بادشاہ بنا ہوا تھا۔ صبح ہوتے ہی حضرت عبداللہ صور شہر کے قریب پہنچ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساز و تار بجانے اور جھنڈوں کو بلند کرنے کا حکم دیا۔ صور کے گورنر، ارمویل بن نشطہ حالات کے بارے میں جانکاری کے لئے کھڑا ہوا اس کے بعد اس نے ایک شخص کو حالات کے بارے میں خبر لینے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے آکر بتایا: یہ جزیرہ قبرص اور جزیرہ اقریطس کے لوگ ہیں۔ جو اسلحہ اور خوراک اور فوج لے کر بادشاہ سلامت کی خدمت میں قیساریٔ کی طرف جارہے ہیں۔ صور کے باشندوں نے خوش ہو کر ان کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر شہر میں چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سات سو فوجی تھے۔ یہ لوگ جنہوں نے اپنے جانیں خالص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کر رکھی تھیں۔ ارمویل بن نشطہ نے کھانا پیش کیا: دستر خواں پر طرح طرح کے کھانے رکھے گئے تھے۔ تنہائی میں گفت و شنید ہوتی رہی۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ رات کا انتظار کرنے لگے کہ کب لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں اور ہم لوگ ان پر حملہ کر دیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) کے ہمراہ سات سو افراد تھے۔ جب کہ باقی افراد بیڑوں میں ہی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ہدایت دے رکھی تھی کہ اگر ہم لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تو تم لوگ ہماری مدد کے لئے آنے کے بجائے واپس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ جانا اور ساری صورت حال سے آپ کو آگاہ کر دینا۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) اور آپ کے ساتھیوں کی گرفتاری

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس قصہ سے زیادہ عجیب و غریب قصہ میں نے نہیں سنا۔

اور بیشک مجھ سے ابن مزاحم نے بیان کیا کہ حضرت ارقط بن عامر از حضرت عمار بن یاسر ربعی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: فرماتے ہیں: جب حضرت عبداللہ (یوقنا) اپنے ساتھ سات سو ساتھیوں کو لے کر شہر صور میں داخل ہوئے اور کھانا کھانے کے بعد وہاں کے اکابرین سے بات چیت کر رہے تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کا چچا زاد بھائی وہاں سے چپکے سے نکلا اور اس کے دل میں گمراہی مکمل طور پر راسخ ہو چکی تھے۔ اور وہ ابھی تک کفر کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ صور کے گورنر ارمیویل کے پاس گیا اور حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سب کچھ اس کو بتا دیا کہ وہ کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور وہ عربوں کے ساتھ شامل ہو کر رومیوں سے لڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ طرابلس کی فتح، ہرقل کے بیٹے کا لشکر جو جرفاس کی قیادت میں تھا۔ اسکے متعلق اور جرفاس کی گرفتاری کا واقعہ سب کچھ بتا دیا۔ جب ارمویل نے یہ سب کچھ سنا تو اس کی بات پر یقین کر کے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ سمیت آپ کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی دوران شہر میں شور و غل سا بپا ہو گیا۔ بحری بیڑے میں موجود حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے جب یہ آوازیں سنیں تو سمجھ گئے کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے آوازیں آرہی ہیں۔ ان کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضرت عبداللہ اور آپ

کے ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کو اس کا شدید دکھ اور صدمہ ہوا اور ان کو اب اپنی جانوں کی فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں دشمن ادھر نہ آدھمکے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ارمویل نے جب تمام مسلمانوں کو فرفتار کر لیا تو ایک ہزار سپاہی ان پر مقرر کئے اور کہا کہ ان کو بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ جو چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں۔

اہل شہر نے جب حضرت عبداللہ اور آپ کے ساتھیوں کو طعنے مارنے شروع کئے کہ عربوں کے دین میں کیا خوبی تم نے دیکھی تھی کہ جس کو تم نے پسند کیا اور ان کی پیروی کرنے لگے۔ اور اپنا اور اپنے آباؤ واجداد کا دین ترک کر دیا۔ یاد رکھو! حضرت مسیح علیہ السلام نے تم کو اپنی رحمت کے دروازے سے دور کر دیا ہے۔ اور اپنے دربار سے بہت دور کر دیا ہے۔

سپاہی حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہونے لگے تو اچانک شہر سے باہر آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے جب یہ آوازیں سنیں تو شور برپا کر دیا۔ اور یہ آوازیں سہر کے بالکل قریب سے ہی آرہی تھیں۔ جب پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ عربوں کے لشکر کی آوازیں ہیں جو صور پہنچ چکا ہے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی صور آمد

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب قیساریہ کی جانب روانہ ہونے کا عزم بالجزم کیا تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دو ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر صور شہر کی جانب روانہ کر دیا۔ ارمویل نے جب یہ چیخ و پکار سنی تو دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد دیواروں اور برجوں پر فوج متعین کر دی۔ منجنیق کو تیار کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ (یوقنا) اور آپ کے ساتھیوں کو محل کے اندر رکھنے کا حکم جاری کر دیا۔ اور ان پر سخت پہرہ مقرر کر دیا تا کہ وہ اپنا کام مکمل کر لے۔ پوری رات اسی طرح خوف وہراس میں گزر گئی۔ دیواروں پر روشنی کی گئی۔ رقص وسرور اور شراب نوشی کی محافل ساری رات کے لئے منعقد کی گئیں۔ صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اپنے لشکر لئے صور پہنچ چکے ہیں۔ ارمویل نے ان کو دیکھا تو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا لشکر مختصر سا تھا۔ کہنے لگا: مسیح علیہ السلام کی قسم! میں ان ضرور مقابلہ کروں گا۔ اور اس چھوٹی سی جماعت کو شکست سے دو چار کر دوں گا۔ اس کے بعد اس نے جنگی لباس پہنا اور مسلمانوں کے مقابلے میں نکلنے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ حضرت عبداللہ (یوقنا) اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کی نگرانی کے لئے اپنے چچا کے بیٹے ''بالیس'' کو متعین کیا۔

بالیس کون تھا؟

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بالیس نے اپنے بزرگوں اور ماضی کے احوال کا کافی مطالعہ کر رکھا تھا۔ اور وہ بحیرا راہب کی عبادت گاہوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی کر چکا تھا۔

وہ اس طرح ہوا بالیس ایک دفعہ بحیرا راہب سے ملنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ قریش کا تجارتی قافلہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے اونٹ لئے وہاں قیام پذیر تھا۔ اس قافلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ بحیرا راہب نے قافلوں والوں کو دیکھا

• کہ ان میں نبی آخرالزمان ﷺ تشریف فرما ہیں جب کہ آپ ﷺ سورج کی گرمی سے محفوظ ہیں بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ تمام عالمات جب واضح ہوگئیں تو بحیرا راہب نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی وہ صفات ہیں جو قریش میں تشریف لانے والے نبی میں پائی جائیں گی۔

قافلے والوں نے آرام کرنے کی غرض سے وہاں پڑاؤ کیا تو رسول کریم ﷺ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے درخت اسی وقت ہرا بھرا ہوگیا۔ بحیرا نے جب یہ منظر دیکھا تو قریش کے لئے کھانا تیار کیا اور ان کو کھانے کی دعوت دی۔ جب سب لوگ کھانے کے آئے تو بحیرا راہب نے پوچھا اے قریش کی جماعت! کوئی شخص ایسا تو نہیں جو رہ گیا ہو اور نہ آیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں ایک نوجوان ہے جس کو اونٹوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ آئے ہیں۔ وہ یہاں نہیں آیا تا کہ وہ اونٹوں کو ادھر ادھر چرائے۔

راہب نے کہا: اس کا نام کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: محمد بن عبداللہ

راہب نے پوچھا: ان کے والدین وفات پا گئے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں

راہب نے پوچھا: ان کی کفالت ان کے چچا اور دادا نے کی ہے؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

راہب نے کہا: اے قریش! اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ نوجوان تمہارا سردار ہے اسی کی وجہ سے تو تم عظمت ملے گی۔

انہوں نے راہب سے پوچھا یہ ساری باتیں تجھ کو کس طرح معلوم ہوئیں؟

راہب نے جواب دیا: جب تم لوگ یہاں آئے تھے تو میں نے پتھر اور مٹی کے ڈھیلے دیکھے کہ وہ ان کی طرف جھکے جا رہے ہیں۔ اور سجدہ کر رہے ہیں۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بالیس کافی عرصہ تک اس معاملہ میں حیران و پریشان رہا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہ کیا۔ اس کو یہ بھی یقین تھا کہ بحیرا جو بھی کہتا ہے وہ سچ ہوتا ہے۔ پھر جب حضرت عبداللہ (یوقنا) اور ان کے ساتھی اس علاقے مین آئے اور گرفتار کے بعد ارمویل نے اس کو ان کی نگرانی کے لئے متعین کیا تو بالیس نے دل میں سوچا: دین اسلام حق ہے اور بحیرا راہب بھی اس کے حق ہونے کی بشارت دے چکا ہے۔ آج اس قوم کو رہا کر دوں تو ہوسکتا ہے کہ اسی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ نے حسن تدبیر اس طرح فرمائی کہ جب ارمویل خود تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نکل گیا اور شہر میں صرف بچے اور عمر رسیدہ افراد ہی باقی تھے۔ جو دونوں لشکروں کے مابین ہونے والی جنگ کا مشاہدہ کرنے میں مصروف تھے۔ جب بالیس نے دیکھا کہ شہر تو خالی ہوگیا ہے۔ اور شہر کے باشندگان جنگ کرنے میں مصروف ہیں تو اس نے حضرت عبداللہ (یوقنا) اور ان کے ساتھیوں کو رہا کرنے کا ارادہ کرلیا۔

بولیس اور حضرت عبداللہ کے مابین گفتگو

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی رہائی کا معاملہ درپیش آیا۔ بولیس نے جب رہا کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو وہ ان حضرت سے ملنے آیا اور حضرت عبداللہ سے کہا: اے سردار! تم نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو کیوں چھوڑا ہے؟ اور عربوں کے دین میں یہ خوبی تھی جو تو نے یہ دین اختیار کر لیا ہے؟ آپ نے اس میں کون سی حق کی بات دیکھی جو عربوں کی اتباع کرنے لگے ہو۔ اور اب رومیوں نے بھی آپ کو عربوں کی امداد کرنے کی پاداش میں گرفتار کر رکھا ہے۔؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لئے حق کا وہی دروازہ کھلا تھا جو تیرے لئے کھلا ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم حق کی معرفت حاصل کر چکے ہو۔ کیونکہ ہاتف غیبی سے کسی نے مجھ کو آواز دے کر بتا دیا ہے کہ تجھ کو دین اسلام کی طرف ہدایت مل چکی ہے۔ تم ہی مجھ کو اس قید سے رہائی دلاؤ گے۔ تیرے ہاتھوں ہماری رہائی کی بشارت مجھ کو مل چکی ہے۔

جب بولیس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو اس کا ایمان اور بھی پختہ ہو گیا۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے۔ میرے دل سے غفلت کے سارے پردے اس وقت سے ہی چھٹ گئے تھے جب میں نے بحیرا راہب کے دیر میں عرب قوم میں مبعوث ہونے والی نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تھی۔ نبی کریم ﷺ اہل مکہ کے ساتھ ایک قافلہ میں تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ میں نبوت کی نشانیاں دیکھیں کہ آپ ﷺ جس وقت بھی تشریف لے جاتے درخت آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتے۔ بادل کا ٹکڑا آپ ﷺ پر ہر وقت سایہ کیے رکھتا۔ جس وقت خشک درخت کے ساتھ آپ ﷺ نے ٹیک لگائی تو وہ اسی وقت ہرا بھرا سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اور اس پر پھل بھی لگ گئے۔

بحیرا راہب نے مجھ کو بتایا کہ ''سابقہ کتابوں میں، میں نے پڑھا ہے کہ اسی درخت کے ساتھ انبیاء نے بھی ٹیک لگائی تھی اور وہ اس کے ارد گرد بیٹھے تھے لیکن اس کی شاخیں سرسبز ہوئی تھیں اور نہ یہ درخت ہرا بھرا ہوا تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس درخت کے ساتھ ٹیک لگائی تو نہ صرف اس کی شاخیں سرسبز و شاداب ہو گئیں بلکہ اس پر پھل بھی لگ گئے۔ میں نے جب یہ سارا منظر دیکھا تو مجھ کو تعجب ہوا۔ میں نے بحیرا راہب سے یہ بھی سنا تھا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی وہ مقدس ہستی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی تھی۔''

مبارک ہیں وہ لوگ جو آپ ﷺ کی اتباع کریں گے، آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کریں گے۔

جب میں بحیرا راہب سے ملاقات کر کے واپس آیا تو اول تو میں تجارت کرنے کے لئے قسطنطنیہ چلا گیا۔ اسی طرح میں روم کے مختلف علاقوں میں جب تک میرے رب نے چاہا میں تجارت کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے قیساریہ میں قیام کیا۔ میں نے رومیوں میں افراتفری کی کیفیت کو ملاحظہ کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ سرزمین حجاز میں محمد بن عبداللہ نام کے ایک نبی مبعوث ہوئے تھے۔ [illegible] کے لوگوں نے ان کو وہاں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ یثرب (مدینہ منورہ) چلے گئے ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے

آپ ﷺ کی بیعت کرلی ہے۔ وقت اسی طرح گزرتا رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مکہ کے خلاف آپ ﷺ کی مدد کی گئی۔ میں مسلسل آپ ﷺ کے احوال سے باخبر رہا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مجھ کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ اور بتایا گیا کہ آپ ﷺ کے امور سلطنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے ہوئے ہیں۔ انہوں نے السلامی لشکر تیار کر کے روم کی طرف روانہ کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی تھوڑا عرصہ زندہ رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین بنے ہیں۔ اور ملک شام کو شکست پر شکست دے رہے ہیں۔ میں اب تک اسلامی لشکر کی آمد کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ اب تم لوگ یہاں آگئے ہو۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) نے فرمایا: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنی قوم سے الگ ہو کر تمہاری اتباع کروں گا کیونکہ مجھ پر حق واضح ہو گیا ہے۔

اس کے بعد اس نے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ اور اسلحہ خانہ سے اسلحہ نکال اور ان کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد اس نے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ شہر کی چابیاں میرے پاس ہیں۔ اور لشکر شہر سے باہر جنگ میں مصروف ہے۔ اس لئے آپ کو شہر میں کسی قسم کا کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکل جائیں۔

حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین حق کی طرف ہدایت دیا اور نجات کی راہ پر چلایا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کو بھلائی کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت ہمیں اپنے ساتھیوں کی خبر لینی چاہئے۔ جن کو ہم بحری بیڑوں میں چھوڑ آئے تھے تاکہ ان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں۔

بالیس نے کہا: میں بھی ابھی جاتا ہوں اس کے بعد انہوں نے رات کے اندھیرے میں سمندر کی جانب نکلنے والا دروازہ کھلوایا اور حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی کو ساتھ لیا اور ان لوگوں کی جو بحری بیڑوں میں تھے خبر لینے چلے گئے۔

بحری بیڑوں کے پاس پہنچے تو ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان تمام کو اپنے ساتھ شہر میں لے آئے۔ یہ سارا واقعہ لوگوں کے سامنے پیش آیا مگر یوں معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی آنکھوں میں مٹی ڈال دی ہے کہ ان کو کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اہل صور پر حملہ

جب حضرت عبداللہ (یوقنا) رحمۃ اللہ علیہ کے تمام ساتھی آگئے تو انہوں نے اہل شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت عبداللہ نے فرمایا میرے خیال میں ابھی ان پر حملہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ تم میں سے کون ہے جو اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کرتے ہوئے اس معاملے کو صیغہ راز میں رکھتے ہوئے اسلامی لشکر کے ارد گرد چکر لگا کر حالات معلوم کرے اس کے بعد امیر لشکر کے پاس جا کر ان کو ان حالات سے آگاہ کرے۔ مگر یہ کام ہے کافی مشکل۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سن کر ایک شخص جس کے دل میں دشمن کا ذرہ برابر بھی خوف نہ تھا نے کھڑے ہو کر کہا: میں یہ کام

سرانجام دینے کو تیار ہوں۔

اس کے بعد وہ شخص چپکے سے چلا گیا۔ بالیس نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ شخص دروازے سے باہر نکل گیا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے جب حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا تو سجدہ شکر بجالائے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جب ان تمام حالات سے آگاہی حاصل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سنتے ہی لشکر تیار ہو گیا۔ جب حضرت عبداللہ کو پتہ چل گیا کہ امیر لشکر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو اس ساری صورت حال کا پتہ چل گیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے پانچ سو سپاہی دیواروں پر چڑھ جاؤ اور جو بھی دکھائی دے اس کو قتل کر دو۔ بالیس نے کہا: ایسا کرنا مناسب نہ ہوگا کیونکہ دیواروں پر عوام بھی موجود ہے۔ اور عوام کا تو اعتبار بھی نہیں کیا جاتا۔ ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور وہ اسلام قبول کر لیں۔ ہاں اس طرح ہوسکتا ہے کہ زینوں پر سپاہی مقرر کر دیں۔ جو سب کو پکڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر کر دیں۔

صور شہر کی فتح

اس کے بعد حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دل کی گہرائیوں سے ایک گرجدار آواز میں نعرہ بلند کیا "لا إله إلا الله محمد رسول الله" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر نعرے لگائے۔

صور شہر میں مقیم اور دیواروں پر چڑھے تمام لوگوں نے یہ آواز سنی تو جان گئے کہ حضرت عبداللہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی رہا ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے شہر پر حملہ کر دیا ہے۔ جس سے ان کی عقلیں حیران کی حیران رہ گئیں اور ہر کسی کو اپنے اہل وعیال کی فکر دامن گیر ہوگئی۔ الغرض ان نعروں نے ان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

صور شہر کے باشندوں کے دلوں میں مسلمان کا خوف اور رعب بیٹھ گیا۔ صور کے لشکر نے جب اسلامی لشکر میں مشعلوں کو روشن ہوتا دیکھا۔ اور دیکھا کہ مسلمان حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ اب رومیوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور ان سب نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ کیونکہ ان تمام کو اب اپنی اولاد اور مال و دولت کی فکر دامن گیر ہو چکی تھی۔

دوسری طرف قیساریہ بھی مسلمانوں کے محاصرہ میں تھا اس لئے وہاں سے بھی کسی قسم کی کمک آنے کی کوئی امید نہ تھی۔

اس لئے رومیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے خیموں سے ملنے والے سامان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

شہر صور کے دروازے مسلمانوں کے لئے کھول دیئے گئے

صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہر کے دروازے کھولے تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے اندر موجود مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ دیواروں پر موجود لوگوں نے پناہ مانگی تو مسلمانوں نے ان کو پناہ دے دی۔ اور ان کو امن کی یقین دہانی کرائی تو وہ قلعہ کی دیواروں سے نیچے اتر آئے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ۔۔۔

ہمارے غلام ہو۔ ہم جو چاہیں گے تم پر وہی حکم نافذ کریں گے لیکن اگر تم ہمارے ساتھ معاہدہ کرلو تو ہم ضرور تم سے معاہدہ ایفا کریں گے۔ کیونکہ ہم جو بات بھی کرتے ہیں اس کو پورا ضرور کرتے ہیں۔

دھوکہ دینا ہماری شان کے خلاف ہے۔ ہماری طرف سے تمہاری جانوں کو امان ہے۔ لیکن اس کے لئے تم کو یہ کرنا ہوگا کہ جو اپنے دین پر قائم رہے گا وہ ہر سال جزیہ ادا کرے گا اور جو اسلام قبول کرلے گا وہ ہماری طرح ہی ہے جو احکام ہم پر ہیں وہی احکام اس پر ہوں گے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو اکثر نے تو اسلام قبول کرلیا اور کچھ لوگوں نے جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرلیا۔

قسطنطین کا قیسارہ سے فرار اور قیساریہ کی فتح

ہرقل بادشاہ کا بیٹا قسطنطین بادشاہ کو جب صور کے شہر کی فتح کی خبر موصول ہوئی تو اس کو یقین ہوگیا کہ اب اس کا باقی رہنا بھی ناممکن ہے۔ چنانچہ ایک رات جب مسلمان کسی کام میں مشغول تھے تو وہ چپکے سے اپنا خزانہ، مال واسباب اور خدمت گزاروں کو ساتھ لے نکلا اور بحری بیڑے پر بیٹھ کر اسی رات کی تاریکی میں قسطنطنیہ کی جانب فرار ہوگیا۔ قیساریہ کے باشندوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ شہر سے باہر آئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے صلح کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی صلح کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے یہ شرط لگائی کہ ایک لاکھ درہم اور جو مال واسباب وغیرہ اس شہر میں ہے وہ سب ہمارے حوالے کردیں۔ انہوں نے یہ شرط تسلیم کرلی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو صلح نامہ لکھ دیا۔

پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ قیساریہ شہر میں داخل ہوئے تو باقی مال واسباب جو بادشاہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اس پر قبضہ کرلیا۔ ہر شہری پر سال بھر کا جزیہ چار دینار مقرر کیا۔ کیونکہ اسی کا حکم امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت یاسر بن عمار بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ صور کی طرف روانہ کیا۔ حضرت یاسر بن عمار رضی اللہ عنہ بہت بزرگ ہو چکے تھے۔ حضرت یاسر بن عمار رضی اللہ عنہ غزوہ حنین ونضیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی غزوہ حنین میں مالک بن عوف نضیری کے ہاتھوں شہید ہو چکے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ صور شہر روانہ کردیا۔ اور قیساریہ کے باشندوں کے ساتھ ایک لاکھ درہم اور ہرقل کے بیٹے کا سارا خزانہ لینے کی شرط پر صلح کرلی۔

رملہ، عکاء، عسقلان، نابلس اور طبریہ کی فتح

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ ۱۹ ہجری رجب کے مہینے کے دوسری دہائی میں بدھ کے دن قیساریہ میں داخل ہوئے اور اہل رملہ، عکاء، عسقلان، نابلس، طبریہ کو جب قیساریہ کی فتح کی خبر ملی تو وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کرلی۔ اس طرح بیروت، جبلہ اور لاذقیہ کے باشندگان بھی مسلمانوں کی صلح میں آگئے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے سارے کا سارا ملک شام مسلمانوں کی ملکیت میں دے دیا۔